U 58011 P - 16-1-10

Title - FALAAH-E-DEEN-O-DUNIYA.

Creator - Mohd. Ali. Khan.

Publisher - Dilli Printing works (Delhi).

Date - 1923.

Pages - 554.

[illegible]

فلاح دین

مؤلفہ

جناب جا لوی

محمد علیخاں

صاحب رام پوری

انوار ہاشمی مالک نظامیہ دارالاشاعت

رسالہ دین و دنیا بازار چھلیوالان دہلی

بماہ مئی ۱۹۲۳ء

دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوایا

اور نظامیہ دارالاشاعت دہلی سے شائع کیا

فلاحِ دین و دُنیا

کے چھاپنے میں اگرچہ نہایت اہتمام و احتیاط سے
کام لیا گیا ہے اور حتی الامکان اِس بات کی
کوشش کی گئی ہے کہ اس میں کوئی غلطی نہ رہے
لیکن ممکن ہے کہ باوجود اس احتیاط کے پھر بھی کچھ اغلاط
رہ گئی ہوں ۔ لہٰذا ہم ناظرین سے التماس کرتے
کرتے ہیں کہ اگر اتفاقاً کوئی غلطی پائیں تو از راہ کرم
مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ دوسرے
ایڈیشن میں اُن اغلاط کی تصحیح کر دی جائے ۔

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً و سائلاً و راجیاً

۱۱۰۸ھ

بابُ اوّل۔ عقائد اہلِ سنّت وجماعت

ذات وصفاتِ آلٰہی کا بیان

ہر مسلمان کو چاہیئے۔ دل سے اعتقاد رکھے کہ درصل ہر شے کا وجود ہے۔ صرف وہم وخیال ہی نہیں ہے۔ اور ہر شے حادث ہے۔ یعنی پہلے نہ تھی بنانے سے بنی ہے۔ اس کا بنانے والا اللہ ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ اور خود بخود ہے ایک ہے زندہ ہے ہر شے حاضر وغائب کا جاننے والا ہے۔ ذرہ برابر اُس سے چھپا نہیں جو چاہتا ہے کرتا ہے کسی کی زبردستی سے کام نہیں کرتا۔ اُس کے مانند ذات اور صفات میں کوئی نہیں۔ نہ کسی سے پیدا ہوا نہ کسی کو اُس نے جنا۔ بولتا ہے سُنتا ہے دیکھتا ہے مگر اس کا بولنا سُننا اور دیکھنا بندہ کی سمجھ سے باہر ہے۔ وہ عرش پر ہے۔ اُس کا مُنہ ہے اور ہاتھ ہے۔ مگر ان کی کیفیت کہ کس طرح ہے عقل میں نہیں آسکتی۔ ان پر ایمان لانا واجب ہے۔ اور سوال کرنا ان کی بابت بدعت ہے اُسکی ذات

اور صفات کو کبھی فنا اور تغیر نہیں۔ جو اعلیٰ درجہ کی صفتیں ہیں وہ سب اُس میں پائی جاتی ہیں۔ ازل سے ابد تک اُس کی سب صفتیں بے تفاوت اُس میں موجود ہیں مثل صفات ہماری کے نہیں کہ مخلوق ہیں۔ کوئی صفت اُس کی ذات میں جدید پیدا نہیں ہوئی ہے جن صفتوں میں نقصان ہے یا مٹنے والی ہیں وہ اُن سے پاک ہے۔ وہ کسی کا کسی چیز میں محتاج نہیں ہے نہ اُس کو کسی چیز کی پرواہ ہے نہ وہ عرض[1] ہے نہ جوہر[2] نہ اُس کا جسم[3] ہے نہ اُس کے لئے رنگ ہے نہ بُو۔ نہ صورت نہ شکل نہ مکان۔ نہ اس کی حد اور نہایت ہے۔ نہ کسی خاص سمت یعنی اوپر نیچے یا آگے یا پیچھے یا دائیں یا بائیں رہتا ہے۔ بلکہ ہر جگہ ہے نہ بوڑھا ہے نہ جوان۔ کھانے پینے صحت و مرض خوشی و رنج وغیرہ سے پاک ہے اُسکے حکم کو کوئی پھیر نہیں سکتا نہ کوئی اسکا شریک و مددگار ہے نہ وہ کسی کا ہم جنس ہے نہ کسی کے ساتھ ذات و صفات میں مشابہ ہے نہ کسی کے ساتھ متحد ہے۔ نہ وہ کسی چیز میں حلول کرتا ہے یعنی گھستا ہے نہ کوئی چیز اُس میں حلول کر سکتی ہے۔ کسی مخلوق کا علم اُس کو احاطہ یعنی گھیر نہیں سکتا نہ کسی کی فکر اُس کو پہنچ سکتی ہے۔ نہ بجز ہستی کے اور کچھ اُس کو پا سکتا ہے ؎

دوربینانِ بارگاہِ الست　　غیر ازیں پے نبردہ اند کہ ہست

قیامت کے دن مومنوں کو اپنا دیدار دکھلائے گا جس کی کیفیت سے وہی واقف ہے وہی ہر شئے کا پیدا کرنے والا ہے۔ کسی چیز کا کرنا اُس پر لازم نہیں۔ نہ کسی سے اُس کو کوئی غرض ہے نہ کوئی شئے اُس پر حکم کرنے والی ہے اللہ تعالےٰ کے نام جو شرع میں آئے ہیں وہی لینے چاہئیں۔ اپنی عقل سے کوئی نیا نام اُس کا نہیں رکھنا چاہئے۔ بندہ اور اُس کے ہر فعل کا خالق یعنی پیدا کرنے والا اللہ ہے نیکی اور بدی کا پیدا کرنے والا بھی وہی ہے سب افعال اللہ کے ارادہ اور مشیت اور قضا و تقدیر سے ہوتے ہیں بندہ کو بھی اُس نے کسبِ فعل

۱ه عرض وہ ہے کہ کسی اور چیز میں ہو کر پایا جاوے جیسے سیاہی سپیدی کہ بدون کسی جسم کے نہیں پائی جاتی ۱۲

۲ه جوہر اُس کو کہتے ہیں جو اپنے وجود میں کسی اور کا محتاج نہ ہو ۱۲

۳ه جسم اُسکو کہتے ہیں جس میں لمبائی چوڑائی دل پایا جاوے ۱۲

اختیار دیا ہے جس سے وہ کام کرتا ہے۔ پس اگر نیک کام کرے گا اجر پا ئیگا اور بدکام
سے اُس کو سزا دیجا ئے گی۔ جو بندوں کے حق میں بہتر ہو اُس کا کرنا اللہ تعالیٰ پر
واجب نہیں ہے۔ بندہ کے اچھے کام سے اللہ تبارک و تعالیٰ راضی ہے۔ اور بدکام
سے ناراض ہے۔ راہِ راست دکھلانیوالا اور گمراہ کرنیوالا وہی اللہ تعالیٰ ہے۔ عرش[1]۔ کرسی[2]

[1] عرش تجلی گاہ حضرت حق سبحانہ ہے۔ ہر روز اُسکو ستر ہزار رنگ کا نور پہنایا جاتا ہے مخلوق میں کوئی اُسکو دیکھ نہیں سکتا۔ تمام اشیا اُسکی عظمت کے مقابلہ میں ایسی ہیں جیسے صحرا میں ایک حلقہ اور ساتوں آسمان اور عرش کے درمیان ستر ہزار حجاب ہیں۔ ایک نور کا اور ایک ظلمت کا اسی طرح اور عرش کے ایک پایہ سے دوسرے پایہ تک اتنی مسافت ہے کہ تیز پرندہ تیس ہزار برس میں اس کی مسافت کو طے کرے۔ فرشتے اسکو اُٹھائے ہوئے ہیں اُن کے ٹخنے سے ایڑی تک پانسو برس کی راہ ہے اور کان کی لو سے کندھے تک سات سو برس کی راہ ہے اور اُن کے پاؤں نیچے کی ساتویں زمین میں ہیں اور اُن کے سر عرش کے اوپر نکلے ہوئے ہیں خوف اسقدر غالب ہے کہ اُوپر کو نگاہ نہیں اُٹھاتے۔ اِن میں اور عرش میں ستر حجاب نور کے حائل ہیں اور ہر ایک کے چار چار مُنہ ہیں ایک نور کا ایک بصورت انسان ایک بشکل شیر ایک کرگس کی طرح اور ایک کے چار چار پر ہیں ایک منہ پر ہے اس خوف سے کہ کہیں عرش پر نگاہ نہ پڑ جائے۔ تسبیح و تحمید وغیرہ کے سوا اور کچھ انکا کلام نہیں ۱۲۔

[2] کرسی عرش کے سامنے موضوع ہے اور عرش کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے میدان میں ایک حلقہ اور کرسی کے مقابلہ میں زمین و آسمان ایسے ہیں جیسے میدان میں ایک حلقہ اور ایک روایت میں ہے کہ ساتوں زمین و آسمان کرسی کی نسبت ایسے ہیں جیسے ڈھال میں سات درم اور اس کے ہر پایہ کا طول جیسے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اور وہ عرش کے سامنے ہے اور چار فرشتے کرسی کو اُٹھائے ہوئے ہیں۔ ہر فرشتہ کے چار منہ ہیں اور ان کے پاؤں اس چٹان پر ہیں جو زمین کے نیچے پانسو برس کی راہ ہے۔ ایک فرشتہ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت کا ہے وہ آدمیوں کے واسطے رزق اور مینہ طلب کرتا ہے اور ایک فرشتہ بیل کی صورت ہے وہ چارپایوں کے لئے رزق مانگتا ہے اور جس دن سے گوسالہ کی پرستش ہوئی ہے جب سے اسکو شرمندگی ہے اور ایک فرشتہ شیر کی صورت ہے وہ درندوں کیواسطے رزق طلب کرتا ہے اور ایک کرگس کی صورت ہے وہ پرندوں کیلئے روزی مانگتا ہے اور حاملان عرش اور حاملان کرسی کے درمیان ستر حجاب ظلمت کے اور ستر حجاب غلیظ نور کے ہیں ہر حجاب پانسو برس کی راہ کا ہے اگر یہ حجاب نہ ہوں تو حاملان کرسی و حاملان عرش کے نور سے جل جائیں اور بعض کے

[3] نزدیک عرش و کرسی ایک ہی چیز ہیں ۱۲

لوح ۱ - قلم ۲ - فرشتے آسمان ۳ - زمین ۴ - چاند - سورج تارے - دریا ہوا پہاڑ وغیرہ تمام مخلوق

۱ لوح محفوظ سفید موتی کی ہے اُس کا طول جیسے زمین سے آسمان اور عرض جیسے مشرق سے مغرب اور اُسکے کنارے یاقوت اور موتی کے ہیں اور دونوں تختیاں یاقوت سُرخ کی ہیں اُسکا سر عرش کی داہنی طرف لٹکا ہے اور نیچے کی طرف ایک معزز فرشتہ کی گود میں رکھی ہے اور اُسکے صدر پر یہ عبارت لکھی ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ دِیْنُہُ الْاِسْلَامُ وَمُحَمَّدٌ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ فَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَصَدَّقَ بِوَعْدِہٖ وَاتَّبَعَ رُسُلَہٗ اَدْخَلَہُ الْجَنَّۃَ ۱۲۔

۲ قلم نور کا ہے اُس کا طول جیسے زمین سے آسمان اللہ تعالےٰ نے اوّل قلم پیدا کر کے اُس پر نظر کی تو وہ شق ہو گیا پھر خطاب فرمایا کہ قیامت تک جو ہونیوالا ہے اُس کو لوح محفوظ پر لکھ اُس نے وہ لکھا ۱۲

۳ پہلا آسمان موج مکفوف یعنی پانی کا جھاگ ہے دوسرا سفید موتی کا تیسرا لوہے کا چوتھا تانبا پانچواں پیتل کا - پانچواں چاندی کا چھٹا سونے کا ساتواں یاقوت سُرخ کا اُسکے اوپر نور کے جنگل ہیں ۱۲

۴ جب اللہ تعالےٰ نے زمین کو پیدا کیا تو عرش کے نیچے سے ایک فرشتہ بھیجا کہ وہ ساتوں زمینوں کے نیچے چلا گیا اور انکو اپنے کاندھے پر رکھ لیا اُس فرشتہ کا ایک ہاتھ مشرق میں دوسرا مغرب میں ہے پھر اُس فرشتے کے پاؤں ٹھہرنے کے لئے جنت سے ایک بیل بھیجا جسکے چالیس ہزار سینگ اور چالیس ہزار پاؤں ہیں اُسکے کوہان پر اُس فرشتے کے پاؤں رکھنے کی جگہ مقرر کی مگر اُس پر اُس کے پاؤں نہ ٹھہر سکے تو ایک چٹان یاقوت سبز کی جسکا دل پانسو برس کی راہ ہے جنت الفردوس سے نازل کر کے اُس بیل کے کوہان کے سامنے کان تک رکھی اور پھر فرشتہ کے پاؤں ٹھہرے اور اُس بیل کے سینگ اطراف زمین سے باہر ہیں۔ اور اُسکے نتھنے دریا میں ہیں وہ ہر ایک روز ایک سانس لیتا ہے جب وہ سانس چھوڑتا ہے تو دریا بڑھ جاتا ہے اور جب وہ سانس کھینچتا ہے تو دریا گھٹ جاتا ہے اسی کو مد و جزر اور بعض ملکوں میں جوار بھاٹا کہتے ہیں اور اس بیل کا منہ کھلا ہوا ہے جب قیامت سے کچھ پہلے سب دریا خشک ہو جاوینگے تو یہی وجہ ہوگی کہ تمام پانی اُس بیل کے منہ میں چلا جائیگا پھر اس بیل کے پاؤں ٹھہرنے کے لئے ایک چٹان پیدا کی جس کا دل ساتوں آسمانوں و زمینوں کے برابر ہے اُس پر اسکے پاؤں ٹھہرے اور ایک بہت بڑی مچھلی لوتیا نام پیدا کر کے وہ چٹان اسکی پیٹھ پر رکھی باقی بدن اُس کا کھلا ہوا ہے۔ وہ مچھلی دریا پر ہے اور دریا ہوا پر ہے اور ہوا قدرت پر ایک روز ابلیس نے اس مچھلی کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ تجھے کچھ خبر بھی کہ تیری پیٹھ پر تمام انسان و حیوان و شجر و حجر وغیرہ ہیں اگر تو پیٹھ کو ذرا حرکت دے تو ان سب کو گرا کر اس بوجھ سے چھوٹ جائے اُس نے قصد کیا تو اللہ تعالےٰ نے ایک جانور پیدا کیا جو اُسکے نتھنے کی راہ سے دماغ میں گھس گیا اور اُس مچھلی نے درگاہ الٰہی میں اُسکے نکلنے کے واسطے عاجزی اور زاری کی تو اُسکو نکلنے کا حکم ہوا اور نکل آیا۔ اب وہ اُس کے منہ کے سامنے ہے وہ مچھلی اُسکی طرف دیکھتی ہے اور وہ جانور مچھلی کو دیکھتا رہتا ہے ۱۲

کا وہی ایک پیدا کرنے والا ہے۔ روح کا پیدا کرنے والا بھی وہی ہے۔ اللہ تعالےٰ ظالم نہیں ہے۔ ہر فعل اُس کا عدل ہے اللہ تعالےٰ نے سات آسمان و زمین بنائے ہیں اور آسمانوں اور زمینوں کو بلا ستون اور سہارے قائم فرمایا ہے۔ چاند سورج۔ تارے آسمان اُس کے حکم سے رات دن گردش میں رہتے ہیں۔ زمین قائم کر رکھی ہے۔

فرشتوں کا بیان

فرشتے جوہر مجرد بسیط ہیں اور اللہ کے بندے ہیں اُنکا جسم لطیف نورانی ہے جیسی شکل چاہیں بنا سکتے ہیں۔ کبھی ہوا ہو جاتے ہیں کبھی انسانی جامہ پہن لیتے ہیں کبھی جانوروں کی طرح بہت پروں کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ کبھی چھوٹی صورت بن جاتے ہیں کبھی بہت بڑی اُن کی اصلی جگہ آسمان ہے۔ زمین پر بھی اپنی خدمات پر آتے جاتے رہتے ہیں بعض مقرب الٰہی ہیں بعض بندے کے اعمال لکھنے اور اُس کو بدی سے بچانے اور اچھے کام کی طرف دعوت کرنے یعنی بلانے کے لئے مقرر ہیں۔ انسان کے اعمال لکھنے کے لئے دو فرشتے دن کے ایک بدی کا لکھنے والا۔ اور ایک نیکی کا لکھنے والا دونوں شانوں پر مقرر ہیں۔ سیدھے کندھے والا نیکی لکھتا ہے۔ بائیں کندھے والا بدی لکھتا ہے۔ اسی طرح دو رات کے ہیں اُنکے نام کراماً کاتبین ہیں جب تک انسان بدی کر نہیں گذرتا ہے فرشتہ بدی اُس کو نہیں لکھتا۔ اور جب بندے سے برائی صادر ہو جاتی ہے تو نیکی لکھنے والا فرشتہ برائی لکھنے والے فرشتے کو روکتا ہے کہ ابھی نہ لکھ شاید توبہ کرلے تو توبہ کی نیکی لکھی جاوے۔ جب وہ توبہ نہیں کرتا تو کچھ انتظار کے بعد ناچار وہ ایک بدی لکھ لیتا ہے۔ اور مسلمان بندہ جب نیکی کا خیال دل میں کرتا ہے تو فوراً نیکی کا فرشتہ ایک نیکی اس کے واسطے لکھ لیتا ہے اور جب اس سے وہ نیکی وقوع میں آتی ہے تو دس نیکیاں اُسکے لئے لکھی جاتی ہیں۔ یہ فضل و کرم ہے اللہ کا اُن بندوں کے لئے بتصدق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اسی طرح ہر انسان کے لئے فرشتے

محافظ بھی مقرر ہیں تعداد میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ دو فرشتے محافظ ہیں بعض دس فرشتے کہتے ہیں۔ یہ محافظ گزند و صدمہ اُس انسان کو نہیں پہنچنے دیتے۔ مگر جب تقدیر الٰہی لاحق ہوتی ہے اور کوئی صدمہ بندے کو پہنچنے والا ہوتا ہے تو اُس وقت ان فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ محافظت مت کرو پس وہ فرشتے اُس صدمے کو نہیں روکتے وہ صدمہ اُس کو پہنچ جاتا ہے اور مسلمان کے گناہ کا کفارہ ہوتا ہے فرشتے کی اہانت یا حقارت کرنا کفر ہے جیسے یہ کہنا کہ فلاں کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو ایسے کلمے کہنے سے بچا دے۔ فرشتوں کے پر ہیں کسی کے دو پر ہیں کسی کے تین ہیں کسی کے چار ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو چھ سو پروں میں شب معراج کو سدرۃ المنتہیٰ میں دیکھا ہے۔ فرشتے گناہوں سے پاک ہیں ہر وقت اللہ تعالےٰ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی عبادت سے ناک نہیں چڑھاتے نہ اُس کی عبادت سے تھکتے ہیں۔ خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے جو حکم دیتا ہے وہی کرتے ہیں نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں اُن کی خوراک تسبیح یعنی اللہ کی اطاعت اور اللہ کا ذکر ہے۔ نہ مرد ہیں نہ عورت گنتی اُن کی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اُن میں چار فرشتے مرتبے میں بڑے ہیں۔ حضرت جبرئیل[1] علیہ السلام جو وحی یعنی کتابیں اور حکم خدا کے پیغمبروں کے پاس لایا کرتے تھے حضرت میکائیل علیہ السلام جو بندوں کو رزق پہنچاتے ہیں اور مینہ کی تیاری بھی کرتے ہیں حضرت اسرافیل علیہ السلام جو قیامت کے دن صور پھونکیں گے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام جو مرنے کے وقت

[1] حضرت حق سبحانہ نے اول چار فرشتے پیدا کئے۔ اسرافیل۔ میکائیل۔ جبرئیل۔ عزرائیل۔ اور ان کو باعث تدبیر عالم فرمایا۔ جبرئیل کو صاحب وحی و رسالت فرمایا اور میکائیل کو مینہ اور رزق پر موکل کیا اور عزرائیل کو قابض ارواح بنایا اور اسرافیل کو صور پھونکنے پر متعین کیا۔ سب سے اول اُن میں حضرت اسرافیل پیدا ہوئے۔ اُنہوں نے اللہ تعالےٰ سے سوال کیا کہ مجھکو ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اور ہواؤں اور پہاڑوں اور دریاؤں اور دونوں جہان کے برابر طاقت عطا ہو تو اللہ تعالےٰ نے یہ قوت انکو عطا کی اور اُن کے پر ہیں اور ان کے سر سے پاؤں تک زعفران کے بال ہیں اور ہر بال میں ہزار ہزار دہن ہیں اور ہر دہن میں ہزار ہزار زبانیں ہیں اور اُن کے دہن اور زبانیں پردوں سے چھپے ہوئے ہیں اور ہر زبان سے ہزار ہزار (باقی بر صفحہ)

جان نکالتے ہیں جب کوئی انسان مرتا ہے تو وہ فرشتہ جو عزرائیل علیہ السلام کے توابع ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷) نعت میں اللہ تعالےٰ کی تسبیح کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ ہر تسبیح سے ایک فرشتہ انکی صورت کا پیدا کرتا ہے جو قیامت تک تسبیح میں مشغول رہیگا ملائکہ مقربین اور حاملان عرش اور کراماً کاتبین یہی فرشتے ہیں اور حضرت اسرافیل ہر شب روز میں تین بار دوزخ کی طرف نگاہ کرتے ہیں تو اُن کا جسم پگھل کر بادہ کمان کی طرح ہو جاتا ہے اور روتے ہیں۔ اگر اللہ تعالےٰ اُن کے رونے اور آنسوؤں کو نہ روکے تو البتہ زمین اُن کے آنسوؤں سے بھر جائے اور دنیا مثل طوفان نوحؑ کے ہو جائے اور اگر انکے آنسو زمین پر چھوڑ دیے جائیں تو اہل دنیا جیسے طوفان نوحؑ میں غرق ہو گئے تھے ایسے ہی غرق ہو جائیں۔ اور حضرت اسرافیل اتنے بڑے ہیں کہ اگر تمام نہروں دریاؤں کا پانی اُن کے سر پر ڈالا جائے تو ایک قطرہ بھر زمین پر نہ گرے۔ پھر پانسو برس بعد حضرت اسرافیل کے میکائیل علیہ السلام پیدا ہوئے ان کے پر زمرد کے ہیں اور ان کے کہی سر سے پاؤں تک بال ہیں ہر بال میں ہزار ہزار منھ ہیں ہزار ہزار دہن ہیں ہر دہن میں ہزار ہزار زبانیں ہیں ہر زبان میں ہزار ہزار آنکھیں ہیں گنہگار مومنین پر شفقت کی وجہ سے ہر ہر آنکھ سے روتے ہیں اور ہر زبان سے استغفار کرتے ہیں تو ہر آنکھ سے ستر ہزار قطرے ٹپکتے ہیں ہر قطرے سے ایک فرشتہ انکی صورت کا پیدا ہوتا ہے جو قیامت تک اللہ تعالےٰ کی تسبیح کرتا ہے یہ کروبی کے لقب سے ملقب ہیں اور یہ حضرت میکائیلؑ کے مددگار ہیں اور یہ مینہ اور رزق وغیرہ پر موکل ہیں تو دریا کے ہر قطرے اور مینہ کی ہر بوند اور ہر پھل اور ہر بوٹے پر اُن میں سے ایک ایک فرشتہ موکل ہے۔ پھر پانسو برس بعد میکائیلؑ کے حضرت جبرئیلؑ پیدا ہوئے اُنکے ہزار منھ اور چھ سو پر ہیں اور اُن کے کہی سر سے پاؤں تک زعفران کے بال ہیں اور انکی دونوں آنکھوں کے درمیان میں آفتاب اور ہر ہر بال پر ایک ایک ستارہ مثل ماہتاب ہے اور وہ ہر روز تین سو ساٹھ بار دریائے نور میں غوطہ لگاتے ہیں اور جب اس سے نکلتے ہیں تو ان کے ہر ہر پر سے قطرے ٹپکتے ہیں کہ ہر قطرہ سے اللہ تعالےٰ انکی صورت کا ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک اُسکی تسبیح کرتا ہے اُن کا نام روحانی ہے ان کے بعد اللہ تعالےٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حضرت اسرافیل علیہ السلام کی طرح پیدا کیا کہ ان کے منھ اور پر اور بازو اُنھیں کی طرح ہیں اور انکا تخت ساتویں آسمان میں ہے اور بعض کا قول ہے کہ انکا تخت چوتھے آسمان میں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے انکو نور سے پیدا کیا ہے۔ اُن کے چار سو بازو اور ستر ہزار پر ہیں اور تمام جسم آنکھوں اور زبانوں سے بھرا ہوا ہے اور جتنی مخلوقات ہے اُتنی ہی اُن کے منھ اور آنکھیں اور ہاتھ ہیں کہ اُن ہاتھوں سے روح قبض کرتے ہیں اور یہ بھی آیا ہے کہ ملک الموت کے چھ منھ ہیں ایک تو سامنے اور ایک سر پر اور ایک پاؤں کے نیچے اور ایک پیٹھ کے پیچھے اور ایک سیدھی جانب اور ایک بائیں جانب سیدھی جانب والے منھ سے اہل مشرق کی ارواح قبض کرتے ہیں اور بائیں جانب سے اہل مغرب کی اور پیٹھ کے پیچھے والے سے کبیرہ گنہگاروں کی اور سامنے والے سے مسلمان مرد عورت کی اور جو سر پر ہے اُس سے اہل آسمان کی اور پاؤں کے نیچے والے سے جنوں کی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے چار منھ ہیں ایک آگے ایک پیچھے ایک سر پر ایک پاؤں کے نیچے جو منھ سر پر ہے اُس سے انبیاء اور ملائکہ کی روح قبض کرتے ہیں اور آگے والے سے مسلمانوں کی اور پیچھے والے سے (بقیہ صفحہ ۹)

ہے۔ آسمان سے اُتر کر اُس بندے کی روح نکالکر حلق تک پہنچا دیتا ہے پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام اپنے مقام سے ہاتھ بڑھا کر اُس کی روح قبض کر لیتے ہیں کل حیوانات کی روح کا نکالنا بھی آپ ہی سے متعلق ہے۔

اللہ کی کتابوں اور صحیفوں کا بیان

اللہ تعالےٰ کی کتابیں ہیں جن کو اُس نے اپنے پیغمبروں پر بھیجا ہے اور اپنا دین اُنمیں بیان کیا ہے اِن کتابوں میں اللہ تعالےٰ نے احکام اور وعدے بیان فرمائے ہیں منکرات سے منع فرمایا ہے اور عذاب سے ڈرایا ہے۔ ان کتابوں میں سے توریت[۱] حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، زبور[۲] حضرت داؤد علیہ السلام پر، انجیل[۳] حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر۔ قرآن[۴] شریف[۵] حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ اور بعضی کتابیں اور صحیفے اور پیغمبروں پر نازل فرمائے ہیں جو کچھ اُن میں لکھا ہے سب برحق ہے۔ قرآن پہلی کتابوں کا ناسخ ہے توریت۔ زبور۔ انجیل کو یہود و نصاریٰ نے جابجا سے بدل ڈالا ہے کہیں کچھ بڑھا دیا ہے کہیں سے کچھ نکال ڈالا ہے۔ توریت اوّل زبان عبرانی میں اُتری ہے اور زبور اور انجیل زبان سُریانی میں۔ بعدہ دوسری زبانوں میں ترجمہ کرلی گئیں۔ اور ترجمہ میں بھی تحریف کی گئی ہے یعنی تغیر تبدل۔ ان پر عمل منع ہے اور گناہ لیکن اِن کی تعظیم لازم ہے کہ آسمانی کتابیں ہیں۔ کچھ کچھ مضامین اصلی اِن میں باقی ہیں پس جو مضمون کہ قرآن کے مخالف ہیں وہ غلط ہے۔ اور جو موافق ہے اُس کی تعظیم کرنا چاہیئے کلام منزل کے ساتھ

(بقیہ صفحہ ۷) کافروں کی اوسان کا ایک پاؤں دوزخ کے پل پر اور دوسرا تخت جنت پر ہے اور بڑا اتنے بڑے ہیں کہ اگر تمام نہروں اور دریاؤں کا پانی انکے سر پر ڈالا جائے تو ایک قطرہ زمین پر نہ گرے اور دنیا اُن کے سامنے اتنی ہے جیسے خوان کہ اُس پر تھم رکھ کے کھالے ۔ ہوں تو کھانے والا جس کھانے کو چاہے کھا سکتا ہے اور جیسے انسان کے ہاتھ میں درہم ہوا ایسے ہی دنیا ملک الموت کے ہاتھ میں ہے جدھر کو چاہے پھیرے ۱۲

۵ قرآن شریف میں سات قسم کے احکام ہیں۔ امر۔ نہی۔ قصص۔ مثل۔ وعظ۔ وعدہ۔ وعید ۱۲

بے ادبی کفر ہے۔ تاقیامت قرآن کے احکام پر عمل رہے گا۔ قرآن مجید کی اصل ترتیب لوح محفوظ کے مطابق اسیطرح سے ہے جو ابتک چلی آتی ہے۔ کلام مجید تحریف سے محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہیگا۔ اللہ تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ کا کلام قدیم ہے یعنی غیر مخلوق ہے مصحفوں میں لکھا ہوا ہے۔ سینوں میں یاد ہے۔ قرآن شریف کے جو معنی ظاہر عبارت سے سمجھے جاتے ہیں وہ حق ہیں۔ اُسپر اعتقاد رکھنا چاہئے۔ قرآن مجید پر یہ اعتقاد کہ خدا کا کلام ہے فرض ہے۔ اُسپر عمل کرنا بھی فرض ہے۔ اسکی مخالفت کفر ہے۔

بیانِ متعلق قبر

مرنا حق ہے۔ اور مرنے سے روح جسم سے بالکل علیحدہ ہوجاتی ہے۔ اور جسم جماد محض ہوجاتا ہے۔ روح کو فرشتے حضرت قدس کی جانب لے جاتے ہیں۔ آسمانِ اول کے فرشتے ملائکہ قابض ارواح سے اُس روح کا حال دریافت کرتے ہیں۔ وہ جواب دیتے ہیں کہ یہ روح فلاں بن فلاں یا فلانہ بنت فلاں کی ہے۔ اگر روح خبیث ہے تو آسمان کے فرشتے سخت ٹھوکر دیتے ہیں۔ روح وہاں سے زمین پر گر پڑتی ہے۔ وہ فرشتے قابض وہاں سے اُتر کر اُس روح کو پکڑ کر بطریق تعذیب اُس کے جسم کے پاس گرفتار کئے ہوئے حاضر رہتے ہیں۔ اگر روح پاک اور مومن کی ہے تو آسمان کے ملائکہ اُسکا نام سنتے ہی ملائکہ قابض کے ہمراہ مرحبا کہتے ہوئے اُس روح کے جلو میں چلتے ہیں اسی طرح فلک بفلک زیر عرش اُس روح کو حاضر خدمت قدس کرتے ہیں۔ اور وہ روح مشرف بسجدۂ حق ہوتی ہے۔ اور حضرت قدس سے ملائکہ کو حکم ہوتا ہے کہ اس روح کو بہ تعظیم اُس کے جسم کے پاس لے جاؤ۔ وہ ملائکہ اُس روح کو جسم کے پاس بہ تعظیم لئے ہوئے حاضر رہتے ہیں۔ جب تجہیز جسم ہوچکتی ہے۔ اور اُس جسم کو لوگ جنازہ کر کے دفن کے واسطے لے چلتے ہیں۔ تو ملائکہ قابض ارواح اُس روح کو جنازہ کے ساتھ لے چلتے ہیں۔ جب جسم کو لوگ قبر میں اُتارتے ہیں۔ تو ملائکہ روح کو اُسی قبر میں اُتار دیتے ہیں۔ اور

قبر میں اُتارنے والے آدمیوں کے ہمراہ ملائکہ بھی اُس روح کو جسم کے ساتھ چھوڑ کر نکل آتے ہیں دفن[لہ] کے بعد جب آدمی قبر سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اگر روح خبیث ہے تو منکر نکیر دو فرشتے بڑے ہیبت ناک سیاہ رنگ اور زرد آنکھوں والے سوال کے واسطے آتے ہیں۔ اور روح کو جسم میں داخل کرتے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے۔ اور یہ نبی یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ تمام خلق پر رسول مبعوث ہیں۔ اُن کے حق میں تو کیا کہتا ہے۔ وہ جواب دیتا ہے کہ مجھ کو نہیں معلوم جو اور لوگ اُن کے حق میں کہتے تھے۔ میں بھی وہی کہتا تھا۔ پھر منکر نکیر اُس کو سختی سے لٹا دیتے ہیں۔ اور اُس کی قبر میں جہنم میں سے ایک روزن کھول دیتے ہیں کہ اُس روزن سے ہوائے گرم اور تپش دوزخ کی پہنچتی ہے۔ اور زمین خوب دباتی ہے۔ یہانتک کہ بائیں پہلو کی پسلیاں داہنے پہلو کی پسلیوں سے ملجاتی ہیں اور اُس روح کو سجین میں کہ ایک مقام ہے ساتوں طبقہ زمین کے نیچے جگہ ملتی ہے۔ اور وہ مقام بطرح گڑھے کے بہت تنگ اور سخت متعفن ہے۔ اور ٹاٹ کا لباس رال سے لپا ہوا پہنا کر اُسمیں قید کرتے ہیں ساتھ اس کے قبر میں جسم سے بھی متعلق رہتی ہے اور سختی قبر بھی اُٹھاتی ہے۔ اور اگر روح طاہر ہے تو بعد دفن کے اور لوگوں کے علیحدہ ہو جانے کے بعد منکر نکیر صورت حسین بنکر اُس سے بھی وہی سوال کرتے ہیں۔ یعنی روح کو جسم میں داخل کر کے پوچھتے ہیں کہ رب تیرا کون ہے۔ اور اس نبی رسول الثقلین کے حق میں تو کیا کہتا ہے۔ وہ جواب

لہ شب جمعہ یا جمعہ کو کوئی دفن ہو تو قیامت تک وہ سوال منکر نکیر سے محفوظ رہتا ہے اس لئے یہ قاعدہ سلف سے جاری کیا ہے کہ سوائے جمعہ کے کسی اور روز کوئی مرے تو شب جمعہ تک حافظ اُس شخص کی قبر پر مقرر کرتے ہیں تاکہ وہ ذکر الٰہی میں مشغول رہیں اور ان کی موجودگی سے سوال منکر نکیر سے وہ میت مامون رہے مگر اسی قدر احتیاط اور نگرانی چاہیئے کہ شب جمعہ تک رات دن ایک شخص اُس قبر پر بیٹھا رہے اگر ذرا بھی قبر سے علیحدہ ہوا تو سوال شروع ہو جائے گا۔ جمعہ کے بعد کی شب یعنی شب شنبہ بھی جمعہ کی شب ہے حدیث شریف میں فضیلت جمعہ میں وارد ہے کہ جمعہ کو دو شبیں عنایت کی ہیں۔ پس جو شخص شب شنبہ کو دفن ہوگا وہ بھی ثواب جمعہ سے محروم نہ رہے گا۔ ۱۲

دیتا ہے کہ معبود میرا اللہ ہے۔ اور یہ رسول برحق ہیں۔ اور میں انکی امت میں ہوں۔ پس
اُسکی قبر روشن کر دیجاتی ہے۔ اور ستر ہاتھ طول و عرض میں کھولی جاتی ہے یعنی قبر اُس کی کشادہ
ہو جاتی ہے۔ منکر نکیر اُسکو با آسائش لٹا دیتے ہیں۔ اور اُسکی قبر میں جنت سے ایک کھڑکی
کھول دیتے ہیں کہ اُس دریچہ سے خوشبو اور ہوائے خوب اُسکو پہونچتی ہے۔ پھر بعض
مثل دولہن کے قبر میں سوتے رہتے ہیں۔ یعنی آسائش سونے کی مثل دولہن کے پاتے
ہیں۔ اور بعض اُن میں سے نماز اور تسبیح میں مشغول ہوتے ہیں۔ اور بعض کے پاس حور
بہشت کی آتی ہے اور اُن سے باتیں کرتی ہے۔ پھر جب اُٹھنے لگتی ہے وہ اُسکو مانع ہوتے
ہیں اور اُس کے گلے کی مالا پکڑ لیتے ہیں مالے کا ڈورہ ٹوٹ جاتا ہے موتی اُس کی قبر میں
بکھر جاتے ہیں حور اپنے مالے کے واسطے نالاں ہوتی ہے۔ پھر وہ دونوں موتی چننے لگتے
ہیں اسی کیفیت میں رہینگے کہ ناگاہ حشر ہو جائے گا۔ روح طاہر صالح کو بطریق انبساط قبر سے
بھی تعلق رہتا ہے اور ساتھ اُس کے علیین سے بھی اُس کا تعلق رہتا ہے۔ علیین ایک مقام
ہے۔ ساتویں آسمان کے اوپر عرش کے نیچے بہت وسیع اور ٹھنڈا خوشگوار اُس میں لباس
حریر اور دیبا کا اُسکو ملتا ہے۔ اُدھر لذائذ قبر اُدھر آسائش وسعت علیین میں خوش
اور مطمئن اور عیش و آرام سے رہتی ہے۔ پس قبر یا آگ کے گڑھوں سے ایک گڑھا ہے۔
یا جنت کے باغوں سے ایک باغ ہے یعنی کافر کے لئے دوزخ ہے اور مومن کے لئے
جنت قبر کے عذاب کے اور نعمتیں جو جو قرآن اور احادیث میں وارد ہیں حق
ہیں۔ آخرت کی منزلوں میں قبر اوّل منزل ہے۔ اگر اُس سے رہائی ہوئی تو پھر سب منزلیں
آسان ہیں۔ اگر یہاں نجات نہ ہوئی تو اور منزلیں اس سے زیادہ مشکل ہیں۔ حدیث
شریف سے یہ بھی ثابت ہے کہ کافر کی قبر میں ننانوے سانپ زہریلے چھوڑے جاتے ہیں
جو اُسکو قیامت تک کاٹتے اور چوٹتے رہیں گے۔ اور یہ سانپ ایسے زہریلے ہیں
کہ اگر ایک سانپ زمین پر پھونک مارے تو سبزہ نہ اُگے۔ بعض مومنین گنہگار کو بھی

قبر میں عذاب ہوگا۔ قبر میں جن گنہگار مسلمانوں کو عذاب ہوتا ہے سو وہ کبھی بقدر اُن کے گناہ کے ہوکر پھر موقوف ہو جاتا ہے۔ اور کبھی چند مدت کے بعد بغیر اس کے کہ بقدر گناہ پورا عذاب ہوا ہو یوں ہی اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے رہائی کر دیتا ہے اور کبھی دنیا کے لوگوں کی دعا اور صدقہ اور خیرات سے دور ہو جاتا ہے۔ بالخصوص جمعہ کے دن تو ہر مومن گنہگار کی رہائی ہو جاتی ہے اسیطرح رمضان میں بھی رستگاری ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفاعت سے بھی عذاب قبر سے رہائی مومن گنہگار کی ہوتی ہے۔ لیکن کافر کے لئے کوئی چیز نفع نہیں دیتی۔ وہ ہمیشہ برزخ میں اور اُس کے بعد ابدالاباد حشر میں گرفتار عذاب رہیگا۔ جو کوئی اہل قبر کو کسی شئے کا ثواب بخشتے تو اُن کو معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ فلاں شخص نے اس قسم کے ثواب کا ہدیہ ہم کو بھیجا ہے اور جو شخص اس جہان سے مر کر جاتا ہے جس گروہ کا ہوتا ہے اُسی گروہ سے ملاقات اور شناسائی ہوتی ہے۔ اگر اہل سجین سے ہے تو اُن سے ملاقات ہوتی ہے اور باہم پہچانتے ہیں لیکن بسبب گرفتاری تکالیف سجین کے استفسار احوال سے قاصر رہتے ہیں۔ اور اگر اہل علیین سے ہے تو بھی ملاقات اور پہچان ہوتی ہے۔ اور علیین والے اپنے پس ماندوں کا احوال اُس سے دریافت کرتے ہیں۔ اگر معلوم ہوا کہ وہ مر گیا اور علیین میں نہیں آیا یعنی سجین میں گیا تو افسوس کرتے ہیں۔ اگر کسی رشتہ دار اور متعلق کا دنیا میں پھنسا ہوا ہونا سنتے ہیں تو رنج کرتے ہیں۔ اگر کسی کا کسی بزرگ کی شان میں بے ادبی کرنا سنتے ہیں تو اُس بے ادب کے حق میں بددعا کرتے ہیں۔ اگر فقط ادب کے ساتھ ارتکاب معاصی سنتے ہیں تو دعائے نجات کرتے ہیں۔ جو شخص جنگل میں مر گیا اور جسم اُسکا جانور کھا گئے یا جسم گل کر خاک ہو کر ہوا میں اُڑ گیا۔ یا آگ میں کوئی جل گیا۔ یا جلا دیا گیا۔ یا دریا میں غرق ہو گیا۔ یا بہا دیا گیا۔ اُس کے حق میں معاملات قبر ہوا میں۔ اور گرمی آتش میں۔ اور جانوروں کے پیٹوں میں اور دریا میں ہوتے ہیں۔ انبیا علیہم السلام کو قبر کا سوال صرف توحید اور

تبلیغ امت سے ہو گا۔ اور کچھ سوال نہ ہو گا مسلمانوں کے چھوٹے بچوں سے سوال ہوتا ہے۔ مگر فرشتے اُن کو جواب سکھلا دیتے ہیں۔ مشرکین کے بچوں سے سوال ہونگی بابت مختار علما یہی ہے کہ اسمیں سکوت کیا جائے کیونکہ احادیث صحاح اکثر اسی پر دال ہیں کہ ان کے ساتھ جو معاملہ ہو گا اُس سے اللہ ہی واقف ہے۔ جنون سے بھی سوال ہوتا ہے شہیدوں سے سوال قبر نہیں ہوتا ہے۔ ہر مردہ کو قبر موافق اُس کے اعمال کے بھیجے گی یعنی بانگی پھر مومن کے لئے فراخ ہو جائیگی۔ اور کافر او رعاصی کے لئے نہایت تنگ علی قدر مراتب اعمال۔ ضغطہ یعنی گھبراہٹ اور تنگی قبر نیک بندوں کو بھی ہوتی ہے۔ بعض کو اللہ تعالیٰ ضغطہ سے محفوظ رکھے گا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص مرض موت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھیگا فتنۂ قبر اور ضغطہ قبر سے محفوظ رہیگا اور قیامت کے روز ملائکہ ہاتھوں ہاتھ اُسے پل صراط سے اُتار کر جنت میں لے جائیں گے۔ زندونکی دعا اور صدقہ اور خیرات کا ثواب مردوں کو پہونچتا ہے۔ اور اُن سے مردوں کو نفع پہونچتا ہے۔ مرنے سے قیامت کے آنے تک کے زمانے کو عالم برزخ کہتے ہیں۔ اِسی لئے قبر کو بھی عالم برزخ کہتے ہیں

قیامت کا بیان

قیامت کا آنا برحق ہے۔ قیامت کے آنے سے پہلے قریب زمانۂ قیامت کے یہ علامتیں ظاہر ہونگی۔ علم اُٹھ جائیگا۔ جہالت زیادہ ہوگی۔ زنا اور شراب خواری کی کثرت ہوگی۔ عورتیں بہت۔ مرد کم ہونگے۔ جھوٹ کی بہت کثرت ہوگی۔ بڑی بڑی کام نااہلوں کے سپرد ہونگے۔ تکالیف دنیا کے سبب سے لوگ موت کی آرزو کرینگے۔ امانت دبا بیٹھیں گے زکوٰۃ نہ دینگے۔ علم دنیا کے لئے پڑھیں گے۔ مرد عورت کا مطیع۔ ماں باپ کا نافرمان ہو گا مسجدوں میں شور کرینگے۔ فاسق قوم کے سردار ہونگے۔ سُرخ رنگ کی آندھی چلے گی۔ اور زلزلہ اور مسخ اور قذف ہو گا۔ نصاریٰ تمام ملک میں پھیل جائینگے

امام مہدی علیہ السلام پیدا ہونگے۔ آپ کے پیدا ہونے کی مفصل کیفیت یہ ہے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا بیان

مہدی کے معنی لغت میں ہدایت پانے والے کے ہیں۔ سو اس معنی سے بہت سے مہدی ہوچکے ہیں۔ اور بہت سے تا زمانہ مہدی موعود اور ہونگے لیکن وہ مہدی کہ جنکا ذکر احادیث میں بکثرت ہے وہ ایک شخص خاص ہیں۔ جو دجال موعود کے وقت میں ظاہر ہونگے۔ اور اس سے پہلے نصاریٰ سے جنگ کر کے فتحیاب ہونگے حلیہ مبارک اُن کا یہ ہے۔ قد مائل بدرازی۔ قوی الجثہ۔ رنگ سفید سرخی مائل۔ چہرہ کشادہ۔ ناک باریک اور بلند۔ زبان میں قدرے لکنت کہ جب کلام کرنے میں تنگ ہونگے تو زانو پر ہاتھ مارینگے۔ اور علم آپ کا لدنی ہوگا۔ چالیس برس کی عمر میں ظاہر ہونگے۔ بعد اس کے سات یا آٹھ برس تک زندہ رہینگے۔ نام آپ کا محمد۔ والد کا نام عبداللہ۔ ماں کا نام آمنہ ہوگا جناب امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہونگے۔ مدینہ کے رہنے والے ہونگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سے اخلاق ہونگے۔ البتہ بالکل صورت آپ کی سی نہ ہوگی۔ دنیا کو عدل اور انصاف سے بھر دیں گے تمام زمین کے مالک ہونگے۔ اوّل آپ مدینہ سے مکہ میں آ جائینگے۔ لوگ اُن کو طواف کرتے ہوئے پہچانکر گو وہ انکار کرینگے مگر اُن سے حرم شریف کے اندر رکن اور مقام کے درمیان میں بیعت کرینگے۔ اور اپنا بادشاہ بنا لینگے۔ اُسوقت غیب سے یہ آواز آئے گی۔ هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا یعنی یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔ اسکی بات سنو۔ اور اطاعت کرو۔ دوسری علامت یہ ہوگی کہ اُس سال جو رمضان ہوگا اُسمیں دو بار چاند اور سورج کا گہن ہوگا پس جب لوگ یہ حال دیکھیں گے تو ابدال شام سے اور عصائب[لہ] عراق سے آکر اُن سے بیعت کرینگے۔ عرب کی بہت سی فوج اُنکی مدد کو جمع ہوگی۔ اور کعبہ کے دروازہ کے آگے جو خزانہ دفن ہے جسکو تاج الکعبہ کہتے ہیں نکالیں گے

لہ عصائب جمع عصب یعنی جماعتیں فرقے۔ ۱۲

ـا نوں کو تقسیم فرمائینگے جب یہ خبر مسلمانوں میں پھیل جائیگی۔ تو ایک امیر خراسانی جسکی
ا سپہ سالار ایک شخص منصور نامی ہوگا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی مدد کو آئے گا
راستہ میں بد وؤں یا نصاریٰ سے انکا مزاحم ہو گا سب کو صاف کرتے ہوئے حضرت
ہدی علیہ السلام کے پاس آ ئینگے۔ انہیں دنوں میں ایک شخص دشمن اہل بیت اور بڑا
سفیان کی اولاد سے جسکی ننھیال قبیلہ بنی کلب ہوگی۔ دمشق کے اطراف میں حاکم ہوگا
رت امام مہدی علیہ السلام کے قتل کے لیئے ایک فوج جرار بھیجے گا وہ فوج مکہ اور مدینہ کے
ن میں بمقام بیدا زمین میں دھنس جائیگی۔ کل دو شخص باقی رہیں گے۔ ایک حضرت
ہدی علیہ السلام کو آکر خبر دیگا۔ دوسرا اس سفیانی کو اطلاع کرے گا۔ دوبارہ وہ سفیانی
ج کشی کرے گا۔ سو وہ بھی مغلوب اور مقہور ہوگا حضرت امام مہدی علیہ السلام سنت
ملی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرینگے۔ زمین پر خوب اسلام پھیلے گا۔ آپ مع لشکر اسلام مکہ
ینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کو آئینگے۔ پھر وہاں سے ملک
میں دمشق تک پہونچیں گے۔ نصاریٰ اسی نشان کے ساتھ کہ ہر نشان کے نیچے بارہ ہزار
وگی مقابلہ کرینگے۔ باہم لڑائی ہوگی۔ مسلمانوں کے تین فرقے ہوجائینگے۔ ایک فریق وہ
بلہ سے بھاگ جائینگے۔ اُن کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول نہ فرمائے گا۔ بے ایمان مرینگے
ـرا فریق شہید ہوگا۔ اور عند اللہ افضل شہدا کا مرتبہ پائے گا۔ تیسرا فریق فتح پائیگا
ا ہر روز صبح سے شام تک چار روز رہیگی۔ چوتھے روز اہل اسلام نصاریٰ پھر فتح پائینگے
بس قدر مارے جائینگے۔ کہ کشتوں کے پشتے لگ جائینگے۔ یہانتک کہ اگر ان لاشوں پر
ے گا۔ تو اس سرے سے اُس سرے تک نہ جاسکے گا۔ باقیماندہ نصاریٰ شکست کھا کر
جائینگے۔ پھر حضرت امام مہدی علیہ السلام بیشمار انعام اور مال غنیمت دلاور ان اسلام
اور تقسیم فرمائینگے اس کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام بلاد اسلام کا انتظام اور
نے لشکر کا انتظام کرکے قسطنطنیہ پر چڑھائی کرینگے تاکہ اُن نصاریٰ کو جنھوں نے سلطان کو

وہاں سے نکالا ہوگا شکست دیں۔ اولاد حضرت اسحاق علیہ السلام کی ستر ہزار مسلمانوں سے قسطنطنیہ کو گھیر لینگے اور اسکی ایک جانب دریا اور دوسری طرف خشکی ہے۔ پس جب وہ اولاد حضرت اسحاق علیہ السلام آواز لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ بلند کرینگے۔ تو دریا کیطرف کی دیوار گر پڑے گی۔ پھر جب دوسری بار تکبیر کہینگے تو خشکی کیطرف کی دیوار گر پڑے گی پھر جب تیسری بار تکبیر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہیں گے تو راہ کھل جائیگی۔ اور شہر میں گھس جائینگے اور کفار کو قتل کرینگے۔ اور تلواروں کو درخت زیتون سے لٹکا کر مال غنیمت تقسیم کرتے ہونگے کہ اتنے میں کوئی پکاریگا۔ کیا بیٹھے ہو دجّال تمہارے گھروں میں آگیا ہے۔ جب یہ اسکی تحقیق کو نکلیں گے تو معلوم ہوگا۔ کہ یہ خبر جھوٹ بلکہ آواز شیطانی تھی۔ پھر حضرت امام مہدی علیہ السلام باہستگی ملک کا بندوبست کرتے ہوئے شام میں آپہنچینگے۔ پھر دجّال نکلے گا۔

دجّال کا بیان

دجّال مشتق دجل سے ہے جسکے معنی لغت میں مکر و فریب اور کذب کے ہیں۔ پس دجّال کے معنی مکار اور جھوٹے کے ہوئے۔ اس عبارت سے بہت سے دجال ہوئے یعنی جس میں یہ وصف پیدا پایا گیا۔ وہی دجّال ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں تیس دجّال جھوٹے۔ نبوت کا دعوٰی کریں گے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں الحدیث۔ لیکن دجال موعود ایک خاص شخص ہے قوم یہود سے۔ لقب اسکا مسیح ہوگا۔ داہنی آنکھ کانی ہوگی۔ انگور کے دانہ کے مانند آنکھ میں ناخونہ ہوگا۔ اور بال اس کے نہایت پیچیدہ حبشیوں کے بال کے مانند ہونگے، ایک بڑا گدھا اُس کی سواری میں ہوگا۔ اور اس دجّال کے ماتھے کے بیچوں بیچ میں کافر یعنی لفظ ک ف ر لکھا ہوگا۔ جسکو ہر ذی شعور پڑھ لیگا۔ حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ دجّال ایک جزیرہ میں ایک گنبد میں زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے

وقت سے موجود ہے۔ وہاں سے وہ نکلیگا۔ اوّل ملک شام اور عراق کے درمیان ظاہر
ہوکر نبوت کا دعویٰ کریگا۔ اُس کے بعد اصفہان میں آئے گا۔ ستر ہزار یہودی اُس کے
تابع ہونگے۔ وہاں وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ اُس کے ساتھ روٹیوں اور گوشت کے
پہاڑ ہونگے۔ اور پانی کی نہر بھی ہوگی۔ مگر صرف دھوکے کی یہ چیزیں آنکھوں میں دکھلائی دینگی
حقیقت میں کچھ نہ ہونگی۔ دھوکہ اور ملمع ہی ہوگا۔ جاہل بیوقوف اُس کے دھوکے میں آجاینگے
اُس کے ساتھ آگ ہوگی جسکو وہ دوزخ کہے گا۔ اور ایک باغ ہوگا جسکا نام بہشت کہیگا
مگر حقیقت میں جسکو وہ جنت کہیگا وہ دوزخ ہوگی۔ جسکو وہ دوزخ کہیگا۔ وہ جنت کی
تاثیر رکھتی ہوگی۔ پس وہ زمین میں دائیں بائیں فساد ڈالتا پھرے گا۔ اور زمین میں بادل
کیطرح پھیل جائے گا۔ تمام زمین پر چالیس دن میں پھر لیگا۔ پہلا دن ایک برس کا
ہوگا۔ دوسرا ایک مہینے کا۔ تیسرا ایک ہفتہ کا۔ باقی دن مثل اور معمولی دنوں کے ہونگے
اُس حساب سے تخمیناً ایک برس ڈہائی مہینے تک اُسکا زور وشور رہیگا۔ اور اِن ایام کلاں
میں نماز اوقات کا حساب لگا کر پڑھیں گے۔ اور اس کے ظہور سے پہلے بڑا سخت قحط
ہوگا۔ پس وہ کسی قوم کے پاس آئیگا۔ اور اپنے دین کی طرف بلائے گا۔ وہ اُس پر ایمان
لائیں گے۔ تب بادل کو کہیگا تو وہ برسے گا۔ اور زمین خوب سبزہ اُگائے گی۔ اور ہوائی
پہلے سے بھی زیادہ دودھ دیوینگے۔ پھر کسی اور قوم کے پاس جائے گا۔ وہ اُس کے
دین سے انکار کرینگے۔ تو اُن کے سب مواشی مرجائیں گے۔ اور اُجاڑ میں سے خزانہ
طلب کرے گا۔ پس خزانہ شہد کی مکھیوں کے مانند اُس کے ساتھ چلے گا۔ پھر کسی قوم
اعراب سے آکر کہے گا۔ کہ اگر میں تمہارے مردہ اونٹوں کو یا بھائی باپ مردہ کو زندہ
کردوں تب بھی مجھے مانوگے۔ وہ کہیں گے ہاں۔ تب وہ شیاطین کو حکم دیگا۔ کہ وہ
اُس کے اونٹ اور بھائی اور باپ وغیرہ مردگان کی شکل میں ظاہر ہوکر نظر آئینگے۔ وہ شخص
باپ بھائی انکو سمجھ کر ایمان لائے گا۔ یہ افعال دجّال سے بطور استدراج ظاہر ہونگے

جو مسلمان دجّال کی اطاعت سے انکار کریگا۔ اُسکو وہ قید کردے گا جہاں مسلمان قید ہونگے وہاں اُن کو اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تہلیل روٹی اور پانی کا کام دیگی یعنی تسبیح اور تہلیل سے ایذا بھوک اور پیاس کی دور ہوجائے گی۔ دجّال معہ لشکر بیشمار ملک میں فتور اور فتنہ ڈالتا پھریگا۔ یہ سب کچھ اُسکا فریب مکر سحر طلسمات شعبدے ہوں گے۔ شیاطین اور جن اُس کے تابع ہونگے۔ پھر وہ یمن سے مکہ کی طرف آئے گا۔ لیکن بسبب محافظت ملائکہ کے مکہ میں نہ آسکے گا۔ پھر وہاں سے مدینہ منورہ کا قصد کرے گا۔ اور مدینہ شریف کے قریب احد پہاڑ کے پاس ڈیرہ کرے گا۔ اور مدینہ کے اُسوقت سات دروازے ہونگے ہر دروازے پر دو فرشتے محافظ ہونگے۔ اس سبب سے دجّال اندر نہ جاسکیگا اُسوقت ایک شخص مومنیں میں سے دجّال کے پاس جائیگا۔ وہ شخص اُسوقت کے تمام لوگوں سے اچھا اور بہتر ہوگا۔ اور نوجوان ہوگا پس اُسکو راہ میں دجّال کے پھرنے والے پوچھیں گے کہ تو کہاں جاتا ہے۔ وہ کہے گا کہ دجّال کے پاس جاتا ہوں۔ وہ کہینگے کہ تو ہمارے خدا دجّال پر ایمان نہیں لاتا۔ تب وہ کہے گا کہ خدا کی صفات ظاہر ہیں۔ اور اُس میں وہ صفات نہیں۔ یہ دجّال کافر ہے۔ پھر آپس میں ایک دوسرے سے کہیگا۔ کہ اس کو قتل کر ڈالو۔ پھر ایک شخص کہیگا کہ ہمارے خدا نے اپنی اجازت بغیر قتل سے منع کیا ہے اسکو نہ مارو۔ تب وہ اُسکو دجّال کے پاس لائینگے۔ وہ مومن دجّال کو دیکھ کر کہیگا۔ تو گویا وہی دجّال ہے کہ جسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے۔ پس دجّال کہے گا۔ کہ اس کا خوب سر کچلو۔ تب وہ اُسکو اس قدر مارینگے کہ اُسکا پیٹ اور پیٹھ پھول جائے گی۔ تب دجّال کہیگا تو اب بھی مجھپر ایمان لایا۔ وہ کہے گا کہ تو مسیح کذاب ہے۔ تب دجّال حکم کرے گا کہ اسکو آری سے چیر کر دو ٹکڑے کردو وہ آری سے چیر کر دو ٹکڑے کر دینگے۔ پس وہ اُس کے دونوں ٹکڑوں سے کہیگا کہ کھڑا ہو۔ تب وہ شخص زندہ ہوجاوے گا۔ پھر دجّال کہیگا کہ اب بھی مجھپر ایمان نہ لایگا

وہ کہے گا کہ مجھے اب اور زیادہ تیرے دجال ہونے کا یقین ہو گیا اور اب تو کسی کو سزا نہ دے سکیگا۔ پھر دجال خفا ہو کر اُسکے ذبح کا حکم دیگا لیکن ذبح پر قادر نہ ہوگا۔ تب غصہ میں آکر اپنے جہنم کیطرف اُسکو پھینکے گا۔ اور وہ شخص اصل میں جنت کیطرف پھینکا جائیگا اور عند اللہ بڑا درجہ شہادت کا پائیگا۔ بعد اُس کے دجال کو پھر کسی کے ساتھ ایسا معاملہ کرنے کی قدرت نہ ہوگی۔ اور وہ جانے گا کہ اب میرا اقبال گیا۔ تب وہاں سے شہر دمشق کیطرف کہ جہاں حضرت امام مہدی علیہ السلام ہونگے روانہ ہوگا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام لشکر اسلام کا قلب اور میمنہ اور میسرہ درست کرکے اُسکی جنگ کے لئے مستعد ہونگے کہ اتنے میں عصر کے وقت دمشق کی جامع مسجد کے شرقی بیضا یعنی سفید منارہ پر زرد حلہ پہنے ہوئے۔ دو فرشتوں کے بازو پر ہاتھ دھرے ہوئے حضرت عیسیٰ ع اُتر ینگے۔ اور سیڑھی منگا کر وہاں سے نیچے اُتر ینگے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا بیان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی ہیں بے باپ کے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اُنکو پیدا کیا ہے۔ وہ شب و روز دین حق کے پھیلانے میں مصروف تھے اُس وقت کے یہودیوں کو اُنپر حسد آیا ایک مکان میں اُنکو قتل کے لئے گھیر لیا۔ خدا کی قدرت سے چھت پھٹ گئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملائکہ آسمان پر لے گئے۔ اور اُن یہودیوں میں سے ایک شخص جو اندر آیا تھا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں ہو گیا۔ اُسکو یہود نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام سمجھ کر صلیب پر چڑھا دیا۔ پس جب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر ہیں۔ دجال کے قتل کو دنیا میں آئینگے۔ شہر دمشق کے شرقی سفید منارہ پہ زرد حلہ پہنے ہوئے دو فرشتوں کے بازوں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے عصر کے وقت اُتر ینگے پس جب منارے سے سیڑھی لگا کر نیچے آئینگے۔ حضرت امام

مہدی علیہ السلام سے ملاقات کرینگے۔ امام علیہ السلام بتواضع پیش آئینگے۔ اور کہینگے
کہ اے نبی اللہ آپ امام ہوکر نماز پڑھاتے۔ وہ عذر کرینگے۔ پھر بعد عذرات فیمابین حضرت
امام مہدی علیہ السلام کو اس امت کی تعظیم اور تکریم کی وجہ سے امام بنائینگے صبح کو
دجال کے مقابلہ کو لشکر تیار ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائینگے کہ میرے واسطے ایک
گھوڑا اور ایک نیزہ لاؤ تاکہ میں اُس کافر سے مقابلہ کروں۔ تب مسلمان دجال کی فوج
سے جہاد کرینگے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُسکے قتل کو آمادہ ہونگے۔ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے دَم کی ہوا میں یہ تاثیر ہوگی کہ جس کافر کو وہ ہوا لگ جائیگی۔ مرجائیگا
اور ہوا اُنکی وہانتک جائے گی کہ جہانتک اُنکی نظر پڑے گی پس وہ دجال کا تعاقب
کرینگے۔ اور باب لُدّ کے پاس جو ایک پہاڑ یا گانوں ملک شام کا ہے اُسے گھیرینگے۔
اور نیزہ سے اُسے قتل کرکے اُسکا خون لوگوں کو دکھلائینگے۔ اور اگر اُسکے قتل میں حضرت
عیسیٰ علیہ السلام جلدی نہ کرتے۔ تو وہ کافر نمک کیطرح سے خودبخود پگھل جاتا۔ پھر لشکر
اسلام دجال کے لشکر کو جو اکثر یہودی ہونگے بہت قتل کریگا۔ یہانتک کہ اگر کوئی یہودی
پتھر یا درخت کی آڑ میں چھپیگا۔ تو وہ بھی بتلا دیگا۔ کہ اے مسلمان اے بندۂ خدا یہ
یہودی میری آڑ میں چھپا بیٹھا ہے۔ اسکو قتل کر۔ مگر ایک درخت غرقد نہ بتلائیگا۔
کیونکہ وہ یہود کا درخت ہے۔ القصہ جب دجال اور اُسکی فوج پامال ہوچکیگی تو حضرت
امام مہدیؑ اور حضرت عیسیٰؑ ملک کی سیر کرینگے۔ اور جنکو دجال کے ہاتھ سے مصیبت پہنچی تھی اُن کے درجات
جنت میں بیان فرمائینگے۔ اور تسلی دینگے اور اُنکے نقصان کا الطاف اور عنایت سے تدارک
کرینگے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حکم دینگے کہ خنزیر قتل کئے جائیں۔ اور صلیب کہ جسکو نصاریٰ
پوجتے ہیں توڑی جائے اور کسی کافر سے جزیہ نہ لیا جائے بلکہ وہ اسلام لائے۔ پس
اُس وقت تمام روئے زمین پر دین اسلام پھیل جائیگا۔ کفر مٹ جائیگا جور و ظلم جہان
سے منہدم ہوگا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خلافت سات یا آٹھ یا نو برس ہوگی

اس کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام دنیا سے تشریف لیجائینگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان اُنکی نماز پڑھ کر دفن کرینگے۔ اس حساب سے کل عمر اُنکی سنتالیس ۴۷ یا اڑتالیس ۴۸ یا اُنچاس ۴۹ برس کی ہوگی بعد اسکے تمام انتظام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اختیار میں ہوگا اور تمام عالم اچھی حالت پر ہوگا کہ یکایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی آئیگی۔ کہ میرے بندوں کو کوہ طور کیطرف لیجا۔ میں نے ایک قوم نکالی ہے کہ کسیکو اُسکے تاب جنگ وطاقت لڑائی نہیں ہے۔

یاجوج وماجوج کا بیان

یاجوج وماجوج دو قوم کا نام ہے کہ وہ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ اور اُنکو ذوالقرنین نے ایک دیوار کھینچکر بند کر دیا تھا۔ علمانے لکھا ہے کہ یاجوج ماجوج شمال کی جانب ایسی جگہ ہیں۔ کہ اُن کے شمال کی جانب دریائے شور یعنی سمندر ہے۔ اور بوجہ کثرت سردی کے وہاں سمندر منجمد ہے۔ اُدھر سے کوئی کشتی یا جہاز نہیں آسکتا اور مشرق اور مغرب سے دو پہاڑ بلند جنوب کی طرف دو قوس کی صورت میں آملے ہیں۔ مگر کسی قدر رگھاٹی باقی تھی وہ لوگ وہاں سے آکر ملک میں خونریزیاں کرتے تھے۔ فساد ڈالتے تھے۔ ذوالقرنین نے اُن پہاڑوں کے بیچ لوہے کے تختے رکھ کر اُنکو خوب گرم کیا اور اوپر سے تانبا اور پیتل پلا دیا۔ وہ ایک ذات ہوگئے۔ جب سے اُنکی راہ بند ہے۔ مشہور ہے کہ یاجوج ماجوج اس دیوار کو روزمرہ دانتوں سے کھودتے ہیں۔ شام تک تھوڑی سی باقی رہجاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس بقیہ کو صبح کو توڑینگے۔ مگر چونکہ وہ لفظ انشاء اللہ نہیں کہتے ہیں اس لئے اللہ کی قدرت سے وہ دیوار دوسرے دن صبح کو بدستور مثل سابق مستحکم ہوجاتی ہے یہانتک کہ دجّال کے ہلاک ہونیکے بعد وہ ایک روز انشاء اللہ کہکر کہیں گے کہ کل کھودینگے۔ چنانچہ اس کلمہ کی برکت سے وہ

دیوار جسقدر پہلے روز توڑ چکے تھے اُسیقدر رہیگی۔ دوسرے روز بقیہ دیوار کو توڑ
ڈالیں گے اور وہ قوم پھیل پڑے گی۔ وہ ہر بلندی سے اُترتی آئیگی۔ اور آبادی میں
آجائیگی آدمیوں کو بہت ستائیگی اور درندے کے طور پر آدمیوں اور جانوروں کو
پھاڑ پھاڑ کر کھا جائیگی۔ اُنکی اول جماعت طبریہ کے تالاب کے پاس آئیگی۔ اور تالاب کا
سب پانی پی جائیگی پچھلی جماعت آکر کیچڑ دیکھکر کہے گی۔ کہ پہلے یہاں کبھی پانی تھا پھر
وہ جب جبل الخمر کے پاس کہ وہ بیت المقدس کا پہاڑ ہے آئینگے تو کہیں نگے کہ زمین کے
سب لوگوں کو ہمنے قتل کر ڈالا پھر وہ آسمان کیطرف تیر پھینکیں گے۔ اللہ تعالیٰ اُنکے
تیروں کو اُنکی آزمائش اور سرکشی کے لئے خون آلودہ کرکے نیچے بھیجے گا۔ اور حضرت عیسیٰ ع
اور اُنکے ہمراہی کوہ طور پر ایک قلعہ میں محصور ہونگے اور بسبب گرانی غلہ کے ایک بیل
کی سری اُسروز اشرفی سے بہتر معلوم ہوگی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے
ہمراہی دعا مانگیں گے۔ تب اللہ تعالیٰ اُس قوم یاجوج اور ماجوج کی گردن میں پھوڑا
نکالے گا۔ کہ صبح کو سب مرے پائے جائینگے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے
ہمراہی پہاڑ سے نیچے اُترینگے۔ تو کوئی جگہ ایسی نہیں ملیگی کہ جہاں اُنکی بدبو اور گندگی
نہ پھیلی ہو۔ پھر دعا کرینگے تب اللہ تعالیٰ ایسے پرند بھیجے گا کہ اُنکی گردنیں بختی اونٹ کی
گردن کے مانند ہونگی تب وہ اُنکو جہاں حکم الٰہی ہوگا اُٹھا کر پھینکدینگے اور پھر پیپ اور
لہو دور کرنیکو اللہ تعالیٰ ایسا مینہ برسائیگا کہ کوئی گھر یا خیمہ بغیر ٹپکے نہ رہیگا۔ یہ مینہ
چالیس روز برسے گا اور زمین کو صاف کر دیگا۔ اور بسبب اس بارش کے زمین میں
نہایت روئیدگی ہوگی اور بڑی برکت ہو جائیگی۔ یہانتک کہ ایک انار کو ایک گھر کے
آدمی شکم سیر ہو کر کھائینگے۔ اور ایک بکری کے دودھ سے ایک گھر کے لوگ سیر ہو جائینگے
المختصر اُس زمانہ میں نہایت برکت ہوگی۔ عداوت اور کینہ نہ رہیگا۔ اور لوگوں کو مال کی کچھ
پروا نہ رہیگی۔ یہانتک کہ ایک سجدہ کرنا دنیا اور مافیہا سے اچھا جانینگے۔ اگر کوئی کسیکو

مال دیگا تو نہ لیویگا - یہ خیر و برکت سات برس تک رہیگی - پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دُنیا سے انتقال کرینگے کل عمر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں زندہ رہنے کی پینتالیس[۴۵] برس ہوگی - یعنی اڑتیس برس پہلے دنیا میں رہ کر آسمان پر تشریف لیگئے تھے - اور پھر بعد نزول کے بعد سات برس اور زندہ رہینگے نزول کے بعد آپ کا ہی دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا - آپ نکاح کرینگے آپکی اولاد یعنی ایک بیٹی پیدا ہوگی اُسکی شادی ایک مرد صالح سے کردینگے - پھر وہ آپ کے سامنے فوت ہوجاویگی اور آپ انتقال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روضۂ مبارک میں دفن ہونگے - حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے بعد ایک شخص جہجاہ کو خلیفہ مقرر کرجائینگے - یہ شخص قحطانی ہوگا اچھی طرح عدل کے ساتھ حکومت کریگا لیکن شر و فساد کفر والحاد پھر پھیلنا شروع ہوگا - اسیطرح دو تین شخص یکے بعد دیگرے حاکم ہونگے -

خسف[۱] کا بیان

پس جب کفر اور الحاد زیادہ پھیل جائیگا - تو اُس زمانہ میں ایک مکان مشرق میں اور ایک مغرب میں کہ جہاں منکر تقدیر رہتے ہونگے دھنس جائیگا -

دُخان[۲] کا بیان

اور اُنہیں دنوں میں شمال سے ایک دھواں نمودار ہوگا کہ مومنین کو زکام سا معلوم ہوگا - اور کافروں کو نہایت تکلیف ہوگی کہ کسی کو ایک دن کے بعد کسی کو دو دن کے بعد کسی کو تین روز کے بعد ہوش آئیگا - کسی کو چوتھے روز اور کل چالیس روز یہ دھواں رہیگا -

---

[۱] خسف دھنسنے کو کہتے ہیں - ۱۲ [۲] دُخان دھوئیں کو کہتے ہیں ۱۲

مغرب کی طرف سے طلوع آفتاب کا بیان

اُنہیں دنوں میں کہ ذی الحجہ کا مہینہ ہوگا۔ یوم النحر کے بعد رات نہایت دراز ہوگی یہانتک کہ بچے چلا اُٹھیں گے۔ اور مسافر تنگدل ہوجاوینگے۔ اور مواشی چراگاہ میں جانے کے لئے نہایت شور کرینگے۔ لیکن صبح نہ ہوگی۔ یہانتک کہ لوگ ہیبت اور قلق سے بیقرار ہوکر نالہ اور زاری کرینگے اور توبہ توبہ کرینگے جبکہ اس رات کی درازی تین یا چار رات کی برابر ہوجائے گی۔ اور لوگ نہایت مضطرب ہونگے۔ تب قرص آفتاب تھوڑے سے نور کے ساتھ جیسا کہ گہن کے وقت ہوتا ہے مغرب کی جانب سے طلوع ہوگا۔ اور اتنا بلند ہوکر کہ جتنا چاشت کے وقت ہوتا ہے پھر غروب ہوجائے گا۔ اور پھر حسب دستور قدیم مشرق سے طلوع ہوا کریگا۔ لیکن اسکے بعد کسی کی توبہ قبول نہوگی۔

دابۃ الارض کا بیان

مغرب سے آفتاب طلوع ہونے کے دوسرے روز یہ حادثہ پیش آئے گا کہ مکہ معظمہ کے شرقی جانب میں جو ایک پہاڑ ہے جسکو صفا کہتے ہیں زلزلہ آکر شق ہوجائے گا۔ اور ایک جانور کہ جسکی ایسی صورت ہوگی۔ چاشت کے وقت باہر آئیگا۔ منہ آدمی کا پاؤں اونٹ کے سے۔ گردن اور ایال گھوڑے کے مانند۔ دُم گائے کیطرح۔ سینگ گینڈے کے مشابہ۔ ہاتھ بندر کیطرح ہونگے۔ اور فصاحت سے کلام کرے گا اور اس سے پہلے اُسکے نکلنے کا چرچا ایک بار یمن۔ اور نجد میں بھی ہوگا۔ لیکن جلدی سے غائب ہوجائیگا۔ ابکی بار ظہور اچھی طرح سے کریگا۔ اُسکے ایک ہاتھ میں عصائے موسوی۔ اور دوسرے میں انگشتری سلیمانی ہوگی۔ تمام ملک میں پھرے گا۔ کوئی مرد اور عورت اور چارپایہ اُس سے بھاگ کر نہ جائے گا۔ پس وہ مومن کے ماتھے

اُس عصے سے ایک خط کھنچیگا کہ جس سے اُسکا تمام چہرہ نورانی ہو جائے گا۔ اور کافر اور منافق کے ماتھے پر اُس انگوٹھی سے مُہر کر دے گا کہ اُن کا تمام مُنہ سیاہ ہو جائے گا۔ بعد اُس کے ہر مومن و کافر ممتاز اور الگ معلوم ہو گا پس جب وہ دابۃ انگوٹھی سے مُہر اور عصے سے خط کھینچ چکے گا تو پھر غائب ہو جائیگا۔ اور طلوع آفتاب اور خروج دابہ سے نفخ صور میں تھوڑے کا فاصلہ ہو گا۔ یعنی بعد طلوع شمس اور بعد نکلنے دابہ کے سو برس کے بعد قیامت آجائیگی۔

ہوا کا بیان جس سے ہر مومن مرجائیگا

بعد نکلنے دابہ کے چند عرصے کے بعد شام کیطرف سے ایک ٹھنڈی ہوا چلے گی۔ پس کوئی اہل ایمان اور اہل خیر زمین پر نہ رہیگا۔ سب اُس سے مر جائینگے۔ یہانتک کہ اگر کوئی پہاڑ کے غار میں چھپے گا تو وہاں بھی وہ ہوا پہونچیگی اور اُسکو مارے گی۔ بعد اسکے وہ لوگ کہ جو نیکی اور بھلائی نہ جانیں گے باقی رہ جائینگے۔

حبشہ کا بیان

بعد اسکے حبشہ کے کفار کا غلبہ ہو گا۔ اور تمام ملک میں اُنکی سلطنت ہو جائیگی۔ اور وہ حبشی خانۂ کعبہ کو گروائیں گے اور اُسکے نیچے سے خزانہ نکالینگے۔ پس اُسوقت ظلم اور فساد پھیلیگا چوپایوں کی طرح لوگ کوچہ و بازار میں ماں بہن سے جماع کیا کرینگے۔ قرآن کاغذوں سے اُٹھ جائیگا۔ کوئی اہل ایمان دنیا پر نہ رہیگا۔ اور آپس کے جور و ظلم سے شہر اُجاڑ ہو جائینگے قحط اور وبا کا ظہور ہو گا۔ بعد اسکے ملک شام میں کچھ ارزانی اور امن ہو گا۔ تب لوگ تجار اور اہل حرفہ وغیرہ گھر بار چھوڑ کر اونٹوں اور دیگر سواریوں پر سوار ہو کر وہاں جائینگے۔ یہانتک لوگوں کی کثرت ہو گی۔ کہ کسی اونٹ پر دو کسی پر تین کسی پر چار کسی پر پانچ شخص تک سوار ہونگے۔

آتش کا بیان

بعد چند مدت کے جنوب کیطرف یعنی یمن سے ایک آگ اُٹھے گی۔ اور لوگونکو گھیر کر جہاں کہ بعد مرنے کے حشر ہوگا۔ یعنی ملک شام کیطرف لیجائیگی۔ جب شام کے وقت لوگ ٹھہر جایا کرینگے آگ بھی ٹھہر جائے گی۔ پھر جب آفتاب بلند ہوگا وہ آگ اُنکے پیچھے چلے گی جب لوگ شام کے ملک میں پہنچ جاینگے تو وہ آگ غائب ہوجائیگی۔ اسکے بعد پانچ برس تک پھر لوگونکو خوب آرام اور عیش میسر ہوگا۔ اور شیطان آدمی کی صورت میں آکر کہیگا تم کو حیا نہیں آتی۔ وہ کہیں گے اب تو کیا کہتا ہے۔ تب وہ کہیگا کہ بتونکی عبادت کرو۔ تب لوگ بتونکی عبادت کرینگے۔ اسمیں اُنکو روزی کی فراخی۔ اور فراخ دستی حاصل ہوگی۔ الغرض جب دنیا میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا باقی نہ رہیگا تب صور پھونکا جائیگا۔ قیامت ہوجائیگی لوگ اُسوقت عیش و آرام میں ہونگے۔ کوئی کسی کام میں مصروف ہوگا۔ کہ یکایک جمعہ کو کہ روز عاشورہ ہوگا۔ علی الصباح لوگوں کے کان میں ایک بار آواز آئے گی۔ لوگ متحیر ہونگے کہ یہ کیا ہے۔ تب رفتہ رفتہ وہ آواز بلند ہوتی جائے گی۔ یہانتک کہ کڑک رعد کے برابر ہوگی۔ اور لوگ ہول کے مارے باہر جنگل کو چلے جائینگے اور باہر کے وحشی جانور اندر شہروں میں آئینگے جب اس سے بھی زیادہ ہوگی تب لوگ نے شروع ہونگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام تک جو علامات ظاہر ہونگی اُنکو (صغرےٰ) اور امام مہدی علیہ السلام سے نفخ صور تک جو ظاہر ہونگی اُنکو (کبریٰ) کہتے ہیں۔ اور ابتدائے قیامت کا نفخ صور ہے۔ اور نفخ ثانی سے لیکر کل زمانہ آئندہ کو عالم حشر اور عالم آخرت بھی کہتے ہیں۔

اوّل مرتبہ صور پھونکنے کا ذکر

صور ایک چیز سینگ کے مانند ہے۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام اُسکو مُنہ سے بجائینگے۔

اُسکی آواز کی شدت سے ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ اوّل صور کی آواز ایک شخص کے کان میں پڑے گی۔ کہ وہ اپنے اونٹ کے حوض کو لیپتا ہوگا سنتے ہی بیہوش ہو جائیگا۔ پھر سب آدمی بیہوش ہو جائینگے۔ اور وحوش میں زول یعنی ہل چل پڑ جائے گی۔ پس جب سب جاندار چیزیں مر جائینگی۔ تب آواز زیادہ ہو جائیگی سب سے درخت اور پہاڑ روئی کے گالوں کیطرح اُڑتے پھرینگے۔ پھر جب اور آواز تیز ہوگی۔ تو آسمان کے تارے۔ اور چاند۔ اور سورج۔ ٹوٹ کر گر پڑینگے۔ اور آسمان پھٹ کر ٹکڑے ہو جائیگا۔ اور زمین بھی معدوم ہو جائے گی۔ عرش۔ کرسی۔ لوح۔ قلم۔ بہشت۔ دوزخ۔ صور۔ ارواح کو بھی فنا آئیگی۔ اور بعض کے نزدیک سات چیزوں کو فنا نہ ہوگی۔ بہشت۔ دوزخ۔ عرش کرسی۔ لوح قلم۔ ارواح مومن و کافر۔ المختصر جب اللہ تعالیٰ باقی رہیگا۔ تو وہ خود اُسوقت ارشاد فرماوے گا لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ۔ یعنی آج کسکا ملک ہے پھر جب کوئی جواب نہ دے گا۔ تو آپ ہی فرمائے گا لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ یعنی ملک ایک اللہ قہار ہی کا ہے۔

دوبارہ صور کا پھونکنا سب کا زندہ ہونا اور میدان حشر کا بیان

بعد نفخ صور اوّل کے جب چالیس برس کے مقدار عرصہ گزرے گا۔ اور اتنی مدت ظاہر احادیث صرفہ کا ہو چکے گا۔ تو خداوند تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کرے گا وہ صور بجائینگے جس سے اول ملائکہ حاملان عرش۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام اُٹھینگے۔ پھر زمین و آسمان۔ چاند و سورج موجود ہونگے۔ پھر ایک مینہ برسے گا۔ جس سے مثل سبزہ کے زمین کا ہر ذی روح جسم کے ساتھ زندہ ہوگا۔ اس دوبارہ پیدا کرنے کو شرع میں بعث و نشر بھی کہتے ہیں۔ قبروں سے مُردے اپنے جسم اصلی کے ساتھ اُٹھینگے۔ سب سے پہلے حضرت محمد رسول ﷺ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلہ بہشتی پہنے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے اُٹھیں گے پھر اُنکو لباس پہنایا جائے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُٹھیں گے۔ پھر اور انبیا علیہم السلام پھر صدیقین۔ پھر شہدا۔ پھر صالحین۔ پھر اور مومنین یہ کہتے ہوئے اُٹھیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَکُوْرٌ[1] پھر کفار اور اشرار یہ کہتے ہوئے اُٹھیں گے یَاوَیْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا[2] اور ہر جماعت اپنی مثل کے ساتھ کیجائے گی نیکوں کا الگ گروہ ہوگا اور بدوں کی الگ جماعت ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھنے کے بعد معہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنۃ البقیع میں جو مدینہ منورہ میں حضور کے روضہ مبارک کے پاس ایک قبرستان ہے تشریف لیجائینگے۔ وہاں سے لوگ آپ کے ہمراہ ہونگے۔ پھر مکہ اور مدینہ کے لوگ آپ کے پاس آئینگے۔ اور ہر شخص جس حالت میں مرا ہے اُسی میں اُٹھیگا۔ شہیدوں کے زخمونکی رنگت خون کی ہوگی اور خوشبو مشک اور زعفران کی ہوگی جو حج میں مرا لبیک کہتا ہوا اُٹھیگا اور شرابی نشہ کیحالت میں اُٹھیگا۔ ہر شخص برہنہ بے ختنہ کیا ہوا اُٹھیگا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جنت کا حلہ پہنایا جائے گا۔ اُن کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن سے بہتر کپڑے پہنائے جائینگے۔ اُنکے بعد اور رسولوں اور انبیاؤں کو۔ اُنکے بعد موذنونکو پہنائے جائینگے۔ بعض لوگ جن کپڑوں میں مرے ہیں اُن کپڑوں میں اُٹھینگے بعض جن کپڑوں میں دفن ہوئے اُٹھینگے۔ جو مخلوق برہنہ اُٹھیگی اُنکو بسبب گھبراہٹ اور پریشانی کے کسی کی برہنگی کی تمیز نہ ہوگی۔ یہ بھی لکھا ہے کہ آنکھیں اُنکے سر پہ ہونگی اس سبب سے آپس میں کسیکو برہنہ نہ دیکھ سکینگے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

---

[1] اُس اللہ کی تعریف جسنے ہمارے رنج دور کئے بیشک ہمارا رب بخشنے والا شکر کی جزا دینے والا ہے۔

[2] ہمارے لئے خرابی ہے ہم کو کسنے ہماری قبروں سے اُٹھایا۔

ناقہ پر سوار ہوکر۔ اور مومنین جنت کی اونٹنیوں پر کہ اُنکے زین طلائی اور مہار زمردی ہوگی سوار ہوکر حساب گاہ میں چلینگے۔ اور مومنین فاسق پا پیادہ۔ اور کفار سر کے بل گھسٹتے ہوئے چلیں گے۔ بعض احادیث میں یوں بھی آیا ہے۔ کہ مومن جب قبر سے اُٹھے گا تو ایک نہایت حسین آدمی اُسکو نظر آئے گا۔ یہ کہیگا تو کون ہے۔ وہ کہیگا میں تیرا عمل نیک ہوں دنیا میں تجھپر میں سوار تھا۔ آ۔ تو اب مجھپر سوار ہولے۔ اور کافر ایک نہایت بدشکل کو دیکھیگا اور پوچھے گا۔ تو بدمنظر کون ہے۔ وہ کہے گا تیرا عمل بد ہوں دنیا میں تجھپر تو سوار تھا آج میں تجھپر سوار ہوتا ہوں۔ اور اعمال لکھنے والے فرشتے مومن کے لئے گواہ بنکر ساتھ ساتھ یہ کہتے ہوئے چلیں گے لَا تَحْزَنْ وَلَا تَخَفْ وَابْشِرْ بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتَ تُوْعَدُ[۱] اور کافر کو کھینچتے ہوئے لیجاوینگے۔ کافر اور فاسق اندھے ہوکر اور کتے اور سوٗر اور بندر کی صورت میں اُٹھینگے۔ سود خوار آسیب زدہ کے مانند اُٹھینگے۔ یتیموں کے مال کھانے والوں کے مونہ سے آگ کا شعلہ نکلتا ہوگا۔ متکبر ونکو چیونٹیوں کے مانند بناکر خلائق کے پاؤنمیں روندڈالینگے بے ضرورت سوال کرنے والوں کے مُنہ پر گوشت نہ ہوگا۔ مسلمانوں کے قتل کرنے والونکے مُنہ پر رحمت سے ناامید۔ لکھا ہوگا۔ جو دو بیبیوں میں انصاف نہیں کرتے ہیں اُنکا ایک پہلو شکستہ ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس ہر قسم کے گنہگار علی قدر مراتب ایک نئے نئے عذاب کی صورت میں اُٹھینگے۔ المختصر ہر شخص قبر سے اُٹھ کر محشر میں آئے گا اُسوقت سوا نیزہ پر آفتاب قایم ہوگا۔ اُسکی طپش سے خلایق کا پسینا جاری۔ اور اپنے اپنے عرق ندامت میں غرق ہونگے۔ اپنے اعمال بد کے موافق بعضے ٹخنوں تک بعضے گھٹنوں تک بعضے سینہ تک بعضے گردن تک بعضے ٹھڈی تک بعضے ہونٹوں تک بعضے ناک تک بعضے آنکھوں تک بعضے بالکل غرق ہونگے۔ اُسوقت لوائے معقود[۲] حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

---

[۱] غمگین نہ ہو اور نہ خوف کر اور اُس جنت کی بشارت لے جسکا وعدہ کیا گیا تھا ۱۲

[۲] لوائے معقود وہ جھنڈا مراد ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خاص ہوگا۔ ۱۲

وسلّم ارشاد ہوگا۔ اُسکے دو پھریرے ہونگے۔ ایک جانب شرق۔ ایک جانب غرب پھیلا ہوگا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ آفتاب کے پہلو پر اُس جھنڈہ کو لئے کھڑے ہونگے باقی تینوں خلیفہ امت شریف کو متفرق گروہوں سے چھانٹ چھانٹ کر اُس جھنڈہ کے نیچے لا بٹھینگے۔ وہ جھنڈا آفتاب اور امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے درمیان میں حائل ہوگا۔ اُنکو آفتاب کی طپش بتصدق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہ پہونچیگی یہی لواء حمد ہے جسکا ذکر یوں آیا ہے۔ کہ اُسکا طول ایک لاکھ برس کی راہ کا ہے اُس پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہے۔ اور اسکا عرض جیسے آسمان سے زمین۔ اور اُسکی پوری سرخ یاقوت کی۔ اور قبضہ سفید چاندی اور زبرجد سبز کا۔ اور اُس کے تین گوشہ ہیں ایک مشرق میں۔ ایک مغرب میں۔ ایک وسط دنیا میں۔ اُس پر تین سطریں لکھی ہیں پہلی سطر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ دوسری سطر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تیسری سطر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہر سطر ہزار برس کی راہ ہے اور اُسکے پاس ستر ہزار جھنڈے اور ہیں ہر جھنڈے کے نیچے ستر ہزار فرشتوں کی صفیں ہیں ہر صف میں پانچ لاکھ فرشتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ قیامت کے روز یہ جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے روز لواء صدق حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے ہوگا اور جملہ صدیق اُسکے نیچے ہونگے۔ اور لواء عدل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے ہوگا اور تمام عادل اُسکے نیچے ہونگے۔ اور لواء سخاوت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے ہوگا اور سب سخی اُسکے نیچے ہونگے اور لواء شہادت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے ہوگا اور کل شہید اُسکے نیچے ہونگے۔ اور لواء فقہ حضرت معاذ بن جبل کے واسطے ہوگا اور تمام فقیہ اُسکے نیچے ہونگے اور لواء زہد حضرت ابوذر کے واسطے ہوگا اور سب زاہد اُسکے نیچے ہونگے۔ اور لواء

فقر حضرت ابودرداء کے واسطے ہوگا اور کل فقیر اُسکے نیچے ہونگے اور لواء قرآت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے ہوگا اور سب قاری اُسکے نیچے ہونگے۔ اور لواء اذان حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے واسطے ہوگا اور سب مؤذن اُسکے نیچے ہونگے۔ اور لواء قتل ظلم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے ہوگا اور جو ظلماً مارے گئے ہیں وہ اُسکے نیچے ہونگے۔ یہی مراد ہے آیت شریفہ یَوْمَ[لہ] نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِھِمْ الخ سے قیامت کا دن ہزار برس یا پچاس ہزار برس کا ہوگا۔ مگر مسلمان پر بعنایت الٰہی دو رکعت نماز سے بھی زیادہ خفیف ہوگا۔ روایت ہے کہ میدان قیامت میں مخلوق کی ایکسو بیس صفیں ہونگی۔ ہر صف کا طول چالیس ہزار برس کی راہ کا اور عرض بیس ہزار سال کی مسافت کا۔ انمیں تین صفیں مومنین کی اور باقی کفار کی ہونگی۔ واللہ اعلم۔ تمام اہل محشر آفتاب کی تپش دھوپ کی گرمی کی تیزی سے تنگ اور سخت تکلیف اور پریشانی میں ہونگے اور کوئی سایہ دار چیز نہ ہوگی جسکے نیچے آرام لیں۔ صدہا طرح کی تکالیف میں مبتلا ہونگے جب اسطرح تکلیف پاتے دو سو برس گزر جائینگے تب لوگ کہیں گے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلو کہ وہ ابوالبشر ہیں۔ شاید انکی سفارش سے حساب شروع ہوجائے۔ پس اُن کے پاس آئینگے۔ وہ جواب دینگے کہ آج خداوند تعالیٰ کا نہایت غضب اور قہر ظاہر ہے کہ کبھی ایسا نہ ہوا تھا۔ میں ڈرتا ہوں کہ مجھسے یہ پوچھ نہ بیٹھے کہ تونے ہمارے منع کئے حکم گیہوں کو کیوں کھایا تھا تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ تب اُنکے پاس آئینگے۔ وہ بھی اسیطرح عذر کرینگے۔ اسیطرح پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس . . . . پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آوینگے۔ سب اسیطرح عذر کرینگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ تم خاتم النبیین امام الرسل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ وہ شفاعت کرینگے۔ تب آپ کے پاس آکر عرض کرینگے کہ آپ کے پاس اگلے پچھلے سب گناہ خدا نے

[لہ] یعنی جب ہم سب آدمیوں کو اُنکے امام کے ہمراہ بلاوینگے واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲

معاف کر دئے - اور آپ کو خاتم النبیین کیا اور درجہ شفاعت آپ کو دیا آپ ہماری شفاعت
کیجئے حضرت فرمائینگے کہ ہاں میں کرونگا - تب حضرت سجدہ میں گرینگے - اور خدا کی نہایت
ثنا او صفت کرینگے - پھر حکم ہوگا کہ اے محمدؐ سر اُٹھاؤ جو مانگوگے ملیگا شفاعت کرو قبول ہوگی -
جبرئیل علیہ السلام براق لیکر آپ کے پاس آوینگے - آپ اُسپر چڑھ کر آسمان پر تشریف لیجائینگے
اور ایک جگہ مقام محمود ہے - وہاں جا کر حمد و ثنا کرینگے اور سب لوگ دیکھیں گے - اور
حضرت کی ثنا و صفت کرینگے - پھر حضرت نیچے تشریف لائینگے - لوگ پوچھیں نگے کیا حکم ہوا
حضرت فرمائینگے - اللہ تعالی اب زمین پر تجلی فرماتا ہے - اور ہر ایک سے حساب لیکر اُسکی
جزا اور سزا کو پہونچاتا ہے - اسی عرصہ میں ایک نور عظیم آواز ہولناک کے ساتھ آتا ہوا معلوم
ہوگا - لوگ کہیں گے کیا اسمیں تجلی خدا ہے ملائکہ تسبیح اور تنزیہ بیان کر کے کہینگے - ہم آسمان
دنیا کے فرشتے ہیں - تب وہ زمین کے کنارے صف باندھ کر کھڑے ہو جائینگے - بعد اسکے
پھر اسیطرح ایک نور عظیم اُترتا ہوا نظر آئے گا اور اسیطرح لوگ پوچھینگے - اور اسیطرح
ملائکہ کہیں گے کہ ہم دوسرے آسمان کے فرشتے ہیں - پھر وہ بھی صف باندھ کر کھڑے
ہو جائینگے - اسیطرح ساتوں آسمان کے ملائکہ اُترینگے اور لوگوں کے گرداگرد صف باندھ کر
کھڑے ہونگے - پھر اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہوگا - کہ صور میں آواز کرینگے اُنکے صور بجانے
سے سوائے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سب بیہوش ہو جائینگے - موسیٰ علیہ السلام
کو بیہوشی یوں نہ ہوگی کہ وہ کوہ طور پر بیہوش ہو چکے ہیں - پھر خداوند تعالی کا عرش
یعنی تخت اُترے گا - کہ آٹھ فرشتے اُسے اُٹھائینگے - اور اُسپر تجلی خداوند تعالی کی ہوگی تجلی
یوں کہا کہ وہ مکان اور جسم سے پاک ہے - پھر اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہوگا - کہ صور
بجائے - تب سب ہوش میں آجائینگے - پھر دوزخ عرش کے بائیں - اور جنت دائیں طرف
بمصلحت الٰہی لائی جاوینگی - میدان محشر سے بہشت پانسو برس کی راہ پر ہوگی مگر محشر والونکو
بہشت کی کیفیت دکھلائی دیگی - اور دوزخ مابین محشر و بہشت قائم ہوگی ستر ہزار فرشتے

دوزخ کو اپنے مقام سے ستر ہزار باگوں سے کھینچتے ہوئے بائیں طرف کو عرش معلی کے لائینگے۔ اور چنگاریاں اور لپٹیں اُسکی اُڑینگی اور اُسکے جوش وخروش کی آواز اتنی دور سے سب اہلِ محشر سنیں گے۔ اُسوقت محشر کے لوگوں پر نہایت خوف غالب ہوگا۔ اور پیغمبر ممبروں اور کرسیوں سے اُتر پڑینگے۔ اور ساری مخلوق گھٹنوں کے بل بیٹھ جاوے گی۔ اور نفسی نفسی پکار اُٹھیگی۔ اور سب چُپ اور ہولناک ہونگے۔ اور بعض روایت میں لکھا آیا ہے کہ جب دوزخ قیامت کے روز ساتویں زمین کے نیچے سے لائی جائیگی۔ ستر ہزار صفیں فرشتوں کی اُسکی لگامیں پکڑے ہوئے کھینچتے لائینگے۔ اور اُسکے چار پاؤں ہونگے۔ ایک پاؤں سے دوسرے پاؤں تک ہزار برس کی راہ ہوگی اور اُسکے تیس ہزار سر ہونگے۔ ہر سر میں تیس ہزار مُنہ ہونگے۔ ہر مُنہ میں ہزار داڑھیں ہونگی۔ ہر داڑھ کوہ احد سے تیس ہزار مرتبہ زیادہ ہوگی اور ہر منہ کے دو ہونٹ ہونگے۔ ہر ہونٹ دنیا کی برابر۔ اور ہر ہونٹ میں لوہے کی زنجیر۔ ہر زنجیر میں ستر لاکھ حلقے ہونگے۔ ہر حلقہ کو بہت سے فرشتے پکڑے ہوئے ہونگے۔ اور وہ سخت آواز کرتی ہوئی آئے گی۔ جب لوگ اُسکو دیکھیں گے اور اُسکی آواز پانسو برس کی راہ سے سُنیں گے تو اُسوقت سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب نفسی نفسی پکارینگے اور آپ اُمتی اُمتی فرمائینگے۔ جب وہ قریب آئیگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائینگے اسے نار بحق نماز گزاران وروزہ داران وصدقہ دہندگان وخشوع کنندگان لوٹ جا۔ وہ نہ لوٹے گی تو جبرئیل علیہ السلام کہیں گے۔ یوں فرمائیے کہ بحق توبہ کرنیوالوں اور اُنکے آنسوؤں کے اور اُن کے خشوع اور رونیکے خوف گناہ سے لوٹ جا۔ جب آپ یہ فرمائینگے تو وہ لوٹ جائے گی۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام گنہگاروں کے آنسو لاکر اُسپر چھڑکیں گے تو جسطرح دنیا کی آگ پانی ڈالنے سے سرد ہوجاتی ہے۔ اسیطرح دوزخ کی آگ بھی سرد ہوجائیگی اور بعد حساب وکتاب دوزخ اپنی اصلی جگہ پر چلی جائیگی۔ اور بہشت اپنی جگہ یعنی زیر عرش رہیگی اور سب لوگ بطفیل شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرمی اور

تکالیف محشر سے نجات پائینگے۔ اور حساب شروع ہوگا۔ اس شفاعت کو شفاعت کبریٰ کہتے ہیں۔

حساب و کتاب کا بیان

محشر[1] میں ہر نیکی اور بدی کا حساب ہوگا۔ اعمال بندوں کے ترازو میں تولے جائینگے۔ یہ ترازو کنارۂ عرش میں لٹکائی جائے گی۔ اسکے دو پلڑے ہونگے۔ اور ایک لسان ہوگی ہر پلڑہ اسقدر وسیع ہوگا کہ اگر ایک پلڑہ میں زمین و آسمان اور جو کچھ انمیں ہے رکھدیں تو سب کچھ اسمیں سما جائیگا۔ داہنے پلڑے میں نیکیاں تلیں گی۔ وہ عرش کے داہنے جانب اور جنت کیطرف ہوگا۔ اور بائیں میں بدیاں تلیں گی۔ وہ عرش کے بائیں جانب اور دوزخ کیطرف ہوگا مسلما نونکو انکے عملونکی کتاب سیدھے ہاتھ میں۔ اور کافرونکو سینہ چاک کرکے بایاں ہاتھ انکے پشت کیطرف سے نکالکر انکے اعمال دئے جائینگے جسکو داہنے ہاتھ میں کتاب ملیگی۔ اسکا سہل حساب ہوگا۔ اور اپنے اہل کیطرف خوش ہوتا ہوا جائیگا۔ اور نجات پائیگا جسکو پیٹھ کے پیچھے سے ملیگی وہ واویلا کریگا۔ اور جہنم میں جاویگا۔ عملونکا حساب ضرور ہوگا۔ کسی کو سرسری اور درگذر کے طور پر یعنی سہل ہوگا۔ بعض کو چھان بین کے ساتھ یعنی شدت سے ہوگا۔ اول اللہ تعالیٰ جانوروں میں فیصلہ کرے گا جس سینگ والے نے بے سینگ والیکو مارا ہے وہ بھی اسکو اسیطرح سے ماریگا۔ بعد حساب و کتاب کے کل حیوانات خاک کردیے جائینگے۔ اسوقت کافر حسرت سے کہیگا۔ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا ؕ اے کاش میں بھی آج خاک ہوکر نجات پاتا۔ مروی ہے کہ دس جانور جنت میں جائینگے۔ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا گوسالہ۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا مینڈھا۔

---

[1] محشر عبارت اُس مقام سے ہے جہاں اجتماع خلق واسطے حساب کتاب کے ہوگا یہ مقام بیت المقدس ہوگا یعنی عرش الٰہی یا تحت رب العالمین یا صخرہ متعلق بیت المقدس میں ہے وہاں ہوگا ۱۲

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گائے۔ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی۔ جناب بلقیس کا ہدہد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی۔ اصحاب کہف کا کتا۔ اللہ تعالیٰ اُسکو مینڈھے کی صورت بناکر جنت میں داخل فرمائے گا اور اسکا رنگ زرد ہوگا واللہ اعلم۔ اور بعض کے نزدیک جو وہ جانور بہشت میں جائینگے۔ دس تو یہی۔ اور گیارھواں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گدھا۔ بارھواں حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا۔ تیرھواں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دُلدُل چودھواں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بلی واللہ اعلم۔ بعد اُسکے بندوں میں فیصلہ کریگا پس ایک فرشتہ باآواز بلند پکار کر کہیگا کہ جو شخص جسکو پوجتا تھا۔ وہ اُسکے پاس جائے۔ پس سب بت اور رتھان اور جھنڈے پوجنے والونکو اُنکے معبودوں کے ساتھ بشرطیکہ وہ معبود انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ نہوں دوزخ میں ڈال دیا جاویگا۔ بعد اسکے اگلی امتوں کا حساب وکتاب ہوگا۔ اُسوقت انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ خائف اور نفسی نفسی کرتے ہونگے اُسوقت ایک گروہ امت محمدی کا کرسیوں پر بیٹھا تبسم کرتا ہوگا۔ ملائکہ حیران ہوکر جناب باری سے عرض کرینگے کہ یہ کون لوگ ہیں۔ ارشاد ہوگا کہ یہ عشاق ہمارے حبیب کے ہیں۔ انکو جنت دوزخ سے کچھ کام نہیں۔ صرف مشتاق دیدار محبوب ہیں۔ اور وہ اسوقت انکو حاصل ہے اس لیئے مطمئن اور متبسم ہیں۔ پھر اگلے انبیا کے زمانہ کے کفار سے سوال ہوگا کہ ہمارے انبیاؤں نے احکام پہونچائے تم نے کیوں نہیں قبول کیا۔ وہ انکار کرینگے پھر انبیاء علیہم السلام امت محمدی کو اپنا گواہ قرار دینگے حضور کی امت اُنکی گواہی دیگی۔ وہ لوگ کہیں گے تم اُسوقت کہاں تھے۔ یہ امت جواب دیگی۔ کہ قرآن شریف میں اس دعوے انبیا کی تصدیق درج ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کی صداقت کی گواہی دینگے۔ پھر امت مرحومہ حضرت محمدی کا حساب شروع ہوگا۔ آنحضرت کے حکم سے خلفاء راشدین اپنے اپنے مریدوں اور وہ سلسلہ وار اپنے اپنے شیوخ اور مریدونکو

جسقدر تا قیامت ہونگے جمع کرکے زیر لوائے معقود حاضر ہونگے اُس کے بعد اللہ تعالیٰ ستر ہزار آدمیونکو امت محمدی سے بیحساب بخشے گا۔ اور اُن ایک ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار ہونگے۔ پھر کچھ لوگوں کا وصف ستاری سے حساب ہوگا۔ گناہانِ صغیرہ کے بڑے بڑے دفتر اُنکو دیئے جائینگے اور گناہانِ کبیرہ چھپائے جائینگے وہ لوگ متحیر ہونگے کہ گناہان صغیرہ کا تو یہ حال ہے۔ کبیرہ کے دفتروں کا کیا حال ہوگا۔ ارشاد ہوگا تم گھبراؤ مت۔ پھر ایک پرچہ کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ کا اُنکو عنایت ہوگا۔ ایک پلہ مین وہ رکھا جاویگا دوسرے میں اُنکے گناہونکے دفتر رکھے جاوینگے۔ کلمہ طیبہ کا پلہ بھاری ہوگا۔ اللہ تعالےٰ ملائکہ سے فرمائیگا کہ دیکھو میرے اس بندہ کے پاس نیکیاں بہت ہیں۔ اور گناہ کم۔ اِسکو جنتیوں میں شمار کرو۔ مومن سے اللہ تعالیٰ حساب یسیر[1] لیویگا۔ اور کافر کو رسوا کریگا۔ چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں بندہ کو اپنے قریب بُلا کر اور سب اہلِ محشر سے چھپا کر آہستہ سے یوں فرماوے گا کہ فلاں فلاں گناہ تو نے کیا ہے یا نہیں۔ وہ کہے گا ہاں یا رب۔ یہانتک کہ بندہ سے اقرار کرائیگا اور بندہ اُسوقت اپنے دل میں خیال کرے گا کہ آج میں ہلاک ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ میں نے جس طرح دُنیا مین تیرا پردہ فاش نہیں کیا اسیطرح اب تجھکو بھی بخشدیا پس اُسکو اُسکی نیکیوں کی کتاب دیگا۔ اور منافق کافر کو سب خلق کے روبرو رسوا کرے گا۔ اور ایک شخص باواز بلند پکار کر کہیگا کہ ان لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا تھا۔ آدیکھ لو جھوٹے پر خدا کی مار ہے۔ سُبحان اللہ ہماری سرکار کی کیا شان ستاری ہے۔ اور اپنے حبیب کی اُمت پر کسقدر عنایت و رحمت ہے۔ قربان ایسی سرکار کے۔ اور تصدق ایسے حبیب پاک کے۔ پھر باقیونکا حساب ہوگا۔ جنکے اعمال نیک بہت ہونگے اُنکو جنتیوں مین شمار کرے گا۔ جنکے گناہ بہت ہونگے اُنکو دوزخیونمیں شمار کرے گا۔ اول فرائض سے

---

[1] یسیر یعنی آسان ۱۲۔

سوال ہوگا۔ فرائض میں اوّل نماز کا وزن ہوگا۔ اگر کمی ہوگی تو نوافل سے پوری کیجاویگی۔ زکوٰۃ و روزہ وغیرہ کا بھی وزن ہوگا۔ زکوٰۃ کی کمی صدقہ نفلی سے اور روزہ کی کمی روزۂ نفلی سے پوری کیجاویگی۔ پھر بندوں کے آپسمیں حقوق کا فیصلہ ہوگا۔ پھر معاملات حقوق کا حساب ہوگا جس شخص نے کسی کو مارا ہوگا۔ یا اُسکا مال لیا ہوگا۔ یا گالی دی ہوگی۔ یا آبرو ریزی کی ہوگی۔ تو مجرم سے بقدر جرم اُسکے اُسکی نیکیاں لیکر مظلوم کو دیجاینگی اور اگر مجرم کے پاس نیکیاں نہ ہونگی تو مظلوم کی بدیاں اُسی قدر اُسپر ڈالدی جائینگی۔ اور اسکو عذاب کیا جائیگا۔ رتی رتی کا حساب ہوگا۔ مفلس قیامت میں وہ شخص ہوگا کہ باوجود نماز روزہ وغیرہ حسنات کرنیکے کسی کو گالی دینے۔ ناحق قتل کرنے کسی کا مال چھین لینے۔ کسیکو ناحق ستانیکے سبب سے اُسکی سب نیکیاں مظلوم کو دیدی جائینگی اور جب نیکیاں نہیں رہینگی تو مظلوم کے گناہ اُسپر ڈالکر اُسکو دوزخ میں لیجاوینگے۔ بعد اسکے اللہ تعالیٰ اپنی سب نعمتوں سے سوال کریگا کان۔ آنکھ۔ دل وغیرہ انسان سے سوال ہوگا۔ کہ کان سے اچھی باتیں دین کی سُنی تھیں یا راگ باجے غیبت بہتان فحش کے سُننے میں صرف کیا تھا۔ اور آنکھ سے اچھی چیزیں دیکھیں تھیں۔ یا منہیات پر نظر ڈالتا تھا۔ اور دل میں خاص اللہ کی محبت رکھتا تھا۔ یا مال و زر۔ وزن و فرزند غیر اللہ پر عاشق تھا۔ اسیطرح عمر سے سوال ہوگا کہ اسکو کس چیز میں صرف کیا۔ اسیطرح مال سے سوال ہوگا۔ کہ کہاں سے کمایا تھا۔ کہاں خرچ کیا تھا۔ اگر وجہ حلال سے کمایا تھا اور پھر اچھے کاموں میں خرچ کیا تھا تو نجات پاویگا۔ ورنہ حکم ہوگا کہ اسکو جہنم میں لے جاؤ۔ بادشاہ سے رعیت کے انصاف کی بابت۔ بیوی سے میاں کے مال و اسباب و عزت و حرمت کی نسبت۔ غلام سے مولے کے مال کی نسبت سوال ہوگا۔ مرد سے اُسکی عورتوں کے سلوک اور اولاد کے دین سکھلانے وغیرہ کی نسبت سوال ہوگا۔ جو حساب میں پورا اُتریگا نجات پاوے گا۔ ورنہ جہنم میں جاوے گا۔ گناہ تین قسم کے ہونگے۔ ایک شرک۔ یہ تو ہرگز نہ بخشا جاویگا دوسرے حقوق الٰہی کی کمی زیادتی۔ سو اللہ تعالیٰ اپنے حقوق کے معاف کرنے میں کچھ پروا نکریگا

تیسرے حقوق العباد کی نسبت جو گناہ ہیں۔ سو انکیں بلاشبہ فیصلہ اور قصاص ہوگا اور حقدار کو حق دلایا جاوے گا۔ پھر ہر ایک نیک و بد کی صف علیحدہ علیحدہ کھڑی کیجائیگی پھر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے گروہ کے گروہ آپکی امت کے بخشے جا دینگے۔ آنحضرت کے علاوہ اور پیغمبر اور ولی اچھے لوگ بھی آپکی امت کے بطفیل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درباب گناہ کبیرہ وصغیرہ گناہگاروں کی شفاعت کرینگے۔ اور اللہ تعالی قبول فرمائے گا۔ لیکن کافروں کی مغفرت نہ ہوگی۔ اور انکی شفاعت بھی کوئی نہیں کرے گا۔ بعد اسکے آفتاب و ماہتاب بحکم پروردگار ایک شعاع نور ہو کر عرش میں مل جائینگے۔ پھر آسمان پارہ پارہ ہو کر فنا ہو جائینگے۔ بعد اسکے جنتیوں کو حکم جنت میں داخل ہونے کا ہوگا۔ وہ بترتیب حسب مراتب دوزخ کے اوپر سے ہو کر پل صراط طے کر کے جنت میں داخل ہونگے۔

پل صراط کا بیان

پل صراط جو بال سے باریک تلوار سے تیز دوزخ پر کھچی ہوگی سب مخلوق کا گزر اسپر سے ہوگا۔ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو لیکر اسپر سے گزرینگے تو آگ گلستان ہو جاوے گی حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا آپکی صاحبزادی جب پل صراط سے گزرینگی تو فرشتے پکار کر کہیں گے کہ سب آدمی اپنی آنکھیں بند کر لیں تا کسی نامحرم کی نگاہ آپکی صاحبزادی صاحبہ پر نہ پڑے۔ سوائے انبیا علیہم السلام کے پلصراط پر سے گزرتے وقت کوئی کلام نہ کرے گا۔ انبیاء کا کلام یہ ہوگا کہ اللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ۔ یعنی اے اللہ سلامت رکھنا سلامت رکھنا۔ سلامت رکھنا۔ مسلمان با ایمان بعض مثل تیز ہوا کے بعض پرند جانوروں کے مانند بعض مثل گھوڑے تیز رفتار کے بعض تیز رفتار اونٹ کے مانند۔ کوئی مثل پیدل کے اسپر سے گزرے گا۔ دوزخی کٹکر جہنم میں گر پڑینگے۔ دوزخ میں آنکڑے بلدار کانٹے نیچے ہونگے۔ اُنسے لوگوں کو بقدر اعمال پکڑینگے۔ بعض کو بالکل پکڑ کر

نیچے گرا دینگے بعض کا گوشت چھیل ڈالینگے۔ لیکن اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نجات دے گا۔ پل صراط پر اندھیرا ہوگا۔ سوائے ایمان کی روشنی کے اور روشنی نہ ہوگی۔ منافق مرد عورتیں مومنین سے اُسوقت کہیں گے کہ ہمارا انتظار کرو کہ ہم بھی تمہاری روشنی میں چلیں۔ کہا جاویگا۔ پھر جاؤ اُلٹے۔ وہاں سے نور لاؤ۔ پس اُنکے بیچ میں ایک دیوار کھڑی کیجاوے گی کہ اُسکے اندر کیطرف رحمت یعنی جنت ہوگی۔ اور باہر کیطرف عذاب ہوگا یعنی دوزخ پس جب منافقوں اور مومنوں کے بیچ میں دیوار ہوجائیگی تو اُسکے دروازہ میں سے مومن جنت میں چلے جاوینگے۔ اور منافق باہر عذاب میں مبتلا ہونگے۔ اُسوقت منافق حسرت سے مومنوں سے کہیں گے کہ کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہ تھے جواب تمنے ہمارا ساتھ نہ دیا مومن کہینگے ہاں۔ تم ساتھ تھے لیکن تمنے اپنی جانوں کو فتنہ میں ڈالا۔ اور تم ہمارے لئے بُرائی کے منتظر رہتے تھے۔ اور دین میں تمنے شک کیا۔ اور تمہاری آرزوں نے تم کو فریب میں ڈالا یہانتک کہ حکم اللہ کا آگیا یعنی موت۔

حوض کوثر کا بیان

حوض کوثر حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حق ہے۔ آپ قیامت کے دن اُس سے اپنی امت کو پانی پلائینگے۔ پھر اُنکو پیاس نہیں لگے گی۔ بعض کو قبر سے اُٹھتے ہی وہ پانی ملیگا۔ اور بعض کو گناہوں کے سبب سے دیر میں ملیگا۔ یہانتک کہ بعض کو پلصراط پر گزرنے کے بعد۔ اور بعض کو دوزخ سے خلاصی پاکر جنت میں جانے سے پہلے ملیگا۔ حوض کوثر ایک مہینے کی مسافت کے قریب فراخ ہے۔ اُسکے کونے برابر ہیں۔ اُسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ میٹھا۔ مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اُسکے آبخورے کثرت میں اور روشنی میں آسمانوں کے ستاروں کے مثل ہیں۔ جو شخص اُسکا پانی پی لے گا پھر کبھی اُسکو پیاس نہیں لگے گی۔ ہر چہار خلفاء راشدین یا اتباع آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حوض کوثر پر پانی پلائینگے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ کے مخالف کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پانی نہ دینگے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مخالف کو حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہ پانی نہیں دینگے۔ چاروں یاروں سے محبت رکھنے والے کو پانی کوثر کا ملیگا ہر نبی کے لئے موافق اپنے مرتبہ کے حوض ہوگا۔ وہ فخر کرینگے کہ کسکے حوض پر زیادہ لوگ آتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض پر بہت زیادہ لوگ آئینگے۔ اور آپکا حوض بھی سب کے حوضوں سے بڑا ہے۔ ہر نبی کی امت کی ایک ایک نشانی ہوگی جسکی شناخت سے وہ اپنے اپنے حوضوں پر لیجائینگے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی نشانی یہ ہوگی کہ اُنکے وضو کیجگہ کے اعضا نہایت روشن ہونگے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گنہگاران امت کی شفاعت کرنا

آپکی شفاعت کے بیان میں بہت سی احادیثیں وارد ہیں یہانتک کہ یہ مضمون شفاعت حد تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ منجملہ اُنکے صحیح مسلم اور بخاری کی احادیث سے بیان حسب ذیل عرض کیا جاتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن نہایت بیقراری اور اضطراب سے لوگ جمع ہوکر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آکر کہینگے۔ چلو ہماری خدا سے سفارش کرو حضرت آدم علیہ السلام کہیں کہ میرا کام نہیں۔ تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بڑے دوست ہیں۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آکر کہینگے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کہ میرا کام نہیں۔ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ سے کلام کیا کرتے تھے۔ پس اُن کے پاس آوینگے۔ وہ بھی کہیں گے کہ یہ میرا کام نہیں ہے۔ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کی روح[1] اور اُسکا کلمہ ہیں۔ پس

---

[1] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی روح یوں کہتے ہیں کہ ظاہر میں کوئی سامان اُنکی ولادت کا نہیں ہوا اور کلمہ کن کے کہنے سے پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے کلمۃ اللہ کہلائے۔ ۱۲

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آوینگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ یہ میرا کام نہیں ہے تم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس جاؤ۔ پس سب لوگ آپ کے پاس آکر عرض کرینگے آپ انکی عرض قبول کرکے جناب باری سے آکر اذن چاہینگے۔ اللہ تعالیٰ اجازت دیگا۔ اور اس روز اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی تعریفیں سکھا دیگا۔ پس آپ سجدہ کرینگے اور ان تعریفوں سے اللہ تعالیٰ کو سراہینگے۔ پھر حکم ہوگا کہ اے محمدؐ سر اُٹھاؤ اور کہو تمہارا کہا سُنا جائیگا۔ اور مانگو جو مانگوگے وہ آپ کو ملیگا۔ شفاعت کرو قبول ہوگی پس آپ[1] جناب رب العزت میں عرض کرینگے یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ حکم ہوگا کہ جسکے دل میں جو کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے۔ یعنی وہ گنہگار جنکے پاس بہت ہی کم اعمال صالح ہیں اُنکو دوزخ سے نکال لیجئے۔ پس آپ جاکر اُنکو دوزخ سے نکالینگے۔ اور پھر آکر اُسیطرح سجدہ میں حمد وثنا کرینگے پھر حکم ہوگا۔ سر اُٹھائیے جو کہوگے وہ سُنا جائیگا۔ اور جو مانگوگے ملیگا۔ اور شفاعت کرو قبول ہوگی۔ تب آپ عرض کرینگے یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ۔ پس حکم ہوگا کہ جسکے دل میں ذرہ یا رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اُسکو جہنم سے نکال لیجئے۔ پس آپ جاکر اُنکو نکالینگے۔ پھر آپ اُسیطرح سجدہ میں حمد وثنا کرینگے۔ پھر حکم ہوگا۔ سر اُٹھائیے جو کہوگے وہ سُنا جائیگا اور جو مانگوگے وہ ملیگا۔ اور شفاعت کیجئے قبول ہوگی۔ آپ عرض کرینگے یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ۔ پس ارشاد ہوگا۔ جاؤ جسکے پاس رائی کے دانہ کا ادنیٰ سے ادنیٰ بھی رائی کے دانہ برابر ایمان ہے اُسے جہنم سے نکال لیجئے۔ پھر آپ جاکر اُنہیں نکالیں گے

---

[1] علما نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف میں دو مطالب اور دو قسم اور دو وقت کی شفاعت کا ذکر درج ہے۔ ایک اُس شفاعت کبریٰ کا جو میدان حشر میں گرمی اور طپش آفتاب سے بچانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے جس کے بعد حساب وکتاب شروع ہوگا جیسا کہ آخر بیان میدان حشر میں لکھا گیا ہے۔ دوسرے اُس شفاعت صغریٰ کا جسکے ذریعہ سے آپ گناہگاران امت کو دوزخ سے نکلوا کر بہشت میں لے جائیں گے جسکا ذکر بیان دوزخ کے آخر میں درج ہے چنانچہ اس مقام سے اوپر کی عبارت حدیث شریف کے متعلق شفاعت کبریٰ اور نیچے کی عبارت کا تعلق شفاعت صغریٰ سے ہے چونکہ مضمون حدیث شریف بروایات معتبر محدثین اسیطرح تحقیق کو پہنچا ہے اس لئے بجنسہ اُس حدیث کا ترجمہ متن میں درج کیا گیا رفع شک وخدشہ کے لئے میں نے یہ توضیح حاشیہ پر کردی ہے۔

پھر چوتھی بار آکر سجدہ میں ویسے ہی حمد و ثنا کرینگے پس حکم ہوگا سر اُٹھاؤ اے محمد جو کچھ کہوگے وہ سُنا جائیگا اور جو مانگوگے وہ دیا جائیگا۔ اور شفاعت کرو قبول ہوگی۔ تب آپ عرض کرینگے اے رب جسنے فقط لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا ہے اُسکے لئے بھی اجازت دیجیئے کہ اُسکو جہنم سے نکالوں۔ اللہ تعالیٰ فرما دیگا کہ یہ کچھ تمہارے کہنے پر موقوف نہیں۔ مجھے اپنی عزت اور جلال اور کبریائی اور عظمت کی قسم ہے جس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا ہے میں اُسکو دوزخ سے نکالونگا پس جسنے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا ہوگا جنت میں جائیگا۔ اگرچہ چوری اور زنا اُس سے ہوگیا ہو۔ یعنی انجام کو جنت میں جائیگا۔ اور آپکی شفاعت سے خوب نفع پائیگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی امت کے کبیرہ گناہ کرنیوالونکی بھی شفاعت فرمائینگے۔ یہانتک کہ جسنے اللہ سے شرک نہ کیا ہوگا۔ اُسکے سوا اور جس قسم کے گناہ کیئے ہونگے اُسکی بھی آپ شفاعت فرمائینگے۔ اور اللہ تعالیٰ آپکی شفاعت سے سب کو بخشدیگا۔ نثار ایسے عاشق اور قربان ایسے حبیب کے۔ یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تاج کرامت پہنا کر مقام محمود میں بٹھلایا جائیگا کہ تمام انبیاء اولین و آخرین رشک کرینگے۔ اور جسروز کہ اللہ کے جلال کے مارے فرشتہ یا نبی کا حوصلہ اللہ سے کلام کرنیکا نہ پڑیگا۔ اُسدن تمام اولین اور آخرین کی آنکھ حضرت سید المرسلین کیطرف ہوگی۔ اور حضرت خلق کی شفاعت فرمائینگے۔ اور اللہ تعالیٰ تمام خلائق کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اعزاز اور اکرام دکھلائیگا جو حضرت کہیں گے وہ قبول فرمائیگا پس اُس روز ہر ایک جان لیگا کہ سید المرسلین اور محبوب رب العالمین ہیں جو اُن کے دامن تلے آچھپا اُسکو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا۔ قربان ایسے حبیب کے اور نثار ایسے رسول کے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ آپکی شان کا تو کیا ذکر ہے بلکہ آپکی امت کے علماء اور شہداء اور اولیاء بھی شفاعت کرینگے۔ اور انبیاء بھی جب حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شفاعت کا دروازہ کھلوائینگے تب اپنی اپنی امت کے لئے شفاعت کرینگے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آپکی امت کے ایک شخص کی شفاعت سے قبیلہ بنی تمیم سے بھی زیادہ لوگ

جنت میں اجاوینگے بنی تمیم عرب میں ایک قوم کا نام ہے اُس میں ہزارہا آدمی ہیں۔ بعض شخص آپکی اُمت میں سے ایک بڑے انبوہ کی شفاعت کرینگے بعض ایک قبیلہ کی۔ بعض چالیس آدمی کی۔ بعض ایک شخص کی شفاعت کریگا۔ یہانتک کہ سب جنت میں داخل ہونگے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ بعض ولی کے ساتھ اُسکے مریدین سے اسقدر لوگ بخشے جاوینگے۔ جتنے کمل میں بال ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوزخیوں کے پاس سے کوئی جنتی گزریگا پس دوزخی اُس سے کہیگا کہ اے فلاں کیا تم اب مجھے نہیں پہچانتے میں وہ ہوں کہ جسنے تم کو ایک بار پانی پلایا تھا۔ اور بعض کہیگا میں وہ ہوں کہ جسنے تم کو وضو کا پانی دیا تھا پس وہ اُسکی شفاعت کرکے جنت میں لیجائیگا مسلمانوں کے چھوٹے لڑکے جو بلوغ سے پہلے مرگئے ہیں۔ اپنے ماں باپ کی شفاعت کرینگے۔ اور بعض شخص کی قرآن یا کوئی اور عمل صالح شفاعت کریگا۔ حافظ قرآن کی شفاعت سے اُسکے گھر والوں سے دس ایسے گنہگار جسکو دوزخ میں لے جانیکا حکم ہوگیا ہوگا بخشے جاوینگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت چار قسم کی ہوگی۔ بعض کو قبر میں شفاعت کرکے نجات دلائینگے۔ بعض کو حشر میں شفاعت کرکے دوزخ میں جانے سے باز رکھیں گے بعض کو دوزخ سے شفاعت کرکے نکالیں گے بعض کی جنت میں ترقی درجات اور رفع مراتب کے لئے شفاعت کرینگے بعض شخصوں کی شفاعت کا حضرت نے خاص وعدہ کرلیا ہے۔ انمیں ایک وہ ہے کہ جو حضرت کے مزار شریف کی زیارت کرے۔ اور ایک وہ ہے جو حضرت پر کثرت سے درود بھیجے اور ایک وہ ہے کہ جو صواب جان کر مکہ یا مدینہ منورہ میں مرے۔ اور کافروں اور مشرکوں کے لیئے بالاتفاق آپکی یا کسی اور کی شفاعت نہ ہوگی۔ اور بعض گنہگار مسلمانوں کے لیئے بھی شفاعت نہیں ہوگی چنانچہ حضرت نے فرمایا ہے کہ قدریہ[1] اور مرجیہ[2] کو میری شفاعت نہیں ہوگی۔ اور بادشاہ

---

[1] قدریہ اُس فرقہ کو کہتے ہیں جو لوگ تقدیر کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا آپ خالق ہے ۱۲

[2] مرجیہ ایک فرقہ ہے کہ اُس کے نزدیک مومن جو چاہے سو کرے اُسکو خواہ مخواہ اللہ بخشدیگا اُسکو کسی گناہ سے عذاب نہ ہوگا یہ بالکل گمراہی ہے اور قرآن واحادیث واجماع صحابہ وعقل ونقل کے مخالف اسواسطے ایسے عقیدہ

ظالم کی بھی میں شفاعت نہیں کرونگا۔ اور شرع سے تجاوز کرنے والے کی بھی شفاعت نہیں کرونگا حضور کے اس ارشاد کو یا ظاہر پر محمول کیا جاوے۔ اور اہل کبائر میں سے یہ لوگ مستثنیٰ ہو جاویں یا شفاعت ترقی درجات انکے لئے نہ ہوگی۔

دوزخ کا بیان[1]

جہنم میں کفار اور بعض مسلمان گنہگار داخل ہونگے۔ اور وہاں طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہونگے کفار ہمیشہ وہاں رہینگے۔ اور مومنین بقدر گناہ وہاں سے عذاب پاکر نکلیں گے۔ یا حضرت کی شفاعت سے وہاں سے نجات پاوینگے جہنم کی سختیوں اور عذاب کا مختصر بیان یہ ہے کہ زقوم[2] کا درخت گنہگاروں کا کھانا ہے۔ تانبا گلے ہوئے کے مانند ہوگا۔ پیٹ میں گرم پانی کے مانند جوش مارے گا۔ دوزخی کے واسطے حکم ہوگا کہ اسکو پکڑو۔ اور گھسیٹ کر بیچا بیچ دوزخ میں لیجاؤ۔ پھر اُسکے سر پر گرم پانی کا عذاب ڈالو۔ زقوم وہ ہے کہ اگر ایک قطرہ اُسکا دنیا میں آپڑے تو اہل دنیا کی زندگی اُس سے فاسد ہو جائے۔ لکھا ہے کہ جہنمی ستر گز کی زنجیروں میں جکڑے ہونگے۔ وہ زنجیر ایسی گرم ہوگی کہ اگر پہاڑ پر رکھی جائے تو وہ موم کیطرح پگھل جائے۔ اور گندھک کے لباس پہنا کر آگ میں ڈالے جاوینگے۔ گندھک سے اور زیادہ آگ بھڑکتی ہے۔ منہ تک آگ میں ڈوب جاوینگے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳۔ رکھنے والے کی شفاعت سے حضورؐ نے انکار فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے ایسے عقیدہ سے۔ یہ دونوں فرقہ قدریہ و مرجیہ اہل اسلام میں سے پیدا ہوئے ہیں۔

[1] جس روز اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا کیا اُسروز ایک سانپ بھی پیدا کیا اور بحکم الٰہی فرشتوں نے دوزخ کو اُس سانپ کے منہ میں رکھ کر منہ باندھ دیا۔ اب دوزخ اُس سانپ کے منہ میں ساتویں زمین کے نیچے ہے قیامت کے روز اُسکو سانپ کے مُنہ سے نکالکر لائینگے۔ ہزار زنجیروں میں جکڑ کر اور ہر زنجیر کو ہزار ہزار فرشتے کھینچیں گے وہ فرشتے اتنے بڑے ہیں کہ اس عالم کا ایک لقمہ ہر ہر فرشتہ کر سکتا ہے۔ دوزخ میدانِ حشر میں آکر ایک سانس لیگی جس سے میدانِ قیامت میں دھواں بھر جائے گا۔ ۱۲۔ از ملفوظات

[2] زقوم تھوہر کو کہتے ہیں جو ایک درخت کانٹوں دار ملک راجستان میں جیپور وغیرہ کیطرف ہندوستان میں بکثرت ہوتا ہے اور حفاظت کی غرض سے احاطہ کی چاردیواری پر لگاتے ہیں۔ اس کا کانٹا بہت تکلیف دہندہ ہوتا ہے اور چُبھ جانے کے بعد مشکل سے باہر نکلتا ہے۔ ۱۲

اور اُن کو ایسا پانی پلایا جاویگا کہ وہ پیپ ہوگی - ایک ایک گھونٹ کرکے پئیں گے مگر وہ گلے سے نہ اُتار سکیں گے - اِن عذابوں سے اُنکو موت کا سا دُکھ ہوگا لیکن موت نہ آویگی کہ مر کر چھوٹ جائیں - لکھا ہے کہ دوزخیوں کے زخموں کے پیپ کا اگر ایک ڈول بھر کر دنیا میں ڈالدیویں تو تمام دنیا کے لوگ اُسکی بدبو سے سڑ جاویں دوزخ کے سات طبقے ہیں - جہنم (1) لظے (2) حطمہ (3) سعیر (4) سقر (5) جحیم (6) ہاویہ (7) اہل توحید اول طبقہ میں اپنے گناہوں کے موافق عذاب دئیے جائینگے - دوسرے میں نصاریٰ تیسرے میں یہود چوتھے میں صابیون[1] پانچویں میں مجوس[2] چھٹے میں مشرکین - ساتویں منافقین - اِن ساتوں طبقوں میں کم زیادہ عذاب ہی - ہر قوم موافق گناہ کے اپنے جدے جدے داخل کئے جاوینگے - ادنیٰ دوزخ کا عذاب یہ ہوگا کہ آگ کی نعلین دوزخی کو پہنائی جائینگی - اُن سے اُسکا دماغ ہانڈی کیطرح اُبلے گا وہ جانیگا کہ سب سے زیادہ مجھ کو عذاب ہی - حالانکہ سب سے کم عذاب اُسکو ہوگا - الغرض دوزخیوں کے لئے وہاں طرح طرح کے عذاب ہونگے - آگ کے مکان آگ کا فرش زقوم کھانے کو پیپ پینے کو گندھک کے کپڑے پہنے کو کہ جسکے سبب سے اور زیادہ آگ لگیگی - اگر جلکر ایک چمڑا دور ہو جاویگا تو اُسیوقت دوسری جلد تیار ہو جاویگی - اور گلے میں ایسے گرم طوق اور زنجیر ہونگی کہ جنکی گرمی سے پہاڑ موم ہو جائے - حدیث شریف میں آیا ہی کہ دوزخ کی آگ سے ستر حصّہ زیادہ گرم ہی - دوزخ میں لکڑیوں کی جگہ پہاڑ جلائے جاوینگے - لکڑی کے مقابلہ میں پتھر کی آگ نہایت تیز اور شدید ہی پس جب دوزخی موت مانگیں گے تو موت نہ آویگی جہنمی اللہ تعالیٰ سے دعا کرینگے کہ ہم کو اب دوبارہ دنیا میں بھیجئے - اب کبھی نافرمانی نہ کرینگے - اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ یہ ہرگز نہ ہوگا - بعد حساب کتاب اول کافروں کو اور دوسری امت کے بدکاروں کو پیشانی کے بال پکڑ کر بلا انکو اوندھے مُنہ گرا کر گھسیٹتے ہوئے دوزخ میں لیجائینگے - اور چہرے اُن کے سیاہ اور آنکھیں نیلی ہو جاوینگی اور دوزخ میں اوندھے مُنہ اُنکو ڈالدینگے - بعد اسکے امت محمدی کے گنہگاروں کو دوزخ کیطرف ہانکتے ہوئے لیجاوینگے - مگر چہرے اُنکے سیاہ اور آنکھیں نیلی نہ ہونگی حالت اصلی پر ہونگی - دوزخ کے ساتوں طبقوں میں سے اُس طبقہ میں جسمیں کم عذاب ہی - اور جسکا نام

[1] صابیون ستارہ پرستوں کو کہتے ہیں - ۱۲ - [2] مجوس آتش پرست کو کہتے ہیں - ان کو گبر بھی کہتے ہیں - ۱۲ - ا - ر

جہنم سے اس امت محمدی کے گنہگار رہ جائینگے۔ اُس میں ستر ہزار دریائے آتشیں موج مارتے ہیں۔ اور ہر دریا میں ستر ستر ہزار سانپ اور ستر ستر ہزار بچھو ہیں۔ ہر ایک سانپ کے ستر ستر ہزار سر ہیں۔ اور ہر سر میں ستر ستر ہزار پھن ہیں۔ اور ہر پھن میں ستر ستر ہزار زبانیں ہیں اور ہر زبان میں ستر ستر ہزار تھیلیاں زہر کی ہیں کہ اگر ایک قطرہ اُس زہر سے زمین پر گر پڑے تو تمام پہاڑ اور زمین پانی ہو کر بہہ جائیں۔ اور ہر بچھو کی ستر ستر ہزار دُم۔ اور ہر دُم میں تین تین گرہ۔ اور ہر گرہ میں ستر ستر ہزار تھیلیاں زہر کی ہیں کہ اگر ایک قطرہ اُسکا زمین پر آئے تو تمام زمین اور پہاڑ راکھ ہو کر اُڑ جاویں۔ جب تھوڑا زمانہ اس امت کے گنہگاروں کو اُسمیں گزر جائیگا تو بحکم رب العزت حضرت جبرئیل علیہ السلام اُدھر گزرینگے اور اُنکا پیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر عرض کرینگے۔ آپ جناب باری کے زیر عرش ننگے سر کھڑے ہو کر احوال امت کا عرض کرینگے۔ اور تین سجدے طلب مقصود کے بجا لائینگے۔ پھر بحکم الٰہی اُن گنہگاران امت کو دوزخ سے خود تشریف لیجا کر نکال لائینگے اور حوض کوثر سے نہلا کر آب کوثر سے سیراب کر کے جنت میں اُنکو سکونت دینگے۔ کچھ لوگ بقیہ امت کے جو جہنم میں جلکر راکھ ہو گئے ہونگے۔ اُنکا کچھ نشان باقی نہ ہوگا۔ صرف حنّان یا منّان کی آواز اُن سے آتی ہوگی۔ مالک داروغہ دوزخ کو کچھ پتہ اُنکا معلوم نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ بپاس خاطر اپنے حبیب کے اپنی قدرت سے اُس بقیہ اُمت محمدی کو جہنم سے نکالکر حوض تسنیم میں غوطہ دیگا اُنکے جسم کامل ہو جاوینگے۔ اُنکی پیشانی پر هٰذَا عَتِیْقُ اللّٰہِ لکھا ہوگا جب یہ داخل بہشت ہونگے تو اُنکی پیشانی پر لکھا دیکھ کر اہل بہشت کہینگے۔ کہ یہ جہنمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انکو جہنم سے نکالکر جنت میں داخل کیا ہے۔ اُنکو یہ بات ناگوار گزریگی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں حاضر ہو کر عرض کرینگے کہ یہ بدنامی ہم کو دوزخ کا عذاب بنی ہے جنت کی نعمتیں خوش نہیں معلوم ہوتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنکو حوض کوثر پر لیجاوینگے اور اپنے دست مبارک سے آب کوثر سے وہ عبارت اُنکی پیشانی سے مٹائینگے پھر سب اہل جنت برابر ہو جائینگے۔

اور یہ۔ اللہ کا آزاد کیا ہوا ہے۔

جنّت کا بیانُ

بعد حساب کتاب کے اچھے لوگوں کیلئے جنت میں رہنے کا حکم ہوگا۔ سو وہ وہاں ہمیشہ رہینگے۔ اور حسب مراتب اپنی مقامات جنت میں پائینگے۔ اور لذائذ جنت میں مشغول اور مسرور رہینگے خوبصورت حوریں اور غلمان خدمت کو ملینگی۔ رہنے کو عمدہ عمدہ مکان بچھانیکو فرش عنایت ہونگے۔ کھانے کو طرح طرح کے میوے ملیں گے۔ جس چیز کی خواہش ہوگی جس قسم کے میوہ کو وہ پسند کرینگے جس پرند کے گوشت وہ چاہینگے فوراً اللہ تعالیٰ مہیا فرما دیگا تخت پر بیٹھ کر سیر کرتے پھرینگے ایک دوسرے سے ملاقات کرینگے دکھ اور تکلیف کا وہاں نام و نشان نہ ہوگا۔ بیہودہ اور گناہ کی بات۔ گالی گلوج بیج فحش کی بات وہاں سننے میں نہ آویگی۔ بلکہ وہاں ہر قسم کی راحت اور عیش و آرام ہی ہوگا۔ حسین حوروں کے سوا اپنی دنیا کی منکوحہ بیبیاں ملینگی۔ جس عورت کے کئی خاوند ہوں وہ آخر خاوند کے پاس رہیگی یا جسکو وہ پسند کرے۔ حوریں ایسی حسین ہونگی کہ اگر ایک حور زمین کیطرف جھانکے تو جنت سے زمین تک سب روشن ہو جائے۔ اور خوشبو سے بھر جاوے۔ اور حور کے سر کی اوڑھنی دنیا او ر ما فیہا سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کیلئے جنت میں ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں کہ اُنکو نہ کسی نے دیکھا نہ سُنا ہے نہ کسی کے خیال میں گزری ہیں۔ جنت میں سوار کے کوڑا ڈالنے کی جگہ بھی تمام دُنیا سے بہتر ہے جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ اگر سو برس تک سوار اُسکے سایہ میں چلے تو بھی اُسکا سایہ ختم نہ ہو۔ جنت میں مومن کے لئے ایک موتی کا خیمہ اتنا بڑا ہوگا کہ اُسکا عرض ساٹھ میل کے برابر ہوگا اور اُسکے ہر گوشہ میں مومن کی بیبیاں ہونگی کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھیں گی پس وہ مومن سبکے پاس جایا کریگا جنتیں آٹھ ہیں جنت الفردوس[۱]۔ جنت العدن[۲]۔ جنت خلد[۳]۔ جنت نعیم[۴]۔ جنت الماویٰ[۵]۔ دارالسلام[۶]۔ دارالقرار[۷]۔ دارالمقامہ[۸]۔ انمیں دو جنتیں چاندی کی ہیں کہ اُنکے برتن اور کل سامان چاندی کا ہے۔ اور دو جنتیں اور اُنکا کل سامان سونے کا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے کہ جنت میں سو درجے ہیں۔ اور ہر ایک درجہ میں آسمان اور زمین کے فاصلہ کے برابر فاصلہ ہے۔ اور فردوس سبکے اوپر ہے۔ اُسمیں سے جنت کی چاروں نہریں نکلتی ہیں۔ اور اُسکے اوپر عرش ہے پس جب تم مانگو تو اللہ تعالیٰ سے فردوس مانگو

اور جو جنت میں جاویگا بڑی نعمتیں پاویگا۔ فقر فاقہ نہ اُٹھاویگا۔ نہ کبھی اُسکے کپڑے میلے ہونگے۔ نہ جوانی جاویگی۔ جنتی لوگ بے ریشہ ہونگے۔ سبکی آنکھوں میں قدرتی سرمہ لگا ہوگا۔ تیتیس ۳۳ یا تینتیس ۳۳ برس کی سبکی عمر ہوگی اس سے مراد یہ ہے کہ جنت کے لوگونکی عمر جوان معلوم ہوگی۔ اس لئے کہ پہلے زمانہ میں تیتیس ۳۳ تینتیس ۳۳ برس کی عمر میں ابتدائے شباب ہوتا تھا۔ جنت میں ایک بازار ہے ہر جمعہ کو وہاں جنتی لوگ جایا کرینگے۔ پس شمالی ہوا چلکر اُنکے مُنہ اور کپڑوں پر مشک اُڑا کر ڈالدیگی اُس سے اُنکا حسن وجمال اور زیادہ ہو جاویگا۔ جب لوٹکر اپنے گھر آیا کرینگے تو اُسکے گھر والے کہا کرینگے کہ واللہ تمہارا آج حسن وجمال بہت بڑھ گیا ہے۔ وہ کہیں گے کہ بخدا ہمارے بعد تمہارا بھی حسن وجمال بہت بڑھ گیا ہے۔ سب سے بڑی نعمت جنت میں دیدار خدا کا ہے جو بچشم جسم ہر بہشتی کو حسب مراتب نصیب ہوگا بعضونکو عمر دنیا کی مدت کے بعد دیدار ہوا کریگا بعضونکو دنیا کی سال بھر کے بعد بعضونکو مہینہ بھر کی مقدار کے بعد بعضونکو ہفتہ بھر کے بعد بعضونکو شبانہ روز کے قدر کے فاصلہ کے بعد۔ بعضونکو اوقات نماز پنجگانہ کے قدر کے بعد۔ اور عشاق کو برابر دولت دیدار نصیب ہوتی رہیگی۔ سب سے پہلے دیدار خدا کا ہمارے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوگا قیامت کے دن حساب سے پہلے بھی اللہ کی زیارت ہوگی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصدق سے سب گنہگاران اُمت بخشے جاوینگے اور کل گنہگاران امت دوزخ سے نکل آوینگے تو اُسکے بعد جنت اور اہل جنت اور دوزخ اور اہل دوزخ کو فنا نہ ہوگی ہمیشہ اُنہیں رہینگے۔ دوزخ اور جنت جن صفات کیساتھ آیات واحادیث میں وارد ہیں اب بھی موجود ہیں۔ جنت عرش کے نیچے ہے۔ اور دوزخ سب زمینوں کے نیچے۔

اعراف کا بیان

جنت اور دوزخ کے درمیان ایک مکان ہے۔ اُسکو اعراف کہتے ہیں۔ وہاں کے لوگ دیوار پر چڑھکر اہل جنت اور اہل دوزخ کو دیکھیں گے اور اُنسے کلام کرینگے۔ اعراف میں وہ لوگ ٹھہرائے جاوینگے جنکے اعمال نیک و بد برابر ہوں۔ اور کفار کی اولاد صغار۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے وہ سب بعد ایک مدت مناسب کے جنت میں داخل کئے جاوینگے۔

پیغمبروں کا بیان

اللہ تعالیٰ نے خلق کی ہدایت کو بندے کتابیں اور معجزے[1] دیکر بھیجے ہیں انکو رسول کہتے ہیں سب پیغمبر اللہ کے بندے ہیں تعداد انکی سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا سب حق ہیں اگر ایک سے بھی انکار کریگا یا کچھ نئے ادبی خیال میں لاویگا۔ کافر ہو جائیگا۔ ظہور کی راہ سے سب سے پہلے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب انکی اولاد ہیں۔ اور سب سے آخر پیغامبروں میں ہمارے حضرت محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ کل پیغمبر راست بازنیکو کار ہیں پیغمبر جھوٹ نہیں بولتے۔ گناہ کبیرہ وصغیرہ سے پاک ہیں اور معصوم۔ احکام الہی کے پہنچانے میں کمی نہیں کرتے معزول یعنی پیغمبری سے برطرف نہیں ہوتے عقل اور عبادت میں کامل ہیں۔ سب مخلوق سے افضل ہیں۔ ان کے عمل میں کوئی نقص نہیں۔ صدیقی اور ولایت میں انکو کوئی نہیں پہنچا۔ انکی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ انکا موافق مقبول۔ اور مخالف مردود ہے۔ انمیں چار پیغمبر بعض کے نزدیک زندہ ہیں حضرت ادریس حضرت عیسیٰ حضرت خضر حضرت الیاس علیہم السلام۔ اور دس پیغمبر ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے حضرت آدم حضرت شیث حضرت ادریس حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت اسمٰعیل حضرت زکریا حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین۔ خواص بشر خواص ملائکہ سے افضل ہیں اور عوام بشر[2] عوام ملائکہ سے۔ انمیں سے ایکہزار تین سو تیرہ رسول ہوئے ہیں۔ ہر ایک پر کتاب یا صحیفے نازل ہوئے ہیں۔ پچاس صحیفے حضرت شیث علیہ السلام پر اور تیس حضرت ادریس علیہ السلام پر اور دس حضرت نوح علیہ السلام پر اور دس حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور دس حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے۔

---

[1] جو امر خلاف عادت جیسے مہینوں کی راہ ایک دن میں طے کر جانا دریا پر بغیر کشتی پیروں سے چلا جانا اور نہ ڈوبنا یا وہ کام کرنا جو طاقت بشری سے نہ ہو سکے اگر نبی سے سرزد ہو تو وہ معجزہ ہے اگر ولی سے سرزد ہو تو وہ کرامت ہے۔ مومن صالح سے ظاہر ہو تو وہ معونت کہلاتا ہے اگر خلاف شرع شخص یا کافر سے ظاہر ہو تو وہ استدراج ہے۔

[2] یہاں بشر سے مراد مومن سے ہے ۱۲

آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افضلیت معہ بعض فضائل مخصوصہ کا بیان

سب نبیوں اور رسولوں اور کل کائنات سے بہتر اور بزرگ اور افضل ہمارے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہیں۔ آپ خلقت میں سب سے قبل اور کل کائنات کی اصل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے آپکو پیدا کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے تمام مخلوق یعنی کل شئے پیدا ہوئی ہے۔ عمدۃ التواریخ اور عمدۃ الابرار میں لکھا ہے کہ آسمان عرش کرسی و لوح و قلم کی پیدائش سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک چونتیس ہزار کرور انیس لاکھ بائیس ہزار سات سو پچاس برس گیارہ مہینے پانچ دن ہوتے ہیں۔ اور زمین کی پیدائش سے بائیس لاکھ پچاسی ہزار سال ہوئے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دو لاکھ پچاسی ہزار چھ سو سال ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بنایا ہے اور یہ دنیا چار قرن[له] پر ہے قرن اول میں دیو اور پری کی بادشاہت چار لاکھ اسی ہزار برس اس دنیا میں رہی دوسرے قرن میں فرشتوں کی سلطنت سینتیس لاکھ تراسی ہزار سال رہی۔ تیسرے قرن میں چالیس آدمیوں کی اور ایک روایت میں پانسو آدم تھے اور ایک دوسرے کے بعد پیدا ہوتا تھا بعد انکے اولاد نہ ہوتی تھی دو لاکھ چھبیس ہزار برس انکی سلطنت رہی۔ اور چوتھے قرن میں ستر لاکھ اٹھارہ ہزار آٹھ سو برس تک گھوڑے بمثال حکومت کرتے رہے پانچویں قرن میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے انکی عمر ایکہزار سال کی ہوئی۔ انکی پیدائش کے دو ہزار دو سو چالیس برس بعد طوفان نوح ہوا۔ اس طوفان میں تمام عالم ہلاک ہوا مگر چالیس مرد اور چالیس عورتیں کل اسی شخص کشتی میں زندہ رہے۔ پھر کشتی سے اترکر سوا حضرت نوح اور انکے تین بیٹوں کے اور انکی بیویوں کے سب مر گئے۔ انکے تین بیٹے یہ تھے۔ حام۔ سام۔ یافث۔ عرب اور روم و فارس سام کی اولاد ہیں۔ اور حبش اور سندھ اور ہند حام کی اولاد سے اور یاجوج ماجوج اور قلماق و ترک یافث کی اولاد سے۔ آپ ابتدائے آفرینش نور سے تمام عالم کے پیغمبر تھے۔ اور ہیں۔ پہلے بواسطہ انبیاء علیہم السلام۔ اور اب بالذات بلاواسطہ

له یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قبل چار قرن ہوئے ہیں اور پانچویں قرن میں حضرت آدم ہیں

آپ پر ایمان لانا سب پر فرض ہی۔ تمام انبیا علیہم السلام حضرت کی نبوت کی نسبت سے آنحضرت کی امت
میں داخل ہیں۔ اور آپ پر ایمان لاچکے ہیں۔ اور ہماری نسبت سے تم انبیا میں ہیں۔ آپ پر پیغمبری ختم ہو گئی
آپکے بعد کوئی نہ ہوگا اور کسی کا نبی ہونا باطل ہی کسی وجہ سے ممکن نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم
اُمّی ہیں یعنی جیسے ماں کے پیٹ سے بے پڑھے پیدا ہوئے ویسے ہی ہیں۔ بلکہ سب کمالات آپکی پیدائش سے
پہلے کے بغیر کسی مخلوق کے واسطہ کے آپکی ذات میں قایم ہیں۔ ایسا نہیں ہی کہ پہلے یہ کمالات نہ تھے۔ بعد اُس
کے پیدا ہوتے گئے۔ اور آپکی عبادت کسی دوسرے نبی کی شریعت کے اتباع میں نہ تھی بلکہ بموجب القائے الٰہی
تھی سائنی ہوتا آپ ہی کا وصف خاص ہی اور معجزہ کہ بغیر دوسرے سے سیکھے حاصل کرنے خود بخود عالم متبحر ہیں اور
ساتھ اسکے آپکو ترقی درجات آناً فاناً ہوتی رہی جیسکی کیفیت کو ہم کسیطرح نہیں پہنچ سکتے آپکی شان بہت
بڑی ہی۔ اسکو کوئی کسیطرح نہیں سمجھ سکتا۔ آپکو جسقدر خداوند تعالی نے جمیع کائنات کا علم دیا ہی اُسکے آپ
ہر وقت عالم ہیں۔ قرب حق کی جہت سے آپکو جمیع کائنات کا علم حاصل تھا۔ اور شمول خلق کی نظر سے آپ اپنا
علم بقدر ضرورت بمقتضائے حکمت و مصلحت اُسیقدر ظاہر فرماتے جتنا حکم الٰہی ہوتا۔ اور یہ علم آپکو جمیع کائنات
کا ابتدائے تعین نور سے اللہ تعالی نے عنایت کیا ہی۔ اور نہ پڑھنا آپ کا کلام مجید کو قبل وحی اور پیغام پہونچانا
جبرئیل علیہ السلام کا آپکو اللہ کیطرف سے موافق حدوث حوادث کے حق ہے۔ نسبت کی اور جہل کی آپکی طرف
سخت بے ادبی ہی اور اقسام کفر سے ہی۔ سوائے الوہیت اور لوازم معبودیت کے جتنے کمالات ہیں وہ سب آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو حاصل ہیں اور کل اولیا اور کل انبیا مرتبہ عرفان اور ولایت میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ و سلم کے محتاج اور مستفیض ہیں۔ اور سب اصحاب کو آپ پر ایمان لانے اور صحبت فیض درجت میں آپکی
کی بدولت مرتبہ ولایت حاصل ہی۔ چالیس برس کی عمر تک آپ بالقائے الٰہی اپنے طور پر پوشیدہ عبادت کرتے رہے
پہلے جب آپ چالیس برس کے ہوئے تب آپ پر وحی کا نزول ہوا۔ آپکی نبوت ظاہر ہونے کے اکاون سال کی عمر
میں ۲۷ رجب المرجب کو مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو جاگتے میں جسم مبارک کے ساتھ معراج ہوئی[1]

[1] شب معراج نہایت بزرگ اور بابرکت تھی [illegible] حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم [illegible]
اُس رات میں تمام رات جاگنا [illegible] معراج [illegible]
میں لکھا جاوے گا ۱۲ [illegible] ۱۲

براق پر سوار ہو کر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جبرئیل علیہ السلام اور گروہ ملائکہ کے ساتھ تشریف لیگئے
وہاں انبیا علیہم السلام کی امامت کی۔ وہاں سے آسمان دنیا پر تشریف لے گئے عجائب و غرائب صنعت آلہی
مشاہدہ فرماتے ہوئے ساتوں آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ پھر رفرف پر سوار ہو کر عرش اعلیٰ پر تشریف لیگئے۔ اور
حجابوں کو طے فرماکر قرب تام الٰہی میں مقام دنیٰ فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنیٰ میں چشم جسمی سے دیدار الٰہی کیا اور
بالمشافہ حق تعالےٰ سے باتیں کیں۔ اور امور راز و نیاز فیما بین جاری ہوئے کسی بشر کی عقل یا عارف کا عرفان بدون
ارشاد و تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہرگز اس راز و نیاز کو نہیں پہنچ سکتا ہے پانچوں وقت کی نماز بھی اسی
معراج میں فرض ہوئی۔ اور جنت دوزخ کی بھی سیر کی۔ بعد اسکے آپ طرفۃ العین میں اپنی جائے استراحت پر
حضرت امہانی[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں واپس پہونچے۔ پھر ترپن ۵۳ برس کی عمر میں حضرت صدیق اکبر کو
ساتھ لیکر مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کیطرف ہجرت فرمائی اور وہاں ہی وطن کیا۔ اور امور جہادیہ و شرعیہ جاری
کرنے کے بعد تریسٹھ برس کے سن میں لقائے الٰہی کیطرف متوجہ ہوئے۔ اور حیات کاملہ کیساتھ ہماری نظروں سے چھپ گئے
اور جسطرح انتظام خلائق اور حراست امت آپکے ساتھ زمان حیات ظاہری میں متعلق تھا اسیطرح اب بھی ہے۔ آپکی
حیات قائمہ مسلم الثبوت ہے عقل کو اس میں دخل نہیں۔ اور سب اولیا امت آپکی وساطت سے اپنی حیثیت کے
مطابق انتظام عالم پر مامور ہیں آپکی وفات شریف ہماری موت کے مثل ہرگز نہیں ہے جب کل احکام دین اسلام
اور آپکے فضائل تمام و کمال ظاہر ہو چکے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے لقائے خاص کیطرف متوجہ اور دنیا کی نظروں سے
محجوب فرما لیا۔ آپ اگر اس جہان میں ظاہر رہتے تو حوادث اور شدائد قیامت ظاہر نہ ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپسے
وعدہ فرمایا ہے۔ اور اگر مثل حضرت ادریس علیہ السلام بقید حیات آسمان کیطرف عروج فرماتے تو اہل زمین معیت سے
محروم ہو جاتے اور انتظام عالم برہم ہو جاتا۔ اسواسطے لباس وفات باعتبار ظاہر آپکو پہنا کر اس ہی زمین میں سکونت
دی۔ اور لقائے اتم سے مشغول فرمایا۔ پس موت سے آپکے اتنا ہی مضمون ہے کہ حرکات جسدیہ موافق طریق بشریت لوگوں کی
نظروں میں موقوف ہو گئیں۔ نہ ایسا کہ معاذ اللہ جسم شریف بالکلیہ روح سے جدا ہو کر جماد محض ہو گیا ہو۔ اور
آپکا قبر شریف میں دفن ہونا بھی اسواسطے ہوا کہ آپکی امت اس شرف سے مشرف ہو۔ آپ بیشک قبر مبارک میں

[1] حضرت امہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابو طالب کی دختر اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہمشیر تھیں۔

اُس ہی حیات سابقہ کیساتھ زندہ اور قایم اور حسب عادت شاغل عبادت۔ اور اپنی امت بلکہ کل کائنات کی اصلاح امور اور حراست یعنی نگہبانی میں مصروف ہیں۔ پنجشنبہ اور دوشنبہ کو اعمال امت آپکی خدمت میں عرض کیئے جاتے ہیں۔ اُمت کے نیک اعمال کے احوال واطلاع سے آپ خوش ہوتے ہیں۔ اور بداعمال سُنکر آپکو افسوس ہوتا ہے۔ جناب باری میں اُس کیلئے طلب مغفرت فرماتے ہیں۔ آپکو وقت مصیبت کے یارسول اللہ کہکر پکارنا درست ہے۔ آپ اسی حیات کیساتھ قیامت میں اُٹھیں گے۔ آپکی شریعت سب شریعتوں کامل تر ہے اور سب کی ناسخ یعنی مٹانیوالی۔ اسیطرح آپکی امت سب امتوں سے افضل ہے جس مسئلہ میں امت متفق ہو وہ حق ہے اُنکا مخالف مردود ہے۔ آپکی ازواج مطہرات گیارہ ہیں۔ ۱ حضرت خدیجہؓ ۲ حضرت عائشہؓ ۳ حضرت حفصہؓ ۴ حضرت زینبؓ ۵ حضرت سودہؓ ۶ حضرت ام سلمہؓ ۷ حضرت زینب بنت جحشؓ ۸ حضرت صفیہؓ ۹ حضرت جویریہؓ ۱۰ حضرت ام حبیبہؓ ۱۱ حضرت میمونہؓ رضی اللہ تعالی عنہن اور آپکی اولاد امجاد سات ہیں۔ ۱ حضرت قاسمؓ ۲ حضرت ابراہیمؓ ۳ حضرت عبداللہ جنکا لقب طیب طاہر تھا۔ ۴ حضرت زینبؓ ۵ حضرت ام کلثومؓ ۶ حضرت فاطمہؓ ۷ حضرت رقیہؓ۔

ترتیب فضیلت خلفاء راشدین ودیگر صحابہ وتابعین وتبع تابعین کا ذکر

بعد پیغمبروں کے کل کائنات سے اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ دوسرے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تیسرے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔ چوتھے حضرت علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ حسب ظہور ترتیب خلافت رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اِن کے بعد ۱ حضرت طلحہ و ۲ حضرت زبیر و ۳ حضرت عبدالرحمن بن عوف و ۴ حضرت سعد بن ابی وقاص و ۵ حضرت سعید و ۶ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اِن کے بعد وہ جنکے بہشتی ہونے کی خبر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے اُن کے بعد عامہ صحابہ رضی اللہ عنہم۔ صحابہ کے بعد سب امت سے بہتر تابعین یعنی وہ لوگ ہیں جو صحبت صحابہ میں رہے۔ پھر تبع تابعین یعنی وہ لوگ جو تابعین کی صحبت میں رہے۔

زمانہ خلافت

اور خلافت خلفاء راشدین تیس سال رہی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دو برس تین ماہ دس روز تک خلیفہ رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دس سال چھ ماہ چار روز تک خلیفہ رہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بارہ برس گیارہ ماہ پندرہ یا بیس دن تک خلیفہ رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تین سال نو ماہ آٹھ یا تین دن تک خلیفہ رہے۔ آپ کے شہید ہونے کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے پانچ مہینے اکیس دن خلافت کرکے موافق ارشاد رسالت مآب تیس برس عہد خلافت کے پورے ہو جانے پر ترک خلافت فرمائی۔ اور انتظام ملک کا تعلق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا۔ چنانچہ تیس سال خلافت کے بعد بادشاہی وامارت ہوگئی۔

کل صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین واجب التعظیم اور جنتی ہیں!

سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو جنتی اور اچھا جاننا چاہیئے۔ اور انکو نیکی سے یاد کرنا چاہیئے کہ وہ بہت بڑے پرہیزگار تھے کسی کی جناب میں گستاخی نہ کرنا چاہیئے۔ اور عشرہ مبشرہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور جناب بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا و ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا و حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا و حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ و حضرت عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ اہل بیت و اہل بدر و اہل اُحد و اہل حُدیبیہ رضی اللہ عنہم اجمعین سب قطعی بہشتی ہیں اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ و حضرت حبیب رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر وغیرہ کے حق میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے جن کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی بشارت فرمائی ہے اُسکو ہم قطعی جنتی کہتے ہیں۔ سب صحابہ کو جنتی جاننا چاہیئے۔ اگر کسی کی نسبت بھی بد ہونے کا کوئی خیال کریگا تو ایمان سے خارج ہو جاویگا۔ بعض مقام پر جو صحابہ میں لڑائیاں ہوئی ہیں انمیں دونوں جانب نیکی کا اعتقاد رکھنا چاہیئے۔ بے ادبی سے بچنا چاہیئے کہ اُنکے ساتھ بے ادبی عین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بے ادبی ہے۔

اولیاء اللہ کا ذکر

اولیاء اللہ کل واجب التعظیم ہیں۔ ان میں صفات بد مثل بخیلی حسد محبت دنیا غرور وغیرہ کے نہیں ہوتی اُنمیں سے جنکی ولایت بالاجماع[۱] ثابت ہو چکی ہے اُنکی نسبت گستاخی یا انکار یا بے ادبی کرنے سے ایمان میں سخت نقصان واقع ہوتا ہے۔ اُسکا خاتمہ بخیر نہیں ہوتا۔ مرتبۂ ولایت قیامت تک رہیگا۔ اور اولیاء اللہ قیامت تک رہینگے۔ اولیاء اللہ کی کرامتیں حالت حیات میں اور بعد ممات حق ہیں۔ حاضر و غائب حالت حیات میں اور بعد موت اولیاء اللہ سے مدد اور فیض پہنچتا ہے۔ فاصلہ دراز یعنی ہزارہا کوس سے یہ مدد اور دستگیری فرما سکتے ہیں۔ حاجت کے وقت انکو پکارنا درست ہے وہ فوراً سُنتے اور مدد فرماتے ہیں۔ اُنکی محبت اُنکی تعظیم اُنکی یاد عین محبت و عظمت و یاد خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم ہے۔ ان کا دیکھنا خدا و رسول کا دیکھنا ہے۔ اُنکی ہمنشینی اللہ کی ہمنشینی ہے۔ یہ اللہ کی یاد اور ذکر کے لئے لوگونکو بلاتے ہیں اُنکی صحبت سے اصلاح قلب بخوبی ہو جاتی ہے۔ شریعت و طریقت دونوں حاصل ہوتی ہیں۔ دین و دنیا دونوں[۲] آدمی کی درست ہو جاتی ہیں۔ حصول معرفت و حقائق الٰہی کے یہ لوگ اعلیٰ ذریعہ اور سبب ہیں۔ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ کوئی ولی درجۂ نبی کو نہیں پہنچ سکتا ہے اور کسی ولی سے شریعت ساقط نہیں ہوتی مگر جنکو اللہ تعالیٰ کی یاد میں استغراق ہو جاتا ہے اور اُن کو اپنی سُدھ بدھ نہیں رہتی وہ تکلیف شرعی سے معاف ہیں جسکو صالح اور پرہیزگار اور نیک طبع پاوے اُسکی تعظیم کرنا چاہئے تا کہ بے ادبی اولیاء اللہ سے بچاؤ ہو۔ اگر کوئی فعل اپنی دانست میں اُن سے خلاف شرع دیکھو تو زبان طعن مت کھولو۔ اپنی سمجھ کی غلطی جانو۔ لیکن اُس فعل کو درست نہ جاننا چاہئے۔ اگر کوئی شخص وضع صالحوں کی رکھتا ہو اور کلام اُس کے خلاف عقائد اہل سنت و جماعت ہوں۔ یا انبیا یا اولیاء اللہ کی نسبت بے ادبی یا بے تعظیمی کلمات کہتا ہو

---

[۱] جیسے حضرت امام زین العابدین حضرت امام محمد باقر حضرت امام جعفر صادق حضرت امام موسیٰ کاظم حضرت امام علی موسیٰ رضا حضرت معروف کرخی حضرت سری سقطی حضرت جنید بغدادی حضرت بایزید بسطامی حضرت حسن بصری حضرت معود چشتی۔ حضرت عبدالقادر جیلانی حضرت خواجہ معین الدین چشتی حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی حضرت بابا فرید الدین گنج شکر حضرت مخدوم علی احمد صابر حضرت شیخ نظام الدین اولیا حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند حضرت عبدالخالق عجدوانی حضرت مجدد الف ثانی اور مثل ان کے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ [۲] بڑے بڑے الول میں اسد یڑا ہے۔

تو اُسکو ہرگز ولی نہ سمجھنا چاہیئے۔ اور اُسکی صحبت سے بچنا چاہیئے۔ مگر حقارت اُسکی بھی نہ کرے۔ ولی وہ ہے جسکے عقائد اہل سنت وجماعت کے موافق ہوں۔ اور اللہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کامل رکھتا ہو طمع دنیا اور ہوائے نفس سے بری ہو۔ ظہور کرامت ولی سے لازمی نہیں ہے۔ اور اولیا اللہ اظہار کرامت سے پرہیز کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالٰے اُنسے خود بخود کرامت ظاہر کردیتا ہے۔ اُنکے قصد سے نہیں ہوتی ہے ہر ولی مرتبۂ ولایت حاصل کرنے میں اپنے نبی کا محتاج ہے۔ کل انبیا علیہم السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضان روحی کی بدولت مرتبۂ نبوت اور ولایت کو پہنچے ہیں۔ پس یہ اولیا امت محمدی دونوں حضور کے وزرا ہیں۔ افضل ہیں فرق اسقدر ہے کہ انبیا کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وزارت عنایت کی۔ اور اولیا اور علما امت محمدی کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف سے نیابت عنایت ہوئی۔

وجوب تقلید اور مجتہد کی تعریف

دین میں چار چیزیں اصول ہیں۔ اوّل قرآن مجید۔ دوسرے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیسرے اجماع امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوتھے قیاس مجتہدین[۱]۔ اہل سنت وجماعت کے چار امام سب عمدہ اور افضل اور مقبول ہیں۔ اوّل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ دوم امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔ سوم امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ چہارم امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ ان میں سے ایک کی تقلید[۲] واجب ہے۔ مگر ایک کی تقلید چھوڑ کر دوسرے کی تقلید کرنا

---

[۱] اجتہاد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمایا ہے چنانچہ بخاری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اجتہاد کیا اور ثواب کو پہنچا تو اُس کے واسطے دو اجر ہیں اور جس نے اجتہاد کیا اور خطا کی اُس کیواسطے ایک اجر ہے۔ اور جب آپنے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو حاکم یمن کیا تو فرمایا کس چیز سے فیصلہ کیا کرے گا عرض کی قرآن شریف سے فرمایا اگر اُس میں وہ حکم نہ ملے عرض کی سنت رسول اللہ سے فرمایا اگر اُس میں بھی نہ ملے عرض کی اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے سینہ پر ہاتھ مار کے فرمایا سب تعریف اُس اللہ کو جس نے اپنے رسول کے رسول کو اُس چیز کی توفیق عنایت فرمائی کہ اللہ کا رسول اُس سے راضی ہو واللہ اعلم

[۲] کلام الٰہی اور حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معلوم ہوتا ہے کہ جس میں خود کتاب وسنت سے احکام نکال لینے کی لیاقت نہ ہو وہ تقلید کرے تقلید کے یہی معنی ہیں کہ دوسرے کے قول وفعل کے بغیر سمجھے دلیل کے پیروی کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم یعنی اللہ کی اطاعت کرو اور اُس کے رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کرو صاحب امر سے ہر صاحب حکم مراد ہے امام یا سلطان امیر ہو یا حاکم مجتہد ہو یا عالم قاضی ہو یا مفتی ہو اسواسطے کہ لفظ مطلق ہے بغیر دلیل خصوص کے مقید ہوگی یہ تفسیر احمدی سے نقل کیگئی ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔ ہر شخص جاننے والے سے جو جاہل ہے اُسکے واجب ہے کہ اہل ذکر سے دریافت کرکے اُسپر عمل کرے اپنی رائے سے کام نہ کرے اور رزین عبدری نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص طریقہ پر چلنا چاہے تو مُردوں کا طریقہ اختیار کرے کیونکہ زندہ پر فتنہ سے بےخوفی نہیں

یا تلفیق[لہ] منع ہے۔ مجتہد وہ شخص ہے جو قواعد اصول اور صرف اور نحو اور بلاغت اور زمانہ نزول کے محاورات کے جاننے کے ساتھ قرآن کے احکامی آیتوں کا عالم ہو اور مادہ استنباط مسائل رکھتا ہو اور اجماع اور احکامی حدیثیں خوب جانتا ہو۔ اور انکو اپنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک راوی براوی پہنچا سکتا ہو۔ اور راوی کا اپنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جتنے واسطے ہوں احوال پیدائش کے زمانہ سے وفات کے زمانہ تک کے تقوے اور علم کا خوب جانتا ہو۔ اور آیات واحادیث میں ناسخ ومنسوخ کو خوب سمجھتا ہو۔ اور قیاس شرعی کی شرطوں کو خوب سمجھتا ہو۔ متقی اور پرہیزگار بھی ہو۔ اور احوال تواریخ اہل اسلام کا تحقیق سے جانتا ہو۔ مجتہد قرآن اور حدیث اور اجماع سے مسئلہ نکالنے میں کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی صواب کو پہنچتا ہے لیکن مجتہد اجتہاد کرنے میں اگر خطا کرے تو اجتہاد کا ایک اجر پاوے گا۔ اور اگر صواب کو پہنچا تو دو اجر پائے گا۔ ایک اجتہاد کا دوسرا صواب کو پہنچنے کا اور مجتہد مصیب کے واسطے دس گونہ ثواب کی بھی روایتیں ہیں۔ علما کی تحریر سے معلوم ہوا کہ سنہ ۴۰۰ ہجری کے بعد سے مجتہد بشرائط مندرجہ بالا ہونا نہیں پایا جاتا۔ پس ناچار ایک امام کی تقلید واجب ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶۔ اس کے علاوہ حقیقت مذاہب اربعہ پر اجماع ہو چکا ہے۔ ابن ہمام کہتے ہیں کہ غیر مجتہد پر سب کے نزدیک تقلید واجب ہے اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ عامی پر فقہا کی تقلید واجب ہے اور شیخ محمد عابد سندھی مدنی تحریر فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں بلکہ چوتھی صدی کے بعد سے ائمہ اربعہ میں سے ایک کی تقلید واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی میں ہماری حالتیں اور اختلاف عقول اور ہر اہل عقل کا اپنی رائے پر مغرور ہونا جان کر فرمایا کہ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ الخ اس آیت شریف میں اہل ذکر فرمایا کل ذی ذکر نہ فرمایا اور اہل ذکر وہ جماعت ہے جو ایک رائے پر متفق ہوا اور چوتھی صدی کے بعد کسی زمانہ میں دعویٰ اجتہاد نہیں ہے تو اب اگر اس زمانہ میں کوئی دعویٰ اجتہاد کرے تو مردود ہے باوجود اس کے کہ اس میں اپنی عقل ورائے پر تکبر وغرور ہے خلاف اجماع ہے اور شارع علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ آخر زمانہ میں ہر ذی رائے اپنی رائے پر نازاں ہوگا اور ہم کو گروہ اعظم کے اتباع کا حکم دیا اور فرمایا جو بکری گلہ سے علیحدہ ہو جاتی ہے اسکو بھیڑیا لیتا ہے اور جماعت عظیم سے علیحدہ ہوا تو وہ دوزخ میں ڈالا جاوے گا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ یعنی تمہارے لئے وہ دین مقرر کیا جس کی نوح کو وصیت کی۔ اور جو اے محمد تم پر وحی بھیجی اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو جس کی وصیت کی۔ کہ دین کو قایم کرو۔ اور اس میں متفرق نہ ہو۔ اب جو غور کر کے دیکھا جائے تو ان چاروں اماموں کے سوا خلفاء راشدین اور صحابہ کرام میں سے کسی کے قول پر قبولیت عامہ نہیں ہے اور کسی کا مذہب جمع اور مدون نہیں ہے۔ بلکہ انہیں ائمہ اربعہ کی تابعداری ہوتی ہے اسی طرح فقہا اہل سنت والجماعت کی تحریریں جو مشہور دیار کی چھپ گئی ہیں جن میں زیادہ تفصیل موجود ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲۔

لہ

تلفیق اس کو کہتے ہیں کہ بعض مسائل میں ایک امام کی تقلید کرلی اور بعض دوسرے کی ۱۲

بیعت اور پیر طریقت کی تعریف

بیعت جو پیران طریقت میں جاری ہے۔ بیشک آخرت میں نافع اور مفید ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو شیخ طریقت صحیح الاجازت کی بیعت سے فائز کرے اور شیوخ کی مخالفت اور اُنکے ساتھ بے ادبی کرنے سے محفوظ رکھے۔ شیخ یعنی پیر میں چار باتیں ضرور ہونا چاہئیں۔ اول عقائد اہل سنت و جماعت سے واقف ہو اور انہیں عقائد کا معتقد مضبوط۔ دوسرے غلبہ محبت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ تیسرے اپنے پیر سے اجازت بیعت لینے کی پانا۔ چوتھے بے طمع ہونا۔ زر اور نام آوری اور خودنمائی اور رجوع خلائق سے۔ پس جو شخص ان عقائد مذکورہ اہل سنت اور جماعت سے کسی عقیدہ میں سست یا منکر ہو۔ اُسکی بیعت ہرگز درست نہیں اگر عدم واقفیت میں ایسے شخص کا مرید ہوجائیگا۔ تو وہ بیعت باطل ہوجاویگی۔ دوسرے صحیح الاعتقاد اور جامع الشروط سے بیعت کرنا لازم ہوگا۔ اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں کمی رکھتا ہو اور سست ہو۔ اُس سے بھی بیعت کرنا درست نہیں اور باطل ہے۔ غلبہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علامت یہ ہے کہ آپ کے ذکر کا شایق ہو اور آپکی تعظیم اُس کے ظاہر اور باطن میں راسخ ہو۔ اور سستی محبت کی یہ علامت ہے کہ آپ کی شان میں کم رتبہ کلمات کہنے میں باک نہ رکھتا ہو اور الفاظ سوئے ادب کی شان آپ کا سننا اُسے ناگوار نہ ہو العیاذ باللہ۔ اور جو شخص صحابہ یا اولیاء اللہ یا علماء ربانی کے ساتھ بے ادبی کرنے میں باک نہ رکھتا ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ اُسے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کم ہے۔ اور جو شخص اپنے پیر سے بیعت لینے کی اجازت نہ رکھتا ہو۔ اُس سے بھی بیعت کرنا ناروا ہے۔ اگر کسی نے اُس سے بیعت کی تو اُسے بھی دوسرے شخص کامل الاجازت سے بیعت کرنا چاہیئے۔ اور جو شخص پہلی تینوں شرطیں رکھتا ہو اور بے طمع نہ ہو اُسکی بھی بیعت درست نہیں۔ لیکن اگر ناواقفیت میں کسی نے اُسکے ہاتھ پر بیعت کی بعد اُسکے معلوم ہوا تو وہ بیعت باطل نہیں ہوتی لیکن ایسے مرید کو طمع شیخ کے وہم سے استغفار کرنا اور شیخ کے حق میں مقبولیت اور طمع سے محفوظ رہنے کی دعا لازم ہوجاتی ہے۔ اور طمع کی علامت یہ ہے کہ کچھ دینے والے اور تعریف کرنے والے کو نہ دینے والے پر اور تعریف نہ کرنے والے پر ملاقات میں اور اخلاص اور محبت میں مقدم رکھے اور اُسکی صفات حسنہ اور [illegible] ذکر کرے اور

خوشامد کرنیوالے سے ہرچند کہ وہ عقائد اہل سنت کے خلاف ہو خوش ہو کر محبت رکھے۔ قوت جاذبہ پیر میں قوی ہونا چاہیئے۔ طریقہ تعلیم جانتا ہو یعنی اول مجمل طور پر توبہ کرانا۔ اوسط درجہ کی عبادت اور عمل کی تعلیم کرنا سنت پر چلنے اور خلاف سنت اور منہیات سے بچنے کی ہدایت کرنا۔ جن عملوں[1] میں رخصت ہو اُن سے بھی بچنے کی ہدایت کرنا۔ ذکر اسم ذات کی تعلیم کرنا۔ اور پیر کو چاہیئے کہ مرید کی نظر میں باوقار رہے۔ زیادہ اُس سے اختلاط نہ کرے۔ مرید کی حفاظت رکھے۔ مرشد کامل اگر بظاہر کسی ناقص کو اجازت تعلیم طریقت دے تو جائز ہے اُسکا نقص مضر نہیں ہوتا پیر مرشد کی ہمت اُسکے ساتھ رہتی ہے۔ اُس سے خطا صادر نہیں ہونے پاتی اور یہ فعل پیر و مرشد کا مصلحت پر مبنی ہوتا ہے اسپر اعتراض ہرگز نہ چاہیئے۔

بیعت طریقہ اویسیہ

اویسیہ[2] طریق پر کسی بزرگ کی روح سے فیضیاب ہو کر اجازت بیعت کی حاصل کرنا اور اُس اجازت کے ذریعہ سے دوسروں کو مرید کرنا از روئے حقیقت کے جائز اور درست ہے۔ مگر صوفیہ کرام نے بنظر رفع فساد و فتنہ ایسی اجازت سے صاحب ارشاد ہونا اور سلسلہ جاری کرنے کو منع فرمایا ہے۔

آداب مرید کا بیان

مرید کو چاہیئے کہ جو پیر و مرشد فرمائے اُسکو بگوش دل سنے اور اُسپر عمل کرے ہر وقت اُنکی خدمت میں رہے۔ بے ضرورت پیر کی صحبت سے جدا نہ ہو۔ اُسکی صحبت اُسکا دیدار عبادت ہے۔ اپنے آپکو بالکل اُسکے سپرد کردے

[1] پیر مرید کے حق میں دایہ کا حکم رکھتا ہے جسطرح دایہ بچے کو بدخوئی کے وقت بہلا لیتی ہے کہ وہ اس سے مانوس ہو جاتا ہے اور بدخوئی چھوڑ دیتا ہے اسیطرح پیر مرید کے حال کے موافق حکم کرنا چاہیئے کبھی ذکر کا حکم کرے کبھی قرآن شریف پڑھنے کا اور دنیا اور اہل دنیا سے بچنے کی نصیحت ضرور ہے کہ اُن کی صحبت سالک کے حق میں زہر ہے کوئی صحبت امیر کی صحبت سے بدتر نہیں۔ اور پیر مرید کو یہ بھی وصیت کرے کہ وہ شہرت اور دولت کا طالب نہ ہو اور بے مطلب بات نہ کہے اور بے ضرورت خانقاہ سے باہر نہ جائے اور سلوک اسطرح قایم رہ سکتا ہے کہ سالک دنیا اور امیروں کی صحبت سے پرہیز رکھے اور نفس کی خواہشوں سے باز رہے اور نیکوں کی صحبت اختیار کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیکوں کی صحبت اہل عالم کے واسطے ایک نور اور رحمت ہے ۱۲۔ از ملفوظات خواجگان چشت رحمۃ اللہ علیہ

[2] اویسیہ اُس طریق کو کہتے ہیں کہ غیبت سے کسی بزرگ سے فیضیاب ہو کر سلوک کا طے کرنا۔

اپنی سعادت اُسکی رضامندی میں جانے اور بدبختی اُسکی مخالفت میں۔ پیر کو اپنی جان مال آبرو و متعلقات سب سے مقدم اور محبوب اور عزیز جانے۔ اُسکے روبرو کسی اور طرف مصروف اور مشغول نہ ہو کہ سخت بے ادبی ہے بلکہ باادب بیٹھے۔ نگاہ اور دل اُس ہی کیطرف لگا رہے۔ اُس کے روبرو آواز سے باتیں نہ کرے۔ نہ اُسکی آواز پر اپنی آواز بلند کرے۔ اُسکی جانماز پر پیر نہ رکھے جس جگہ وہ وضو کرے وہاں وضو نہ کرے۔ اُسکے روبرو پانی نہ پیئے اور نہ کھانا کھاوے۔ مگر ضرورت کے وقت اور با اجازت روبرو کھانے پینے کا مضائقہ نہیں۔ جو ظروف خاص اُسکے استعمال کے ہوں وہ استعمال نہ کرے۔ اپنی کل حصول فوائد ظاہری و باطنی دینی و دنیوی کو اُسکی طرف اُس کیواسطے سے سمجھے بغیر اجازت پیر کوئی شغل ذکر۔ وظیفہ۔ نوافل وغیرہ کے نہ رکھے کہ یہ حجاب ہو جاتا ہے۔ جو وہ بتلائے وہ پڑھے۔ پیر کے ہر قول و فعل کو اچھا اور حق سمجھے۔ کوئی بات اُس میں خلاف شرع دیکھے تو اُسکو تاویل[1] کرے اپنے فہم کی خطا سمجھے۔ اس لئے کہ پیر ہر فعل الہام سے کرتا ہے۔ اُس کے فعل میں گنجائش اعتراض نہیں۔ اگر اس سے خطا بھی ہو جاویگی۔ تو وہ خطائے اجتہادی ہے پیر کی کسی ادنیٰ حرکت پر بھی اعتراض نہ کرے۔ کہ محرومی مرید اسمیں ہے۔ پیر محبوب ہے اور محبوب کا ہر فعل محبوب ہوتا ہے۔ پیر و مرشد ظل رسول ہے۔ اور جامع جمیع صفات محمدی کا۔ لہذا اُسکی توقیر میں ذرا بھی کمی نہ کرے۔ اگر وہ سامنے سے گزرے تو کھڑا ہو جاوے۔ مرید سواری پر ہو تو اتر پڑے غیبت میں اُسکی جانب پیر نہ پھیلائے۔ نہ تھوکے۔ تمام کاموں میں پیر کی پیروی کرے۔ کھانے پینے۔ سونے۔ طاعت۔ نماز۔ عمل ہر حرکت حرکت میں اُسکا متبع ہو۔ اُسکی ہر شے کا ادب کرے۔ اُس کے متعلقات کی بھی بہت عظمت کرے۔ پیر سے کرامت کا طالب نہ ہو کہ مومن کا کام معجزہ طلب کرنیکا نہیں ہے۔ البتہ کافروں اور منکروں نے معجزہ پیغمبروں سے چاہا ہے۔ جو خطرہ قلب میں آوے پیر سے ظاہر کر دے۔ اپنی کوئی بات پیر سے نہ چھپاوے دوسروں کو اپنے پیر پر ترجیح نہ دے کہ منافی ارادت ہے۔ جو کچھ اُسکو حاصل ہو وہ پیر کے واسطے سے سمجھے۔ اور اگر بظاہر کسی اور بزرگ سے اسکو فیض پہنچا ہے تو اُسکو بھی اپنے ہی پیر کی جانب سے سمجھے۔ در اصل پیر ہی اسکا ذریعہ حصول ہے۔ اپنی کمی استعداد اور خطا فہمی سے وہ اُسکو دوسری جانب سے سمجھتا ہے۔ راہ طریقت بالکل ادب ہے۔ اور کماحقہ اُسکا ادا کرنا دشوار ہے اس لئے جہانتک ہو سکے اُس کے حصول میں کوشش کرے۔ اور اپنے آپکو ہر وقت مقصر سمجھے مرید کو چاہئے

---

[1] یعنی تاویل۔ ۱۲

کہ محبت شیخ میں غالب اور کامل ہو۔ فنا فی الشیخ سے مرید فنا فی اللہ کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے۔ ادب کے ساتھ صحبت شیخ سے مستفیض ہو۔ پیر کی صحبت سے بہ نسبت اذکار۔ اوراد وظائف۔ ریاضات۔ چلہ کشی وغیرہ کی زیادہ نزافادہ اور استفادہ بطور انعکاس کے حاصل ہوتا ہے۔ مرید کا اپنے پیر کی افضلیت پر معتقد ہونا اور اُسکو دیگر مشائخ سے بہتر اور اچھا اور کامل جاننا اُس کے اقتضائے محبت پر مبنی ہے۔ اور جائز بلکہ طریقت میں واجب ہے مستفید مرید کو بے عقیدت نہ اختیار حاصل ہوگی۔ اور باعث حصول کمالات پیر ہوگی البتہ اسقدر ضرور لحاظ رہے کہ جن بزرگوں کی فضیلت شرع سے ثابت ہو اُنپر فضیلت نہ دے کہ خلاف شرع ہے۔ اور اسقدر افراط منع ہے۔ پیر کی غیبت میں تصور اُسکی صورت کا رکھے کہ پیر واسطہ اللہ تعالیٰ کے فیض کے حاصل ہونیکا۔ اسکا سبب کچھ حصول پیری کے ذریعہ سے ہے۔ مرشد کامل کی توجہ۔ مداومت اشغال و اذکار۔ انقطاع خلق۔ دوام توجہ الی اللہ سے بہت جلد راہ سلوک طے ہوتی ہے۔ بغیر حصول مراتب۔ توبہ انابت[1] زہد[2] قناعت ورع[3] صبر شکر توکل تسلیم رضا کے وصول مرتبۂ ولایت محال ہے۔ اور اس مرتبہ پر پہنچنا اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے بعض کو جلد عنایت فرماتا ہے اور بعض کو بدیر ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ[4]۔ ہر چہار فنا مندرجہ ذیل کا حاصل کرنا گویا رتبۂ ولایت پر پہنچنا ہے۔ فنا[1] خلق یعنی امید و بیم ما سوائے خدائے تعالیٰ سے جاتی رہے۔ فنا[2] خواہش۔ ہوا یعنی سوائے خدائے تعالیٰ کے کوئی خواہش دل میں نہ رہے۔ شعر

بچہ تسکین دہم دیدہ و دل را کہ مدام ٭ دل ترا مے طلبد دیدہ ترا مے جوید

فنا[3] ارادہ یعنی صفت ارادہ دل سے جاتی رہے۔ اپنی ذات مثل مردہ نظر آئے۔ فنا[4] فعل یعنی مصداق بِيْ يُبْصِرُ ساتھ میرے دیکھتا ہے بِيْ يَسْمَعُ ساتھ میرے سُنتا ہے بِيْ يَنْطِقُ ساتھ میرے بولتا ہے بِيْ يَبْطِشُ ساتھ میرے گرفت اور حملہ کرتا ہے بِيْ يَمْشِيْ ساتھ میرے چلتا ہے بِيْ يَعْقِلُ ساتھ میرے سمجھتا ہے۔ ہو جائے۔

عقائد متفرق

نیکی وہ شے ہے کہ جسکے کرنے کا حکم شرع نے دیا۔ اور بدی وہ ہے کہ جسکے کرنے سے شرع نے منع کیا ہے۔ گنہگار اُن

[1] انابت رجوع الی اللہ کو کہتے ہیں ۱۲۔ [2] زہد۔ دنیا سے اعراض کرنیکو کہتے ہیں ۱۲۔ [3] ورع پرہیزگاری کو کہتے ہیں ۱۲
[4] یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسکو چاہے عطا کرے ۱۲۔

امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہینگے گوشلے توبہ مرے ہوں۔ کبیرہ گناہ کرنے والا
ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ کفر و شرک کو اللہ تعالیٰ بلا توبہ نہیں بخشے گا۔ دوسرے گناہ کو خواہ بلا توبہ بخشے خواہ
توبہ سے بخشے خواہ نہ بخشے۔ خدا چاہے تو کبیرہ گناہ کو بخشدے۔ اور چاہے تو صغیرہ کو نہ بخشے۔ کبیرہ گناہ والے
مسلمان اگر بلے توبہ بھی مرے ہوں تو بھی ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہینگے۔ گناہ کی سزا کے بعد جنت میں داخل ہونگے دلسے
سچ جانے اور زبان سے کہے۔ اللہ ایک ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے پیغمبر اور رسول ہیں جو چیزیں نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کیطرف سے بندوں کے پاس لائے اسکو دل سے سچ مانے اور زبان سے اقرار کرے۔
جسنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل سے تصدیق کی اور زبان سے اُسکا اقرار کیا وہ شخص قطعی مومن ہے وشک
کے طور پر یوں نہ کہے کہ میں مومن ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ بلکہ لفظ انشاء اللہ کو ترک کردے۔ ایمانِ یاس
غیر مقبول ہے۔ اس لئے کہ موت کے وقت آخرت کا احوال دکھلائی دیتا ہے ایسے وقت کوئی ایمان لائے تو نامقبول
ہے اور غیر معتبر نیک بخت کبھی شقی ہوجاتا ہے اور شقی کبھی سعید اور نیک بخت ہوجاتا ہے۔ اعتبار اصلی شقاوت
وسعادت کا خاتمہ پر ہے مومن کامل دوزخ میں نہیں جائیگا بلکہ ہمیشہ جنت میں رہیگا۔ اور مومن ناقص یا
یعنی گنہگار کو خدا چاہے تو بقدر اُسکے گناہ کے عذاب دیکر پھر بہشت میں داخل کریگا۔ اور اگر چاہیگا تو
معاف کردیگا اور جنت میں ہمیشہ رکھیگا۔ اور کافر اور مشرک ہمیشہ دوزخ میں رہینگے۔ اہل قبلہ کو کافر نہیں
کہنا چاہیئے جبتک ضروریات دین کے منکر نہ ہوں۔ اور کسی خاص شخص پر لعنت نہیں کرنا چاہیئے۔ ہاں اُسپر
لعنت کرے جسکا کفر پر مرنا یقیناً ثابت ہوگیا ہو۔ اہل اسلام کے سب فرقوں میں فقط اہل سنت وجماعت کا فرقہ
جنتی ہے۔ موزہ پر سفر اور حضر میں مسح درست ہے حالت بیہوشی میں جو زبان سے نکل جاوے اُس سے کافر
نہیں ہوتا۔ تمام چیزیں جو ضروریات دین سے ثابت ہوئی ہیں یا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے یا مخبر
صادق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکی خبر دی ہے حق ہیں۔ ہر مسلمان نیک و بد کے پیچھے
نماز پڑھنا جائز ہے اور درست۔ ہر نیک و بد مسلمان کے جنازہ کی نماز پڑھنا چاہیئے۔ کسی زندہ شخص کی نسبت
یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ یہ قطعی بہشتی ہے یا دوزخی ہے۔ کیونکہ ہر شخص کے بہشتی یا دوزخی ہونیکا اعتبار خاتمہ پر ہے۔
اگر با ایمان مرا جنتی ہے ورنہ دوزخی ہے۔ بلکہ یوں اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ کل مسلمان بہشتی ہیں۔ اور کل کافر دوزخی

اور کمال ایمان کا اسپر ہے کہ زبان سے اقرار کرے۔ دل سے تصدیق کرے۔ اور اعضا یعنی ہاتھ پیروں سے عمل کرے پس اقرار کا ترک کرنیوالا بلا ضرورت ظاہراً کافر ہے۔ اور تصدیق کا ترک کرنیوالا منافق ہے اور عمل کا ترک کرنیوالا فاسق ہے اور اتباع شریعت کا ترک کرنیوالا مبتدع ہے کسب اور تجارت جو خلاف شرع نہ ہو مباح ہے۔ اور طلب حلال فرض ہے۔ بندوں کے اعمال کے سبب سے نیک بختی اور بدبختی نہیں ہوتی۔ ثواب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اور عذاب اُسکا عدل ہے۔ اللہ کی مرضی کے موافق کام کرنا بہشتی کا کام ہے۔ اور اُسکے خلاف مرضی کام کرنا دوزخی کا کام ہے۔ تقدیر پر راضی رہنا۔ بلا کے آنے پر صبر کرنا۔ اللہ کی نعمتوں پر شکر کرنا واجب ہے۔ جس بات کا اُس نے حکم دیا اُسکو کرنا۔ اور جس چیز کو اُس نے منع کیا اُسکو نہ کرنا ہر عاقل بندہ پر لازم ہے۔ بندہ اپنے احوال میں ترقی کرکے صفت روحانیوں تک پہنچ جاتا ہے۔ پس تھوڑی دیر میں مشرق سے مغرب کو پہنچ جاتا ہے۔ اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے بغض کرنا شعار ایمان سے ہے۔ احادیث سے جو اُنکے ظاہر معنی سمجھے جاتے ہیں وہی اعتقاد رکھنے چاہئیں۔ قرآن وحدیث کا رد اور انکار کفر ہے گناہ کبیرہ کو حلال جاننا کفر ہے۔ اور گناہ صغیرہ کو حلال جاننا فسق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بےخوف ہونا کفر ہے۔ حرام کو حلال جاننا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا اور اُسکے غضب سے نڈر ہونا کفر ہے۔ اُسکی رحمت کا امیدوار اور اُس کے غضب کا خوف کرنا فرض ہے۔ کاہن دجوتشی وغیرہ کو جو غیب کی خبریں بتلاتے ہیں سچا جاننا کفر ہے ایمان خوف ورجا کے درمیان ہے۔ کسی عاقل بالغ سے احکام شرعی ساقط نہیں ہوتے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے طاقت سے زیادہ تکلیف شرعی نہیں دی ہے۔ جو کچھ دنیا میں ہوا یا ہوتا ہے یا ہوگا وہ ہو بہو اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ پر اول ہی لکھدیا ہے۔ اُسمیں کم و بیشی ممکن نہیں جسقدر رزق جس بندہ کے واسطے مقرر فرما دیا ہے اُسمیں کمی و بیشی نہیں ہوسکتی۔ مگر اللہ تعالیٰ اگھٹانے بڑھانے پر قادر ہے۔ اور اپنے انبیاء اور اولیا کی بزرگی اور عظمت ظاہر کرنیکو اُنکی توجہ اور دعائے خیر سے رزق گھٹاتا اور بڑھاتا ہے۔ اور گمراہ کو بھی بسبب کمال عنایت اور پاسداری ان لوگوں کے راہ پر لگا دیتا ہے۔ اور انکی جناب میں بے ادبی کرنے یا انکی ناخوشی ہونے سے گمراہ کردیتا ہے۔ کافر بعد ایمان لانیکے کفر اور کل بُرائیوں سے جو پہلے واقع ہوچکی ہوں پاک ہوجاتا ہے۔ اللہ کا ایک جاننے اور رسول کا برحق جاننے والا آخرت کو حق جاننے والا مسلمان ہے۔ ایمان اور اسلام دونوں کی ایک ہی حقیقت ہے۔ پس جو مومن ہے

وہ مسلم ہی جو مسلم ہی وہ مومن ہی - ایمان کم اور زیادہ نہیں ہوتا - بادشاہِ اسلام کا اتباع لازم ہی - مگر خلافِ شرع امور میں اتباع درست نہیں - شریعت کی حقارت شریعت میں مسخراپن کرنیسے آدمی کافر ہو جاتا ہی - کوئی شخص عباداتِ بدنیہ کے فروض دوسرے کیطرف سے ہرگز ادا نہیں کرسکتا - جیسے نماز - روزہ - اور عباداتِ مالیہ کے فروض جیسے زکوٰۃ صدقہ فطر و قربانی وغیرہ البتہ دوسرے کی طرف سے ادا کرسکتا ہی - اور حج فرض ہو جانیکے بعد خود ہی ادا کرسکتا ہی - مگر جب ادا سے معذور ہوگیا بڑھاپے وغیرہ کے سبب سے تو دوسرے کو بھیجکر ادا کرسکتا ہی - اپنی عبادات روزہ نماز حج زکوٰۃ خیرات وظائف اذکار وغیرہ کا بدنی عبادت ہو یا مالی ہر شخص دوسرے کو ثواب بخش سکتا ہی اور اُسکے بخشنے سے دوسرے کو ثواب پہنچتا ہے - چنانچہ حضرت ابوقلابہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہی کہ اُنہوں نے خواب میں ایک قبرستان دیکھا کہ قبریں شق ہیں اور مردے قبروں سے نکلے ہوئے بیٹھے ہیں اور ہر ایک کے سامنے نور کا ایک ایک طبق ہی - مگر ایک شخص کہ اُسکے سامنے وہ طبق نور نہیں ہی آپنے اُس سے دریافت کیا تو اُس نے کہا کہ ان لوگوں کی اولاد اور دوست اُنکے واسطے دعا اور صدقہ اور خیرات کرتے ہیں اور اُنکی دعا اور صدقہ کا یہ نور ہی - اور میرا بیٹا نہ میرے واسطے دعا کرتا ہی نہ صدقہ دیتا ہی اسواسطے میرے پاس وہ نور نہیں - اور میں اسیوجہ سے اپنے ساتھیوں کے سامنے شرمندہ رہتا ہوں - جب ابوقلابہ جاگے تو اُس شخص کے بیٹے کو بُلا کر اُسکے باپ کے حال کی خبر کی تو وہ تائب ہوا اور کہا کہ اب میں غافل نہ ہونگا - پھر دعا اور صدقہ اپنے باپ کیواسطے کرنے لگا - پھر اُنہوں نے ایک رات اُسی مقبرہ کو اُسی حالت میں دیکھا اور اُس شخص کے سامنے بھی آفتاب سے زیادہ روشن نور سب کے نوروں سے زیادہ روشن دیکھا اور اُس نے ان سے کہا کہ اے ابوقلابہ جزاک اللہ خیرا - میں تیری وجہ سے دوزخ اور ہمسایوں کی خجالت سے بچا - البتہ عبادت کا ثواب کافر کو نہ پہونچیگا - اور یہ ثواب بخشنے والا گنہگار ہوگا ایسا کرنا ہرگز درست نہیں - کافر کو ثواب بخشنے اور مغفرت مانگنے سے بچنا چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ عبادت کا ثواب بخشنے سے اس عبادت کرنیوالے کا کوئی نقصان یا کمی نہیں ہوتی بلکہ اُسکو بھی پورا ثواب اُس عبادت کا ملتا ہی - اور سخاوت کا ثواب اور زیادہ ملتا ہی - اگر چند اشخاص کو ثواب بخشا تو سب کو برابر اُسکا عبادت کا ثواب پورا پورا پہنچیگا نہ کم و بیش یا تقسیم ہو کر لیکن جتنا ثواب اس عبادت کرنیوالے یا صدقہ دینے والے کو ملیگا اُسی قدر ہر ایک شخص کو ملیگا جسکو اُس نے ثواب بخشا ہی - اور اگر ان عبادت کا ثواب کسیکو بخشا اور دوسرے کو

ف [illegible]

ناقص تھی اور اُسکو معلوم نہ تھا تو جسکو بخشا اُسکو تو پورا ثواب ملیگا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اس
بخشنے والے کو بھی سخاوت کا ثواب عنایت فرمائیگا۔ اصل عبادت کا ثواب بسبب نقص عبادت کے
نہیں ملیگا۔ حرام عمل یا حرام مال کا ثواب بھی کسیکو نہیں پہنچ سکتا۔ اگر کوئی صدقہ کریگا تو گنہگار ہوگا۔ اللہ
تعالیٰ بیشک بندہ کی دعا قبول کرتا ہے اور حاجت برلاتا ہے اور استغفار کرنے سے گناہ معاف کردیتا ہے۔ دعا
قبول ہونیکی تین صورتیں ہیں یا جلدی وہ مطلب ظہور میں آتا ہے یا حسب مصلحت الٰہی دیر میں اُسکا ظہور ہوتا
ہے یا اس جہان میں اُس دعا کا اثر مفید اُس بندہ کے نہیں ہے تو دعا کرنے اور مطلب نہ پانیکا ثواب اُسکو آخرت
میں ملیگا۔ کسی کلمہ گو کو کسی گناہ کے سبب سے جبتک آثار کفر اُسمیں نہ پائے جاویں ہرگز کافر نہ کہنا چاہیئے۔ بلکہ مومن کا
کافر کہنا کفر ہے۔ زنار پہننا معظمات دین کی تحقیر انبیا یا صحابہ یا دین کی تحقیر کفر ہے۔ اور اپنی نجات کا وسیلہ
رحمت الٰہی اور اعمال نیک اور بزرگان دین کو سمجھنا برحق ہے اور صحیح ہے۔ استعانت مستقلاً یعنی ملکیت اور خالقیت
سے خدا کے سوا اور کسیکو مددگار جاننا کفر ہے۔ اور استعانت اسمیہ یعنی خدا کی عنایت سے۔ انبیاء اولیاء صالحین
سے حالت حیات اور ممات میں مدد پہنچنا اور مانگنا درست ہے۔ اور احادیث صحیح اور اقتضائے نص قرآن شریف
سے ثابت ہے۔ اسکا منکر زمرۂ اہل سنت وجماعت سے خارج ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ تفسیر فتح
العزیز میں لکھتے ہیں کہ غیر خدا سے استعانت اسطرح کرنی کہ اُسکو اعانت الٰہی کا مظہر نہ سمجھنا اور اُسی غیر پر
اعتماد کرنا حرام ہے۔ اور اگر توجہ فقط حضرت حق سبحانہ کیطرف ہے اور اُس غیر کو صرف عون الٰہی کا مظہر سمجھے۔
اور کارخانہ حکمت و اسباب الٰہی پر نظر رکھے تو عرفان سے بعید نہیں اور شرعاً بھی یہ جائز ہے۔ انبیاء اور اولیا
نے اس قسم کی استعانت غیر سے کی ہے۔ اور حقیقت میں یہ غیر سے استعانت نہیں ہے بلکہ خدا ہی سے ہے
جل جلالہ انتہےٰ اور شیخ عبدالحق محدث قدس سرہ فرماتے ہیں کہ غیر انبیاء سے استعانت کے اکثر فقہا منکر ہیں اور
بعض فقہا اور مشائخ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم اس کے قائل ہیں اور یہ استعانت اہل کشف و کمال کے نزدیک امر
محقق ہے یہانتک کہ اکثر اولیاء اللہ کو ارواح سے فیض پہونچتے ہیں اسی کو اصطلاح صوفیہ میں اویسی کہتے
ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دعا کے مقبول ہونیکے واسطے حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ
عنہ کی قبر تریاق مجرب ہے۔ اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کسی سے اُسکی حیات میں استمداد

ف [illegible] ۱۲

گیا ہے اُس سے موت کے بعد بھی استمداد کیا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اس امر کی نقول بہت ہیں۔ حیات[۱] اور موت[۲]
کا وجود ہے دونوں اللہ کی مخلوق ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز طلب کرتا ہے اور نہایت حاجت اور
عاجزی سے بعد گریہ زاری کر کے مانگتا ہو ضرور اُسکی مراد حاصل ہوتی ہو۔ امام کیواسطے اپنے سب اہل زمانہ
سے اچھا ہونا یا ہاشمی یا علوی ہونا یا معصوم ہونا شرط نہیں ہو فسق یا جور کرنے کی وجہ سے امام کو معزول کرنا
چاہیئے۔ پائخانہ کی راہ سے جماع کرنا حرام ہو مسلمان کے گناہ معاف ہونیکے دس سبب ہیں۔ اول[۱] توبہ
کرنے سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ دوسرے[۲] استغفار سے تیسرے[۳] نیک اعمال سے چوتھے[۴] دنیا میں کسی
بلا میں گرفتار ہونیسے۔ پانچویں[۵] ضغطہ قبر سے۔ چھٹے[۶] مسلمانوں کی دعا کرنے سے ساتویں[۷] اس سے کہ مسلمان
اسکی طرف سے صدقہ دیویں۔ آٹھویں[۸] قیامت کی سختی سے۔ نویں[۹] نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے
دسویں[۱۰] اس سے معاف ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ رحمت کرکے بخشدیوے۔ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے
ہر فعل اُسکا عدل ہو۔ مولود شریف پڑھنا اور اُس کے اہتمام میں ہر طرح کی عظمت اور ادب کرنا۔ ذکر ولادت
شریف کے وقت ہاتھ باندھ کر مودب کھڑا ہونا مستحب ہو اور باعث حصول برکات اور سعادت دارین کا ہو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین نے ایمان پر رحلت فرمائی ہے دونوں ناجی ہیں۔ ہر اہل کو سماع[۳]
درست ہے اور نااہل کو منع۔ اور شہوات شرعی کے ساتھ بھی سماع حرام ہے اسیطرح وجد اور حال جو
بے اختیاری ہے درست ہے۔

۱ے حیات کو ابلق گھوڑے کی صورت بنایا وہ گھوڑی جسپر گزرتی ہے یا جس چیز کو اُسکی بو پہونچتی ہے وہ زندہ ہوجاتی ہے۔ اسی گھوڑی پر جبرئیل علیہ السلام اور انبیاء علیہم السلام سوار ہوئے ہیں اور اس کے نقش قدم کی خاک سامری نے لیکر گوسالہ پر ڈالی تھی کہ وہ زندہ ہوگیا تھا۔

۲ے موت کو کبرے مینڈھے کی صورت پیدا کیا ہے وہ جس پر گزرتا ہے یا جس چیز کو اُس کی بو پہنچتی وہ مرجاتی ہے۔ ۱۲

۳ے سماع راحت دل اور اہل محبت کو جنبش دینے والا ہے۔ جو بجہ محبت میں سرشاری کرتے ہیں اور عاشقوں کی یہ رسم ہے کہ جب دوست کا نام سنتے ہیں تعظیم کے واسطے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ ۱۲

باب دوم عبادات

وضو کا بیان

ہر نماز کیلئے وضو فرض ہے۔ خواہ فرض نماز ہو یا واجب یا سنت یا نفل۔ اور طواف کعبہ کیواسطے اور قرآن شریف چھونے کے لئے واجب ہے۔ اور سونے کے واسطے سنت ہے۔ اور جھوٹ بولنے کے بعد مستحب ہے اسیطرح غیبت کرنیکے بعد۔ اور قہقہہ مار کر ہنسنے کے بعد۔ اور اُن اشعار پڑھنے کے بعد جو حکمت اور مدح نبوی سے خالی ہوں۔ اور اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد اور مس ذکر کے بعد۔ اور مس عورت کے بعد۔ اور خواب سے بیدار ہونیکے بعد۔ اور وضو پر مداومت۔ اور مجلس بدلنے کے وضو پر وضو کرنا اور میت کے غسل دینے کیلئے۔ اور میت کے اُٹھانیکے واسطے۔ اور ہر نماز کے وقت وضو کرنا۔ اور غسل جنابت سے پہلے۔ اور کھانے اور پینے اور جماع کیوقت۔ اور غصہ کرنیکے بعد۔ اور قرآن یا حدیث پڑھنے کیواسطے۔ اور حدیث کی روایت کے لئے اور علم کے درس کیواسطے۔ اذان اور اقامت اور خطبہ پڑھنے کیواسطے اگرچہ نکاح کا خطبہ ہو۔ آنحضرت صلعم کی زیارت کیلئے۔ عرفات میں ٹھہرنے کی اور دوڑنے کے واسطے۔ کتب شرعیہ کے چھونے کیواسطے اُنکی تعظیم کی جہت سے۔ عورت کی محاسن دیکھکر اور مطلق ذکر کیواسطے۔ ہر نماز کیواسطے اگرچہ وضو ہو کہ شاید غیبت اور کذب صادر ہوا ہو اور اگر وضو نہ ہوسکے تو تیمم کرلے اور گناہ دور ہونے کی نیت کرے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وضو نصف ایمان ہے جس کسی نے اچھی طرح وضو کیا تو اُسکے بدن سے تمام خطائیں نکلکر ناخونوں کے نیچے سے ہوکر باہر ہوجاتی ہیں اور جہانتک وضو کا پانی پہونچیگا وہانتک مومن کو جنت کا زیور پہنایا جاویگا۔ لہذا ہر نمازی کو چاہئے کہ اسکو نہایت ادب اور احتیاط سے ترکیب مندرجہ ذیل کے ساتھ کیا کرے تاکہ ان نعمات سے مشرف ہو۔ وضو کرتے وقت اول بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ[1] پڑھے۔ بسم اللہ والحمد للہ کہنے سے فرشتے نیکیاں لکھتے ہیں وضو ٹوٹنے تک۔ بعد اس کے تین بار[2] ہاتھ پہونچوں تک

---

[1] اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کو دین اسلام پر ۱۲

[2] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ عضو کو تین مرتبہ دھونا سنت ہے اور یہی اور انبیاء کی بھی سنت ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہر ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونا سنت ہے اور اس سے زیادہ دھونا ستم ہے ۱۲

دھوئے۔ اگر ہاتھ میں انگوٹھی یا چھلہ ہو تو اُسکو ہلالے اُسکے نیچے پانی پہونچ جانا چاہئے۔ پھر (۱) مسواک
کرے۔ مسواک اس طریقہ سے پکڑے کہ چھنگلیا مسواک کے نیچے رہے تینوں اُنگلیاں اوپر انگوٹھا مسواک کے
نیچے رہے۔ مٹھی بھر کے مسواک کو نہ پکڑے کہ بواسیر پیدا ہوتی ہے۔ اور نہ چوسے کہ اس سے آدمی اندھا ہوجاتا
ہے۔ مسواک چھنگلیا سے کم موٹی نہ ہو طول میں ایک بالشت ہو زیادہ نہو ورنہ شیطان اُسپر سوار ہوگا پیلو
یا درخت تلخ یا زیتون یا اور کسی درخت کی ہو مگر انار اور بانس کی نہ ہو۔ ایذا دینے والی لکڑی سے بھی مسواک
مکروہ ہے۔ اور زہردار لکڑی سے حرام۔ طریقہ مسواک کرنیکا یہ ہے کہ دانتوں میں چوڑائی کیطرف کرے طول کی
طرف نہ کرے۔ اوّل سیدھی جانب کے نیچے کے دانتوں میں پھر بائیں جانب کے نیچے کے دانتوں میں تین تین یا
پانچ پانچ یا سات سات مرتبہ بعدہٗ طاق مسواک کرے۔ اور تالو میں بھی مسواک کرے۔ مسواک کرنے
سے پہلے اور پیچھے مسواک کو دھو ڈالنا چاہئے۔ چلتے پھرتے اور لیٹے ہوئے مسواک نہیں کرنی چاہیئے مسواک
نہ ہو تو شہادت کی اُنگلی ہی سے بقاعدہ مسواک دانتوں کو مل لیوے۔ مسواک شفا ہے ہر مرض کی سوائے موت
کے اور کلمۂ شہادت کی یاد دلانے والی ہے موت کے نزدیک مسوڑہونکو مضبوط کرتی ہے۔ گندہ دہنی اُس
سے دور ہوتی ہے۔ بصارت کو تیز کرتی ہے۔ پیری میں تاخیر ہوتی ہے۔ پل صراط پر چلنے میں سرعت بخشتی ہے۔ عورت کو
ہمیشہ مسواک نہیں کرنا چاہیئے کہ اُنکے دانت کمزور ہونگے۔ اُنکو گوند صنوبر اور بطم کا چبانا قایم مقام مسواک کے
ہے پھر سیدھے ہاتھ سے تین دفعہ منہ میں پانی ڈالکر کلی کرے (۲) اسطرح کہ سارے منہ میں ہر بار پانی پھرجاوے
قبلہ کیطرف کلی نہ کرے نہ تھوکے۔ پھر سیدھے ہاتھ سے تین بار ناک میں (۳) پانی ڈالے نرم ناک تک۔ پھر بائیں
ہاتھ سے ناک کو پاک کرے۔ کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے لئے ہر بار نیا پانی لے۔ پھر تین بار تمام منہ (۴) دھوئے

---

(۱) مسواک سب نبیوں کی سنت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی مسواک کی بہت تاکید فرمائی ہے بعض اصحاب مسواک کو قلم
کیطرح کان میں رکھتے تھے جب نماز کو کھڑے ہوتے کرلیتے پھر کان پر رکھ لیتے مسواک والی نماز دوسری نماز سے ستر درجہ
زیادہ ثواب رکھتی ہے۔ (۲) کلی کرتے وقت یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَعَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَعَلٰی صَلٰوۃِ
حَبِیْبِكَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ (۳) ناک میں پانی ڈالتے وقت یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ
الْجَنَّۃِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَۃَ النَّارِ ۱۲
(۴) منہ دھوتے وقت یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّ تَسْوَدُّ
وُجُوْہٌ ۔ ۱۲

سر کے بالوں سے ٹھوڈی تک اور دونوں کانوں کی لو تک مُنہ پر پانی اوپر یعنی سر کیطرف سے ڈالے۔ مُنہ دھوتے وقت
آنکھیں بند نہ کرے۔ وضو کا پانی آنکھوں کے اندر جانے دے مُنہ پر زور سے پانی نہ مارے۔ مُنہ کا پانی وضو
کے پانی میں نہ گرے۔ اگر داڑھی ہو تو ہر بال کو جڑ تک تر کرنے میں کوشش کرے۔ داڑھی[1] گھنی ہو تو جڑ کے
اندر پانی پہنچانیکی ضرورت نہیں صرف بالوں کو تر کر کے داڑھی میں خلال کرے۔ خلال سیدھے ہاتھ کی اُنگلیوں
سے اسطرح کہ اُنگلیاں داڑھی کے بالوں میں ٹھوڑی کے نیچے سے ڈالے اور اوپر مُنہ کے طرف لائے اس طور
پر کہ پشت ہاتھ کی وضو کرنیوالے کیطرف رہے اور انگلیوں کے اندر جانب داڑھی کیطرف رہے۔ مُنہ دھوتے
وقت دل سے نیت کرے کہ یہ وضو نماز کے لئے کرتا ہوں اللہ کی رضامندی کیواسطے۔ اور زبان سے نیت کرنا
مستحب ہے۔ زبان سے اسطرح نیت کرے نَوَیْتُ[2] اَنْ اَتَوَضَّاءَ لِلصَّلٰوۃِ تَقَرُّبًا اِلَی اللہِ تَعَالٰی۔ پھر تین[3] بار کہنیوں
سمیت اول سیدھے ہاتھ پھر بائیں ہاتھ کو اسطرح دھوئے کہ اول دونوں ہاتھوں کو اچھی طرح تر کرے پھر تین تین بار
پانی انگلیوں کے سرے سے اسطرح ڈالے کہ کہنی کیطرف سے بھی اور ہر بار کل ہاتھ تر ہو جاوے کہنی کیطرف سے پانی ہاتھ پر
نہ بہاوے۔ پھر[4] انگلیوں کا خلال کرے اور سیدھے ہاتھ کی اُنگلیوں سے بائیں ہاتھ کی اُنگلیوں کی اوپر کیجانب سے
پھر بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے سیدھے ہاتھ کی انگلیوں کے اوپر کیجانب سے بعدہ جدید پانی سے ہاتھوں کو تر کر کے
تمام سر کا ایک[5] بار مسح کرے۔ اگر سر پر بال نہیں ہیں تو مسح اسطرح کرے کہ دونوں ہاتھ کی تینوں انگلیوں
کے بیچ اور اُسکے پاس والی اور چھنگلیا کے سروں کو باہم ملا کر پیشانی کے پاس سے اسطرح پشت کیطرف
بیچ سر میں سے ہوتا ہوا سر کے نیچے تک لیجاوے کہ ہتیلیاں سر سے نہ لگ جاویں۔ ہتیلیاں اور دونوں
انگوٹھے اور دونوں کلمۂ شہادت کی اُنگلیاں بالکل علیحدہ رہیں۔ پھر اُن چھئوں اُنگلیوں کو چھوڑ دے اور
دونوں ہتیلیوں سے پشت سر کی دونوں جانب سر کا مسح کرتا ہوا پیشانی کیطرف لاوے۔ اور اگر سارے

---

[1] گھنی داڑھی کے یہ معنی ہیں کہ داڑھی کے اندر کی جلد نہ دکھائی دے ۱۲ [2] نیت کرتا ہوں کہ وضو کرتا ہوں نماز کا واسطے
نزدیکی اللہ تعالیٰ کے۔ ۱۲ [3] داہنا ہاتھ دھوتے وقت یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اَعْطِ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ
حِسَابًا یَّسِیْرًا بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ ۱۲۔
[4] یہ مسنون ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ایسا کرے گا حق تعالیٰ اُس کی انگلیوں کو کبھی شفاعت سے نہ بہر
نہ فرمائیگا۔ ۱۲ [5] سر کا مسح کرتے وقت یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ
عَرْشِكَ ۱۲۔

سر پر بال ہوں تو چھوٹی انگلیوں و ہتھیلیوں سے اوّل ہی مرتبہ شروع سے آخر تک مسح کرتا ہوا چلا جاوے ہتھیلیوں کے واپس لانے کی پیشانی کیطرف کو ضرورت نہیں ہے۔ پھر دونوں شہادت کی انگلیوں کے سر سے کانوں[1] کے سوراخ کے اندر اور اُسکے پاس کے خَلُو میں لنبائی جانب انگشت شہادت سے مسح کرے پھر ہر دو انگوٹھے کیجانب باطن سے کانوں کے اوپر کیجانب جڑ کا کانونکی لو کی جانب سے اور جانب ظاہر انگوٹھوں سے کانونکی جڑ کی جانب کنپٹی کا مسح کرے۔ کانوں کے مسح کے لئے دوبارہ جدید پانی کی ضرورت نہیں ہے۔ بعد مسح سر اور کانونکے سیدھے ہاتھ کی پچھلی تین انگلیوں یعنی بیچ کی اُسکے پاس کی اور چھنگلیا کیجانب پشت سے سیدھی جانب گردن کا اور بائیں ہاتھ کی تین پچھلی انگلیوں یعنی بیچ کی اُسکے پاس والی اور چھنگلیا کی جانب پشت سے بائیں جانب گردن کا مسح کرے[2]۔ گلے کا مسح نہیں چاہیئے۔ پھر دونوں پیر ٹخنوں سمیت تین تین بار دھوئے اول سیدھا پیر پھر بایاں پیر۔ اور انگلیوں کے سرے کیطرف سے دھوئے اور پیر کی انگلیوں میں بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے نیچے یعنی تلوے کی جانب سے انگلیوں کا خلال کرے سیدھے پیر کی چھنگلیا سے خلال شروع کرے اور بائیں پیر کی چھنگلیا پر ختم کرے وضو میں باتیں دنیا وی نہ کرے۔ وضو کرتے ہوئے کلمۂ شہادت پڑھے منہ ہاتھ یا پیروں کے دھونے میں ناخن یا بال کے برابر بھی کوئی جگہ خشک رہ جاویگی تو وضو درست نہ ہوگا۔ جبتک کل عضو پر ہر مرتبہ بالاستیعاب پانی نہ پہنچ جاوے گو کئی مرتبہ پانی ڈالا جاوے ایکبار ہی کے حکم میں شمار ہوگا تین چلو ڈالنے کا اعتبار نہیں۔ ترتیب کیساتھ ہر عضو کو دھونا چاہیئے یعنی اول ہاتھ پہنچوں تک دھوئے پھر کلی کرے۔ پھر ناک میں پانی ڈالے۔ پھر منہ دھوئے۔ پھر کہنیوں تک ہاتھ دھوئے۔ پھر مسح کرے۔ پھر پیر دھوئے اور پے در پے ہر عضو کو دھوئے۔ درمیان میں کسی عضو کے دھونے میں اسقدر توقف نہ کرے کہ وہ عضو خشک ہو جائے وضو میں ہر ابتدا سیدھی جانب سے کرے جہانتک ہوسکے قبلہ رو بیٹھکر وضو کرے کہ بڑا ثواب ہے مگر پیر قبلہ کیطرف

---

[1] کانوں کا مسح کرتے وقت یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ۔ ۱۲

[2] گردن کا مسح کرتے وقت یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ ۱۲

[3] دہنا پیر دھوتے وقت یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ فِیْہِ الْاَقْدَامُ اور بایاں پیر دھوتے وقت یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّسَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَّتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ ۱۲

نہ دھوئے بلکہ رخ بدل لیوے پشت پر قبلہ ہو جاوے یا اور جانب۔ وضو کیا ہوا پانی پاک ہو مگر دوسری شے کو پاک نہیں کر سکتا۔ وضو میں زیادہ پانی خرچ نہ کرے کہ اسراف[1] میں داخل ہو۔ ایک مد یعنی تین پاؤ ڈیڑھ چھٹانک پانی سے وضو کرنا سنت ہو اس سے کم زیادہ نہو۔ نجاست کی جگہ وضو نہ کرے۔ نہ وضو کی جگہ پیشاب یا پاخانہ ڈالے وضو کرنے میں بغیر دوسرے سے مدد نہ لے۔ اگر وضو کے بعد داڑھی یا سر منڈوایا تو دوبارہ وضو کرنیکی ضرورت نہیں نہ اُسکے تر کرنیکی ضرورت ہو اگرچہ وہ جگہ خشک نکلی ہو۔ اسیطرح مونچھ یا بھوں کے مونڈنے یا ناخن ترشنے سے اُس جگہ کا دوسری بار دھونا یا وضو کرنا لازم نہیں۔ اگر وضو کے اعضا پر زخم ہوا اور اسپر باریک کھال آگئی ہو اور وضو میں اُس کھال پر پانی بہا دیا پھر وضو کے بعد اُس کھال کو نوچ ڈالا تو اُسکے نیچے کا دھونا یا دوبارہ وضو یا مسح کرنا ضرور نہیں ہو۔ جب وضو کر چکے تو کھڑا ہو کر تین گھونٹ وضو کے بچے ہوئے پانی میں سے پیوے وضو کے بعد آسمان کیطرف دیکھ کر[2] اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھے۔ پھر یہ دعا پڑھے[3] اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور سورۃ اِنَّا اَنْزَلْنَا بھی ایکمرتبہ پڑھے۔ بعد وضو کنگھی کرے اور آئینہ دیکھے کہ سنت ہو۔ کنگھی کرنیکا طریق یہ ہو کہ بیٹھکر اوّل سر کے بالوں میں سیدھی جانب پھر بائیں جانب پھر سیدھی بھوؤں (ابرو) میں۔ پھر بائیں بھوؤں میں پھر سیدھی جانب کی پلکوں میں پھر بائیں جانب کی پلکوں میں پھر سیدھی مونچھ میں پھر بائیں مونچھ میں پھر سیدھی[4] جانب داڑھی میں پھر بائیں جانب کرے

---

[1] احمد اور ابن ماجہ میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن ابی وقاص پر گزرے اور وہ وضو کرتے تھے تو فرمایا کہ پانی میں اسراف مت کر سعد نے کہا کہ کیا پانی میں بھی اسراف ہے فرمایا نَعَمْ وَاِنْ كُنْتَ عَلٰى نَهْرٍ جَارٍ یعنی ہاں پانی میں بھی اسراف ہے اگرچہ تو جاری نہر پر ہو۔ شرح سفر السعادۃ۔

[2] میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایکا ہو اُسکا کوئی شریک نہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اُس کے بندے اور رسول ہیں ۱۲ [3] خداوندا مجھ کو توبہ کرنے والوں میں کر اور پاکیزہ لوگوں میں سے کر اور اپنے اُن نیک بندوں میں سے کر کہ جنپر کچھ خوف نہیں نہ وہ غمگین ہونگے ۱۲ [4] داڑھی میں کنگھا کرنا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر پیغمبران علیہم السلام کی سنت ہے جو شخص رات کو داڑھی میں کنگھا کرے گا اللہ تعالے فقر اور تنگدستی سے اُسکو بچائے گا اور ہر بال کے بدلے ہزار غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب پائیگا۔ اگر آدمی کو کنگھا کرنے کا ثواب معلوم ہو تو وہ اور کسی عبادت کیطرف متوجہ نہ ہو بلکہ کنگھا ہی کرتا رہے۔ ایک شخص کا کنگھا دوسرے کو نہ کرنا چاہئے۔ ۱۲ ملفوظات

ٹوٹی کنگھی نہ کرے نہ سوکھی کنگھی پانی میں تر کر کرے۔ اور حجام کی کنگھی بالوں میں نہ کرے کنگھی میں شرکت منع ہے
اس سے باہم مفارقت ہو جاتی ہے نہ کھڑے ہو کر بالوں میں کنگھی کرے البتہ جمعہ کو کھڑے ہو کر کنگھی کرنا سنت ہے
بالوں میں تیل ڈالنا۔ کپڑوں میں عطر لگانا سنت ہے سر کے بیچ میں مانگ نکالنا اور بالوں کا کانوں کی لو تک رکھنا
سنت ہے مگر بالوں کی زیادہ آرائش کرنا یا پٹی جمانا منع ہے۔ اگر وضو کے بعد معلوم ہوا کہ استنجا نہیں کیا تو پھر استنجا
، وضو کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ ہو سکے تو بعد وضو دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھے کہ بڑا ثواب ہے۔

وضو کے فرض

وضو میں چار چیزیں فرض ہیں منہ[1] دھونا یعنی پانی کا بہانا ٹپکنے کے ساتھ اگرچہ ایک قطرہ ہی ٹپکے ٹپکنے کا کمتر
درجہ یہ ہے کہ دو بوندیں ٹپکیں تو اگر اس عضو کو پانی سے چپڑ لیگا اور پانی نہ بہیگا تو جائز نہ ہوگا۔ ماتھے کے بالوں
سے ٹھوڑی کے نیچے اور کانوں کی لو تک منہ کا دھونا فرض ہے۔ کہنیوں[2] سمیت ہاتھوں کا دھونا۔ چوتھائی[3]
سر کا مسح۔ اور ٹخنوں سمیت پیر کا دھونا۔ باقی سنت ہیں۔

نواقض وضو

جو چیز پائخانہ یا پیشاب کی جگہ سے ظاہر ہو۔ اور خون یا پیپ وغیرہ جو اپنی جگہ سے نکلکر تجاوز کر جاوے۔ یا کسی زخم
سے پیپ نکلے۔ اور یا منہ بھر قے آجاوے خواہ پت ہوں یا کھانا یا پانی تو ان سب صورتوں میں وضو ٹوٹ
جاتا ہے۔ اگر بلغم یا جمے ہوئے خون کی قے آوے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔ سہارا[5] یا بغیر سہارے سو جانے سے بھی
وضو ٹوٹ جاتا ہے خون اور تھوک منہ سے نکلا اگر خون تھوک سے زیادہ ہے تو وضو ٹوٹ جائیگا اور اگر کم ہے تو وضو
نہیں ٹوٹیگا۔ اگر کسی نے جونک لگائی یا کسی اور بڑے کیڑے نے اسکو کاٹا اور خون پیا کہ اسکے چھوڑنے سے
خون نکل آئے تو اس صورت میں بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور مکھی یا مچھر یا چیچڑی وغیرہ کے خون پینے سے نہیں
ٹوٹتا۔ رکوع سجدہ والی نماز میں جوان مرد یا عورت کے قہقہہ لگانے سے قصداً ہو یا بھولکر وضو ٹوٹ جاتا ہے
اور نماز کے باہر قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹتا اور لڑکے کے قہقہہ سے نماز میں بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور غشی اور نشہ

سلہ بغیر سہارا کے سونے سے وہ مراد ہے جو اس قوت کو زائل کر دے جس سے وہ ریح کو روکتا ہے یعنی بدن ڈھیلا ہو جاتا ہے ۱۲
درمختار بحث نواقض وضو میں یہ مسئلہ ہے۔

اور افیون[1] سے اور مباشرت فاحشہ یعنی ننگے ہو کر شہوت سے دونوں کی شرمگاہیں مل جائیں تو وضو ٹوٹ جاتا ہے

معذور کے وضو کا بیان

جس شخص کو کوئی مرض یا نقص وضو اس قدر لاحق ہو کہ فرصت ادائے فرض وقت کی نہ پائے تو وہ شخص معذور ہے اسکو وجہ خاص مرض لاحق ہے وضو اسکا شروع وقت سے انتہائے وقت تک کافی ہے۔ وضو واسطے نماز فجر کے ابتدائے صبح صادق سے طلوع آفتاب تک کافی ہے بعد طلوع کے واسطے نوافل کے پھر وضو کرے بعد زوال کافی ہے۔ اور اگر واسطے چاشت کے وضو دیگر کرے تو احتیاط ہے اور مستحب ہے۔ ابتدائے زوال کے وضو کر ہو وقت ظہر تا سایہ ہر شئ کا بعد سایہ اصلی کافی ہے بقول صاحبین رحمۃ اللہ علیہما۔ اور دو مثل بقول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ روایت بقول صاحبین رحمۃ اللہ علیہما اور واسطے وقت عصر کے بعد ایک مثل سے وضو دیگر کرے بقول صاحبین رحمۃ اللہ علیہما اور بعد دو مثل سے بقول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور واسطے وقت اول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہو یہ تا غروب آفتاب کافی ہے بعد غروب آفتاب کے وضو دیگر کرے کہ تا زوال شفق سرخ یا تا زوال شفق سفید کافی ہے اور احتیاط اول میں ہے پھر بعد زوال شفق سفید وضو دیگر کرے کہ تا ابتدائے صبح صادق کافی ہے یہ وضو اور نواقض سے ٹوٹ جاتا ہے نہ اس مرض لاحق سے بلکہ جب تک وہ عذر ہے تب تک وہ معذور ہی کا وضو کریگا۔

غسل کا بیان

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس مکان میں جنب ہو یعنی وہ شخص جسکو نہانے کی حاجت ہو تو اس میں فرشتے رحمت کے نہیں آتے لہذا انسان کو چاہیے کہ جب غسل کی حاجت ہو تو فوراً نہالے [illegible] غسل کے آداب اور طریقہ یہ ہے کہ غسل میں زیادہ پانی صرف کرنا منع ہے بلکہ مقدار پانی کی چار سیر [illegible] چار سیر ایک تولہ سنت ہے اس سے کم و بیش[2] نہ ہو۔ اگر لوٹے کی ٹونٹی یا [illegible] ہو تو [illegible] پانی کی [illegible] اور [illegible] کافی ہوگی [illegible] اور وضو کے لئے [illegible] پانی لیا جاوے [illegible] اول دونوں ہاتھ پہونچوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر استنجا کرے [illegible] نجاست جسم سے دور کرے پھر تین مرتبہ کلی [illegible] کرے حلق تک پانی

[1] افیون سے مراد نشہ افیون ہے وہ نشہ کہ جسکی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اسکی حد شرع میں یہ ہے کہ وہ شخص [illegible] اکثر باتوں میں [illegible] ہو جاوے [illegible] کذا فی الشامی ۱۲۰

[2] یہ مقدار [illegible] سے لکھا گیا ہے [illegible] کذا فی الشامی [illegible] البحر والہدایہ۔

پہنچا کر۔ روزہ کی حالت میں غرغرہ نہ کرے بلکہ تین دفعہ کلی ہی کرلے بعد افطار غرغرہ کرے یا احتیاطاً سحری
کے وقت پچھلے ہی سے غرغرہ کرے۔ پھر تین بار ناک میں پانی ڈالے پھر وضو بطریق مذکورۂ بالا کرے یعنی جسطرح نماز
کیلیے کرتے ہیں۔ اگر غسل کیجگہ پانی اکٹھا ہوتا ہو تو پیر بعد کو دھوئے۔ ورنہ پہلے۔ پھر تین بار سارے بدن پر پانی ڈالے
سر کے بالوں میں خوب پانی پہنچائے۔ اگر بال برابر بھی جسم میں کوئی جگہ بھی خشک رہجاویگی تو غسل جنابت ادا نہ ہوگا
پردہ میں نہانا بہتر ہے۔ تہ بند باندھ کر نہا وے گو غسلخانہ یا تنہا جگہ ہو۔ منہ اور ناک میں پانی ڈالنا اور اچھا
سارے جسم پر فرض ہے باقی سنت۔ تمام جسم پر پانی اسطرح بہائے کہ اوّل سر پر پھر سیدھے کندھے پر پھر بائیں کندھے پر
پھر پیٹ اور پیٹھ پر پھر سیدھے پیر پر پھر بائیں پیر پر۔ نہاتے وقت کلمۂ شہادت پڑھتا جائے حالت جنب یعنی غسل
میں کھانا پینا منع ہے۔ پیشاب در پاخانہ غسل کیجگہ نہ ڈالے۔ نہ پیشاب پاخانہ کیجگہ غسل کرے۔ اگر سر پر بال ہوں
تو سب تر کرے۔ اور عورت کی اگر چوٹی گوندھی ہو تو صرف بالوں کی جڑ کو تر کرے۔ اور اگر کھلی ہو تو سب کا تر کرنا فرض
ہے۔ شب میں نہانیکی حاجت ہو تو جائز ہے کہ طہارت کرکے وضو کرے اور سو رہے۔ اگر انگوٹھی یا بالی پہنے ہو
تو اُسکا ہلانا اور اُس کے نیچے پانی پہنچانا ضرور ہے غسل فرض ہوتا ہے منی کے شہوت کیساتھ نکلنے سے اور حیض کے
بند ہونے اور زچا کے خون نفاس بند ہونے اور احتلام سے۔ اور غسل فرض ہوتا ہے حشفہ[1] کے داخل ہوجانے سے
دونوں پر۔ چاہے انزال ہو یا نہ ہو۔ اور جو شخص سو کر اُٹھا اور اُس نے اپنے بدن یا کپڑے پر منی دیکھی اگرچہ
احتلام یاد نہ ہو اُسپر غسل فرض ہے۔ اور اگر احتلام یاد ہے اور کپڑے اور بدن پر منی نہیں ہے تو اُسپر غسل واجب
نہیں احتیاطاً غسل کرلے تو اچھا ہے۔ اگر مرد و عورت بستر پر برہنہ سوئے اور بستر پر منی کا دھبہ نظر آیا اور دونوں کو
احتلام یاد نہیں۔ اگر منی گاڑھی اور سفید ہے تو مرد کو غسل واجب ہے۔ اور اگر پتلی اور زرد ہے تو عورت کو۔
اور اگر منی میں امتیاز نہیں ہوتا یعنی یہ نہیں معلوم ہوسکتا کہ یہ منی مرد کی ہے یا عورت کی اس صورت میں
دونوں پر غسل واجب ہے۔ اور نہانے کی حاجت والے کو قرآن پڑھنا یا مسجد میں جانا درست نہیں ہے۔
اور نہ قرآن شریف کا چھونا۔ جنب کا پسینہ پاک ہے جنب سے ملنا اور مصافحہ کرنا درست ہے اور سنت ہے۔
غسل کرنا جمعہ۔ و عیدین کو اور عرفہ کے دن مستحب ہے۔ جو میت کو نہلا چکے یا مسلمان ہونے لگے اور خون

[1] حشفہ سر ذکر کو کہتے ہیں یعنی مرد کی پیشاب گاہ کا سرا جہاں تک کہ ختنہ میں کھال کاٹی جاتی ہے۔ ۱۲

نکالنے کے بعد اور شروع احرام میں نہانا سنت ہے۔

پانیوں کے مسائل

پانی کی کئی قسمیں ہیں۔ جیسے مینہ کا پانی۔ اور ندیوں کا پانی چشمہ کا کنوئیں کا دریاؤں کا پانی۔ اور پگھلا برف کا پانی اور چاہ زمزم کا پانی۔ ان سب پانیوں سے حدث اکبر و اصغر دور ہوجاتا ہے یعنی ان سے غسل و وضو وغیرہ درست ہے اور جس پانی سے پانی کا لفظ جاتا رہتا ہے مثلاً گلاب کا پانی۔ انگور کا پانی۔ شوربا وغیرہ ان سے غسل و وضو درست نہیں ہے اور جس پانی میں کسی چیز کے ملنے سے وہ چیز غالب آجاوے جیسے شربت وغیرہ اس سے بھی غسل و وضو وغیرہ درست نہیں ہے جو حوض دہ در دہ ہو اُس سے غسل و وضو درست ہے۔ اور دہ در دہ وہ ہے کہ جو دس گز طول اور دس گز عرض ہو فقہا نے یہ قیدیں لگائی ہے کہ وہ پانی پاک ہے جسکی ایکطرف حرکت دینے سے دوسری جانب تک اُس حرکت کا اثر نہ پہونچے اور دہ در دہ میں اسطرح کی حرکت کا اثر دوسریطرف کو نہیں پہنچ سکتا۔ گہرائی کی مقدار یہ قایم کی گئی ہے کہ چلو میں پانی لینے سے زمین نظر نہ آوے عموم بلوہ کے سبب سے کہ جاری پانی ہر جگہ نایاب ہے حضرات حنفیہ نے کنوئیں کے پانی کے استعمال کو جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں درست ہے جائز قرار دیا ہے۔ اور پاک چیز مثل بیر کی پتی اور صابون وغیرہ کے پانی میں ملانے یا جوش دینے سے غسل و وضو درست ہے۔ [1] اگر پانی جاری میں کوئی چیز ناپاک گرجاوے تو وہ پانی پاک ہے چاہے وہ ناپاک چیز دکھلائی دے یا نہ دے پانی بو رنگ مزہ بدلنے سے ناپاک ہوجاتا ہے۔ بند پانی میں جنب کو نہانا منع ہے الگ پانی لیکر نہاوے کھڑے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے۔ نیند سے اُٹھ کر پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈالے الگ پانی لیکر ہاتھ دھولے چاہئیں۔ جسمیں کتا منہ ڈالدے اُسکو سات دفعہ دھونا بہتر ہے پہلی بار مٹی سے دھونا بہتر ہے تین دفعہ دھو لینا جائز ہے۔ آب مستعمل سے غسل اور وضو درست نہیں ہے اور اگر پاک پانی میں کوئی جانور جس میں خون نہو مرجاوے تو وہ پانی پاک ہے۔ ہر شخص کا جھوٹا پانی پاک ہے۔ جبتک کہ اُسکے منہ میں نجاست نہ لگی ہو۔

---

[1] مراد اس سے یہ ہے کہ تغیر اوصاف پانی بوجہ اختلاط شئے نجس کے ہو یا بلا تغیر اوصاف کے بھی اختلاط شئے نجس سے ناپاک ہوجاتا ہے اور اختلاط شئے طاہر سے چاہے مزہ رنگ بو بدل جائے ناپاک نہیں ہوتا۔ البتہ بعض فقہا کے نزدیک وضو جائز نہیں ہے اور بعض فقہا کے نزدیک وضو بھی جائز ہے۔ اُسوقت تک کہ رقت اور سیلان باقی رہے اور اسپر اطلاق ... مطلق کا کریں کما فی البحر ۱۲

کوئیں کے پاک ہونے کا بیان

اگر کسی کوئیں میں کوئی ناپاک چیز یا کوئی جانور چھوٹا یا بڑا مر گیا اور ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور یا اُسمیں آدمی یا بکری یا کُتا مر گیا تو ان سب صورتوں میں تمام پانی نکالا جائیگا اگر نکال سکیں۔ اور جس کوئیں میں سے نہ نکال سکیں اس سبب سے کہ اُسمیں بڑا سوتا ہے پانی ٹوٹتا نہیں جسقدر نکلتا ہے اُسیقدر اور ہو جاتا ہے۔ تو ایسی حالت میں اسقدر پانی نکالیں کہ دو مرد جنکو پانی کا اندازہ معلوم ہو اور وہ کہدیویں کہ پہلا پانی سب نکل گیا۔ اور امام محمدؒ نے اسکا اندازہ دو سو ڈول سے تین سو ڈول تک لکھا ہے اور اگر کنواں اسطرح کا ہو کہ کوئی آدمی اندازہ نہ کر سکے تو دو سو ڈول پانی نکالڈالیں کنواں پاک ہو جائیگا۔ اور اگر کبوتر یا مرغی یا بلی مرے یا اُسکی مانند کوئی جانور تو چالیس سے ساٹھ ڈول تک نکالنے کا حکم ہے۔ اور اگر کوئی چوہا یا چڑیا یا اُسکی مانند اور کوئی جانور مرے تو بیس سے تیس ڈول تک نکالنے چاہئیں۔ یہ جب وقت ہے کہ نہ پھولے ہوں نہ ریزہ ریزہ ہوں۔ اور اگر پھول گئے یا ریزہ ریزہ ہو گئے ہوں تو اُسکا حکم یہ ہے کہ سب پانی نکالیں اور اگر سب نہ نکال سکیں تو دو سو یا تین سو ڈول نکال ڈالے ڈول نہ چھوٹا ہو نہ بڑا۔ میانہ ڈول ہو۔ اور اسکا اندازہ یہ ہے کہ ایک صاع کی برابر یعنی دو سو چونتیس تولہ پانی اُسمیں آجاوے۔ پانی نکالنے کے بعد ڈول اور رسی اور پانی نکالنے والے کے ہاتھ خود بخود پاک ہو جاتے ہیں۔ ان کے علیحدہ پاک کرنیکی ضرورت نہیں۔ اگر کوئیں میں نجاست گرے مثل پیشاب۔ شراب۔ خون کے یا جانور خون والا جیسے آدمی کنوئیں میں مر یا مرا ہوا ڈالا گیا اور پھول گیا یا سڑ گیا تو کل کنوئیں کا پانی نکالا جائیگا۔ اور اگر جانور زندہ نکل آیا پس اگر وہ جانور نجس العین نہیں ہے۔ تو کچھ پانی نہ نکالا جائیگا اور اگر اُس جانور کا مُنہ پانی میں داخل ہو گیا اور اُسکا جھوٹا ناپاک ہے تو کل پانی نکالا جائیگا۔ ورنہ نہیں خواہ مکروہ ہو یا مشکوک۔ ہاں دس ڈول نکالنا مستحب ہے اور کنوئیں کی نجاست کا حکم جانور کے گرنے کے وقت سے شمار کیا جاتا ہے۔ اگر وقت معلوم نہ ہو تو ایک رات دن پہلے سے شمار کیا جائیگا۔ اور نماز پڑھنے کا اعادہ ہوگا۔ اور یہ قاعدہ غسل اور وضو کیواسطے ہے۔ اور کپڑا وغیرہ دھونیکے واسطے اور اگر پھولا پھٹا ہے تو تین دن میں رات کی نمازیں پھیری جائینگی۔ اور جس جانور کے خون نہ ہو یا پانی میں پیدا ہوا اور رہتا ہو اُسکے گرنے اور مرنے سے کچھ پانی نہیں نکالنا چاہئے۔ اور نہ کیڑا اور مچھر یا کی بیٹ سے۔ اور جھوٹا آدمی کا پاک ہے۔ اور اُس جانور کا جھوٹا پاک ہے جسکا گوشت کھانا حلال ہے بشرطیکہ منہ میں کسیطرح کی ناپاکی نہ لگی ہو چھپکلی کے چلو لینے چھیٹنے سے پانی کے نکالنے کی نجس ہونیکے سبب سے ضرورت

نہیں ہوا اس لیئے کہ اُس میں خون نہیں ہوتا البتہ بوجہ اس کے کہ اُسمیں سمیت ہو بیس ڈول پانی احتیاطاً نکال ڈالا جائے تو مناسب ہے۔

تیمم کا بیان

تیمم میں نیت فرض ہے۔ تیمم کی نیت یہ ہے۔ تیمم کرتا ہوں میں واسطے دور ہونے ناپاکی کے اور درست ہونے نماز کے تقرباً الی اللہ تعالیٰ۔ اور تیمم کرنیکی ترکیب یہ ہے۔ کہ پاک مٹی پر پہلے دونوں ہاتھ مارے اس ترکیب سے کہ تمام ہتیلیاں اور انگلیاں مٹی میں لگ جاویں۔ پھر مُنہ پر مسح کرے جسقدر مُنہ وضو میں دھونا فرض ہے اُسیقدر میں سب جگہ مسح ہوجائے کوئی جگہ باقی نہ رہے ورنہ تیمم نہ ہوگا۔ اگر داڑھی ہو تو مثل مندرجہ بیان وضو خلال کرلے بعد اُس کے پھر ہاتھ مٹی پر مثل سابق مارے اور دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرے اس ترکیب سے کہ تین انگلیوں اور آدھی ہتیلی سے پشت ہاتھ کی انگلیوں کے سرے سے کہنیوں تک مسح کرے۔ پھر باقی ایک انگلی اور انگوٹھا اور باقی ہتیلی سے اندر کیجانب کہنی سے لیکر کف دست پر لیجاکر انگلیوں کے سرے پر ختم کرے اور پھر انگلیوں کا باہم ہتیلی کیجانب سے خلال کرے۔ تیمم پانی کے نہ ملنے یعنی ایک میل سے دور ہونے اور خوف فوت نماز ہونے یا اُس پانی پر نادر ہونے یا دشمن یا بیمار ہوجانیکے سبب سے یا جبکہ خوف زیادتی بیماری کا ہو یا درندے یا سردی ہلاکت کے سبب سے کرنا درست ہے جب تک عذر ہے تب تک تیمم بھی جائز ہے جنب آدمی کو پانی نہ ملے تو تیمم کرلے گو یہ عذر برسوں ہے۔ پانی کام میں لانے سے یہ اندیشہ ہو کہ پانی خرچ ہوجائیگا تو پیاس کی سخت تکلیف ہوگی تو تیمم درست ہے۔ نماز عید و جنازہ کی فوت ہونے کی خیال سے بجائے وضو تیمم جائز ہے مگر جنازہ کے ولی کو تیمم جائز نہیں۔ اور تیمم عبادت کے ادا کرنے کیلئے جائز ہے۔ تیمم غسل و وضو دونوں کیواسطے کرنا جائز ہے۔ اور ایک تیمم دونوں کیواسطے کافی ہے۔ تیمم اُس چیز سے درست ہے جو مٹی کی جنس سے ہو۔ اور پاک ہو اگرچہ اُسپر گرد نہو جیسے مٹی ریت کنکر پتھر گیچ و چونہ و ہڑتال وغیرہ یا اُس چیز سے جسپر خاک ہو جیسے سونا چاندی گیہوں جو وغیرہ گرد آلودہ سے۔ اگر دیوار گرائی یا داڑی صاف کرے اور اُس سے ہاتھوں اور مُنہ پر غبار جم گیا اب اُن پر ہاتھ ملکر تیمم کرے تو درست ہے۔ اور تیمم درست نہیں اُس چیز سے جو پگھل جائے یا راکھ ہوجاوے۔ تیمم درست ہے اُسکو جو مسجد میں سوتا ہے۔ اور اگر اُسکو نہانے کی ضرورت ہوگئی تو تیمم کرکے مسجد سے باہر نکلے اور تیمم جائز ہے قبل از وقت نماز اور ایک تیمم چند فرضوں کیواسطے جائز ہے مگر ہر نماز کے لیئے تیمم کرنا بہتر ہے۔ تیمم اُسی شے سے ٹوٹتا ہے جس سے وضو ٹوٹتا ہے اور پانی پر قادر ہونے سے۔

مسح موزہ کا بیان

موزہ پر مسح کرنا احادیث سے ثابت ہے اگر باطہارت پہنا ہو تو وضو ٹوٹنے کے وقت سے مسافر کے واسطے مسح کی مدت تین دن اور تین رات ہیں اور مقیم کیواسطے ایک دن اور ایک رات ملے وضو کو موزہ پر مسح درست ہے مگر جنب کو یعنی جسے نہانے کی حاجت ہو اُسکو مسح درست نہیں - بہتر طریقہ مسح کرنے کا یہ ہے کہ ہر ہاتھ کی تین اُنگلیوں یعنی بیچ کی اور اُسکے آس پاس کی کو پانی سے تر کر کے کشادہ اپنی اپنی جانب کے پاؤں کی اُنگلیوں کے سرے سے پنڈلی تک تین خط موزہ پر کھینچے - اور اگر ایک ایک اُنگلی سے ایک ایک دفعہ کر کے تین تین دفعہ ہر پیر پر کریگا - یا اُوپر سے نیچے کو اُنگلی لا دیگا یا آڑا خط کھینچیگا یا ہاتھ کی پشت کیطرف سے مسح کر لیگا تب بھی مسح ہو جائیگا اگر ایک پیر پر چار اُنگلیوں سے مسح کیا - اور دوسرے پیر پر دو اُنگلیوں سے تو جائز نہوگا - ہر پیر پر تین تین خط ہونا شرط ہے - اگر مسح بھول گیا اور مینہ کا پانی اُسکے موزہ کی پشت پر پڑا مسح درست ہوگا - اسیطرح سر کا مسح بھول گیا اور پانی اُسکے سر پر پڑا مسح درست ہے اگر گھاس میں چلا اور ظاہر موزہ کا تر ہو گیا اگرچہ شبنم سے ہو درست ہے اور مسح ظاہر موزہ پر کیا جاوے یعنی اوپر کیطرف موزہ کے نہ اندر کیطرف اور موزہ اُسکو کہتے ہیں جو پیر کو ٹخنہ تک چھپا دے اور پیر کی جو چھوٹی اُنگلیاں ہیں اُسمیں سے اگر تین اُنگلیوں کی برابر پیر ظاہر ہو مسح درست نہیں اگر اُس سے کم ہے تو درست ہے - اگر موزہ ایسا ڈھیلا ہے کہ اوپر سے دیکھنے میں اندر سے دکھلائی دیتا ہے مسح جائز ہے اگر اکثر قدم اپنی جگہ سے علحدہ ہو کر ساق موزہ میں آ جاوے یا مدت مسح تمام ہو جاوے تو دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہوگا اگر با وضو ہے اور اگر بے وضو ہے تو سارا وضو کرے اگر موزہ موافق تین اُنگلی چھوٹی کے پھٹ جاوے اور اتنا کہ موزہ سے کھل جاوے مسح جائز نہیں اگر اس سے کم پھٹا ہے تو درست ہے - اگر لمبا پھٹا ہے کہ تین اُنگلیاں اُسمیں سما جاتی ہیں لیکن اتنا کھلتا نہیں ہے تو مسح درست ہے ورنہ نہیں اگر موزہ بہت سی جگہ سے پھٹا ہے اور جمع کرنے سے بمقدار تین انگشت کے ہوتا ہے تو مسح درست نہیں اگر دونوں موزے بمقدار تین انگشت پھٹے ہوں تو مسح درست ہے موزہ کے اندر پانی چلا جاوے اور تمام پیر بھیگ جاوے مسح ٹوٹ جاتا ہے - عمامہ - ٹوپی - برقع - دستانوں پر مسح جائز نہیں اور فرض مسح موزہ میں برابر تین اُنگلی ہاتھ کے ہے اس سے زیادہ نہیں اور نیت وغیرہ بھی مسح میں فرض نہیں ہے - جو چیز وضو کو توڑتی ہے وہی چیز مسح کو بھی توڑتی ہے - اور مدت مسح کا پورا ہو جانا اور پاؤں کا مقدار سے زیادہ کھل جانا بھی مسح کو باطل کرتا ہے - موزہ دبیز چیز کا مثل چمڑہ کے ہو جو بغیر سہارے کے کھڑا رہے اور اُسکے اندر کا جسم نہ دکھلائی دے - اگر مقیم نے موزہ پر مسح کیا اور ایک

رات دن کے گزرنے سے پہلے مسافر ہوا تو تین رات دن کے بعد اُتارے اور اگر مسافر ایک رات دن گزرنے کے پہلے مقیم ہو تو ایک رات دن کے بعد اُتارے۔

جبیرہ کا بیان

جبیرہ پٹّی یا اُس کپڑے کو کہتے ہیں جو زخم کی صحت یا حفاظت کیلئے اُسپر باندھتے یا رکھتے ہیں اُسپر مسح درست ہے گو حدث کے وقت اسکو باندھا یا رکھا ہو جبیرہ پر مسح اُسوقت درست ہے کہ جب مسح اُس موضع زخم پر نہ کر سکے یا اُس کے کھولنے اور علحدہ کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہے پس اگر اُس عضو کے مسح پر قادر ہوگا تو مسح جبیرہ پر جائز نہیں اگر جبیرہ کسی وجہ سے علحدہ ہو جاوے تو وہ مسح کو باطل نہیں کرتا۔ مگر جب زخم اچھا ہو گیا تو اب مسح اُسپر باطل ہے اگر جبیرہ پر مسح کرنے سے زخم کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے تو مسح نہ کرے۔ اگر اعضا نمازی کے پھٹے ہوں اور وہ اُنکے دھونے سے عاجز ہو تو اُنپر پانی بہانا چاہئے اگر بہا نہ سکے تو اُسجگہ کا مسح کرلے اگر مسح بھی نہ کر سکے تو اُتنی جگہ چھوڑ دیوے۔ اور گرد اُسکی دھولے اگر ہاتھ اُس کے پھٹے ہوں کہ خود وضو نہیں کر سکتا تو دوسرے سے وضو کرائے۔ اگر دوسرا شخص نہیں ہے تو تیمم کر لیوے۔ اگر پیر کے بوائے کیجگہ دوا لگائی ہے تو پانی دوا پر گزار دیوے اگر پانی بہایا اور پھر دوا گر پڑی اگر صحت کے بعد گری ہے تو اُسجگہ کو دھوئے اگر حالت مرض میں گری ہے تو نہ دھوئے۔ اگر کسی شخص نے فصد کرائی اور گدی رکھ کر اُسپر پٹی باندھی پس اگر پٹی خود باندھ سکتا ہے اور پٹی کے کھولنے سے زخم کو ضرر نہیں ہوگا اور خوف نہیں ہے تو پٹی کھولکر گدی پر مسح کرے ورنہ پٹی پر اگر پٹی کے گرد زخم کے بندھنے میں کوئی جگہ کھلی ہے تو اُسپر مسح کرلے اُسکو دھوئے نہیں کہ زخم تک تری پانی پہنچنے کا خوف ہے کل جبیرہ پر مسح کرنا چاہئے اگر اکثر حصہ پر کر لیا تو بھی درست ہے اگر مسح کے بعد پٹی کھولی اور پھر اُسکو باندھا تو دوبارہ مسح کرے اگر نکریگا تو بھی درست ہے اگر دوسری پٹی باندھی تو بھی کرنا نہ کرنا دونوں درست ہیں مسح صرف ایکبار کافی ہے تین بار کیفرورت نہیں اور مثل مسح موزہ کے جبیرہ کے مسح کی کوئی مدت معین نہیں ہے۔ پس اگر پٹی یا پھایا زخم اچھا ہو کر گرا تو اُسجگہ کا دھونا واجب ہے اور اگر بغیر اچھے ہوئے گرا یا علحدہ ہوا تو مسح باطل نہ ہوگا بخلاف موزہ کے اگر موزہ کو اُتار لیا تو دونوں پیر کا دھونا واجب ہے۔

جو چیز ناپاک ہو جائے اُسکے پاک کرنے کا طریقہ

جن چیزونکا پلید ہونا شرع میں وارد ہے اُن چیزوں سے کپڑے اور بدن کو پاک رکھنا فرض ہے اگر برتن مٹی کا ناپاک

ہو جاوے اور نجاست اُس کے اجزا میں گھس گئی ہو تو جلایا جائے اور اگر پرانا ہو تو تین بار دھویا جاوے اور ہر بار خشک کیا جاوے۔ اگر نئی لکڑی کا برتن ہو تو چھیل ڈالا جاوے اور جو پرانا ہو تو تین بار دھو ڈالا جاوے اور ہر بار خشک کیا جاوے۔ اگر لوہے یا پیتل یا کانچ کا ہو اور چکنا ہو تو پونچھ ڈالا جاوے۔ اور اگر کھردرا ہو تو تین بار دھویا جاوے۔ بدن پر نجاست لگی تو تین بار پے در پے دھویا جاوے یعنی اوّل مرتبہ ملا جاوے پھر اُس پر پانی بہایا جاوے۔ اور کپڑے کو تین بار دھووے اور ہر بار بقدر طاقت خود اور بلحاظ پارچہ کے نچوڑے بدن اور کپڑے کے دھونے میں اسقدر مبالغہ کرے کہ نجاست دور ہو جاوے پھر تین بار پاک کرے اگر باوجود مبالغہ کے وہ دھبہ نہ جاوے تو اُسکو بحالہ چھوڑ دے اور تین بار پاک کر لیوے اور جو چیز نہ نچڑ سکے اُسکو تین بار دھووے اور ہر بار خشک کرے۔ یہ سب ہے کہ تغار یا طشت میں دھویا جاوے۔ اگر تالاب یا دریا میں دھویا جاوے تو تین بار دھونے اور نچوڑنے اور سکھانے کی حاجت نہیں ہے چند بار غوطہ دینے سے پاک ہو جاتا ہے۔ فرش پر جو نجاست پڑ جاوے اُسکے اسقدر پانی بہایا کہ زوال نجاست کا گمان ہو گیا تو وہ پاک ہو گیا کیونکہ پانی کا جاری ہونا قایم مقام نچوڑنے کے ہے اگر کپڑے کا کونا ناپاک ہو گیا اور وہ کونا یاد نہ رہا تو کوئی سا کونا دھو ڈالا جاوے کپڑہ پاک ہو جائیگا۔ موزہ و جوتہ وغیرہ جو ناپاک ہو جاوے نجاست جسم والی سے تو وہ بہ سبب رگڑ لینے سے کہ اثر اُسکا دور ہو جاوے پاک ہو جاتا ہے۔ اور طاہر ہو جاتی ہے صیقل دار اور چکنی چیز جسمیں مسامات نہیں ہوں پونچھنے سے۔ اور پاک ہو جاتی ہے زمین خشک ہو جانے سے اور نجاست کا اثر جاتے رہنے سے اُس زمین پر نماز درست ہے تیمم درست نہیں۔ پکی اینٹ کا فرش بھی خشک ہونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور روئی دُھننے سے پاک ہو جاتی ہے۔ اگر گھی تیل وغیرہ ناپاک ہو جاوے تو اُسمیں پانچواں حصہ پانی ڈالکر تین بار جلا کر پانی جل جانے پر وہ پاک ہو جاتا ہے۔ اگر شہد یا راب کا رقیق ہو یا گرکر مر گیا تو چوہے کو اور اُس کے گرد و پیش کے شہد وغیرہ کو نکال ڈالے باقی سب پاک ہے۔ اناج کے ڈھیر میں جانوروں نے پیشاب کر دیا اور یہ جاوے پیشاب یاد نہ رہی اور وہ گیہوں آپس میں تقسیم کر لئے یا کچھ بیچ ڈالے یا خیرات سے یا کھانے تو سب گیہوں پاک ہیں۔ اگر شوربے میں جوش کی حالت میں نجاست گری تو وہ تین بار اُبالا جاوے اور پھینکا جاوے پاک ہو جائیگا۔ اور جوش کی حالت نہ ہو گری تو گوشت کو تین بار دھو لیا جاوے۔ اور نجاست غلیظہ بقدر درہم معاف ہے اور نماز اُس کے ساتھ مکروہ تحریمی ہے اور اُسکا دھونا واجب ہے اور قدر درہم سے کم اگر ہو تو اُسکا دھونا مسنون ہے۔ اور قدر درہم سے زیادہ اگر ہو تو دھونا فرض ہے اور اُس کے ساتھ نماز پڑھنی باطل ہے۔ اور نجاست خفیفہ جسم پر ہو اُس میں مقدار درہم کے

ف۔ مٹی کے اور لکڑی کے اور دھات کے برتن وغیرہ کے پاک کرنے کا طریقہ

ف۔ فرش کے پاک ہونے کا طریقہ

ف۔ گھی تیل وغیرہ کے پاک کرنے کا طریقہ

وزن سی ہے۔ درہم تین ماشہ ایک رتی کا ہوتا ہے۔ اور پتلی نجاست غلیظہ میں مقدار گہراؤ کی ندست کہ دو انگلیاں کے جوڑوں کے اندر ہے عام طور پر اُسکی پیمائش کلدار روپیہ برابر شمار کیجاتی ہے۔ اور آدمی کا پیشاب اور پاخانہ اور مذی اور منی اور خون اور پیپ اور قے منہ بھر کر اور خون حیض و نفاس نجس مغلظہ ہیں۔ اسیطرح اُس جانور کا پیشاب جو کھایا نہیں جاتا۔ مگر چمگادر کا پیشاب اور بیٹہ پاک ہے۔ اور چوہے کا پیشاب بھی پاک ہو ایسے ہی اُسکی مینگنی[1] بھی پاک ہو جب تک اُسکا اثر یعنی رنگ یا بو ظاہر نہو اور بلّی کا پیشاب پانی کے برتنوں کے سوا معاف ہے۔ اور انسان اور کل حیوانات کا دم مسفوح نجاست غلیظہ ہے۔ مگر شہید کا خون جبتک اُسکے جسم پر ہی پاک ہے اور جو خون جاری نہیں یا جو خون بعد ذبح کرنے جانور کے گوشت وغیرہ میں اور دل میں باقی رہ گیا اور جوں اور پسو اور مچھر کا خون پاک ہے۔ اور شراب نجس غلیظ ہے۔ اور جو پرندہ کہ ہوا میں نہیں اُڑتا جیسے مرغی یا خانگی پالو بطا اُنکی بیٹھ بھی نجاست غلیظہ ہے۔ اور جو پرندے ہوا میں اُڑتے ہیں تو اگر وہ حلال ہیں جیسے چڑیا اور کبوتر تو اُنکی بیٹھ پاک ہے اور اگر وہ حرام ہیں تو اُنکی بیٹھ نجاست غلیظہ ہے۔ جیسے باز۔ شکرا چیل مگر اُنکی بیٹھ سے بسبب عموم بلوے کے کنواں ناپاک نہیں ہوتا کوا بھی اِسی میں داخل ہے۔ اور لید اور گوبر نجاست غلیظہ ہے۔ اور نجاست خفیفہ جس چیز کو لگجاوے تو بقدر چوتھائی اُس چیز کی معاف ہے۔ مثلاً دامن و آستین یا ہاتھ پاؤں کو نجاست لگی تو چوتھائی قدر دامن وغیرہ کے معاف ہے۔ اور شارع عام کی کیچڑ اور ناپاک چیز کی بھاپ اور گوبر کا دھواں ضرورت کے سبب سے معاف ہیں۔ اور نجاست کی راکھ ناپاک نہیں۔

پاخانہ جانے کے آداب

جب پاخانہ میں گھُسے تو اول کھانس لے تاکہ اندر کوئی شخص نہو۔ پھر پاخانہ میں جاتے وقت اول بایاں پاؤں اندر رکھے۔ گھُستے وقت اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ[2] پڑھے اِس کے پڑھنے سے شیاطین و جنات اور اُس شخص کے درمیان میں پردہ ہوجاتا ہے۔ ورنہ شیطان اُس کے ساتھ بازی کرتا ہے قبلہ رو یا پشت بہ قبلہ کبھی نہ بیٹھے ہمیشہ قطب کی جانب مُنہ یا پشت ہونی چاہیے۔ اِسیطرح پیشاب بھی کرے۔ بیٹھنے کے بعد

[1] تفصیل پاکی مینگنی کی یوں ہے کہ باعتبار طعام کے متفق علیہ پاک ہے اور باعتبار ثیاب کے مختلف فیہ ہے۔ اور باعتبار پانی کے نجس متفق علیہ ہے یعنی اگر پانی میں گرجاوے گی تو پانی پلید ہو جائیگا۔ کذا فی الشامی ۱۲

[2] خداوندا میں مرد و عورت جنوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ۱۲

داہنے ہاتھ کی کہنی گھٹنے پر رکھ کر ہتھیلی زیر رخسار اور انگلیاں زیر کنپٹی جانب راست رکھ کر سر کو سہارا دینا چاہیئے بائیں پیر
پر زور دیکر بیٹھے۔ پاخانہ میں اللہ کا نام یا کلام مجید کی آیت یا حدیث شریف زبان سے نہ پڑھے۔ بائیں ہاتھ سے
استنجا کرے۔ عدد طاق ڈھیلوں یعنی تین یا پانچ یا سات سے نجاست صاف کرے جاڑے کے دنوں میں ڈھیلہ
پیچھے کی جانب سے آگے کی جانب کو لائے۔ اور دوسرا آگے سے پیچھے کو لیجائے تیسرا پیچھے سے آگے کو لائے وعلیٰ ہذا اور گرمیوں
میں اس کے برعکس۔ اور عورت ہمیشہ موافق موسم جاڑے کے کرے۔ ڈھیلے یا پتھر سے استنجا کرنیکے بعد پانی سے
دھونا اگر مخرج سے نجاست تجاوز نہ کرے ادب میں داخل ہے۔ ورنہ واجب ہے۔ اگر قدر درہم سے زائد ہو۔ اور
پانی سے استنجا کرنیکی یہ ترکیب ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ دھولے۔ پھر مخرج کو ڈھیلا چھوڑ کر خوب صاف کرکے
اور مَل کر دھو لینا چاہیئے۔ پانی سے طہارت کیوقت اوّل بیچ کی انگلی بائیں ہاتھ کے باطن سے جائے نجاست کو
دھوئے پھر اسکی برابر والی کے باطن سے۔ پھر چھنگلیا کے باطن سے۔ پھر انگشت شہادت کے باطن سے
انگلیوں کے سر سے نہ دھوئیں۔ پانی سے طہارت کرنے میں اسقدر مبالغہ کرے کہ نجاست باقی نہ رہے اور
آواز کھرکھراہٹ کی آنے لگے۔ اس کے بعد ہاتھ کو دھو ڈالے۔ پاخانہ یا پیشاب کیجگہ تھوکنا نہیں چاہیئے
جب باہر پاخانہ سے فارغ ہو کر نکلے تو داہنا پیر باہر رکھے اور غُفْرَانَکَ[1] پڑھے مرد کو پیشاب کرنیکے بعد چالیس
قدم چلنا مشروع ہے۔ عورت کو ضرور نہیں۔ ہڈی[2] اور گوبر اور لید اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا درست نہیں ہے
نہ داہنے ہاتھ سے پیشاب کیجگہ کو پکڑے البتہ بحالت عذر معاف ہے۔ کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کرنا چاہیئے منع ہے اسی
طرح ننگے سر یا کل جسم ننگے پیشاب پاخانہ کرنا نہ چاہیئے۔ ایسی جگہ پیشاب پاخانہ جانے سے احتراز کرے جہاں لوگوں کو
تکلیف ہو یعنی سایہ کیجگہ جہاں لوگ آرام پاتے ہیں۔ یا راستے میں یا باتیں کرنے کیجگہ یا رکے ہوئے پانی میں۔
سوراخ میں بھی پیشاب نہ کرے اکثر سانپ وغیرہ اسمیں ہوتے ہیں نکلکر کھاٹ کھانے کا خوف ہے نہ اونچی جانب
پیشاب کرے نہ سخت جگہ۔ پاخانہ پیشاب پھرنیکے وقت پردہ کا پورا اہتمام کرے لوگوں سے دور جا کر رفع حاجت
کرے تاکہ کسی قسم کی آواز لوگ نہ سنیں اور بدبو کا اثر ان تک نہ پہنچے اور اسکا ستر نہ دیکھیں۔ اور جبتک زمین
کے قریب نہ ہو جائے بدن نہ کھولے۔ میدان میں درختوں کی آڑ میں بیٹھے۔ اگر کوئی پردہ کی جگہ نہ ہو تو ریت

---

[1] یعنی تیری بخشش چاہتا ہوں ۱۲ [2] ہڈی اور گوبر سے استنجا اس لئے منع ہے کہ یہ جنات کی غذا ہے ۱۲

ہی کی ڈھیری لگالے اور اُسکی طرف پشت کر کے بیٹھ جاوے - نہانیکی جگہ پیشاب کرنا پیشاب پاخانہ کیوقت کپڑونکو احتیاط کیساتھ سمیٹ لے تاکہ ناپاک نہ ہوجاویں - دو شخص ایک جگہ ستر کھولکر پاخانہ کو نہ بیٹھیں - پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنا گناہ کبیرہ ہے - رفع حاجت بول و براز کے وقت کسی سے بات نہ کرے -

نماز کے وقت پہچاننے کے آداب

زہے سعادت اُن مسلمانوں کی جو نماز کیوقت میں تاخیر نہیں کرتے وقت مقررہ پر ادا کرتے ہیں اور ہزار افسوس اُن مسلمانوں پر جو بندگی مولا میں تقصیر کرتے ہیں جب وقت نماز آئے فوراً نماز میں مصروف ہو کر نماز ادا کرنا چاہئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ ہے جلدی کرو توبہ کرنے میں قبل اس کے کہ تم کو موت آئے اور جلدی کرو نماز پڑھنے میں شاید کہ وقت فوت ہوجائے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بزرگ ترین گناہوں میں جمع کرنا دو نمازوں کا ہے کہ دو وقت کی نماز ایک وقت ملا کر پڑھے - امام زاہد رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر آیہ کریمہ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ میں تحریر فرمایا ہے کہ ویل ایک کنواں یا میدان دوزخ میں ہے اُس سے زیادہ کسی دوزخ میں عذاب نہیں ہے اور وہ عذاب اُن لوگوں کیواسطے ہوگا جو نماز کو اُس کیوقت پر نہیں پڑھتے - اور ویل کی تفسیر میں امام زاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ویل نے سختی عذاب سے نالاں ہو کر ستر ہزار مرتبہ بارگاہ الٰہی میں عذر کیا کہ بار خدایا اتنا سخت عذاب کن لوگوں کیلئے ہے فرمان ہوا کہ واسطے اُن لوگوں کے ہے جو نماز کو اپنے وقت پر نہیں پڑھتے اور قضا کرتے ہیں - نماز کے اوقات یہ ہیں - نماز فجر[۱] کا وقت طلوع صبح صادق سے کنارہ آفتاب کے نکلنے تک ہے - صبح کاذب اور صبح صادق کی تمیز اور شناخت یہ ہے کہ صبح کے قریب ابتداً ایک سفید منار روشنی کا مشرق کیجانب سیدھا مشرق مغرب طول میں نمود ہوتا ہے اُسکو صبح کاذب کہتے ہیں - بعد میں اُس خط کی سفیدی شمال و جنوب میں پھیل جاتی ہے - اُسکو صبح صادق کہتے ہیں - ظہر[۲] کی نماز کا وقت آفتاب کے زوال یعنی دوپہر کو سورج کے ڈھلنے سے اُسوقت تک ہے کہ ہر شے کا سایہ سوائے سایۂ اصلی[۳] کے دوگنا ہوجائے - اسکا اندازہ سا تو(ں)

۱؎ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز صبح ایسے وقت پڑھو کہ روشن تر ہو تمھیں زیادہ ثواب ملیگا ۱۲ - ۲؎ موسم گرما میں نماز میں تاخیر کرنا چاہیئے کہ ہوا ٹھنڈی ہوجائے - اس لئے کہ شدت گرمی دوزخ کی شمہ کھلنے سے ہے اور موسم سرما میں زوال کے بعد ادا کرنا چاہئے - ۱۲ - ۳؎ ہر مہینے کا اصلی سایہ اس شعر سے معلوم ہوگا - یکشنبہ سا ز ن ابست پس و پیش آں دو یکاں افزائے تا یمہاں پس آنکہ دو دگان دو دگان ۱۲ -

حصّہ دن رہے سے پہلے تک کا بھی علمانے کیا ہے۔ عصر کا وقت ظہر کے وقت کے ختم سے یعنی ساتواں حصّہ دن رہے کے بعد سے آفتاب کے زرد اور اسکے شعاع ہوجانے تک ہے اسکے شعاع ہوجانیکی شناخت یہ ہے کہ آفتاب کو دیکھ کر آنکھیں چندھیا نہ جائیں اسکے (۱) بعد غروب آفتاب تک مکروہ تحریمی وقت ہے اسمیں اُسیوقت کے عصر کو پڑھے تو بکراہت تحریمی جائز ہے۔ دوسری نماز فرض و نفل جائز نہیں ہے۔ اگر نماز عصر وقت میں شروع کی اور ختم اُسکا اُسوقت ہوا کہ آفتاب زرد اور بے شعاع ہوگیا تو نماز مکروہ نہوگی۔ مغرب کا وقت غروب آفتاب کے بعد سے سرخی شفق کے دور ہوجانے تک ہے جو جانب غروب آفتاب پیدا ہوتی ہے۔ گویا غروب سے ایک گھنٹے تک سب کے نزدیک وقت مغرب کا رہتا ہے۔ مغرب کی نماز جلدی پڑھنا مستحب ہے۔ اور جب (۲) ستارہ اچھی طرح کھل جاویں اُسوقت نماز مغرب پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ بعد گزرنے وقت مغرب یعنی بعد ایک گھنٹہ بیس منٹ کے سب کے نزدیک عشا کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے اور آدھی رات تک رہتا ہے۔ آدھی (۳) رات کے بعد صبح صادق کے طلوع تک مکروہ تحریمی وقت عشا ہے۔ عشا (۴) کی نماز سے پہلے سونا منع ہے۔ اور وتر کا وقت عشا کی نماز کے بعد سے طلوع صبح صادق تک ہے۔ اگر جاگتے رہنے کا یقین ہو تو آخر رات میں وتر پڑھے ورنہ عشا کے بعد اُسکے ساتھ ہی پڑھنا چاہیے۔ گرمی کے موسم میں ظہر ایسے ٹھنڈے وقت میں پڑھے کہ دیوار کے سایہ میں نماز کے لیے مسجد میں جاسکے۔ اور جاڑوں میں جلدی کرے یعنی شروع وقت میں نماز پڑھا کرے (۵) عصر کی نماز ہمیشہ اول وقت پڑھے۔ اور مغرب کی نماز بھی اذان کے بعد فوراً ہی پڑھ لینی چاہیے کہ مغرب کا اصلی وقت بہت تھوڑا ہے۔ اور فرضوں کے بعد سنتیں بھی بلا توقف فوراً پڑھ لے۔ بعض لوگ جو بعد فرض کچھ وظیفہ پڑھ کر سنتیں پڑھتے ہیں ایسا نہیں چاہیے عشا کی نماز ہمیشہ تہائی شب کو یعنی دس بجے کے قریب پڑھنا مستحب ہے اور صبح کی نماز ایسے وقت پڑھنا مستحب ہے کہ اگر اتفاقاً نماز ٹوٹ جاوے تو وضو کرکے چالیس آیت نماز میں پھر پڑھ سکے

---

(۱) عصر کی نماز تنگ وقت پر پڑھنی منافقوں کا طریقہ ہے۔ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی تاخیر کرے نماز عصر میں آفتاب ڈوبنے تک یا اُسوقت تک کہ رنگ آفتاب کا متغیر ہوجاوے اُسکے حال پر صد ہزار افسوس ہے پس سب یاروں نے عرض کیا کوئی وقت مقرر فرمادیجے آپ نے ارشاد فرمایا وقت یہ ہے کہ تغیر رنگ آفتاب میں نہ ہوا ہو اور روشن رہو اپنے رنگ پر یعنی زردی نہ ہو جس نے عصر کی نماز ترک کی ہوگی اُس کے نیک عمل برباد ہوگئے۔ (۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایکمرتبہ نماز مغرب ادا کی اور آسمان کو دیکھا تو تارے نکلے پائے آپ گھر چلے گئے اور اُس کے کفارہ میں غلام آزاد کیا اسکا سبب یہ تھا کہ آفتاب ڈوبتے نماز مغرب پڑھنا سنت ہے اور دیر پڑھنا مکروہ ہے ۱۲۔ (۳) مکروہ تحریمی قول مفتی ہے اور مفتی بہ مکروہ تنزیہی وقت عشا ہے۔ کذا فی الشامی ۱۲۔ (۴) عشا کی نماز سے پہلے سونا اس شخص کو منع ہے جسکو خوف ہو فوت وقت یا فوت جماعت کا اور جسکو اعتماد ہے کہ وقت پر بیدار ہوکر نماز جماعت پالونگا اسکو منع نہیں۔ کذا فی الشامی ۱۲۔ (۵) حنفیہ کے نزدیک تاخیر عصر تغیر آفتاب سے پہلے ہمیشہ مستحب ہے سوا ابر کے دن کے ۱۲۔

صبح کیوقت نماز کے پہلے اور نماز کے بعد وقت اشراق تک اور عصر کی نماز کے بعد اور مغرب کی نماز سے پہلے تحیۃ الوضو اور نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر جماعت کی نماز نہ ملنے کے خوف سے صبح کی سنتیں فرضوں سے پہلے نہ پڑھ سکے تو پھر اُسکی قضا نہیں اور بعض علما کے نزدیک بعد فرض طلوع آفتاب تک اُسیجگہ بیٹھا رہے بعد طلوع سنتیں پڑھ کر اُٹھے بعد فرض کے طلوع سے پہلے سنتیں پڑھنا منع ہے۔ ابر کے دن عصر اور عشا میں جلدی چاہیئے۔ سورج کے نکلتے اور ڈوبتے وقت اور عین دوپہر کو نماز پڑھنی درست نہیں۔

آداب مسجد

مسجد نماز کی جگہ ہے عابدوں کے اعتکاف کا گھر ہے۔ خدا کی رحمت اُسمیں اترتی ہے۔ جو شخص اپنے گھر سے پاک ہو کر نماز فریضہ کے لئے نکلا تو اُسکا اجر ایسا ہے جیسے حج کرنیوالے احرام میں ہوں جب ایک شخص نے وضو کیا اور اچھی طور پر کیا پھر مسجد کو صرف نماز کی خاطر چلا تو اُسکا جو قدم پڑتا جاتا ہے اُسکی وجہ سے اُسکا ایک درجہ بلند اور ایک گناہ کم ہوتا چلا جاتا ہے پھر جب اُس نے نماز پڑھی تو جبتک وہ اپنی نماز میں رہتا ہے برابر فرشتے اُس کے لئے دعا مانگتے رہتے ہیں کہ خدایا اُسپر فضل کر۔ خدایا اُسپر رحم کر۔ اور جب تک کوئی مسجد میں نماز کا انتظار کرتا ہے گویا نماز میں رہتا ہے۔ غرضکہ مسجد میں نماز پڑھنا بڑا ثواب ہے۔ مسجد میں ایکمرتبہ نماز پڑھنے سے پچیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ جب مسجد میں داخل ہو سیدھا پیر اندر رکھے اور یہ دعا پڑھے۔ [1] اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ جب مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے جب تک مسجد میں ہے باوضو رہے جب [2] مسجد سے باہر نکلے تو یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ یا یہ پڑھے۔ [3] اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ جنب یعنی جسکو نہانیکی حاجت ہو اور حائض اور نفاس والی عورت کو مسجد میں داخل ہونا منع ہے مسجد میں کچی پیاز اور لہسن کھا کر نہیں جانا چاہیئے مسجد میں تھوکنا منع ہے۔ مسجد میں ایسی بات نہ کرے اور شور وغل نہ کرے جس سے عبادت کرنیوالوں کا دل اُچاٹ ہو جائے بلکہ مسجد میں جو شخص خرید و فروخت کرے اُسکو بد دعا کرنیکا حکم ہے۔ مسجد میں شعر خوانی قصہ گوئی نہ کرے۔ غرضکہ مسجد میں دنیا کا کلام نہ کرے ورنہ چالیس برس کی نیکیاں جاتی رہینگی۔ کوڑی۔ مقبرہ۔ مذبح۔ راستہ۔ حمام۔ اونٹوں کے رہنے کیجگہ میں نماز پڑھنی نہیں چاہیئے۔ مسجد کی خدمت و نگرانی مسجد کی صفائی رکھنے میں بہت بڑا ثواب ہے اور مسجد

---

[1] خداوندا ہمپر اپنے فضل و رحمت کے دروازے کہول ۱۲۔ [2] خداوندا ہم کو شیطان مردود سے بچا ۱۲۔ [3] خداوندا میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں ۱۲۔

ویران ہوجانے میں کل اہل محلہ کی تباہی ہے۔ مروی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مسجدوں کو سپید اونٹوں کی صورت اُٹھائیگا جنکی گردنیں زعفران کی اور سر مشک کے اور پیٹ سبز زمرد کے اور پاؤں عنبر کے ہونگے اُسپر جماعت سے نماز پڑھنے والے لوگ سوار ہونگے۔ اور مؤذن اُنکی لگام پکڑ کر ہانکیں گے۔ اور امام آگے آگے سے چلا بینگے جب میدان قیامت میں گزرینگے تو لوگ دیکھ کر کہیں گے کہ یہ فرشتے ہیں یا کوئی پیغمبر ہیں۔ ایک آواز آئیگی کہ اے اہل قیامت نہ تو یہ فرشتے ہیں نہ پیغمبر بلکہ یہ اُمت محمدی کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے نماز پنجگانہ جماعت سے ادا کی ہے۔

اذان کا بیان

اذان[1] سنکر شیطان چھتیس کوس بھاگ جاتا ہے۔ اذان دینے کا بڑا ثواب ہے۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر لوگ اذان کے ثواب کی قدر جانیں تو گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے بھی آکر اذان کہیں۔ اذان دینے والا قیامت میں لمبی گردن والا ہوگا جہانتک مؤذن کی آواز پہنچتی ہے اُسی قدر اُسکی بخشش ہوتی ہے۔ اور جن وانس و شجر و حجر حیوان وغیرہ اُسکی نیکی پر گواہی دینگے جس شخص نے طلب ثواب کی غرض سے سات سال تک اذان دی تو آتش دوزخ سے اُس کے لئے رہائی لکھدی گئی اور بہشت واجب ہوگئی۔ اذان دینے والے کے واسطے روزمرہ ہر اذان کے بدلے ساٹھ نیکیاں اور تکبیر کے عوض میں تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اذان پر مزدوری لینی اچھی نہیں۔ جب اذان سُنے لیٹا ہو تو بیٹھ جائے بیٹھا ہو تو کھڑا ہوجائے کہ مقتضائے ادب ہے۔ اذان کیطرف رخ کرکے توجہ اور ادب سے سُنے۔ اذان سُنتے ہی جل شانہ وعم نوالہ کہے جبتک اذان ختم نہ ہو کوئی کلام دنیا کا نہ کرے

[1] حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو شخص اذان کہتا ہے اُس کے ثواب کو اللہ ہی جانتا ہے اور اذان کے یہ معنی ہیں کہ جب مؤذن اللہ اکبر کہتا ہے تو یہ مطلب ہے کہ اللہ بڑی عظمت والا ہے میں نے اُسکو گواہ کیا اور دنیا کے کاروبار چھوڑ کر نماز کیواسطے حاضر ہوا اور اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کے یہ معنی ہیں کہ اے اُمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانو کہ میں فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں اور تمکو نماز کی خبر دیتا ہوں کہ کوئی چیز اُس سے زیادہ بزرگ نہیں اور اشہد ان محمد الرسول اللہ کے یہ معنی ہیں کہ اے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول برحق ہیں۔ اور حی علی الصلوٰۃ کا یہ مطلب ہے کہ اے اُمت محمد تمپر دین ظاہر کردیا اب تمکو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اُسکے رسول کی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نماز کے سبب سے تمہارے گناہ معاف کردے کہ نماز دین کا ستون ہے اور حی علی الفلاح کے یہ معنی ہیں کہ اے اُمت محمد بہشت کے دروازے کھولدئے گئے ہیں اُٹھو اور اپنا مقدر حاصل کرو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کہ تم کو دنیا اور آخرت سے بہتر ہے اور اللہ اکبر کے یہ معنی ہیں کہ اپنی جانوں پر رحم کرو اور جانو کہ کوئی کام نماز سے بہتر نہیں ہے جو اسے ادا نہ کریگا پشیمانی حاصل ہوگی۔ اور لا الٰہ الا اللہ کے یہ معنی ہیں کہ ساتوں زمین و آسمان کے امانت تمہاری گردن پر ہے کہ جبکی قبول ہوئے وہ جھوٹا نماز گناہوں کا کفارہ ہے اور مسجد میں جانا اللہ و رسول کی اطاعت ہے جسکا اللہ و رسول کی اطاعت منظور ہو وہ مسجد میں جاکر نماز ادا کرے جنت میں داخل ہوگا صدیق اور شہید اُس کے ہمراہ ہونگے۔ اور جنت میں داؤد علیہ السلام کا ہمسایہ ہوگا۔ پھر فرمایا کہ مؤذن کا جواب دینا مخلوق کیواسطے قیامت کے دن شفیع ہوگا جو کوئی جماعت سے نماز ادا کرے۔ اُسکو ہر رکعت کے بدلے تین سو رکعت کا ثواب ملیگا۔ اور بہشت بریں میں ہزار محل اُسکو عطا ہونگے۔

کھیل کود۔ کام کاج۔ بات چیت کو چھوڑ کر جو لفظ اذان دینے والا کہے وہ اذان کے الفاظ خود بھی آہستہ سے اپنے دل
میں کہتا جاوے جب اشہد ان محمدا رسول اللہ سُنے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر انگوٹھوں کو شہادت کی انگلیوں کی
اگلی پوروں کے پاس رکھ کر انگوٹھوں کے ناخن اور پوروں کو دیکھ کر چوم لیوے[1]۔ اور یہ پڑھے قُرَّةُ عَيْنِيْ تَحْتَ قَدَمَيْكَ[2]
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ حی علی الصلوٰۃ کے سننے پر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ[3] کہے۔ اور حی علی الفلاح سنے تو مَا شَآءَ اللّٰهُ
كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ[4] پڑھ کر لاحول پڑھے۔ جب اذان ختم ہو جاوے تو روبقبلہ ہو کر ہاتھ اُٹھا کر اول درود شریف
یا بسم اللہ پڑھے۔ پھر یہ دعا یا تھوڑا آہستہ آہستہ ادب کیساتھ پڑھے[5] بڑا ثواب ہے وہ دعا یہ ہے اَللّٰهُمَّ رَبَّ
هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ
الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ
الْمِيْعَادَ[6] پھر اس کے بعد درود شریف پڑھے۔ اسطرح پڑھنے کا بڑا اجر ہے۔ جو اذان دیوے وہی تکبیر کہے یا اُس
کی مرضی سے دوسرا شخص بدون مرضی مؤذن دوسرے کا تکبیر کہنا مکروہ ہے اگر مؤذن اذان دیکر چلا جاوے تو دوسرے
کو بلا اذن بھی اقامت کہنا درست ہے۔ پانچوں نمازوں اور نماز جمعہ کے لئے اذان کا دینا سنت ہے۔ اور ہر نماز
کیلئے اذان اُسکے وقت پر دینا چاہیئے اذان مسجد یا مصلے کے بائیں جانب قبلہ رو کھڑا ہو کر دونوں کانوں میں
انگشت شہادت کر کے بآواز بلند ٹھہر ٹھہر کر خوش آوازی سے دے مگر گاوے نہیں۔ اول دو سانس میں چار مرتبہ
اللہ اکبر کہے یعنی دو مرتبہ ایک سانس میں اللہ اکبر کہکر سانس لے لے۔ پھر دو مرتبہ اللہ اکبر[7] کہے۔ پھر دو مرتبہ
اشہد ان لا الٰہ الا اللہ[8]۔ پھر دو سانس میں دو مرتبہ اشہد ان محمدا رسول اللہ[9] پھر دو سانس میں سیدھی جانب
یعنی جانب قطب مُنہ پھیر کر دو مرتبہ حی علی الصلوٰۃ[10]۔ پھر دو سانس میں بائیں جانب مُنہ پھیر کر دو مرتبہ
حی علی الفلاح[11]۔ پھر دو سانس میں روبقبلہ ہو کر دو مرتبہ اللہ اکبر۔ پھر ایکمرتبہ لا الٰہ الا اللہ[12] پڑھے صبح کی اذان میں

---

[1] اسطرح چومنا ادب اور محبت پر مبنی ہے اس عمل سے آنکھوں میں روشنی بڑھتی ہے ۱۲۔ [2] یا رسول اللہ آپ کے پاؤں کے نیچے میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے ۱۲۔ [3] بغیر اللہ کی مدد کے طاقت اور قوت نہیں ۱۲۔ [4] جو اللہ نے چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا وہ نہ ہوا ۱۲۔ [5] آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اذان کے پیچھے یہ دعا پڑھا کرے گا اُسکے واسطے میری شفاعت واجب ہے ۱۲۔ [6] یا اللہ اس پوری اذان اور دائم نماز کے پروردگار ہمارے سردار محمد کو وسیلہ اور بزرگی اور بلند درجہ عنایت کر اور اُن کو اُس مقام محمود میں اُٹھا جسکا تو نے وعدہ کیا ہے اور ہم کو اُن کی شفاعت نصیب کر تو وعدہ خلاف نہیں ہے ۱۲۔ [7] اللہ بہت بڑا ہے۔ [8] میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ [9] میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ [10] آؤ نماز کو۔ [11] آؤ مراد پر ۱۲۔ [12] اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ۱۲۔

بعد حی علی الفلاح کے دو مرتبہ قبلہ رو ہو کر الصلوٰۃ خیر من النوم[١] اور سننے والا اسکے جواب میں صدقت و بررت[٢] کہے
اقامت میں بھی یہی سب الفاظ اذان ادا کرے مگر الصلوٰۃ خیر من النوم نہ کہے۔ اور حی علی الصلوٰۃ و حی علی الفلاح
کے وقت بھی رخ قبلہ کیطرف ہی رہے داہنے بائیں نہ پھیرے۔ اور کانوں میں انگلی بھی نہ دے ہاتھ چھوڑے رہے
اور حی علی الفلاح کے بعد قد قامت الصلوٰۃ[٣] دو مرتبہ اور پڑھ لیا کرے۔ اقامت جلدی جلدی کہے
اور امام کے پیچھے جانب صف میں کھڑا ہو کر کہے جب اذان اور اقامت کہی جاتی ہو تو باتیں کرنی نہیں چاہیں
اذان اور اقامت کسی سے ناتمام رہ جائے تو دوسرا شخص اسکو پورا نہیں کر سکتا پھر نئے سر سے کہی جائے۔ اور ذرا
آدھ کلمہ کی کمی زیادتی ہو جائے تو اذان ہو جائیگی دوبارہ اذان کہنے کی حاجت نہیں۔ اذان و اقامت
ادا و قضا دونوں قسم کی فرض نمازوں کے واسطے کہنا سنت ہے جو شخص گھر میں نماز پڑھے اسکو شہر کی اذان
کافی ہے۔ اگر اذان دے لی تو کوئی حرج نہیں اچھا ہی ہے اور موجب برکت اور ثواب۔ اور اگر گھر میں جماعت
سے ادا یا قضا نماز پڑھے تو اذان اور تکبیر کہنا چاہیے اگر گھر میں اذان و تکبیر سے نماز پڑھیگا تو ثواب ضرور
ملیگا۔ اگر تکبیر کے تھوڑی دیر بعد امام آئے یا بعد اقامت سنت فجر ادا کرے تو اعادہ تکبیر ضرور نہیں ہے۔
اگر تکبیر کہنے والا بعد تکبیر کلام دنیا کرے تو دوبارہ تکبیر ضرورت نہیں۔ مسافر[٤] کو اذان کا ترک کرنا مکروہ
ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو جنگل میں یا پہاڑ پر بکریاں چراتا ہو اور نماز کیوقت اذان
کہکر نماز پڑھتا ہو اللہ تعالیٰ اُس سے خوش ہو کر فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندہ کیطرف دیکھو کہ جنگل میں اذان
کہکر نماز پڑھتا ہے یہ مجھ سے ڈرتا ہے گواہ رہو کہ میں نے اسکو بخشا اور بہشت میں داخل کیا ہر اکیلا نماز پڑھنے
والا اگر تکبیر کہہ لیا کرے تو اچھا ہے۔ جو شخص اذان اور اقامت کے درمیان دعا کرے وہ رد نہیں ہوتی۔
جب اقامت کی آواز سنو تو بھاگ کر نماز کی شرکت کے لئے مت آؤ۔ اپنی چال سے آؤ۔ بغیر وضو کے
اذان درست ہے اقامت درست نہیں۔ اور اذان و اقامت عورتوں کی جماعت میں درست
نہیں۔ اگر جنب نے اذان کہی تو دوبارہ پھر کہی جائے اور جمعہ کے روز ظہر کی اذان دینا بھی درست نہیں
اذان لڑکے اور غلام کی جائز ہے۔ غلام کو اقامت کہنا بلا اذن مالک کے اور مزدور کو بلا اذن مستاجر

---

[١] نماز بہتر ہے سونے سے ١٢ - [٢] تو نے سچ کہا اور خوب کہا ١٢ - [٣] یعنی قایم ہوئی نماز ١٢ - [٤] اذان اور اقامت کا معاً مسافر کو ترک کرنا مکروہ ہے۔ فقط اذان کا ترک کرنا مکروہ نہیں ہے۔ کذا فی البحر و شرح النقایہ ١٢ -

جائز نہیں۔ اندھے اور ولدالزنا اور دہقان کی جائز ہے۔ ننگے سر اذان کہنا بے ادبی ہے۔ اور مکروہ ہے اذان عورت وخنثی وفاسق کی۔ متوالے کی اذان بھی مکروہ ہے۔ اور مدہوش کی بھی۔ بیٹھ کر اذان[۱] درست ہے۔ سوار[۲] کی اذان مکروہ ہے۔ اور عورت ومدہوش ومست کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔ کافر وفاسق[۳] کی اذان درست نہیں۔ جن اشخاص نے نماز جماعت سے یا بلا جماعت مسجد میں ادا کی بعد میں معلوم ہوا کہ ہنوز اذان نہیں ہوئی ہے تو چونکہ یہ نماز سنت طریق پر ادا نہیں ہوئی اس لئے باقی نمازیوں کو اذان دیکے نماز ادا کرنا چاہیئے۔ اگر مسجد میں چند آدمی آہستہ سے اذان دیکر نماز پڑھ لیں اور دیگر نمازیوں نے آواز اذان انکی نہ سنی ہو تو دیگر نمازیوں کو باآواز بلند اذان کہکے نماز ادا کرنا چاہیئے اسواسطے کہ جماعت پہلی طریقہ سنت پر ادا نہیں ہوئی۔ اور جو سنت یا فرض پڑھ چکا ہو وہ اذان دیدے تو جائز ہے اور درست ہے۔

نماز میں تیرہ فرض ہیں

نماز میں تیرہ فرض ہیں۔ سات باہر نماز سے اور چھ اندر نماز کے۔ باہر کے سات یہ ہیں۔ پاکی بدن کی۔ پاکی کپڑے کی پاکی جائے نماز کی۔ ستر ڈھانکنا۔ وقت پر نماز پڑھنا۔ قبلہ کیطرف کھڑا ہونا۔ نیت نماز کی دل میں کرنی کہ فلاں وقت کی نماز پڑھتا ہوں۔ اور چھ فرض داخل نماز یہ ہیں۔ تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہکر نماز شروع کرنا۔ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا۔ قرأت یعنی نماز میں کچھ قرآن شریف پڑھنا۔ رکوع۔ دو سجدے ہر رکعت میں کرنا۔ قعدۂ آخر یعنی آخر نماز کے التحیات کی قدر بیٹھنا اگر ان فرضوں میں سے ایک میں بھی نقصان آجائیگا تو نماز جاتی رہیگی پھر سے نماز پڑھنا چاہیئے

نماز میں چودہ واجب ہیں

سارے الحمد پڑھنا الحمد کے بعد ہی دوسری سورۃ یا رکوع یا تین یا ایک آیت پڑھنا۔ رکوع او سجدوں میں ٹھہرا کرنا۔ رکوع کرکے سیدھا کھڑا ہوکر سجدہ کو جانا۔ ایک سجدہ کرکے بیٹھ کے دوسرا سجدہ کرنا چار رکعت والی نماز میں دو رکعت کے بعد التحیات کیواسطے بیٹھنا۔ التحیات دونوں قاعدوں میں پڑھنا۔ امام کا پکار کے[۴] پڑھنا جہاں پکار کے

[۱] بیٹھکر اذان واسطے جماعت کے مکروہ ہے البتہ اپنے نفس کیواسطے جائز ہے کذا فی البحر ۱۲ [۲] مسافر کو بلا کراہت جائز ہے کذا فی الدر المختار ۱۲ [۳] اذان فاسق کی جائز مع الکراہت ہے اور اگر جماعت حاضر ہے اور وہ جماعت جاننے والے ہیں وقت صحیح کو اور پھر فاسق نے ان کے مواجہ میں اذان دی تو وہ مکروہ بھی نہیں ہے۔ کذا فی العالمگیری ۱۲ [۴] قرأت جہاں پکار کر پڑھتے ہیں اسکو جہر کہتے ہیں اسکا ادنی درجہ یہ ہے کہ دوسرا شخص لے سن سکے یہ مراد ہے کہ آپ سنے دوسرا سننے نہ پائے۔

پڑھتے ہیں اور آہستہ پڑھنا جہاں آہستہ پڑھتے ہیں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ[9] آخر نماز پر کہنا۔ دعائے قنوت[10] وتر میں پڑھنا۔ چھ تکبیریں[11] دونوں عید کے نماز میں پڑھنا۔ چار رکعت فرض میں سے دو رکعت[12] اول کو قرأت کیواسطے مقرر کرنا۔ جو فرض بار بار رکعت میں آتے ہیں اُس میں ترتیب[13] کی رعایت رکھنی ہر واجب میں ترتیب[14] کی رعایت رکھنی ان چودہ واجبوں میں سے اگر قصداً ایک بھی ترک کریگا تو نماز جاتے قریب ہو جاتی ہے اُس کا اعادہ واجب ہے۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

نماز جامع[1] عبادات ہے۔ ہاتھ پیر دل اور تمام اعضا کی عبادات اسمیں شامل ہیں۔ نماز کے وقت بندہ[2] اپنے خالق کیطرف سے مورد رحمت و فیض و برکات ہوتا ہے اور اپنی سرکار سے مرتبہ ہمکلامی کا اُسکو عطا ہوتا ہے۔

سلہ[1] ادب نماز یہ ہے کہ حکم سے خدا کے کھڑا ہو اور چاہیے ثواب کی اُمید پر اور نیت نماز سے داخل ہو اور تعظیم سے تکبیر کہے۔ اور قرأت سمجھ سمجھ کے کرے اور رکوع میں خشوع اور سجدہ میں تواضع کرے اور تشہد میں خلوص اور تسلیم میں اُمید رحمت کرے اور معرفت نماز یہ ہے کہ تصور کرے کہ جنت داہنی جانب ناز و نعمت سے آراستہ دوزخ بائیں جانب بشور و شر گویا تو پل صراط پر کھڑا ہے اور میزان عمل پیش نظر ہے اور تو حضرت جل و علی کے سامنے حاضر ہے ۱۲ سلہ[2] نماز خدائے تعالیٰ کی امانت ہے اُسکی بندوں کے پاس پس بندوں کو لازم ہے کہ اُسکا ایسا رکھیں جیسا رکھنے کا حق ہے۔ اور کوئی خیانت اُس میں نہ کریں اور ارکان نماز کا خوب خیال رکھیں جب آدمی نماز کو بصحت ارکان ادا کرتا ہے۔ فرشتے اُسکی نماز کو آسمان پر لیجاتے ہیں اُسوقت اُس سے ایک نور ظاہر ہوتا ہے جس سے دروازے آسمان کے کھل جاتے ہیں پھر اُس نماز کو عرش کے تلے لیجاتے ہیں حکم ہوتا ہے سجدہ کر اور بخشش چاہ واسطے نماز پڑھنے والے کے جس نے تجھے بصحت ارکان ادا کیا ہے افسوس ہے اُوپر حال اُن لوگوں کے جو ارکان نماز پورے طور پر ادا نہیں کرتے اور اُس کے ادا کرنے میں دیر کرتے ہیں جب فرشتے اُن کی نماز کو اوپر لیجاتے ہیں دروازہ آسمان کا کھلتا ہے فرمان ہوتا ہے کہ اس نماز کو اوپر نہ لیجاؤ اور پڑھنے والے کے منہ پر مارو پس نماز زبان حال سے کہتی ہے افسوس ضایع کیا تو نے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک آدمی کو جو نماز پڑھ رہا تھا دیکھا کہ وہ ارکان نماز کو پورے طور سے ادا نہ کرتا تھا آپ چپکے کر اُس کے متصل ٹھہرے جب وہ نماز سے فارغ ہوا آپنے فرمایا تم کب سے ایسے نماز پڑھتے ہو اُس نے جواب دیا یا رسول اللہ میں قریب چار سال سے اسیطرح نماز پڑھتا ہوں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ سنکر آنسو بھر لائے اور اُس شخص سے فرمایا کہ تو نے اپنی عمر ضایع کی اگر درمیان ان چار سال کے مرتا تو میری سنت پر نہ مرتا قیامت کے روز تمام انبیا اور اولیا و دیگر مسلمان اگر پرسش نماز میں کامل نکلے تو چھوٹینگے دوزخ کی آنچ سے بچے اور جو اس میں کامل نہ ہوا دوزخ میں گیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کوئی گناہ بہت بڑا خدائے تعالیٰ کے نزدیک ارکان نماز کو پورے طور پر ادا نہ کرنے سے زیادہ نہیں ہے جو شخص نماز کا حق ادا نہ کریگا جنکا اُسکی زبانیہ ہوگی جو دوزخ میں ایک بڑا سخت مکان ہے نماز ستون دین ہے اور رکن ستون نماز ہے اگر ستون قایم رہیگا گھر کھڑا رہیگا جب ستون ہی نکل جائیگا گھر گر پڑیگا پس جسنے نماز میں خلل ڈالا اُس نے اپنے دین و اسلام کو خراب کیا .... خدائے تعالیٰ نے اتنی تاکید اکید کسی اور چیز کے نہیں فرمائی جیسی نماز کی فرمائی خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف میں جا بجا حمتیں کی ہیں بعضے بطور خطاب اور بعضے بطور رمز اور بعضے بہ تبیین ترغیب ترہیب اور بعض خوف دلانے والی ہیں اور نماز کیواسطے حق تعالیٰ عز و جل نے سات سو مرتبہ فرمایا کہ قایم رکھو نماز کو جو ستون دین کا ہے بروز حشر نماز کے سبب ٹھہراؤ کی جگہ ہوگی وہاں ہزاروں کا حساب ہوگا اگر وہاں سب سے بندہ پار اُتر گیا بچا ورنہ دوزخ میں جائیگا سب سے زیادہ سخت جگہ ٹھہراؤ کی نماز کے حساب کی جگہ ہے جو اس سے بچا وہ بچا۔ اسکا دوسرا موقف کہ

حضوری حاصل ہوتی ہو۔ حدیث شریف میں ہو کہ عبادت کرے تو خدا کی گویا تو اُسکو دیکھتا ہو۔ دوسری جگہ ارشاد ہو کہ نماز معراج مومن ہو۔ تیسری جگہ فرمایا ہو کہ نماز میں بندہ مولا سے بہت قریب ہوتا ہو نماز

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰

وہاں نماز فریضہ کا حساب ہوگا اگر اس کے عہدے سے بر آیا اچھی بات ہو ورنہ موکلوں کے ہمراہ دوزخ میں بھیجا جائیگا۔ دوسرے موقف سے بچے ہوئے تیسرے ٹھہراؤ کی جگہ جائینگے وہاں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں کی پوچھ ہوگی اگر وہاں بچا تو بچا ورنہ موکلوں کے ہمراہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو بھیجا جائیگا یہ آپ کا اُمتی ہو جسنے آپکی سنتیں ادا نہیں کیں افسوس ہو اُس شخص پر جو بروز قیامت آپ سے شرمندہ ہو اُسکی جگہ کہاں ہوگی جو آپ سے شرمندہ ہوگا کہاں جائیگا۔ نماز دین کا ستون ہو جس نے نماز کی نگہبانی کی اُس نے دین کی نگہبانی کی۔ جس نے چھوڑ دی گویا اُس نے دین چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نماز کے سوا کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہیں جانتے تھے۔ جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی وہ خدا کی نگہبانی سے جدا ہوا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے اور منافقوں کے درمیان نماز ہی کا فرق ہو۔ بے نماز کیواسطے حدیث میں کافر کا لفظ بھی آیا ہو اس لیے ایک جماعت مسلمانوں کی بے نماز کو کافر کہتی ہو۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کی حفاظت جس نے کی اُسکو قیامت میں نورانیت اور دلیل اور نجات ملیگی جس نے نماز کو ضایع کیا وہ نور اور برہان اور نجات سے محروم رہیگا۔ بے نماز کا حشر قارون اور فرعون اور ہامان وغیرہ کیساتھ ہوگا یعنی بڑے بڑے کافروں کے ساتھ۔ پانچ وقتی نماز سب گناہوں کو دھو دیتی ہو اول وقت کی نماز سب عملوں سے بہتر ہو۔ اور خدا کو پیارا عمل ہو۔ جو شخص اچھی طرح وضو کرکے آرام اور دل کی حضوری سے نماز پڑھتا ہے خدائے تعالیٰ اُسکی بخشش کا ذمہ دار ہو۔ سات برس کے لڑکے کو نماز پڑھانی چاہیئے دس برس تک نہ پڑھے تو مار کر پڑھانی چاہیئے اول وقت پڑھی جاوے تو خدائے تعالیٰ راضی ہوتا ہو۔ آخر وقت پڑھے تو صرف اپنا حق ہی معاف کرتا ہو۔ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اول وقت نماز پڑھتے تھے۔ آپنے ساری عمر میں صرف دو دفعہ آخر وقت میں نماز پڑھی ہو۔ ایک دفعہ وقتوں کی تعلیم کے لئے اور ایک دفعہ کفار کی لڑائی میں ظہر اور عصر کی نماز کی بڑی تاکید آئی ہو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص صبح اور عصر کی نماز پڑھتا ہے کبھی دوزخ میں نہ جائے گا۔ جس نے عشا کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی گویا اُس نے آدھی رات کا قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھی گویا اُس نے ساری رات کا قیام کیا۔ فجر اور عشا کی نماز منافق پر بڑی بھاری ہوتی ہو۔ قرآن مجید میں جو صلوٰۃ الوسطےٰ اور اُسکی حفاظت کا ذکر ہو اس میں بھی عصر کی نماز مراد ہے۔ صبح اور عصر کی نماز میں رات اور دن کی نیکیاں لکھنے والے فرشتے اکٹھے ہوتے ہیں عصر کو دن کے فرشتے چلے جاتے ہیں اور رات کے آجاتے ہیں۔ فجر کو رات کے چلے جاتے ہیں اور دن کے آجاتے ہیں۔ جتنا کوئی نماز کو دور سے آتا ہو اُتنا ہی زیادہ ثواب پاتا ہو ہر قدم کے بدلے ایک ایک درجہ ملتا ہے اور ایک گناہ دور ہوتا ہے۔ جب تک نمازی نماز میں رہتا ہے اُس کے لئے فرشتے بخشش کی دعا مانگتے ہیں۔ جب تک نمازی جماعت کے انتظار میں بیٹھا ہے گویا نماز ہی میں ہے۔ ایک دفعہ خدائے تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وصف دوزخ کا بیان کیا۔ فرمایا کہ اے موسیٰ دوزخ میں ایک مکان بنایا گیا ہے کہ نام اُسکا ہاویہ ہے اور یہ ہاویہ ساتویں دوزخ میں بڑی سخت عذاب کی جگہ ہو اندھیرا رشک شب دیجور سانپ اور بچھو سے بھرا ہوا ہے اور بعضے اس میں پتھر ہیں کہ ہر روز گرم کئے جاتے ہیں۔ اے موسیٰ اگر ایک قطرہ اس تکلیف کا دنیا میں پڑے تمام دنیا کا پانی سوکھ جائے۔ اور پہاڑ پگھل کر بہہ جائیں۔ اور گرمی سے ساتوں زمینیں پھٹ پڑیں اے موسیٰ یہ دو گروہوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے ایک واسطے اُن لوگوں کے جو نماز نہیں پڑھتے اور دوسرے واسطے اُس گروہ کے جو میرے نام کی جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔

بیماروں کو راحت دیتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ راحت دے مجکو اے بلال۔ ایک دوسری
جگہ ارشاد عالی ہے کہ ٹھنڈک میری آنکھ کی نماز میں ہے۔ لہذا نماز کے ہر فعل کو ادب و محبت کیساتھ نہایت عجز و
انکسار اور حضور اور اطمینان قلب سے ادا کرنا چاہئے۔ نماز میں جلدی نہ کرے نہ ادہر اُدہر دیکھے کہ سخت گناہ
ہے۔ نماز میں تین چیزیں اصل ہیں دل سے خدا کے سامنے پست ہوجانا اور زبان سے اسکا ذکر کرنا۔
اور بدن سے غایت درجہ خداوند تعالیٰ کی تعظیم کرنا جب نماز کے لیے کھڑا ہو تو بدن۔ کپڑا۔ اور نماز کیجگہ
پاک ہونا چاہئے۔ منہ قبلہ کیطرف کرے تکبیر تحریمہ کیوقت ہتھیلیاں روبقبلہ ہوں اور انگلیاں تو
آپس میں بہت ملی ہوں نہ بہت کُھلی ہوں۔ کلمہ بہم پیوستہ و انگشت پا روبقبلہ ہوں تکبیر کیوقت قبلہ کا
دل میں خیال رہے۔ دل سے خداوند تعالیٰ کیجانب متوجہ ہوکر دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھا کر زبان سے
اللہ اکبر کہے۔ نماز میں خشوع و خضوع اسطرح ہو کہ گویا خداوند تعالیٰ مصلی کو دیکھ رہا ہے۔ سجدہ کیجگہ نظر
رکھے۔ آنکھیں بند نہ رکھے سیدھا کھڑا ہو۔ ہاتھ زیر ناف باندھے۔ سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھنگلیا سے
حلقہ کرکے بائیں ہاتھ کا پہنچا پکڑے اور انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی اور اسکی برابر والی انگلی پہنچے
کے اوپر برابر رکھے تکبیر تحریمہ کے بعد جب ہاتھ نیچے باندھنے کیواسطے لائے تو لٹکا دے نہیں۔ کانوں کی لو
سے جدا ہونیکے بعد سیدھا ناف کے نیچے لاکر باندھے اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ
اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ۔ آہستہ دلمیں پڑھے۔ پھر اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ
الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھے۔ پھر سورۂ فاتحہ یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ آخر
تک پڑھ کر آمین آہستہ سے کہے۔ اور بہتر ہے کہ الحمد کو تین سانس میں پڑھے۔ پہلی سانس میں مالک

سلہ بجز معذوری کے نماز بیٹھکر پڑھنا درست نہیں سلہ خشوع عجز اور خضوع فروتنی کو کہتے ہیں نیز اہل تفاسیر نے لکھا ہے کہ خشوع
سے مراد خوف ہے۔ تواضع آنکھیں نیچی رکھنا ادہر اُدہر نہ دیکھنا آواز نرم و حزین کرنا ایسا محو ہونا کہ دائیں بائیں کی تمیز نہ رہے۔ کہا
ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ حضور نے فرمایا کہ نماز میں ادہر اُدہر التفات شیطان سے ہے۔ اور ابو ذر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے بندے کیطرف متوجہ رہتا ہے اسکی نماز کیجگہ پر جبتک بندہ ادہر ادہر ملتفت نہو اور جب
اسیطرف التفات کیا تو حق سبحانہ تعالیٰ اعراض فرماتا ہے۔ ف اصل خشوع اس خوف کا نام ہے جو انسان کی ہستی بھلا دے یا وہ ہیبت کبریائی
جو تمام مخلوق کو مٹا دیا وہ سفر حضور یا سے ہو جہتی ہے باہر کردے ۱۲ سلہ خداوندا تیری تعریف کیساتھ تجکو پاکی ہے اور تیرا نام برکت والا ہے
اور تیری شان بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ۱۲ سلہ شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ۱۲۔ سلہ اللہ کے نام سے شروع
کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۱۲ سلہ جماعت والی نماز میں جب امام اولی دو رکعتوں میں با آواز بلند پڑھے تو امام اور مقتدی دونو

یَوْمِ الدِّیْنِؕ تک دوسری میں نَسْتَعِیْنُؕ تک تیسری میں آخر تک۔ پھر دوسری کوئی سورت یا رکوع یا چھوٹی تین آیتیں یا انکی برابر ایک آیت بغیر بسم اللہ پڑھے نماز میں بالکل حرکت نکرے مثل جمادات کے جس کھڑا رہے نہ ہلے نہ اور کوئی حرکت کرے کھجانے وغیرہ کی ضرورت ہو تو آہستہ سے ایکمرتبہ ضرورت رفع کرے۔ ورنہ فعل کثیر ہوجائیگا اور نماز جاتی رہیگی۔ نماز کو ترتیل اور صحت الفاظ کے ساتھ ادا کرے۔ ہر رکن آہستہ سکون واستقلال کے ساتھ ادا کرے۔ قیام کیوقت دونوں پیروں میں چار انگشت کا فصل رہے۔ انگلیوں کی طرف بھی اور ایڑی کی طرف بھی دونوں پیروں پر کھڑا ہو۔ حالت قیام میں اگر جمائی آئے تو سیدھے ہاتھ کی ہتیلی منہ پر رکھ لے اور قعدہ میں جمائی[ف۱] آئے تو بائیں ہاتھ کی ہتیلی منہ پر رکھے۔ پھر اللہ اکبر کہکر رکوع میں جائے اور تین یا پانچ یا سات بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم بعدد طاق کہے رکوع میں گھٹنوں کو پنجوں سے مضبوط پکڑلے انگلیاں کھلی رکھے انگلیوں کے سرے نیچے کو رکھے۔ کہنیاں سیدھی رکھے۔ رکوع میں پشت سیدھی اور چوڑا اور پشت اور سر برابر رکھے۔ رکوع کے وقت نظر پیر کے پنجوں اور پشت پا زمین مابین ہر دو پا میں رکھے۔ رکوع طمانیت سے کرے۔ پھر سیدھا کھڑا ہو کر سَمِعَ[ف۲] اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہے۔ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے۔ سجدہ میں جاتے وقت گھٹنوں پر ہاتھ رکھکر جائے۔ اسیطرح اُٹھے مگر زیادہ زور دیکر نہ اُٹھے بیٹھے۔ حالت عذر میں زمین پر ہاتھ رکھکر جانا اور اُٹھنا جائز ہے ایسی حالت میں گھٹنے ٹیکنے کے بعد پھر دونوں ہاتھوں کو سجدہ کیجگہ کانوں کے نیچے لیجا کر رکھے۔ اور اسیطرح اُٹھتے وقت بھی کانوں کے نیچے سے ہاتھ علیحدہ کرکے پھر اُٹھے غرض اس سے یہ ہے کہ سجدہ میں آتے جاتے وقت پہلے پیر پھر ہاتھ رکھے اور جانے آنیکی ترتیب قایم رہے اسمیں فرق نہ آئے۔ اور جب معذوری کیحالت میں ہاتھ اول زمین پر رکھے یا ہاتھ زمین پر ٹیک کر اُٹھے تو مٹھی باندھ کر انگلیوں کی پشت پر سہارا دیکر بیٹھے اُٹھے۔ سجدہ میں جاتے وقت پاجامہ یا تہ بند ہاتھ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۲ - آمین آہستہ سے کہیں۔

ف۱ جسوقت جمائی نماز میں آئے یہ خیال کرے کہ انبیا علیہم السلام کو جمائی نہیں آتی ہے بمجرد اس خیال کے جمائی موقوف ہوجاتی ہے یہ عمل مجرب ہے حدیث شریف ہے کہ نماز میں جمائی کو روکنا چاہیے ہتیلی کیطرف سے منہ پر ہاتھ رکھ لے کہ شیطان جمائی لیتے وقت نمازی کے حلق میں پیشاب کرتا ہے نماز کے باہر جمائی آئے تو بائیں ہاتھ کی پشت منہ پر رکھ لے اور جمائی کے بعد ہاتھ علیحدہ کرلے جمائی کے وقت یہ خیال کرلے کہ یہ تھپڑ شیطان کے مارتا ہوں سو اس کے بجفنہ لگتا ہے مگر نماز میں ایسا نہ کرے۔

ف۲ امام تسمیع زور سے کہے اور مقتدی صرف تحمید آہستہ کہے۔ ۱۲

نہ اُٹھائے۔ اور اسکا خیال رکھے کہ اوّل گھٹنے ٹکیں پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی اِسیطرح اُٹھتے وقت۔ اوّل
پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے اُٹھیں۔ اور گھٹنوں و ہاتھ کے ٹکنے میں بھی یہی رعایت ہو کہ جاتے وقت
اول داہنا گھٹنا پھر بایاں گھٹنا پھر داہنا ہاتھ پھر بایاں ہاتھ ٹکے۔ اور اسیطرح اول بایاں ہاتھ پھر داہنا
ہاتھ پھر بایاں گھٹنا پھر داہنا گھٹنا اُٹھے۔ یہ فرق اور ترتیب امتیاز میں خفیف سا ہو اور زیادہ توقف نہ
پیش ہونے پائے خیالی طور پر محسوس ہو۔ رکوع یا سجدہ میں جائے یا اُٹھے تو تکبیر شروع ہی سے کہتا جائے نہ کہ
رکوع اور سجدہ میں پہنچکر یا کھڑے ہو کر کہے۔ سجدہ میں پیشانی زور سے زمین پر نہ رکھے۔ عمامہ کی کور پر سجدہ
نہ کرے۔ ناک اور پیشانی دونوں زمین پر لگیں۔ پشت ہتھیلی کانوں کے نیچے رہیں۔ ہتھیلیاں زمین سے ملی
رہیں۔ انگلیاں آپس میں ملی ہوئی قبلہ رو رہیں سجدہ میں بازو بغلوں سے دونوں بازو پشت سے اور پیٹ
رانوں سے۔ پنڈلیاں اور بانہیں زمین سے جدا رہیں نظر ناک پر رہے۔ اگر جماعت میں کثرت مقتدیوں اور
تنگی جگہ کے سبب سے زانو اور شکم ملجائے تو مضائقہ نہیں۔ سجدہ میں پشت سیدھی رہے سجدہ طمانیت سے
کرے۔ سجدہ میں دونوں پیر کی انگلیاں زمین پر ٹکی رہیں اگر زمین سے علیحدہ اُٹھی رہیں گی تو نماز جاتی
رہیگی اگر ایک پیر کی انگلیاں اُٹھی رہیں تو نماز ناقص ہوجائے گی۔ سجدہ میں تین مرتبہ یا زیادہ بعدد طاق سُبْحَانَ
رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے سجدہ اول کے بعد طمانیت سے بیٹھ کر پھر دوسرا سجدہ کرے۔ اِسیطرح پھر کھڑا ہو کر دوسری رکعت
ادا کرے اور بسم اللہ پڑھکر سورۂ فاتحہ پڑھے جب دو رکعت پڑھ چکے تو سیدھا پیر کھڑا رکھکر بائیں پیر کو بچھا کر اُسپر
التحیات پڑھے قعدہ میں دونوں پیر کی انگلیوں کا رُخ قبلہ کیجانب ہو۔ ہاتھوں کی انگلیاں زانو تک اور قبلہ
رو رہیں اور کھلی ہوئی مگر نہ بہت کشادہ اور نہ بہت بھنچی ہوئی ہتھیلیاں زانو سے ملی رہیں قعدہ میں نظر سیدھے ہاتھ
کی انگلیوں پر رکھے یا بائیں جانب سینہ یعنی قلب پر التحیات یہ ہے اَلتَّحِیَّاتُ[1] لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا[2] وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ[3]
اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پھر اَللّٰھُمَّ[4] صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ

---

[1] سب تعریفیں اور سب عبادتیں جان کی اور مال کی اللہ کے واسطے ہیں اے نبی تمپر سلام اور اللہ کی رحمت اور اُسکی برکتیں
[2] ہمپر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو [3] میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اُس کے بندے
اور رسول ہیں [4] یا اللہ محمد اور آل محمد پر رحمت بھیج جیسے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر بھیجی تو تعریف والا بزرگ ہے۔

عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰهُمَّ[1] بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰهُمَّ[2] رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ
حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھے پھر سیدہی طرف سلام پھیرے یعنی سیدھی جانب مُنہ پھیر کر کہے اَلسَّلَامُ
عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ پھر بائیں جانب مُنہ پھیر کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اور سلام پھیرتے
وقت اپنے شانہ پر نظر رکھے اور اُسطرف کے فرشتہ کا اور جماعت ہو تو اُسطرف کے کل فرشتوں اور مقتدیوں
کو سلام کرنیکا خیال کرلے اور امام کا بھی اور بہ نسبت سیدہی جانب کے بائیں جانب کو آواز ذرا پست
کرے۔ اگر چار رکعت کی نماز پڑھتا ہے تو التحیات کے بعد پھر کھڑا ہو اور حسب قاعدہ مندرجہ بالا دو رکعت اور
پڑھکر پھر بیٹھے اور التحیات اور پھر درود اور اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا الخ پڑھ کر سلام پھیرے۔ اگر چار فرض تنہا پڑھتا
ہے تو اوّل دو رکعتوں میں الحمد اور ایک سورت یا آیت پڑھے۔ اور آخر کی دو رکعتوں میں صرف الحمد ہی پڑھے
سجدہ میں یا حالت قیام وغیرہ میں نمازی کا سیدھا پیر اپنی جگہ سے نہ جدا ہونے البتہ بایاں پیر قاعدہ کی
حالت میں حرکت کریگا۔ مگر جب کھڑا ہو تو اُسے پہلی جگہ برابر دوسرے پیر کے اس پیر کو رکھ لے۔ التحیات
پڑھتے وقت اشہد ان لا الہ پر سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور بیچ کی اُنگلی سے حلقہ کرکے چھنگلیا اور اُسکی برابر
والی اُنگلی کو بند کرکے انگشت شہادت کو کھڑا کرلے اور الا اللہ پر اُسکو گرا دے اور دل میں خدا کے ایک ہونے
کا خیال کرے اور حلقہ سلام پھیرنے تک بدستور قایم رکھے جب سلام پھیر چکے تو ایک دفعہ آیت الکرسی
اور تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ اور تینتیس ۳۳ بار الحمد للہ اور تینتیس ۳۳ بار اللہ اکبر ایک دفعہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ
لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ دل میں پڑھے اور کسیقدر درود شریف
بھی پھر ہاتھ[3] اُٹھا کر اللہ تعالی سے خیر و برکت دین و دنیا کیلئے دعا مانگے یا اور کچھ حاجت ہو وہ اللہ
تعالی سے طلب کرے مگر خلاف شرع کوئی شے خدا سے نہ مانگے۔ امام سلام پھیر کر کبھی مقتدیوں کیطرف اور کبھی
دائیں اور کبھی بائیں طرف بیٹھے اور حسب صراحت مندرجہ بالا سبحان اللہ وغیرہ پڑھ کر دعا مانگے

[1] یا اللہ محمد اور آل محمد پر برکت نازل کر جیسے ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل کی تو تعریف والا بزرگ ہے [2] اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا اور آخرت میں نیکی دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا ۱۲۔ [3] دعا کے لئے ہاتھ اُٹھانے اور دعا مانگنے کا مفصل طریقہ فضیلت اور آداب دعا کی بحث میں درج ہے ۱۲۔

جب دعا مانگ چکے تو باقی نماز پڑھنے کے لئے امام اور مقتدی اور منفرد سیدھی جانب کو تھوڑا سا
ہٹ کر کھڑے ہوں۔ اگر سیدھی جانب جگہ نہو تو آگے یا پیچھے ہٹکر کھڑے ہوں۔ نماز فرض چند آدمیوں کو
علیحدہ علیحدہ ایک جگہ نہ پڑھنی چاہئے بلکہ جماعت سے پڑھیں اور جماعت ہوئی ہو تو اُس صف میں
سنتیں نہ پڑھے۔ نماز حالت قیام کسی وجہ سے ٹوٹ جائے اور وضو قایم ہو تو بغیر کانوں تک ہاتھ اُٹھائے
نیت کرکے نماز پھر سے پڑھ لے ہاتھ بدستور بندھے رکھے اور اگر سجدہ وغیرہ میں ٹوٹ جائے تو کھڑا ہو کر
اور نیت باندھ کر نماز سرے سے پھیرے۔ ایسے ہنسنے سے کہ آواز ہنسنے کی خود سُنے نماز جاتی رہیگی اور قہقہہ
یعنی زور سے ہنسنے سے جو دوسرا سُن لے نماز اور وضو دونوں جاتے رہتے ہیں مسکرانے سے نہ وضو جاتا
ہے نہ نماز۔ قصداً کھانسنے اور گلا صاف کرنے سے اگر حروف پیدا ہوں تو نماز جاتی رہتی ہے۔ بے اختیار
کھانسی آجائے تو کھانسنا معاف ہے۔ اول رکعت میں چھوٹی سورت یا چھوٹا رکوع اور دوسری
رکعت میں بڑی سورت یا بڑا رکوع نہ پڑھے نہ پچھلی سورت یا رکوع کو اوّل رکعت میں اور اوّل سورت و
رکوع کو پچھلی میں پڑھے کہ مکروہ ہے نہ اول رکعت میں بہت بڑی سورت یا رکوع اور دوسری میں
بہت چھوٹی پڑھے نمازی کیواسطے ضروری ہے کہ جو چیز اُسکی نماز میں خلل ڈالے اور اس سے دل بٹتا ہو خواہ اُس
چیز کی خوبصورتی سے یا نفس کے اترانے کی وجہ سے اُسکو علیحدہ کردے۔ نماز پڑھنے والے کے پاس باتیں کرنا منع
ہے۔ اُسکا دھیان بٹیگا۔ نمازی کو خارج از نماز شخص کا لقمہ دینا منع ہے۔ اگر نمازی لقمہ لیگا تو اُسکی نماز
جاتی رہیگی۔ نمازی کا قرأت میں کوئی آیت یا لفظ چھوڑنا یا غلط پڑھنا اور دوسرے شخص کا اُسکو بتانا اُسکو
لقمہ کہتے ہیں۔ نماز میں کوئی امر پیش آئے مثلاً کوئی سامنے سے گزرے تو سبحان اللہ کہدے سستی سے ننگے سر
نماز پڑھنا مکروہ ہے نہ عاجزی کے خیال سے۔ اگر مقدور ہو تو عمامہ چوغہ وغیرہ سب لباس پہنکر نماز پڑھے سب
لباس ہوتے فقط کرتا ٹوپی تہ بند یا پائے جامہ سے نماز پڑھنا بہتر نہیں ہے مکروہ ہے اور خلاف ادب اگر
زیادہ کپڑے نہوں تو فقط ستر عورت کے موافق ہی جسم کو ڈھانک کر نماز پڑھے کہ ستر عورت کو ڈھانکنا فرض
ہے مرد کیواسطے ستر عورت زیر ناف سے گھٹنوں تک یعنی گھٹنوں سمیت بدن کا ڈھانکنا فرض ہے۔ اور عورت
کیواسطے سارا بدن سوائے ہتھیلیوں اور قدموں کے سب ڈھانکنا فرض ہے۔ ستر عورت کی چوتھائی نماز میں

کھل جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے اگر بقدر ستر عورت کپڑا میسر نہو تو بیٹھ کر برہنہ ہی نماز پڑھے۔ اگر ناپاک کپڑا ہو اور نجاست دور کرنے کا سامان نہو تو ناپاک کپڑے سے ہی نماز پڑھے۔ نماز بجز ضرورت کے بالشت بھی ہلنا صغیرہ ستی وغیرہ کی طرح معاف نہیں۔ نماز میں پیچھا چلنا منع ہے۔ اگر قبلہ کیطرف منہ کرنے میں خوف ہو تو جسطرف چاہے منہ کرکے نماز پڑھے۔

نماز جماعت و امامت کا بیان

جب دو شخص ہوں تو جماعت سے نماز پڑھنا چاہئے۔ جماعت سے نماز پڑھنے کا بڑا ثواب ہے۔ یہ سنت مؤکدہ ہے تنہا نماز پڑھنے والے کی بہ نسبت جماعت سے نماز پڑھنے والے کو ستائیس ۲۷ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ کم سے کم جماعت میں ہے جس میں ایک امام اور ایک مقتدی ہو آیندہ جسقدر مقتدی زیادہ ہونگے ہر مقتدی کی زیادتی پر ستائیس ۲۷ ستائیس ۲۷ نمازوں کا ثواب زیادہ بڑھتا جائیگا۔ اس لئے بڑی جماعت کی شرکت کی زیادہ کوشش اور خیال رکھنا چاہئے کہ صفت کثرت سے ثواب ملتا ہے امام وہ بنے جو قاری ہو اور نماز کے احکام خوب جانتا ہو پھر عالم پھر وہ جو قرأت زیادہ جانتا ہو پھر جو پرہیزگار زیادہ ہو پھر وہ جو سن میں زیادہ ہو پھر وہ جو خلق میں زیادہ ہو پھر وہ جو حسب میں زیادہ ہو پھر وہ جو خوش رو زیادہ ہو جب تکبیر شروع ہو امام بیٹھا رہے جب تکبیر کہنے والا حیّ علی الصّلوٰۃ کہے اُسوقت امام کھڑا ہو جائے۔ اور نیت کرے اور مقتدی صفیں درست کرلیں اور جب وہ قد قامت الصلوٰۃ کہے تب امام تکبیر تحریمہ کہکر ہاتھ باندھ لے۔ امام کے تکبیر کہتے ہی مقتدی بھی نیت باندھ لیں دیر نہ کریں کہ ثواب کم ہونیکا خوف ہے۔ امام پہلی رکعت کے شروع میں بعد ثنا کے الحمد پڑھنے کے اعوذ اور بسم اللہ پڑھے اور پھر ہر رکعت کے شروع میں صرف بسم اللہ پڑھے اور مقتدی نہ اعوذ پڑھیں نہ بسم اللہ اس لئے کہ تابع قرأت نہیں البتہ مسبوق یعنی جو پیچھے سے آکر ملے وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب باقی نماز کے لئے کھڑا ہو اعوذ اور بسم اللہ پڑھ لے امام پہلی سورت بانسبت دوسری کے تہائی سے زیادہ کا طول نکرے۔ اگر امام کے پیچھے ایک ہی مقتدی ہو تو امام کے سیدھی جانب اُسکے اسقدر پیچھے کھڑا ہو کہ مقتدی کے پیر کے انگوٹھے امام کے ٹخنوں کے برابر ہوں۔ اگر امام کے پیر کے برابر کا ساتھی ...

ہوجائینگے تو نماز ہوجائیگی۔ اگر امام کی انگلیوں سے آگے بڑھ جائیگا تو اُس مقتدی کی نماز نہیں
ہوگی۔ اگر کوئی اور مقتدی آجائے تو اُس پہلے مقتدی کو پیچھے کرکے امام کے پیچھے کھڑے ہوجاویں اگر
پیچھے کافی جگہ نہو تو امام آگے ایک ڈگ میں بڑھ جائے۔ جب امام آگے بڑھ جائے تو مقتدی ایک
دوسرے کیطرف ہٹکر آپس میں مل جائیں اگر شروع سے دو آدمی مقتدی ہوں تو امام آگے ہی کھڑا
ہو اگر کوئی مقتدی کو ہٹائے یا وہ خود ہٹے تو اسطرح کہ اُسکا سینہ قبلے کیجانب سے نہ پھرنے
پائے۔ امام اور مقتدی برابر زمین پر کھڑے ہوں اگر ایک ہاتھ کی مقدار امام بلندی پر ہوگا تو
نماز مکروہ ہوجائیگی اس سے کم نہیں۔ اگر سڑک جسپر گاڑیاں وغیرہ چلتی ہیں بیچ میں حائل ہو تو
اقتدا درست نہیں۔ مگر جب صفیں ملے ہوئے ہوں تو باوجود سڑک حائل ہونیکے اقتدا درست
ہے۔ اگر سڑک پر تین آدمی کھڑے ہوجائیں تو صفیں ملنے کا حکم ہے۔ اگر بڑی نہر جس میں کشتیاں
اور ڈونگے چلتے ہوں حائل ہو تو مانع اقتدا ہے اور چھوٹی نہر مانع نہیں اور اگر بڑی نہر پر پل ہے
اور اُس پل پر صفیں ملی ہوں تو مانع اقتدا نہیں۔ اگر عورتوں کی پوری صفیں بیچ میں حائل ہوں
تو مانع اقتدا ہے۔ مسجد کے پڑوس میں رہنے والا اپنے گھر میں سے امام مسجد سے اقتدا کرسکتا ہے بشرطیکہ
اُسکے اور مسجد کے درمیان کوئی عام سڑک ہو یا عام سڑک ہو مگر صفیں ملی ہوئی ہوں۔ صف
میں مقتدی کندھے سے کندھا ملاکر خوب ملکر کھڑے ہوں کہ ثواب ہے۔ صف سیدھی ہو انگوٹھے
پیروں کے سب صف والوں کے برابر ہوں جہانتک ہوسکے اول صف میں اور سیدھی جانب
امام کے کھڑا ہو کہ ثواب ہے۔ پھر اُس کے بعد والی میں وعلی ہذا۔ اگر ہجوم زیادہ ہو اور صفیں بھرگئی
ہوں تو جہاں جگہ ملے کھڑا ہوجائے۔ صفوں کو چیر کر آگے جانا یا اول صف کی کوشش کرنا نہیں
چاہیے۔ اگر اول یا بعد کی صفیں بھرگئی ہوں اور کوئی شخص بعد میں آکر شریک نماز ہو اجدید صف
میں آکر کھڑا ہو تو اُسکو چاہیے کہ اپنے آگے کی صف سے آخر شخص شریک کو آہستہ سے پیچھے ہٹاکر
اُسکے برابر کھڑا ہوجائے مگر ہٹالانے میں اسقدر احتیاط رکھے کہ اُس مقتدی کا رُخ قبلے سے بدل نجائے
اگر صف اول یا دوم میں جگہ باقی ہو اور اُسکے بعد کی صف نے احتیاطی سے بھر جائے تو مصلے کو

آگے سے ہوکر اوّل صف میں شریک ہونیوالا مستحق وعید ہوگا۔ امام کے سیدھی جانب وہ کھڑا ہو جو مسائل سے واقفیت رکھتا ہو۔ یا امام سے دوسرے مرتبہ پر ہو۔ اگر کوئی شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہو تو اُسکی اقتدا درست ہے اور جب کوئی اسکی اقتدا کرے تو یہ باقی ارکان مثل امام کے پوری کرے۔ امام کی نماز میں اگر نقص واقع ہوجائے تو امام کو چاہئے کہ اپنی سیدھی جانب کے اس پچھلے مقتدی کو آہستہ سے آگے اپنی جگہ کردے تاکہ باقی نماز کو پڑھائے۔ اور اسیطرح پر اُسکی جگہ پچھلے صف کے نمازی کو کرتا ہوا صفوں کے باہر چلا جائے۔ پھر وضو کرے اور جہاں وضو کیا ہے وہیں یا پہلی جگہ پر نماز پوری کرے۔ اگر خلیفہ فارغ ہوچکا ہو۔ اور اگر خلیفہ فارغ نہوا ہو تو امام اُسکے پیچھے پوری کرے اور جو رہ گئی ہو اُسکو بعد میں پڑھ لے مقتدی کا وضو ٹوٹ جائے تو وہ بھی ایسا ہی کرے۔ اکیلا پڑھنے والا بھی وضو کرنے کی جگہ یا نماز پڑھنے کی پہلی جگہ پر نماز پوری کرے۔ اگر تشہد کے بعد حدث ہو تب بھی وضو کرکے نماز کو پورا کرے۔ اگر کسی امام یا مقتدی کو حدث واقع ہو تو اپنی ناک پکڑ کر حسب صراحت مندرجہ بالا صفوں کے باہر جائے تاکہ دوسروں کو اُسکی نکسیر جاری ہونیکا گمان رہے اور عیب اُس کا چھپا رہے۔ نماز غلام۔ گنوار۔ فاسق۔ اندھے۔ بدعتی۔ ولدالزنا اور جنتی خیز کے پیچھے مکروہ ہے۔ اور اگر یہ لوگ امام ہوجائیں تو نماز جائز ہوگی۔ اعادہ یعنی دوہرانے کی ضرورت نہیں۔ جماعت میں صفیں اسطرح قایم ہوں۔ اول مردوں کی۔ پھر لڑکوں کی۔ پھر خنثوں کی۔ پھر عورتوں کی۔ وضو والے کو تیمم والے اور دھونے والے کو مسح کرنے والے کے پیچھے اور کھڑا ہونے والے کو بیٹھنے والے کے پیچھے اور اشارہ نہ کرسکنے والے کو اشارہ سے پڑھنے والے کے پیچھے اور نفل پڑھنے والے کو فرض پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کرنا یعنی نماز پڑھنا درست ہے۔ مرد کو عورت اور لڑکے اور خنثے کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں۔ البتہ بعض کے نزدیک تراویح میں قرآن نابالغ کے پیچھے سننا درست ہے۔ اسیطرح پاک کو معذور کے پیچھے اور قاری کو اَن پڑھ کے پیچھے اور کپڑا پہنے ہوئے کو ننگے کے پیچھے اور اشارہ کرنیوالے کو اُس شخص کے پیچھے جو بوجہ معذوری اشارہ بھی نہیں کرسکتا صرف خیال سے نماز پڑھتا ہو

اور فرض پڑھنے والے کو نفل پڑھنے والے کے پیچھے نماز درست نہیں اور جو ضروریات
دین کا منکر ہو اس کے پیچھے بھی نماز درست نہیں۔ عورتیں آپس میں جماعت سے نماز
پڑھ سکتی ہیں۔ مگر عورت کو جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر جماعت کریں تو جو عورت امام ہو
وہ دوسری عورتوں کے درمیان میں کھڑی ہو مثل مرد امام کے آگے صف سے نہ کھڑی ہو
جماعت کے بعد آگے پیچھے منتشر ہو کر مقتدی و امام نماز پڑھیں تاکہ کسی شخص کو گمان جماعت کا
نہ ہو۔ جماعت میں سیدھی جانب امام کے زیادہ آدمی ہونے چاہئیں۔ مقتدی[1] کو چاہئے کہ رکوع
قومہ۔ سجدہ جلسہ میں امام سے جلدی نہ کرے کہ بڑا گناہ ہے۔ اول جماعت ہو چکے اور دوسری
جماعت کی جائے تو وہ امام پہلے امام کی جگہ نہ کھڑا ہو ذرا ہٹ کر کھڑا ہو دوسری امامت کے
وقت تکبیر کہنا جائز ہے۔ اگر جماعت میں آدمی زیادہ ہوں اور امام کی آواز پچھلی صفوں میں
نہ پہنچ سکے تو درمیان میں سے ایک شخص رکوع و سجدہ وغیرہ میں امام کے کہنے کے بعد اللہ اکبر
با آواز بلند ایسی جگہ سے کھڑا ہو کر کہے کہ سب پچھلے مقتدی اس کی آواز سن سکیں۔ ایسے
شخص کو مکبر کہتے۔ مکبر بجائے سمع اللہ لمن حمدہ کے ربنا لک الحمد کہے۔ باقی وہی الفاظ دہرائے
جو امام با آواز بلند کہے سوائے قرأت کے امام پر واجب ہے کہ دو رکعت صبح اور مغرب اور
عشا اور جمعہ اور عیدین اور تمام تراویح میں قرأت یعنی الحمد اور دوسری سورت
یا آیت پکار کر پڑھے۔ مقتدیوں کی تعداد اور کثرت کے لحاظ سے یعنی مقتدی کم ہیں تو کم
آواز سے جہر کرے۔ اگر زیادہ ہیں تو بلند آواز سے۔ اگر سہواً آہستہ پڑھے تو سجدہ سہو
کرلے مقتدی جیسا کہ کھڑا اٹھنے اور ظہر اور عصر کے چاروں فرض آہستہ پڑھے اور
تکبیرات اور تسبیح آواز سے پڑھے اور مقتدی آہستہ اور اکیلا نماز پڑھتا ہو تو ان سب
میں آہستہ پڑھے یا جہری میں بہتر ہے اور پکار کر پڑھنی بہتر ہے مگر امام کی طرح بہت جہر نہ کرے۔
اور قضا نمازوں میں ضرور آہستہ پڑھے پکار کر پڑھنے کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ دوسرا شخص

[1] حدیث شریف میں ہے جو شخص امام سے جلدی کرے گا قیامت کے دن اس کا سر گدھے کا سا ہوگا۔ ۱۲

اور آہستہ پڑھنے سے یہ مراد ہے کہ فقط آپ سُنے۔ اگر دوسرے لوگوں کے انتظار کے واسطے امام قرأت میں طول کر دے تو جائز ہے۔ مسبوق[1] امام کو جس حالت رکوع یا قیام یا سجدہ یا قومہ میں پائے اُس ہی میں فوراً شریک ہو جائے نہ اِس انتظار میں رہے کہ امام جب کھڑا ہو جائے تب شرکت کروں امام اگر رکوع میں ہو تو مسبوق نیت باندھ کر اُس ہی تکبیر تحریمہ سے رکوع میں شریک ہو جائے۔ دوسری تکبیر کہنے کی ضرورت نہیں اگر موقع ملے تو سُبحانک اللّٰھم بھی رکوع میں پڑھ لے ورنہ سبحان ربی العظیم پڑھے اکتفا کرے اگر امام کے ساتھ رکوع میں ایکبار بھی سُبحان ربی العظیم کہہ لیگا یا پیٹھ برابر ہو جائے گی تو اُس رکعت کو پانے والوں میں داخل ہوگا۔ شرکت جماعت کے لئے دوڑ کر آنا منع ہے جب امام داہنی طرف سلام پھیرے تو مسبوق سلام کے لئے منہ نہ پھیرے چپکا بیٹھا رہے جب امام دوسری طرف سلام پھیرے تو تکبیر کہکر کھڑا ہو جائے اور اپنی باقی نماز پوری کرلے ایک سورۃ کا نماز میں معین کر لینا امام اور منفرد دونوں کو منع ہے علی العموم فجر اور ظہر میں سورہ حجرات سے سورہ بروج تک کے کوئی سورۃ پڑھنا بہتر ہے۔ عصر اور عشا میں سورۂ بروج سے سورۂ بینہ تک اور مغرب میں سورۂ بینہ سے بعد کے کوئی ایک سورۃ اور مسبوق امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب اپنی نماز پوری کرنے کو کھڑا ہو تو اول رکعت میں اعوذ اور بسم اللہ پڑھے اور باقی رکعتوں میں الحمد سے پہلے بسم اللہ پڑھا کرے۔ پانچ امر ہیں کہ اگر امام اُنکو چھوڑے تو مقتدی بھی چھوڑے اور امام کی متابعت کرے۔ عید کی تکبیریں[1]۔ پہلا قعدہ[2]۔ سجدہ تلاوت[3]۔ سجدہ سہو[4]۔ دعائے قنوت[5] اگر رکوع جاتے رہنے کا خوف ہو اور چار چیزیں ہیں کہ اگر امام اُن کو عمداً کرے تو مقتدی متابعت نہ کرے امام اگر عمداً کوئی سجدہ[1] زیادہ کرے۔ یا عید کی تکبیروں[2] میں صحابہؓ کے اقوال سے زیادتی کرے۔ یا جنازہ[3] کی نماز میں پانچ تکبیریں کہے۔ یا پانچویں[4] رکعت کو بھولکر کھڑا ہو جائے تو

---

[1] مسبوق اُس شخص کو کہتے ہیں جو بعد میں آکر جماعت میں شریک ہو۔ ۱۲

اور دو تو چیزیں ایسی ہیں کہ اگر امام اُن کو چھوڑ دے تو مقتدی ادا کرے تکبیر تحریمہ کا رفع یدین۔ اور سبحانک اللّٰہم۔ اگر امام رکوع ۔یا سجدہ کے تکبیر چھوڑ دے یا اُن میں تسبیح نہ کہے یا سمع اللہ لمن حمدہ نہ کہے۔ یا تشہد نہ پڑھے۔ یا سلام یا تکبیرات تشریق چھوڑ دے تو مقتدی ادا کرے۔

سترہ کا بیان

نماز کے آگے سے نکلنا سخت گناہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے کے سامنے ہو کر جو شخص گزرتا ہے اگر اُسکو یہ معلوم ہو جائے کہ اُسپر کیا وبال لازم آتا ہے تو چالیس سال تک اُسکو کھڑا رہنا اُس کے سامنے ہو کر گزرنے سے بہتر معلوم ہو۔ اور حضور نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے عرض و معروض کیا کرتا ہے اور اُس کا رب اُس کے اور قبلہ کے درمیان میں ہوتا ہے۔ اِس اشارہ سے معلوم ہوا کہ آقا اور اُس کے غلام یعنی نمازی کے درمیان جو دست بستہ اُس کے سامنے کھڑا ہے گزرنا سخت بے ادبی ہے لہذا نمازی کو چاہئیے کہ ایسی جگہ کھڑا ہو کہ اُس کے آگے آڑ ہو آمد و رفت مردمان نہ ہو اگر اتفاق سے میدان یا اُسکی مثل ہو اور گزرگاہ مردمان ہو تو اپنی داہنے یا بائیں آنکھ کے مقابل مصلے کے آگے سترہ یعنی ایک لکڑی یا کوئی چیز جس سے آڑ ہو جائے اور وہ انگوٹھے سے پتلی نہ ہو اور ہاتھ بھر سے چھوٹی نہ ہو کھڑی کرلے اور داہنی آنکھ کے سامنے بہتر ہے اگر زمین پختہ وغیرہ ہونے کے سبب سے گڑ نہ سکے تو لمبی لمبی شرق مغرب ڈالدے نہ شمال جنوب اگر لکڑی بھی نہ ہو تو سیدھا یعنی شرق مغرب ایک خط اُنگلی سے کھینچ دے اُسکے آگے سے آدمی کا گزر جانا جائز ہے۔ اور امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے کافی ہے نماز کے سجدہ کی جگہ نظر رکھنے پر جسقدر فاصلہ تک کا سامنے سے آدمی دکھلائی دے۔ اُسقدر کے اندر نمازی کے آگے سے آمد و رفت منع ہے۔ اُس فاصلہ کے آگے جائز ہے

یہ اُسوقت ہے کہ جب سترہ نہ ہو اور سترہ کی حالت میں سترہ کے اُسطرف جسجگہ سے چاہو نکلے خطر آئے جائے ۔ چبوترہ قد آدم بلند پر اگر نماز پڑھتا ہو تو اُس کے نیچے سے آمدرفت میں گناہ نہیں اگر کم بلند ہے تو بغیر سترہ آمدرفت منع ہے ۔ صحرا اور بڑی مسجد میں نمازی کے قدموں سے سجدہ کرنے کی جگہ تک گزرنا گناہ ہے ۔ اور چھوٹی مسجد یا گھر میں نمازی کے آگے سے قبلہ کی جانب دیوار تک گزرنا گناہ ہے ۔ نمازی کی طرف اگر کوئی شخص پشت کئے بیٹھا ہو یا کپڑا اوڑھے پڑا ہو ۔ یا کلام مجید اُسکے سامنے رکھا ہو ۔ یا تلوار اُسکے آگے لٹکی ہو یا شمع یا چراغ اُسکے سامنے جل رہا ہو تو نماز مکروہ نہیں ہوتی جائز ہے ۔

مفسدات نماز کا بیان

اگر نمازی نماز کے اندر بول اُٹھے سوتے یا جاگتے میں اگرچہ بھولے سے ہو یا کسیکو قصداً سلام[1] کرے یا سلام کا جواب دے قصداً ہو یا بھولے سے یا کھاوے یا سوئے یا عمداً مُنہ بھر قے کرے یا کسی درد یا مصیبت دنیا سے آواز سے روئے یا قصداً یا بلا عذر کھانسے یا گلا صاف کرے اور اِس سے الفاظ پیدا ہوں یا چھینکنے والے کے جواب میں یرحمک اللہ کہے یا کوئی خوشی کی بات سنکر بارادہ جواب سبحان اللہ یا الحمد للہ کہے یا رنج وغم کی بات سُنکر لاحول یا انا للہ پڑھے ۔ یا قرآن ایسا غلط پڑھا جس سے معنے بدل گئے یا اپنے امام کے سوا کسی اور کو لقمہ دے یعنی غلطی بتلائے ۔ یا اپنے مقتدی کے سوا کسی اور کے بتلانے سے لقمہ لے لے یا نجاست پر سجدہ کرے یا سینہ اُسکا قبلہ کیطرف سے بلا عذر پھر جائے یا کوئی فرض نماز میں ترک کیا ۔ یا دونوں پیر سجدہ میں اُٹھائے یا قرآن شریف نماز میں دیکھ کر پڑھا یا جماعت میں امام سے آگے کھڑا ہو گیا ۔ یا دعا میں ایسی چیز مانگے جو آدمیوں سے مانگتے ہیں یا عمل کثیر کرے تو ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہتی ہے پھر دوبارہ نماز پڑھنی چاہیئے ۔ اگر قصداً کھانسے یا گلا صاف کر

---

[1] اگر بھول کر سلام کرے گا تو نماز فاسد نہ ہوگی ۱۲

اور اُس سے الفاظ پیدا نہ ہوں تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ مگر مکروہ ہو جائے گی۔ اگر کوئی شخص جنّت یا دوزخ کے ذکر سے نماز میں روئے یا عمل قلیل کرے یا عذر سے کھانسی یا اُس کے سامنے سے کوئی گزرے تو نماز نہیں جاتی۔ مگر آگے سے گزرنے والا جبکہ مقام سجدہ اور اُس کے درمیان کوئی چیز نہ ہو گناہ گار ہوتا ہے۔ عورت کا نماز میں مرد کے ساتھ ہونا باعث فساد نماز مرد ہے۔ دس شرطوں کے ساتھ اول یہ کہ عورت قابل جماع ہو۔ دوسرے یہ کہ مرد و عورت میں کوئی آڑ نہ ہو۔ تیسری یہ کہ مرد و عورت کی نماز رکوع سجدہ والی ہو۔ چوتھے یہ کہ مرد و عورت تحریمہ میں شریک ہوں۔ پانچویں یہ کہ دونوں کے قبلہ کی ایک سمت ہو۔ چھٹے یہ کہ مرد عاقل بالغ ہو۔ ساتویں یہ کہ امام نے اپنے شروع کے وقت عورت کی امامت کی نیّت کی ہو۔ آٹھویں یہ کہ عورت عاقل ہو۔ نویں یہ کہ مرد و عورت ایک مکان میں ہوں۔ دسویں یہ کہ محاذات اور مقابلہ ایک کامل رکن کے ادا کرنے میں ہو۔ اور نابالغ لڑکے کا مرد کے ساتھ شریک جماعت ہونا مرد کی نماز کو فاسد نہیں کرتا۔

مکروہات نماز کا بیان

اِن کاموں سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔ اِنہیں نہیں کرنا چاہئے۔ سدل[1] کپڑے کا اور وہ یہ ہے کہ چادر کو سر یا کندھے پر ڈالے۔ اور اِس کے کناروں کو اسطرح چھوڑ دے کہ لٹکتے رہیں اور قبا میں سدل یہ ہے کہ اُسے کندھو پر ڈالے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے اور دونوں طرفوں کو نہ ملائے۔ کپڑے[2] کو خاک اور غبار سے سمیٹنا[3]۔ کپڑے یا بدن سے کھیلنا۔ بالوں[4] کو جمع کرنا یا بالوں کو لپیٹ کے اُن کی جڑیں داخل کرنا۔ انگلیوں[5] کا چٹخانا گردن[6] پھیر کر دیکھنا۔ کنکریوں[7] کا ہٹانا مگر سجدہ کے موقع پر ایکدفعہ ایسا کرنا جائز ہے کمر[8] پر ہاتھ رکھنا۔ دونوں ہاتھوں[9] کو کھینچنا اور سستی کے باعث سینہ کو آگے کرنا کتے[10] کیطرح بیٹھنا یعنی دونوں چوتڑوں کے بل بیٹھ کر دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر دینا۔ سجدہ[11] میں دونوں

بازوؤنکو بچھا دینا بے عذر[12] چار زانو بیٹھنا۔ امام کا محراب[13] میں اکیلے کھڑا ہونا یا اُس کا دکان پر اور قوم کا پیچھے کھڑا ہونا یا قوم کا دکان پر اور امام کا نیچے کھڑا ہونا دکان کی بلندی بعض نے آدمی کے قد کی برابر کہی ہے اور بعض نے ایک ہاتھ اور اس سے کم میں کراہت نہیں بعض نے کہا ہے کہ جب مسجد تنگ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں کہ امام محراب میں کھڑا ہو۔[14] مقتدی کا اُس صف کے پیچھے کھڑا ہونا جسمیں جگہ باقی ہے۔[15] سر کے اوپر یا مُنہ کے آگے یا دائیں بائیں تصویر کا ہونا[16] سستی اور کاہلی کے باعث ننگے سر نماز پڑھنا اور عاجزی کے لئے ایسا کرے تو مکروہ نہیں۔[17] بُری کپڑوں میں جو گھر میں پہنے رہتا ہے اور اُن کو پہنکر لوگوں کے پاس نہیں جاتا نماز پڑھنا[18] خاک کو ہٹانے کے لئے نماز میں پیشانی کا زمین پر ملنا[19] آسمان پر نظر کرنا[20] پگڑی کے پیچ پر سجدہ کرنا۔[21] آیتوں کا گِنا۔[22] تصویر والے کپڑے کا پہنا۔[23] نماز میں بچھو یا سانپ کا مارنا مکروہ نہیں ہے۔ اگر امام رکوع میں ہے اور اُس نے کسی شخص کی آواز سُنی اگر وہ شخص امام کا شناسا یا کوئی بڑا آدمی ہے تو اُسکے انتظار کے واسطے رکوع میں زیادہ ٹھہرنا مکروہ ہے اور اگر غیر شناسا یا غریب ہے تو ٹھہرنا جائز ہے بلکہ اچھا ہے۔ بلا عذر تاریکی میں نماز پڑھنا کہ سجدہ جگہ نظر نہ آئے مکروہ ہے۔

فعل کثیر کا بیان

ایسا فعل نماز کے اندر کرنا کہ جس سے دوسرے شخص خارج از نماز کو چالیس قدم کے فاصلہ سے معلوم ہو کہ وہ نماز میں نہیں ہے فعل کثیر کہلاتا ہے۔ تین دفعہ ایک رکن نماز میں کھجانا یا اور حرکت کرنا فعل کثیر ہے۔ جو کام دو ہاتھ سے کرنے کا ہے مثلاً[1] ٹوپی اوڑھنا یا سنبھالنا یا پاجامہ باندھنا یا کمر بند اونچا کرنا وغیرہ وغیرہ اگر دونوں ہاتھ سے یا ایک ہاتھ سے نماز میں کرے گا تو فعل کثیر ہے اِن سب صورتوں میں نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

سجدۂ سہو کا بیان

اگر کسی نے ایک رکن کو دوسرے رکن پر مقدم کیا یا ایک کو دوبارہ کیا یا کسی اوّل مرتبہ کا ادا[ ]کرنا اختیار رکھے کہ جس کا

[1] ٹوپی کا اوڑھنا اور سنبھالنا اور اُتارنا فقہا نے مثال عمل قلیل میں لکھا ہے چاہیے کہ اختیار کریں۔ کذا فی الهدایہ ۱۲ ایک ہاتھ سے نماز نہیں جاتی۔ کذا فی الشافی ۱۲

بدل دیا یا بھولے سے اسے چھوڑ دیا جیسے رکوع قرأت سے پہلے کر لیا۔ یا بیچ کے تشہد میں تشہد
کے بعد بیٹھا رہا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ مگر بعض نے کہا ہے کہ اللھم صلّ علی محمد ہی کہا
تو واجب نہ ہوگا۔ مگر جب ایک رکن کے موافق زیادہ ہو مثلاً قیام یا قعود یا دوبارہ رکوع یا
جہری نماز میں آہستہ پڑھے۔ اور آہستہ والی جہر کرے یا پہلا قعدہ ترک کرے غرض واجب
کو ترک کرے تو ان سب صورتوں میں آخر نماز کے سجدہ سہو کرے نماز صحیح ہو جائیگی
اور جو سجدہ سہو نہ کیا تو اس نماز کو پھر دوبارہ پڑھے اگر نہ پڑھیگا تو فرض اتر جائیگا مگر واجب
کے ترک سے گناہ سر پر رہیگا اگر امام نے بھولکر جہری نماز میں آہستہ قرأت شروع کی پھر یاد
آیا کہ یہ جہری ہے تو وہیں سے جہری قرأت شروع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے سجدۂ
سہو کا یہ ہے کہ جب آخر التحیات پڑھ چکے تو داہنی طرف سلام پھیر کے دو سجدے کرے
پھر التحیات اور درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیرے چار رکعت والی نماز میں دو رکعت
پڑھ کر التحیات پڑھنا بھول گیا تو جب تک سیدھا نہ کھڑا ہوا ہو بیٹھ جائے۔ اور التحیات
پڑھ لیوے سجدہ سہو اسپر لازم نہیں اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو پھر نہ بیٹھے آخر نماز میں سجدۂ
سہو کر لے نماز ہو جائیگی اور اگر سیدھا کھڑا ہو کر پھر بیٹھ جاویگا تو نماز ٹوٹ جائیگی اور چوتھی
رکعت پڑھ کر پانچویں کے واسطے کھڑا ہو گیا۔ اور التحیات بھول گیا تو جب تک پانچویں رکعت
کا سجدہ نہیں کیا ہے بیٹھ جائے اور التحیات وغیرہ پڑھے اور سجدہ سہو کا کر کے سلام پھیرے
نماز ہو گئی۔ اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو فرض باطل ہو گئی اور یہ نماز نفل ہو گئی چاہئے
اسمیں ایک رکعت اور ملا کے چھ رکعتوں کے بعد سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے چاہے
پانچویں رکعت کے بعد ہی التحیات پڑھ کر سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے اس آخری صورت
میں چار نفل ہونگے اور ایک رکعت بیکار ہو جائیگی اور اگر چار رکعت کے پیچھے التحیات
پڑھکر پھر بھولے سے کھڑا ہو گیا تو جب یاد آئے بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو کر لے نماز درست ہو گئی
بیٹھنا یعنی دونوں جگہ پڑھ کر چھٹی رکعت اس کے ساتھ اور ملا کر سجدۂ سہو کر کے سلام

پھیریگا تو بھی نماز صحیح ہوگی چار فرض دو نفل ہو جائینگے - امام کے سہو سے مقتدی اور مسبوق پر بھی سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے گو امام کے سہو کے وقت مسبوق نماز میں شریک نہ ہوا ہو بلکہ بعد کو آکر شریک ہوا ہو اور مقتدی یا مسبوق کے سہو سے کسی پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا - اگر سجدہ سہو کرنا یاد نہ رہا اور ایک یا دونوں سلام پھیر دیئے پس اگر بات نکی ہو تو سجدۂ سہو کر لے نماز ہو جائیگی اور مسبوق اگر اپنی نماز میں سہو کرے تو خود آخر اپنی نماز کے سجدۂ سہو کرے - اگر کسیکو سوچنے کے بعد یہ شک ہو کہ اُس نے ایک رکعت پڑھی یا دونوں ایسی حالت میں اسے ایک رکعت سمجھ کر نماز پوری کرے اور سجدۂ سہو بھی ادا کرے[۱] - اور اگر دو یا تین یا چار پڑھنے میں شک ہو تو کم تعداد کو لے باقی نماز پڑھ کر سجدۂ سہو کرے -

سجدۂ تلاوت کا بیان

سجدۂ تلاوت ایک سجدہ ہے جو دو تکبیروں کے درمیان نماز کی شرائط سے کیا جاتا ہے مگر اس کیلئے ہاتھ اُٹھانے اور تشہد اور سلام کی ضرورت نہیں ہے سُبحان ربی الاعلیٰ جسطرح کہ نماز کے سجدہ میں پڑھتے ہیں اُسیطرح پڑھے اگر نماز کے اندر آیت سجدہ پڑھی تو فوراً تکبیر کہکر سجدہ میں چلا جائے اور پھر دوسری تکبیر کہکر کھڑا ہو کر اگلی آیت پڑھے اگر آیت سجدہ آخر میں پڑھے جیسے سورۂ اقرا کسی نے پڑھی تو ایسی جگہ سجدۂ تلاوت کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ رکوع کر لے رکوع میں سجدۂ تلاوت بھی ادا ہو جائیگا - اگر نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور نماز کے اندر سجدہ نکیا تو خارج نماز یہ سجدہ ادا نہیں کیا جا سکتا بلکہ اُسیوقت کے نہ ادا کر لینے سے یہ گنہگار رہیگا اور جو بوقت تلاوت کلام مجید میں آیتِ سجدہ پڑھی یا کئی آیتیں سجدہ کی پڑھیں تو بعد تلاوت تکبیر کہکر سجدہ کر لے قرآن مجید میں چودہ جگہ سجدہ آیا ہے سجدہ تلاوت کی آیتیں ان سورتوں میں ہیں - سورۂ اعراف[۱] - سورۂ رعد[۲] - سورۂ نحل[۳] - سورۂ بنی اسرائیل[۴] - سورۂ مریم[۵] - سورۂ حج[۶] - سورۂ فرقان[۷] - سورۂ

---

[۱] تفصیل اسکی یوں ہی کہ تعداد رکعت نماز میں اگر شک پیدا ہو مثلاً یہ شک ہو کہ ایک پڑھی یا دو یا تین - بس یہ شک اگر اول مرتبہ پیدا ہوا ہے - اس سے پہلے کبھی نہوا تھا تو از سر نو نماز پڑھنا چاہیئے - اور اگر اکثر واقع ہوتا ہو تو وہ تعداد اختیار کرے کہ جس کا غلبہ ظن ہو اور اگر کسی تعداد کا گمان غالب نہو اور دونوں جانب برابر ہوں تو اس صورت میں کم تعداد کو اختیار کرے - کذا فی الہدایہ ۱۲

نحل۔ سورۂ سجدہ۔ سورہ ص۔ سورہ حم۔ سورۂ والنجم۔ سورۂ انشقت۔ سورۂ اقرا باسم ربک الذی
اور سجدۂ تلاوت کا پڑھنے اور سننے والے سب پر واجب ہی۔

وضع نماز عورتوں کی مثل مردوں کی ہی صرف امور ذیل کا فرق ہی

اوّل تحریمہ میں شانوں کی برابر ہاتھ اُٹھائے ۲۔ آستینوں سے ہاتھ باہر نہ نکالے یعنی ہاتھ چھپے رکھے چادر وغیرہ کے باہر نہ نکالے۔ ۳ داہنے ہاتھ کی ہتیلی دوسری ہتیلی کی پشت پر رکھے۔ ۴ ہاتھ پستان کے نیچے باندھے۔ ۵۔ رکوع میں تھوڑا جھکے۔ ۶۔ رکوع میں ہاتھوں پر سہارا یعنی زور نہ دے۔ ۷۔ رکوع میں ہاتھوں کی اُنگلیوں کو نہ پھیلائے بلکہ ملی رکھیں۔ ۸۔ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھدے اُن کو پکڑے نہیں۔ ۹۔ اپنے گھٹنوں کو رکوع میں جھکالے ۱۰۔ رکوع میں سمٹی رہے۔ ۱۱۔ سجدہ میں اپنی بغلیں نہ کھولے ۱۲ سجدہ میں اپنے دونوں ہاتھ بچھائے۔ ۱۳۔ التحیات میں دونوں پاؤں داہنی طرف کو نکالکر چوتڑ پر بیٹھے۔ ۱۴۔ التحیات میں ہاتھوں کی اُنگلیاں ملی رکھے۔ ۱۵۔ جب نماز میں کوئی امر پیش آئے جیسے سامنے سے کسی کا گذرنا تو تالی بجائے۔ ۱۶۔ مرد کی امامت نہ کرے۔ ۱۷۔ خود اپنی جماعت نہ کریں۔ ۱۸۔ اگر جماعت کریں تو امام عورت بیچ میں کھڑی ہو نہ آگے۔ ۱۹۔ مردوں کی جماعت میں نہ حاضر ہو۔ ۲۰۔ اگر شریک مردوں کے ہو تو پیچھے کھڑی ہو۔ ۲۱۔ عورت پر جمعہ فرض نہیں۔ ۲۲۔ عید کی نماز بھی واجب نہیں ۲۳۔ ایام تشریق میں اسپر نمازوں کے بعد تکبیریں واجب نہیں۔ ۲۴۔ عورت کیواسطے مستحب نہیں کہ فجر کی نماز خوب اُجالا ہو جائے تو پڑھے ۲۵۔ کوئی نماز آواز سے نہ پڑھیں۔ ۲۶ سجدہ میں پاؤں کی اُنگلیاں کھڑی نہ رکھیں۔ ۲۷۔ آذان نہ دیں۔ ۲۸ مسجد میں اعتکاف نکریں۔

تحری یعنی اٹکل سے نماز کا پڑھنا

اگر نمازی جنگل میں ایسی جگہ پر ہو کہ جہاں قبلہ کی سمت نہ معلوم ہو سکے۔ جہٹر ہو یا اندھیری رات ہو اور کوئی آدمی نہ ملے جس سے قبلہ کا رخ دریافت کرے تو ایسی حالت میں سوچ کرے اور جسطرف دل اُسکا گواہی دے اُسی طرف رُخ کرکے نماز پڑھے۔ بغیر سوچے کے نماز

پڑھنا درست نہیں اور جو کئی آدمی ہوں اور سب کا اتفاق ایک جانب کو نہ ہو تو ہر آدمی اپنے قیاس کے موافق نماز پڑھے۔

فرضوں میں ملنا

اگر کسی شخص نے فجر یا مغرب کی نماز تنہا شروع کی ہو پھر جماعت کے لئے تکبیر ہو جائے تو وہ نماز توڑ کر جماعت کے ساتھ مل جائے اگرچہ ایک رکعت پڑھ چکا ہو۔ اور اگر ایک رکعت سے زیادہ پڑھ چکا ہو تو فجر کے وقت اُسکی نماز پوری ہوگی۔ اور مغرب کے وقت نماز کا اکثر حصہ اور اکثر کل کے حکم میں ہے۔ اور اگر عشا۔ عصر۔ یا ظہر کی نماز شروع کرلنے پر تکبیر ہوئی تو بھی نماز توڑ دے جماعت کیساتھ مل جائے۔ مگر پہلی رکعت کا سجدہ کرلیا ہو تو دوسری بھی پوری کر کے سلام پھیرے پہلی نہ توڑے اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو توڑ ڈالے اگر چار رکعتوں میں سے تین پڑھ چکا ہو تو اسے پورا کرے اور پھر جماعت کیساتھ ملکر نفل پڑھے مگر عصر کے وقت نہ پڑھے۔ جب کوئی شخص مسجد میں جائے اور وہاں جماعت ہو چکی ہو اور اسے اکیلے نماز پڑھنی ہو تو سُنتیں پہلے پڑھ لے لیکن وقت تنگ ہو تو سُنتیں چھوڑ دے۔ جب جماعت ہو رہی ہو اُس میں اُسی رُکن میں مل جانا چاہیئے جو اُس وقت ہو رہا ہو اور جس قدر رکعتیں پہلے پڑھی جا چکی ہوں وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد پوری کرے اور اس بات کا خیال رکھے کہ اگر اُس نے ایک یا تین رکعت پائی ہیں تو دوسری یا چوتھی رکعت میں التحیات کو بیٹھے مثلاً کسی نے مغرب کی ایک رکعت امام کے ساتھ پائے تو دوسری رکعت میں بیٹھکر تشہد پڑھ کر کھڑا ہو پھر تیسری رکعت پڑھ کر سلام پھیرے۔ اگر دوسری رکعت میں نہ بیٹھے گا تو ترک واجب سے نماز میں نقصان آئیگا۔ جب امام کے رکوع سے سر اُٹھانے سے پہلے جماعت میں مل جائے تو ایک رکعت ملجاتی ہے اور اگر قومہ یا سجدہ وغیرہ میں ملیں تو رکعت نہیں ملتی مسجد میں اذان ہو جائے تو نماز پڑھے بغیر مسجد سے نکلنا مکروہ ہے مگر جو شخص کسی اور جماعت کا منتظم یا امام ہو۔ جب فجر کی سُنتیں پڑھنے سے یہ اندیشہ ہو کہ نماز فرض جماعت سے نہ ملیگی

تو سنتیں چھوڑ دیجائیں البتہ اگر ایک ملنے کی بھی اُمید ہو تو ترک نکرے - ظہر کے پہلی چار سنتیں جماعت میں ملنے کے واسطے ترک کردینی جائز ہیں - فرضوں سے بعد دو سنتوں سے پہلے پڑھ لیے جائیں اور اُن کے سوا کوئی اور سنت قضا نہیں کیجاتی - بعض کے نزدیک دو سنتیں بعد والی پڑھ کر پھر چار سنتونکو پڑھے کہ ایک ترتیب ہی حاصل ہو -

قضا نماز کے پڑھنے کا بیان

اگر ایک وقت یا کئی وقت کی نمازیں[ل۱] قضا ہو جائیں تو دوسرے وقت یا جس وقت چاہے ادا کرے - مگر طلوع اور زوال اور غروب کے وقت قضا جائز نہیں - مغرب کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھے اس لئے کہ مغرب کے وقت اُسوقت کی نماز سے پہلے اور نماز منع ہے - قضا میں فرض ہی پڑھے نہ سنتیں - البتہ صبح کی قضا میں اگر زوال سے پہلے ادا کرے تو سنت اور فرض دونوں پڑھے بعد زوال کے صرف فرض پڑھے - اور عشا کی قضا میں وتر بھی پڑھے اگر چھ نمازیں قضا ہو جاویں یا ادا پڑھنے کے وقت قضا یاد نہ ہو یا وقت تنگ ہو تو بغیر قضا نماز پڑھے ادا پڑھنا جائز ہے اور انمیں آپس میں بھی ترتیب ساقط ہو جاتی ہے - جب چھ نمازیں یا زیادہ قضا ہو جائیں تو جب تک ایک نماز بھی اُسکے ذمہ رہیگی صاحب ترتیب نہ ہوگا جب کل نمازیں ادا کرلیگا صاحب ترتیب ہو جائیگا - بعد نماز فجر و عصر قضا نماز پڑھنی جائز ہے نہ نفل اور اگر کئی شخصوں کی نماز قضا ہو جائے تو وہ سب ملکر ادا کیطرح جماعت سے اُس نماز کو ادا کریں -

نماز مسافر کا بیان

انسان تین منزل[ل۲] یا زیادہ سفر کا ارادہ کر کے اپنے گھر سے نکلے اور عمارت شہر سے باہر ہو

ل۱ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی نمازیں نادانی سے فوت ہو جائیں اور اسکو اُنکی تعداد معلوم نہو تو اُسکو چاہیے کہ دوشنبہ کی رات میں پچاس رکعت پڑھے ہر رکعت میں ایکبار الحمد اور ایکبار قل ہو اللہ احد اور بعد فارغ ہونیکے سو بار استغفار پڑھے کہ یہ نماز انکی کفارت ہوگی چاہے اللہ اس نماز کی برکت سے سب قضا نمازیں اگرچہ سو برس کی ہوں دور کردیگا ۱۲ — ل۲ منزل کی تعداد یہ ہے کہ آدمی یا اونٹ خشکی میں بعد نماز صبح اور وسط درجہ کی

اب یہ شخص مسافر ہوا۔ چار رکعت فرض کو دو رکعت پڑہے یعنی ظہر عصر عشا کی نماز دو دو رکعت
پڑہا کرے۔ اور فجر مغرب کی نماز پوری پڑہے کم نہ کرے۔ اور جو مسافر امام ہوا اور مقیم مقتدی
ہو تو مسافر اپنی دو رکعت نماز پڑھ کے سلام پھیرے اور مقتدی کھڑا ہوکے دو رکعت باقی اپنی
پڑھ کے سلام پھیرے۔ اور جو امام مقیم ہوا اور مقتدی مسافر ہو تو اگرچہ قعدہ آخر میں شریک ہو
تب بھی چاروں رکعتیں پڑہے۔ مسافر اگر مقیم کی اقتدا کرے تو بہتر یہ ہے کہ مطلق فرض وقت
کی نیت کرے بغیر تعین رکعات کے۔ اور اگر نیت تعین کرے تو دو رکعتوں کی نیت کرے مسافر
اپنے گھر آیا اب سفر تمام ہوا چار رکعت آکے گھر میں پڑہے۔ اور جو راہ میں مسافر نے کسی شہر
میں یا کسی گاؤں میں پندرہ دن یا پندرہ دن سے زیادہ رہنے کا ارادہ کیا تو بھی چار رکعت
پڑہا کرے۔ جب اُس مکان سے سفر کریگا پھر دوگانہ پڑھیگا۔ نوکر اور غلام نیت سفر و اقامت
میں اپنے حاکم اور مالک کے تابع ہیں۔ مسافر سنتوں کو کم نہ کرے پھر جو راہ میں چلا جاتا ہو
اور سنت پڑہنے کی فرصت نہ پائے۔ سنت موقوف کرے۔ اور فرض اور وتر پڑھ لے اور
چلتی ریل گاڑی پر فرض و وتر و نفل سب نمازوں کا پڑھنا کھڑے ہوکر بلا عذر جائز ہے
اور بعذر بیٹھ کر بھی درست ہے مگر بہتر اور معمول صلحا یہ ہے کہ آخر وقت تک انتظار کرے اگر
نیچے اُتر کر پڑہنے کا موقع نہ ملے تو پھر ریل میں پڑھ لے اور مقام پر پہنچکر اُسکا اعادہ کر لے اور
ٹھری ہوئی ریل میں بیٹھکر نماز جائز نہیں۔ ریل کا ملازم حالتِ سفر میں قصر کرے۔ اور
جب وطن اصلی یا وطن اقامت میں ہو تو پوری نماز پڑہے خانہ بدوش لوگ جو ہمیشہ
ڈیرہ وغیرہ میں جنگل میں رہتے ہیں اگر وہ جنگل میں پندرہ دن ٹھرنے کی نیت کریں تو پوری نماز
پڑہیں ورنہ قصر کریں۔ اگر صندوق وغیرہ میں قرآن شریف ہوا اور وہ صندوق ریل کے اندر
اُس تختے کے نیچے جسپر بیٹھا ہے رکھدیا تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اگر ایک شخص[۱] اپنے وطن کو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۰- چال چلکر اول وقت ظہر کے جسجگہ پہنچے یہ ایک منزل ہوئی۔ اِسیطرح کی تین منزلوں سے
آدمی مسافر ہو جاتا ہے اور دریا میں کشتی کی وہ چال معتبر ہے جس میں ہوا موافق ہو ۱۲۔
[۱] اس شخص کے دو حال ہیں۔ یعنی اُس کے اہل و عیال ہیں یا نہیں۔ اگر اہل و عیال نہیں ہیں اور پھر چھوڑ کر چلا گیا

چھوڑ کر دوسری جگہ چلا گیا تو پہلی جگہ اُسکا وطن نہیں رہیگا۔ دوسری جگہ ہی وطن سمجھا جائیگا جب تک پہلے وطن کو پھر وطن نہ بنائے۔ اور وطن میں جب کبھی داخل ہوگا۔ اُس ہی وقت وہ مسافر نہ رہیگا مقیم سمجھا جائیگا۔

فرضیت جمعہ کا بیان

جمعہ کی نماز فرض عین ہے۔ اور بہ نسبت ظہر کے یہ زیادہ مؤکد ہے کیونکہ جمعہ میں جو تہدید آئی ہے ظہر میں ویسی نہیں آئی۔ چنانچہ امام احمد کی روایت ہے کہ جو کوئی جمعہ کو تین بار بغیر ضرورت کے ترک کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اُسکے دل پر مُہر کر دیتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جو شرطیں جمعہ میں ہیں وہ ظہر میں نہیں اور اُسکا منکر کافر ہے کیونکہ جمعہ دلیل قطعی سے ثابت ہے فرمایا حضرت حق سبحانہ نے یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا إِذَا نُودِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ إِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنی اے مسلمانوں جب نماز جمعہ کی اذان دیجائے تو اللہ کے ذکر کیطرف دوڑو اور کوشش کرو۔ اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِلٰی أَنْ قَالَ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْکُمُ الْجُمُعَةَ إِلٰی أَنْ قَالَ إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ فَمَنْ تَرَکَهَا فِیْ حَیَاتِیْ أَوْ بَعْدِیْ وَلَهٗ إِمَامٌ عَادِلٌ أَوْ جَائِرٌ اِسْتِخْفَافًا أَوْ جُحُوْدًا فَلَا جَمَعَ اللّٰهُ لَهٗ شَمْلَهٗ وَلَا بَارَکَ لَهٗ فِیْ أَمْرِهٖ أَلَا لَا صَلٰوةَ لَهٗ وَلَا زَکٰوةَ لَهٗ وَلَا حَجَّ لَهٗ وَلَا صَوْمَ لَهٗ وَلَا بِرَّ لَهٗ حَتّٰی یَتُوْبَ فَمَنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ یعنی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱۔ اور دوسری جگہ کو وطن بنالیا تو بیشک دوسری جگہ ہی وطن سمجھا جائیگا اور اگر اہل و عیال ہیں تو اس کے لئے دو حالتیں ہیں۔ اگر مع اہل و عیال کے چھوڑ کر چلا گیا اور دوسری جگہ وطن بنالیا ہے تب بھی دوسری جگہ ہی وطن سمجھا جائیگا۔ اور اگر بلا اہل و عیال کے وطن کو چھوڑ کر چلا گیا ہے اور دوسری جگہ وطن بنالیا ہے تو دونوں وطن سمجھے جائینگے۔ کذا فی البدائع

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا یہانتک کہ آپنے فرمایا جانو تم بیشک اللہ تعالیٰ نے تم پر جمعہ
فرض کیا یہانتک کہ آپنے فرمایا روز قیامت تک اب جو کوئی اُسکو میری زندگی میں یا میرے بعد
حقیر سمجھکر یا انکاری ہو کر چھوڑ دیگا۔ اور اُسکے واسطے امام عادل یا ظالم موجود ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکا
کام پراگندہ کر دیگا۔ اور اُسکو اُسکے کام میں برکت نہ دیگا۔ آگاہ ہو کہ نہ اُسکی نماز ہے نہ زکوٰۃ نہ
حج نہ روزہ نہ اور کوئی نیکی یہانتک کہ وہ توبہ کرے تو جو شخص توبہ کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کے
توبہ قبول فرمائیگا۔ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ ادائے جمعہ میں فتنہ جمعہ کے روک کیواسطے
حاکم عادل یا ظالم کافی ہے اور فتنوں کی روک کو اس میں دخل نہیں کیونکہ اگر امام مذکور سوائے
فتنہ جمعہ کے اور فتنوں کی روک کے لئے مقرر ہوگا تو بسبب فتنہ جمعہ کے جو جمعہ میں واقع ہوگا
صاحب جمعہ ادائے جمعہ میں معذور ہوگا۔ اور چونکہ امام کا ہونا مصر کے عوارض عارضیہ سے
ہے نہ ذاتیہ سے کیونکہ عوارض ذاتیہ سے حکومت اور حکومت کے عوارض سے امام کا ہونا ہے
تو امام کا ہونا عرض بعد العرض ہے۔ اور مصر کے عوارض ذاتیہ سے کوچہ و بازار اور بیع و شرا
ہیں کہ انکا زوال باعث زوال مصر ہے۔ لہذا امام کا ہونا جمعہ کی شرط نہیں ہوسکتا۔ بلکہ امام
کے ہونے سے یہ مقصود ہے کہ جمعہ میں فتنہ سے روک ہو اور آیت مذکورہ میں لفظ آمنوا
کا صراحتہ ایمان پر دلالت کرتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ آیت شریف کا حکم ہر وقت ہر
مسلمان کیواسطے ہے۔ اور اِسی لفظ سے التزاماً وقت تکلیف شرعی بلوغ اور عقل اور حریت[۱]
بھی سمجھا جاتا ہے کیونکہ تمام احکام شرعیہ مومن پر وقت تکلیف شرعی جاری ہوتے ہیں
جسکی حد مرد و عورت کیواسطے بلوغ یا پندرہ برس کا ہوجانا ہے۔ فتویٰ عورت کے لئے
بھی پندرہ سال کا ہے اور لفظ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ سے جو صیغہ امر ہے تحقیق وقوع فعل
سعی اور اتصال مراد ہے جو مفید تاکید ہے اسواسطے کہ فاسعوا اس آیت میں لفظ اذا کی جزا
ہے جو بلا فصل متصل واقع ہوئی ہے۔ اور اِس قسم کی شرط سے تاکید مقصود ہوتی ہے۔

[۱] یعنی آزاد ہونا ۱۲۔

اِسکے سوا یہ الفاظ صریح دلالت کرتے ہیں کہ ندا کے ہوتے ہی سعی ہونی چاہیئے تو معلوم ہوا
کہ اذان ہوتے ہی کاروبار موقوف کرکے نماز اور ذکر خدا کی کوشش میں مشغول ہونا چاہیئے
اور اس قسم کی سعی و کوشش ہر مومن مکلف پر وقت اذان سے ادائے نماز تک بالدوام
قیامت تک واجب ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اعلموا قَدْ فرض
علیکم الجمعة یعنی جان لو کہ یقینی تم پر جمعہ فرض کیا گیا۔ لفظ قد فرض سے جو بصیغہ ماضی ہے
تحقیق فعل اور وقوع و تاکید مراد ہے۔ کیونکہ قد واسطے تاکید کے موضوع ہے اور صیغہ ماضی
واسطے تحقیق کے اور لفظ الی یوم القیامہ سے دوام و استمرار معلوم ہوا یعنی جبتک وجود
مومن ہو جمعہ واجب ہے۔ اور لفظ فَاسْعَوا سے التزاماً لزوم جماعت مفہوم ہوتا ہے کیونکہ
انقسام جمع کا جمع کے مقابلہ میں واقع ہے جس سے اسکی فرضیت ہر واحد لازم الجماعت پر
ثابت ہے۔ اِس کے سوا لفظ حدیث قد فرض علیکم الجمعہ سے یہی جمیع مسلمانوں پر روز
قیامت تک فرضیت جمعہ ثابت ہے اسیواسطے جماعت ادائے جمعہ کے لئے شعار جمعہ میں
داخل ہے اور اسیواسطے بعض مسلمانوں کی نماز جمعہ بجماعت ادا کر لینے سے باقی مسلمانوں
کے ذمہ سے جمعہ ساقط نہیں ہوتا۔ کیونکہ جمعہ ہر شخص پر فرض ہے۔ ہاں اگر بعد اقامت جمعہ
کسی نے تنہا نماز پڑہی تو حرج نہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے وَقَدْ سُئِلَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ رَجُلٍ صَلَّى فِي بُسْتَانِهِ فُرَادَى
فَقَالَ لَا حَرَجَ إِذَا أَقَامَ شِعَارُ الْجُمُعَةِ بِغَيْرِهِ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اُس
شخص کی نسبت پوچھا گیا جس نے تنہا اپنے باغ میں نماز پڑھ لی تو فرمایا کچھ حرج نہیں جبکہ شعار
جمعہ اُسکے غیر قایم ہو چکا۔ یہ حدیث کتاب اشاعۃ الجمعہ میں ہے۔ اور نیز الفاظ آیت مذکورہ سے
التزاماً کئی چیزیں سمجھی جاتی ہیں منجملہ اُن کے ایک اسباب سعی یعنی صحت بدنی ہونا کیونکہ بغیر اُس
کے سعی نہیں ہو سکتی دوسرے گلیوں اور کوچوں کا ہونا کیونکہ موضع آباد کیواسطے ان کا
ہونا ضروری۔ اور نہونا غیر ممکن تیسرے عموم مکان سعی و ذکر و مسافت یعنی سعی اور ذکر کیلئے

مکان نے قید مسافت عام ہو کیونکہ کلام پاک میں سعی و ذکر مقید بمکان مخصوص نہیں اسی واسطے مواضع مختلفہ متعددہ میں بلا قید مسافت جمعہ جائز ہے۔ جیسا در مختار میں ہے تؤدّی فِی مِصْرٍ بِمَوَاضِعَ کَثِیْرَۃٍ مُطْلَقًا اَیْ بِلَا قُیُوْدٍ کَمَا ذَکَرَھَا الْبَعْضُ فَقَطْ۔ یعنی جمعہ ایک شہر میں کئی جگہ ادا کیا جا سکتا ہے۔ مطلقاً۔ یعنی بلا قید جیسا کہ فقط بعض نے اُسکو ذکر کیا ہے۔ چوتھے عموم ذکر کہ نماز اور غیر نماز سب کو شامل ہے لیکن نماز مخصوص المحل ہے کیونکہ نداء میں اُسکا ذکر ہو چکا۔ اور اگر عموم ذکر مراد رکھیں تو خطبہ جمعہ بھی سُننا واجب ہے تو وجوب خطبہ جمعہ ہمارے علمائے اسیجگہ سے بکمال تحقیق ثابت کیا ہے۔ پس عموم ذکر میں نماز و خطبہ دونوں کا مراد ہونا اولیٰ ہے۔ کہ حکم عموم و خصوص دونوں ادا ہو جائیں اور قید و ذروا البیع سے ترک بیع و شرا پر دلالت صریح ہے۔ اور التزاماً یہ لفظ ایسے بازار پر بھی دلالت کرتے ہیں۔ جو وہاں کے لوگوں کی ضرورت کو کافی ہو۔ اور بازار کیواسطے موضع آباد کا ہونا لازم ہے۔ کیونکہ بازار موضع آباد کی عوارض ذاتیہ سے ہے۔ اسواسطے کہ بسبب وجود بیع و شرا زوال بازار سے غیر ممکن ہے بلکہ اُسکے زوال سے زوال مصر لازم آئیگا۔ اس لئے کہ جہاں بازار نہیں وہ مصر بھی نہیں۔ تو مصر عبارت ایسی آباد موضع سے ہے جس میں کوچہ و بازار موجود ہوں اور ایسے مقام پر حاکم کا ہونا بسبب ضرورت حکومت اسکے عوارض عارضیہ سے ہے نہ ذاتیہ ہے۔ کیونکہ زوال حاکم سے زوال مصر لازم نہیں آتا پس وجود امام جو ہمارے بعض علمائے شرط کیا ہے بقاعدہ مذکورہ شرط نہیں ہو سکتا۔ البتہ بنا بر ضرورت رفع فتنہ جو مانع جمعہ ہو ایک حاکم ہونا چاہیئے خواہ باجماع مسلمین ہو یا باجماع مومنین موجودۃ الجماعۃ ہو کیونکہ وجود امام عوارض فتنہ سے ہے۔ اور فتنہ عوارض جمعہ سے لہذا وجود امام عرض لعد العرض ہے۔ شرط جمعہ کہ اُسکے عوارض ذاتیہ ہوتے ہیں۔ نہیں معلوم ہوتا۔ اور جماعت جمعہ کے لئے جو کم سے کم چار آدمیوں کی قید ہے وہ یہیں سے نکلتی ہے۔ کیونکہ الفاظ آمنوا۔ اور فاسعوا میں جمع کثرت کے صیغے ہیں جسکا اقل مرتبہ چار ہیں۔ اور اکثر مرتبہ

غیر متناہی۔ لہذا اقل مرتبہ جماعت جمعہ کے لئے چار آدمیوں کا ہونا ضرور ہے۔ اور یہی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مختار ہے۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے کہا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْجُمُعَۃُ وَاجِبَۃٌ عَلٰی کُلِّ قَرْیَۃٍ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْھَا اِلَّا اَرْبَعَۃٌ یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا کہ فرماتے تھے ہر قریہ پر جمعہ واجب ہے اگرچہ اُس میں سوا چار اشخاص کے اور نہ ہوں یعنی جس قریہ میں فقط چار ہی مسلمان مرد ہوں جب بھی جمعہ واجب ہے۔

اب سمجھنا چاہئے کہ جمعہ اپنے وجود فرضیت میں مستقل ہے۔ اِسواسطے کہ بصیغہ امر دلالت صریح سے ثابت ہے۔ اِسکی فرضیت غیر پر موقوف نہیں۔ اور جبکہ یہ خود مستقل ہے تو ادائے جمعہ فرض ظہر کی مسقط ہے۔ نہ ظہر مسقط جمعہ۔ اِسیواسطے ادائے جمعہ بعد ادائے ظہر بجائے خود ہے کہ نماز ظہر ساقط ہوئی اور جمعہ صحیح رہیگا۔ اور اگر ادائے جمعہ ظہر پر موقوف ہوتا تو جمعہ کے روز ظہر ادا کرنا بھی فرض ہوتا۔ کیونکہ بغیر موقوف علیہ کے موقوف صحیح نہیں ہوتا۔ جیسے ادائے نماز کی شرطیں کہ اُن کے زوال سے زوال مشروط ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ جمعہ فی نفسہ فرض مستقل ہے غیر پر موقوف نہیں اور حالت اضطرار میں بعض شروط کے ساقط ہونے سے ادائے فرض میں کچھ نقصان نہوگا جبتک کہ کل شرطیں نہ چھوٹیں چنانچہ ظاہر ہوچکا کہ ایسے مواضع میں جہاں کوچہ و بازار نہ ہوں۔ یا چھوٹی سی بستی ہو مگر وہاں بقدر جماعت مسلمان ہوں تو بحکم امیر یا قاضی یا باجماع مومنین حاضرین جمعہ جائز ہے۔ اِسیطرح فقدان[ف] امام و مصر و کوچہ و بازار و خطبہ۔ و اسباب سعی۔ و بلوغ و عقل و حریت سبب سقوط فرضیت جمعہ نہیں بلکہ مریض نابالغ و لایعقل و غلام کو بھی ادائے جمعہ جائز ہے۔

تفصیل مسائل مستنبط جمعہ از مسئلہ مذکورہ آیت شریف جمعہ

(۱) جمعہ فرض مستقل ہے۔ اسیواسطے جمعہ کے روز ظہر کی جماعت منع ہے۔ اور دوسرے فرضوں سے

ف یعنی نہ ہونا امام وغیرہ کا۔

زیادہ مؤکد۔ اُسکا ادا ہر مومن پر لازم جبتک عذر نہو۔ اُسکا ادا کرنا ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا
(۲) بسبب انکار و استخفاف ترک جمعہ موجب وعید ہے اُسکا کام پراگندہ اُسکی برکت مفقود
اُسکا روزہ۔ نماز۔ حج۔ زکوٰۃ غیر مقبول جبتک توبہ نکرے (۳) جو شخص بسبب وقوع فتنہ و فساد
ادائے معذور رہو تو تارک جمعہ نہ کہلائیگا اور داخلِ وعید نہوگا۔ (۴) امام عادل۔ یاجائے
شرط جمعہ نہیں ہے بلکہ عوارض عارضیہ جمعہ ہے کہ اُسکا وجود مقصود منع و فتنہ و فساد ادائے جمعہ سے
(۵) جبکہ امام و حاکم عادل یا جائز منع فتنہ و فساد جمعہ کے لئے نہو تو بالاتفاق و اجماع مومنین
موجودین جمعہ جائز ہے۔ (۶) شروط جمعہ میں سے کسی شرط کے اضطراراً ساقط ہوجانے سے جمعہ
کامل ادا ہوجاتا ہے۔ یہانتک کہ شرطوں میں سے ایک شرط اور کل میں سے ایک جزو بھی باقی رہجائے
(۷) جمعہ ہر مومن پر جب تک جو دو مومن پایا جائے واجب ہے۔ (۸) اگر مریض معذور نابالغ۔
لا یعقل غلام باوجود عذر شریک جماعت جمعہ ہوں یا جمعہ ادا کریں جمعہ جائز ہے۔ (۹) جمعہ
بالاتفاق مومنین ہر جگہ بلے قید مسافت جائز ہے۔ (۱۰) نماز جمعہ فرض مؤکد ہے اور سماعت
خطبہ واجب بسبب شمول عموم ذکر دونوں کا ادا کرنا اولیٰ۔ (۱۱) سقوط خطبہ سے فرضیت جمعہ
کی نہیں ساقط ہوتی۔ (۱۲) جمعہ لازم الجماعت ہے لہذا جماعت شعار جمعہ میں داخل ہے
(۱۳) بعد اقامت شعار جمعہ تنہا نماز مصلے کے اپنے محل میں کچھ حرج نہیں رکھتی بدلیل
حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ و باعتبار فرضیت ہر واحد پر۔ (۱۴) مریض و
معذور وعید بسبب عذر ادائے جمعہ سے معذور ہیں اور وعید سے محفوظ کیونکہ بدلیل فاسعوا
اسباب جو سعی یعنی صحت بدن وغیرہ التزاماً شروط جمعہ میں داخل ہیں۔ (۱۵) سقوط
اسباب مذکورہ سے سقوط جمعہ نہیں ہوتا۔ بلکہ با وصف عذر مذکورہ جمعہ ادا کرے تو جمعہ ادا
ہوجائیگا اور در صورت ترک معذور سمجھا جائیگا۔ (۱۶) بعد ندائے صلوٰۃ ترک بیع و شرا
کرکے ادائے صلوٰۃ و ذکر خدا اور اُسکے متعلق کاموں کے لئے سعی و استمرار ہر مومن مکلف
پر واجب ہے۔ (۱۷) نماز جمعہ ایک مصر میں مختلف مواضع میں بلے قید مسافت جائز ہے۔

(۱۸) مصر سے مراد یہاں ایسا موضع آباد ہے جسمیں کوچہ و بازار وہاں کی حسب حاجت ہوں۔
(۱۹) جماعت جمعہ کے لئے اقل مرتبہ چار کس مومن مکلف کا ہونا بس ہو کہ مختار امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہی ہے کیونکہ اقل مرتبہ کثرت کا چار ہیں اور اکثر اہن کا ناعتا ہی بدلیل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے (۲۰) فرضیت جمعہ اپنے وجود میں مستقل اور موکد ہو۔ اثبات فرضیت میں محتاج غیر نہیں۔ لہذا ابتدا ادائے ظہر جمعہ مسقط ظہر ہے۔ نہ بعد جمعہ ادائے ظہر مسقط جمعہ بلکہ اس ادائے ظہر سے قضائے عمری و نوافل میں محسوب ہونیکا امکان ہو (۲۱) کسی شرط کے اضطراراً ساقط ہو جانے سے اصل فرض میں نقصان نہیں آتا بلکہ بجائے شرط مذکورہ کوئی ارکان جو جز صلوٰۃ ہو قایم مقام کر کے فرض کر لیتے ہیں۔ (۲۲) جبکہ امام یا حاکم سوائے فتنہ جمعہ غیر فتنوں کے منع کے لئے مقرر ہوں تو مومن مکلف بسبب وقوع فتنہ ادائے جمعہ میں معذور ہو کر تارک جمعہ نہ کہلائیگا۔ اور داخل وعید نہ ہوگا۔ (۲۳) کوچہ و بازار موضع آباد کے عوارض ذاتیہ میں ہے کہ اُن کے زوال سے مصر کا زوال لازم ہو۔ اور حاکم بسبب ضرورت حکومت مصر کے لئے عوارض عارضی سے ہے (۲۴) جبکہ ادائے فرض غیر موقوف ہو تو سبب فروض میں داخل ہوگا۔ کیونکہ زوال شرط ادا سے کہ فرض ہے زوال مشروط مفروض لازم ہوگا۔ اِسیوجہ سے سقوط شرط ادائے نماز موجب فساد صلوٰۃ ہے۔ نماز جمعہ بخوف فوت تیمم سے درست نہیں۔

فضائل جمعہ

سب دنوں میں جمعہ کا دن بزرگتر ہے۔ یہ دن اُمت مرحومہ محمدیہ کے واسطے عید کا دن ہے اِسی دن کا لقب سید الایام ہے۔ اِسی مبارک دن میں سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے۔ اور اِسی دن میں وہ جنت سے زمین پر اُتارے گئے اور اِسی دن میں اُن کی روح پتلے سے جنت کیطرف پرواز فرمایا۔ اِسی دن میں قیامت کبریٰ قایم ہوگی۔ اور اِسی دن ہر آدمی اپنے نیک و بد اعمال کی جزا و سزا پائیگا۔

پس چاہیے کہ اس دن میں کثرت سے عبادت کریں کیونکہ اس دن کی عبادت بہ نسبت اور دونوں کے ستر درجہ ثواب زیادہ رکھتی ہے۔ اور اس دن اور رات میں اللہ تعالےٰ کے آزاد بندے ہیں جنکو ہر جمعہ کے جمعہ آتش دوزخ سے رہائی دیجاتی ہے۔ اور اس دن میں ایک ایسی ساعت ہے جس میں بے شبہ دعا قبول ہوتی ہے۔ وہ ساعت یا امام منبر پر خطبہ پڑھنے کے لیئے چڑھنے کی یا آخر ساعت روز جمعہ کی ہے۔ جمعہ کی یہ بھی فضیلت ہے کہ اسکو دو راتیں عنایت ہوئی ہیں یعنی جمعہ کے اول و آخر کی دونوں راتیں جمعہ میں شامل ہیں۔ پس اس دن کو غنیمت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ سمجھ کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود کی کثرت کرنا چاہیئے۔ کیونکہ درود شریف آلام اور مصائب کی دافع ہے اور بلیات کو دور کرنے والی ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَحَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

مسائل ضروری اور تعداد رکعت نماز جمعہ

جمعہ کی نماز ظہر کے وقت پڑھی جاتی ہے۔ اس روز بعد اذان قبل نماز جمعہ کے دنیاوی کاروبار کرنا منع ہے۔ نماز ہی کے اہتمام میں رہنا چاہیئے۔ نہا دھو کر مسواک کر کے کپڑے بدل کر خوشبو لگانی چاہیئے۔ پھر شہر کی سب سے بڑی مسجد میں نماز کے لئے جائے کہ بڑا ثواب ہے ورنہ محلہ کی مسجد میں پڑھے جب امام منبر پر بیٹھے تو امام کے سامنے اذان کہی جائے جب خطبہ شروع ہو تو مقتدی چپ چاپ بیٹھکر اسکو سنیں اول خطبہ کے وقت نماز کیطرح ہاتھ باندھ کر دوزانو با ادب بیٹھیں تو بہتر ہے۔ اور دوسرے خطبہ کے وقت دونوں ہاتھ دونوں زانوؤں پر رکھیں۔ کوئی نماز خواہ سنت یا نفل نہ پڑھیں اگر سنتیں قبل جمعہ نہ پڑھی ہوں تو خطبہ شروع ہو جانے کے بعد نہ پڑھے بلکہ بعد فرض جمعہ کے ان سنتوں کو پڑھے۔ ہر نماز کی سنتیں خواہ جمعہ ہو یا غیر جمعہ گھر پر پڑھنا بہتر ہیں اور امام دو خطبے پڑھے اول خطبہ پڑھ کر بقدر تین آیت پڑھنے کے منبر پر بیٹھ جائے اسوقت ہاتھ اٹھا کر دعا نہ مانگنی چاہیئے نہ امام کو

نہ مقتدی کو۔ اگر کوئی اپنے دلمیں دعا مانگے تو مضائقہ نہیں پھر امام کھڑا ہو کر دوسرا خطبہ
پہلے آواز سے ذرا آہستہ پڑھے۔ اور دوسرے خطبہ میں صحابہ کے فضائل و محامد پڑہے۔
اور اولی یہ ہے کہ خطبہ عربی زبان کا پڑہے۔ اُردو وغیرہ کے اشعار یا عبارت شامل نکرے
جب خطبے تمام ہوجائیں تو اقامت کہی جائے اور امام لوگوں کے ساتھ دو رکعت
فرض جمعہ پڑھائے۔ جمعہ کا خطبہ واجب ہے اگر یہ ترک ہو جائیگا تو نماز جمعہ صحیح نہ ہوگی
پھر خطبہ پڑہکر نماز پڑھے اور عیدین کا خطبہ سنت ہے اگر نہ پڑہا جائیگا تو نماز صحیح ہوگی۔
عورتونکو بوجہ فساد زمانہ جمعہ میں شامل ہونا نہ چاہیئے۔ اگر کوئی شخص جمعہ کی نماز میں
امام کے سلام پہیرنے سے پہلے حالت جلسہ میں جماعت میں آکر شامل ہو تو وہ بعد سلام
پھیرنے امام کے کھڑا ہو کر دو رکعتیں پڑھے جمعہ ادا ہو جائے گا۔ اور جسوقت وہ نماز میں
شامل ہو تو نیت جمعہ ہی کی کرکے شامل ہو نہ ظہر کی اگر ظہر کی نیت کرکے شامل ہوگا
تو اقتدا صحیح نہ ہوگی۔ مسافر۔ بیمار۔ غلام۔ عورت۔ لڑکا۔ دیوانہ۔ اندہا۔ لنگڑہ
پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ اِن کے سوا سب پر فرض ہے۔ جس شخص پر جمعہ فرض
نہیں ہے اور وہ جمعہ ادا کرے تو درست ہے یعنی اگر وہ جمعہ کی نماز پڑھ لیگا تو
اُسکا ظہر کا فرض ادا ہو جائیگا۔

تعداد رکعت نماز جمعہ

اکابر اور صلحا اور پیران طریقت کا یہ معمول دیکھا اور سُنا گیا ہے کہ جمعہ کے روز اوّل
چار رکعت سنت قبل از نماز جمعہ کی نیت سے پڑہتے ہیں۔ پھر امام کے ساتھ دو رکعت
فرض جمعہ پڑہتے ہیں۔ اِس کے بعد چار رکعت نماز سنت بعد از نماز جمعہ کے نیت سے
پڑہتے ہیں پھر چار رکعت فرض آخر ظہر کی نیت سے مگر چاروں رکعتیں بھری پڑھتے ہیں
پھر دو رکعت سنت بعد از نماز جمعہ کی نیت سے۔

خطبۂ جمعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدٰنَا

سب تعریف اللہ کو ہے سب تعریف اس اللہ کو جس نے ہمکو اس کی ہدایت کی اور اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت

اللّٰهُ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ

نہ پاتے اور گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اُسکا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ محمد اُسکے

وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اِعْلَمُوْا اَنَّ عَمَلَكُمْ كَثِيْرٌ كَثِيْرٌ

بندے اور رسول ہیں رحمت کرے اللہ اُن پر اور اُنکی آل اور اصحاب پر اور سلام بھیجے۔ جانو تم کہ تمہارے عمل بہت ہی بہت ہیں

وَبَدَنٌ ضَعِيْفٌ ضَعِيْفٌ ۝ وَسَفَرٌ طَوِيْلٌ طَوِيْلٌ ۝ وَزَادٌ قَلِيْلٌ قَلِيْلٌ ۝ وَصِرَاطٌ دَقِيْقٌ دَقِيْقٌ

اور بدن بہت ضعیف ہیں۔ اور سفر لمبا ہے اور توشہ بہت تھوڑا ہے اور پل صراط بہت باریک ہے

وَنَارٌ حَرِيْقٌ حَرِيْقٌ ۝ وَالْمِيْزَانُ ثَقِيْلٌ ثَقِيْلٌ ۝ وَيَقُوْلُ اٰدَمُ صَفِيُّ اللّٰهِ يَوْمَ

اور دوزخ بہت جلانیوالی ہے۔ اور میزان بہت بھاری ہے۔ اور آدم صفی اللہ قیامت کے روز

الْقِيَامَةِ يَا رَبِّ نَفْسِيْ نَفْسِيْ ۝ وَيَقُوْلُ نُوْحٌ نَبِيُّ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَا رَبِّ نَفْسِيْ نَفْسِيْ

کہیں گے اے رب میرے جان میری جان اور نوح اللہ کے نبی قیامت کے دن نفسی نفسی کہیں گے

وَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَا رَبِّ نَفْسِيْ نَفْسِيْ ۝ وَيَقُوْلُ اِسْمٰعِيْلُ

اور ابراہیم اللہ کے دوست قیامت کے دن نفسی نفسی کہیں گے۔ اور اسمٰعیل اللہ کے

ذَبِيْحُ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَا رَبِّ نَفْسِيْ نَفْسِيْ ۝ وَيَقُوْلُ يَعْقُوْبُ نَبِيُّ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

ذبیح قیامت کے دن نفسی نفسی کہیں گے۔ اور یعقوب اللہ کے نبی قیامت کے دن

يَا رَبِّ نَفْسِيْ نَفْسِيْ ۝ وَيَقُوْلُ يُوْسُفُ صِدِّيْقُ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَا رَبِّ نَفْسِيْ نَفْسِيْ

نفسی نفسی کہینگے۔ اور یوسف اللہ کے صدیق قیامت کے دن نفسی نفسی کہیں گے

وَيَقُوْلُ سُلَيْمَانُ صَاحِبُ الْمُلْكِ وَالنُّبُوَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَارَبِّ نَفْسِيْ نَفْسِيْ ۝

اور سلیمان بادشاہت اور نبوت کے مالک قیامت کے دن نفسی نفسی کہیں گے

اللهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَارَبِّ نَفْسِيْ نَفْسِيْ ۝ وَيَقُوْلُ مُوْسٰى

اور شعیب اللہ کے خطیب قیامت کے دن نفسی نفسی کہیں گے۔ اور موسیٰ

كَلِيْمُ اللهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَارَبِّ نَفْسِيْ نَفْسِيْ ۝ وَيَقُوْلُ عِيْسٰى رُوْحُ اللهِ يَوْمَ

اللہ کے کلیم قیامت کے دن نفسی نفسی کہینگے اور عیسیٰ اللہ کی روح قیامت کے

الْقِيٰمَةِ يَارَبِّ نَفْسِيْ نَفْسِيْ ۝ وَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَا

دن نفسی نفسی کہینگے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے

رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ ۝ بَارَكَ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَفَعَنَا وَ

دن امتی امتی فرمائینگے اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو قرآن شریف میں برکت دے اور ہم اور تم کو اپنی

اِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ قَدِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

نشانیوں اور ذکر سے نفع بخشے بیشک اللہ تعالیٰ سخی اور کریم اور قدیم اور بادشاہ اور نیکی کرنیوالا اور مہربان اور رحیم ہے

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ

سب تعریف اللہ کو۔ سب تعریف اللہ کو ہم اسکی تعریف کرتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں اور اس سے مغفرت مانگتے ہیں

عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِي

اور اسپر ایمان رکھتے ہیں اور اسپر بھروسہ کرتے ہیں اور اپنے نفس کی برائیوں اور اپنے برے اعمالوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں

اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ط وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ

اللہ جسکو ہدایت کرے اُسکا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور وہ جسکو گمراہ کرے اُسکا کوئی ہدایت کرنیوالا نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ

لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اُسکا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ محمد اُسکے بندے اور رسول ہیں رحمت اور سلام بھیجے اللہ

اَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ خُصُوْصًا عَلٰى اَفْضَلِ الصَّحَابَةِ وَاَوَّلِهِمْ بِالتَّصْدِيْقِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اُنپر اور اُنکی آل اور اصحاب پر خاصکر اُنپر جو صحابہ میں زیادہ بزرگ تھا اور ایمان میں اُن سے اوّل ہیں مسلمانوں کے بادشاہ

وَالْإِمَامِ الْأَصْدَقِيْنَ أَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رض ۰ وَعَلَى الشَّيْخِ النَّاطِقِ بِالْحَقِّ وَالصَّوَابِ
اور سچوں کے امام ابوبکر صدیق اور اوپر بزرگ حق اور سچ کہنے والے
أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِمَامِ الْعَادِلِيْنَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ ۰ وَعَلَى جَامِعِ سُوَرِ الْقُرْآنِ
مسلمانوں کے بادشاہ اور اہل انصاف کے امام عمر بن خطاب کے اور اوپر انکے جو جمع کرنیوالے ہیں
كَامِلِ الْحَيَاءِ وَالْإِيْمَانِ ۰ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِمَامِ الْأَوْرَعِيْنَ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ رض
سورتیں قرآن کی حیا اور ایمان میں کامل۔ مسلمانوں کے بادشاہ اور پرہیزگاروں کے امام عثمان بن عفان رض
وَعَلَى أَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ ۰ مُظْهِرِ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ ۰ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِمَامِ
اور اوپر اللہ کے شیر غالب عجیب و غریب اشیاء کے ظہور کی جگہ مسلمانوں کے بادشاہ اور بہادروں
الْأَشْجَعِيْنَ عَلِيِّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ ۰ وَعَلَى الْإِمَامَيْنِ الْهُمَامَيْنِ السَّعِيْدَيْنِ الشَّهِيْدَيْنِ
کے امام علیؓ بن ابی طالب کے اور اوپر دو اماموں بزرگ نیک شہید
الْمَرْحُوْمَيْنِ الْمَغْفُوْرَيْنِ أَبِيْ مُحَمَّدِ نِ الْحَسَنِ وَأَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنِ ۰ رَضِيَ اللّٰهُ
رحم کیے گئے بخشے ہوئے ابی محمد امام حسن اور ابو عبداللہ امام حسینؓ پر اللہ ان سے
تَعَالٰى عَنْهُمَا وَعَلٰى أُمِّهِمَا سَيِّدَةِ النِّسَاءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَعَلٰى
راضی ہو اور انکی والدہ عورتوں کی سردار فاطمہ زہرا پر اللہ تعالیٰ اُنسے راضی ہو اور آپ
عَمَّيْهِ الشَّرِيْفَيْنِ بَيْنَ النَّاسِ ۰ الْحَمْزَةِ وَالْعَبَّاسِ ۰ وَعَلَى السِّتَّةِ الْبَاقِيَةِ مِنَ
کے دونوں چچا بزرگ حمزہ اور عباس پر اور عشرہ مبشرہ میں سے چھ باقیوں
الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ وَسَائِرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ ۰
پر اور تمام صحابہ اور تابعین پر اُن سب پر اللہ تعالیٰ کی رضا ہے
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ
خداوندا سب مومنین اور مسلمین مرد اور عورتوں کو بخش جو زندہ ہیں اُن میں
وَالْأَمْوَاتِ ۰ إِنَّكَ مُجِيْبُ الدَّعَوَاتِ ۰ وَرَافِعُ الدَّرَجَاتِ ۰ وَقَاضِيُ الْحَاجَاتِ ۰ بِرَحْمَتِكَ
اور جو مردہ بیشک تو دعاؤں کا قبول کرنیوالا اور درجے بلند کرنیوالا اور حاجتیں پوری کرنیوالا ہے لئے

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا

ارحم الراحمین اپنی رحمت سے خداوندا جو شخص دین محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرے تو اسکی مدد کر اور ہمکو انہیں سے

مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

کر اور جو دین محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نقصان پہنچائے تو اسکو نقصان پہنچا۔ اور ہم کو اُن میں

عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى

سے نہ کر اے اللہ کے بندو تمپر اللہ رحم کرے بیشک اللہ حکم کرتا ہے عدل اور احسان کا اور قرابتوں کے

وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۝ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ

دینے کا اور بدی اور بُرائی سے منع کرتا ہے تم کو نصیحت کرتا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو اور بیشک اللہ

تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَكْبَرُ ؕ

کا ذکر بلند اور بہتر اور مرغوب اور بزرگ اور پورا مقصود اور بڑا اور بڑا ہے۔

اَلْخُطْبَةُ الْاُوْلٰى لِوَدَاعِ رَمَضَانَ

وداع رمضان کا پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِهٖ نَوْعَ الْاِنْسَانِ ۝ وَخَصَّ مِنْهُمْ بِمَزِيْدِ

سب تعریف اُس اللہ کو جس نے نوع انسان کو اپنی بہت سی مخلوق پر بزرگی دی اور انہیں اپنی حبیب

فَضْلِهٖ اُمَّةَ حَبِيْبِهٖ سَيِّدِ بَنِيْ عَدْنَانَ ؕ نَحْمَدُهٗ عَلٰى اَنْ جَعَلَنَا مِنْهُمْ وَنَزَّلَ عَلَيْنَا

سردار بنی عدنان کی اُمت کو اپنے زیادتی فضل کے ساتھ مخصوص کیا۔ ہم اس امر پر اُسکی تعریف کرتے ہیں کہ اُسنے

الْقُرْاٰنَ ؕ وَوَهَبَ لَنَا لَيْلَةَ الْقَدْرِ هِيَ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ وَّاَفْضَلُ اَجْزَآءِ الزَّمَانِ

ہمکو اُن میں سے کیا اور ہمپر قرآن اُتارا۔ اور شب قدر جو ہزار مہینوں سے بہتر اور اجزاء زمانہ میں افضل ہے ہمکو عطا کی

مَنْ اَقَامَهَا اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا نَالَ الْفَرَحَ وَالرِّضْوَانَ ؕ وَنَشْكُرُهٗ عَلٰى اَنَّهٗ جَعَلَ

جو شخص اُس رات میں ایمان اور ثواب کی نظر سے شب بیداری کرے تو وہ خوشی اور رضا پالے اور اسپر اُسکا شکر کرتے ہیں

أَفْضَلَ الشُّهُوْرِ شَهْرَ رَمَضَانَ ۝ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ

کہ اُسنے مہینوں میں ماہِ رمضان کو افضل کیا۔ جس میں قرآن نازل ہوا لوگوں کی ہدایت کرنے والا اور اُس

مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۝ أَشْهَدُ أَنَّهٗ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ خَلَقَ

میں ہدایت اور تمیز حق و باطل کی کھلی نشانیاں ہیں۔ گواہی دیتا ہوں کہ اُسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے کوئی اُسکا

الْخَلْقَ وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

شریک نہیں اُسنے مخلوقات کو پیدا کیا اور بیان سکھایا۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار اور آقا محمدؐ اُسکے بندے اور رسول ہیں

سَيِّدُ أَهْلِ الْبَوَادِيْ وَالْعُمْرَانِ ۝ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا الثَّقَلَانِ ۝ وَيَا أَيُّهَا الْحَاضِرُوْنَ

شہر اور جنگلوں کے رہنے والوں کے سردار اما بعد اے دو گروہ اور اے حاضرین

مِنَ الْإِنْسِ وَالْجَانِّ ۝ قَدْ مَضٰى أَكْثَرُ شَهْرِ رَمَضَانَ وَسَتَمُرُّ بَقِيَّتُهٗ كَمُضِيِّ

جن و انسان رمضان کا اکثر مہینہ گزر گیا اور باقی بھی ایک گھڑی کی

الْآنِ ۝ فَطُوْبٰى لِلسَّابِقِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ صَامُوْا نَهَارَهٗ عَنِ الشَّهَوَاتِ وَقَامُوْا

طرح گزر جائیگا تو خوشی اُن سابق اور اول لوگوں کو جنھوں نے اُس میں خواہشوں سے پرہیز کیا اور اُسکی

لَيَالِيَهٗ بِالْاِحْتِسَابِ وَالْإِيْمَانِ ۝ وَوَيْلٌ لِّلْمُتَخَلِّفِيْنَ الْبَاعِدِيْنَ ضَيَّعُوْهُ وَلَمْ

راتوں میں ایمان اور ثواب کی نظر سے شب بیداری کی اور خرابی اُن خلاف اور بعد کے لوگوں کی جنھوں نے اُس کو

يَعْرِفُوْا قَدْرَهٗ وَلَمْ يُخَلِّصُوْا نُفُوْسَهُمْ مِنْ عَذَابِ النِّيْرَانِ ۝ فَعَلَيْكُمْ أَنْ تَغْتَنِمُوْا

ضائع کیا اور اُسکی قدر نہ جانی اور اپنی جانوں کو عذاب دوزخ سے نہ چھڑایا۔ اب تم ضروری باقی اسکے ذیل

مَا بَقِيَ مِنْهُ وَوَدِّعُوْهُ بِأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ فَهَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ

کو غنیمت سمجھو اور اچھے اعمال کے ساتھ اُسکو رخصت کرو کہ احسان کا بدلا احسان کے سوا اور کچھ نہیں۔

وَمَا أَدْرَاكُمْ مَا هٰذَا الشَّهْرُ ذُو الْعِزَّةِ وَالْقَدْرِ وَعُلُوِّ الشَّانِ ۝ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ

اور تمہیں کیا خبر ہے کہ اس مہینے کی کیا عزت اور مرتبہ اور کتنی بڑی شان ہے۔ یہ وہ مبارک مہینہ ہے

تُفْتَحُ فِيْهِ أَبْوَابُ الْجِنَانِ ۝ فَالْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ لِشَهْرِ رَمَضَانَ ۝ شَهْرٌ

جس میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اس مہینے

تُغْلَقُ فِيْهِ اَبْوَابُ النِّيْرَانِ ۝ اَلْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ لِشَهْرِ رَمَضَانَ ۝ شَهْرٌ صَوْمُهٗ

اس مہینے میں دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں

نَهَارِهٖ جُنَّةٌ مِّنْ عَذَابِ النِّيْرَانِ ۝ اَلْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ لِشَهْرِ رَمَضَانَ ۝ شَهْرٌ

اس مہینے دن کا روزہ عذاب دوزخ سے بچاؤ ہے

قِيَامُ لَيْلِهٖ رَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۝ اَلْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ لِشَهْرِ رَمَضَانَ ۝ شَهْرٌ لِلصَّائِمِ

میں شب بیداری باعث راحت و سرور ہے اس مہینے کے روزے

فِيْهِ فَرْحَتَانِ ۝ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ الرَّحْمٰنِ ۝ اَلْوَدَاعُ وَ

رکھنے والے کو دو خوشیاں ہیں ایک خوشی تو افطار کے وقت اور ایک وقت ملاقات پروردگار۔

الْوَدَاعُ لِشَهْرِ رَمَضَانَ ۝ شَهْرٌ تُصْفَدُ فِيْهِ الشَّيَاطِيْنُ وَتُغَلُّ فِيْهِ مَرَدَةُ الْجِنِّ

اس مہینے میں شیطان قید کیے جاتے ہیں اور سرکش جن باندھ دیے

اَلْفِرَاقُ اَلْفِرَاقُ لِشَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرٌ مَنْ صَامَ فِيْهِ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ

جاتے ہیں اس مہینے میں جو ایمان اور ثواب کی نظر سے روزے رکھے تو اسکے اگلے

مِنَ الْعِصْيَانِ ۝ اَلْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ لِشَهْرِ رَمَضَانَ ۝ شَهْرٌ مَنْ قَامَ فِيْهِ اِيْمَانًا

گناہ بخشے جائیں۔ اس مہینے میں جو شخص ایمان

وَّاِحْتِسَابًا فَازَ بِالرَّوْحِ وَالرَّيْحَانِ ۝ اَلْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ لِشَهْرِ رَمَضَانَ ۝ شَهْرٌ

اور ثواب کی نظر سے شب بیداری کرے تو راحت و آرام پائے۔ اس مہینے

فِيْهِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ قِيَامُهَا خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ وَّنَجَاةٌ مِّنَ النِّيْرَانِ ۝ اَلْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ

میں شب قدر ہے جس میں جاگنا ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے اور دوزخ سے نجات۔

لِشَهْرِ رَمَضَانَ ۝ شَهْرٌ مَنْ اَدّٰى فِيْهِ النَّفْلَ وَجَدَ ثَوَابَ الْفَرْضِ وَمَنْ اَدّٰى

اس مہینے میں جو شخص نفل پڑھے تو ثواب فرض کا پائے اور جو فرض پڑھے

فِيْهِ الْفَرْضَ وَجَدَ ثَوَابَ سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً وَّاُبْشِرَ بِالْجِنَانِ ۝ اَلْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ

تو ستر فرضوں کا ثواب پائے اور جنت کی اس کو بشارت ہے۔

لِشَهْرِ رَمَضَانَ ۝ شَهْرٌ لِلّٰهِ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْهُ سِتُّمِائَةِ اَلْفِ عَتِيْقٍ مِّنَ النِّيْرَانِ ۝

اس مہینے کی ہر رات میں اللہ تعالیٰ کے چھ لاکھ دوزخ سے رہا شدہ ہیں۔

فَاِذَا كَانَ اٰخِرُ لَيْلَةٍ مِّنْهُ اَعْتَقَ اللّٰهُ بِعَدَدِ مَا مَضٰى وَاَفَاضَ الرَّحْمَةَ وَالرِّضْوَانَ ۝

پھر جب اسکی آخر رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ آزاد کر دیتا ہے گزرے ہوؤں کی برابر اور رحمت اور رضا

اَلْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ لِشَهْرِ رَمَضَانَ ۝ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالْمُؤَاسَاةِ وَشَهْرُ الْفَرَحِ

کا فیضان کرتا ہے۔ یہ مہینہ صبر اور غمخواری اور خوشی اور پورا عوض

وَالْمُكَافَاتِ وَشَهْرُ الْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ ۝ اَلْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ لِشَهْرِ رَمَضَانَ ۝

لینے اور بزرگی اور احسان کا ہے۔

شَهْرُ الْكَرَمِ وَالْجُوْدِ ۝ مَنْ عَرَفَ قَدْرَهٗ عَظُمَ قَدْرُهٗ فِي الْيَوْمِ الْمَشْهُوْدِ ۝ وَ

کرم اور بخشش کا مہینا ہے۔ جس نے اس کی قدر جانی قیامت کے روز اُس کی بڑی قدر ہوگی

دَخَلَ دَارَ الرِّضْوَانِ ۝ اَلْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ لِشَهْرِ رَمَضَانَ ۝ شَهْرٌ يُّنَادِيْ

اور جنت میں داخل ہوگا۔ اس مہینے میں ہر

فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْهُ مُنَادٍ بِاِذْنِ رَبِّهٖ هَلْ مِنْ دَاعٍ فَاُجِيْبَهٗ هَلْ مِنْ مُّسْتَرْزِقٍ

رات ایک منادی اللہ کے حکم سے ندا کرتا ہے کہ کیا کوئی دعا مانگنے والا ہے کہ میں قبول کروں

فَاَرْزُقَهٗ هَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهٗ وَاُفِيْضَ عَلَيْهِ سِجَالَ الْاِمْتِنَانِ اَلْوَدَاعُ

کوئی روزی مانگنے والا ہے کہ میں اُس کو روزی دوں کوئی مغفرت مانگنے والا ہے کہ میں اُسکو بخشوں

وَالْوَدَاعُ لِشَهْرِ رَمَضَانَ ۝ شَهْرٌ كَمْ تُقْضٰى فِيْهِ حَوَائِجُ الْمُحْتَاجِيْنَ وَيُجَابُ

اور اُس پر احسان کروں یہ مہینہ محتاجوں کی حاجت برآری کا ہے اور دعا قبول

دُعَاءُ الدَّاعِيْنَ وَتُعْتَقُ الرِّقَابُ مِنَ النِّيْرَانِ ۝ اَلْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ لِشَهْرِ

ہونے کا اور دوزخ سے نجات پانے کا

رَمَضَانَ ۝ شَهْرُ التَّسَابِيْحِ وَالتَّرَاوِيْحِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ ۝ اَلْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ

تسبیح اور تراویح اور قرآن پڑھنے کا مہینہ ہے۔

لِشَهْرِ رَمَضَانَ ۝ أَيُّهَا الْإِخْوَانُ وَالْخُلَّانُ ۝ اُشْكُرُوا اللّٰهَ بِصَمِيْمِ الْقَلْبِ وَخُلُوْصِ

اے بھائیو اور اے دوستو دل سے اور سچی زبان سے اللہ کا شکر کرو

اللِّسَانِ عَلٰى أَنَّهٗ قَدْ أَحْسَنَ إِلَيْكُمْ بِهٰذَا الشَّهْرِ الشَّرِيْفِ جَلِيْلِ الشَّانِ ۝

کہ اُس نے تم پر اس بزرگ بڑی شان والے مہینے کا احسان کیا

يَا عَجَبَاهُ لِلْمِسْكِيْنِ كَيْفَ يَعْصِيْ فِيْ هٰذَا الشَّهْرِ وَلَا يَكْتَسِبُ الْمَغْفِرَةَ وَيَا أَسَفَاهُ

مسکین انسان پر بڑا تعجب ہے کہ وہ کیسے اس مہینے میں گناہ کرتا ہے اور اسباب مغفرت حاصل

عَلٰى مَنْ فَوَّتَ مِنْ هٰذَا الشَّهْرِ نَصِيْبَهٗ وَوَاحَسْرَتَاهُ عَلٰى مَنْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ فِيْ

نہیں کرتا اور بڑا افسوس اُس پر جو اس مہینے میں اپنا نصیب کھوتا ہے اور بڑی حسرت اُس پر جو ان دنوں

هٰذِهِ الْأَيَّامِ بِتَرْكِ التَّوْبَةِ وَوَاخَيْبَتَاهُ لِمَنْ لَمْ يَتَيَقَّظْ فِيْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ

میں توبہ نہ کرکے اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔ اور بہت افسوس ہے اُس پر جو ان دنوں میں

مِنَ الْغَفْلَةِ وَلَمْ يَدَعِ الزُّوْرَ وَاللَّغْوَ وَالرَّفَثَ وَالْعِصْيَانَ ۝ أَتَحَقَّقَ لِلْمَغْرُوْرِ

غفلت سے ہوشیار رہو اور مکر اور بیکار امور اور بدکاری اور گناہ کو نہ چھوڑے۔ کیا مغرور کو

أَنْ يُّدْرِكَ مِثْلَ هٰذَا الْعَامِ أَمَا يَخَافُ أَنْ يُّدْرِكَهُ الْمَوْتُ فِيْ هٰذَا الْعَامِ أَمَا

یہ تحقیق ہے کہ آئندہ سال کو پائیگا۔ کیا اُسکو یہ خوف نہیں کہ اس سال میں اُسکو موت آجائیگی کیا

يَعْلَمُ أَنَّ الْمَوْتَ يُفَاجِيْ لَا يُرْسِلُ مُخْبِرًا وَّلَا يُنَادِيْ أَمَا يَعْلَمُ أَنَّ كَأْسَ الْمَوْتِ

یہ نہیں جانتا کہ موت ناگہاں آجاتی ہے نہ کوئی مخبر بھیجتی ہے نہ پکارتی ہے کیا یہ نہیں جانتا کہ موت

دَائِرٌ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَكُلُّ مَوْجُوْدٍ فَانٍ ۝ أُقْسِمُ بِاللّٰهِ عَلَيْكُمْ أَنْ تَغْتَنِمُوْا مَا

ہر شے پر آنیوالی ہے ہر موجود کو فنا ہے۔ میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ اس مہینے کے

بَقِيَ مِنْ هٰذَا الشَّهْرِ وَلَا تُضَيِّعُوْهُ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّرْحَمَكُمْ وَيُجِيْرَكُمْ مِّنَ الْخُسْرَانِ

باقی ایام کو غنیمت سمجھو اور اُن کو بیکار نہ کرو شاید اللہ تم پر رحم کرے اور تمہارے نقصان کا عوض

آهٍ عَلٰى عُمْرٍ ضَيَّعْنَاهُ آهٍ آهٍ عَلٰى عُمْرٍ أَتْلَفْنَاهُ آهٍ آهٍ عَلٰى ذَهَابِ شَهْرِ رَمَضَانَ ۝

کردے۔ افسوس اُس زندگی پر جسکو ہمنے ضائع کیا۔ افسوس اُس عمر پر جسکو ہمنے برباد کیا افسوس رمضان کے جانے پر

اشعار

سَلَامٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ كُلَّ اٰوَانٍ	عَلٰى خَيْرِ شَهْرٍ قَدْ مَضٰى وَزَمَانٍ
اللہ کی طرف سے ہر گھڑی سلامتی	بہتر مہینے اور زمانہ پر جو گزرا
سَلَامٌ عَلٰى شَهْرِ الصِّيَامِ فَاِنَّهُ	اَمَانٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ اَىُّ اَمَانٍ
ماہِ رمضان پر سلامتی کہ وہ	عذاب الٰہی سے کیسی بڑی امان ہے
لَئِنْ فَنِيَتْ اَيَّامُكَ الْغُرُّ بَغْتَةً	فَمَا الْحُزْنُ عَنْ قَلْبِىْ عَلَيْكَ بِفَانٍ
اگر تیرے اچھے دن یکایک فنا ہو جائیں	تو اُن کے سبب سے مجکو تیرے حال پر کس قدر رنج ہو

كَيْفَ لَا تَجْرِىْ لِلْمُؤْمِنِ عَلٰى فِرَاقِهٖ دُمُوْعٌ وَهُوَ لَا يَدْرِىْ هَلْ بَقِىَ فِىْ عُمْرِهٖ اِلَيْهِ رُجُوْعٌ۔ اَلْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ لِشَهْرِ رَمَضَانَ۔

اسکے جانے پر کیوں مسلمان کے آنسو نہیں بہتے حالانکہ اُسکو یہ بھی علم نہیں کہ اپنی عمر میں پھر وہ اُس کو پائیگا۔

اشعار

وَهَالَ الْفِرَاقُ فَمَا تَصْنَعُ	اَتَصْبِرُ لِلْبَيْنِ اَمْ تَجْزَعُ
اور ڈرایا فراق نے تو تو کیا کرے گا	آیا فراق پر صبر کریگا یا روئیگا
اِذَا كُنْتَ تَبْكِىْ وَهُمْ جِيْرَةٌ	فَكَيْفَ يَكُوْنُ اِذَا وَدَّعُوْا
جب تو اُنکے ہمسایہ ہونیکی حالت میں روتا ہے	تو جب وہ رخصت ہوں گے تو کیا ہوگا؟

اشعار

تَذَكَّرْتُ اَيَّامًا مَضَتْ وَلَيَالِيًا	خَلَتْ فَجَرَتْ مِنْ ذِكْرِهِنَّ دُمُوْعٌ
گزرے ہوئے دنوں اور راتوں کو	یاد کرتا ہوں تو اُنکے ذکر سے آنسو جاری ہوتے ہیں
اَلَا هَلْ لَنَا يَوْمًا مِّنَ الدَّهْرِ عَوْدَةٌ	وَهَلْ لِّىْ اِلٰى وَقْتِ الْوِصَالِ رُجُوْعٌ
خبردار ہو کیا ہمارے واسطے کوئی زمانہ کا دن لوٹے گا	اور کیا وقت وصال تک میرے واسطے رجوع ہے
وَهَلْ بَعْدَ اِعْرَاضِ الْحَبِيْبِ تَوَاصُلٌ	وَهَلْ لِّبُدُوْرٍ قَدْ اَفَلْنَ طُلُوْعٌ
اور کیا بعد اعراض معشوق کے وصل ہے	اور کیا چاند ڈوبنے کے بعد طلوع ہے

اَللّٰهُمَّ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ ۝ اِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ كَانَ مُؤْنِسَنَا وَرَفِيْقَنَا وَشَفِيْعَنَا وَبَشِيْرَنَا

خداوندا اے اللہ اے رحمٰن یہ مہینہ بیشک ہمارا مونس اور رفیق اور شفیع اور بشارت دینے والا

قَدْ اٰذَنَ بِالرَّحِيْلِ ۝ وَمَا بَقِيَ مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ وَقَدْ صُمْنَا فِيْهِ وَقُمْنَا اِتِّبَاعًا لِاَمْرِكَ

کوچ کرنے والا ہے اور تھوڑا ہی باقی رہ گیا ہے اور ہمنے تیرے حکم کی تابعداری اور تیرے نبی کی

وَاُمَّتِنَا لِشَرِيْعَةِ نَبِيِّكَ فَلَا تُهْلِكْنَا بِذُنُوْبِنَا وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْمَحْرُوْمِيْنَ

شریعت کی فرمانبرداری کے سبب اس میں روزہ رکھے اور شب بیداری کی تو تو ہمارے گناہوں کے سبب ہمکو ہلاک نہ کر اور ہمکو

الْمَطْرُوْدِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا جَمِيْعَ خَطَايَانَا وَذُنُوْبَنَا وَاَجِرْنَا مِنَ النِّيْرَانِ ۝

محروم اور مردود لوگوں میں سے نہ کر اور ہماری سب خطائیں اور گناہ بخش اور دوزخ سے بچا

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّبِّ الْعَلِيْمِ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ وَاِذَا سَاَلَكَ

اور سب تعریف اللہ پروردگار علیم کو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور جب میرے

عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۝ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۝

بندے مجھکو تجھ سے پوچھیں تو بیشک نزدیک ہوں جب پکارنے والا پکارتا ہے تو میں جواب دیتا ہوں۔

اَلْخُطْبَةُ الثَّانِيَةُ وَدَاعُ رَمَضَانَ

وداع رمضان کا دوسرا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْكَرِيْمِ الْجَلِيْلِ ۝ اَلَّذِيْ خَلَقَ الْخَلْقَ وَبَعَثَ مِنْهُمْ رُسُلًا وَّاَنْبِيَاءَ

سب تعریف اللہ کریم بزرگ کو جس نے مخلوق کو پیدا کیا اور انہیں سے رسول اور انبیا

ذَوِي الْمَهَابَةِ وَالتَّبْجِيْلِ ۝ نَحْمَدُهٗ حَمْدًا كَثِيْرًا عَلٰى اَنْ شَرَّفَنَا بِاَنْ جَعَلَنَا

بزرگی اور خوف والے بھیجے ہم اسکی اس پر بہت تعریف کرتے ہیں کہ اسنے ہمکو یہ شرافت دی کہ

مِنْ اُمَّةِ حَبِيْبِهٖ وَصَفِيِّهٖ مُكَمِّلِ قَصْرِ النُّبُوَّةِ بِحُسْنِ التَّكْمِيْلِ ۝ وَنَشْكُرُهٗ

اپنے حبیب اور برگزیدہ خاتم النبیین کی امت میں کیا جو قصر نبوت کی اچھی تکمیل کرنیوالے ہیں اور اسپر شکر

عَلٰى اَنْ فَضَّلْنَا بَعْضَ الشُّهُوْرِ عَلٰى بَعْضٍ وَّاَدَارَ عَلَيْنَا مِنَ الشُّهُوْرِ الْفَاضِلَةِ

کرتے ہیں کہ ہمارے لیے بعض مہینوں کو بعض پر بزرگی دی اور بزرگ مہینوں میں سے

رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَرَمَضَانَ وَفَضَّلَهٗ اَكْبَرَ تَفْضِيْلٍ ۝ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

رجب اور شعبان اور رمضان پھیر لایا اور رمضان کو بڑی بزرگی دی ہے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی

وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نِدَّ لَهٗ وَلَا ضِدَّ لَهٗ وَلَا مَثِيْلَ ۝ وَاَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا

معبود نہیں وہ ایک ہے اُسکا کوئی شریک نہیں اور نہ شریک اور نہ اُسکا مقابل اور مثل ہے۔ اور ہمارے سردار اور مولانا

مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَاحِبُ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَالْعِزِّ الْجَمِيْلِ ۝ صَلَّى اللّٰهُ

محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکے بندے اور رسول ہیں مقام محمود اور بڑی عزت کے صاحب رحمت کرے

عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْهَادِيْنَ اِلٰى سَوَاءِ السَّبِيْلِ ۝ اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ هٰذَا

اللہ اُن پر اور اُن کی آل پر اور اصحاب پر جو سیدھا رستہ بتانے والے ہیں امابعد اے لوگو یہ مبارک

شَهْرٌ مُّبَارَكٌ ۝ قَدْ مَنَّ عَلَيْكُمْ بِهٖ رَبُّكُمْ تَعَالٰى وَتَبَارَكَ ۝ مَنْ اَتٰى فِيْهِ بِحَسَنَةٍ

مہینہ ہے اللہ تعالےٰ نے اس کے ساتھ تم پر احسان کیا ہے جو شخص اس میں ایک نیکی

كُتِبَتْ لَهٗ اَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۔ وَفَازَ بِالدَّرَجَاتِ الْمُتَصَاعِدَةِ فَاجْتَهِدُوْا فِيْهِ

کریگا اُسکے واسطے چند در چند لکھی جائینگی اور بلند درجے پائیگا تو اس میں نیک

بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ ۔ وَاجْتَنِبُوْا فِيْهِ الْاَفْعَالَ الْفَاحِشَةَ ۔ وَهٰذَا يَوْمُ الْجُمُعَةِ

عملوں کی کوشش کرو اور برائیوں سے بچو اور یہ رمضان میں

مِنْهُ مُبَارَكٌ قَدْ فَاقَ عَلٰى جَمِيْعِ الدُّهُوْرِ ۝ وَفَاقَ بِاللَّطَائِفِ وَالسُّرُوْرِ ۝ فَاَكْثِرُوْا

مبارک دن جمعہ کا ہے کہ زمانہ کے جمعوں پر فائق ہوا اور لطف وسرور کی وجہ سے فوقیت لے گیا

فِيْهِ الصَّلٰوةَ وَالسَّلَامَ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنَامِ ۝ وَاَصْحَابِهِ الْغُرِّ الْكِرَامِ وَادْعُوا اللّٰهَ

تو اُس دن سرور کائنات اور اُنکے صحابہ پر بہت درود و سلام بھیجو اور اللہ سے

فِيْهِ فَاِنَّ الدُّعَاءَ فِيْهِ مُسْتَجَابٌ ۝ وَاسْتَغْفِرُوْهُ مِمَّا مَضٰى وَمَا بَقِيَ فَاِنَّ

دعا کرو کہ اس روز دعا قبول ہوتی ہے اور گزرے ہوئے اور آئندہ گناہوں سے اسمیں مغفرت

الْاِسْتِغْفَارَ فِيْهِ يَمْحُو الذُّنُوْبَ عَنِ الْكِتَابِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا

مانگو کہ اس دن مغفرت مانگنا لوح محفوظ سے گناہوں کو محو کر دیتا ہے۔ خداوندا ہمارے سردار اور آقا

مُحَمَّدٍ شَفِيْعِ الْعُصَاةِ وَمُطَهِّرِهِمْ مِّنَ الذُّنُوْبِ۔ وَدَافِعِ هُمُوْمِهِمْ وَكَاشِفِ الْكُرُوْبِ

محمدؐ پر جو گنہگاروں کے شفیع اور اُنکو گناہوں سے پاک کرنیوالے اور اُن کے رنج وغم دور کرنیوالے ہیں ہمیشہ

صَلٰوةً دَائِمَةً بِدَوَامِ مُلْكِكَ بَاقِيَةً بِبَقَائِكَ۔ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ

رحمت بھیج جب تک تیرا ملک ہے اور جب تک تجھکو بقا ہے اور سب انبیاء و مرسلین

وَجَمِيْعِ الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ وَعَلٰى جَمِيْعِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ۔ وَسَائِرِ

اور سب ملائکہ مقربین پر رحمت نازل فرما۔ اور سب صحابہ اور تابعین پر اور سب اپنے

عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ۔ لَاسِيَّمَا عَلَى الْبَدْرِ التَّامِّ ۝ اَوَّلِ مَنْ دَخَلَ فِي الْاِسْلَامِ

نیک بندوں پر خصوصًا ماہ چہاردہم پر جو سب سے پہلے ایمان لائے

رَفِيْقِ الْمُصْطَفٰى فِي الْغَارِ ۝ صَاحِبِ الْعِزِّ وَالْاِفْتِخَارِ ۝ اَفْضَلِ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ

غار میں حبیب خدا کے رفیق صاحب عزت وافتخار بتحقیق انبیا کے بعد بہترین بشر

بِالتَّحْقِيْقِ ۝ سَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ ۝ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ۝ وَ

ہمارے سردار عبد اللہ ابو بکر صدیق اللہ تعالےٰ اُن سے راضی ہو

عَلٰى صَاحِبِ الْعَدْلِ وَالْاِحْتِسَابِ ۝ مُزَيِّنِ الْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَابِ ۝ اَلَّذِيْ كَانَ

اور اوپر صاحب عدل اور بدلا لینے والے کے منبر اور محراب کو زینت دینے والے جن کی رائے

رَاْيُهٗ مُوَافِقًا لِاُمِّ الْكِتَابِ ۝ سَيِّدِنَا عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ ۝ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

قرآن شریف کے موافق ہے ہمارے سردار عمر بن الخطاب اللہ تعالےٰ اُن سے راضی ہو

وَعَلٰى صَاحِبِ الْحَيَاءِ وَالْعِرْفَانِ ۝ اَلَّذِيْ تَسْتَحْيِيْ مِنْهُ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمٰنِ

اور اوپر صاحب حیا وعرفان کے جنسے اللہ کے فرشتے شرماتے ہیں

جَامِعِ اٰيَاتِ الْقُرْاٰنِ ۝ كَمِثْلِ التَّرْتِيْبِ فِيْ لَوْحِ الْمَنَّانِ ۝ سَيِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ

لوح محفوظ کی ترتیب کے مثل قرآن کی آیتیں جمع کرنے والے ہمارے سردار عثمان بن عفان

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ - وَعَلٰى اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ ۝ ذِي الْمَنَاقِبِ وَالْمَنَاصِبِ ۝ سَيِّدِنَا

اللہ تعالے اُن سے راضی ہو اور اوپر اسد اللہ غالب کے جو صاحب ہیں مناقب اور مراتب کے

عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ ۝ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ - وَعَلَى السِّبْطَيْنِ النَّيِّرَيْنِ ۝ السَّيِّدَيْنِ

سیدنا علی بن ابی طالب اللہ تعالے اُنکا منہ بزرگ کرے اور اوپر دونوں نواسوں روشن کے جو

الْاَنْوَرَيْنِ ۝ سَيِّدِنَا الْحَسَنِ وَسَيِّدِنَا الْحُسَيْنِ ۝ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَ

سردار ہیں صاحب نور سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ اللہ تعالے دونوں سے راضی ہو اور

عَلٰى اُمِّهِمَا سَيِّدَةِ النِّسَاءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا - وَعَلٰى سَائِرِ

اُن کی والدہ عورتوں کی سردار فاطمہ زہرا پر اللہ تعالے اُن سے راضی ہو اور رسول اللہ

بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَجَمِيْعِ اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب بیٹیوں پر اور اُن کی سب بیبیوں پر اور ذریت پر

وَعَلٰى عَمَّيْهِ الْمُعَظَّمَيْنِ الْمُكَرَّمَيْنِ بَيْنَ النَّاسِ ۝ الْمُنَزَّهَيْنِ مِنَ الدَّنَسِ وَ

اور دونوں چچوں پر جو معظم اور لوگوں میں بزرگ ہیں نجاست اور پلیدیوں سے پاک ہیں

الْاَرْجَاسِ ۝ سَيِّدِنَا حَمْزَةَ وَسَيِّدِنَا الْعَبَّاسِ ۝ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَ

سیدنا حمزہ اور سیدنا عباس اللہ تعالے اُن دونوں سے راضی ہو

عَلٰى سَائِرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ ۝ وَمَنْ تَبِعَهُمْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ

اور باقی صحابہ اور تابعین پر اور قیامت تک جو اُن کی تابعداری کرے خداوندا جو

مَنْ نَصَرَ دِيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ

شخص سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی مدد کرے تو اُس کی مدد کر اور ہمکو اُن لوگوں

مَنْ خَذَلَ دِيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ

میں سے کر اور جو سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو نقصان پہنچائے تو اُسکو نقصان پہنچا اور

اَهْلِكِ الْكَفَرَةَ وَالْمُبْتَدِعَةَ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ

ہمکو اُن میں سے نہ کر۔ خداوندا کافروں اور بدعتیوں اور مشرکوں کو ہلاک کر اور ہمکو ظالم لوگوں میں سے نہ کر

اَللّٰهُمَّ شَتِّتْ شَمْلَهُمْ۔ اَللّٰهُمَّ فَرِّقْ جَمْعَهُمْ۔ اَللّٰهُمَّ دَمِّرْ دِيَارَهُمْ۔ اَللّٰهُمَّ خَرِّبْ

خداوندا اُن کے گروہ کو پراگندہ کر۔ خداوندا اُن کی جماعت کو متفرق کر۔ خداوندا اُنکے شہروں کو ہلاک کر

بِلَادَهُمْ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِيْنَا وَلِمَشَايِخِنَا وَلِاَحْبَابِنَا وَلِجَمِيْعِ اُمَّةِ

خداوندا اُنکی بستیوں کو اُجاڑ کر۔ خداوندا ہم کو اور ہمارے ماں باپ کو اور مشائخ کو اور دوستوں کو اور ہمارے

نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا وَعَافِنَا وَاجْبُرْنَا وَانْصُرْنَا وَاعْفُ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب امت کو بخش۔ خداوندا ہم کو ہدایت کر اور صحت دے اور نقصان

عَنَّا وَتَجَاوَزْ عَنَّا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَيَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِمُنْشِئِ

کا بدلا عنایت کر اور ہماری مدد کر اور ہم کو معاف کر اور ہم سے درگزر فرما اے رحم والوں میں زیادہ رحم والے

هٰذِهِ الْخُطَبِ الْمَذْكُوْرَةِ وَنَجِّهِ مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ۔ اَعُوْذُ

اور اے بزرگوں میں زیادہ بزرگ۔ خداوندا ان خطبوں کے بنانے والے کو بخش اور دنیا و آخرت کی رسوائی سے

بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ

اُسکو نجات دے۔ شیطان مردود سے اللہ سننے والے جاننے والے کی پناہ مانگتا ہوں۔ بیشک اللہ عدل

وَاِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

اور احسان کا حکم کرتا ہے اور قرابتوں کے دینے کا اور بُرے کام اور بُرائی اور بغاوت سے منع کرتا ہے تمکو نصیحت

اُذْكُرُوا اللّٰهَ الْعَظِيْمَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى

کرتا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اللہ کو یاد کرو وہ تم کو یاد کرے گا اور اُس سے دعا کرو وہ قبول کرے گا

وَاَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ وَاَكْبَرُ ٭

اور البتہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بلند اور بہتر اور غالب اور بزرگ اور پورا مقصود اور بڑا ہے ٭

نماز عیدین کا بیان

نماز عیدین کی واجب ہے اور اُس میں نہ اذان اور نہ تکبیر ہے۔ بعد تکبیر تحریمہ کے سبحانک پڑھکے تین
تکبیریں کہے۔ ہر تکبیر میں ہاتھ کانوں تک اُٹھائے۔ جیسے بوقت تکبیر تحریمہ کے اُٹھاتا ہے۔ اور درمیان دو

تکبیروں کے ہاتھ نہ باندھے اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھے اعوذ باللہ بسم اللہ الحمد اور سورت
پڑھے اور دوسری رکعت میں جب قرأت سے فارغ ہو تین تکبیریں کہے اور ہاتھ کانوں تک اٹھائے
اور درمیان دو تکبیروں کے ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی تکبیر کے بعد اللہ اکبر کہکر رکوع میں جائے
اور دونوں رکعتوں کے تمام کرنے کے بعد خطبہ پڑھے مثل خطبہ جمعہ کے لیکن جمعہ میں خطبہ پڑھنا فرض
ہے اور عیدین میں سنت ہے اور نماز و خطبہ کے درمیان میں دعا نہ مانگنی چاہیے بلکہ نماز کے
بعد اُسکے متصل ہی خطبہ پڑھے پھر دعا مانگے - اور درمیان دو تکبیروں کے بقدر تین بار سبحان اللہ
کہنے کے ٹھہرنا چاہیے - مسئلہ عید کی نماز اسی پر واجب ہے جس پر جمعہ فرض ہے مسافر اور
غلام اور مریض اور عورت پر واجب نہیں - اندھے اور لنگڑے پر واجب نہیں اور اُسکے ادا کے
لیے جماعت اور شہر شرط ہے اور سلطان بھی شرط ہے لیکن مراد سلطان سے یہ ہے کہ باعث انتظام
ہو - اجماع میں بسبب اُس کے انتظام کے دنگہ فساد نہو - جامع الرموز میں لکھا ہے اگرچہ سلطان
کافر ہو اقامت جمعہ چاہیے اور فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے کہ جن بلاد کے حاکم کفار ہیں وہاں کے
مسلمان نماز جمعہ کی پڑھیں - مسئلہ عید کے دن مستحب ہے کہ آدمی غسل کرے اور مسواک کرے
اور خوشبو لگائے اور اچھے کپڑے پہنے اور عیدگاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرے - اور
وہ نصف صاع گیہوں ہیں - یا ایک صاع جَو - اور ایک صاع کے دو سو ستر تولے ہوتے ہیں - اور نصف
صاع کے ایک سو پینتیس تولے اپنے شہر کے سیر کا اسی کے موافق حساب کرکے ادا کرے اپنی طرف سے
اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے - اور لونڈی غلام کی طرف سے بشرطیکہ مقدور رکھتا ہو - ساڑھے
باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کی مالیت کا - زائد حوائج اصلی سے - اور اس قدر
یا اس سے زیادہ قرض دار نہ ہو - حوائج اصلی سے مراد رہنے کا مکان - اور پہننے کے کپڑے اور خانہ
داری کا ضروری اسباب ہے - مسئلہ زکوٰۃ[1] میں شرط ہے کہ بغیر برس گزرنے زکوٰۃ لازم

[1] زکوٰۃ دینے میں نیت شرط ہے اور جس کے پاس مال نصاب سے کم ہو اُس پر زکوٰۃ نہیں - رہنے کے گھروں - پہننے کے
کپڑوں، خدمت کے غلاموں، سواری کے جانوروں، لڑائی کے ہتھیاروں، کسب کے اوزاروں - پڑھنے کی کتابوں

نہیں آتی اور سونا اور چاندی کے سوا مواشی میں جنگل کا چُگنا شرط ہے۔ اور مال میں نیت تجارت کی۔ سو صدقۂ فطر میں یہ تینوں باتیں شرط نہیں ہیں۔ صبح عید کو جو شخص کہ قدر نصاب کا مالک ہو۔ اگرچہ اُسکے مال پر برس دن نہ گزرا ہو یا مواشی ہوں کہ جنگل میں نہ چُگتی ہوں یا اور مال ہو اور نیت تجارت کی نہ ہو صدقۂ فطر لازم آئیگا **مسئلہ** عید الفطر میں مستحب ہے کہ عیدگاہ جانے سے پہلے کچھ کھالے چھوہارا[۱۵] کھانا سُنّت ہے۔ تعداد طاق یعنی ایک یا تین یا پانچ یا سات یا زیادہ۔ **مسئلہ** عید الفطر میں عیدگاہ جاتے ہوئے چُپکے چُپکے تکبیر کہے اور مسجد میں داخل ہو کر موقوف کرے۔ اور واپسی پر بھی راستہ میں تکبیر کہے۔ اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک راہ سے تشریف لیجاتے اور دوسری راہ سے معاودت فرماتے تھے۔ پس عیدین میں ایسا کرنا مستحب ہے **مسئلہ**۔ عید کی نماز کا وقت اُس وقت سے ہے جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہو جائے۔ دوپہر تک۔ **مسئلہ**۔ جو شخص نماز عیدین میں پہلی رکعت میں آملے بعد اس کے کہ امام تکبیریں عید کی کہہ چکا ہو۔ اُسکو چاہیے کہ بعد تکبیر تحریمہ کے تینوں تکبیریں آہستہ کہہ لے اور ہاتھ بھی اُٹھائے **مسئلہ** جو شخص نماز عید میں امام کو پہلی رکعت کے رکوع میں پائے۔ اگر وہ جانے کہ جب تک میں تینوں تکبیریں کہہ لوں گا تب تک امام رکوع سے سر نہ اُٹھائیگا تو بعد تحریمہ کے تینوں تکبیریں ہاتھ اُٹھا کے کہکر رکوع میں شامل ہو جائے اور جو جانے کہ جب تک میں تکبیریں کہونگا امام رکوع سے سر اُٹھا لیگا تو اُسکو چاہیے کہ رکوع میں شامل ہو جائے اور وہیں تینوں تکبیریں بے ہاتھ اُٹھانے کے کہہ لے۔ اور اگر کوئی تکبیر باقی رہ گئی تھی کہ امام نے

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ ۱۵۹) اور جو چیزیں گھر کے کاروبار میں آتی ہیں جیسے برتن وغیرہ ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور جس کے پاس مالِ نصاب بھی ہو لیکن وہ اُتنا یا اُس سے زیادہ کا قرضدار ہے اُس پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔ ۱۲ راہ نجات۔

[۱۵] شیرینی بینائی کو قوت دیتی ہے جس کو روزہ ضعیف کر دیتا ہے اور شیرینی دل کو بھی نرم کرتی ہے اور ایمان کے مزاج کے موافق ہے۔ اگر خواب میں کوئی شیرینی کھانا دیکھے تو تعبیر اُس کی یہ ہے کہ اُسکے واسطے ایمان کی لذت کا حصہ ہے۔ اسی لیے روزہ کا افطار شیرینی سے افضل ہے۔ جیسے شہد اور چھوارہ۔ ۱۲

سر اُٹھالیا تو یہ تکبیریں اس سے ساقط ہوگئیں یہ بھی امام کے ساتھ سر اُٹھائے **مسئلہ** جو شخص امام کو عید میں بعد رکوع رکعت اولیٰ قومہ میں یا بعد اُسکے پائے وہ تکبیریں نہ کہے بلکہ جب بعد سلام امام کے اپنی رکعت باقی قضا کرے اُس میں تینوں تکبیریں کہہ لے اور درمختار میں لکھا ہے کہ یہ شخص بعد قرأت کے تینوں تکبیریں کہے نہ قبل قرأت کے۔ **ف** نماز عید فطر کا دوگانہ شکرانہ ہے اس نعمت کا کہ خدائے تعالیٰ کے فضل سے روزے رمضان کے کہ ایک فرض مہم تھی ادا ہوئی۔ اور نماز عید الضحیٰ دوگانہ شکرانہ ادا ہوجانے فریضہ حج کا مسلمانوں سے ہے۔ اور سب بنی آدم کی عادات میں یہ بات داخل ہے کہ میلہ کی طرف طبیعت راغب ہوتی ہے اور ہر قوم میں ایک اجتماع بطور میلہ کے ہوا کرتا ہے۔ خوبی ملت اسلام کی یہ ہے کہ اس میں عیدین کے دو میلے مقرر ہوئے اُن میں بھی عبادت الٰہی ہوتی ہے۔ اور صفائی اور پاکیزگی اور خوشبو لگانے کا حکم ہے۔ اور فسق و فجور کی باتوں کی ممانعت ہے۔ بخلاف اور مذاہب کے کہ اُن کے میلے شرک اور کفر اور فسق و فجور سے خالی نہیں ہوتے جب یہ بات ٹھہری کہ عید کے دن خوشی شکرگزاری انعام الٰہی کی ہے تو بہت بُری بات ہے کہ مسلمان آدمی عید کے دن ناچ کرائے اور رنڈیوں کا مُجرا دیکھے اور راگ مزامیر سے سُنے۔ اور فسق و فجور کی باتیں کرے۔ سب مسلمان عاقل جانتے ہیں کہ اگر ایک بادشاہ کسی پر احسان کرے اور کچھ انعام دے اور وہ شخص بمقابلہ انعام کے اُسی وقت برملا بادشاہ کی نافرمانی کرے۔ کتنی بڑی بُرائی کی بات ہے ؟ خدائے تعالیٰ اہل اسلام بھائیوں کو توفیق دے کہ ایسے معاصی سے محفوظ رہیں اور عید کے دن اس بات کا اہتمام چاہیے کہ رمضان شریف کے سبب گناہوں سے طہارت حاصل ہوئی ہے آئندہ کو اس طہارت کو گناہوں کی نجاست سے آلودہ نہ کرے۔ اور تقویٰ اور پرہیزگاری اور طہارت اور لطافت کے باقی رکھنے کا دھیان رکھے **مسئلہ** نماز عید کی قضا نہیں ہے اور اگر نماز عید کے پہلے روز کسی عذر سے نہ پڑھی گئی تو دوسرے دن پڑھی جائے تیسرے دن نہ پڑھی جائے۔ **مسئلہ** اگر نماز عید میں کوئی واجب بھول کر ترک ہوجائے تو علمائے متاخرین کے نزدیک بوجہ اژدحام خلائق کے سجدہ سہو نہ کیا جائے۔

الخطبة الأولى ليوم عيد الفطر

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهُ أكبر اللهُ أكبر اللهُ أكبر اللهُ أكبر اللهُ أكبر اللهُ أكبر اللهُ أكبر

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے

اللهُ أكبر اللهُ أكبر لا إله إلا الله والله أكبر الله أكبر ولله الحمد وهو

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ ہی کو سب تعریف ہے اور وہی بہت بڑا

العلي الأكبر الحمد لله العلي المجيد الولي الحميد ذي اللطف والجود في

ہے سب تعریف اللہ کو جو بڑا اور بزرگ اور مددگار بیوالا تعریف کیا گیا ہے ہر زمانہ میں صاحب مہربانی

القديم والجديد أشهد أنه لا إله إلا هو وحده لا شريك له وهو أقرب

وبخشش ہے میں گواہی دیتا ہوں اُسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اُسکا کوئی شریک نہیں

من حبل الوريد الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله والله أكبر الله أكبر و

اور وہ رگ گردن سے قریب تر ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ کے واسطے

لله الحمد والتمجيد سبحان الذي أعزنا بشهر رمضان شهر الرحمة

تعریف اور بزرگی ہے وہ ذات پاک ہے جس نے ماہ رمضان سے ہمکو عزت دی یہ مہینہ رحمت اور

والغفران شهر فيه ليلة القدر خير من ألف شهر من صام وقام

بخشش کا ہے اس مہینہ میں شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اس میں روزہ رکھے

في أيامه ولياليه استحق الثواب المزيد الله أكبر الله أكبر لا إله

اور شب بیداری کرے تو زیادہ ثواب کا مستحق ہوگا اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ

إلا الله والله أكبر الله أكبر ولله الحمد والتمجيد سبحانه ما

کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ ہی کو سب تعریف اور بزرگی ہے وہ پاک ہے

اَعْظَمَ شَانَهٗ وَعَدَ لِلصَّائِمِيْنَ وَالْقَائِمِيْنَ النَّجَاةَ مِنْ مَّهَالِكِ يَوْمِ الْوَعِيْدِ

بہت بڑی شان والا جس نے روزہ داروں اور شب بیداروں سے روز قیامت کی ہلاکت سے نجات کا وعدہ

قَائِلًا وَّلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ٥ كَيْفَ اَشْكُرُهٗ وَكَيْفَ لَا اَشْكُرُهٗ عَلٰى مَا اَعَادَ عَلَيْنَا

کیا۔ فرمانے والا کہ ہمارے پاس زیادہ ہے کیونکر اس کا شکر ادا کروں اور اس پر کیسے اُسکا شکر نہ کروں کہ ہم پر

عَوَائِدَ الْاِحْسَانِ وَاَنْعَمَ عَلَيْنَا بِيَوْمِ الْعِيْدِ ٥ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا

مکرر احسان کیا اور روز عید کے ساتھ ہم پر انعام کیا اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے

اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالتَّمْجِيْدُ ٥ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ ہی کے واسطے تعریف اور بزرگی ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ

وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الَّذِيْ هَدَى الْخَلْقَ اِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ

ہمارے سردار اور مولانا محمد اُسکے بندے اور رسول ہیں جنھوں نے مخلوق کو سیدھا راستہ بتایا

وَاَخْرَجَهُمْ مِّنْ حُفْرَةِ النَّارِ اِلٰى دَارِ النَّعِيْمِ ٥ وَتَكَفَّلَ لِشَفَاعَةِ الْعُصَاةِ يَوْمَ

اور دوزخ کے گڑھے سے جنت کی طرف اُن کو نکالا اور قیامت کے دن گنہگاروں کی شفاعت

الْوَعِيْدِ ٥ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَلٰوةً دَائِمَةً لَّا تَنْقَطِعُ وَلَا تَبِيْدُ

کے کفیل ہوئے اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کی آل پر وہ رحمت دائمی اور سلام بھیجے جو قطع ہو نہ فنا

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَ

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ ہی کے واسطے تعریف اور

التَّمْجِيْدُ ٥ وَبَعْدُ فَيَا اَيُّهَا الْاَكْيَاسُ ٥ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ٥ قَدْ اَظَلَّكُمْ يَوْمُ

بزرگی ہے۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد اے جن و انسان عید کا دن

الْعِيْدِ ٥ يَوْمُ الْفِطْرِ مِنَ الصِّيَامِ ٥ وَالتَّوْبَةِ مِنَ الْاٰثَامِ ٥ يَوْمُ السُّرُوْرِ وَالْفَرْحَةِ

میسر آگیا روزہ کھولنے اور گناہوں سے توبہ کرنیکا دن ہے سرور اور خوشی اور رجوع

وَالْاِنَابَةِ تَتَنَزَّلُ فِيْهِ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمَةِ مِنَ السَّمٰوٰتِ لِمُعَايَنَةِ عِبَادَاتِ

کا دن ہے اُس دن آسمانوں سے رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں تاکہ بندوں کی عبادتیں دیکھیں

الْعَتِيقِ ٥ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاجْتَهِدُوا فِي الْعِبَادَةِ طَلَبًا لِلْحُسْنٰى وَالزِّيَادَةِ ٥ وَتُوبُوا

تو اللہ سے ڈرو اور عبادت میں کوشش کرو جنت اور زیادتی کی طلب میں اور ہر اگلے

اِلَى اللّٰهِ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ قَدِيْمٍ وَجَدِيْدٍ ٥ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ

پچھلے گناہوں سے توبہ کرو اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالتَّمْجِيْدُ ٥ وَاعْلَمُوْا اَنَّهُ شُرِعَ لَكُمْ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ

اللہ ہی کے واسطے بزرگی اور تعریف ہے۔ اور جانو کہ اس دن تم پر غسل اور

الْاِغْتِسَالُ وَالسِّوَاكُ وَلُبْسُ اَحْسَنِ الثِّيَابِ وَالتَّطَيُّبُ وَاَكْلُ التَّمَرَاتِ

سواک اور اچھے کپڑے پہننا شروع کیا گیا اور خوشبو لگانا اور صبح

صَبَاحًا اَوْ اَيِّ حُلْوٍ كَانَ بَعْدَ اَنْ كَانَ وِتْرًا وَالتَّبْكِيْرُ اِلَى الْمُصَلّٰى رَاجِلًا وَ

کے وقت چند خرمے یا جو میٹھا موجود ہو بمقدار طاق کھانا۔ اور عیدگاہ کو جاتے ہوئے راستہ میں

التَّكْبِيْرُ فِي الطَّرِيْقِ سِرًّا ٥ وَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ اَدَاءَ رَكْعَتَيْنِ

آہستہ تکبیر پڑھنا اور اس دن اللہ نے تم پر دو رکعتیں

مَعَ سِتِّ تَكْبِيْرَاتٍ زَوَائِدَ وَيُسْتَحَبُّ فِيْمَا بَيْنَهَا التَّكْبِيْرُ وَالتَّسْبِيْحُ وَ

چھ تکبیرات زوائد کے ساتھ واجب کیں اور ان تکبیروں میں تکبیر اور تسبیح اور

التَّحْمِيْدُ ٥ وَوَقْتُهَا مِنْ اِرْتِفَاعِ الشَّمْسِ ٥ مِنْ حِيْنِ تَزُوْلُ وَقْتُ الْكَرَاهَةِ

تحمید مستحب ہے۔ اور اس کا وقت آفتاب کے بلند ہونے سے کہ وقت مکروہ جاتا رہے

اِلٰى زَوَالِ الشَّمْسِ ٥ وَاَوْجَبَ عَلَيْكُمْ اَدَاءَ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلٰى كُلِّ

زوال تک ہے اور صدقۂ فطر واجب کیا ہر مسلمان

مُسْلِمٍ مُّكَلَّفٍ حُرٍّ مَّالِكٍ قَدْرَ النِّصَابِ فَاضِلًا عَنْ حَوَائِجِهِ الْاَصْلِيَّةِ جَبْرًا

پر جو مکلف آزاد قدر نصاب کا مالک ہو جو اسکی اصلی حاجتوں سے زائد ہو

لِنُقْصَانٍ وَّقَعَ فِيْ صِيَامِ رَمَضَانَ بِارْتِكَابِ مَا يُبْغِضُ الرَّحْمٰنَ وَيُسْخِطُ

واسطے پورا کرنے اُس نقصان کے جو رمضان کے روزوں میں واقع ہوا اُن فعلوں کے کرنے سے جو اللہ کو غصہ

الشَّيْطَانَ الْمَرِيْدِ ٥ وَشُكْرًا عَلٰى بَقَاءِ الْاَنْفُسِ وَشُهُوْدِهَا يَوْمَ الْعِيْدِ ٥ وَ

اور شیطان سرکش کو خوش کریں۔ اور واسطے شکر کے اوپر زندگی اور عید کے آنے کے اور

ذَالِكَ عَنْ نَفْسِهٖ وَاِنْ لَّمْ يَصُمْ لِعُذْرٍ وَّمِمَّا لِيْكِهٖ وَاَوْلَادِهِ الصِّغَارِ لَا عَنْ

صدقۂ فطر اپنی طرف سے اگرچہ کسی عذر سے روزہ نہ رکھا ہو اور اپنی لونڈی غلاموں کے

زَوْجَتِهٖ وَوَالِدَيْهِ وَاَوْلَادِهِ الْكِبَارِ ٥ وَمَنْ تَطَوَّعَ عَنْهُمْ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ

اور چھوٹے بچوں کی طرف سے ادا کرے اور بیوی اور ماں باپ اور بڑی اولاد کی طرف سے نہ دے اور جو انکی طرف سے دیگا

لَّهٗ وَنَافِعٌ يَوْمَ الْهَمِّ الشَّدِيْدِ ٥ وَمِقْدَارُهَا نِصْفُ صَاعٍ مِّنْ حِنْطَةٍ اَوْ

تو اسکے واسطے بہتر ہے اور قیامت کے روز باعث نفع اور اسکی مقدار آدھا صاع گیہوں یا اسکا آٹا یا

دَقِيْقِهَا اَوْ سَوِيْقِهَا اَوْ صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِيْرٍ اَوْ زَبِيْبٍ ٥ وَيُجْزِيْ اَدَاءُ

ستو یا ایک صاع چھوارے یا جو یا کشمش اور قیمت ان کی دینا

قِيْمَتِهٖ لِلتَّيْسِيْرِ عَلَى الْمَسَاكِيْنِ وَاَصْحَابِ الْفَقْرِ الشَّدِيْدِ ٥ وَوَقْتُهَا مَا

بھی جائز ہے کہ مسکینوں اور اہل حاجت کو آسانی ہو اور اسکا وقت

قَبْلَ الْغُدُوِّ اِلَى الْمُصَلّٰى وَيَجُوْزُ التَّقْدِيْمُ وَالتَّاْخِيْرُ عَلَى الْقَوْلِ السَّدِيْدِ

نماز کے جانے سے قبل ہے اور آگے پیچھے دینا بھی جائز ہے۔

اَيُّهَا الْاِخْوَانُ لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ لَبِسَ الْجَدِيْدَ وَاَكَلَ الثَّرِيْدَ ٥ وَضَرَبَ الطَّبْلَ

اے بھائیو اس شخص کے واسطے عید نہیں ہے جو نئے کپڑے پہنے اور ثرید کھائے اور طبل

وَالْمَزَامِيْرَ الَّتِيْ نَهٰى عَنْهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ الْمَجِيْدُ ٥ وَانْهَمَكَ فِيْ قَضَاءِ شَهَوَاتِ

اور باجے جو اللہ تعالیٰ اور رسول نے منع کیے ہیں بجائے اور نفس کی خواہشیں پوری کرے

نَفْسِهٖ وَاِتِّبَاعِ الشَّيْطَانِ الشَّرِيْدِ ٥ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ الْاَعْلٰى

اور شیطان کا تابع ہو۔ عید تو اس کی ہے جو اپنے پروردگار عالی کے سامنے

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى وَلَازَمَ التَّقْوٰى ٥ وَتَفَكَّرَ فِيْ مَا يَفْعَلُ وَمَا يُرِيْدُهٗ

کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہشوں سے روکا اور تقوے کو اختیار کیا اور ہر کام اور ہر ارادہ میں فکر کی

لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ نَسِيَ الْعُقْبٰى وَاٰثَرَ الدُّنْيَا وَاشْتَغَلَ بِاَسْبَابِ الْمَسَرَّةِ الْمُضِلَّةِ

اُس کی عید نہیں جس نے عقبےٰ کو بھلا دیا اور دنیا کو اختیار کیا اور فرعون و ولید کی طرح خوشی کی اسباب گمراہ

كَاشْتِغَالِ فِرْعَوْنَ وَالْوَلِيْدِ ۰ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ هَجَرَ مَا نَهٰى عَنْهُ وَرَسُوْلُهٗ

کرنیوالوں کے ساتھ مشغول ہوا عید تو اُس کی ہے جس نے منہیات خدا و رسول کو چھوڑ دیا

وَتَدَبَّرَ فِيْ مَا يَمْضِيْ عَلَيْهِ فِي الْبَرْزَخِ وَيَوْمِ الْوَعِيْدِ ۰ عَجَبًا لِلْمِسْكِيْنِ كَيْفَ

اور اپنے احوال میں، جو قبر اور قیامت کے روز ہونگے فکر کی مسکین بشر پر تعجب ہے

يَفْرَحُ وَلَا يَدْرِيْ اَهُوَ مِمَّنْ يَّشْهَدُ لَهٗ رَمَضَانُ بِالْخَيْرِ اَوْ يَشْهَدُ عَلَيْهِ

کہ کیوں خوش ہوتا ہے حالانکہ یہ خبر نہیں کہ یہ اُن لوگوں میں سے ہے جس کے واسطے رمضان بہتری

بِالشَّرِّ عِنْدَ رَبِّهِ الْحَمِيْدِ ۰ يَا لَيْتَ شِعْرِيْ مَنِ الْمَحْرُوْمُ مِنَّا فَنُعَزِّيْهِ وَمَنِ

کی شہادت دیگا یا پروردگار محمود کے سامنے اُس پر بُرائی کی گواہی دیگا کاشکے معلوم ہوتا کہ ہم میں کون محروم ہے

الْمَقْبُوْلُ مِنَّا نُهَنِّيْهِ وَنُبَشِّرُهٗ بِاَنَّهٗ سَعِيْدٌ ۰ فَطُوْبٰى لِمَنْ صَامَ اَيَّامَ

کہ اُسکی تعزیت کرتا اور ہم میں کون مقبول ہے کہ ہم تہنیت کریں اور اُسکو سعادت کی بشارت دیں تو کیا خوبی ہے اُس شخص

رَمَضَانَ وَقَامَ لَيَالِيَهٗ مَعَ الْاِخْلَاصِ ۰ وَتَجَنَّبَ الْاَرْجَاسَ وَكَانَ لَهٗ قَلْبٌ

کو جس نے ایام رمضان میں روزے رکھے اور اُسکی راتوں میں اخلاص کے ساتھ شب بیداری کی اور پلیدیوں سے بچا

مُطَهَّرٌ مِنَ الْاَنْجَاسِ وَالسَّمْعُ الشَّهِيْدُ ۰ وَوَيْلٌ لِّمَنْ ضَيَّعَ عُمْرَهٗ فِيْ تِلْكَ

اور اُسکا دل نجاستوں سے پاک تھا اور افسوس اُس پر جس نے ان متبرک دنوں

الْاَيَّامِ الْمُتَبَرَّكَةِ وَاللَّيَالِي الْمُتَشَرِّفَةِ وَصَارَ غَيْرَ سَعِيْدٍ ۰ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ

اور ان بزرگ راتوں میں اپنی عمر کو ضائع کیا اور سعید نہ ہوا اے مسلمانوں اللہ

اِنَّ فِي اللّٰهِ عَزَاءً مِّنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وَّخَلَفًا مِّنْ كُلِّ فَائِتٍ فَبِاللّٰهِ فَثِقُوْا وَعَلَيْهِ

کے یہاں ہر مصیبت کا بدلا ہے اور ہر کھوئی ہوئی شے کا عوض ہے تو تم اللہ ہی پر بھروسہ کرو

تَوَكَّلُوْا وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَلَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَتِهٖ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الْبَرُّ التَّوَّابُ

اور اُسپر توکل کرو اور اُس سے مغفرت چاہو اور اُسکی رحمت سے نا امید نہ ہو بیشک وہ بخشنے والا نیکوکار

الْحَمِيْدُ ۝ اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ

تو یہ قبول کرنیوالا تعریف کیا گیا ہے میں یہ کہکر اپنے اور تمہارے اور سب مسلمان مرد و عورت

الْمُسْلِمَاتِ مِنَ الْاَحْيَاءِ وَ الْاَمْوَاتِ وَاَطْلُبُ لَهُمُ الْعَفْوَ وَالثَّوَابَ الْمَزِيْدَ ۝

زندہ و مردہ کے لیے اللہ تعالےٰ سے مغفرت مانگتا ہوں اور اُنکے لیے عفو اور

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ ۝ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ

زیادہ ثواب کا طالب ہوں شیطان مردود سے اللہ سننے والے جاننے والے کی پناہ مانگتا ہوں

وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝

اور بیشک ہمنے انسان کو پیدا کیا اور جو اُسکے دل میں وسوسے آتے ہیں ہم اُنکو جانتے ہیں اور ہم رگ گردن سے زیادہ قریب ہیں

اَلْخُطْبَةُ الثَّانِيَةُ لِيَوْمِ عِيْدِ الْفِطْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ کے سوا

اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْاَكْبَرُ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ

کوئی معبود نہیں اور اللہ ہی کو سب تعریف اور وہی بہت بڑا ہے سب تعریف اُس اللہ

خَلَقَ الْخَلْقَ وَدَبَّرَهٗ وَاَحْكَمَ نَظْمَ الْعَالَمِ وَقَدَّرَهٗ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ سُبْحَانَ الَّذِیْ

کو جس نے مخلوق کو تدبیر کے ساتھ پیدا کیا اور عالم کا انتظام مقدر اور محکم فرمایا اللہ بہت بڑا ہے وہ ذات پاک ہے

خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ وَبِاَحْسَنِ الصُّوَرِ صَوَّرَهٗ وَجَعَلَهٗ اَشْرَفَ

جس نے انسان کو پیدا کیا اور اُسکو کلام کرنا سکھایا اور اچھی صورت بنایا اور دنیا اور محشر میں

الْمَخْلُوْقَاتِ فِی الدُّنْيَا وَالْمَحْشَرِ ۝ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَحْدَهٗ

اشرف المخلوقات کیا اللہ بہت بڑا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

لَا شَرِيْكَ لَهٗ شَهَادَةً تُنَجِّيْنَا مِنْ حَسَرَاتِ يَوْمِ الْاَرْضِ الْاَكْبَرِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ وَ

وہ ایک ہے کوئی اُس کا شریک نہیں وہ گواہی جو روزِ قیامت کے حسرتوں سے ہمکو نجات دے اللہ بہت بڑا ہے اور

اَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَاحِبُ الْفَضْلِ الْاَظْهَرِ

گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار اور مولانا محمد اُسکے بندے اور رسول ہیں روشن بزرگی اور بڑی عزت والے

وَالْعِزِّ الْاَنْوَرِ ۝ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَعَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ وَ

اللہ تعالےٰ اُنپر اور اُن کی آل و اصحاب اور تمام انبیائے مرسلین

الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَمَلَائِكَةِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرَضِيْنَ ۝ صَلٰوةً دَائِمَةً بِدَوَامِ الشَّمْسِ

اور آسمان و زمین کے ملائکہ پر رحمت بھیج جب تک آفتاب و ماہتاب ہیں

وَالْقَمَرِ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَيَا اَيُّهَا الْحَاضِرُوْنَ مِنَ الْجِنِّ وَالْبَشَرِ ۝ اُشْكُرُوا اللّٰهَ عَلٰى نِعَمِهِ

اما بعد اے حاضرین جن و انسان اللہ کی عام نعمتوں

الْفَائِضَةِ وَمِنَنِهِ السَّابِغَةِ ۝ حَيْثُ اَعَادَ عَلَيْكُمْ عَوَائِدَ اللُّطْفِ وَالْمِنَّةِ ۝ وَاَمَرَّ

اور کامل احسانوں پر اُسکا شکر کرو کہ اُس نے تم پر مکرر لطف و احسان کیا اور یہ

عَلَيْكُمْ هٰذَا الْيَوْمَ الْاَزْهَرَ يَوْمٌ تُغْفَرُ فِيْهِ الذُّنُوْبُ ۝ وَتُكْشَفُ فِيْهِ الْكُرُوْبُ ۝

دن تم پر لایا اس دن گناہ بخشے جاتے ہیں اور رنج دور کیے جاتے ہیں

وَتُقْبَلُ فِيْهِ الْعِبَادَاتُ ۝ وَتُحَطُّ فِيْهِ السَّيِّئَاتُ ۝ فَيَا لَهٗ مِنْ فَضْلٍ اَنْوَرَ ۝ فَاَكْثِرُوْا

اور عبادتیں مقبول ہوتی ہیں اور گناہ محو کیے جاتے ہیں اس کی کیسی بڑی بزرگی ہے تو

فِيْهِ مِنَ الطَّاعَةِ وَالْاِنَابَةِ ۔ وَاجْتَهِدُوْا فِيْهِ فِي الْعِبَادَةِ وَالْاِصَابَةِ ۔ لِتَفُوْزُوْا

اس میں طاعت اور توبہ زیادہ کرو اور عبادت اور صواب میں کوشش کرو کہ

بِجَنَّاتٍ وَّنَهَرٍ ۝ وَاَكْثِرُوْا فِيْهِ الصَّلٰوةَ وَالسَّلَامَ عَلٰى سَيِّدِ الْبَشَرِ وَاٰلِهِ الْاَطْهَرِ

جنتوں اور نہروں کی مراد پاؤ اور سرورِ کائنات اور اُن کی آل پاک پر زیادہ درود و سلام بھیجو

فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيْهِ وَمَقْبُوْلَةٌ لَدَيْهِ وَشَافِعَةٌ فِي الْمَحْشَرِ ۝ اَللّٰهُمَّ

کہ تمہاری درود اُن کے اوپر پیش کی جاتی ہے اور مقبول ہوتی ہے اور محشر میں شافع ہوگی خداوندا

صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَاَنْعِمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی جَمِیْعِ الْمَلٰٓئِکَۃِ

ہمارے سردار اور مولانا محمدؐ اور جمیع ملائکہ اور

وَالْاَنْبِیَاءِ ذَوِی الْمَقَامِ الْاَشْھَرِ ۝ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّصَحْبِہٖ وَمَنْ

انبیائے عالی مقام پر رحمت اور سلام اور برکت اور انعام کر اور اُن کی آل اور صحابہ پر

تَبِعَھُمْ وَانْقَادَ الشَّرْعَ الْاَطْھَرَ لَاسِیَّمَا عَلٰی رَفِیْقِ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ فِی الْغَارِ وَصَاحِبِہٖ

اور جو اُنکے تابع اور شرع شریف کے فرمانبردار ہوں خاصکر نبی مختار کے رفیق غار

فِی الْاَسْفَارِ ۝ سَیِّدِنَا اَبِیْ بَکْرٍ عَبْدِ اللّٰہِ الصِّدِّیْقِ الْاَکْبَرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

سفروں کے ہمراہی سیدنا ابوبکر عبد اللہ صدیق اکبر پر اللہ اُنسے راضی ہو

وَاَرْضَاہُ فِی الْمَحْشَرِ ۝ وَعَلٰی قَامِعِ اَسَاسِ الْکُفْرِ وَالْاِلْحَادِ ۝ قَالِعِ بُنْیَانِ الشِّرْکِ

اور محشر میں اُنکو راضی کرے۔ اور کفر والحاد کی بنیاد اُکھیڑنے والے اور شرک وفساد کا

وَالْفَسَادِ ۝ سَیِّدِنَا عُمَرَ ۝ فَازَ بِالْحَظِّ الْاَوْفَرِ ۝ عَلٰی جَامِعِ الْقُرْاٰنِ ۝ رَفِیْعِ

قلع قمع کرنیوالے سیدنا عمر پر جو پورا حصہ لے گئے اور قرآن کے جمع کرنیوالے بلند

الْمَکَانِ ۝ صَاحِبِ الْحَیَاءِ الَّذِیْ ھُوَ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ ۝ سَیِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ

مکان صاحب حیا پر جو ایمان کی جڑ ہے سیدنا عثمان بن

عَفَّانَ ذِی النُّوْرَیْنِ الْاَنْوَرِ ۝ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَخَذَلَ اَعْدَاءَہٗ فِی الْمَحْضَرِ ۝ وَعَلٰی بَابِ

عفان ذی النورین پر اللہ اُن سے راضی ہو اور اُن کے دشمنوں کو قیامت میں ذلیل کرے اور

مَدِیْنَۃِ الْعِلْمِ النَّبَوِیِّ ۝ ذِی الْفَضْلِ الْجَلِیِّ وَالْخَفِیِّ ۝ سَیِّدِنَا عَلِیِّ نِ الْحَیْدَرِ

مدینہ علم نبوی کے دروازہ صاحب فضل جلی و خفی سیدنا علیؓ حیدر پر

کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ وَطَھَّرَ ۝ وَعَلَی السِّبْطَیْنِ النَّیِّرَیْنِ السَّعِیْدَیْنِ الشَّھِیْدَیْنِ

اللہ تعالیٰ اُن کا منہ بزرگ اور پاک کرے اور دونوں نواسوں پر جو ستارے ہیں اور سعید اور شہید

سَیِّدِنَا الْحَسَنِ وَسَیِّدِنَا الْحُسَیْنِ رَضِیَ عَنْھُمَا الْعَلِیُّ الْاَکْبَرُ ۝ وَعَلٰی اُمِّھِمَا

سیدنا امام حسنؓ اور سیدنا امام حسینؓ پہ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو اور اُنکی ماں

السَّيِّدَةِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ فِي الدُّنْيَا وَالْمَحْشَرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَاَسْكَنَهَا

سرداز دنیا و آخرت فاطمۃ زہرا پر اللہ تعالے اُن سے راضی ہو اور روشن

بِالْبَيْتِ الْاَنْوَرِ وَعَلٰى سَائِرِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ ٥ وَاَبْنَائِهٖ

گھر میں اُنکو سکونت دے اور تمام آپ کی بیبیوں پر جو مسلمانوں کی مائیں ہیں اور آپکی اولاد

الطَّاهِرِيْنَ ٥ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَخَصَّهُمْ بِمَزِيْدِ اللُّطْفِ وَالشَّرَفِ الْاَكْبَرِ

طاہرین پر اللہ اُن سے راضی ہو اور زیادہ لطف اور بڑی بزرگی کے ساتھ اُنکو مخصوص

وَعَلٰى عَمَّيْهِ الْمُعَظَّمَيْنِ عِنْدَ الْجِنِّ وَالْبَشَرِ ٥ سَيِّدِنَا حَمْزَةَ وَسَيِّدِنَا الْعَبَّاسِ

کرے اور آپ کے دونوں چچا جو جن و انسان کے نزدیک بزرگ ہیں سیدنا حمزہ اور سیدنا عباس

الْمُطَهَّرَيْنِ مِنَ الدَّنَسِ وَالْاَرْجَاسِ ٥ رَضِيَ عَنْهُمَا الْوَلِيُّ الْاَكْبَرُ ٥ وَعَلٰى سَائِرِ

پر جو پلیدی اور برائیوں سے پاک ہیں اللہ تعالے اُن دونوں سے راضی ہو اور تمام

الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ ٥ وَاَصْحَابِهِ الْاَخْيَارِ ٥ وَعَلٰى مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى

مہاجرین و انصار پر اور اصحاب اخیار پر اور قیامت تک جو اچھی طرح اُن کی

يَوْمِ الْعَرْضِ الْاَكْبَرِ ٥ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَ

تابعداری کریں اُن پر خداوندا مسلمان مرد و مسلمان عورتیں بڑے اور چھوٹے کو

الْمُسْلِمَاتِ ۔ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ ۔ الْاَكْبَرِ مِنْهُمْ وَالْاَصْغَرِ ٥ اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ

بخش خداوندا

الْاِسْلَامَ بِالسُّلْطَانِ الْعَادِلِ قَاطِعِ اَعْنَاقِ مَنْ اَشْرَكَ وَابْتَدَعَ وَكَفَرَ ٥ وَانْصُرْ

بادشاہ عادل سے اسلام کو مدد دے جو مشرک اور بدعتی اور کافر کی گردنیں قطع کرنیوالا

مَنْ نَصَرَ دِيْنَ الْاِسْلَامِ الْاَنْوَرِ ٥ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ الدِّيْنَ الْمُنَوَّرَ ٥ اَللّٰهُمَّ

ہے اور جو دین اسلام کی مدد کرے تو اسکی مدد کر اور جو اسکی ذلت چاہے اُس کو ذلیل کر خداوندا

سَامِحْ عَنْ مُؤَلِّفِ هٰذِهِ الْخُطَبِ الْمُذَكَّرَةِ وَارْزُقْهُ خَيْرًا عَظِيْمًا فِي الدُّنْيَا

ان خطبوں کے جمع کرنے والے سے درگزر فرما اور دنیا اور قبر اور قیامت میں اسکو خیر عظیم نصیب کر

وَالْبَرْزَخِ وَالْمَحْشَرِ وَنَجِّهٖ وَنَجِّنَا مِنَ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ. اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ

اور اسکو اور ہمکو ہول قیامت سے نجات دے   اللہ کو یاد کرو وہ تمکو یاد کریگا

وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَوْلٰى وَاَعْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ

اور اس سے مانگو وہ دیگا البتہ اللہ کا ذکر برتر ہے اور بلند اور غالب اور بزرگ اور

وَاَقْوٰى وَاَكْبَرُ.

پورا مقصود اور بہت قوی اور بہت بڑا ہے

اَلْخُطْبَةُ الْاُوْلٰى لِيَوْمِ عِيْدِ الْاَضْحٰى [1]

کے

اللہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَكْبَرُ وَ

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِسَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے   الہ حق   کہ ہمارے سردار اور

الْاِعْلَانِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَهُ الْبَوَادِيْ وَالْعُمْرَانَ

تعریف ہے   سب تعریف اس اللہ کو جس نے انسان کو پیدا کیا   اور شہر والوں کے سردار

الْمَلٰٓئِكَةِ وَالْجَانِّ. وَخَصَّهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ.

اور جنوں پر اسکو بزرگی دی اور مزید   ثواب پر   اور جو نیکی کے ساتھ انکے تابع ہوں

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمُرْسَلِيْنَ لَا سِيَّمَا سَيِّدِنَا اِسْمٰعِيْلَ

میں اسکو مخصوص کیا۔ اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے مرسلین پر   خصوصاً سیدنا اسمعیل

بِالسِّرِّ وَالْاِعْلَانِ. سُبْحَانَ اِلٰهِهٖ خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اللہ کے لیے تعریف ہے   وہ ذات   اللہ کے دوست پر   اللہ بہت بڑا ہے

[1] منبر پر کھڑے ہوکر نو مرتبہ آہستہ آہستہ

لِلنَّاسِ وَجَعَلَ الْحَرَمَ اٰمِنًا لَّهُمْ مِّنْ كُلِّ شَرٍّ وَّطُغْيَانٍ ۞ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

جگہ کی اور حرم کو ہر برائی اور سرکشی سے امن دینے والی کیا اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ بِالسِّرِّ وَالْاِعْلَانِ

بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور چھپے اور ظاہر اللہ کے لیے تعریف ہے

سُبْحَانَ الَّذِيْ جَعَلَ الْحَجَّ مُطَهِّرًا مِّنَ الذُّنُوْبِ ۞ وَدَافِعًا لِّلْكُرُوْبِ ۞ وَوَعَدَ

وہ ذات پاک ہے جس نے حج کو گناہوں کا پاک کرنیوالا کیا۔ اور غموں کا دفع کرنیوالا اور

لِلْحُجَّاجِ وَالْمُعْتَمِرِيْنَ بِدَارِ الْجِنَانِ ۞ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ

حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں سے جنت کا وعدہ کیا اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی

اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ بِالسِّرِّ وَالْاِعْلَانِ ۞ سُبْحَانَهٗ مَا اَعْظَمَ

ہے اور چھپے اور ظاہر اللہ کے لیے تعریف ہے وہ ذات پاک ہے اُسکی بڑی

مَ لِلنَّاسِ اَوَّلَ بَيْتٍ وَّجَعَلَهٗ مُبَارَكًا وَّجَعَلَ الْاَفْئِدَةَ تَـ

گوں کے لیے کہ مقرر کیا اور اُسکو مبارک کیا اور دلوں کو ہر زمانہ میں اُسکی

فِيْ كُلِّ زَمَانٍ ۞ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ کے سوا

اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ بِالسِّرِّ وَالْاِعْلَانِ

اور چھپے اور ظاہر اللہ کے لیے تعریف ہے

اَشْكُرُهٗ شُكْرًا جَلِيْلًا عَلٰى اَنْ اَدَارَ

بجالاتا ہوں اس پر کہ متبرک دن

الزِّيْنَةِ وَالْقَدْرِ ـ اَيَّامَ الْعَشْرِ

یعنی دس دن جن کا

اللّٰهُ بِهَا فِي الْقُرْاٰنِ ـ كَيْفَ

اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے قرآن میں کیونکر

اَلْحَمْدُ لَهٗ وَكَيْفَ لَا اَحْمَدُهٗ عَلٰى اَنْ اَعَادَ عَلَيْنَا عَوَائِدَ الْاِحْسَانِ

اس کی تعریف بجالاؤں اور کیونکر اس امر پر اس کی تعریف نہ کروں کہ ہم پر دوبارہ احسان کیا

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ بِالسِّرِّ وَالْاِعْلَانِ ۚ اَشْهَدُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَحْدَهٗ

اور چھپے اور ظاہر اللہ کے لیے تعریف ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا

لَا شَرِيْكَ لَهٗ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۝ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ

کوئی معبود نہیں ہے وہ ایک ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہر روز وہ ایک شان میں ہے سوا ذات باری کے

الرَّحْمٰنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۔ اَيُّهَا الثَّقَلٰنِ ۝ اَللّٰهُ

ہر چیز کو فنا ہے اے جن و انسان تم اپنے رب کی کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے اللہ

اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ

بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور چھپے

لِلّٰهِ الْحَمْدُ بِالسِّرِّ وَالْاِعْلَانِ ۝ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا

اور ظاہر اللہ کے لیے تعریف ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار اور

مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سَيِّدُ اَهْلِ الْبَوَادِيْ وَالْعُمْرَانِ

مولانا محمدؐ اسکے بندے اور رسول ہیں گاؤں والوں اور شہر والوں کے سردار

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ ۚ

اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کی آل اور اصحاب پر اور جو نیکی کے ساتھ انکے تابع ہوں

وَعَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ لَا سِيَّمَا سَيِّدِنَا اِسْمٰعِيْلَ

سب پر رحمت کرے اور تمام انبیائے مرسلین پر خصوصًا سیدنا اسمٰعیل

ذَبِيْحِ اللّٰهِ وَسَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ ۝ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

ذبیح اللہ اور سیدنا ابراہیم اللہ کے دوست پر اللہ بہت بڑا ہے

اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ

اللہ بہت بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور چھپے اور

الْحَمْدُ بِالسِّرِّ وَالْاِعْلَانِ ۰ اَمَّا بَعْدُ مَعَاشِرَ الْاِخْوَانِ وَ

ظاہر اللہ کے لیے تعریف ہے - امابعد اے بھائیو اے دوستو

الْخُلَّانِ ۰ اُشْكُرُوا اللّٰهَ عَلٰى نَعْمَائِهِ السَّائِلَةِ وَالْاٰئِهِ الْكَامِلَةِ

اللہ تعالیٰ کی عام نعمتوں پر ہر وقت اُسکا شکر کرو

فِيْ كُلِّ زَمَانٍ ۰ وَاذْكُرُوْهُ صَبَاحًا وَّمَسَاءً فَاِنَّ ذِكْرَهٗ اَمَانٌ

اور صبح و شام اُسکا ذکر کرو کہ اُسکا ذکر بڑی

اَيُّ اَمَانٍ ۰ وَتَحَسَّرُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ مِنَ الْحُضُوْرِ حَضْرَةَ

امان ہے اور کعبہ شریف کی حاضری جو تم سے فوت ہوگئی ہے اُس پر

بَيْتِ الرَّحْمٰنِ ۰ طُوْبٰى لِلَّذِيْنَ قَطَعُوا الْقِفَارَ وَرَكِبُوا

افسوس کرو اُن لوگوں کے واسطے خوشخبری ہے جنھوں نے جنگل

السُّفُنَ فِي الْبِحَارِ وَتَرَكُوا الْاَوْلَادَ وَالْاَحْبَابَ وَالْاَحْفَادَ

قطع کیے اور کشتیوں میں سوار ہوئے اور اولاد اور دوست اور ناتے

وَالْاَصْحَابَ وَالْاَوْطَانَ شَوْقًا اِلٰى كَعْبَةِ الرَّحْمٰنِ فَطَافُوْا

پوتے اور اصحاب اور ہموطنوں کو کعبۂ خدا کے شوق میں چھوڑا اور

بِهَا طَوَافًا عُتِقُوْا بِهٖ مِنَ النِّيْرَانِ ۰ وَحَصَلَتْ لَهُمُ الْمُنٰى

اُس کا طواف کیا جس کی وجہ سے دوزخ سے آزادی ہوئی اور منیٰ

بِالْوُصُوْلِ اِلٰى مِنًى - وَنَالُوا الدَّرَجَاتِ بِوُقُوْفِ عَرَفَاتٍ

میں پہنچنے سے مقصود حاصل ہوا اور عرفات میں ٹھہرنے سے درجے پائے

وَبَاهٰى بِهِمْ رَبُّهُمْ فَرَضُوْا عَنْهُ وَرَضِيَ عَنْهُمْ وَاَسْبَلَ

اور اللہ تعالیٰ نے اُن پر فخر کیا پس وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ

عَلَيْهِمْ سُبْحَانَ الْغُفْرَانِ ۝ وَحِيْنَ اَتَمُّوا الْمَنَاسِكَ غُفِرَتْ

اُنسے راضی ہوا اور اُنکی مغفرت فرمائی - جب وہ ارکان ادا کر چکے تو اُن کے

ذُنُوْبُهُمْ وَسُتِرَتْ عُيُوْبُهُمْ وَحُطَّتْ عَنْهُمْ تَبِعَاتُهُمْ وَ

گناہ بخشے گئے اور عیوب ڈھانکے گئے اور اُن کی لغزشیں محو کی گئیں

رُفِعَتْ دَرَجَاتُهُمْ وَكُتِبَتْ لَهُمُ النَّجَاةُ مِنَ النِّيْرَانِ ۝

اور درجے بلند کیے گئے اور دوزخ سے نجات لکھی گئی

اَيُّهَا الْمُتَخَلِّفُوْنَ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ حَلِيْمٌ

اے پیچھے رہنے والو اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو کہ وہ بردبار

كَرِيْمٌ رَّحِيْمٌ مَّنَّانٌ ۝ فَتُوْبُوْا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ

کریم اور رحیم اور احسان کرنیوالا ہے اُس سے توبہ کرو اور مغفرت مانگو

مِنْ كُلِّ عِصْيَانٍ ۝ وَبَادِرُوْا فِيْ اَدَاءِ مَا فَرَضَ اللّٰهُ

ہر گناہ سے اور اس دن جو تم پر فرض کیا ہے اُسکی

عَلَيْكُمْ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ مِنْ اَدَاءِ رَكْعَتَيْنِ مَعَ سِتِّ

ادا میں جلدی کرو یعنی دو رکعتیں چھ

تَكْبِيْرَاتٍ زَوَائِدَ ثُمَّ تَضْحِيَةِ الْحَيَوَانِ ۝ وَهِيَ وَاجِبَةٌ

تکبیرات زوائد کے ساتھ پھر جانور ذبح کرنا اور یہ ہر

عَلٰى كُلِّ حُرٍّ مُّسْلِمٍ مُّكَلَّفٍ مِّنَ الشَّاةِ الَّتِيْ مَضٰى

مسلمان مکلف آزاد پر واجب ہے ایک سال کی بکری

عَلَيْهَا حَوْلٌ اَوْ مِنَ الْاِبِلِ الَّتِيْ مَضٰى عَلَيْهَا خَمْسُ سِنِيْنَ

یا پانچ برس کا اونٹ

اَوْ مِنَ الْبَقَرِ الَّذِيْ مَضٰى عَلَيْهِ حَوْلَانِ ۝ وَلَا تُجْزِي الْعَجْفَاءُ

یا دو برس کی گائے اور جائز نہیں بہت دُبلی اور لنگڑی

الَّتِیْ لَا تُنْقِیْ وَالْعَرْجَاءُ الَّتِیْ لَا تَمْشِیْ وَغَیْرُهُمَا مِمَّا فِیْهِ

جو چل نہیں سکتی اور ان کے سوا جس میں

نُقْصَانٌ ۰ بِحَیْثُ یُؤَدِّیْ اِلٰی نَقْصِ الْاَثْمَانِ ۰ وَهٰذِهٖ سُنَّةُ

نقصان ہو جس سے اُس کی قیمت کم ہو جائے اور یہ

خَلِیْلِ الرَّحْمٰنِ ۰ عَلٰی مَا تَلَا عَلَیْنَا رَبُّنَا قِصَّتَهٗ فِی الْقُرْاٰنِ

حضرت خلیل اللہ کے دوست کی سنت ہے جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن میں اُنکا

فَاِنَّ ابْنَهٗ لَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یَا بُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ

قصہ ہم کو بتایا ہے کہ جب اُن کے بیٹے اُنکے ساتھ دوڑنے لگے تو کہا اے بیٹے میں

اَنِّیْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ۔ قَالَ یَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ

خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں ۔ تو غور کر کہ تیری کیا رائے ہے

سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنْ اَهْلِ الصَّبْرِ وَالْاِذْعَانِ ۰

کہا اے باپ جو حکم ہے وہ بجالاؤ مجھے انشاءاللہ اہل صبر و یقین سے پاؤ گے

فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ۔ تَزَلْزَلَتْ سُكَّانُ السَّمٰوٰتِ

جب وہ دونوں حکم الٰہی کے مطیع ہوئے اور اُن کو ماتھے پر پچھاڑا

وَالْاَرَضِیْنَ ۰ وَضَجَّتِ الْمَلٰٓئِكَةُ بِالدُّعَآءِ حَضْرَةَ

تو آسمان و زمین کے رہنے والوں میں ہل چل پڑی اور اللہ کے حضور میں دُعا

الرَّحْمٰنِ ۰ فَنَادٰی خَلِیْلَهٗ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا ۔ وَفَدٰی

کے ساتھ فرشتے چلائے تو اللہ نے اپنے خلیل کو ندا کی کہ تو نے خواب سچ کر دکھایا

ابْنَهٗ بِكَبْشٍ عَظِیْمٍ ذِیْ رُتْبَةٍ عُلْیَا فَصَارَ ذٰلِكَ سُنَّةً

پھر ایک دُنبہ بڑا مرتبہ بلند اُنکے بیٹے کے فدیہ میں بھیجا تو یہ اُن کے زمانہ

مِنْ عَهْدِهٖ اِلٰی قِیَامِ یَوْمِ الْاِحْسَانِ ۰ وَقَدْ وَرَدَ فِی الْخَبَرِ

سے قیامت تک کے لیے سُنت ہو گئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے

عَنْ سَيِّدِ بَنِيْ عَدْنَانَ ۞ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ كُلَّهَا

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جانور کا جو پہلا قطرہ گرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکے سبب سے

بِاَوَّلِ قَطْرَةٍ تَقْطُرُ مِنْ دَمِ الْحَيَوَانِ ۞ فَسَمِّنُوْا ضَحَايَاكُمْ

گناہ بخش دیتا ہے تو اپنی قربانیوں کو

فَاِنَّهَا عَلَى الصِّرَاطِ مَطَايَاكُمْ وَمُوْصِلَةٌ اِلٰى دَارِ الْجِنَانِ ۞

موٹا کرو کہ پل صراط پر وہ تمہاری سواریاں ہوں گی اور جنت کو پہنچائیں گی

وَعَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ فَاِنَّهَا اَرْبَحُ بِضَاعَةٍ

اور چھپے اور ظاہر اللہ سے ڈرنے کو لازم پکڑو کہ یہ فائدہ مند پونجی

وَهِيَ الْمُنْجِيَةُ مِنْ كُلِّ نُقْصَانٍ وَخُسْرَانٍ ۞ وَادْعُوا اللّٰهَ بِخُلُوْصِ

اور ہر نقصان اور بُرائی سے نجات دینے والی ہے۔ اور خلوص قلب سے اللہ

الْجَنَانِ ۞ قَائِلِيْنَ اَللّٰهُمَّ يَا مَنَّانُ يَا رَحْمٰنُ يَا حَنَّانُ يَا دَيَّانُ ۞

کو پکارو یہ کہو خداوندا اے منان اے رحمٰن اے حنان اے دیّان

اِرْحَمْنَا وَعَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَنَجِّنَا مِنْ عَذَابِ

ہمپر رحم کر اور صحت دے اور معاف کر اور ہم کو بخش اور نجات دے دوزخ کے

النِّيْرَانِ ۞ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

عذاب سے شیطان مردود سے اللہ سننے والے جاننے والے کی پناہ مانگتا ہوں

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۞ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۞ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۞

رحمٰن نے قرآن سکھایا انسان کو پیدا کیا اُسکو بولنا سکھایا

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۞ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ۞ وَالسَّمَاءَ

سورج اور چاند گردش میں ہیں اور بوٹیاں اور درخت سجدہ کرتے ہیں اور

رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۞

آسمان کو بلند کیا اور میزان قائم کی۔

الخطبة الثانية ليوم عيد الأضحى[1]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ[2] اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْاَكْبَرُ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الْخَلْقَ وَدَبَّرَهٗ وَاَحْكَمَ نَظْمَ الْعَالَمِ وَقَدَّرَهٗ اَللّٰهُ اَكْبَرُ سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَهُ الْبَیَانَ وَبِاَحْسَنِ الصُّوَرِ صَوَّرَهٗ وَجَعَلَهٗ اَشْرَفَ الْمَخْلُوْقَاتِ فِی الدُّنْیَا وَالْمَحْشَرِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ شَهَادَةً

---

[1] اول خطبہ پڑھنے کے بعد بیٹھ جائے پھر کھڑا ہو کر سات مرتبہ آہستہ آہستہ تکبیر کہے پھر دوسرا خطبہ شروع کرے۔ ۱۲

[2] خطبہ ثانیہ عید الفطر و عید الاضحیٰ ایک ہی ہے۔ ترجمہ اسکا خطبۂ ثانیہ عید الفطر میں تحریر ہو چکا ہے اس لیے یہاں نہیں لکھا۔ ۱۲

تُنَجِّيْنَا مِنْ حَسَرَاتِ يَوْمِ الْعَرْضِ الْاَكْبَرِ ۝ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ق
اَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَاحِبُ
الْفَضْلِ الْاَبْهَرِ وَالْعِزِّ الْاَنْوَرِ ۝ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ
وَصَحْبِهٖ وَعَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَمَلَائِكَةِ
السَّمٰوَاتِ وَالْاَرَضِيْنَ صَلٰوةً دَائِمَةً بِدَوَامِ الشَّمْسِ
وَالْقَمَرِ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَيَا اَيُّهَا الْحَاضِرُوْنَ مِنَ الْجِنِّ وَالْبَشَرِ ۝
اُشْكُرُوا اللّٰهَ عَلٰى نِعَمِهِ الْفَائِضَةِ وَمِنَنِهِ السَّابِغَةِ ـ حَيْثُ
اَعَادَ عَلَيْكُمْ عَوْدَ اَيَّامِ اللُّطْفِ وَالْمِنَّةِ ـ وَاَمَرَّ عَلَيْكُمْ
هٰذَا الْيَوْمَ الْاَزْهَرَ ۝ يَوْمٌ تُغْفَرُ فِيْهِ الذُّنُوْبُ ۝ وَتُكْشَفُ
فِيْهِ الْكُرُوْبُ ۝ وَتُقْبَلُ فِيْهِ الْعِبَادَاتُ ـ وَتُحَطُّ فِيْهِ السَّيِّئَاتُ ۝
فَيَا لَهٗ مِنْ فَضْلٍ اَنْوَرَ ۝ فَاَكْثِرُوْا فِيْهِ مِنَ الطَّاعَةِ وَالْاِنَابَةِ ۝

وَاجْتَهِدُوْا فِيْهِ فِي الْعِبَادَةِ وَالْاِصَابَةِ۔ لِتَفُوْزُوْا بِجَنّٰتٍ
وَّنَهَرٍ ۝ وَاَكْثِرُوْا فِيْهِ الصَّلٰوةَ وَالسَّلَامَ عَلٰى سَيِّدِ الْبَشَرِ
وَاٰلِهِ الْاَطْهَرِ ۝ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيْهِ وَ
مَقْبُوْلَةٌ لَّدَيْهِ وَشَافِعَةٌ فِي الْمَحْشَرِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
وَبَارِكْ وَاَنْعِمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى جَمِيْعِ
الْمَلٰٓئِكَةِ وَالْاَنْبِيَآءِ ذَوِي الْمَقَامِ الْاَشْهَرِ ۝ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّصَحْبِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ وَانْقَادَ الشَّرْعَ الْاَطْهَرَ ۝ لَاسِيَّمَا
عَلٰى رَفِيْقِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ فِي الْغَارِ ۝ وَصَاحِبِهٖ فِي الْاَسْفَارِ ۝ سَيِّدِنَا
اَبِيْ بَكْرٍ عَبْدِ اللّٰهِ الصِّدِّيْقِ الْاَكْبَرِ ۝ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ
فِي الْمَحْشَرِ ۝ وَعَلٰى قَامِعِ اَسَاسِ الْكُفْرِ وَالْاِلْحَادِ۔ قَالِعِ بُنْيَانِ
الشِّرْكِ وَالْفَسَادِ۔ سَيِّدِنَا عُمَرَ ۝ فَازَ بِالْحَظِّ الْاَوْفَرِ ۝ وَعَلٰى

جَامِعِ الْقُرْاٰنِ ○ رَفِيْعِ الْمَكَانِ ○ صَاحِبِ الْحَيَاءِ الَّذِيْ هُوَ
شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ ○ سَيِّدِنَا عُثْمَانَ ○ بْنِ عَفَّانَ ذِي النُّوْرِ
الْاَنْوَارِ ○ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَخَذَلَ اَعْدَآئَهٗ فِي الْمَحْضَرِ ○ وَعَلٰى
بَابِ مَدِيْنَةِ الْعِلْمِ النَّبَوِيِّ ○ ذِي الْفَضْلِ الْجَلِيِّ وَالْخَفِيِّ
سَيِّدِنَا عَلِيِّ ابْنِ الْحَيْدَرِ ○ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَطَهَّرَ ○ وَعَلَى السِّبْطَيْنِ
النَّيِّرَيْنِ السَّعِيْدَيْنِ الشَّهِيْدَيْنِ ○ سَيِّدِنَا الْحَسَنِ وَسَيِّدِنَا
الْحُسَيْنِ ○ رَضِيَ عَنْهُمَا الْعَلِيُّ الْاَكْبَرُ ○ وَعَلٰى اُمِّهِمَا السَّيِّدَةِ
فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ فِي الدُّنْيَا وَالْمَحْشَرِ ○ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَاَسْكَنَهَا
بِالْبَيْتِ الْاَنْوَرِ ○ وَعَلٰى سَآئِرِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَاَبْنَآئِهِ الطَّاهِرِيْنَ ○ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَخَصَّهُمْ بِمَزِيْدِ اللُّطْفِ
وَالشَّرَفِ الْاَكْبَرِ ○ وَعَلٰى عَمَّيْهِ الْمُعَظَّمَيْنِ عِنْدَ الْجِنِّ وَالْبَشَرِ ○

سَيِّدِنَا حَمْزَةَ وَسَيِّدِنَا الْعَبَّاسِ ۝ الْمُطَهَّرِيْنَ مِنَ الدَّنَسِ
وَالْاَرْجَاسِ - رَضِيَ عَنْهُمَا الْوَلِيُّ الْاَكْبَرُ ۝ وَعَلٰى سَائِرِ
الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ ۝ وَاَصْحَابِهِ الْاَخْيَارِ ۝ وَعَلٰى مَنْ تَبِعَهُمْ
بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الْعَرْضِ الْاَكْبَرِ ۝ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ - وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ - اَلْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ
الْاَكْبَرِ مِنْهُمْ وَالْاَصْغَرِ ۝ اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْاِسْلَامَ بِالسُّلْطَانِ
الْعَادِلِ قَاطِعِ اَعْنَاقِ مَنْ اَشْرَكَ وَابْتَدَعَ وَكَفَرَ ۝ وَانْصُرْ
مَنْ نَصَرَ دِيْنَ الْاِسْلَامِ الْاَنْوَرِ ۝ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ الدِّيْنَ
الْمُنَوَّرَ ۝ اَللّٰهُمَّ سَامِحْ عَنْ مُؤَلِّفِ هٰذِهِ الْخُطَبِ الْمُذَكَّرَةِ -
وَارْزُقْهُ خَيْرًا عَظِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْبَرْزَخِ وَالْمَحْشَرِ ۝ وَنَجِّهٖ
وَنَجِّنَا مِنَ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ ۝ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ

وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَوْلٰی وَاَعْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَھَمُّ وَ

اَقْوٰی وَاَکْبَرُ[۵۱]

احکام عید الاضحیٰ

عید الاضحیٰ کے احکام عید الفطر کے موافق ہیں۔ مگر عید قرباں میں مستحب ہے کہ جب تک نماز نہ پڑھی جائے کھانا نہ کھائے اور بہتر ہے کہ بعد نماز اپنی قربانی میں سے اوّل کچھ کھائے اور قبل نماز بھی کھانا مکروہ نہیں ہے اور عیدگاہ جاتے ہوئے تکبیر پکار کر راستہ میں کہے۔ اور واپسی کے وقت راستہ میں نہ کہے۔ نماز بقرعید کی بھی قضا نہیں ہے اور اگر کسی عذر سے یا بغیر عذر کے نماز نہ پڑھی گئی تو تیسرے دن تک نماز درست ہے بعد اسکے درست نہیں۔ اور تکبیرات تشریق کی یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ عرفہ کی فجر سے ہر فرض کے بعد جو مردوں کی جماعت کے ساتھ پڑھا جائے۔ شہر کے مقیم پر اور اُس عورت پر اور مسافر پر جو مقیم کا مقتدی ہے ایام تشریق کے آخر روز یعنی تیرھویں تاریخ کے عصر تک واجب ہے امام اور مقتدی دونوں پر مسجد میں تکبیرات کو آہستہ آواز سے پڑھے نہ بہت چلا کر۔

قربانی کا بیان

ہر مسلمان مالدار[۵۲] آزاد مقیم پر قربانی واجب ہے عقل اور بلوغ کی اس میں شرط نہیں۔ ایک آدمی کو

---

[۵۱] جب دوسرا خطبہ پڑھ چکے تو چودہ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ آہستہ آہستہ کہکر منبر سے نیچے اُترے۔ ۱۲

[۵۲] مالدار سے وہ مالدار مراد ہے جس پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے۔ ۱۲

ایک بکری قربانی کرنا درست ہے۔ اور ایک گائے اور ایک اونٹ بھی ایک آدمی کو درست ہے۔ اور اگر سات آدمی تک شریک ہو کر ایک گائے یا ایک اونٹ قربانی کریں تب بھی درست ہے۔ مگر جبکہ ساتوں آدمی برابر ساتواں حصہ قیمت کا دیں۔ اگر ساتوں شریک میں سے ایک بھی ساتویں حصہ سے کم قیمت دے گا تو کسی کی قربانی درست نہ ہوگی۔ قربانی اونٹ، گائے اور بکری اور بھینس سے درست ہے۔ دُنبہ اور بھیڑ بکری کی جنس میں داخل ہے۔ بھینس گائے کی جنس میں داخل ہے۔ قربانی کا گوشت شریک لوگ وزن کرکے تقسیم کرلیں۔ اٹکل سے نہیں۔ مگر جب گوشت کے ساتھ پایہ اور چمڑا بھی ملا کر تقسیم کریں تو درست ہے۔ اس صورت میں وزن کا برابر ہونا ضرور نہیں۔ بلکہ اس طرح پر کہ ہر ایک کے حصہ میں کچھ گوشت اور کچھ چمڑے کا ٹکڑا ہو۔ اور خواہ ایک حصہ میں گوشت اور پائے ہوں اور دوسرے حصہ میں گوشت اور چمڑا ہو۔ اگر ایک شخص نے قربانی کے واسطے ایک گائے خریدی اور خریدنے کے بعد چھ آدمی اور بھی شریک ہوگئے تو درست ہے۔ یہ شریک ہونا خریدنے کے پہلے مستحب ہے کیونکہ خریدنے کے بعد شریک ہونا مکروہ ہے۔ قربانی واجب نہیں مگر اُس پر جس پر صدقہ فطر کا واجب ہے۔ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص مقدور والا ہے اور قربانی نہ کرے تو وہ ہماری مسجد میں نہ آئے۔ اور قربانی اپنی ہی جان کے بدلے کرے۔ اپنے چھوٹے بچے کی طرف سے نہیں بلکہ بچے کی طرف سے بچے کے مال سے اُس کا وصی قربانی کرے۔ اور بچہ آپ بھی گوشت کھائے۔ اور جو اُس کے کھانے سے باقی رہے تو اُس گوشت کو اُس چیز سے بدلے کہ اُس چیز سے بچہ فائدہ اُٹھائے۔ مثلاً لباس۔ قربانی بعد نماز عید الضحےٰ کے بارھویں تاریخ ذیحجہ تک درست ہے۔ رات میں ذبح کرنا درست۔ مگر مکروہ ہے اسواسطے کہ شاید اندھیری رات میں ذبح کرتے میں غلطی ہو۔ بھیڑ بکری ایک برس سے کم کی قربانی کرنا درست نہیں ہے۔ چھ مہینے کا دُنبہ قربانی کرنا درست ہے۔ اور چھ مہینے سے کم کا دُنبہ درست نہیں اور

اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں۔ اور گائے دو برس سے زیادہ کی درست ہے اور دو برس سے کم کی درست نہیں اور اگر قربانی کا جانور منڈا ہو یعنی بے سینگ کا یا بدھیا ہو یا دیوانہ ہو مگر چارہ وغیرہ کھاتا ہو تو قربانی کرنا درست ہے، اور اگر اندھا یا کانا ہو یا بہت لاغر ہو یعنی اس قدر لاغر ہو کہ اُسکی ہڈیوں میں مغز نہ ہو۔ یا لنگڑا ہو اس قدر کہ قربانی کی جگہ تک نہ جا سکے تو ان سب جانوروں کا قربانی کرنا درست نہیں ہے۔ اور جس جانور کا ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کٹا ہوا ہو یا اُسکا کان یا دُم تیسرے حصّہ سے زیادہ کٹے ہوئے یا اُسکی آنکھ تیسرے حصّہ سے زیادہ کٹی ہوئی یا اُس کا مُسرین تیسرے حصّہ سے زیادہ کٹا ہوا تو ان سب جانوروں کی قربانی کرنا درست نہیں ہے قربانی ہو جیسے جانور کی جسکے دانت نہوں اور جس کے کان نہوں یا ناک نہو جائز نہیں ہے۔ قربانی کے جانور کے بال کاٹنا یا دودھ دوہنا اور اُس سے نفع اُٹھانا قبل ذبح کے مکروہ ہے۔ قربانی کرنیوالا قربانی کے گوشت میں سے آپ کھاوے اور غنی اور فقیر کو کھلائے اور جمع کر رکھے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر صاحب مال کو کوئی قربانی کا گوشت دے تو اُسکا لینا درست ہے مستحب ہے تصدق کرنا قربانی کا تیسرا حصّہ گوشت اور عیالدار کو صدقہ نہ کرنا اس واسطے کہ لڑکے بالے فراغت سے کھائیں قربانی کی کھال کو للہ دینا یا اُسے فروخت کرکے اُسکی قیمت کو تصدق کرنا دونوں درست ہیں اور ذبح کرنا اپنے ہاتھ سے چاہیے۔ اگر خوبی نہ کر سکے تو دوسرے کو حکم دے قبلہ کی طرف اُس جانور کا منہ کرے اور پچھلے پیر جانب جنوب کرے اور ذبح کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ[۱] اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَ اِلَيْكَ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ط اَللّٰهُمَّ[۲] تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ فلا

[۱] اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ یا اللہ تیرے فضل سے اور تیری طرف رجوع ہے بیشک میری زندگی اور موت رب العالمین کے لیے ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں اور میں بھی حکم کیا گیا ہوں اور مسلمانوں سے ہوں۔ ۱۲

[۲] یعنی اے اللہ فلاں بن فلاں کی طرف سے اس کو قبول کر۔ ۱۲

ابنِ فلاں کی جگہ پر قربانی کرنے والے کا نام اور اُس کے باپ کا نام لیں۔ مثلاً اس طرح پر کہیں:۔ اللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ عَبْدِاللّٰہِ ابنِ عُمَرؓ اور ذبح کرکے چھوڑ دے۔ اور جب سرد ہو تو اُس کی کھال اور گوشت بنائے۔ ذبح کرتے وقت جس قدر اُس جانور کو پکڑے ہوں یا چھری پکڑے ہیں شریک ہوں سب بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہیں۔ جو لوگ چھری پکڑے ہوں اگر بسم اللہ اللہ اکبر قصداً نہ کہیں گے تو وہ جانور حرام ہو جائیگا۔ اگر بھول سے ایک شخص دوسرے کے بکرے کو ذبح کر ڈالے اور کھالے تو قربانی صحیح ہے لیکن ایک دوسرے سے معاف کرا لے۔

سورج گہن کی نماز کا بیان

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ سورج اور چاند آدمی کی موت کے سبب سے نہیں گہتے۔ بلکہ یہ دونوں گہن خدا وند تعالےٰ کی نشانیاں ہیں جب تم انکو دیکھو تو اُٹھکر نماز پڑھو۔ سورج گہن کی نماز جمعہ یا عیدین کا امام جماعت سے بلا اذان اور تکبیر کے پڑہائے اور اس نماز میں جہر نہیں ہے۔ دو رکعت مثل اور نمازوں کے ایک ایک رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ پڑھے۔ دونوں رکعتوں میں قرأت طویل پڑھے۔ اور بعد نماز کے آفتاب کے کھل جانے تک دُعا مانگتا رہے۔ اگر جمعہ یا عیدین کا امام موجود نہ ہو تو جُدا جُدا اپنی اپنی مسجدوں میں نماز پڑھیں اور باجازت امام جماعت سے پڑھنی بھی جائز ہے۔ اِس نماز میں خطبہ نہیں ہے یہ نماز عیدگاہ یا جامع مسجد میں پڑھے اگر کہیں اور پڑھے تو بھی جائز ہے مگر افضل پہلے دونوں مقاموں میں ہے اگر یہ نماز جُدا جُدا اپنے گھروں میں پڑھ لیں تو جائز ہے۔ اگر سب جمع ہو کر نماز نہ پڑھیں صرف دعا مانگ لیں تو بھی جائز ہے۔ امام دعا کے واسطے منبر پر چڑھے امام دعا خواہ قبلہ کی طرف بیٹھکر مانگے خواہ کھڑا ہو کر مانگے خواہ قوم کی طرف متوجہ ہو کر اور قوم کے لوگ آمین کہتے رہیں دعا اُس وقت تک مانگے کہ آفتاب بالکل صاف اور روشن ہو جائے اگر اپنے عصا یا کمان پر سہارا دیکر کھڑا ہو کر دعا مانگے تو یہ بھی بہتر ہے۔ اگر گہن کے وقت

کہ اُن کیا [illegible] کر دیں تاکہ وہ دعا مانگیں اور جوان آمین کہیں کہ اُن کی دعا مقبول ہو

حدیث [illegible] میں ہے کہ تم کو رزق اور فتح جو ملتی ہے تو تمہا [illegible] کی بدولت ہی ملتی ہے

اور [illegible] سے جب بار کھنے کی یہ حکمت ہے [illegible] رونا [illegible] زیادہ ہو تاکہ لوگوں کو

رقت ہو اور اُس کے سبب سے دریائے [illegible] جوش میں آ جائے۔ اور مستحب ہے

باہر نکالنا جانوروں کا اس لیے کہ کبھی [illegible] سے عنایت ہوتا ہے۔

روایت ہے کہ حضرت سلیمان [illegible] لوگوں کے ساتھ مینہ کی دعا کو نکلے دیکھا تو

ایک چیونٹی اپنی ٹانگیں آسمان کی طرف [illegible] رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لوٹ چلو کہ تمہاری

دعا اس چیونٹی کی جہت سے مقبول [illegible]

اور اگر باہر جانے سے پیشتر [illegible] ہو تو مستحب ہے کہ اللہ تعالٰے کے شکریہ کے

لیے باہر نکلیں۔ جب قبل [illegible] کے مطلب پورا ہو گیا تو اب اس انعام کا شکریہ یہ ہے کہ باہر

نکل کر دعا کریں تاکہ مینہ [illegible] ہے۔ اگر امام حاکم وقت نہ نکلے تو اور لوگوں کے نکلنے کا حکم

کرے اور اگر اُس سے بغیر [illegible] نکلیں تو جائز ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ ذمی نہ نکلیں اور اگر

وہ اپنے آپ [illegible] کے لیے یا اپنے معبدوں کو یا جنگل کو جائیں تو اُن کو منع نہ کریں

خطبہ نماز استسقا [illegible]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

سب تعریف اُس [illegible] سب جہان کا پروردگار بڑا مہربان اور رحم والا ہے اور قیامت کا مالک ہے اللہ کے سوا

یَفْعَلُ مَا [illegible] اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ تَفْعَلُ مَا تُرِیْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ

[illegible] چاہتا ہے وہ کرتا ہے خداوندا تو معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے

اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ الْغَنِیُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ اَنْزِلْ عَلَیْنَا الْغَیْثَ

[illegible] معبود نہیں تو غنی ہے اور ہم فقیر ہم پر مینہ برسا

ابر من ما انزلت لنا قوتا وبلاغا الى حين اما بعد فايها المؤمنون

اور جو تو ہم پر برسائے اسکو ہمارا قوت اور ایک مدت تک پہنچنے کا وسیلہ کر تعریف کے بعد اے

وفقنا الله وایاکم لصالح الاعمال والتوبة والاستغفار بالابتهال

مسلمانو اللہ ہم کو اور تم کو اچھے عمل اور توبہ اور استغفار کی عاجزی

توبوا الیه قبل ان یاتیکم الویل لقول النبی صلی الله علیه

کے ساتھ توفیق دے اسکی طرف رجوع کرو اس سے پہلے کہ تم پر وبال آئے نبی صلی اللہ علیہ

وسلم عجلوا بالتوبة قبل الموت وعجلوا بالصدقة قبل تحويل

وآلہ وسلم نے فرمایا موت سے پہلے توبہ کی جلدی کرو اور مال کے جانے سے

المال فانه قد ابتلی الناس باشد الباس من ضیق المعاش

پہلے صدقہ دینے میں جلدی کرو کہ لوگ بڑے خوف اور تنگی معاش اور پانی رک جانے

وامساك السماء والقحط بسوء الاعمال والسلوك الى سبيل

اور قحط میں مبتلا ہیں بسبب برے اعمال اور گمراہی پر چلنے

الضلال فاتقوا الله واحذروه والتجئوا اليه واستغفروه

سے تو اللہ سے ڈرو اور خوف کرو اور اسی سے التجا کرو اور استغفار

فقد قال الله تعالى استغفروا ربكم انه كان غفارا يرسل

کرو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اپنے رب سے استغفار کرو بیشک وہ غفار ہے

السماء عليكم مدرارا ويمددكم باموال وبنين ويجعل لكم

تم پر دھاروں پانی برسائیگا اور مال و اولاد سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے

جنات ويجعل لكم انهارا فقولوا جميعا متضرعين ربنا ظلمنا

واسطے جنتیں اور نہریں کریگا تو تم سب عاجزی کے ساتھ کہو اے ہمارے رب

انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرين ربنا

ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر تو ہم کو نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو ہم نقصان والوں میں ہونگے اے ہمارے رب

اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا
ہمارے گناہ بخش اور ہماری برائیاں دور کر اور ہم کو نیکیوں کے ساتھ مار اے رب اور ہم کو
وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ
وہ دے جو تو نے اپنے رسولوں کی زبان پر وعدہ کیا ہے اور قیامت کے روز ہمکو رسوا نہ کر بیشک تو وعدہ
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى
خلاف نہیں ہے۔ اے رب ہمارے گناہ اور اپنے کاموں میں ہماری زیادتیاں بخش اور ہمکو ثابت قدم رکھ
الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ رَبَّنَا لَا
اور گروہ کفار پر ہمکو غالب کر اور ہماری توبہ قبول فرما بیشک تو توبہ قبول کرنیوالا اور رحم والا ہے
تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا
اے رب ہمارے نسیان اور خطا پر ہم کو نہ پکڑ اے رب اور ہم پر ایسا بوجھ نہ رکھ جیسا ہم سے
كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ
اگلوں پر رکھا اے رب اور ہم پر ایسا بوجھ نہ رکھ جس کی
لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا
ہم کو طاقت نہیں اور ہمکو معاف کر اور بخش اور رحم کر توہی ہمارا مولا ہے تو گروہ
عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ
کفار پر ہم کو غالب کر میں اس اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ
اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ
ہے سب کا قائم رکھنے والا خداوندا ہم تیرے نبی اور رسول محمد اور انکی آل و اہلبیت
وَاَصْحَابِهٖ وَخُلَفَآئِهِ الرَّاشِدِيْنَ وَعِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ اَنْ تُرْسِلَ
اور اصحاب اور خلفائے راشدین اور تیرے نیک بندوں کے ساتھ تیری طرف
السَّحَابَ اِلَيْنَا مِدْرَارًا وَّتُنَزِّلَ عَلَيْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً غَدَقًا
وسیلہ کرتے ہیں کہ تو ہم پر بہت پانی برسا اور آسمان سے ہم پر ارزانی کرنیوالا مینہ نازل کر

اَللّٰهُمَّ لَا تُهْلِكْ بِلَادَكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِكَ وَبِالْمَكْنُوْنِ مِنْ اَسْمَآئِكَ

خداوندا اپنے شہروں کو اپنے بندوں کے گناہوں کے سبب سے ہلاک نہ کر اور اپنے پوشیدہ

وَمَا وَارَتِ الْحُجُبُ مِنْ اٰلَآئِكَ اِسْقِنَا مَآءً غَدَقًا تُحْيِيْ بِهِ الْبِلَادَ وَ

اسما کے وسیلہ سے جنہوں نے تیری نعمتوں کو چھپایا ہے ہم کو ارزانی کرنے والا مینہ دے کہ جس سے

تَرْوِيْ يَا مَنْ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَآئِمَكَ

شہر زندہ اور سیراب ہوں اے وہ ذات جو ہر چیز پر قادر ہے۔ خداوندا اپنے بندوں اور جانوروں کو

وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بِلَادَكَ الْمَيِّتَ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا

پانی دے اور اپنی رحمت بکھیر اور اپنے مردہ شہروں کو جلا خداوندا ہم کو ایسا مینہ دے جو

هَنِيْئًا مَرِيْئًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ

قحط سے بچانے والا خوشگوار اُگانے والا ارزانی کرنیوالا ہو جلدی نہ رُکا ہوا نفع دینے والا

اٰجِلٍ مُجَلِّلًا سَحًّا عَامًّا طَبَقًا اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ

نہ ضرر کرنیوالا جلدی نہ دیر میں جو زمین کو سبزہ کی پوشاک پہنانے والا ہو عام ہو ہلانے والا جلدی

الْقَانِطِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّ بِالْبِلَادِ وَالْعِبَادِ وَالْبَهَآئِمِ وَالْخَلْقِ مِنَ

ہمکو مینہ دے اور ہم کو ناامیدوں میں نہ کر۔ خداوندا تیرے شہروں اور بندوں اور جانوروں اور مخلوق

الْلَاْوَآءِ وَالضَّنْكِ مَا لَا نَشْكُوْهُ اِلَّا اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اَنْبِتْ لَنَا

پر وہ بیماریاں اور تنگی ہے جن کا کسی سے ہم تیرے سوا شکوہ نہیں کرتے اور خداوندا ہماری کھیتی اُگا

الزَّرْعَ وَاَدِرَّ لَنَا مِنْ بَرَكَاتِ الْاَرْضِ۔ اَللّٰهُمَّ ارْفَعْ عَنَّا

اور زمین کی برکتیں ہم پر لوٹا خداوندا ہماری مشقت اور

الْجُهْدَ وَالْجُوْعَ وَالْعُرْیَ وَاكْشِفْ عَنَّا مِنَ الْبَلَآءِ مَا لَا يَكْشِفُهٗ

بھوک اور عریانی دور کر اور وہ بلا دور کر جس کو تیرے سوا

غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ اِنَّكَ كُنْتَ غَفَّارًا فَاَرْسِلِ السَّمَآءَ

کوئی دور نہیں کرتا خداوندا ہم تجھ سے مغفرت مانگتے ہیں بیشک تو غفار ہے تو ہم پر بہتا پانی نازل

عَلَيْنَا مِدْرَارًا اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَمَرْتَنَا بِدُعَائِكَ وَوَعَدْتَنَا اِجَابَتَكَ كَمَا اَمَرْتَنَا

خداوندا تونے اپنے پکارنے کا ہم کو حکم کیا ہے اور دعا قبول کرنے کا وعدہ فرمایا

وَقُلْتَ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَاَجِبْنَا كَمَا وَعَدْتَنَا اَللّٰهُمَّ

ہے چنانچہ تونے ہم کو حکم فرمایا اور فرمایا کہ میں دعا کرنے والے کی دعا جبکہ دعا کرے قبول کرتا ہوں

فَامْنُنْ عَلَيْنَا بِمَغْفِرَةِ مَا فَرَّطْنَا وَاِجَابَتِكَ فِيْ سُقْيَانَا وَسَعَةِ

تو ہماری دعا قبول کر اپنے وعدے کے موافق خداوندا ہمارے زیادتیوں کی بخشش کے ساتھ ہم پر احسان کر اور

رِزْقِنَا وَارْحَمْنَا يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

مینہ کی دعا قبول کرنے کے ساتھ ہمارے رزق کی کشادگی اور اے ارحم الراحمین ہم پر رحم کر۔

خطبۂ ثانیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَ

سب تعریف اللہ کو ہم اسکی تعریف کرتے ہیں اور اُس سے مدد اور مغفرت مانگتے ہیں اور اُس پر ایمان لاتے اور

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ

کرتے ہیں اور اپنی جان کی برائیوں اور برے اعمال سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جسکو اللہ ہدایت کرے

فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

ہے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو وہ گمراہ کرے اُس کا کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور ہم گواہی دیتے

وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ

ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اُسکا شریک نہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سردار مولانا

رَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْكَلَامِ كَلَامُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ

محمد اسکے بندے اور رسول ہیں۔ اما بعد تحقیق بہترین کلام اللہ کا کلام ہے اور بہترین خصلت

مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ

محمد رسول اللہ کی خصلت ہے اور بُرے کام وہ ہیں جو نئے پیدا ہوں اور ہر نیا کام گمراہی ہے اور ہر

فِي النَّارِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰى وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ

گمراہی دوزخ میں ہے جس نے اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کی تو بھلائی اور ہدایت پائی اور جس نے

وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ وَغَوٰى اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَقُلْتُ

اللہ اور رسول کی نافرمانی کی تو وہ گمراہ اور بے راہ ہوا شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں میں نے

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ

کہا اپنے رب سے استغفار کرو کہ وہ بیشک غفار ہے تم پر دھاروں پانی بھیجیگا اور مال و اولاد

يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا لَا اِلٰهَ

سے تمہاری مدد کریگا اور تمہارے لیے جنتیں اور نہریں کرے گا اللہ کے

اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ [illegible]

سوا کوئی معبود نہیں جو چاہتا ہے کرتا ہے خداوندا تو غنی ہے اور ہم فقیر ہیں ہم پر مینہ

الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَّبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا

برسا اور اُسکو ہمارا قوت اور ایک مدت تک پہنچنے کا وسیلہ کر خداوندا ہم پر

غَيْثًا مُّغِيْثًا مَرِيْئًا مَرِيْعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ اٰجِلٍ اَللّٰهُمَّ اسْقِ

ایسا بہت مینہ برسا جو قحط سے بچانے والا بہت اُگانے والا نفع دینے والا ہو نہ ضرر کرنے والا

عِبَادَكَ وَبَهَآئِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ

دیر میں خداوندا اپنے بندوں اور جانوروں کو سیراب کر اور اپنی رحمت فراخ کر اور اپنے مردہ شہر کو جلا

مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ

مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اے مسلمانو اللہ سے حق ڈرنے کا ڈرو اور

وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى

نہ مرنا مگر اسلام کی حالت میں بیشک اللہ اور اُسکے فرشتے نبی پر

النَّبِيِّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى

بھیجتے ہیں اے مسلمانو تم بھی اُن پر درود و سلام بھیجو خداوندا ہمارے سردار

سَيِّدِنَا وَشَفِيْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَللّٰهُمَّ

اور شفیع اور مولانا محمد اور اُن کی آل و اصحاب پر رحمت نازل فرما خداوندا

اَمْطِرْ شَآبِيْبَ رِضْوَانِكَ عَلَى السَّابِقِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ

سابقین اولین مہاجرین و انصار پر اپنی

وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ خُصُوْصًا عَلَى الْخُلَفَآءِ

رضا کے مینہ برسا اور جو نیکی سے اُنکے تابع ہیں سب پر خصوصًا خلفائے راشدین

الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي الْغَارِ

مہدیین ابوبکر صدیق پر جو رسول اللہ کے رفیق غار ہیں

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعُمَرَ الْفَارُوْقِ قَامِعِ اَسَاسِ الْكُفَّارِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

اللہ اُن سے راضی ہو اور عمر فاروق پر جو کافروں کی بنیاد اُکھیڑنے والے ہیں اللہ اُنسے

وَعُثْمَانَ ذِي النُّوْرَيْنِ كَامِلِ الْحَيَآءِ وَالْوَقَارِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَلِيِّنِ

راضی ہو اور عثمان ذی النورین پر جو حیا و وقار میں کامل ہیں اللہ اُنسے راضی ہو اور علیؓ

الْمُرْتَضٰى اَسَدِ اللّٰهِ الْجَبَّارِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَلٰى سَيِّدَيْ شَبَابِ اَهْلِ

مرتضٰی پر جو اللہ زبردست کے شیر ہیں اللہ اُن سے راضی ہو اور جنت کے جوانوں کے دو

الْجَنَّةِ الْاِمَامَيْنِ الْهُمَامَيْنِ اَبِيْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنِ

سرداروں پر جو بڑے امام ہیں یعنی ابو محمد امام حسنؓ اور ابو عبداللہ امام حسینؓ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعَلٰى اُمِّهِمَا سَيِّدَةِ النِّسَآءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ رَضِيَ

اللہ اُن دونوں سے راضی ہو اور اُن کی ماں فاطمہ زہرا پر جو عورتوں کی سردار ہیں اللہ اُنسے

اللّٰهُ عَنْهَا وَعَلٰى عَمَّيْهِ الْمُكَرَّمَيْنِ بَيْنَ النَّاسِ الْحَمْزَةَ وَالْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ

راضی ہو اور آپ کے دونوں چچوں پر جو لوگوں میں بزرگ ہیں یعنی حمزہ اور عباس پر اللہ اُن سے

عَنْهُمَا اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَیِّدِ

راضی ہو یہ اللہ کے گروہ ہیں جان لو کہ اللہ ہی کا گروہ کامیاب ہے خداوندا

الْمُسْلِمِیْنَ وَالْاِسْلَامَ بِنُصْرَةِ السُّلْطَانِ الْعَادِلِ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْهُ

مسلمانوں اور اسلام کے ساتھ مدد کرنے سے بادشاہِ عادل کی مدد کر خداوندا اُس کو

وَوَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاجْعَلْ اٰخِرَتَهٗ وَاٰخِرَتَنَا خَیْرًا مِّنَ الْاُوْلٰی

اور ہمکو اچھے اور پسندیدہ اعمال کی توفیق دے اور اُسکی اور ہماری آخرت کو دنیا سے

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

بہتر کر تیرا پروردگار عزت والا اُن باتوں سے پاک ہے جو بیان کرتے ہیں اور پیغمبروں پر سلام

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

اور سب تعریف اللہ کو جو سب جہان کا پروردگار

صلوۃ التسبیح کا بیان

اس نماز کا بڑا ثواب ہے جس وقت چاہے پڑھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ اے میرے چچا کیا میں تم کو ایسی دس باتیں نہ عطا کروں کہ جب تم اُن کو کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ اگلے پچھلے پرانے اور نئے بے قصدا ور بقصد چھپے اور ظاہر بخشدے۔ وہ دس باتیں یہ ہیں کہ تم چار رکعتیں پڑھو، ہر رکعت میں الحمد اور سورہ پہلی رکعت میں جب قرأت سے فارغ ہو تو اُسی حالت قیام میں سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پندرہ بار پڑھو پھر رکوع میں بعد تسبیح دس بار پھر قومہ میں بعد سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہنے کے دس بار پھر سجدہ میں بعد تسبیح دس بار پھر جلسہ میں دس بار پھر دوسرے سجدہ میں بعد تسبیح دس بار پھر دوسرے سجدہ سے سر اُٹھا کر کھڑے ہونے سے قبل دس بار تو یہ ایک رکعت میں پچھتر بار ہوئی۔ چاروں رکعتوں میں ایسا ہی کرو۔ اگر ہو سکے تو اس نماز کو ہر روز ایک بار پڑھو ورنہ ہر جمعہ

ورنہ ہر مہینے میں ایک بار ورنہ ہر سال میں ایکبار ورنہ تمام عمر میں ایکبار پڑھو۔ اس نماز کی دوسری ترکیب جو مختار ہے یہ ہے کہ سبحانک اللّٰھم وبحمدک الخ پڑھکر پندرہ بار یہ کلمے سبحان اللہ والحمد للہ الخ پڑھے۔ پھر الحمد وسورت پڑھکر دس بار پڑھے پھر رکوع میں دس بار پھر قومہ میں دس بار پھر سجدہ میں دس بار پھر جلسہ میں دس بار پھر دوسرے سجدہ میں دس بار پس دوسرے سجدے سے سر اُٹھا کر کھڑا ہوجائے اور اسی طرح چاروں رکعتیں پوری کرے اور رکوع وسجود کی تسبیح کے بعد یہ کلمے پڑھے اور ان کلموں کو اُنگلیوں پر شمار نہ کرے اور درمیان میں دو رکعتوں کے بعد قعدہ کرے۔

نماز نوافل اُن کے اوقات فضیلت اور انکے متعلق اوراد کا بیان متعلق عابداں

نجات کی صورت بغیر ایسی عبادت خالصہ کے جس سے دیدار الٰہی کا استحقاق ہو متصور نہیں اور اسکی سبیل یہی ہے کہ بندہ اپنے اللہ تعالیٰ کا محب اور عارف ہو اور اسی حال پر مرے اور محبت اور اُنس بغیر ذکر دوامی [illegible] کے میسر نہیں ہوتا۔ اور نہ معرفت بدون اُس کی ذات وصفات وافعال میں فکر کرنے سے [illegible] ہوتی ہے اور یہ جب میسر ہوتا ہے کہ دنیا اور اسکی خواہشات کو چھوڑدے اور یہ سب باتیں اُس [illegible] ہوتی ہیں کہ آدمی اپنے تمام رات اور دن کے اوقات کو ذکر وفکر اللہ تعالیٰ میں ڈوبا رکھے۔ پس [illegible] بہشت میں بے حساب جانا چاہے اور جو کوئی اپنے حسنات کے پلہ کو بھاری رکھنا چاہے وہ اپنے سارے [illegible] عبادت الٰہی میں مصروف رکھے۔ اور جو کوئی کچھ اعمال اپنے نیک کرے اور کچھ بُرے تو اُس کا [illegible] خوفناک ہے۔ ہاں وہ بھی امید منقطع نہ کرے۔ بُرے اعمال کے ترک کی کوشش میں رہے کیا عجب [illegible] اللہ تعالیٰ اپنے جود وکرم سے اسکو بخش دے۔ فجر کے فرضوں سے پہلے اور ظہر مغرب عشا کے بعد [illegible] سنت ہیں اور ظہر اور جمعہ سے پہلے اور جمعے کے بعد چار چار رکعتیں سنت ہیں اور عصر وعشا [illegible] کے بعد چار چار رکعتیں مستحب ہیں اور دن کے وقت ایک ہی سلام سے چار رکعت سے

زیادہ رات کے وقت آٹھ رکعت سے زیادہ نفل پڑھنے مکروہ ہیں اور جس نفل کو قصداً شروع کیا ہو اُسکا پورا کرنا لازم ہے۔ کھڑے ہو کر شروع کرنا اور پھر بیچ میں بے عذر بیٹھ جانا اچھا نہیں۔

نماز صبح کا وقت صبح صادق کے طلوع سے آفتاب کے نکلنے تک ہے اس وقت کی عبادت کے شرف میں آیات کلام مجید ہیں۔ نماز صبح پڑھکر طلوع آفتاب تک دعا تسبیح تلاوت قرآن وغیرہ ذکر الٰہی میں مشغول رہے یا نہ کرے وظیفہ اس قدر بہتر ہے جسپر مداومت ہو سکے یعنی ہمیشہ ہو سکے نفس پر شاق نہ گزرے گو قلیل ہی ہو آفتاب کے نکلنے سے اور زمین پر پھیلنے سے پہلے اور غروب سے پہلے یہ پڑھنا بہتر ہے۔ سورۂ الحمد اور معوذتین، اور اخلاص اور کافرون اور آیۃ الکرسی سات سات بار پھر

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ سات بار

اللہ کو پاکی ہے۔ اللہ کو تعریف ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے۔

اور درود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سات بار، اور استغفار یعنی یہ

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَآءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ؕ سات بار

خداوندا مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب ایماندار مرد و عورت زندوں اور مُردوں کو بخش دے اپنی رحمت سے، اے رحم کرنے والوں میں بہت رحم کرنے والے۔

پھر یہ دعا پڑھے سات بار۔

اَللّٰھُمَّ افْعَلْ بِیْ وَبِھِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مَآ اَنْتَ لَہٗ اَھْلٌ وَّلَا تَفْعَلْ بِنَا یَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَہٗ اَھْلٌ اِنَّکَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ جَوَادٌ کَرِیْمٌ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ

ترجمہ۔ خداوندا مجھے اور میرے ساتھ یہاں اور بڑی دین اور دنیا اور آخرت میں وہ معاملہ کر جیسا تو اہل ہے اور اے ہمارے مولا ہم سے وہ معاملہ نہ کر جیسے ہم اور ہیں بیشک تو بخشنے والا بردبار سخی کریم مہربان رحم والا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم فرمایا ہے کہ اس کے عامل کے تمام گناہ کبیرہ جو اس نے کیے ہوں

بخشے جائینگے - اور اللہ تعالیٰ اُس پر سے اپنا غصہ اور خفگی اُٹھا لیگا اور بائیں طرف والے فرشتہ کو حکم فرمائیگا
کہ سال بھر تک اُس کی کوئی بُرائی نہ لکھے اور اس وظیفہ پر وہی عمل کریگا جسکو اللہ تعالیٰ نے سعید ازلی پیدا
کیا ہے اور اس کو وہی ترک کریگا جس کو اللہ تعالیٰ نے بدبخت پیدا کیا ہے - پھر گزشتہ تقصیرات کا خیال
کرے اپنی خطائیں یاد کرے امور مابعد عمل خیر کو سوچے - خداوند تعالیٰ کی نعمتوں (ظاہری اور باطنی)
اور اُس کے عذابوں کو یاد کرے اس سے معرفت اور محبت الٰہی بڑھتی ہے - نماز صبح سے طلوع
آفتاب تک کوئی نماز نہ پڑھے حسب متذکرہ بالا وظائف اور فکر میں رہے -

نمازِ اشراق کا وقت آفتاب کے زمین پر پھیل جانے اور بمقدار نصف نیزہ کے بلند ہو جانے پر ہے
اُس وقت دو رکعت پڑھے -

جب آفتاب کی دھوپ سے ریت گرم ہو جائے اور پاؤں جلنے لگیں اور اُنکو پسینہ آنے لگے یعنی
حد تین گھنٹے (پہر) دن چڑھ جائے تو نمازِ چاشت کا وقت ہو گیا - اُس وقت چار رکعت
اُس طرح عمدہ وظیفہ طلوع آفتاب کے بعد کا یہ ہے کہ عمدہ کام اُس وقت میں بجا لائے
صبح کی عبادت کو جانا نیکی اور تقوے کی مجلس علم میں جانا، کسی مسلمان کی حاجت پوری کرنا
اور اپنے کرنا - دوپہر کو طلب سلامتی اور شب بیداری کی نیت سے تھوڑا سو لینا سنت ہے
کی زوال سے اتنا پیشتر جاگے کہ نماز کی تیاری یا آرام کر لے - اگر شب بیداری نہ
وہ ہر وقت کو سونا منع ہے جیسا کہ علما نے فرمایا ہے کہ تین باتوں پر اللہ تعالیٰ بہت غصہ کرتا
ان تعجب کے - کھانا بدون بھوک کے - دن کو سونا بدون شب بیداری کے -
صرف آٹھ گھنٹے سونا چاہیے - اس سے کم مضر ہے - دن میں دوبار سونا منع
صحیحین میں ہے دن کے وظیفوں کا زوال سے لیکر ظہر کی نماز تک ہے - اس نماز کو بڑا
ثواب سمجھکر اُسکا وقت دن کے سب وقتوں میں چھوٹا ہے اور افضل بس سورج کے ڈھلتے ہی
تراویح ہے جب دو کرکے پڑھے بڑی سورتوں سے - اس وقت آسمان کے دروازے کھلتے ہیں
پچھلے بخشے جاتے قبول ہوتی ہے -

پھر عصر کا وقت شروع ہوتے ہی اوّل چار رکعت نفل قبل فرض عصر کے پڑھ لے کہ بڑا ثواب
نماز فرض عصر کے بعد غروب آفتاب تک سوا قضا نماز کے دیگر نماز منع ہے۔ اس وقت تلاوت
قرآن مجید میں مشغول رہنا عمدہ بات ہے اور نافع کثیر۔ اس وقت نہ کھائے نہ پیئے اسکا معمول
رکھیگا تو جانکنی کے وقت فریب شیطان سے نجات پائیگا جب آفتاب غروب ہو جائے تو ا
حالات نفس کا حساب کرنا چاہیئے کہ ایک منزل گزر گئی۔ اگر اس دن خیر کی کثرت چاہے تو خدا کا شکر
ادا کرے ورنہ زیادہ عبادت کرے کہ نیکیوں سے برائیاں جاتی رہتی ہیں ؎

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے　　عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

بعد نماز فرض مغرب کے دعا مانگ کر فوراً بلا فصل اور توقف اور بغیر گفتگو کے دو رکعت سنت
اوّل میں سورۂ کافرون۔ دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھے۔ اسکے بعد چھ رکعت دو دو رکعت
کرکے صلوٰۃ اوّابین پڑھے کہ بڑا ثواب ہے۔ نماز عشا کے ساتھ وتر پڑھنا چاہیئے۔ وتر میں سبح اسم
اور کافرون اور اخلاص پڑھنا سنت ہے۔ بعد وتر سبحان الملک القدوس تین بار
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل تھا۔ رات کو باطہارت سونا بھی عبادت ہے۔ سونے کے
با وضو اور مسواک کرکے سوئے مسواک اور وضو کا پانی اپنے سرہانے رکھ لے۔ اور
کی نیت کر لے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے بستر پر آوے اور اسکی نیت یہ ہو کہ رات
نماز پڑھوں گا۔ پھر صبح تک اسکی آنکھ نہ کھلی تو جو کچھ اس نے نیت کی تھی وہ اسکے
تہجد پڑھنے کا ثواب ملیگا۔ اور اس کا سو جانا خداوند تعالیٰ کا صدقہ اسکے حق میں ہوگا۔
لکھ کر اپنے سرہانے لکھ لے۔ ہر گناہ سے توبہ کرکے سب مسلمانوں سے صاف دل ہو کر سوئے
بعد کوئی گناہ کرنیکا ارادہ کرے۔ عمدہ بستر پر نہ سوئے۔ متوسط درجہ کا بستر بہتر ہے
نہ ہو نہ سوئے۔ اکابر سلف کا سونا غلبۂ نیند کی حالت میں۔ اور کھانا فاقہ کی صورت میں
کے وقت ہوتا تھا غلبۂ نیند کے یہ معنی ہیں کہ نماز و ذکر کے مانع ہو۔ یہ نہ جانے کہ کیا کہہ رہا
حالت ہو تب چاہیئے کہ سو رہے۔ قبلہ رخ ہو کر اپنا رخسارہ داہنے ہاتھ پر رکھ کر سوئے۔

سوتے وقت یہ دھیان کرے کہ سونا ایک طرح کی وفات ہے اور جاگنا ایک طرح کا جی اٹھنا ہے
جب جاگے یا کروٹ لے دعا پڑھے۔ اس بات میں کوشش کرے کہ سوتے وقت بھی سب سے پیچھے
دل پر خدا کا ذکر جاری رہے۔ اور جاگنے کے وقت بھی سب سے اوّل ذکر اللہ دل پر جاری ہو کہ یہ محبت کی
پہچان ہے۔ آدھی رات سے چھٹا حصہ رات کا باقی رہنے تک تہجد کی نماز کا وقت ہے اور مقبولیت
دعا کا۔ اس وقت عرش جھومتا ہے جنات عدن سے ہوائیں چلتی ہیں۔ آسمان دنیا پر جناب
باری کا نزول اجلال ہوتا ہے۔ اوّل دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھے پھر چھ رکعت دو دو کرکے اور
پڑھے۔ چاہے بارہ رکعت تک تہجد پڑھنا سنت ہے جس قدر معمول کرلے اس قدر ہمیشہ پڑھا کرے
اور دو دو اور چار چار اور تین یا پانچ رکعت کی ایک نیت باندھنا جائز ہے۔ مگر اولیٰ دو دو کی نیت مذکورہ بھی ہے
ہر دو رکعت کے سلام سے تا فصل ہو جائے
وسجدہ و جلسہ طویل ادا کرے اور سبحان اللہ کہے۔ رکعت جس قدر طویل ہو بہتر ہے۔ اسی طرح رکوع
اس طرح مستحب ہے۔ قرأت آواز سے اور آہستہ دونوں طرح درست ہے جس طرح جی لگے
صبح کرے۔ بعد نماز تہجد تھوڑی دیر سو رہے چھٹا حصہ شب کا بھی وظیفہ کے لیے مقرر ہے۔
غرضیکہ یہ اوقات ورد و وظائف عابدوں اور اکابر سلف کے مقرر کیے ہوئے ہیں۔
فضیلتیں اور فوائد اور برکات کثیر ہیں جن کو قلم احاطہ نہیں کرسکتا۔ ان کے سوا چند باتیں اور
ہیں مستحب جانتے اور کرتے چلے آتے ہیں۔ روزہ رکھنا۔ صدقہ دینا اگرچہ تھوڑا ہو۔ بیمار کو پوچھنا
یا بیمار کی خبر لینا۔ صدقہ کی تعریف میں بہت احادیث مذکور ہیں۔ اگلے بزرگ اس بات کو
سمجھتے کہ سارا دن گزر جائے اور کچھ خیرات نہ کریں۔ گو ایک خرما یا پیاز یا روٹی کا ٹکڑا ہی کیوں
دینا ہی صدقہ نہیں ہے بلکہ اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے۔ بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے۔
کفیل ہونا صدقہ ہے۔ راستہ بتانا صدقہ ہے۔ ایذا کی چیز کا راستہ سے دور کرنا صدقہ ہے۔
اللہ اور سبحان اللہ کہنا بھی صدقہ ہے۔ اور دو رکعت چاشت کی بھی صدقہ ہیں۔ لہٰذا
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب کو آدمی اپنے لیے جمع کرلے۔
ات اور وظائف کی ترکیب تو حسب صراحت مندرجہ بالا ہے ہر شخص کے وظیفہ کا طریقہ

حسب حال اُسکے مختلف ہوتا ہے۔ کوئی کچھ پڑھتا ہے۔ کوئی کسی چیز کا ورد کرتا ہے۔ کوئی بکثرت، کوئی کم غرضکہ وظیفوں سے دل کا تزکیہ اور پاک کرنا اور زیورِ ذکرِ الٰہی سے اُسکو آراستہ کرنا ہے۔ پس جس ورد وظیفہ کا اثر اُسکے دل پر پڑے اُس ہی پر مواظبت کرنا چاہیے۔

دیگر اشخاص اختیار کنندگانِ طریقِ آخرت کا بیان

دوسرا شخص آخرت کا طریق اختیار کرنے والا عالم ہے جو فتوے دینے اور پڑھانے اور تصنیف کرنے سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہو۔ اُسکے ورد کا طریقہ عابد سے جدا ہے۔ بعد ادائے فرائض و سنن اسکے لیے مستحب ہے کہ کتابوں کا مطالعہ کرے، تصنیف کرے۔ لوگوں کو پڑھائے۔ یہ وہ علمِ دین ہے جو عبادت پر مقدم ہے۔ اس سے آخرت کی ترغیب ہوتی ہے۔ دنیا میں زہد پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت اِس سے حاصل ہوتی ہے۔ عالم کے اوقات اس طرح منضبط ہوں۔ صبح سے آفتاب نکلنے تک ذکر و وظائف پڑھے۔ طلوع سے دوپہر تک پڑھائے۔ اگر طالب علم نہ ہوں تو علم دینیہ میں اس وقت کو صرف کرے۔ دوپہر سے عصر تک کتب بینی اور تصنیف میں صرف کرے۔ عصر سے زردی آفتاب تک تفسیر اور حدیث اور علم مفیدہ کے پڑھنے میں خرچ کرے اور آفتاب کے زرد ہونے سے مغرب تک استغفار اور تسبیح میں مشغول رہے۔ غرضکہ اول عمل زبانی میں گزریگا۔ دوسرا عمل میں تیسرا آنکھ اور ہاتھ کے عمل میں، چوتھا کان کے عمل میں اور پانچواں ذکر زبانی میں۔ رات کے تین حصے کرے ایک تہائی مطالعہ اور علم پڑھانے میں، دوسری تہائی نماز کے لیے۔ تیسری سونے کے لیے۔

تیسرا شخص آخرت کا طریق اختیار کرنے والا طالب علم دین ہے۔ اسکو طلب علم میں مشغول ہونا اور ذکر اور نوافل میں لگے رہنے سے اچھا ہے علم کا سیکھنا وظائف سے بہتر ہے۔ اسکو بھی مثل عالم کے اوقات تقسیم کرنے چاہئیں اور عالم کے جو پڑھانے کا وقت مقرر کیا گیا ہے اُس میں یہ پڑھے۔ اگر کوئی ایک ساعت ہی علم یا وعظ میں حاضر ہو تو ہزار رکعت نماز اور ہزار جنازوں کی شرکت اور ہزار بیمار پرسی سے

ذکر کے پاس بیٹھنے سے بہشت ملتی ہے۔

چوتھا شخص اہل حرفہ ہے کہ اپنے عیال کے لیے کمائی کا محتاج ہو۔ اسکو اچھا نہیں کہ عیال فاقہ مریں اور وہ سارا وقت اپنا عبادت میں صرف کرے بلکہ اس کو مناسب ہے کہ کام کے وقت بازار جائے اپنے پیشہ میں مشغول ہو۔ مگر ذکر الٰہی کو نہ بھولے۔ بلکہ تسبیحات اور ذکر الٰہی اور تلاوت پر مواظبت رکھے اور فرائض ادا کرتا رہے اور نوافل کے لیے وقت ملے تو وہ بھی ادا کرسکتا ہے۔ اگر اپنی کمائی سے صدقہ بھی دے تو اور زیادہ موجب برکت و ثواب ہوگا۔

پانچواں شخص حاکم ہے جیسے امام۔ قاضی اور مسلمان کے امور کی نگرانی کا متولی ایسے شخصوں کے حق میں مسلمانوں کی حاجتوں کا پورا کرنا اور شریعت کے موافق اخلاص سے اُنکی غرضیں نکالنی اوراد مذکورۂ عابد سے بہتر ہے ان کو مناسب ہے کہ نماز فرض پر اکتفا کرکے لوگوں کے حقوق ادا کریں اور وظائف رات میں ادا کریں۔ مسلمانوں کے ساتھ نرمی برتنی عبادت بدنی سے بہتر ہے۔

چھٹا شخص وہ موحد ہے کہ خداوند پاک میں مستغرق ہو اور سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی اُسکی فکر نہو نہ خدا کے سوا کسی سے اسکو محبت ہو، نہ سوا خدا کے کسی سے ڈرتا ہو، نہ کسی سے رزق کی توقع رکھتا ہو۔ ہر چیز میں خدا ہی اُسکو دکھائی دیتا ہو۔ ایسے مستغرق شخص کو اپنے اوقات کو وظائف کیلئے تقسیم کی ضرورت نہیں کہ مقصود حاصل ہے بلکہ بعد فرائض اُس کا یہی ایک وظیفہ کافی ہے کہ اللہ کی یاد میں وہ ہر دم رہتا ہے۔ اور یہ درجہ صدیقوں کے رتبہ کی انتہا ہے ہر شخص کو حاصل نہیں ہوسکتا۔

تراویح کا بیان

صحیحین میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی قیام رمضان کرے ایمان سے ثواب سمجھکر اُسکے سب گناہ بخشے جائینگے جو پہلے اس سے اُس نے کیے ہوں۔ مراد قیام رمضان سے تراویح ہے جیسا کہ ہدایہ سے ثابت ہوتا ہے پس نماز تراویح کا یہ ثواب ہے کہ بسبب اُسکے سب گناہ پچھلے بخشے جاتے ہیں **مسئلہ** بیس رکعتیں تراویح کی پڑھنا اس طرح پر کہ ہر چہار رکعت کے بعد

راحت کے لیے کچھ توقف کرے سنت مؤکدہ ہے۔ مرد اور عورت سب کے لیے بہتر یہ ہے کہ بعد ترویحہ یعنی چار رکعت کے توقف کرے اور تسبیح وتقدیس میں مشغول ہو اور تسبیح یہ ہے:۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَیْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ۔

مسئلہ جماعت تراویح کی سنت علی الکفایہ ہے اگر محلہ کی مسجد میں جماعت نہ ہو سب کے ذمہ ترک سنت کی برائی رہیگی **مسئلہ** سارے رمضان شریف میں ایکبار کلام اللہ کا ختم کرنا تراویح میں سنت مؤکدہ ہے بسبب کاہلی لوگوں کے ترک نہ کرے اور دو بار فضیلت ہے اور تین بار افضل ہے **مسئلہ** تراویح میں جلدی جلدی قرآن شریف کا پڑھنا کہ مقتدیوں کی سمجھ میں نہ آئے یا ایسی لمبی لمبی رکعتیں کرنی کہ مقتدیوں کو تکلیف ہو نہایت مکروہ ہے **مسئلہ** بعد نماز عشا کے تراویح قبل وتر کے بھی جائز ہے اور بعد وتر کے بھی **مسئلہ** دو دو رکعت کی نیت تراویح میں مستحب ہے۔

ف اکثر آدمی بعد سلام پھیرنے امام کے اتنا بیٹھے رہتے ہیں کہ جب امام قریب رکوع کے ہوتا ہے تب شریک ہو جاتے ہیں سو یہ بات بہت بری ہے اور ختم کلام اللہ کا ثواب اُن کو مطلق نہیں ہوتا۔ یہ طریقہ منافقین کا ہے اور موافق اس آیت کے ہے وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى یعنی جب اُٹھتے ہیں نماز کے لیے تو کاہلی سے اُٹھتے ہیں۔ **مسئلہ** جس آدمی کو نماز فرض جماعت سے نہ ملی ہو جائز ہے کہ تراویح جماعت سے پڑھے **مسئلہ** رمضان شریف میں وتر بھی جماعت سے پڑھے اور قرأت میں جہر کرے اور خارج رمضان میں وتر کی جماعت نہیں ہے **مسئلہ** بعد ختم ہو جانے کلام اللہ کے صحیح یہ ہے کہ باقی رمضان میں تراویح ساقط نہیں ہوتیں۔ **مسئلہ** مستحب ہے کہ ختم کلام اللہ ستائیسویں رات کو کرے کہ اس رات میں احتمال قوی ہے شب قدر کا۔ اور شب قدر کی زیادہ عبادت کا بہت بڑا ثواب ہے۔ اور قرآن مجید میں آیا ہے کہ شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جو شخص شب بیدار رہے گا شب قدر کو اس کے پچھلے گناہ [illegible] بخشے جائیں گے

اور حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ شب قدر میں دعا قبول ہوتی ہے۔

بیان اعتکاف

آخر عشرہ رمضان مبارک میں اعتکاف سنت مؤکدہ ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ عشرۂ آخرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے پس سنت یہ ہے کہ بیسویں رمضان کو قبل غروب آفتاب کے کہ بعد اُسکے اکیسویں شب شروع ہوگی آدمی بقصد اعتکاف مسجد میں داخل ہو۔ اور دن رات تا نمود ہونے چاند شوال کے وہیں رہے حقیقت اعتکاف کی یہ ہے کہ غلام باظہار کمال عاجزی اپنے آقا کے گھر آ بیٹھا اس لیے یہ ٹھہرنا ہی عبادت ہے۔ مگر چاہیے کہ بلحاظ ماہ مبارک اور مقام متبرک مسجد کے ایسے وقت میں زیادہ کوشش عبادت میں کرے اور تلاوت قرآن مجید اور درود اور ذکر الٰہی اور نوافل میں مشغول رہے۔ بالکل چپ رہنا اعتکاف میں مکروہ ہے مگر بیہودہ باتوں سے بالخصوص کذب اور غیبت سے بہت محترز رہے۔ اب چند مسائل اعتکاف کے لکھے جاتے ہیں:-

مسئلہ اعتکاف سنت علے الکفایہ ہے۔ اگر کوئی بھی اعتکاف نہ کریگا سب کے ذمہ ترک سنت کی برائی رہیگی **مسئلہ** اعتکاف سوا اُس مسجد کے جسمیں نماز پنجگانہ جماعت سے ہوتی ہو اور کہیں جائز نہیں **مسئلہ** اعتکاف میں سوائے جائے ضرور پیشاب کے یا نہانے کے اگر احتلام ہو جائے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں۔ اگر ذراسی دیر کو بھی باہر جائیگا تو اعتکاف ٹوٹ جائیگا **مسئلہ** معتکف کو جمعہ کی نماز کیلیے مسجد جامع میں جانا جائز ہے مگر سنتیں پڑھنے سے زیادہ نہ ٹھہرے اگر مسجد جامع میں زیادہ ٹھہریگا تو اعتکاف ٹوٹے گا نہیں اسلیے کہ وہ بھی مسجد ہے مگر بہتر نہیں **مسئلہ** اگر حاجت جائے ضرور یا پیشاب کیلیے مسجد سے نکلے اور بعد فراغت کے ذرا دیر ٹھہر جائے تو اعتکاف ٹوٹ جائیگا۔ اسی طرح جامع مسجد کی راہ میں اگر ذرا دیر ٹھہر جائے تو اعتکاف ٹوٹ جائیگا **مسئلہ** اعتکاف میں وطی اور بوسہ اور مساس شہوت سے ناجائز ہیں۔ اور وطی سے مطلقاً اعتکاف باطل ہو جاتا ہے۔ اور بوسہ اور مساس سے بھی اگر انزال ہو **مسئلہ** عورت کو

مسجد میں اعتکاف ہرگز درست نہیں اپنے گھر میں جو مکان واسطے نماز کے بطور تہجد کے الگ مقرر کرلیا ہو اُس میں اعتکاف کرے **مسئلہ** اعتکاف نفل ذراسی دیر کا بھی ہو سکتا ہے۔ موافق قول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے اور ظاہر روایت کے امام صاحب سے اور اس ہی پر فتوےٰ ہے۔ پس جب آدمی نماز کے لیے مسجد میں جائے نیت اعتکاف کی کرلیا کرے جتنی دیر ٹھہریگا اعتکاف کا ثواب بھی پائے گا۔

نماز استخارہ

نماز استخارہ کی مفصل کیفیت نکاح کے بیان میں درج ہے۔ اِس لیے یہاں اُس کے اعادہ کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

نماز کی تعداد اور ثواب کا بیان

فرض نماز گھر یا دوکان یا جنگل وغیرہ میں تنہا پڑھنے سے ایک نماز کا ثواب ملیگا محلہ کی مسجد میں پڑھیگا تو پچیس[۲۵] نمازوں کا ثواب ملیگا۔ جمعہ کی مسجد میں پڑھیگا تو پانسو نمازونکا ثواب ملیگا۔ مسجد اقصےٰ یعنی بیت المقدس میں پڑھیگا تو ہزار نمازوں کا ثواب ملیگا۔ اور جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں پڑھیگا تو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملیگا۔ اور جو کعبہ شریف کی مسجد میں پڑھیگا تو ایک لاکھ نمازونکا ثواب ملیگا جماعت سے نماز پڑھیگا تو ستائیس[۲۷] نمازوں کا ثواب پائیگا۔ ایک امام ایک مقتدی جماعت کے حکم میں داخل ہیں۔ اگر دو مقتدی ہوئے تو دو ستائیس یعنی چوّن[۵۴] نمازونکا ثواب ملیگا۔ اگر تین مقتدی ہونگے تو ہر مقتدی کے عوض ستائیس ستائیس[۲۷] نمازوں کا ثواب ہر مقتدی کو زائد بڑھتا جائیگا حاصل کلام یہ کہ کثرت جماعت یعنی مقتدیوں سے اللہ تعالیٰ نمازی کو بہت نمازوں کا ثواب عنایت فرماتا ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ جماعت میں بہت سے شریک ہوا کریں۔ مقتدیوں کی شرکت کا انتظار کیا کریں تاکہ اُن کو ثواب عظیم نصیب ہو۔ ایک اور حساب کثرت ثواب نماز کا علماء دین نے اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ فرض رات دن کی سترہ رکعت ہیں۔ دو[۲] صبح کی، چار چار ظہر عصر کی تین مغرب

کی چار عشا کی۔ اور ان پانچوں وقت میں پچاس وقت کی نماز کا ثواب موعود ہے یعنی فی رکعت دس گنا جیسا کہ حدیث معراج میں ہے۔ پس سترہ کو دس میں ضرب دینے سے ایک سو ستر رکعتیں ہوئیں (۱۷×۱۰=۱۷۰) پھر بحسب انعام قرآنی فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا یعنی ایک کی دس نیکیاں دس کو ایک سو ستر میں ضرب دینے سے ایک ہزار سات سو رکعتیں ہوئیں (۱۷۰×۱۰=۱۷۰۰) پھر افزونی ثواب نماز بالتخصیص کم سے کم تگنی ہے یعنی اِنَّ الْحَسَنٰتِ سے مراد نماز ہے اور صیغۂ جمع کم سے کم تین پر صادق آتا ہے۔ پس ہر نماز تگنی ہوگئی یہ پانچ ہزار ایک سو ہوئیں (۱۷۰۰×۳=۵۱۰۰) اور جماعت میں ستائیس حصہ ثواب زائد ہوتا ہے یہ ایک لاکھ سینتیس ہزار سات سو رکعتیں ہوئیں (۵۱۰۰×۲۷=۱۳۷۷۰۰) اور وتر کی تین رکعت کو دس پر ضرب دینے سے تیس ہوئے اور تین باعتبار تخصیص حسنات ان کو تگنا کرنے سے نوّے ہو کر کل ایک لاکھ سینتیس ہزار سات سو نوّے (۱۳۷۷۹۰) رکعتیں ہوئیں۔ اگر فی منٹ دو رکعتیں رکھیے تو تینتالیس رات دن سوا سولہ گھنٹے بمقابلہ ہر چوبیس گھنٹے کے ہوا۔ یہ حساب اُس جماعت کا ہے جس میں ایک مقتدی ہو اور اگر کسی جماعت میں پانچوں وقت زیادہ مقتدی ہوئے تو ہر مقتدی کی ستائیس ستائیس نمازیں اور پھر اُن کی ضرب سے جو ایزادی[1] ثواب بے شمار ہوگی اُس کی فرحت اور لطف اور راحت کا اندازہ وہ پڑھنے والا ہی معلوم کرسکتا ہے۔ اور حدیث شریف سے ثابت ہے کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک انتظار کرنا حکم نماز میں ہے اور انتظار عام ہے مسجد میں ہو یا کسی مشغولی میں بشرط تعلق قلب پس یہ ثواب مستزاد برآں ہے۔ اس کل حساب اور احادیث سے ثابت ہے کہ اس اُمت مرحومہ کی عبادت کرنے والوں کو اللہ جلّ شانہ کس قدر قلیل وقت اور قلیل عبادت کے بدلے کس قدر

---

[1] ہر جزو کے عوض دس نیکیوں کے ثواب کا وعدہ بھی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اس کا حساب اگر لگایا جائے تو بے انتہا ثواب پر نوبت پہنچتی ہے۔ پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ نماز کو خصوصاً جماعت کے ساتھ پڑھنے میں بہت کوشش اور رغبت کرے ۱۲

کثیر زمانہ اور کثیر عبادت کا ثواب عنایت فرماتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس امت کے اکابر فرشتوں پر شرف لے گئے ہیں۔ یہ سب کچھ حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا طفیل ہے قربان ایسی سرکار کے اور تصدق اپنے حبیب پاک کے۔ ان کی اطاعت سے کبھی باہر نہ رہنا چاہئے

پانچ اوقات معینہ نماز کیلئے مخصوص ہونے کی وجہ

اگرچہ انسان پر ہر دم و ہر لحظہ حضرت حق سبحانہ کی عبادت و بندگی لازم ہے لیکن حضرت حق سبحانہ نے بغرض مصلحت و انتظام ہر وقت کی عبادت کو لازم نہیں کیا ورنہ حرج عظیم واقع ہوتا۔ اور انتظام عالم اس طرح نہ ہوسکتا۔ اب یہ امر بسبب عبادت ضروری تھا کہ وہ بعض اوقات معین میں اس کی عبادت فرض ہو وہ معین و مقرر ہوں ورنہ پھر اس میں خلاف رہتا اور ایک عمدہ طریقہ قائم نہ ہوتا۔ ان اوقات کے معین کرنے کے لیے کوئی وجہ ہونی چاہیے کہ تمام شب و روز میں سے کس وجہ سے وہ بعض اوقات معین کیے جائیں۔ اوقات شبانہ روز میں اگر غور کیا جائے تو یہ اوقات پنجگانہ تعین اوقات کیلئے وجہ وجیہ رکھتے ہیں۔ مثلاً فجر کا وقت کہ سو کر اٹھنے کا وقت ہے اور چونکہ رات بھر اس نے آرام کیا اور سوتا رہا لہٰذا اٹھنے کے بعد ضروری ہوا کہ کچھ دیر اپنے خالق کی عبادت کرے تاکہ معلوم ہو جائے کہ غفلت کے بعد اسکو کچھ اپنے پروردگار کی جانب بھی توجہ ہے پھر ظہر کا وقت کہ یہ بھی کھانا کھانے اور قیلولہ و آرام کے بعد آتا ہے۔ اور نیز آدھے روز سے زائد گزر جاتا ہے تو اس خیال سے اس وقت عبادت ضروری ہے کہ مبادا سارا دن غفلت میں نہ گزر جائے پھر عصر کا وقت کہ یہ وقت بالکل غفلت اور عادت کے موافق لوگوں کے بازاروں میں پھرنے اور اپنی ضروریات کے لینے دینے کا وقت ہے۔ ایسی غفلت کے وقت بھی ضروری ہے کہ عبادت کرے تاکہ معلوم ہو کہ عین وقت غفلت میں بھی اسکو اپنے رب کی جانب رجوع ہے۔ پھر سارا دن تمام ہوا اور حضرت حق سبحانہ نے اپنے فضل و کرم سے ہمارے گناہوں پر ہمکو نہ پکڑا اور پردہ پوشی کی اور نیز ایک حال سے دوسرا حال بدلا یعنی آفتاب غروب ہوا اور ماہتاب نکلا

اس واسطے مغرب کے وقت کچھ عبادت ضرور ہوئی۔ اب سونیکا وقت آیا کہ رات بھر بیغافل اور سوتا رہیگا اور سونا اور مرنا قریب ہیں تو اس وقت ضرور ہوا کہ کچھ اپنے خالق کی عبادت کرکے سوئے تاکہ اگر مرجائے تو حالت عبادت میں حشر ہو اور اگر زندہ رہے تو عابدوں میں گنا جائے واللہ اعلم بالصواب۔

نماز میں جہر اور اخفاء قرأت کی وجہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں قرآن شریف پڑھنا وہ پُر اثر تھا کہ جس کافر کے کان میں حضور کی قرأت کی آواز پہنچی مجال نہ تھی کہ ایک قدم آگے بڑھ سکے چونکہ ابتدائے اسلام میں تھوڑے لوگ مسلمان ہوئے تھے اور اسلام کو ضعف اور کفار کا غلبہ تھا۔ کفار نے یہ تجویز کی کہ حضور کی نماز میں قرأت قرآن بالجہر فرمانے کے وقت لڑکوں سے کہا کہ شور ڈالا کریں اور تالیاں بجایا کریں تاکہ کسی کے کان تک آواز قرأت قرآن نہ پہنچے اور وہ مسلمان نہ ہو۔ لہذا حکم آگیا کہ ان دو وقت ظہر و عصر میں اخفاء قرأت کیا کریں۔ اور رات کا وقت چونکہ کفار کی غفلت اور بے خبری اور اپنے عیش و آرام کا ہے اُس وقت یعنی مغرب اور عشا اور فجر میں جہر کریں واللہ اعلم بالصواب۔

فرض میں [illegible] دو خالی دو بھری رکعت پڑھنے کی وجہ

اوّل زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہر وقت دو رکعت پڑھنے کا حکم تھا اور اس ہی قدر فرض جانتے تھے دوبارہ مدینہ منورہ میں حکم نازل ہوا کہ چار پڑھو تو قدیم اور لاحق میں فرق کردینے کے واسطے دو خالی اور دو بھری پڑھنے کا حکم ہوا بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ چونکہ اذان کے کلمات کا تعین چار چار کہنے کا تھا اسلیے چار رکعتیں فرض [illegible] مقرر ہوئیں۔

چوبیس رکعتیں رات دن میں مقرر ہونے کی وجہ

فجر کی دو رکعتیں۔ ظہر کی [illegible] چار۔ عصر کی چار۔ مغرب کی تین۔ عشا کے چار فرض۔ تین وتر۔ سب چوبیس رکعتیں ہوئیں

اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چار رکعت تہجد کی بھی فرض تھیں یہ سب چوبیس رکعتیں ہوئیں۔ دن رات کے چوبیس ۲۴ گھنٹے ہیں گویا رات دن کی گھڑی گھڑی ان اوقات میں ہوئی اور کوئی وقت عبادت سے خالی نہوا

اوقات پنجگانہ میں تعداد رکعات مختلف ہونے کی وجہ

یہ تو معلوم ہو گیا کہ ابتدا میں دو رکعتیں پڑھنے کا حکم تھا اس کے بعد دو رکعتوں کا اضافہ ہوا مگر چونکہ وتر عدد محبوب ہے اور مغرب کا وقت سب اوقات میں کم ہے لہذا اس وقت تین رکعتوں کا حکم ہوا اور فجر کا وقت خواب وغفلت کا ہے لہذا اس وقت وہی دو رکعتیں باقی رہیں مگر بقدر وسعت وقت طول قرأت کا حکم ہوا۔ باقی نمازوں میں چار چار رکعتوں کا حکم ہوا۔ واللہ اعلم۔

عقد انامل کا بیان

ہر مسلمان کو مناسب ہے اور خصوص جو وظیفہ اور عمل پڑھنے کا شوق رکھتا ہو اسکو چاہیے کہ طریقہ عقد انامل کو ضرور سیکھے کہ جب کبھی تسبیح پاس نہیں ہوتی تو وظیفہ پڑھنے کا محتاج ہو جاتا ہے اور بغیر اسکے شمار کرنا دشوار ہوتا ہے۔ اسلیے عامل کو تسبیح کا محتاج نہونا چاہیے۔ انگلیوں پر لاکھوں کا شمار

حضرت مولانا رفیع الدین صاحب دہلوی نے اپنے رسالہ میں جو لکھا ہے اپنے پروردگار کی جانب

انامل لغت میں انگلیوں کے سر باندھنے کو کہتے ہیں اور شرع میں ایک طرح آتا ہے۔ اور نیز

کہ جو شکلیں گہ لینے اور باندھنے انگلیوں سے حاصل ہوتی ہیں۔ اس سے رہی ہے کہ مبادا سارا

جاتے ہیں تسبیح پڑھنے والا ایک کے لیے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی پر چھنگلیا کا سرا کے موافق لوگوں کے

پاس والی انگلی اسی طرح اس کے پاس رکھنے اور تین کے واسطے بیچ کی انگلی ات کے وقت بھی

انگلیوں کے اپنی جڑوں کے پاس رہیں اور چار کے لیے چھوٹی انگلی کھڑی کرے نیا کی جانب تسبیح

اس کے پاس والی اور پانچ کے واسطے چھنگلیا کے پاس والی انگلی گرا دے۔ کرتا ہوں یہ مجھکو نہ

ہتھیلی کے بیچ کی لکیر پر سے اور چھنگلیا اور بیچ کی انگلی کھڑی کرے اور سات با ہوا ہاتھ نکلا

کا سر ہتھیلی پر پہنچے کی طرف مائل اور اسکے پاس کی انگلی کھڑی کرے اور آٹھ کے واسطے اسکے پاس کی انگلی اسی طرح گرا دے اور نو کے واسطے بیچ کی انگلی اسی وضع پر۔ اور ان تینوں گنتیوں میں سر تینوں انگلیوں کا پہنچے کی طرف مائل رہے اور دس کے لیے سر کلمہ کی انگلی کا انگوٹھے کے پہلے پورے کے جوڑ پر رکھے کہ شکل گول حلقہ کی بن جائے۔ سب انگلیوں کو کھول دے اور بیس کے واسطے سارا ناخن انگوٹھے کا گھائی میں رکھے جو کلمے اور بیچ کی انگلی کے بیچ میں ہے۔ اور تیس کے لیے سر انگوٹھے کا کلمہ کی انگلی کے سر پر۔ اور چالیس کے واسطے سر انگوٹھے کا کلمہ کی انگلی کے نیچے والی گرہ کی پیٹھ پر۔ اور پچاس کیلیے سارا انگوٹھا ٹیڑھا کر کے سر اسکا لکیر پر جو ہتھیلی کے کنارے اور کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے کے بیچ میں ہے کلمہ کی انگلی کھڑی کرے اور انگوٹھا سارا ٹیڑھا کر کے محاذی کلمہ کی انگلی کی اس لکیر پر رہے۔ اور ساٹھ کے واسطے انگوٹھا ٹیڑھا کر کے اسکے ناخن کی پیٹھ کلمہ کی انگلی کی دوسری لکیر کی پیٹھ پر رکھے۔ اور ستر کے لیے کھڑے انگوٹھے کے ناخن کا کنارہ کلمہ کی انگلی کی پہلی یا دوسری لکیر پر رکھے یعنی انگوٹھے کے ناخن کی پیٹھ ساری کھلی رہے۔ اور اسی کے واسطے سر کلمہ کی انگلی کا انگوٹھا کھڑا کر کے اسکے سرے سے جوڑ کی پیٹھ پر رکھے۔ اور نوے کے لیے کلمہ کی انگلی کے ناخن کا سر دوسرے جوڑ پر انگوٹھے کے رکھے جیسے دس کے لیے انگوٹھے کے پہلے پورے کے جوڑ پر رکھا تھا۔ اور جو یہ نوے تک شکلیں بتائیں داہنے ہاتھ کی تھیں اور اسی طرح سے صورتیں بائیں ہاتھ میں بھی ہیں۔ مگر اتنا فرق ہے کہ اکائیاں داہنے ہاتھ کی سیکڑے ہیں بائیں ہاتھ کے۔ اے عاقل باقی اعداد کو اسی پر قیاس کرلے۔

جنازہ کی نماز کا بیان

جنازہ کی نماز فرض کفایہ ہے یعنی اگر کچھ لوگ نماز پڑھ لیں گے تو سب کے سر سے اتر جاوے گی ورنہ جن جن کو اس کی خبر ہوئی ہوگی وہ سب گنہگار ہونگے نیت اس طرح کرے۔ نماز پڑھتا ہوں میں اس جنازہ کی ساتھ چار تکبیروں کے ثنا واسطے اللہ کے اور درود اوپر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دعا واسطے

اس میت کے پیچھے اس امام کے منہ ہمراہ کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر۔ اور دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور باندھ لے۔ پھر ہاتھ اُٹھائے اور پڑھے :-

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

ترجمہ خداوندا تیری تعریف کیساتھ تجکو پاکی ہے اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیرا مرتبہ بڑا ہے اور تیری تعریف بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں

پھر اللہ اکبر کہکر پڑھے :-

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

ترجمہ خداوندا رحمت بھیج محمدؐ و آلِ محمدؐ پر اُسی طرح جس طرح کہ تو نے ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر رحمت نازل فرمائی یقیناً تو قابل تعریف بزرگ ہے۔ خداوندا برکت نازل فرما محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر جس طرح کہ تو نے برکت نازل کی ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر یقیناً تو صاحب ستایش بزرگ ہے

تیسری بار اللہ اکبر کہکر اگر جنازہ بالغ کا ہے تو یہ دعا پڑھے :-

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِيْمَانِ ۝

ترجمہ خداوندا ہمارے زندے اور مردے اور حاضر اور غائب اور چھوٹے اور بڑے اور مرد اور عورت کو بخش۔ یا اللہ جس کو تو ہم میں سے زندہ رکھے تو اُسکو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو ہم میں سے مارے تو اُس کو ایمان پر مار۔

اور میت لڑکا ہے تو یہ دعا پڑھے :-

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا۔

ترجمہ خداوندا تو اُسکو میرے واسطے میر منزل کرا اور اُسکو اجر اور ذخیرہ میرے واسطے اسکو میرے لیے شفاعت کرنیوالا اور شفاعت قبول کیا گیا

اور جو میت لڑکی ہے تو یہ دعا پڑھے :- اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً۔ پھر چوتھی بار اللہ اکبر کہکر دونوں طرف سلام

پھیر دے اور جنازہ کی نماز بغیر عذر کے مسجد میں پڑھنی مکروہ ہے۔ جنازہ کی نماز دوبارہ پڑھنی درست نہیں

بیان فضائل روزہ رمضان المبارک

فرمایا اللہ تعالیٰ نے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ترجمہ مہینہ رمضان کا جسمیں نازل ہوا قرآن ہدایت واسطے آدمیوں کے اور کھلی نشانیاں راہ حق کی اور فیصلہ حق و باطل میں سو جو کوئی پاوے تم میں سے اس مہینے کو اُسکے روزے رکھے یعنی رمضان شریف کا مہینہ بہت مبارک ہے اور قرآن مجید کہ جملہ برکات کا باعث ہے اور فلاح دنیا و آخرت کا سبب ہے، اُس میں نازل ہوا ہے۔ اُس میں روزہ رکھنا چاہیے۔ ف بیت العزت کہ ایک مکان ہے پہلے آسمان پر وہاں قرآن مجید لوح محفوظ سے رمضان شریف کے مہینے میں شب قدر میں نازل ہوا۔ اُسی کا اس آیت میں بیان ہے۔ بعد اُسکے تھوڑا تھوڑا بقدر مناسب وہاں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُترتا رہا کہ ۲۳ برس میں نزول اُسکا ختم ہوا۔ روزہ اسکو کہتے ہیں کہ جو شخص روزہ کی اہلیت رکھتا ہو وہ بنیت عبادت صبح صادق سے سورج غروب ہونے تک کھانا اور پینا اور جماع چھوڑ دے۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ فرض[۱]، واجب[۲]، نفل[۳]۔ پھر فرض کی دو قسمیں ہیں۔ ایک فرض معین جیسے رمضان کے روزے۔ دوسری غیر معین جیسے کفارہ اور قضاء رمضان کے روزے۔ واجب بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک معین جیسے کوئی شخص کسی خاص دن روزہ رکھنے کی نیت کرے دوسرے غیر معین جیسے کوئی نیت کرے کہ کسی روز روزہ رکھوں گا۔ نفل کی ایک ہی قسم ہے۔ نفل روزہ سوائے عذر کے ہر روز بہتر اور مستحب اور باعث ثواب ہے۔ بعض وہ نفل روزے جنمیں ثواب آیا ہے یہاں لکھے جاتے ہیں۔ عاشورہ[۱] کے دن کا روزہ۔ رجب کے ہر[۲] دن کا روزہ خصوصاً ستائیس کا۔ شعبان[۳] کا مہینہ خصوصاً پندرھویں[۴] تاریخ کا۔ ماہ شوال[۵] میں شش عید کے روزے۔ ذی الحجہ کے اول[۶] نو تاریخوں کا روزہ خصوصاً نویں[۷] کا۔ ایام بیض[۸] کے روزے۔ چنانچہ باب سوم میں ہر مہینہ کے ذیل میں ان روزوں کا بیان اور جسقدر

ان پر ثواب ہے وہ بتفصیل مذکور ہے۔ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کی منت یا نذر کے روزے رکھنا حرام
ہیں اور صوم وصال یعنی پے در پے ہمیشہ روزے رکھنا اور رات کو دن کے ساتھ ملا دینا بُرا ہے۔ روزہ
کی شرطیں تین قسم کی ہیں۔ اوّل روزہ واجب ہونے کی شرطیں جو تین ہیں مسلمان ہونا۔ عاقل ہونا
بالغ ہونا۔ دوسرے اُسکے ادا کے واجب ہونیکی شرطیں وہ دو ہیں تندرست ہونا مقیم ہونا تیسرے
ادا کے صحیح ہونیکی شرطیں بھی دو ہیں نیت کرنا اور حیض و نفاس سے پاک ہونا۔ نیت کے یہ معنی ہیں کہ دل میں سمجھے کہ روزہ رکھتا ہوں اور زبان سے نیت کے
الفاظ کہنا سنت ہیں۔ رمضان کے روزوں کی نیت ساری رات میں اور بعد طلوع فجر زوال
تک صحیح ہے۔ ماہ رمضان میں ہر نیت سے رمضان ہی کا روزہ ہوتا ہے۔ رمضان میں ہر ادا کیلیے
نیت کرنی ضرور ہے اور رمضان میں سحری کھانا بمنزلہ نیت کے ہے۔ اسی طرح اگر اور روزہ کیلیے
سحری کھائے جب بھی نیت ہو جاتی ہے۔ قضا اور کفّارہ میں رات سے نیت کرنی شرط ہے اور نیت
معیّن کرنی ضرور ہے۔ اگر طلوع فجر کے بعد قضا کے روزہ کی نیت کریگا تو قضا صحیح نہ ہوگی مگر وہ روزہ
نفل ہو جائیگا۔ اگر اُسکو توڑیگا تو قضا لازم ہوگی۔ نذر کی چند شرطیں ہیں بغیر اُسکے نذر صحیح نہیں
اوّل یہ کہ جس چیز کی نذر کرے شرع میں کوئی چیز اُسکی جنس سے واجب ہو اس واسطے عیادت مریض
کی نذر صحیح نہیں۔ دوسرے یہ کہ جس چیز کی نذر کرے وہ مقصود بالذات ہو چنانچہ وضو کی نذر
صحیح نہیں تیسرے یہ کہ جس چیز کی نذر کرے وہ فی الحال یا کسی وقت میں واجب نہو تو نماز ظہر
وغیرہ کی نذر صحیح نہیں۔ چوتھے یہ کہ جس چیز کی نذر کرے وہ گناہ نہو۔ اگر کوئی عید کے روز روزہ
رکھنے کی نیت کرے تو نیت تو صحیح ہے مگر اُس روز روزہ نہ رکھے بلکہ اُسکی قضا کرے کیونکہ روزہ
رکھنا تو بالذات مشروع ہے اور اُس روز اس واسطے منع ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت ہے
اور اگر اُسی روز روزہ رکھ لیا تو نذر کا واجب ادا ہو جائیگا۔ مگر دعوت الٰہی قبول نہ کرنے سے گنہگار
ہوگا۔ پانچویں یہ کہ جس چیز کی نذر کرتا ہے وہ محال نہو تو اگر کوئی گذشتہ روز میں روزہ کی نیت کرے
تو نذر صحیح نہ ہوگی۔ اور صحیحین میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو
کوئی روزہ رکھے رمضان کے ایمان سے ثواب سمجھکر اُس کے سب گناہ جو اس سے پہلے اُس نے

کیے ہیں بخشے جائینگے۔ اور بھی صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں اُن میں سے ایک دروازہ کا نام ریان ہے اُس میں نہ داخل ہونگے مگر روزہ دار۔ اور بھی صحیحین میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سب عمل نیک آدمی کے اُنکا ثواب اس طرح ہوتا ہے کہ دس گونہ سے سات سو گونہ تک خدائے تعالی نے فرمایا ہے مگر روزہ کہ وہ میرے واسطے ہے اور میں اُسکا بدلہ دونگا کہ روزہ دار اپنی خواہش اور کھانے کو میرے لیے چھوڑ دیتا ہے اور روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی جب خدا تعالی کے پاس حاضر ہوگا ف اس حدیث سے بڑی فضیلت روزہ کی پائی جاتی ہے کہ اور نیکیوں کا تو ثواب حساب سے ہے دس گونہ سے سات سو گونہ تک اور روزہ کا ثواب بے حساب ہے۔ خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ میں آپ اُس کی جزا دونگا جب خدا تعالی قادر کریم غفور رحیم روزہ کی جزا بے حساب دینے کا متکفل ہوا تو خیال کرنا چاہیے کہ کیا کیا بڑی نعمتیں روزہ دار کو ملیں گی۔ اور بھی صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو بہشت کے دروازے کھولدیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین مقید کیے جاتے ہیں۔ اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا کہ جنت کی تیاری ہوتی ہے رمضان کے لیے شروع سال سے آیندہ تک جب پہلا دن رمضان کا ہوتا ہے ایک ہوا چلتی ہے عرش کے نیچے بہشت کے پتوں سے حوروں پر جو خوب گوری ہیں بڑی بڑی آنکھوں والیاں سو وہ کہتی ہیں کہ الٰہی اپنے بندوں میں ہمارے شوہر کر کہ اُن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اُنکی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں یعنی رمضان کے روزہ داروں کی ملاقات کی حوروں کو تمنا ہوتی ہے خدا تعالی اُن کی تمنا بر لائیگا۔ اور روزہ داروں کو بہت سی حوریں دیگا۔

ترک روزہ رمضان کی مذمت اور غیبت وغیرہ سے روزہ کو محفوظ رکھنے کا بیان

اللہ تعالی نے فرمایا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ یعنی اے ایمان والو فرض کیا گیا ہے تم پر روزہ

جیسے فرض کیا گیا تھا اُن لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگاری حاصل کرو گنتی کے دن۔ اس آیت سے روزہ نہ رکھنے والوں کی چار طرح برائی ثابت ہوتی ہے۔ ایک۱ یہ کہ خدا تعالیٰ نے روزہ کو فرض کیا ہے سو جو روزہ نہ رکھے وہ تارکِ فرض ہوتا ہے۔ اور ترک فرض کا بہت بڑا گناہ ہے۔ دوسرے۲ یہ کہ روزہ انبیائے ماقبل کا طریقہ ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر جناب خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سب پیغمبر اور اُن کی اُمتیں روزہ رکھتے رہے ہیں پس جو روزہ نہ رکھے وہ جملہ انبیاء کرام کے طریقہ سے منحرف ہے۔ تیسرے۳ یہ کہ روزہ حصولِ تقویٰ کا سبب ہے اور تقویٰ جڑ ہے سب نیکیوں کی پس جو شخص روزہ نہ رکھے طریقۂ تقویٰ سے محروم ہے۔ چوتھے۴ یہ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ گنتی کے دن روزہ رکھنا ہم نے فرض کیا ہے۔ ساری عمر کا نہیں۔ برس چھ مہینے کا نہیں۔ پس کمال بے حمیتی اور نامردی کی بات ہے کہ اپنے مالک منعم رحیم قادر کے حکم کے موافق آدمی تھوڑے دنوں کی محنت کو گوارا نہ کرے۔ **ف** رمضان کا روزہ برملا نہ رکھنا ایسا بڑا گناہ ہے کہ درمختار وغیرہ کتب معتبرہ میں لکھا ہے کہ جو شخص رمضان میں دن کو بے عذر برملا کھالے پئے اُسکا قتل کرنا واجب ہے۔ **تنبیہ** روزہ دار کو چاہیے کہ جھوٹ اور غیبت سے اور سب بُرے کاموں سے محترز رہے صحیح بخاری شریف میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو آدمی جھوٹ بولنا اور موافق جھوٹ کے عمل کرنا نہ چھوڑے تو خدا کو اس بات کی کچھ حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ اور صحیحین میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم میں کسی کا روزہ ہو تو گالی نہ بکے، شور نہ کرے اور جو کوئی اُس سے گالی گلوچ کرے یا لڑے تو کہدے کہ میں روزہ دار ہوں۔ **ف** غیبت سے روزہ میں بہت احتراز چاہیے غیبت کی مثال قرآن مجید میں یہ لکھی ہے کہ غیبت کرنیوالا گویا اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔ اسی لیے بعض احادیث میں یہ بات وارد ہے کہ غیبت کرنیوالے کو آپ نے اس بات کا حکم دیا کہ روزہ پھر رکھے۔ اور بعض مجتہدین اس بات کے قائل ہیں کہ غیبت کرنے سے روزہ بالکل فاسد ہوجاتا ہے اور اس بات پر سب علما کا اتفاق ہے کہ بسبب غیبت کے روزہ میں اشد کراہت آجاتی ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ غیبت بہت کثرت سے شائع ہے۔ اور بہت سے آدمی

حقیقت غیبت کی نہیں سمجھتے اسلیئے ہم یہاں تعریف غیبت کی لکھے دیتے ہیں غیبت اسکا نام ہے کہ مسلمان آدمی کا اُسکے پیچھے ایسا ذکر کرے کہ اگر روبرو اُس کے ذکر کرے تو وہ بُرا مانے۔ اگرچہ وہ بات سچی ہو مثلاً ایک شخص حقیقت میں کالا ہو اور کوّے کے مشابہ ہو۔ اگر اُسکے پیچھے کوئی یہ بات کہے کہ فلانا کالے کوّے کی صورت ہے اور اگر اُس کے سامنے یہ بات کہے تو وہ بُرا مانے پس غیبت ہو جائیگی۔ پس روزہ دار کو چاہیے کہ زبان کو خوب سنبھالے رکھے اور خوب دھیان کرکے غیبت سے بچائے بڑے تاسف کی بات ہے کہ بھوک پیاس گرمی کی آدمی تکلیف اُٹھائے۔ اور ایک عبادت عظیمہ جسکا ثواب بےحساب دینے کا خدا تعالےٰ نے خود وعدہ کیا ہے ایک بات کہنے سے ضائع کردے۔ اور صحیح ترمذی میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے اُسکے منہ سے ایسی بدبو نکلتی ہے کہ فرشتے اُس سے کوس بھر دور ہو جاتے ہیں۔ پس روزہ دار کو چاہیے کہ اپنے روزہ کی ستھرائی اور پاکیزگی کو ایسی بدبو سے خراب نہ کرے۔ اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو خدا تعالیٰ کو مشک کی بو سے زیادہ پسند ہے۔ سو بہت بُری بات ہے کہ ایسی خوشبو کی جگہ سے بدبو نکالے۔

مسائل ضروریہ روزہ کا بیان

حقیقت روزہ کی یہ ہے کہ طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک بقصد عبادت الٰہی آدمی کھانے پینے اور جماع سے محترز رہے۔ پس رکن روزہ کے دو ہیں۔ نیّت اور مفطرات ثلٰثہ سے بچنا۔ ہر ایک کے متعلق مسائل بیان کیے جاتے ہیں۔ **مسئلہ** روزہ رمضان کی نیت رات سے چاہیے یعنی دلمیں ارادہ کرلے کہ میں کل روزہ رکھونگا۔ اور دن میں بھی دوپہر سے پہلے صحیح۔ اور اسی طرح روزہ نفل کی نیت بھی دن میں دوپہر سے پہلے جائز ہے **مسئلہ**۔ زبان سے نیت کرنا کچھ ضرور نہیں۔ اگر چاہے رات میں دل سے کہہ لے کہ میں نے کل کے روزہ کی نیت کی اور جو رات میں نیت نہ کی ہو تو دوپہر سے پہلے دلمیں کہہ لے کہ میں نے آج کے روزہ کی نیت کی۔ **مسئلہ** روزہ قضا اور کفارہ کے لیے نیت رات سے ضرور ہے **مسئلہ** روزہ رمضان میں قصداً کوئی دوا یا غذا کھائے یا پیئے تو قضا لازم آتی

ہے اور کفارہ بھی۔ اور اسی طرح اگر قُبُل یا دُبُر میں وطی کرے تو فاعل و مفعول دونوں پر قضا اور کفارہ لازم ہے۔ اور کفّارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے۔ اگر غلام نہ آزاد کر سکے تو ساٹھ روزے پے در پے رکھے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے دونوں وقت پیٹ بھر کے یا بقدر صدقۂ فطر کے ہر ایک کو دیدے۔ اور واجب روزہ کو خواہ نذر کا ہو یا قضاءِ رمضان کا توڑنا نہ چاہیے۔ اور اگر توڑیگا تو گنہگار ہوگا۔ اور اُسکے بدلے روزہ رکھنا واجب ہے۔ اور نفل روزہ کو عذر سے توڑنا جائز ہے جیسے دعوت کا عذر وغیرہ اور اس کے توڑنے میں گنہگار نہ ہوگا۔ مگر اس کے عوض کا روزہ رکھنا ضرور ہے **مسئلہ**۔ اگر ایسی چیز کھالے جو دوا یا غذا نہو جیسے کاغذ یا کنکری تو قضا روزہ کی واجب ہوتی ہے کفارہ لازم نہیں آتا **مسئلہ** اگر بھولکر روزہ میں کچھ کھالے یا پی لے یا وطی کرے تو روزہ نہیں ٹوٹتا

مسئلہ۔ اگر مکھی یا دھواں یا غبار بے اختیار حلق میں چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ اگر بالقصد دھوئیں کو حلق میں پہنچائے مثلاً حقّہ پیئے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ اگر کُلّی کرنے میں پانی بے اختیار حلق میں اُتر جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، قضا لازم آتی ہے۔ کفّارہ نہیں۔ اور اسی طرح اگر بگمانِ غروبِ آفتاب افطار کیا بعد اُس کے دن نکل آیا یا رات کے گمان ہونے سے سحری کھائی پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو گئی تھی تو بھی صرف قضا لازم آتی ہے کفارہ نہیں **مسئلہ** اگر کان میں پانی ڈالے تو روزہ نہیں ٹوٹتا اور تیل ڈالے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے **مسئلہ** ناس لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور حقّہ پینے سے بھی **مسئلہ** اگر مرد اپنی پیشاب کی جگہ کے اندر پانی یا تیل پہنچائے یا مثلاً سوزاک کے سبب سے پچکاری لے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر عورت اپنی قُبُل میں تیل یا پانی پہنچائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور جو اُنگلی داخل کرے کہ پانی یا تیل سے تر ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا **مسئلہ** سُرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ سرمہ حلق میں اُتر آئے اور کھنکار میں اُتر آئے اور کھنکار میں اُسکا رنگ نظر پڑے **مسئلہ** تیل لگانے اور نہانے اور خوشبو سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا **مسئلہ** اگر پانی میں آدمی غوطہ مارے اور منھ اور ناک کی راہ سے پانی داخل نہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا **مسئلہ** اگر سوتی عورت سے وطی کرے تو روزہ اُس کا جاتا

رہیگا اور کفارہ لازم نہیں آئیگا مگر مرد پر کفارہ بھی لازم آئیگا۔ اور اسی طرح اگر زبردستی کسی عورت سے وطی کرے تو عورت پر قضا ہے کفارہ نہیں اور مرد پر کفارہ اور قضا دونوں ہیں **مسئلہ**۔ اگر عورت کا بوسہ لے یا مساس کرے اور منزل ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ قضا لازم آتی ہے۔ کفارہ نہیں **مسئلہ** اگر بے اختیار قے آ جائے اگرچہ کثیر ہو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور جو قصداً قے کرے منہ بھر کے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے بالاجماع۔ اور جو قصداً قے کرے اور منہ بھر نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کے نزدیک اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے۔ اور ہدایہ اور کافی سے ترجیح اسی قول کی معلوم ہوتی ہے۔ اگر قے کو حلق میں پھیر لے جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ کثیر ہو یا قلیل۔ اور اگر خود بخود پھر جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا یہ مذہب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور ترجیح اسکی ہدایہ سے معلوم ہوتی ہے **مسئلہ** نزلے کے سبب سے بعض آدمی ناک میں بتی رکھا کرتے ہیں اس سے روزہ میں کچھ خلل نہیں آتا۔ ہاں اگر بتی میں کوئی دوا لگا کر دماغ کو پہنچائے۔ یا تیل یا پانی بتی کے سبب دماغ کو پہنچے تو البتہ روزہ ٹوٹ جائیگا۔ **مسئلہ** بوسہ لینا اگر خوف اس بات کا ہو کہ بیتاب ہو کر وطی کر بیٹھے گا مکروہ ہے۔ اور جو اس بات کا خوف نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ البتہ قُبلہ فاحشہ مطلقاً مکروہ ہے چاہے خوف ہو یا نہ ہو۔ قُبلہ فاحشہ کے معنی یہ ہیں کہ عورت کے لبوں کو اپنے لبوں سے چوسے۔ (کذا فی العالمگیری) **مسئلہ** روزہ میں مسواک کرنا مکروہ نہیں۔ نہ قبل زوال نہ بعد زوال **مسئلہ** چکھنا کسی کھانے کی چیز کا کہ منہ میں ذرا سی لیکر نمک یا مزہ دریافت کرے اور حلق سے نہ اترے بے ضرورت مکروہ ہے **مسئلہ** جس عورت کا شوہر بدمزاج ہو اور وہ کھانا پکاتے وقت نمک چکھ لے تو مکروہ نہیں اور اسی طرح لڑکے کے لیے جو کھانا پکتا ہو اسکا چکھنا مکروہ نہیں **مسئلہ**۔ اگر رات کو غسل کی حاجت ہو اور حالت جنابت میں صبح ہو جائے تو روزہ میں کچھ کراہت نہیں آتی **مسئلہ** جو آدمی بیمار ہو اور روزہ کے سبب سے بیماری کے زیادہ ہو جانے کا ڈر ہو اسکو جائز ہے کہ رمضان کا روزہ نہ رکھے۔ جب اچھا ہو جائے تو جتنے روزے نہ رکھے ہوں قضا کر لے۔ اور جو ایسی بیماری ہو جسمیں روزہ رکھنا مضر نہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز نہیں **مسئلہ** مسافر یعنی جو تین دن سے زیادہ کا قصد سفر کرے ایسی منزلوں سے جنہیں بعد صبح کے چلے اور عادت کے موافق

اُٹھتے بیٹھتے راہ قطع کرے اور منزلوں پر بہت چھوٹے دنوں میں بعد زوال تک پہنچے اُسکو جائز ہے کہ رمضان کے روزے نہ رکھے مگر رکھنا روزہ کا افضل ہے اور جتنے دن نہ رکھے بعد اقامت کے قضا کرے۔ اور درمختار میں ہے کہ اگر مشقت نہ پڑے تو روزہ رکھنا افضل ہے ورنہ روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔ **مسئلہ** حاملہ عورت یا دودھ پلانے والی کو اگر روزہ رکھنے کے سبب سے خوف ہو اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا تو جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے۔ پھر قضا کرے۔ **مسئلہ** حیض ونفاس والی عورت روزے رمضان کے نہ رکھے جب پاک ہو جائے جتنے روزے گئے ہوں اُن کی قضا کرے۔ **مسئلہ** شیخ فانی یعنی ایسا بڈھا آدمی جسکو روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو۔ اور اس بات کی آئندہ بھی توقع نہو کہ اسکو طاقت آجائیگی روزہ نہ رکھے۔ اور ہر روزہ کے عوض ایک مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کے کھانا کھلائے۔ یا نصف صاع گیہوں ایک مسکین کو دے۔ **مسئلہ** نصف صاع کا وزن ایک سو پینتیس تولہ ہے ہر آدمی اپنے شہر کے سیر کا تولوں سے حساب کرکے ادا کرے۔ **مسئلہ** ایک دن میں ایک مسکین کو ایک دن سے زیادہ کا فدیہ دینا جائز نہیں ہے اور ایک دن میں کئی مسکینوں کو ایک ایک دن کا دینا درست ہے۔ اور اگر مسکین کو تیس دن تک ہر روز ایک دن کا فدیہ دیدیا تو یہ بھی جائز ہے۔ **مسئلہ** فدیہ ایک دن کا مثلاً ایک صاع گیہوں کئی مسکینوں پر بانٹنا جائز نہیں اور صدقۂ فطر میں یہ بات جائز ہے کہ ایک آدمی کا فطرہ کئی مسکینوں کو دیدے۔ **مسئلہ** تعجیل افطار کی بہت تاکید ہے بعد اسکے کہ غروب آفتاب کا یقین ہو جائے۔ پھر افطار میں تاخیر کرنا بہت بُرا ہے صحیحین اور ابوداؤد اور ابن ماجہ کی احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ افطار میں تاخیر کرنا دین کی خرابی کا سبب ہوتا ہے اور اہل اسلام کے مغلوب ہو جانے کا باعث۔

مسئلہ کھجور یا چھوارہ سے افطار کرنا مسنون ہے۔ اور اگر کھجور یا چھوارہ نہو تو پانی سے۔

مسئلہ سحری کھانا سنت ہے۔ صحیحین میں ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو۔ سحری میں برکت ہے اور تاخیر سحور کی مستحب ہے۔ صبح صادق سے تھوڑی دیر پہلے کھالے نہیں کہ آدھی رات سے کھائے۔

زکوٰۃ کا بیان

شرع میں زکوٰۃ اسکو کہتے ہیں کہ کسی مسلمان فقیر کو بقدر مال کا مالک کر دے اس طرح کہ اس مال سے اُس مالک کا نفع بالکل منقطع ہو جائے۔ اسی واسطے اگر زکوٰۃ کا روپیہ بغیر کسی کے مالک کیے کوئی شخص تعمیر مسجد یا سامانِ مسجد یا دفنِ میت وغیرہ میں صرف کریگا تو زکوٰۃ ادا نہوگی۔ زکوٰۃ فرض ہے۔ اس کا منکر کافر ہے اور اس کا نہ دینے والا قابلِ قتل ہے۔ سال تمام ہونے پر فوراً اس کا ادا کرنا واجب ہے۔ بغیر عذر اگر تاخیر کریگا تو گنہگار ہوگا۔ اور زکوٰۃ دیتے وقت ادائے زکوٰۃ کی نیت کرنی ادا کی شرط ہے یعنی بغیر اس نیت کے زکوٰۃ ادا نہوگی۔ اگر کسی فقیر پر اسکا قرض ہے اور اس نے وہ قرض اُس فقیر کو بخشکر ادائے زکوٰۃ کی نیت کی تو جائز نہیں۔ اور اگر اس پر کسی کا قرض ہے اور اس نے قرضخواہ کو زکوٰۃ کا روپیہ دیکر اُس کے قرض میں مجرا کیا تو زکوٰۃ ادا نہوگی۔ اگر کسی نے اپنے مال کی زکوٰۃ نکالکر علیحدہ کر دی اور ابھی کسی کو نہ دی تھی کہ وہ کسی وجہ سے تلف ہو گئی تو اُس شخص کو دوبارہ زکوٰۃ دینی ضرور ہے وجوبِ زکوٰۃ کی چند شرطیں ہیں۔ ایک آزاد ہونا۔ تو غلام پر زکوٰۃ نہیں۔ دوسرے مسلمان ہونا۔ تو کافر پر زکوٰۃ نہیں۔ تیسرے عاقل ہونا۔ تو مجنون پر زکوٰۃ نہیں۔ چوتھے بالغ ہونا۔ تو لڑکے پر زکوٰۃ نہیں۔ پانچویں اُس مال پر ملک تام یعنی ملک اور قبضہ ہونا۔ تو عورت کا مہر جو خاوند کے ذمہ ہے قبضہ کرنے سے پہلے اُس پر زکوٰۃ نہیں۔ قبضہ کے بعد جب پورا سال گزر جائیگا تب زکوٰۃ واجب ہوگی۔ چھٹے اُس مال کا اصلی حاجتوں سے زائد ہونا۔ مگر رہنے کے گھروں اور بدن کے کپڑوں اور سواری کے جانوروں اور گھر کے اسباب اور استعمال کے ہتھیار اور خدمت کے لونڈی غلاموں پر زکوٰۃ نہیں۔ اور جواہرات اور موتیوں پر بھی اگر تجارت کیلیے نہوں تو زکوٰۃ نہیں۔ اسی طرح اگر پیسے خرچ کرنے کے واسطے نہوں نہ تجارت کے لیے تو اُن پر بھی زکوٰۃ نہیں۔ ساتویں اُس مال کا دین سے خالی ہونا۔ تو جس دین کا مطالبہ بندوں کی طرف سے ہو وہ مانعِ وجوبِ زکوٰۃ ہے۔ مثلاً کسی شخص پر ایک ہزار روپئے کسی کے قرض ہیں اور اُسکے پاس بھی ایک ہزار روپئے ہیں تو ان روپیوں کی اس پر زکوٰۃ نہوگی۔ اسی طرح

اگر کسی شخص پر مہر معجل یا موجل ہے تو ظاہر مذہب کے بموجب صحیح یہ ہے کہ اُس پر زکوٰۃ نہ ہوگی۔ آٹھویں
اُس مال کا بڑھنے والا ہونا۔ نویں اُس مال پر پورا سال گزر جانا۔ اگر نصاب سال کے دونوں طرفوں
میں پورا ہوا اور درمیان میں کم بھی ہو گیا ہو تو زکوٰۃ ساقط ہوگی۔ زکوٰۃ میں قمری سال کا اعتبار ہے۔ نصاب
کے مالک ہونے کے بعد سال تمام سے پہلے بھی زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

چاندی سونے کی زکوٰۃ کا بیان

دو سو درہم پر پانچ درہم واجب ہیں اور بیس مثقال سونے پر آدھا مثقال خواہ زیور ہو یا پتر یا سکہ دار
بگھلا ہو یا بے بگھلا۔ دو سو درہم کے ساڑھے باون تولہ چاندی ہوتی ہے۔ اور بیس مثقال سونے کا
ساڑھے سات تولے سونا ہوتا ہے۔ زکوٰۃ میں وزن کا اعتبار ہے نہ قیمت کا یعنی اگر کسی کے پاس چاندی کا
ظرف ڈیڑھ سو درہم کا وزنی ہو اور اسکی قیمت دو سو درہم ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر کسی کے پاس
دو سو درہم کا وزنی ظرف ہو گو اسکی قیمت ڈیڑھ سو درہم ہوں تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

تجارتی مال کی زکوٰۃ کا بیان

تجارت کے واسطے جس قسم کا مال خریدیگا اور اسکی قیمت چاندی یا سونے کی نصاب کی برابر ہوگی تو
اُس میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔ یا تو اُسی مال کا چالیسواں حصہ ادا کرے یا قیمت لگا کر درہم یا دینار
دے دے۔

جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان

چرنے والے جانوروں میں خواہ فقط نر ہوں خواہ نر مادہ یا دونوں ملے ہوئے ہوں تو اُن پر زکوٰۃ
واجب ہے۔ چرنے والے جانوروں سے یہ مراد ہے کہ دودھ کی یا بچہ لینے کی غرض سے یا فربہ ہو کر
بیش قیمت ہو جانے کے لیے جنگلوں میں چرائی جائیں۔ اور اگر تجارت کی غرض سے جنگلوں میں چرائے
جائیں تو اُن میں مال تجارت کی زکوٰۃ واجب ہوگی نہ جانوروں کی۔ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں

نہ تیس گائے بیل سے کم ہیں۔ نہ چالیس بکریوں سے کم ہیں۔ اونٹ کی زکوٰۃ میں نہ دینا جائز نہیں۔ جو جانور جنگلی اور پالو سے پیدا ہوں اُن میں ماں کا اعتبار ہے یعنی اگر ماں اُن جانوروں میں کی ہے جن پر زکوٰۃ ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ ہوگی ورنہ نہیں۔ مثلاً بکری اور ہرن سے ملکر بچہ ہوا اگر ماں بکری ہے تو یہ بچہ زکوٰۃ کے جانوروں میں شمار کیا جائیگا۔ ورنہ نہیں۔ جو جانور کام کرتے ہیں یا اُن پر بوجھ لادا جاتا ہے یا اُنکو چارہ کھلایا جاتا ہے تو اُن پر زکوٰۃ نہیں۔ گھوڑے اور خچر اور گدھے اور تعلیم یافتہ چیتے اور کتے ان میں کسی پر زکوٰۃ نہیں۔ البتہ اگر یہ جانور تجارت کے واسطے ہوں تو انکا مالِ تجارت کا حکم ہے۔

مصرف زکوٰۃ کا بیان

جن لوگوں کو زکوٰۃ دی جائے وہ چند قسم ہیں۔ ایکؔ فقیر جنکے پاس نصاب سے کم مال ہو۔ دوسرےؔ مسکین جنکے پاس کچھ نہ ہو۔ تیسرےؔ عامل یعنی جس کو حاکم نے زکوٰۃ وغیرہ کے وصول کرنے پر مقرر کیا ہو۔ چوتھےؔ غلاموں کی گردنیں آزاد ہونے کے لیے دینا۔ پانچویںؔ قرضدار۔ چھٹےؔ فی سبیل اللہ یعنی اُن لوگوں کو دینا جو فقر کی وجہ سے غازیوں کے لشکر سے جُدا ہیں۔ ساتویںؔ مسافر۔ جاہل فقیر کے دینے سے عالم کو دینا افضل ہے۔ مالک کو اختیار ہے کہ ان میں سے ہر قسم کے آدمی کو تھوڑا تھوڑا دے یا ایک ہی قسم کے لوگوں کو یا ایک ہی شخص کو دے۔ اگر وہ مال جو زکوٰۃ میں دیا جائیگا نصاب سے کم ہو تو ایک شخص کو دینا افضل ہے۔ اور بقدر نصاب یا اُس سے زیادہ ایک شخص کو دینا مکروہ ہے۔ البتہ قرضدار کو یہاں تک دینا درست ہے کہ وہ اپنا قرض ادا کرلے اور نصاب سے کم اُس کے پاس باقی رہے۔ زکوٰۃ کے مال سے مسجد وغیرہ بنانا اور حج اور جہاد کے واسطے دینا اور کفن میت میں دینا جائز نہیں۔ زکوٰۃ اپنے اصل یعنی باپ دادا وغیرہ اور فرع یعنی بیٹا بیٹی اور اُن کی اولاد کو دینا جائز نہیں۔ اپنی بیوی کو بھی نہ دے، اور بیوی خاوند کو نہ دے۔ البتہ اپنی دوسری ماں جس سے یہ نہ پیدا ہوا ہو اور اُسکے بیٹے اور دختر کے خاوند کو زکوٰۃ دینی جائز ہے۔ اور بنی ہاشم کو بھی زکوٰۃ نہ دے۔ صدقہ دینا جائز ہے حضرت علیؓ حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عقیل، حضرت حارث ابن عبدالمطلب رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی

اولاد کو ہاشمی کہتے ہیں۔ ان کے غلاموں کو بھی نہ دے۔ زکوٰۃ اور صدقہ فطر میں بہتر یہ ہے کہ اوّل اپنے بھائی بہنوں کو دے۔ پھر اُن کی اولاد کو۔ پھر چچا پھوپی کو پھر اُن کی اولاد کو پھر ماموں خالہ کو پھر اُن کی اولاد کو پھر اور قرابت داروں کو۔ پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے خدمتی لوگوں کو پھر شہر یا گاؤں کے لوگوں کو۔

حج کا بیان

حج خاص اُن فعلوں کا نام ہے جو اوّل سے احرام باندھکر طواف اور وقوف وقت معین میں کرتے ہیں اور حج فرض ہے۔ اس کا منکر کافر ہے۔ تمام عمر میں ایک بار فرض ہے۔ حج اُس مسلمان عاقل بالغ آزاد اور تندرست پر واجب ہے جس کے پاس اپنی حاجت سے زائد مکہ تک آنے جانے کا زادِ راہ اور سواری ہو یعنی گھر اور گھر کے اسباب اور اپنی ضروریات کے سوا اس قدر سرمایہ ہو کہ مکہ کو سواری پر جائے اور آنے اور آنے کے وقت تک اپنے عیال یعنی جنکا نفقہ اس پر واجب ہے اُن کا خرچ دے سکے اور راستہ میں امن ہو عورت کے ساتھ محرم کا ہونا بھی ضرور ہے اور وہ عدت میں بھی نہو۔

ادائے حج کی تین شرطیں ہیں۔ احرام[1] خانۂ کعبہ[2] وقت حج[3]۔ اور حج کے دو رکن ہیں وقوف[1] عرفات اور طواف[2] زیارت۔ اور حج میں پانچ واجب ہیں۔ صفا[1] مروہ کے درمیان دوڑنا۔ اور مزدلفہ[2] میں ٹھہرنا اور تینوں[3] جمروں میں کنکریاں مارنی۔ اور سر منڈانا یا بال کتروانا[4]۔ اور طواف[5] صدر اور باقی افعال سنت ہیں یا مستحب۔

باب سوم عربی مہینوں کی وجہ تسمیہ۔ اُنکے فضائل۔ اُنمیں جو اعمال و وظائف پڑھے جاتے ہیں اُنکے بزرگ واقعات کی تاریخ مع بعض فوائد

	تمرُّ وتنقضی الّا آقال		وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ	

اللہ تعالیٰ عزّ مجدہٗ کا ہم پر احسان ہے کہ اُس نے اپنی عنایت ازلی سے ہمارے لیے زمانہ کو پیدا کیا اور اُس کے مختلف دورے قائم کئے۔ کسی دورہ کو سال پر کسی کو مہینے پر کسی کو شب و روز پر تقسیم فرمایا۔ پھر زمانہ میں سے مہینوں اور دنوں کو ہمارے لیے متبرک کیا اور شرف بخشا۔ محرم الحرام سے اُنکی ابتدا فرمائی اور ماہِ ذی الحجہ پر اُن کا اختتام کیا۔

محرم الحرام کی وجہ تسمیہ

محرم اسم مفعول کا صیغہ ہے یعنی حرام کیا گیا۔ ایام جہالت میں اس مہینہ میں قتال کرنا حرام تھا اسلیے اس مہینہ کا نام محرم رکھا۔

فضائل محرم الحرام

ماہِ محرم وہ متبرک مہینہ ہے جس میں باری تعالیٰ عزّ و جل نے حضرت موسٰی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور بنی اسرائیل کو نجات بخشی اور فرعون اور اُسکی قوم کو دریائے نیل میں غرق کرکے اسکے لاشہ کو کنارۂ نیل پر بغرض عبرت نہایت ذلت کے طور پر ڈلوا دیا۔ حضرت موسٰی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس کے شکریہ میں یوم عاشورہ کا روزہ رکھا۔ عاشورہ کے دن نوح علیہ السلام کشتی سے جودی پہاڑ پر اُترے اور شکریہ کا روزہ رکھا اور اپنے ساتھیوں کو روزہ کا حکم دیا۔ عاشورہ ہی کے دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی اور حضرت یونسؑ کے شہر والوں کی توبہ قبول کی اور اسی دن بنی اسرائیل کے واسطے دریا پھٹ گیا۔ اور اسی روز حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت آدمؑ پیدا ہوئے۔ اور عاشورہ کی فضیلت بے نہایت ہے جیسا کہ سید الانام علیہ السلام نے ہمکو خبر دی ہے کہ جو شخص اپنے اہل و عیال پر اس روز رزق کی وسعت کریگا تو اللہ تعالیٰ تمام سال اُسکے رزق میں وسعت اور برکت کریگا۔ یہ وہ دن ہے جس میں نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و دیگر انبیاء سابقین علیہم السلام روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور آنحضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو روزہ رکھنے کا امر فرمایا۔ یہ وہ دن ہے کہ اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نہایت سعی و کوشش سے روزہ رکھنے کا اہتمام کیا کرتے تھے اور لوگوں کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم کرتے تھے یہاں تک کہ لڑکوں کو بھی روزہ کا حکم فرمایا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عاشورہ یعنی دسویں محرم کے روزہ کی فضیلت میں فرمایا ہے کہ میں خدا پر بھروسہ کرتا ہوں کہ یہ سال گزشتہ کا کفارہ ہو جائے۔ نویں اور دسویں محرم میں دونوں دن روزہ رکھنا چاہیے۔ رمضان کے روزوں کے بعد سب ماہ محرم کے روزے بہتر ہیں۔ اور فرض نمازوں کے بعد سب نمازوں سے تہجد کی نماز بہتر ہے۔ یہ وہ دن ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے مع عزیز و اقارب و اصحاب جام شربت شہادت نوش فرمایا۔ انسان کو چاہیے کہ اس دن نیکی اور بھلائی کرے اور گناہوں سے بچے اور توبہ کرے کہ اللہ جل شانہٗ اپنا رحم فرمائے اور جنت میں داخل کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے عاشورہ کے روز اپنے عیال پر فراخی کی تو وہ سال بھر فراخی میں رہیگا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام آدمیوں کے سردار ہیں اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب کے سردار ہیں اور صہیب روم کے سردار ہیں اور سلمان فارس کے سردار ہیں اور بلال حبش کے سردار ہیں۔ اور طور سینا پہاڑوں کا سردار ہے۔ اور سدرہ درختوں کا سردار ہے اور محرم مہینوں کا سردار ہے۔ اور جمعہ دنوں کا سردار ہے۔ اور قرآن مجید کلاموں کا سردار ہے۔ اور سورۂ بقر قرآن کی سردار ہے۔ اور آیۃ الکرسی سورۂ بقر کی سردار ہے۔ اور اس میں پانچ کلمے ہیں ہر ایک کلمہ میں پچاس پچاس برکتیں ہیں جب ماہ محرم میں کسوف اور خسوف ہو تو اُس سال بلائیں بہت نازل ہوتی ہیں۔ آفتیں برپا ہوتی ہیں۔ بزرگوں کو بہت پراگندگی لاحق ہوتی ہے۔

اعمال و وظائف ماہ محرم الحرام

کتاب ریاحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جو شخص اوّل شب محرم میں آٹھ رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورۂ اخلاص دس بار تو اُسکے اور اُسکے گھر والوں کی شفاعت ہو اگرچہ اُنپر

دوزخ واجب ہوئی ہو۔

جوکوئی محرم میں پہلے روز دو رکعت نماز پڑھے اور بعد سلام کے ہاتھ اٹھا کر تین بار یہ پڑھے:۔
اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اللّٰہُ الْاَبَدُ الْقَدِیْمُ وَھٰذِہٖ سَنَۃٌ جَدِیْدَۃٌ اَسْئَلُکَ فِیْھَا الْعِصْمَۃَ مِنَ الشَّیْطَانِ وَالْعَوْنَ عَلَی النَّفْسِ الْاَمَّارَۃِ بِالسُّوْٓءِ وَاَسْئَلُکَ الْاِشْتِغَالَ بِمَا تُقَرِّبُنِیْ اِلَیْکَ یَا کَرِیْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ[1] تو خدا تعالیٰ اس پر فرشتہ مقرر کرے گا کہ وہ نیک کام میں اُسکی مدد کرے اور شیطان کہے کہ آہ میں اس تمام سال ناامید ہوا۔

کتاب الاوراد میں منقول ہے کہ جوکوئی اوّل روز محرم میں دو رکعت نماز پڑھے اور بعد سلام کے ہاتھ اٹھا کر تین بار کہے۔ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ وَنَجِّنِیْ وَزَعْنِیْ وَاحْفَظْنِیْ مِنْ کُلِّ اٰفَۃٍ وَّبَلِیَّۃٍ[2] وہ تمام سال کل آفتوں سے محفوظ رہے۔

شیخ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ جوکوئی محرم کی اوّل شب میں چھ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے اور ہر سلام کے بعد کہے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ[3] ثواب عظیم ہے۔ ایضاً۔ اگر اوّل شب اور اوّل روز محرم میں چھ رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سات بار سورۂ اخلاص تو بے انتہا ثواب پائے۔

ایضاً۔ اکثر بزرگوں سے مروی ہے کہ ہر شب محرم میں کلمۂ توحید سو بار پڑھنے کا بڑا ثواب ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص عاشورہ کے ایام میں ایک روزہ رکھے اُسکو ثواب عبادت ایک سال کے نفل روزوں کا ملتا ہے۔ جو شخص عاشورہ کے دن سات قسم کے دانے پکائے تو ہر دانے کے بدلے اُسکے نام نیکی لکھی جاتی ہے اور اسی قدر برائیاں محو ہوتی ہیں۔

---

[1] (ترجمہ) خداوندا تو معبود ہے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگا اور یہ نیا سال ہے میں تجھ سے شیطان سے بچاؤ اور اس نفس پر مدد مانگتا ہوں جو برائی کا حکم کرتا ہے اور اے کریم اے بزرگی اور بخشش والے تجھسے اُن اعمال کا شغل مانگتا ہوں جو مجھکو تجھسے قریب کر دیں۔ ۱۲

[2] (ترجمہ) خداوندا مجھپر رحم کر اور مجھسے درگزر فرما اور ہر آفت اور بلا سے مجھے محفوظ رکھ۔ ۱۲ [3] ہمارا اور فرشتوں اور روح کا پروردگار پاک ہے بہت پاک ہے ۱۲

فصل نوافل شبِ عاشورہ

کتاب الاورادمیں مرقوم ہے کہ جو کوئی شبِ عاشورہ میں سو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورۂ اخلاص تین بار اور بعد فراغ کے ستر بار کلمہ تمجید پڑھے تو اُسکے گناہ بخشے جائیں اگرچہ ریگِ بیابان سے زائد ہوں۔

ایضاً حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ شبِ عاشورہ کو قریبِ صبح کے چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں آیۃ الکرسی اور سورۂ اخلاص تین تین بار اور بعد فراغ کے سورۂ اخلاص سو بار پڑھے تو سب گناہ بخشے جائیں اور بہشت میں بے انتہا نعمتیں حاصل ہوں ۔[۱]

ایضاً تحفہ میں انس رضؓ بن مالکؓ سے روایت ہے کہ شبِ عاشورہ میں آٹھ رکعت پڑھے ہر رکعت میں سورۂ اخلاص پچیس بار پھر بعد فراغ کے درود اور استغفار ستر ستر بار پڑھے تو اللہ تعالےٰ اُسکے دل اور زبان پر حکمت کے چشمے جاری فرمائے اور مغفرت کرے۔

ایضاً کتاب اورادِ شیخ الاسلام میں منقول ہے کہ جو شخص عاشورہ کے دن ستر بار حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ[۱] پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُس کو بخش دے گا اور مشائخؒ و اولیاءِ کبار کے زمرہ میں اس کا نام لکھا جائیگا۔

ایضاً روایت ہے کہ جو شخص دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں سورۂ اخلاص پانچ بار اور بعدِ سلام کے کلمۂ تمجید ستر بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُسکی قبر نور سے بھر دیگا۔ قیامت تک۔

ایضاً روایت ہے کہ چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں آیۃ الکرسی تین تین بار اور سورۂ اخلاص دس دس بار بعد فراغ کے سورۂ اخلاص سو بار پڑھے تو خدا تعالیٰ اُس کو بخشے اور بے انتہا نعمتوں کے ساتھ اُسکو بہشت عطا کرے۔

---

[۱] اللہ مجھکو کافی اور اچھا کارساز ہے۔ ۱۲

غرۂ ماہ محرم کے واسطے یہ دعا آئی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اللّٰہُ الْفَرْدُ الْاَبَدُ الْقَدِیْمُ (ترجمہ) خداوندا تو معبود ہے ایک ہی ہمیشہ سے ہے ہمیشہ ہوگا یہ نیا سال ہے میں اسمیں تجھ سے

سَنَۃٌ جَدِیْدَۃٌ اَسْئَلُکَ فِیْھَا الْ

مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَالْاَمَانَ شیطان مردود سے بچاؤ اور بادشاہ کے شر اور ہر

شَرِّ السُّلْطَانِ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ ذِیْ ذی چیز کی برائی سے امن مانگتا ہوں خواہ بلائیں

مِنَ الْبَلَایَا وَالْاٰفَاتِ فِیْ ذٰلِکَ وَنَسْئَلُکَ یا آفتیں اور اس نفس امارہ پر مدد اور عدل

الْعَوْنَ وَالْعَدْلَ عَلٰی ھٰذِہِ النَّفْسِ اور ان اعمال کا شغل مانگتا ہوں جو مجھکو

الْاَمَّارَۃِ بِالسُّوْءِ وَالْاِشْتِغَالَ بِمَا ایسا ریب کریں۔ اے مہربان

یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْکَ یَا بَرُّ یَا رَؤُفُ یَا رَحِیْمُ، اے بزرگی اور بخشش والے

یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بِرَحْمَتِکَ یَا سب سے الراحمین تیری رحمت

اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

سے

اور ۲ [illegible] نماز پڑھی اور اپنی ذات پر

قضا نہ کروں گا۔ چنانچہ ہمیشہ اس سعادت سے مشرف ہے کہ جو شخص اوّل

حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص یہ چاہے۔ اُسکے مدعی

ہوں تو وہ عاشورہ کے روز چار رکعت نماز خوشنودی حسنان پڑھے اللہ تعالےٰ اُنکے مطالبے

ذمہ سے معاف کردیگا اور سوال منکر نکیر اور عذاب گور سے امان میں رکھے گا۔

فہرست اسماء بزرگان دین تاریخ رحلت وولادت بماہ محرم شریف

کیفیت	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۔	بغداد	غرۂ محرم الحرام سنہ ۶۳۲ھ روز جمعہ	۔	رجب سنہ ۵۳۹ھ	شہاب الدین

یا
ہر
لے
بخش دیگا
انشاء اللہ
رحمہ عطا ہوا

شب ماہ محرم
اور سورۂ انعام
ایضاً صحیح
انعام ایک بار اور
دو ہزار حلل عطا فرمایا
بخشتا ہے حد کا ہوگا سے لقب
دور ہونگی اور چھ ہزار
کہ جو شخص ماہ محرم میں

نام بزرگ مع لقب	تاریخ و سنہ ولادت	عمر	تاریخ و سنہ وفات	مدفن	کیفیت
سلطان داراشکوہ	۰	۰	غرۂ محرم سنہ ۱۰۷۰ھ روز جمعہ	گنبد ہمایوں	۰
حضرت معروف کرخیؒ	۰	۰	۲ محرم سنہ ۲۰۰ھ	بغداد	۰
حضرت شاہ محمد عمر مجددیؒ	شوال سنہ ۱۲۴۴ھ	۰	۲ محرم سنہ ۱۲۹۸ھ	رامپور افغانان	۰
حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکرؒ	۰	۰	۵ محرم سنہ ۶۶۴ھ یا سنہ ۶۶۸ھ روز شنبہ	پاک پٹن پنجاب	۰
حضرت خواجہ ممشاد علو دینوریؒ	۰	۰	۴ محرم	۰	۰
حضرت امام مہدی بن امام حسنؑ	سنہ ۲۵۵ھ یا سنہ ۲۵۸ھ	۰	۶ محرم سنہ ۲۶۵ھ روز جمعہ	۰	۰
حضرت فضیل عیاضؒ	۰	۰	۷ محرم سنہ ۱۸۶ھ روز جمعہ	مکہ معظمہ	۰
حضرت شاہ عبدالغنی مجددی محدثؒ	۲۵ شعبان سنہ ۱۲۳۵ھ	۰	۷ محرم سنہ ۱۲۹۶ھ	مدینہ منورہ بقیع شریف	۰
محمد عیاض اخونزادہ جد حاجی محمد علی خاں، مؤلف کتاب	سنہ ۱۲۰۰ھ	۲۳ سال	۷ محرم سنہ ۱۲۲۳ھ	رامپور بیرون عیدگاہ دروازہ باغیچہ اناروں والا قریب شرقی باغ آسید والا	مصرعۂ تاریخ کان عیاض ہم بمقام شہید
حضرت امام حسینؑ بن علی مرتضےٰؑ	۴ شعبان سنہ ۳ یا ۴ھ	۰	۱۰ محرم سنہ ۶۰ھ	کربلائے معلی	ما کو بھی پیدا [illegible] و لوگوں
حضرت بشر حافیؒ	۰	۰	۱۰ محرم سنہ ۲۱۵ھ	۰	۰
حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ	۰	۰	۱۰ محرم سنہ ۴۲۵ھ ماہ رمضان	خرقان	یہ موضع [illegible] لیسطام [illegible]

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت مع ماہ و سال و روز	عمر	تاریخ وفات مع ماہ و سال و روز	مقام مزار	کیفیت
مرزا جانِ جاناں مظہر شہید رح	۱۱ رمضان سنہ ۱۱۱۱ھ	۸۴	شب دہم محرم سنہ ۱۱۹۵ھ	دہلی	٠
حضرت شاہ محمد مظہر مجددی رح	۳ جمادی الاول سنہ ۱۲۴۸ھ	٠	۱۱ محرم سنہ ۱۳۰۱ھ	مدینہ منورہ	٠
حضرت شیخ صفی الموسوی رح	٠	٠	۱۲ محرم سنہ ۷۳۵ھ	٠	٠
حضرت شاہ ابوالرضا محمد رح	سنہ ۱۰۴۴ھ	٠	۱۷ محرم سنہ ۱۱۰۱ھ	دہلی	٠
حضرت مولوی غلام جیلانی صاحب رح	٠	٠	۸ محرم	بلاسپور علاقہ رامپور	٠
حضرت امام زین العابدینؓ	سنہ ۳۳ یا ۳۶ یا ۳۸	٠	۱۸ محرم سنہ ۹۴ یا ۹۵ یوم شنبہ	بقیع	٠
مولانا محمد درویش رح	٠	٠	۱۹ محرم سنہ ۹۷۰ھ	اسفرار	ملک ما وراء النہر سے ہے
حضرت امام حسن عسکری رضؓ	٠ ٠	٠	۲۲ محرم سنہ ۲۶۰ھ روز یکشنبہ	سامرہ	٠
حضرت محمد نقشبند رح	ذیقعدہ ۵ سنہ ۱۰۳۴ھ	٠	۲۹ محرم سنہ ۱۱۱۵ روز جمعہ	روضہ متصل سرہند	٠
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح	۴ شوال سنہ ۱۱۱۴ھ	٠	۲۹ محرم سنہ ۱۱۷۶ھ روز شنبہ	دہلی	٠
حضرت مولانا شرف الدین شہید رح	٠	٠	۲۹ محرم سنہ ۱۲۶۴ھ	٠	٠

ماہِ صَفر کی وَجہ تسمیہ

صفر صاد کے پیش سے روزی کے معنی ہیں اور زبر سے خالی کے معنی ہیں اور زبر سے مشہور مہینے سے

مراد ہے۔ محرم کے مہینے میں قتال حرام تھا۔ اس صفر کے مہینے میں عرب اپنے گھر خالی کرکے قتال کے واسطے جایا کرتے تھے۔ اس لیے اس مہینے کا نام صفر ہوا۔ بعض کا قول ہے کہ اس مہینے میں موسم خزاں اور پت جھڑ کا ہوتا ہے۔ درخت کے پتے زرد ہو جاتے ہیں اس لیے اس کا نام صفر رکھا گیا۔ عرب کے گمان میں صفر پیٹ کے اندر سانپ ہوتا ہے۔ یا پیٹ کے کیڑے جو بھوک کے وقت کاٹتے ہیں ہے اور بھوک کے وقت جو الم ہوتا ہے وہ اس کے کاٹنے سے ہوتا ہے۔ یہ کیڑا جگر میں اور پسلیوں کی ہڈیوں کے سرے میں پیدا ہوتا ہے تو اس سے آدمی نہایت زرد ہو جاتا ہے اور بعض وقت اس کو مار ڈالتا ہے اور پھر اور کو بھی لگ جاتا ہے اور ایام جاہلیت میں صفر کے حکم اور آئین بدل ڈالتے تھے۔ اور ماہ محرم کو مؤخر کرکے ماہِ صفر کو حرام ٹھہراتے تھے۔ ایک سال میں حلال کرتے تھے اور ایک سال میں حرام کرتے تھے اور اس مہینے کے آنے کو منحوس جانتے تھے۔

فضائل ماہِ صفر

اہلِ عرب اس مہینے میں شگون لیا کرتے تھے۔ اور اس میں فساد اور فتنے بہت ہوا کرتے تھے لیکن شارع علیہ السلام نے اس کو باطل کر دیا۔ اور اس سے شگون بد لینے کی ممانعت بہت حدیثوں سے ثابت ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہ بیماری لگتی ہے۔ نہ اُلو کی نحوست نہ صفر۔ اور کوڑھی سے ایسا بھاگ جیسا تو شیر سے بھاگتا ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ کوئی شے کسی دوسری شے کو بیماری نہیں لگاتی پھر پہلے بیمار کو کس نے خارشتی کیا۔ نہ بیماری کا لگنا ہے نہ صفر۔ اللہ تعالےٰ نے ہر جان کو پیدا کیا۔ پھر اُسکی روزی اور آفتیں لکھدیں۔ ایک مقام پر آپ نے فرمایا کہ نہ بیماری کا لگنا ہے۔ نہ صفر اور نہ اُلو کی نحوست اور نہ دو مہینے تیس تیس دن کے ہوتے ہیں۔ اور جس نے اللہ کے ذمہ کی بدعہدی کی وہ جنت کی بو نہیں سونگھے گا۔ اگر ماہ صفر میں کسوف اور خسوف واقع ہوا تو اُس کا نتیجہ یہ ہے کہ بارش کم ہونی چاہیے۔ دریا خشک ہوں۔ ماہِ صفر میں اللہ تعالیٰ نے ایک فضیلت عطا فرمائی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری چہار شنبہ

کو غسل صحت فرمایا اور جنگل کو تفریح کے لیے تشریف لے گئے۔ پس جو کوئی اس روز باتباع سُنّتِ نبوی غسل کرکے اچھے کپڑے پہنکر خوشبو لگا کر باغوں یا جنگل کو سیر کے لیے جائیگا اللہ تعالےٰ حضورِ عالیمقام کی برکت سے سال بھر تک اُس شخص کو خوشی نصیب فرمائیگا۔ اور کوئی تکلیف یا غم یا مصیبت اُس پہ نہ آئیگی۔

اعمال و وظائفِ ماہِ صفر

نماز اور دعا آخری چہارشنبہ ماہِ صفر کا بیان۔ اِس روز بعد صبح کے غسل کرے اور وقت چاشت کے دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ بار سورہ اخلاص اور بعد سلام کے ستّر بار درود پڑھے اور ایک بار یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ صَرِّفْ عَنِّيْ سُوْءَ هٰذَا الْيَوْمِ وَ اَعْصِمْنِيْ مِنْ سُوْءِهٖ وَنَجِّنِيْ عَمَّا اَصَابَ نَبِهٖ مِنْ نَحُوْسَاتِهٖ وَكُرُبَاتِهٖ بِفَضْلِكَ يَا دَافِعَ الشُّرُوْرِ وَيَا مَالِكَ النُّشُوْرِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهِ الْاَمْجَادِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

(ترجمہ) خداوندا تو اس دن کی بُرائی مجھ سے دور رکھ اور اِسکی بُرائی سے مجھے بچا اور جو اس کی نحوستیں اور سختیاں اس میں پہنچتی ہیں اُن سے مجھے نجات دے اپنے فضل سے اے بُرائیوں کے دور کرنیوالے اور اے اُٹھانے کے مالک اے رحم کرنیوالوں میں زیادہ رحم کرنیوالے اور اللہ تعالیٰ نے محمد اور آنکی آل پر درود اور برکت اور سلام بھیجا۔

ایضًا۔ کتاب الاوراد میں لکھا ہے کہ جو شخص آخری چہارشنبہ ماہِ صفر میں اَلَمْ نَشْرَحْ اور وَالتِّیْنِ اور اِذَا جَآءَ اور اِخْلَاص اسّی اسّی بار پڑھے عمر اُسکی دراز ہو اور دولتمند ہو جائے۔

ایضًا۔ منقول ہے کہ یہ سات آیاتِ سلام لکھکر پانی میں دھو کر پیئے اور پلائے پینے والا تمام آفات اور بلیات سے محفوظ رہیگا۔

سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمِ۔ سَلَامٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعَالَمِيْنَ۔ سَلَامٌ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ سَلَامٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهَارُوْنَ

(ترجمہ) سلام ہے پروردگار رحم والے کی طرف سے کہا گیا ہے نوح پر سب جہان میں سلام ہے۔ ابراہیم پر سلام ہے۔ موسےٰ اور ہارون پر سلام ہے

سَلَامٌ عَلٰی اِلْیَاسِیْنَ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ	الیاسین پر سلام ہے ۔ تم پر سلام ہے تم
طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِیْنَ ۔ سَلَامٌ	اچھے رہے تو اُس میں جاؤ ہمیشہ کے لئے ۔
هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ؕ	طلوع فجر تک سلام ہے ۔ ۱۲

ایضًا ۔ طلوع آفتاب کے وقت اس تعویذ کو لکھکر پانی میں گھول دے اور اُس پانی میں چاندی کا چھلا سات بار بجھا دے ۔ جو کوئی بائیں ہاتھ کی چھوٹی اُنگلی میں اس چھلے کو پہنے رہے تو بواسیر دفع ہو جائے ۔ اور اگر درد زہ کے وقت عورت کی کمر میں باندھے تو جلد ولادت ہو جائے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الم المص الر ق ن المر کھیعص حم عسق طٰہٰ ص یٰس طسم طس ۔ جو شخص کہ بلائے صفر سے امن میں رہنا چاہے وہ اس ماہ میں اس دعا کو بہت پڑھا کرے ۔ دعا یہ ہے :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	خدائے رحمن و رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الزَّمَانِ وَاسْتَعِیْذُ	اس زمانہ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور زمانہ کی
مِنْ شُرُوْرِ الزَّمَانِ اَعُوْذُ بِكَ بِجَلَالِ	بُرائیوں سے اُس سے پناہ طلب کرتا ہوں تیری
وَجْهِكَ وَكَمَالِ قُدْسِكَ اَنْ تَحْرُسَنِیْ	ذات کی بندگی اور تیرے کمال پاکی کے وسیلہ سے
مِنَ الْمُفْسِدِ السَّنَةِ وَقِنِیْ مِنْ شَرِّ	تیری پناہ مانگتا ہوں کہ اس سال کے مفسدوں سے
مَا قَضَیْتَ فِیْهَا وَاَكْرِمْنِیْ وَاخْتِمْهُ	مجھے بچا اور جو اُس دن میرے مقدر میں بُرائی ہے
بِالسَّلَامِ وَالسَّعَادَةِ لِاَهْلِیْ وَاَوْلِیَائِیْ	اُس سے بچا اور مجھے بزرگ کر اور سلامتی سے اسکو ختم
وَاَقْرِبَائِیْ وَجَمِیْعِ اُمَّتِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ	کر اور میری اولاد احباب و اقارب اور محمد صلے اللہ
عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ؕ	علیہ و آلہ وسلم کی تمام امت کی سعادت کے ساتھ ۔ ۱۲

اول شب ماہ صفر میں واسطے عصمت جمیع مسلمانان چار رکعت نماز آئی ہے ۔ بعد عشا پڑھنی چاہیے ۔ ترتیب اُسکی یہ ہے ۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پندرہ دفعہ

اور دوسری رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ پندرہ دفعہ سورۂ اخلاص اور تیسری رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ
پندرہ دفعہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور چوتھی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ پندرہ دفعہ قُلْ اَعُوْذُ
بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے اور سلام کے بعد سو مرتبہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہے بعدہٗ
ستر مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اور یہ نماز قبل از وتر پڑھنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ جمیع آفات سے بچائیگا

شرح شیخ الاسلام حضرت معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ تمام ماہِ صفر
میں ایک لاکھ چوبیس ہزار بلائیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں۔ اور سب ایام سے زیادہ آخری چہار شنبہ
کے روز چار رکعت نماز نفل اس ترتیب سے پڑھنی چاہیے کہ بعد فاتحہ سورۂ کوثر سترہ مرتبہ اور
اخلاص پانچ بار ہر رکعت میں پڑھے۔ اور بعدہٗ یہ دعا پڑھے اللہ تعالےٰ اُس کو تمام بلاؤں سے
پناہ میں رکھے گا اور دوسرے سال تک اُسکو پناہ میں رکھے گا۔ دُعا یہ ہے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ يَا شَدِيْدَ الْقُوٰى وَشَدِيْدَ الْمِحَالِ يَا مُفْضِلُ يَا
مُكْرِمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

یہ بھی روایت ہے کہ جو شخص بلا میں مبتلا ہوتا ہے اِسی ماہِ صفر میں ہوتا ہے چنانچہ نقل کی گئی ہے کہ
حضرت آدم علیہ السلام نے گیہوں کا دانہ اسی ماہ میں کھایا تھا کہ سبب اُن کے بہشت سے نکلنے کا ہوا
آپ تین سو برس تک بسبب اس ذلت کے روتے رہے کوئی جزو اُن کے بدن میں باقی نہ رہا تھا گوشت
پوست اُن کا ہیبت الٰہی سے گھل گیا تھا۔ اُس کے بعد اُن کو توبہ کا حکم ہوا۔ آپ نے توبہ کی وہ مقبول
ہوئی۔ یہ واردات جو آپ پر گزری ماہِ صفر کی وجہ تھی۔ ہابیل اور قابیل دونوں بھائی اسی ماہِ صفر
میں شکار کو جا کر باہم لڑے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے مَنْ بَشَّرَنِيْ
بِخُرُوْجِ الصَّفَرِ بَشَّرْتُهٗ بِدُخُوْلِ الْجَنَّةِ یعنی جو شخص خبر دے مجھے اس امر کی کہ ماہِ صفر نکل
گیا یعنی ختم ہوا۔ میں اُسے دخولِ جنت کی بشارت دوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی مہینہ
میں بیمار ہوئے تھے کہ اُسی بیماری سے انتقال فرمایا ✤

فہرست اسمائے بزرگانِ دین مع تاریخ رحلت و ولادت بماہِ صفر

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت مع روز اور سال ولادت	تعداد سنین عمر	تاریخ رحلت مع روز اور سال رحلت	مقام مزار	کیفیت
حضرت پیر مرتضیٰ المدعو بہ علیم اللّٰہی رح	۳۵۳	۰	چاندرات صفر سنہ ۴۳۶ھ جمعہ	۰	۰
حضرت حافظ جمال اللّٰہ صاحب رحمۃ اللّٰہ علیہ	۰	۰	۳ صفر سنہ ۱۲۰۹ھ	رامپور افغاناں	۰
منشی محمد عمر خاں صاحب مرحوم والد مؤلف کتاب ہٰذا	۲۷ ذیقعدہ سنہ شنبہ سنہ ۱۲۳۴ ہجری	۵۲	۴ صفر سنہ ۱۲۸۶ھ	جیپور احاطہ مرزا بھورے شاہ صاحب رح	بیرون گھاٹ دروازہ
حضرت خواجہ میر درد دہلوی رح	۱۹ ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۳ھ	۰	۴ صفر سنہ ۱۱۹۹ھ جمعہ	دہلی	۰
حضرت مولانا یعقوب چرخی رح سنہ	۰	۰	۵ صفر سنہ ۸۵۱ھ	ہلفتو	یہ موضع مضافات شہر حصار ملکتا ورا النہر
حضرت مولانا نعیم اللّٰہ بہرائچی رح	۰	۰	۵ صفر سنہ ۱۲۱۸ھ	بہرائچ	۰
حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا رح	۵۶۶	۱۰۱	۷ صفر سنہ ۶۶۷ھ	۰	۰
حضرت مولوی شاہ سلیمان تپاہ صاحب رح	۰	۰	۷ صفر	۰	۰
حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رح	۰	۰	۷ صفر	بصرہ	۰
حضرت امام علی موسیٰ رضا رحمۃ اللّٰہ علیہ	۱۴۸	۵۵ یا ۵۷	۹ صفر سنہ ۲۰۳ھ ۲۰۵	مشہد	۰

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت مع سنہ	تعداد عمر	تاریخ وفات مع سنہ	مقام مزار	کیفیت
حضرت امیر ابوالعلاؒ	۰	۰	۹ صفر سنہ ۱۰۶۱ھ شنبہ	اکبرآباد	۰
حضرت شاہ عبدالرحیمؒ	۱۰۵۴	۷۷	۱۲ صفر سنہ ۱۱۳۱ھ	دہلی	بیرون ترکمان دروازہ
حضرت میاں کالے صاحب دہلویؒ	۰	۰	۱۴ صفر	دہلی	۰
حضرت مولوی شاہ مراد اللہ صاحبؒ	۰	۰	۱۴ صفر	لکھنؤ	قندھاری بازار حجرہ مسجد
حضرت میاں احسان الحقؒ	۰	۰	۱۶ صفر	کانپور	۰
حضرت میاں نعمانؒ اکبرآبادی	۰	۰	۱۸ صفر سنہ ۱۰۶۱ھ	اکبرآباد	۰
حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ	۰	۰	۲۲ صفر سنہ ۱۸۶ھ دوشنبہ	۰	۰
حضرت شاہ غلام علیؒ	۱۱۵۸	۸۲	۲۲ صفر سنہ ۱۲۴۰ھ	دہلی	خانقاہ شریف مرزا جانجاناں صاحبؒ
حضرت خواجہ شیخ محمود عرف راجن چشتیؒ	۰	۰	۲۲ صفر	۰	۰
حضرت ابوالقاسم گرگانیؒ	۰	۰	۲۳ صفر سنہ ۴۵۰ھ	گرگان	یہ ایک موضع ہے مضافات مشہد سے
حضرت خواجہ علم الحق والدین چشتیؒ	۰	۰	۲۶ صفر	۰	۰
حضرت امام محمد باقرؓ	۳ صفر سنہ ۵۷ھ	۵۶	۲۳ صفر سنہ ۱۱۴ھ	مدینہ منورہ	۰
حضرت شاہ میناؒ	۰	۰	۲۳ صفر سنہ ۸۸۴ھ	لکھنؤ	مادۂ تاریخ شہ مردان و قبلۂ عالم از ۲۲ تا ۲۴ عرس ہوتا ہے

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت معہ سنہ ہجری	تعداد عمر	تاریخ وفات معہ سنہ ہجری	مقام مزار	کیفیت
حضرت مولانا شاہ عبدالرزاق رح فرنگی محل	۰	۰	۲۴ و ۲۵ صفر ۱۳۰۷ھ ۱۱ بجے صبح کے	لکھنؤ باغ مولوی محمد انوار صاحب	مادۂ تاریخ ـ مداح پیغمبر ۲۴ و ۲۵ کو عرس ہوتا ہے
حضرت شاہ بلاقی صاحب رح مرادآبادی	۰	۰	۲۷ صفر		مادۂ تاریخ مرشد مرشداں ۲۶ صفر سے عرس شروع ہوتا ہے ۲۷ کو قل ہوتا ہے
حضرت خواجہ کبیر یحییٰ مدنی چشتی رح	۰	۰	۲۷ صفر	مدینۂ منورہ	۰
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح	۹۷۱ھ	۶۳	۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ روز سہ شنبہ	روضہ متصل سرہند ملک پنجاب	۰
مولوی محمد محی الدین خاں عم مؤلف کتاب	۱۲۱۹ھ	۹۲	۲۹ صفر ۱۳۱۱ھ	احاطہ مرزا مولانا ضیاء الدین صاحب مشرق مزار	۰
حضرت امام موسیٰ رضا	۷ شوال ۱۵۳ھ	۵۰	آخر صفر ۲۰۳ھ	شہر طوس مشہور مشہد	

ماہِ ربیع الاوّل کی وجہ تسمیہ

ربیع الاوّل ربیع موسم بہار کو کہتے ہیں۔ چونکہ ابتدائے زمانہ میں کچھ دنوں تک موسم بہار اسی مہینہ میں پڑا کیا۔ اس لیے اس کا نام ربیع الاول رکھا گیا۔ دوسری وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ صفر کی لوٹ مار کا مال چار حصّوں پر تقسیم کیا جاتا ہے جسکو عربی محاورہ میں تربیع کہتے ہیں۔

فضائلِ ماہِ ربیع الاوّل

اس مہینے کو سب سے زیادہ اور بزرگ شرف یہ ہے کہ جناب رسالتمآب حبیب خدا جو ادو سرا فریاد رس

جن وانس حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی مہینے میں رونق افزائے دنیا ہوئے جنکے ظہور کے سبب سے دونوں جہان پیدا کیے گئے۔ جنکے سبب سے ہم آپ کی اُمت کے لوگ خَیْرَ اُمَّۃٍ کے خطاب سے مشرف ہوئے اور اسی مہینے میں آپ لقائے الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہ شرف سب مہینوں پر سبقت لے گیا ہے۔ اس کل مہینے میں بالخصوص بارھویں ربیع الاوّل کو مولود شریف کا پڑھنا پڑھانا اور اُس کے لیے ادب کے ساتھ آرائش وغیرہ میں شان وشوکت کے ساتھ بہ خلوص قلب اہتمام کرنا موجب سعادتِ دارین ہے۔ نجات کا ذریعہ ہر مشکل اور ہر حاجت کی روائی کا سبب، آفات سے حفاظت کے لیے عمدہ سپر ہے۔ عیش وآرام سے رہنے کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اسکے اہتمام کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

اور بارھویں تاریخ پیر کا دن بوقت صبح صادق حضور کی ولادت شریف ہے۔

پیر کے دن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ پیر کے دن نبی ہوئے پیر کے دن مکّہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی پیر کے دن مدینہ شریف میں داخل ہوئے۔ پیر کے دن حجرالاسود اُٹھایا پیر کے دن مکہ معظمہ تعمیر ہوا۔ پیر کے دن سورۂ مائدہ نازل ہوئی۔ پیر کے دن آپ نے وفات پائی۔

اگر ربیع الاوّل کے مہینے میں کسوف اور خسوف واقع ہو تو کال سخت پڑے گا۔ آدمی زیادہ مریں گے

راحت القلوب میں مذکور ہے کہ حضرت شیخ الاسلام بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کفایہ میں بروایت حضرت مرتضےٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی تاریخ دوسری ماہ ربیع الاوّل ہے۔ آپکو اور دس روز معجزے کے واسطے رکھا تھا کہ بعد وفات بھی آپ کے جسم شریف سے مثل حالتِ حیات ایسی خوشبو آتی تھی کہ تمام عطریات عالم کی خوشبو پر سبقت لے گئی تھی چنانچہ اس معجزہ کو دیکھکر کئی ہزار یہودی مسلمان ہوئے ان دس روز میں غربا کو بکثرت کھانا تقسیم کیا جاتا تھا۔ آپ کے نو حجرے تھے نو روز وہاں سے کھانا دیا گیا۔ دسویں روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس قدر کھانا دیا کہ مدینہ کی تمام مخلوق نے سیر ہو کر کھایا۔ اور اُس روز آپ دفن کیے گئے۔ اسی وجہ سے مسلمان بارھویں

ربیع الاول کو عرس کرتے ہیں اور اسی سبب سے آپ کی وفات بارھویں کو مشہور ہے اور بتحقیق ثابت ہوا کہ تاریخ وصال دوم ماہ ربیع الاول ہے۔

اعمال و وظائف ماہ ربیع الاول

نماز ماہ ربیع الاول میں۔ کتاب شرح شہاب الدین میں لکھا ہے کہ تابعین اور تبع تابعین نے بروز وفات جناب حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی دوازدہم ربیع الاول میں بہ نیت ہدیہ بروح اقدس کے بیس رکعت نماز پڑھی ہے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ اکیس اکیس بار سورۂ اخلاص چنانچہ اس نماز کے پڑھنے والے ایک بزرگ جناب رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ تمکو بہشت میں ساتھ لیجاؤنگا۔ سبحان اللہ۔ زہے طالع اُسکے جس سے یہ وعدہ ارشاد ہوا۔

فہرست اسماء بزرگان دین مع تاریخ رحلت و ولادت ماہ ربیع الاول

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت بقید ماہ و سال و یوم	تعداد مدت عمر	تاریخ وفات بقید ماہ و سال و یوم	مقام مزار	کیفیت
حضرت وجیہ الدین رح	•	•	چاند رات ربیع الاول	اکبر آباد	•
حضرت مولانا محمد زاہد رح	•	•	غرۂ ربیع الاول سنہ ۹۳۶	موضع وخش	یہ موضع مضافات ملک حصار سے ہے
شاہ احمد سعید رض	ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۷ھ	۶۰	۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۷۷ سہ شنبہ	مدینہ منورہ	•
حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رح	محرم سنہ ۷۱۸ھ	•	۲ یا ۳ ربیع الاول سنہ ۷۹۱ھ شب دوشنبہ	بخارا	•
حضرت خواجہ ابو علی فارمدی رح	سنہ ۴۳۴ھ	•	۴ ربیع الاول سنہ ۴۷۷ھ	طوس	اس کو مشہد بھی کہتے ہیں
حضرت شیخ میر لاہوری رح	•	۸۸	۷ ربیع الاول سنہ ۱۰۴۵ھ	سوستان	•

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت مع ماہ و سال ولادت	تعداد عمر	تاریخ وفات مع ماہ و سال وفات	مقام مزار	کیفیت
حضرت حافظ محمد امین صاحب نہٹوری رح خلیفہ حضرت شاہ بلاقی صاحب	۰	۰	۹ ربیع الاول	نہٹور	۹ تاریخ قل ہوتا ہے
حضرت شیخ محمد معصوم سرہندی رح	۱۱ شوال ۱۰۰۷ھ	۷۲	۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ	روضہ	ملک پنجاب
حضرت شیخ محمد اعظم صاحب چشتی رح	۰	۰	۹ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ	۰	۰
حضرت امام حسن ع	۱۵ رمضان ۳ھ	۰	۱۱ ربیع الاول ۴۹ھ	مدینہ منورہ	۰
جناب حضرت رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم	۱۲ ربیع الاول دوشنبہ	۶۳	۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ دوشنبہ	مدینہ منورہ	"
حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رح	۰	۰	۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ	قصبۂ غجدوان	یہ قصبہ بخارا سے ۳ میل ہے
حضرت مخدوم جلال الدین پانی پتی رح	۰	۰	۹ ربیع الاول	پانی پت	۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳ ربیع الاول کو عرس ہوتا ہے
حضرت شاہ عبد الغنی مجددی رح	ربیع الآخر ۱۲۲۹ھ	۰	۱۲ ربیع الاول ۱۲۹۶ھ	مدینہ منورہ	۰
حضرت مخدوم علی احمد صابری کلیری رح	۰	۰	۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ	پیران کلیر شریف	۱۲ و ۱۳ و ۱۴ کو قل ہوتا ہے
حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی رح	۰	۵۴	۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ دوشنبہ	قصبۂ مہرولی بیرون دہلی	۱۲ سے ۱۴ تک قل ہوتا ہے
حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رح	۰	۰	۱۷ ربیع الاول ۷۱۵ھ	موضع انجیر	شہر بخارا سے ۹ میل ہے
شیخ زاہد قدس سرہٗ	۰	۰	۱۸ ربیع الاول ۹۳۶ھ	۰	۰
حاجی ویس رح	۰	۰	۱۸ ربیع الاول ۱۰۹۱ھ روز جمعہ	۰	۰
حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رح	۰	۰	۲۴ ربیع الاول	دہلی	میدان پریڈ متصل جامع مسجد

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت مع ماہ و سال ولادت	تعداد زندگی عمر	تاریخ وفات مع ماہ و سال وفات	مزار شریف	کیفیت
حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ	رمضان ۸۰۶ھ	۸۹	۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ	سمرقند	
حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحؒ	۰	۰	۲۲ ربیع الاوّل ۱۳۱۳ھ یوم جمعہ وقت ۷ بجے شام	گنج مراد آباد	

ربیع الثانی کی وجہ تسمیہ

ربیع الاوّل کے بعد یہ مہینہ واقع ہوا۔ اس لیے اسکا نام ربیع الثانی رکھا گیا +

فضائلِ ماہِ ربیع الثانی

گیارھویں شریف کا حال

بڑی فضیلت اس مہینہ کو یہ ہے کہ اس مہینہ میں سیدنا مولانا قطب یگانہ شیخ الاسلام مالک رقاب اولیا حضرت غوث الثقلین غوث الاعظم شیخ سید محی الدین ابن ابو محمد عبد القادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ آپ کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے مگر مشہور اور معمول اکابر سلف کا گیارھویں پر ہے۔ آپ کی فاتحہ نہایت ادب سے دینا چاہیے۔ آپکے ساتھ فاتحہ میں چند اور نام بھی شامل کر لینے چاہئیں بزرگانِ دین سے سنا ہے کہ جب تک وہ فاتحہ میں شامل نہوں فاتحہ مقبول نہوگی۔ اُن ناموں کو کسی بزرگ نے منظوم کر دیا ہے۔ وہ نظم یہ ہے ؎

سید و سلطان فقیر و خواجہ مخدوم و عزیز ۔۔۔ بادشاہ و شیخ و درویش و ولی مولانہ
میر صالحؒ فاطمہؓ ثانی اسامی الدین ۔۔۔ بوسعیدؒ پیر ایشان مرد حق مردانہ
زینبؓ و بی بی نصیبا خواہرانِ حضرت اند ۔۔۔ بعد ازیں فرزندانیشاں جملگی جانانہ

اگر ربیع الثانی کے مہینہ میں کسوف اور خسوف ہوگا تو اُس سال تحویل ملک ہوگی بزرگوں کا زیادہ انتقال ہوگا۔

اعمال و وظائف ربیع الثانی

نماز ماہ ربیع الثانی۔ لکھا ہے کہ اوّل روز اور پندرھویں روز جو شخص چار رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں
پانچ بار اخلاص تو ثواب عظیم پائیگا۔ اور اللہ تعالیٰ اُسکے سب گناہ بخشدیگا اور بہشت عنایت فرمائیگا۔

فہرست اسماء بزرگان دین مع تاریخ رحلت و ولادت ماہ ربیع الثانی

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت مع سنہ و روز	تعداد عمر	تاریخ رحلت مع سنہ و روز	مقام مزار	کیفیت
حضرت امام مالک رح	جواد جہاں ۹۵	۔	ربیع الثانی سنہ ۱۷۹ھ یکشنبہ	۔	۔
محمد رفیع الدین خاں برادر عمزاد مؤلف کتاب ہذا	۔	۔	۴ ربیع الثانی یوم شنبہ	رامپور افغاناں	عیدگاہ دروازہ در باغچہ خود
حضرت میر شریف علامہ رح	۔	۔	۶ ربیع الثانی سنہ ۸۱۶ھ چہارشنبہ	۔	۔
حضرت پیر دستگیر سید عبد القادر جیلانی[1]	یکم رمضان شریف سنہ ۴۷۱ھ	۔	۹ یا ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۵۶۱ھ	بغداد شریف	موضع جینیہ متصل چند وسی میں آپکا عرس ہر مہینہ کی ۱۱ تاریخ نہایت اہتمام اور ادب سے ہوتا ہے
حضرت شیخ محی الدین عربی رح دوشنبہ	۱۷ رمضان سنہ ۵۶۰ھ	۔	۱۲ ربیع الثانی سنہ ۶۳۸ھ شب جمعہ	دمشق	۔
حضرت خواجہ شرف الدین ابو اسحاق شامی رح	۔	۔	۱۴ ربیع الثانی سنہ ۳۲۹ھ	شہر عکہ	
حضرت نظام الدین اولیاء بدایونی بخاری ثم الدہلوی	۔	۹۴	۱۷ یا ۱۸ ربیع الثانی سنہ ۷۲۵ھ چہارشنبہ بعد طلوع آفتاب	دہلی سے	تین کوس بجانب دکن
حضرت ابو القاسم قشیری رح عبد الکریم بن ہوازن	سنہ ۳۷۶ھ	۔	۱۶ ربیع الثانی سنہ ۴۶۵ھ	نیشاپور	۔
حضرت مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ	۔	۔	۱۹ ربیع الثانی سنہ ۸۹۹ھ شب جمعہ	۔	۔

[1] گیارھویں تاریخ کو حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی فاتحہ بہت ادب سے دلائے کیونکہ اکابر و صلحا کا یہی معمول ہے اور ۲۷ کو بھی فاتحہ دلائے

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت مع نام ماہ و سال ہجری	تعداد عمر	تاریخ رحلت مع نام ماہ و سال ہجری	جائے مزار	کیفیت
چچی صاحبہ مؤلف کتاب ہذا یعنی والدہ رفیع الدین خاں	۔	۔	۲۹ر ربیع الثانی چہار شنبہ	رامپور افغاناں	عیدگاہ دروازہ در باغیچہ خود

ماہِ جمادی الاوّل کی وجہ تسمیہ

جماد کے معنی ٹھیرے ہوئے اور جمے ہوئے برف کے ہیں۔ چونکہ ابتدا موسم میں جبکہ برف جمنے لگتا ہے یہ مہینہ واقع ہوا۔ اسلیے اسکا نام جمادی الاوّل رکھا گیا۔

فضائل ماہِ جمادی الاوّل

ماہ جمادی الاوّل میں اگر کسوف وخسوف واقع ہو تو بارش اور برق کا طوفان ہوگا اور مرگ مفاجات زیادہ ہونگے۔

اعمال و وظائف ماہِ ربیع الاوّل

روایت ہے کہ اس مہینہ کے غرہ میں صحابہ بیس رکعت نماز پڑھتے تھے۔ ہر رکعت میں ایکبار اخلاص اور فراغ کے بعد سو بار درود کہ بے انداز ثواب ہے اور آپؐ بھی اِس نماز کو پڑھا کرتے تھے۔

فہرست اسماء بزرگان دین مع تاریخ رحلت وولادت بماہ جمادی الاوّل

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت مع نام ماہ و سال ہجری	تعداد عمر	تاریخ رحلت مع نام ماہ و سال ہجری	جائے مزار	کیفیت
حضرت خواجہ سراج الدین چشتیؒ	۔	۔	جمادی الاوّل	پاک پٹن	۔
حضرت شیخ علی متقی گجراتی رح	۔	۔	۲ر جمادی الاول ۹۷۵ھ	مکہ معظمہ	۔
حضرت شیخ نجم الدین کبری رح	۔	۔	۱۰ر جمادی الاول ۶۱۸ھ یکم محرم سہ شنبہ	شہر خوارزم	۔
حضرت شیخ ناظر قدس سرہٗ	۔	۔	۱۳ر جمادی الاول ۱۰۵۶ھ	اکبر آباد	۔

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت مع سنہ	عمر شریف	تاریخ وصال مع سنہ	مزار شریف	کیفیت
حضرت شیخ بدیع الدین شاہ مدار	سنہ ۷۱۶ھ	۱۲۴	۱۸ جمادی الاول سنہ ۸۴۰ھ شب جمعہ	مکن پور	۰
حضرت شیخ سیف الدین رضؓ	سنہ ۱۰۴۹ھ	۴۷	۲۰ جمادی الاول سنہ ۱۰۹۶ھ	روضہ	متصل شہر سرہند ملک پنجاب
حضرت قاسم بن حضرت محمد ابن حضرت ابوبکر صدیق رضؓ	۰	۰	۲۴ جمادی الاول سنہ ۱۰۶ھ	درمیان مکہ و مدینہ منورہ	۔
حضرت سلطان ابراہیم ادھم رضؓ	۰	۱۱۰	۲۶ جمادی الاول سنہ ۱۶۲ شب جمعہ	قلعہ سوسین	۰
حضرت شاہ غلام امام صاحب رضؓ	۰	۰	۲۵ جمادی الاول	شاہجہاں پور	۲۴ و ۲۵ کو عرس ہوتا ہے
حضرت مولانا جمال الدین صاحب رضؓ	۰	۰	۲۹ جمادی الاول سنہ ۱۲۴۰ھ	رامپور بریلی دروازہ	مادۂ تاریخ رضی اللہ عنہم ۱۲۴۰

جمادی الثانی کی وجہ تسمیہ

چونکہ پانی جمنے کے آخر میں یہ مہینہ واقع ہوا تھا اس لیے اس کا نام جمادی الثانی رکھا گیا +

فضائل وخواص ماہ جمادی الثانی

اگر جمادی الثانی میں کسوف وخسوف واقع ہوں تو موجب فلاح ہے کہ اس سال کھیتیاں خوب ہونگی اور نرخ غلہ ارزاں ہوگا اور فراخی نعمت زیادہ ہوگا +

اعمال ووظائف ماہ جمادی الثانی

حطب بن حسان سے روایت ہے کہ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ شب اول اس مہینے میں بارہ رکعت نماز پڑھتے تھے اور اکثر صحابۂ کرام نے اس پر اتفاق کیا ہے۔

ایضاً

دس روز آخر مہینے کے روزے رکھتے تھے استقبال مہینہ رجب کو اور ہر شب ان دس روز میں بیس رکعت نماز پڑھتے تھے +

فہرست اسمائے بزرگان دین مع تاریخ رحلت و ولادت بماہ جمادی الثانی

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت مع ماہ و سال ولادت	تعداد عمر	تاریخ رحلت مع ماہ و سال وفات	جائے مزار	کیفیت
حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رح	•	•	غرہ جمادی الثانی سنہ ۳۵۵ھ	قصبہ چشت	•
حضرت مولانا جلال الدین رومی رح	۶ ربیع الاول سنہ ۶۰۴ھ	•	۵ جمادی الثانی سنہ ۶۷۲ھ	•	•
حضرت مولانا نیاز احمد صاحب بریلوی رح	•	•	۶ جمادی الثانی	بریلی	یکم سے ۶ جمادی الثانی تک عرس ہوتا ہے
حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی رح	•	•	۹ جمادی الثانی	پانی پت	۹ اور ۱۰ کو عرس ہوتا ہے
حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رض			۱۰ جمادی الثانی سنہ ۷۵۵ھ	شہر سماس	۵ میل شہر بخارا سے ہے
حضرت سید محمد عاقل رح	•	•	۱۰ جمادی الثانی سنہ ۱۰۹۲ھ	•	•
حضرت مولوی رحیم بخش خلیفہ جناب حاجی دوست محمد قندھاری رح	•	•	۱۰ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۳ھ	دہلی	•
حضرت امام غزالی رح	•	•	۱۴ جمادی الثانی سنہ ۵۰۵ھ روز جمعہ	•	•
حضرت شاہ درگاہی رح	سنہ ۱۱۶۲ھ	•	۱۴ جمادی الثانی سنہ ۱۲۲۶ھ	رامپور افغاناں	•
حضرت مخدوم شاہ احمد عبد الحق رح	•	•	۱۵ جمادی الثانی سنہ ۸۳۷ھ	ردولی شریف	مادہ تاریخ دستگیر بیکساں ۱۳ تا ۱۵ عرس ہوتا ہے
حضرت سید امیر کلال رح	•	•	۱۵ جمادی الثانی روز پنجشنبہ	سوخاریہ	کلال بخارا کی اصطلاح میں کاسہ گر کو کہتے ہیں
حضرت سعد الدین کاشغری رح	•	•	۱۷ جمادی الثانی سنہ ۸۶۰ھ	•	•
حضرت مولوی ارشاد حسین مجددی نقشبندی رح	•	•	۱۷ جمادی الثانی	رامپور	•
حضرت شاہ عالم محبوب احمد آبادی رح	•	•	۲۰ جمادی الثانی سنہ ۸۸۰ھ	احمد آباد	•
حضرت ابوبکر صدیق رض	۵ ربیع الاول پنجشنبہ دو سال ۴ مہینے بعد واقعہ فیل سے	۶۳	۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ روز چہارشنبہ	پہلوئے رسول مقبول ﷺ	•
حضرت عبد القدوس گنگوہی رح	•	-	۲۳ جمادی الثانی سنہ ۹۴۵ھ	قصبہ گنگوہ	•

نام بزرگ مع لقب	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت
حضرت خواجہ باقی باللہ رح	۔	۔	۲۵ جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۲ھ	دہلی	جہیری دروازہ ۲۴ کی شام اور ۲۵ کی صبح کو عرس ہوتا ہے
حضرت مولانا فخر الدین صاحب دہلوی رح	۔	۔	۲۶ جمادی الثانی	دہلی	۲۶ کی شام اور ۲۷ کی صبح کو عرس ہوتا ہے
حضرت خواجہ محمد سعید فرزند دوم حضرت مجدد رح	شعبان	۔	۲۷ جمادی الثانی	۔	روضہ متصل سرہند ہم پہلوئے والد خود حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شاہ قطب الدین صاحب خلف مولانا فخر الدین صاحب رح	۔	۔	۲۹ جمادی الثانی	۔	۔

ماہِ رجب کی وجہ تسمیہ

رجب ترجیب سے ماخوذ ہے جسکے معنی تعظیم کے ہیں چونکہ عرب اس مہینہ کو اللہ کا مہینہ کہتے تھے اور اس مہینہ کی تعظیم کرتے تھے اس میں قربانی کرتے عمرہ بجالاتے جو چھوٹا حج ہے اس لیے اس کا نام رَجَبْ رکھا گیا۔ دوسری وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ درخت خرما کے گرد جو اینٹیں چن دیجاتیں یا کانٹے لگائے جاتے جس سے درخت خرما بار آور ہوتے اسکو بھی رَجَبْ کہتے ہیں۔ وَرَجَبْتُهَا فَهِيَ مُرَجَّبَةٌ۔

فضائلِ ماہِ رجب

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رجب بہشت میں ایک ندی ہے جس کا پانی شیریں اور برف سے زیادہ سپید ہے جو شخص اس مہینے میں روزہ رکھیگا اُس ندی سے اُسکو پانی ملے گا اس ماہ مبارک کی فضیلت کے لیے آیت کریمہ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ کافی ہے یعنی چار مہینے جن میں لڑنا حرام کیا گیا وہ یہ ہیں:۔ ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم۔ رجب۔ اور حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رجب اللہ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ اور رمضان میری اُمت

کا مہینہ ہے اِس مہینے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے۔ اہلِ جاہلیت اِس مہینے کے آتے ہی اپنے ہتھیار بیکار کر دیتے اور ان کو اُٹھا رکھتے تھے۔ پھر مسافر لوگ امن میں رہتے۔ راستے محفوظ ہو جاتے۔ کوئی کسی سے نہیں ڈرتا۔ اس مہینے میں حسنات دُگنے ہو جاتے ہیں جس نے رجب میں ایک دن کا روزہ رکھا اُس نے گویا برس دن کے روزے رکھے۔ اور جس نے اسمیں سات دن روزے رکھے تو اُس پر دوزخ کے ساتوں دروازے بند ہو جائینگے۔ اور جس نے اس میں آٹھ دن کے روزے رکھے اُسکے واسطے جنت کے آٹھوں دروازے کھُل جائینگے۔ اور جس نے اِس میں دس دن کے روزے رکھے تو وہ اللہ تعالےٰ سے جو مانگے گا وہ اللہ تعالیٰ اُس کو عطا فرمائیگا۔ اور جسنے اس میں پندرہ دن کے روزے رکھے تو آسمان سے پکارنے والا آواز دیگا کہ تیرے پچھلے گناہ بخشے گئے۔ اب از سرِ نو عمل کر یعنی پچھلا حساب تیرے ذمہ کچھ نہ رہا آج سے حساب شروع ہوگا۔ اور جو شخص اس سے زیادہ روزے رکھیگا زیادہ ثواب پائیگا۔ اور رجب میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو کشتی پر سوار کیا تھا تو اُنھوں نے رجب کے روزے رکھے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ روزہ رکھیں۔ پھر کشتی اُن کو چھ مہینے لیے پھری اور یوم عاشورہ پر یہ مدت ختم ہوئی۔ اور کوہ جودی پر اُتری۔ پھر حضرت نوحؑ اور اُن کے ساتھیوں اور جانوروں نے جو کشتی میں اُن کے ہمراہ تھے اللہ تعالیٰ کے شکریہ کا روزہ رکھا۔ اور رجب کے روزہ داروں کے لیے جنت میں ایک محل ہوگا کہ اُسمیں اُن کے سوا کوئی نہ جائیگا۔ اور لکھا ہے کہ جنت میں ایک نہر ہے کہ جسکو رجب کہتے ہیں۔ وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ جو شخص رجب میں ایک روزہ بھی رکھیگا اللہ تعالےٰ اُس کو اُس نہر سے پانی پلائیگا۔ اور رجب کی فضیلت تمام مہینوں پر ایسی ہے جیسے قرآن کی فضیلت تمام ذکروں پر اور شعبان کی فضیلت سب مہینوں پر ایسی ہے جیسے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت تمام انبیاء پر۔ اور رمضان کی فضیلت کل مہینوں پر ایسی ہے جیسے اللہ تعالےٰ کی فضیلت تمام مخلوق پر۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے رجب میں ایک دن روزہ رکھا اور ایک رات بیدار رہا تو اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اُس کو امن سے اُٹھائیگا۔ اور پُل صراط پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ اور تکبیر پڑھتا ہوا

چلائیگا اور اُس کو جنّت کے میوے کھلائیگا اور جنّت کی پوشاک پہنائیگا اور مہر لگی ہوئی شراب پلائیگا۔ اور ماہِ رجب شہرِ حرام میں ہے اور اُسکے دن چھٹے آسمان پر لکھے ہوئے ہیں جب کوئی شخص اس میں روزہ رکھتا ہے اور اپنے روزہ کو خدا کے تقوے کے ساتھ کامل طور پر پورا کرتا ہے تو وہی دروازے اور وہی دن بولتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے رب اس کو بخش دے۔ اور رجب کے مہینے سے ایام بیض کے روزے شروع کرنے بہتر ہیں۔ اور ایام بیض کے روزے رکھنے کا بڑا ثواب ہے۔ یہ روزے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السّلام کے وقت میں فرض تھے اور پیغمبروں نے بھی رکھے ہیں۔ ہر مہینے کی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں تاریخ یہ روزے رکھے جاتے ہیں، اور بیض کے معنی روشن کے ہیں۔ ان روزوں کو بیض اس واسطے کہتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے دنیا میں آکر قربِ خدا کی جُدائی میں اتنا روئے کہ آپ کا جسم شریف سیاہ ہوگیا۔ اور حضرت جبرئیلؑ کے آنے کے وقت آپ نے اُن سے سیاہیِ جسم کی شکایت کی تو اُنھوں نے باِمرِ الٰہی ان تین روزوں کے رکھنے کا حکم سُنایا۔ آپ نے یہ تین روزے رکھے۔ پہلے روزے میں ایک تہائی جسم روشن ہوگیا۔ اور دوسرے میں دو تہائی۔ تیسرے میں کل جسم روشن ہوا۔ یا اس واسطے ان کو بیض کہتے ہیں کہ یہ روزے کمال روشنی کے ایام میں یعنی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں تاریخ رکھے جاتے ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رجب کی پہلی تاریخ کا روزہ تین برس کے گناہوں کا کفّارہ ہے۔ اور دوسری تاریخ کا روزہ دو برس کا کفارہ اور تیسری تاریخ کا روزہ ایک برس کا کفارہ ہے۔ پھر ہر ایک دن کا روزہ ایک ایک مہینے کا کفارہ ہے۔ جو شخص اس مہینے میں کچھ بھلائی کرے تو اُس کے واسطے چند در چند ہو جاتی ہے اور اللہ جس کے واسطے چاہے مضاعف کرے۔ تو اس مہینے میں شب بیداری اور دن کا روزہ لازم کرنا چاہیے جس شخص نے اسکے کسی روز پچاس رکعتیں پڑھیں ہر رکعت میں جتنا ہو سکا قرآن پڑھا تو اللہ تعالےٰ اُسکو جنت اور طاق کے اور اونٹ کے بالوں اور پشم کی گنتی کی برابر حسنات عطا کریگا۔ اور جس نے ایک دن روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اُسکے واسطے سال بھر کے روزے لکھدیگا۔ اور جو شخص اس میں اپنے نفس کو روکے رہا اللہ تعالےٰ اُسکو سوال منکر نکیر

کے وقت حجّت تلقین کرو یگا۔ اور جس نے اس میں کچھ صدقہ دیا تو اُس کے عوض اُسکی گردن فتنۂ دوزخ سے
چھوٹ جائیگی۔ اور جس نے اس میں رشتہ داروں سے ملاپ کیا تو اللہ تعالیٰ اُس سے دنیا و آخرت میں ملاپ
کریگا۔ اور زندگی بھر اسکے دشمنوں پر اسکی مدد کریگا۔ اور جس نے اس میں بیمار کی عیادت کی تو اللہ تعالیٰ اپنے
بزرگ بزرگ فرشتوں کو اُسکی زیارت اور تسلیم کا حکم دیگا۔ اور جس نے کسی جنازہ کی نماز پڑھی تو گویا
اُس نے زندہ در گور کو جلا دیا۔ اور جس نے کسی مومن کو کھلایا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُسکو اُس
دسترخوان پر کھلائیگا جس پر حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
موجود ہوں گے۔ اور جس نے کسی کو پانی کا گھونٹ پلایا تو اللہ تعالیٰ اُسکو شراب خالص سر بمہر پلائیگا
اور جس نے کسی مومن کو کپڑے پہنائے اللہ تعالیٰ اُسکو جنت کی پوشاک کے ہزار حُلّے پہنائیگا۔ اور جس نے
یتیم کی خاطرداری کی اور اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ ہر ہر بال کے عوض جسکو اُسنے ہاتھ لگایا
ہے اُسکو مغفرت دیگا۔ اور جس نے خدائے عزّ و جل سے ایک بار مغفرت مانگی تو اللہ تعالیٰ اُسکو
بخش دیگا۔ اور جس نے ایک بار سُبْحَانَ اللّٰہِ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو وہ اللہ کے یہاں اللہ کے
بڑے ذاکروں میں لکھا جائیگا۔ اور جس نے اس میں ایک بار قرآن شریف ختم کیا تو اُسکو اور اُس کے
ماں باپ کو موتیوں کا ایک ایک تاج سونگوں سے جڑا ہوا ملیگا اور قیامت کے روز ڈر سے محفوظ
رہیگا۔ اور ماہِ رجب میں ایک ایسی رات ہے کہ اُس رات کی عبادت کرنے والے کے واسطے سَو
برس کے حسنات لکھے جاتے ہیں۔ اور وہ ستائیسویں رات رجب کی ہے جس نے اس رات میں
بارہ رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ سَو مرتبہ۔ استغفر اللہ سَو مرتبہ، درود سَو مرتبہ پڑھے پھر اپنے واسطے
دنیا و آخرت کی جو چاہے دعا مانگے اور صبح کو روزہ رکھے تو بے شک اللہ تعالیٰ اُس کی دعا قبول فرمائیگا
اگر معصیت کی دعا مانگے گا تو قبول نہ ہوگی۔ اِس رات کی فضیلت اس وجہ سے بہت زیادہ ہے کہ
اِس شبِ مبارک میں آسمانوں پر جناب سیدنا و حبیبنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عروج
فرمایا اور مسجد اقصےٰ میں انبیائے سابقین اور ملائکہ مقربین کی امامت فرمائی۔ اسی متبارک رات میں

احکام واضحات اور آیات بینات آپ پر نازل ہوئے۔ اسی شب میں آپکی آنکھیں جمال حقیقی کے دیدار سے ٹھنڈی ہوئیں۔ یہ نہایت بزرگ اور بابرکت شب ہے۔ جو شخص اس تمام رات میں جاگتا ہے تو اسکو بھی معراج نصیب ہو یعنی سعادت معراج اور اُس کا ثواب اُس جاگنے والے کے نامۂ اعمال میں لکھا جائیگا۔ یہ شب شب رحمت ہے جو شخص اس شب کو زندہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ بے بہرہ نہ رہیگا۔ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ستائیسویں رجب کو ستر ہزار فرشتے اپنے سروں پر انوار الٰہی کے طبق رکھے ہوئے زمین پر اُترتے ہیں۔ اور اُس گھر میں جاتے ہیں جس کے رہنے والے یاد خدا میں بیدار ہوں حکم ہوتا ہے کہ ان نور کے طباقوں کو اُن کے سروں پر اُلٹا دو جو اس شب کی اس قدر فضیلت کے لوگ اس نعمت عظمےٰ سے کس سبب سے بے بہرہ اور بے نصیب رہتے ہیں اللہ تعالےٰ نیک توفیق عنایت فرمائے۔

معمول ہے کہ اس ستائیسویں رجب کو قافلے کے قافلے دور دور دراز ملکوں سے مدینہ طیبہ میں زیارت کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور اسی تاریخ مکہ معظمہ میں بڑی دھوم دھام اور نہایت اہتمام کے ساتھ بیت اللہ شریف کی عام داخلی ہوتی ہے۔ اگر رجب کے مہینہ میں کسوف یا خسوف ہو اور وہ نوچندی جمعہ کا روز ہو تو اُس سال بھوک کی آفتیں اور بلائیں بنی آدم پر زیادہ نازل ہونگی اور آسمان سے سخت آوازیں آئینگی۔

اعمال ووظائف ماہ رجب

تحفہ میں لکھا ہے کہ زیاد بن عمران نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہلال رجب کا معائنہ فرماتے دونوں دست مبارک اُٹھا کر پڑھتے:-

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا اِلٰى شَهْرِ رَمَضَانَ۔	ترجمہ:- اے اللہ ہمکو رجب اور شعبان میں برکت دے اور رمضان تک ہمکو پہنچا۔

ایضاً کتاب خلاصۃ الاخبار میں ہے کہ مَنْ اَدْرَكَ شَهْرَ رَجَبَ فَاغْتَسَلَ فِي اَوَّلِهٖ وَاَوْسَطِهٖ وَاٰخِرِهٖ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ یعنی جو رجب کے مہینے کی پہلی

سکے دن پندرھویں اور آخر دن میں غسل کرے تو اپنے گناہوں سے اُس روز کی طرح خارج ہو کہ جیسے اپنی ماں سے پیدا ہوا۔

ایضاً۔ اس مہینے میں پانچ شبیں افضل ہیں عبادت کے واسطے۔ ایک اوّل ایک اوسط اور تین آخر میں

ایضاً۔ شب اول میں مغرب کی نماز کے بعد ۲۰ رکعت پڑھنا ایک ایکبار سورۂ اخلاص کے ساتھ موجب فوائد ہر دو جہاں ہے۔

ایضاً۔ شب اوّل میں عشا کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں الم نشرح اور اخلاص اور معوذتین ایک ایک بار بعد سلام کے تینتیس تینتیس ۳۳ بار کلمۂ توحید اور درود پڑھے اس کے بعد جو طلب کرے مقبول ہو۔

ایضاً۔ اس مہینے میں کسی رات کو دس رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں ایک بار کافرون اور دس بار اخلاص سب گناہ اُسکے بخشے جائیں اور سب دعائیں قبول ہوں۔

ایضاً۔ کتاب سیر الاسرار میں لکھا ہے کہ رجب کے مہینے کے ہر جمعہ کو مابین ظہر و عصر کے ایک سلام کے ساتھ چار رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں آیۃ الکرسی سات بار اور اخلاص پانچ بار اور بعد سلام کے پچیس بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْکَبِیْرِ الْمُتَعَالِ[1] اور ایک سو بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ غَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُیُوْبِ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ[2] اور سو بار درود پڑھے اور جو حاجت چاہیے روا ہو اور ثواب حج اور عمرہ اور غلام کے آزاد کرنیکا پائیگا۔

ایضاً۔ اس مہینے میں تین روز اوّل اور تین روز آخر روزہ رکھے اور وقت افطار کے نزدیک دو رکعت پڑھے۔ اوّل میں آیۃ الکرسی اور اخلاص ایک ایک بار دوسری میں اذا زلزلت الارض اور اخلاص اور ناس ایک ایک بار پڑھے۔ ساٹھ برس کی عبادت کا ثواب ملیگا اور تا سال آئندہ فرشتے اُسکی آمرزش

---

[1] یعنی اللہ برتر و بزرگ کے بدون طاقت اور قوت نہیں۔ ۱۲ [2] اُس اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں کہ اُسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے سب کا قائم رکھنے والا۔ گناہوں کا بخشنے والا عیبوں کا چھپانیوالا اور چھپے امور کا جاننے والا اور اُسکی طرف رجوع کرتا ہوں ۱۲

کے واسطے دعا کرینگے ÷

ایضًا ۔ اس مہینے میں تیس رکعت پڑھے ۔ دس پہلے روز اور دس پندرھویں روز دس آخر روز میں اور ہر رکعت میں کافرون ایک بار اور اخلاص تین بار ۔ اور ہر سہ روز بعد فراغ نماز کے کلمۂ توحید پڑھکر پہلے روز یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ[1] لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ اور پندرھویں روز اِلٰھًا وَّاحِدًا[2] اَحَدًا صَمَدًا لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا ۔ اور آخر روز اَللّٰھُمَّ[3] صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہِ الْاَمْجَادِ وَلَا حَوْلَ[4] وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔ تمام آفات سے محفوظ رہے اور دینی و دنیوی حاجات بر آئیں ÷

ایضًا ۔ مروی ہے کہ اس مہینہ میں ہر روز استغفار پڑھے تو بیشک اُسکی مغفرت ہو گی ۔ استغفار یہ ہے :-

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ مِنْ جَمِیْعِ الذُّنُوْبِ وَالْاٰثَامِ ÷	(ترجمہ) اللہ بزرگ اور بخشش والے سے سب گناہوں اور پلیدیوں سے مغفرت مانگتا ہوں ۔ ۱۲

ایضًا ۔ اکثر محققین نے حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول کیا ہے کہ اس مہینے میں تیسرے اور چوتھے اور پانچویں روز اور چودھویں اور پندرھویں اور سولھویں روز اور تیئیسویں اور چوبیسویں اور پچیسویں روز روزہ رکھے ۔ اور ہر روزہ میں چاشت کے وقت غسل کرے اور تا فراغ نماز کسی سے بات نہ کرے ۔ اور بارہ رکعت نماز پڑھے ۔ تین سلام سے چار رکعت پہلی میں ۔ انا انزلنا تین تین بار اور بعد سلام کے ستر بار پڑھے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ[5] الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ اور چار رکعت دوسری میں اذا جاء تین تین بار اور بعد سلام کے ستر بار پڑھے اِنَّکَ قَوِیٌّ[6] مُعِیْنٌ وَّاحِدٌ دَلِیْلٌ حَقٌّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اور تیسری چار رکعت میں اخلاص تین تین بار پڑھے اور سلام کے ستر بار الم نشرح پڑھے ۔ پھر سینہ پر ہاتھ رکھکر حاجت طلب کرے ستر ستر حاجت دینی اور دنیوی بر آئیں ۔ اور بہشت معلّی میں ہزاروں نعمتوں کے

---

[1] خداوندا تیرے دیے ہوئے کا کوئی منع کرنیوالا نہیں اور تیرے منع کیے ہوئے کا کوئی دینے والا نہیں ۔ ۱۲ [2] اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو اکیلا ایک بے نیاز ہے جسکے نہ بیوی نہ بچے ۔ ۱۲ [3] اے اللہ محمد نبی اُمی اور اُنکی بزرگ والا دپر رحمت نازل کر اور سوائے اللہ بڑے اور بزرگ کی مدد کے طاقت اور قوت نہیں ۔ ۱۲ [5] اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے حق ہے روشن ۔ ۱۲ [6] بیشک تو قوی ہے مدد کرنیوالا ایک (صفحہ آئندہ)

ساتھ جگہ پائیگے۔

ایضاً۔ نماز لیلۃ الرغائب یعنی ماہ رجب کے پہلے پنجشنبہ اور جمعہ کے درمیان کی رات اس نماز کو بعد نماز مغرب بارہ رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں انا انزلنا تین بار اور اخلاص بارہ بار اور بعد فراغ نماز کے ستر بار کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ[۵۱] پھر سجدہ میں جاکر ستر بار پڑھے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ پھر سر اُٹھائے اور ستر بار کہے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ[۵۲] وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیُّ الْاَعْظَمُ پھر دوسرے سجدہ میں جاکر دعائے مذکورہ ستر بار اور سر اُٹھاکر ستر بار درود مرقوم پڑھے۔ اس کے بعد جو دعا پڑھے مقبول ہوگی اور اُس وقت سے نماز عشا تک جو دعا کریگا خداوند تعالیٰ قبول فرمائیگا۔

ایضاً۔ نماز استفتاح کا ذکر۔ اور وہ پندرھویں شب ماہ رجب کی ہے۔ کتب احادیث میں منقول ہے کہ اس شب کو تیس رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں سورۂ اخلاص ایک بار۔ ثواب پائیگا صدقہ نقرہ و طلاء کا بقدر دنیا کے پہاڑوں کے۔ اور نماز کا بقدر برگ ہائے درختان دنیا کے۔ نماز یوم استفتاح کی پندرھویں تاریخ ہے رجب کی۔ کتاب الاوراد میں لکھا ہے کہ تیرھویں اور چودھویں اور پندرھویں رجب کو روزہ رکھے اور پندرھویں کو بعد زوال آفتاب کے غسل کرے اور آٹھ رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں اخلاص تین بار کہ ثواب اس کا بے انتہا ہے۔

ایضاً۔ آٹھ رکعت پڑھے پہلی میں والضحیٰ دوسری میں الم نشرح تیسری میں انا انزلناہ۔ چوتھی میں اذا زلزلت۔ پانچویں میں والعادیات چھٹی میں الہٰکم التکاثر، ساتویں میں والعصر آٹھویں میں ویل لکل ھمزۃ۔ ایک ایک بار۔ کہ اس نماز کے ثواب کی انتہا نہیں ہے۔

ایضاً۔ کتاب ریاحین میں انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ پندرھویں رجب کو طلوع صبح سے پیشتر

(بقیۂ صفحۂ گزشتہ ۲۵۵) یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ۱۲

[۵۱] خداوندا محمد نبی اُمی اور اُن کی اولاد پر رحمت نازل کر۔ ۱۲

[۵۲] اے پروردگار بخش اور رحم کر اور جس کو تو جانتا ہے اُس سے درگزر۔ بیشک تو ہی بڑا اور بزرگ ہے۔ ۱۲

پچاس رکعت پڑھے ہر رکعت میں اخلاص اور معوذتین ایک بار۔ تو دعائیں قبول ہوں اور قبر روشن ہو اور گناہوں کی مغفرت ہو اور شہیدوں کے ساتھ حشر ہو اور پیغمبروں کے ساتھ بہشت میں جائے ✽

ایضاً۔ ذکر نماز شب معراج کہ ستائیسویں رات رجب کی ہے۔ کتاب الاوراد میں منقول ہے کہ اس شب کو بارہ رکعت پڑھے۔ اور اختتام نماز کے بعد سو بار کلمۂ تمجید[۱] اور درود اور استغفار پڑھے پھر سجدے میں جا کر جو دعا کرے مقبول ہو اور اس کی صبح کو روزہ رکھے کہ بڑی فضیلت ہے ✽

ایضاً۔ تحفہ میں مذکور ہے کہ اس شب کو چھ رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں اخلاص سات بار۔ خدا تعالےٰ اُسکی حاجات بر لائے۔ اور تین سو حج اور تیس غلام آزاد کرنے اور پہاڑوں کے ہموزن نقرہ و طلا خیرات کرنے کا ثواب دیگا ✽

ایضاً۔ تحفہ میں مرقوم ہے کہ دو رکعت پڑھے اوّل میں الم ترکیف، دوسری میں لایلاف، ثواب عظیم ہو ✽

ایضاً۔ ۲۷ رجب کی رات کو سو رکعت نماز پڑھنی چاہیے۔ اس ترتیب سے کہ بعد سورۂ فاتحہ کے پانچ پانچ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے جب فارغ ہو تو ستر دفعہ استغفار پڑھے۔ اور پھر سو مرتبہ درود شریف پڑھے بعد اسکے سر بسجدہ ہو کر حاجت طلب کرے انشاء اللہ تعالیٰ اُسکی حاجت پوری ہو گی ✽

ایضاً۔ ذکر نان تبارک جیسا کا معمول ہے کہ اس مہینے کے جو جمعے پڑیں اُن میں سوا من آٹے کی میٹھی روٹی گھی شکر دودھ ڈالکر دانہ خشخاش او چرونجی وغیرہ لگا کر پکوائے۔ اور اگر اس قدر مقدور میسر نہو تو جس قدر توفیق ہو ہر رجب کے جمعۂ آخر کو ہر سال سوا من کے وزن تک پکوا کر اُس پر اول درود شریف اور سورہ فاتحہ پڑھکر ہر روٹی پر ایک مرتبہ سورۂ تبارک الذی پڑھکر یا پڑھوا کر اُس کا ثواب روح پر فتوح جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائے۔ اور خود بھی کھائے اور دوسروں کو کھلائے اور اس قدر بچا رکھے کہ ماہ رمضان کے روزوں کے افطار کو کافی ہو۔ کیونکہ اس

---

[۱] کلمۂ تمجید یہ ہے:۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ ۱۲

روٹی سے روزہ افطار کرنے کا بہت ثواب لکھا ہے۔ حاجت روائی کے لیے یہ عمدہ عمل ہے۔ اور پکوانے والا اس روٹی کا بیحد ثواب پائیگا۔ سال بھر تک ننگا بھوکا نہ رہیگا۔ خدا تعالے اسکے رزق میں برکت فرمائیگا۔

کونڈے: اسی طرح اس مہینے کے جمعہ میں حضرت سید جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کونڈے کرتے ہیں اور اُن کا ثواب اُن کی روح پرفتوح کو پہنچاتے ہیں۔ یہ عمل بھی نیک اور موجب ثواب اور باعث حسنات ہے۔ یہ کونڈے اکثر فیرینی پر ہوا کرتے ہیں ✣

فہرست اسمائے بزرگان دین مع تاریخ ولادت و رحلت بماہ رجب

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت مع سنہ ہجری	تعداد عمر	تاریخ وفات مع سنہ ہجری	مقام مزار	کیفیت
حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رح	۰	۰	غرہ رجب	قصبہ چشت	۰
حضرت خواجہ ناصح الدین ابن ابو احمد ابدال چشتی رح	۰	۰	غرہ رجب سنہ ۴۱۱ھ	قصبہ چشت	۰
حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی	۰	۰	غرہ رجب سنہ ۱۲۲۵ھ	پانی پت	۰
حضرت امام شافعی رح	سنہ ۱۵۰ھ	۰	یکم رجب سنہ ۲۰۴ھ	مصر	تاریخ وفات مختلف ہے
حضرت امام علی نقی ع ابن امام محمد تقی ع	سنہ ۲۱۲ / ۲۱۵	۰	۳ رجب دوشنبہ سنہ ۲۵۵ / ۲۵۴ھ	۰	۰
حضرت معاویہ رض	۰	۰	۴ رجب سنہ ۶۰ھ	۰	۰
حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رض	۴ شعبان سنہ ۸۰ھ	۰	۴ رجب سنہ ۱۵۰ھ	بغداد	سر علما سر فقہا
حضرت شیخ فتح اللہ الحسنی رح	۰	۹۶	وقت صبح یوم جمعہ ۱۰ رجب سنہ ۱۲۲۸ھ	۰	۰
قطب الاقطاب خواجہ غریب نواز حضرت معین الدین چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ عنہ	سنہ ۵۳۷ھ	۰	۶ رجب سنہ ۶۳۳ھ یوم یکشنبہ	اجمیر شریف	ساکن سنجر مضافات سیستان عرس پہلی سے شروع ہو کر ۶ کو قُل ہوتا ہے

نام بزرگ مع لقب	تاریخ و سنہ ولادت مع روز	عمر	تاریخ و سنہ وصال مع روز	مقام مزار	کیفیت
حضرت شاہ رحیم اللہ صاحب رح	..	.	۶ ر رجب	سنبھل	عرس ۴ رجب سے ۶ ر رجب تک ہوتا ہے
حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ خلف حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رح	.	.	۶ ر رجب	.	.
حضرت عباس رض	.	.	۷ رجب سنہ ۳۲ھ	.	.
حضرت شمس الدین تبریزی رح	.	.	۹ رجب سنہ ۶۴۴ یکشنبہ	تبریز	.
حضرت میر محمد عاقل رح	.	.	۷ ر رجب سنہ ۱۰۸۸ شنبہ	.	.
حضرت عاقل محمد صاحب رح	.	.	۸ ر رجب	.	.
حضرت شیخ مغربی رح	.	.	جمعہ ۱۰ ر رجب سنہ ۸۲۰ھ	.	.
حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رح	.	.	۱۰ ر رجب	.	.
حضرت سلمان فارسی رح	.	۲۵۰ یا ۳۰۱	۱۰ ر رجب سنہ ۳۳ھ	شہر مدائن	.
حضرت امام جعفر صادق رض	۸ ر رمضان سنہ ۸۳ھ سہ شنبہ	.	۱۵ ر رجب سنہ ۱۴۸ دوشنبہ	مدینہ منورہ بقیع	.
حضرت جناب مخدوم مولوی محمد امیر صاحب پیر و مرشد مولفہ ہذا	.	.	۱۶ ر رجب سنہ ۱۳۱۶ صبح ۹ اور ۱۰ بجے کے درمیان	سجے پور	بیرون گھاٹ دروازہ گور غریباں میں تکیہ سے جانب شمال
حضرت شاہ سید وجیہ الدین رح	.	.	۱۸ ر رجب	تاراگڈھ	.
حضرت معظم شاہ صاحب رح	.	.	۱۱ ر رجب	جینڈ متصل جنیدی	۹ ر رجب سے ۱۱ ر رجب تک عرس ہوتا ہے
بی بی حافظ جمال صاحبہ رح	.	.	۱۹ ر رجب	.	.

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت مع سال ولادت	عمر شریف	تاریخ وفات مع سال وفات	مقام مزار	کیفیت
حضرت محمد مرشد مجددی رح	۱۱ صفر ۱۱۱۶ھ	۰	۱۹ رجب ۱۲۰۱ھ سہ شنبہ	رامپور افغانان	متصل جھنڈے بڑے پیر صاحب
حضرت خواجہ علاء الدین عطار رح	۰	۰	۲۰ رجب ۸۰۲ھ	چغانیان	واقع ملک ما وراء النہر
حضرت امام موسیٰ کاظم رح	۷ صفر ۱۲۸ھ	۰	۲۵ رجب ۱۸۳ھ جمعہ	بغداد	۰
حضرت سید شاہ نعمت اللہ ولی رح	۰	۰	۲۵ رجب ۸۳۴ھ	ماہان سرحد کرمان	۰
حضرت شیخ محمد یادگار رح	۰	۰	۲۵ رجب	۰	۰
شاہجہاں بادشاہ	۰	۰	۲۶ رجب ۱۰۷۶ھ	اکبرآباد	۰
حضرت سید فخر الدین صاحب رح	۰	۰	۲۶ رجب	۰	۰
حضرت جنید بغدادی رح	۰	۰	۲۷ رجب یوم شنبہ ۲۹۷ھ	بغداد	۰
حضرت امام ابو یوسف رح	۰	۰	۲۷ رجب ۱۸۳ھ	۰	۰
حضرت سید محمد بخاری رح	۰	۰	۲۷ رجب ۱۰۶ھ	اکبرآباد	۰
حضرت ابو یعقوب یوسف ہمدانی رح	۴۴۰ھ	۰	۲۷ رجب ۵۳۵ھ	موضع مرو	یہ ملک فارس میں ایک شہر ہے
شب معراج[۱]	۰	۰	۲۷ رجب	۰	شب معراج و شب قدر
نماز تبارک[۲]	۰	۰	جمعہ	۰	ہر جمعہ کو ماہ رجب میں پڑھیں

ماہِ شعبان کی وجہ تسمیہ

اس مہینہ شعبان میں خیر و برکت کثرت سے اللہ تعالیٰ عنایت فرماتا ہے بندوں کو رزق بھی اس مہینہ میں

[۱] شب معراج اس رات کو غسل کر کے اچھے کپڑے پہنکر خوشبو لگا کر شب بیداری کرے اور نوافل اور درود شریف کی کثرت رکھے کیونکہ یہ شب معراج ہے اور شب قدر بھی ہے [۲] اس مہینے کے جو جمعے پڑیں اُن میں سو اسو آٹے کی روٹی بھی پکوانا اور اکتیس ۳۱ بار سورۂ تبارک پڑھکر ختم دلانا اور تقسیم کرنا اور ماہ رمضان کے روزے رکھنے کی اولاد رکھنے کا بہت ثواب لکھا ہے

منشعب یعنی تقسیم ہوتا ہے۔ اور تمامی امور مقدرہ عالم علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اسکا نام شعبان رکھا گیا۔ اس مہینے کا نام شعبان رکھنے کی یہ وجہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اس مہینے میں عرب لوگ پانی کی تلاش میں اپنی اپنی چادروں سے نکل پڑتے چشمہ کی تلاش میں یا نہب (یعنی لوٹ) اور غارت کی فکر میں دور دور مقامات کا سفر کرتے۔ کیونکہ شعب کے معنی متفرق ہوتے کے ہیں۔ حدیث حضرت انسؓ میں ہے کہ شعبان کو شعبان اسی واسطے کہتے ہیں کہ اس میں روزہ دار کیواسطے خیر بہت متفرع ہوتے ہیں کہ جنت میں چلا جاتا ہے۔

فضائل ماہ شعبان

ماہ شعبان ایک عمدہ مبارک مہینہ ہے۔ اسکو حبیب صلعم رب العزت نے محبوب رکھا۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ اس میں گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے اور دوزخ والوں کے عیوب چھپا دیے جاتے ہیں۔ یہ وہ بزرگ مہینہ ہے کہ جس کا فضل کامل ہے اور جس کی مدح رمضان شریف کے پیشتر ہے۔ اس مہینے میں صدقات خیرات تلاوت قرآن مجید کی کثرت چاہیے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ماہ رجب میری اُمت کا مہینہ ہے جس کی فضیلت تمام مہینوں پر ایسی ہے جیسے میری اُمت کی فضیلت تمام اُمتوں پر۔ اور ماہ رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے جسکی فضیلت تمام مہینوں پر ایسی ہے جیسے فضیلت حق تعالیٰ جل و علا کی اُسکے ماسوا پر۔ اور ماہ شعبان میرا مہینہ ہے اسکی فضیلت تمام مہینوں پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت جملہ مخلوقات جن و انس و فرشتوں پر۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ جس میں پندرھویں شب کو خالق اللیل والنہار نے لیلۃ مبارکۃ کے لفظ سے پکارا ہے۔ یہ وہ رات ہے جس میں قدر کا ہونا ماثور ہے اس رات میں جاگنا دن کو روزہ رکھنا استغفار کرنا، دعا مانگنا، قبروں کی زیارت کرنا نہایت درجہ کے ثواب اور حصول خیر و برکات کا سبب ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شعبان کے آدھے مہینے کی رات آجائے تو تم اُس رات میں قیام کرو اور دنکو روزہ رکھو۔ کیونکہ حق عزوجل اس رات میں غروب آفتاب کے وقت سے آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ اور ارشاد فرماتا ہے کہ اس وقت کوئی استغفار کرنے والا ہے کہ میں اُسکو بخشدوں؟ اور کوئی مجھ سے رزق کی درخواست کرنے والا ہے کہ جسکو میں رزق دوں؟ اور کوئی

مبتلائے بلا ہے جسکو میں صحت بخشوں ؟ اور آیا کوئی سوال کرنے والا ہے کہ جسکو عطا کروں ؟ یہاں تک کہ فجر نکل آتی ہے۔ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ رات میں نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو نہ پایا تو میں آپ کی جستجو میں نکلی کہ میں نے آپ کو بقیع میں آسمان کی طرف سر اُٹھائے ہوئے پایا پس آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ خوف کرتی ہے تو اس بات سے کہ حیف کرے اللہ تعالےٰ اور اُس کا رسول تجھ پر۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ پندرھویں شب شعبان میں سمائے دنیا پر نزول فرماتا ہے تو اس قدر گنہگاروں کو بخشتا ہے جو شمار میں بنی کلب کی بکریوں نکے بالوں سے زیادہ ہوتے ہیں۔ دوسری روایت حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے ہے کہ جس قدر آپ ماہِ شعبان میں روزہ رکھتے تھے اُس قدر اور مہینوں میں نہیں رکھتے تھے۔ کیونکہ اس مہینے میں زندوں کی روحیں مردوں میں لکھی جاتی ہیں۔ ماہِ رجب کھیتی بونے کا مہینہ ہے اور ماہِ شعبان پانی دینے کا اور کھیتی کی بالیدگی کا مہینہ ہے اور ماہِ رمضان کھیتی کاٹنے اور جمع کرنے کا مہینہ ہے جس شخص نے ماہِ رجب میں حسنات کے تخم کو بویا۔ اور ماہِ شعبان میں اُسکو نیکی اور خیر کے پانی سے سینچا تو ماہِ رمضان میں وہ شخص علے الدوام لذات باقیات صالحات سے کامیاب ہوتا رہیگا۔ اور جو شخص کہ ماہِ شعبان میں زراعت کرنے سے غافل ہوا یا وہ شخص کہ جس نے کھیتی بوئی مگر اُسکو ماہِ شعبان میں پانی نہیں دیا تو ماہِ رمضان میں اُس نے اپنے نصیب اور حصہ میں نقصان پہنچایا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم ماہِ شعبان میں اکثر روزے رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ اُسکو ماہِ رمضان سے ملا دیتے تھے۔ اور آپ کسی مہینہ میں شعبان سے زیادہ روزہ نہیں رکھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ مہینہ ہے کہ اس سے لوگ غافل ہیں۔ رجب اور رمضان کے بیچ میں۔ اور یہ وہ مہینہ ہے کہ اس میں اعمال رب العالمین کے یہاں پیش ہوتے ہیں سو میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال ایسے وقت پیش ہوں کہ میں روزہ سے ہوں۔ یہ بھی بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سارے شعبان کے روزے رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ اسکو رمضان سے ملا دیتے۔ اور سوائے شعبان کے اور کسی مہینے کے پورے روزے نہیں رکھا کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپکو شعبان کا مہینہ سب مہینوں سے زیادہ محبوب ہے فرمایا کہ اے عائشہ حال یہ ہے کہ سارے سال میں

کوئی جان مرنے والی نہیں ہوتی مگر اُس کی اجل شعبان میں لکھی جاتی ہے۔ سو مجھکو یہ محبوب ہے کہ میری اجل ایسے حال میں لکھی جائے کہ میں اپنے رب کی عبادت اور صالح عمل میں مشغول ہوں۔

فائدہ۔ اس موقعہ پر ایک یہ احتمال ہوتا ہے کہ لکھنا تو پندرھویں شب کو ہوتا ہے اور رات کے وقت روزہ نہیں ہوا کرتا تو روزہ کا اثر شب کو کیونکر پڑیگا۔ اس کا جواب حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رض سے یوں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ روزہ کی برکت رات کو کتابت کے وقت پر دیتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شعبان کی پندرھویں رات جب ہوتی ہے تو فرد ملک الموت کو مل جاتی ہے۔ پس کہا ملک الموت نے کہ میں اُنکی جان جو اس فرد میں ہیں قبض کرونگا۔ بیشک وہ شخص تو باغ لگاتا ہے۔ اور بیاہ کرتا ہے اور محل چنواتا ہے اور اُس کا نام مردوں میں داخل ہو چکا ہے۔

شعبان کی پندرھویں شب کی فضیلت کا بیان

آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب کو آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے پس ہر شخص گنہگار کو بخش دیتا ہے مگر شخص مشرک یا جس کے دل میں کچھ عداوت ہو۔ آپ نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں شب آئے تو اُس رات کو عبادت کرو اور اُس دن روزہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ اُس رات آفتاب کے غروب ہوتے ہی آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ کوئی مغفرت مانگنے والا ہے کہ اُسکو بخشوں، کوئی رزق کا طالب ہے کہ اسکو رزق دوں۔ کوئی مصیبت زدہ ہے کہ اسکو عافیت دوں کوئی ایسا ہے کوئی ویسا ہے۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر رات کے پچھلے پہر کو آسمانِ دنیا پر نزول فرما کر حسب متذکرہ بالا ارشاد فرمایا کرتا ہے۔ مگر یہ اسی شعبان کی پندرھویں رات کی فضیلت ہے کہ ساری رات آفتاب کے غروب ہونے سے فجر تک نزول فرما کر اسی طرح ارشاد فرماتا ہے اس شب کے پچھلے پہر ہی پر نزول منحصر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے واسطے اس رات میں بڑی عطا تیار کی ہے جسکا تمکو علم نہیں دیا ہے۔ شعبان کی پندرھویں شب کی اور راتوں میں بھی فضیلت

لہ ہر سال شب برات کو حضرت جبرئیل علیہ السلام مع ہزارہا ملائکہ مقربین کے بام خانہ کعبہ پر آکر طلب آمرزش برائے اُمت جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کرتے ہیں۔ ۱۲ ملفوظات

مشہور ہے اور لیلۃ القدر کے بعد کوئی رات شعبان کی پندرھویں شب سے افضل نہیں ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ اپنے تمام بندوں کو بخشدیتا ہے۔ بجز مشرک اور کینہ ور اور قاطع رحم کے اور اسی شعبان کی پندرھویں رات کو اللہ تعالیٰ ملک الموت کو الہام کر دیتا ہے کہ اُس سال میں جس جس کی موت مقصود ہوتی ہے اُن کی روح قبض کرلے۔ اللہ تعالےٰ چار راتوں میں خیر و برکت کو کھول دیتا ہے۔ بقر عید اور عید کی شب کو اور شعبان کی پندرھویں شب کو اور عرفہ کی شب کو یعنی ذی الحجہ کی نویں شب کو آذان کے وقت تک کھولے رکھتا ہے۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ یہ شب شعبان کی پندرھویں، اس میں اللہ تعالےٰ کے بندے آزاد کیے ہوئے بمقدار گنتی بالوں کلب کی بکریوں کے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو مشرک کی طرف نہیں دیکھتا اور نہ کینہ والے کی طرف نہ قاطع رحم کی طرف۔ نہ پائجامہ نیچا کرنیوالے کی طرف نہ اپنے ماں باپ کو ستانے والے کی طرف۔ اور نہ وائم الخمر کی طرف دیکھے گا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو جبریل علیہ السلام کو جنت کی طرف بھیجتا ہے تاکہ اسکو حکم پہنچا دے کہ آراستہ ہو رہے۔ اور یہ کہدے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس رات میں آسمان کے ستاروں کی گنتی اور دنیا کے دن اور رات کی گنتی اور درخت کے پتّوں کی گنتی اور پہاڑوں کے وزن کی برابر۔ اور ریت کی گنتی کی برابر آزاد کر دیئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جادوگر۔ کاہن۔ ظالم اور ظالموں کے نائب یا مددگار اور اسکو جو بادشاہ خراج کا کاروباری ہو۔ اور مال وجہ حرام سے لادے۔ اور نرد کھیلنے والے اور نقارہ یا بربط بجانے والے۔ یا عود یا طنبور بجانے والے۔ یا ڈھول بجانے والے۔ اور اپنا کپڑا لنبا بنانے والے اور تکبیر کی رو سے چلتے وقت زمین پر کپڑا لٹکانے والے کو نہیں بخشیگا۔ اور نہ نظر رحمت فرمائیگا۔ دوسرے رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کریگا۔ اور نہ اُن کی طرف دیکھے گا اور نہ اُن کو پاک کریگا اور اُن کے واسطے دردناک عذاب ہیں۔ وہ تین شخص یہ ہیں:۔ کپڑا لٹکانے والے۔ احسان جتانے والے۔ اپنے اسباب تجارت کو جھوٹی قسمیں دیکر رواج دینے والے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ زیادہ لٹکانا ازار میں

اور قمیص اور عمامہ میں ہوتا ہے جیسے کوئی سا کپڑا تکبر کی راہ سے کھینچا یعنی لٹکایا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُسکی طرف نہیں دیکھے گا +

شعبان کی پندرھویں شب کی بیداری اور اُس تاریخ کے روزہ کھنے اور اُس شب میں جو جو دعائیں اور اذکار ثابت ہوئے ہیں اُنکا بیان

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ شعبان کی پندرھویں شب میری باری تھی۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تھے جب آدھی رات گزری تو میں نے حضرتؐ کو نہ پایا سو مجکو وہ رشک آیا جو عورتوں کو آیا کرتا ہے۔ پھر میں نے اپنی چادر اوڑھی۔ پھر میں نے آپ کو اور بیبیوں کے حجروں میں ڈھونڈا تو نہ پایا۔ پھر میں اپنے حجرے میں پھر کر چلی آئی تو دیکھا کہ وہاں ہیں جیسے کپڑا پڑا ہوا ہے اور سجدہ میں یہ کہہ رہے ہیں:۔

سَجَدَ لَكَ خَيَالِيْ وَسَوَادِيْ وَاٰمَنَ بِكَ فُؤَادِيْ فَهٰذِهٖ يَدِيْ وَمَا جَنَيْتُ بِهَا عَلٰى نَفْسِيْ يَا عَظِيْمُ يُرْجٰى لِكُلِّ عَظِيْمٍ اِغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ ۔	(ترجمہ) میرے خیال اور دل نے تجکو سجدہ کیا اور تیرے اوپر میرا دل ایمان لایا سو یہ میرا ہاتھ ہے اور جو میں نے اُس سے جنایت کی وہ میری جان پر ہے اے عظمت والے ہر عظمت کی امیدگاہ میرے گناہ بخشدے۔ میری پیشانی نے اُسکو سجدہ کیا ہے جسنے اُس کو پیدا کیا ہے اور صورت دی اور کان اور آنکھ بنائے۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر مبارک اُٹھایا۔ پھر دوبارہ سجدہ کیا اور یہ دعا مانگی:۔

اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ اَقُوْلُ كَمَا قَالَ اَخِيْ دَاؤُدُ فَاَعْفِرُ وَجْهِيْ فِي التُّرَابِ لِسَيِّدِيْ وَحَقٌّ لَهٗ اَنْ يُسْجَدَ۔	(ترجمہ) تیرے غصہ سے تیری رضامندی کی پناہ لیتا ہوں اور تیرے عذاب سے تیری درگزر کی پناہ میں آتا ہوں۔ اور تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں تو ویسا ہی ہے جیسے تونے اپنی ثنا کی ہے۔ میں وہ کہتا ہوں جو میرے بھائی داؤدؑ نے کہا ہے میں اپنا چہرہ اپنے مولا کیواسطے خاک پر رگڑتا ہوں اور اُسکو

+ [illegible]

پھر آپ نے اپنا سر اُٹھایا۔ پھر کہا:-

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ قَلْبًا تَقِیًّا مِنَ الشِّرْكِ نَقِیًّا لَا فَاجِرًا وَّلَا شَقِیًّا۔

(ترجمہ) الٰہی مجکو پرہیزگار شرک سے پاک دل عطا کر فاجر نہو۔ بدبخت نہو۔

پھر وہاں سے ہٹے اور میرے جمیلہ میں (جو ایک قسم کے کالے کپڑے کا نام ہے) داخل ہوئے۔ اور مجکو سانس چڑھ رہی تھی یعنی میں ہانپتی تھی۔ پس فرمایا کہ تو نے سانس کیوں چڑھائی ہے۔ میں نے حال بیان کیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے میرے گھٹنے دبانا شروع کئے۔ اور یہ کہتے جاتے تھے۔ ہائے یہ دونوں گھٹنے کہاں تک گئے ہیں۔ آج کی رات شعبان کی پندرھویں کو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ پس اپنے بندوں کو بخشدیتا ہے مگر شرک اور کینہ رکھنے والے کو نہیں بخشتا۔

ابوالحسن بکریؒ فرماتے ہیں کہ اس رات کی دعاؤں میں بڑی دعا یہ ہے:-

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ وَاَسْئَلُكَ الْعَافِیَةَ وَالْمُعَافَاةَ الدَّآئِمَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔

(ترجمہ) الٰہی بیشک تو درگزر کرنیوالا کرم کرنیوالا ہے تجھے عفو محبوب ہے تو مجکو معاف کر دے میں تجھ سے چشم پوشی اور عافیت اور ہمیشہ کی معافی دنیا اور آخرت کی مانگتا ہوں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام زمین پر اُتارے گئے اور بیت اللہ کا سات بار طواف کیا اور مقام کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی تو یہ دعا کی:-

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤَالِیْ وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ یَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِیْ وَرَضِّنِیْ بِقَضَآئِكَ۔

(ترجمہ) الٰہی تو میرا چھپا کھلا بھید جانتا ہے۔ پس میری توبہ قبول کر اور تو میری حاجت کو جانتا ہے سو میرا سوال عطا کر دے اور تو میرے جی کی بات جانتا ہے سو میرے گناہ بخشدے میں تجھسے ایسا ایمان مانگتا ہوں کہ مجکو یہ یقین ہو جائے کہ مجکو وہی بہم پہنچا ہے جو تو نے میرے نصیب میں لکھدیا۔ اور اپنی تقدیر پر مجکو راضی کر دے۔

پس اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر یہ وحی بھیجی کہ یا آدم تو نے مجھ سے ایک دعا مانگی سو میں نے تیرے واسطے قبول

کی۔ اور تیری اولاد میں سے جو کوئی تیرے بعد یہ دعا مانگے گا۔ مگر اُس کے واسطے قبول ہی کرونگا۔ اور اُس کے گناہ بخشدونگا اور اُسکا غم دور کرونگا۔ اور ہر ایک تاجر سے اُس کی تجارت بالا کردونگا اور اُسکو دنیا دونگا کہ وہ ناک رگڑتے ہوئے آئینگے اور اگرچہ وہ اسکی خواہش نہ کرتا ہوگا۔

ایضاً۔ پندرھویں شعبان کی رات کو مسجد میں جمع ہونا چاہیے۔ اچھے اچھے کپڑے بدلے۔ سُرمہ لگائے تنہا جاگنا بھی بہتر ہے۔ اور دعا پانچ راتوں میں مقبول ہوتی ہے۔ جمعہ کی رات کو۔ اور دونوں عیدوں کی رات کو۔ اور رجب کی پہلی رات کو اور شعبان کی پندرھویں شب کو۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے۔ اور اپنے دونوں کپڑے اُتار نہیں چکے تھے کہ کھڑے ہوگئے۔ اور کپڑے پہن لیے سو مجکو بڑا رشک آیا میں سمجھی کہ حضرت میری سوکنوں میں سے کسی کے ہاں جاتے ہیں۔ پھر میں آپ کے پیچھے پیچھے چلی۔ پھر میں نے آپکو بقیع غرقد یعنی گورستان مدینہ میں جالیا۔ اس حال میں کہ آنحضرت مؤمنین اور مؤمنات اور شہدا کے واسطے مغفرت کی دعا رہے تھے۔ پس میں نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ تو اللہ کے کام میں مصروف ہیں اور میں دنیا کے کام میں لگی ہوئی ہوں پھر میں چلی آئی اور اپنے حجرہ میں داخل ہوئی اور میں ہانپ رہی تھی۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہیں تشریف لے آئے۔ پس فرمایا کہ اے عائشہؓ کیوں ہانپتی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ تشریف لائے اور اپنے کپڑے اُتارے۔ پھر اُتار نہیں چکے تھے کہ آپ کھڑے ہوگئے اور کپڑے پہن لیے۔ پس مجکو بڑا رشک آیا اور میں یہ سمجھی کہ آپ میری سوکن کے ہاں تشریف لیجائینگے یہاں تک کہ میں نے آپ کو بقیع میں دیکھا جو آپ دعا کرتے تھے۔ فرمایا اے عائشہؓ کیا تجھکو یہ ڈر تھا کہ تجھپر اللہ اور اُس کا رسول تعدی کریگا بلکہ مجکو جبریل علیہ السلام نے آکر کہا کہ یہ رات شعبان کی پندرھویں شب ہے۔ اس شب میں کلب کی بکریوں کے بالوں کی برابر اللہ تعالیٰ کے آگ سے چھوڑے ہوئے لوگ ہوتے ہیں۔ اس شب میں اللہ تعالیٰ مشرک کی طرف نہیں دیکھتا۔ نہ کینہ ور کی طرف، اور نہ ناتہ توڑنے والے کی طرف، اور نہ کپڑا لٹکانے والے کی طرف، اور نہ

ماں باپ کو ایذا دینے والے کی طرف - اور نہ مدامی شراب خوار کی طرف - بی بی عائشہؓ فرماتی ہیں پھر آپ نے اپنے دونوں کپڑے اُتارے - پھر فرمایا کہ اے عائشہؓ اس رات کے قیام کی اجازت دیتی ہو میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں - پھر آپ اُٹھے اور بڑا سجدہ کیا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ نے وفات پائی - پھر میں کھڑی ہو کر ٹٹولنے لگی - اور میں نے اپنا ہاتھ آپ کے تلوے پر رکھا تو وہ ہلا - پس میں خوش ہو گئی - اور میں نے سُنا کہ آپ سجدہ میں فرما رہے تھے۔

اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ -	(ترجمہ) تیرے عقاب سے تیرے عفو کی پناہ لیتا ہوں اور تیرے غصہ سے تیری رضامندی کی پناہ لیتا ہوں اور تجھ سے تیری ہی پناہ لیتا ہوں - تیرا وجہ بزرگ ہے تیری ثنا کا شمار نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے جیسی تو نے اپنی ثنا کی ہے۔

جب صبح ہوئی تو میں نے ان دعاؤں کا ذکر کیا - پس فرمایا - اے عائشہؓ ان کو سیکھ لے اور سکھا دے کیونکہ جبریل علیہ السلام نے یہ دعائیں مجھکو سکھائی ہیں اور کہدیا ہے کہ سجدہ میں ان کو بار بار پڑھا کرو یہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب میں اپنے بندوں پر ظہور فرماتا ہے - پھر مغفرت مانگنے والوں کو بخش دیتا ہے اور رحم کے طالبوں پر رحم فرماتا ہے اور کینہ وروں کو جیسے کا تیسا رہنے دیتا ہے - اور یہ جو ہندوستان کے اکثر شہروں میں لوگوں نے رواج دے رکھا ہے ، روشنی کرنا اور گھروں اور دیواروں پر چراغ جلانے اور اس میں فخر کرنا اور آتشبازی کے لہو ولعب کرنا اور اُس میں جمع ہونا اور گندھک شورہ پھونکنا - ان کی کتب معتبرہ اور صحیحہ میں کچھ اصلیت نہیں ہے - بلکہ غیر معتبر کتابوں میں ہے - اور اس میں کوئی حدیث مروی نہیں ہے نہ ضعیف اور نہ موضوع - اور نہ سوائے بلاد ہند کے اور کسی جگہ اس کی عادت ہے - نہ عرب میں نہ حرمین شریفین یعنی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ زادہما اللہ تعظیماً وتشریفاً میں نہ بلاد عجم میں - اور گمان غالب ہے کہ ہندوؤں کی دیوالی کی رسوم سے یہ اخذ کیا گیا ہے اور بسبب ہمنشینی اور ملنے جلنے اور کافر لونڈیوں اور جوروؤں کرنے سے مسلمانوں میں یہ بدعت شنیعہ پھیل گیا ہے۔

[illegible]

علی ابن ابراہیم کا قول ہے کہ پہلی پہل روشنی برامکہ سے شروع ہوئی ہے یہ لوگ آتش پرست تھے۔ جب مسلمان ہوئے تو اُنھوں نے اسلام میں وہ بات داخل کر لی جسکو بطور تلمیح کے سنن الہدیٰ بنالی۔ اور اُنکی غرض آگ کی پرستش تھی اس واسطے کہ مسلمانوں کے ساتھ ان چراغوں کو سجدہ کرتے تھے اور اسکو مساجد کے جاہل اماموں نے صلوٰۃ الرغائب کے ساتھ عوام کے جمع کرنے کو ریاست اور تقدم کی تلاش میں جال بنالیا۔ اور قصہ خوانوں نے اس تذکرہ سے مجلسوں کو پر کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اچھے بندے بھیجکر ان منکرات کو دور فرمایا چنانچہ اوائل سن ۴۰۰ ہجری قدسی میں اس کا ابطال بلادِ مصر اور شام سے اچھی طرح ہوگیا۔

شعبان میں کسوف یا خسوف اگر واقع ہو تو اُس سال آدمیوں میں خیریت رہیگی اور زیادہ آرام ملیگا۔

اعمال و وظائف ماہ شعبان

ماہِ شعبان کی پہلی رات میں بارہ رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں اخلاص پندرہ بار اور اُسکی صبح کو قبل صبح کے دو رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں اخلاص سو بار اور رکوع اور سجود میں بعد معمولی تسبیح کے کہے:۔ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوحِ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰی كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ حق تعالیٰ عذابِ دوزخ سے محفوظ کرے اور اعلیٰ بہشت میں جگہ دے۔ اور دعائیں مستجاب کرے۔

ایضاً جو شخص آخر جمعہ ماہِ شعبان کو مابین مغرب اور عشا کے دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں آیۃ الکرسی ایکبار، اخلاص دس بار، معوذتین ایک ایک بار اگر دوسرے شعبان تک مرجائے تو باایمان مریگا۔

ایضاً جو شخص ماہِ شعبان میں ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ایکہزار نیکیوں کا ثواب اُسکے نامہ اعمال میں ثبت فرماتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس شخص سے بیحد خوش ہوتے ہیں۔ شب برات کو جملہ مومنین بخشے جاتے ہیں۔ الا چند اشخاص۔ اوّل آزار دہندہ مادر و پدر۔ دوم جادوگر۔ سوم شرابی۔ چہارم قاطع الرحم۔ پنجم تارک الصلوٰۃ۔ ششم زناکار۔ ہفتم اغلام کنندہ۔ ہشتم دروغ گو۔ نہم غیبت کرنیوالا۔ دہم مصور نہیں بخشے جاتے ہیں÷

ایضاً جو شخص شب آخر ماہ شعبان میں دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں سورۂ اخلاص سو بار حق تعالیٰ اُس کی دعا مستجاب کرے +

اعمالِ شب برات کا بیان

مروی ہے کہ اس روز قریب غروب آفتاب کے چالیس بار لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم کہے خدا تعالیٰ چالیس برس کے گناہ بخشے۔ اور چالیس حوریں بہشت میں عطا کرے۔ اور چالیس آدمیوں کو اُسکی شفاعت پر دوزخ سے نجات دے۔

ایضاً۔ مغرب کے بعد غسل کرے اور دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھے۔ ہر رکعت میں ھُوَاللّٰهُ الَّذِی تا آخر ایکبار اخلاص تین بار، اس کے بعد آٹھ رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں اخلاص پانچ بار تو گناہوں کی آمرزش ہو اور دعائیں قبول ہوں اور ثواب عظیم ملے۔

ایضاً۔ اس رات میں دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں اخلاص ہزار بار۔ رزق میں وسعت ہو اور گناہوں کی مغفرت ہو۔

ایضاً۔ دو رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں آیۃ الکرسی ایک بار اور اخلاص پندرہ بار اور بعد سلام کے سو بار درود پڑھے۔ رزق وسیع ہو، غم والم سے نجات ہو اور گناہوں سے مغفرت ہو۔

ایضاً۔ چار رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں اخلاص سو بار۔ اس طرح گناہوں سے باہر آئے جیسا شکم مادر سے نکلا تھا۔

شعبان کی اس رات میں بعدِ نمازِ مغرب تین مرتبہ یٰسٓ شریف پڑھے۔ اوّل مرتبہ بہ نیتِ درازیٔ عمر دوسری مرتبہ بنیتِ دفع بلا۔ تیسری مرتبہ بنیتِ استغفار اور جب یٰسٓ ختم کرے تو ہر ختم کے بعد ایک بار یہ دعا پڑھے اور حرمین شریفین میں یوں بھی کرتے ہیں کہ چند اشخاص جمع ہو کر سورۂ یٰسٓ پڑھتے ہیں اور ہر ختم کے بعد ایک شخص اس دعا کو چلا کر پڑھ دیتا ہے۔ دعا یہ ہے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُمَّ یَا ذَا الْمَنِّ وَلَا یُمَنُّ عَلَیْهِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا ذَا الطَّوْلِ وَالْاِنْعَامِ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ظَہْرَ اللَّاجِئِیْنَ وَجَارَ الْمُسْتَجِیْرِیْنَ وَاَمَانَ الْخَائِفِیْنَ اَللّٰہُمَّ اِنْ کُنْتَ کَتَبْتَنِیْ عِنْدَکَ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ شَقِیًّا اَوْ مَحْرُوْمًا اَوْ مَطْرُوْدًا اَوْ مُقَتَّرًا عَلَیَّ فِی الرِّزْقِ فَامْحُ اللّٰہُمَّ بِفَضْلِکَ شَقَاوَتِیْ وَحِرْمَانِیْ وَطَرْدِیْ وَاقْتِتَارَ رِزْقِیْ وَاَثْبِتْنِیْ عِنْدَکَ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ سَعِیْدًا مَّرْزُوْقًا مُّوَفَّقًا لِّلْخَیْرَاتِ فَاِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ فِیْ کِتَابِکَ الْمُنْزَلِ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکَ الْمُرْسَلِ یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ اِلٰہِیْ بِالتَّجَلِّی الْاَعْظَمِ فِیْ لَیْلَۃِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ الْمُکَرَّمِ الَّتِیْ یُفْرَقُ فِیْہَا کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ وَّیُبْرَمُ اَنْ تَکْشِفَ عَنَّا مِنَ الْبَلَاءِ مَا نَعْلَمُ وَمَا لَا نَعْلَمُ وَمَا اَنْتَ بِہٖ اَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

ایضاً۔ سات بار سورہ حم دخان پڑھے ستر ستر حاجات دینی و دنیاوی بر آئیں اور مستجاب الدعوات۔

ایضاً۔ داہنی آنکھ میں تین سلائیاں اور بائیں آنکھ میں دو سلائیاں سرمہ کی لگائے تمام سال آنکھ درد نہ کرے اور عبادت میں سستی نہ ہو۔

ایضاً۔ اس رات کو بیداری تلاوت قرآن اور درود و نوافل پڑھنے کے ساتھ اولیٰ ہے۔

فہرست اسماءِ بزرگان دین مع تاریخہائے ولادت و رحلت ماہِ شعبان

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت مع ماہ و سال	تعداد عمر	تاریخ رحلت مع ماہ و سال	جائے مزار	کیفیت
حضرت خواجہ ناصر دہلوی رض	۱۱۰۵ھ	۔	۲ شعبان ۱۱۷۲ھ	دہلی	۔
حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رض	۔	۔	۴ شعبان ۴۴۰ھ جمعہ بوقت شب	۔	۔
حضرت قاسم جان رض	۔	۔	۵ شعبان ۱۰۸۳ھ	۔	۔
حضرت عبداللہ انصاری رح	۲ شعبان ۳۹۲ھ	۔	۷ شعبان ۴۸۹ھ جمعہ	۔	۔

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت مع سنہ ولادت	عمر بحساب ہجری	تاریخ وفات مع سنہ وفات	جائے مزار	کیفیت
حضرت ابو علی کاتب[1]	•	•	۱۱ شعبان سنہ ۳۴۶ ہجری	مصر	•
شب برات[5]	•	•	شب ۱۵ شعبان	•	•
حضرت بایزید بسطامی رح	سنہ ۱۳۶ھ	۱۳۵	۱۵ شعبان سنہ ۲۶۱ جمعہ	شہر بسطام	•
حضرت مولانا خواجگی امکنگی	سنہ ۹۱۸ھ	•	۲۲ شعبان سنہ ۱۰۰۸ھ	امکنگ	یہ قصبہ شہر بخارا سے ۳ میل ہے
حضرت حافظ مولوی شاہ محمد عبد الوالی رح	•	•	۲۲ شعبان سنہ ۱۲۶۹ھ	لکھنؤ	مادہ تاریخ۔ گشت کنز المخفیا۔ عرس ۲۱ و ۲۲ کو ہوتا ہے
حضرت شاہ صفی القدر مجددی رح	۱۱۶۵	•	۲۵ شعبان سنہ ۱۲۳۶ھ	لکھنؤ	•
حضرت حافظ مولوی شاہ احمد انوار الحق رح	•	•	۲۶ شعبان سنہ ۱۲۳۶ھ	لکھنؤ	مادہ تاریخ۔ گشت انوار پاک واصل حق۔ عرس ۲۵ و ۲۶ کو ہوتا ہے۔

ماہِ رمضان المبارک کی وجہ تسمیہ

رمضان۔ رمض سے ماخوذ ہے اور رمض کے معنی جلنے کے ہیں۔ چونکہ رمضان کا مہینہ گناہوں کو جلاتا ہے اس لیے اس کا نام رمضان رکھا گیا۔ اور رمضان گرم پتھر کو بھی کہتے ہیں اور گرم پتھر پہ چلنے سے آدمی کے پیر جلتے ہیں۔ اور شاید اس مہینہ کا نام رکھتے وقت دن کا روزہ بہت گرمی کی شدت میں ہوگا۔ اسلیے رمضان نام رکھا گیا۔

[5] اس روز حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ۔ اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت اویس قرنی کی حلوے پہ فاتحہ کرے۔ نیز تمامی بزرگانِ دین و مردگانِ قرابتی کی بالخصوص فاتحہ کرے اور عامۂ مومنین کو بھی شامل کرلے۔ اور اس شب کو نوافل پڑھنا۔ تلاوتِ قرآن مجید کرنا۔ درود کی کثرت کرنا موجب ثواب عظیم ہے اور شب بیداری کرنی چاہیے کہ شب قدر یہی ہے اور اس شب کی عبادت میں بہت ہی ثواب ہے۔ ۱۲

فضائل ماہ رمضان المبارک

ماہِ رمضان المبارک وہ مہینہ ہے جسکی فضیلت میں حق جل مجدہٗ نے ارشاد فرمایا ہے اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِلنَّاسِ ط یعنی آدمیوں کی ہدایت کے واسطے قرآن رمضان شریف میں اُتارا گیا۔ جس شخص نے اس مہینہ میں ایمان اور حصول ثواب کی نظر سے روزہ رکھا تو اُسکے اگلے گناہ سب بخش دیے جائینگے۔ اور جس شخص نے اس مہینہ کی راتوں میں ایمان اور ثواب پانے کی غرض سے قیام کیا تو اُس کی گردن نے آتش دوزخ سے نجات پالی۔ یہ وہ مہینہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے تمام مہینوں پر بزرگی دی۔ اور جس کی کوئی نظیر گزشتہ زمانے میں نہیں پائی جاتی۔ اکثر دعائیں اس مہینہ میں قبول ہوتی ہیں اور بہت سی حسنات میں تضاعف اور زیادتی ہوتی ہے اور اکثر گناہ اس مہینہ میں محو کر دیے جاتے ہیں اور درجات میں چند در چند افزونی ہو جاتی ہے اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی رہائی یافتہ بندے ہیں جنکو آتش دوزخ سے رہائی دی جاتی ہے پس ہم کو چاہیئے کہ ایسے ماہ مبارک سے حسن کمال کیساتھ ملاقات کریں اور باکرام تمام بعمل نیک اور اُسکا استقبال کریں جب ماہ رجب آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کہ یا الٰہی برکت دے ہمارے لیے ماہ رجب اور شعبان میں اور داخل کر ہم کو ماہ رمضان میں اور نیز آنحضرت سرور عالم صلعم سے وارد ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ماہ رمضان ایسا مبارک مہینہ ہے جسمیں جنت کے دروازہ کھولدیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیر کی رسیوں سے جکڑ دیے جاتے ہیں اور ہر رات ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے باغی شرارت کم کر حتےٰ کہ رمضان گزر جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد ہوا ہے کہ ماہ رمضان کے آخر روز آپ نے خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا لوگو ماہ عظیم تم پر سایہ انداز ہوا۔ یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ میں روزہ رکھنے کو فرض کیا اور قیام کرنے کو بطور نفل کے رکھا تو جس شخص نے اس مہینہ میں نیک خصلت سے قربت کو حاصل کیا تو وہ اُس شخص کی مانند ہو گیا جسنے سوائے رمضان شریف کے ایک فرض ادا کیا۔ اور جس کسی نے اس مہینہ میں فرض ادا کیا تو وہ ایسے شخص کے حکم میں ہے جس نے ستر فرض سوائے

رمضان شریف کے ادا کیجے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں رزق کی زیادتی کی جاتی ہے جس شخص نے اس مہینہ میں روزہ دار کو افطار کرایا اُس شخص کی گناہوں سے مغفرت ہوئی۔ اور اُس نے آتش دوزخ سے رہائی پائی۔ اُس کو اُسی قدر اجر ملیگا جس قدر اُسکو ملا جس کا اُسنے روزہ افطار کرایا۔ بدون اُس کے کہ اُسکے اجر میں سے کچھ بھی کمی کی جائے اور نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت شروع سال سے آئندہ شروع سال تک رمضان کے لیے آراستہ و پیراستہ کی جاتی ہے۔ پس جب رمضان شریف کا اوّل دن ہوتا ہے تو جنت کے پتوں کی ہوا عرش کے نیچے سے حور عین پر گزرتی ہے تو وہ کہتی ہیں کہ اے میرے رب ہمکو اپنے بندوں کا جوڑا بنا دے۔ جن کے دیدار سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اور اُن کی آنکھیں ہمارے دیدار سے خنک ہوں۔ یہ بشارت اُس شخص کے واسطے ہے جس شخص نے رمضان شریف میں دن کو روزہ رکھا اور رات کو قیام کیا اور گناہوں سے بچا۔ اور حلال سے افطار کیا اور حرام سے اعراض کیا یہ ایک بڑی نعمت ہے جس کا انعام اللہ تعالیٰ نے ہمپر کیا ہے پس اُسکی نعمتوں کا شکر کرنا چاہیے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد ہوا ہے کہ روزہ دار کے واسطے دو فرحتیں ہیں ایک افطار کے وقت دوسری فرحت دیدار الٰہی جل شانہ کے وقت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بھی وارد ہے کہ روزہ دار کی دعا وقت افطار رد نہیں کی جاتی اور حضرت بی بی عائشہ صدیقہ سے وارد ہوا ہے کہ جب آخر عشرہ رمضان المبارک کا آتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کمر مضبوط باندھتے۔ اور اپنی اہل و عیال کو بیدار کرتے اور تمام رات کو زندہ رکھتے۔ اس ماہ مبارک میں زبان کو غیبت اور جھوٹ سے اور آنکھ کو حرام اور بدنظری سے بچانا چاہیے۔ صدقہ اور خیرات کرنا چاہیے۔ لذات دنیا سے بچنا چاہیے گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے کہ بڑا ثواب ہے رمضان شریف عجیب بابرکت مہینہ ہے۔ اس میں شیطان علیہ اللعنۃ کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑ دیتے ہیں کہ جمیع مسلمان اسکے شر سے محفوظ رہیں۔ اس ماہ میں در رحمت واسطے عام مسلمانوں کے کشادہ کیے جاتے ہیں کہ جس کا جی چاہے اِس باب رحمت میں داخل ہو اور ماہ کے فیض عام سے محروم نہ رہے

اس ماہ میں ہر روز ایک ایک فرشتہ ہر ایک مومن کے سر پر خوان رحمت لیے کھڑا رہتا ہے کہ جب وہ مسلمان روزہ افطار کرے وہ فرشتہ طبق رحمت اُس کے سر پر نثار کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک عبادت کی جزا اور مکافات مقرر فرمائی ہے مگر روزہ کی کوئی جزا مقرر نہ فرمائی بلکہ اُسکی جزا کے بابت میں فرمایا اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یعنی روزہ میرے واسطے ہے اور میں ہی اُسکی جزا دوں گا۔ روزہ درمیان مولا اور بندہ کے ایک راز ہے۔

اِس ماہ کے حق عزّ وجل نے تین حصے مقرر کیے ہیں۔ اور ہر ایک کا جداگانہ نام رکھا ہے۔ اوّل عشرہ کا نام عشرۂ رحمت ہے۔ اس میں رحمت عام نازل ہوتی ہے۔ دوسرے عشرہ کا نام عشرۂ مغفرت ہے۔ اس میں ہر روز و ہر لمحہ وہر لحظہ لاکھوں مسلمان کی مغفرت اور رستگاری ہوتی ہے۔ تیسرا عشرہ موسوم بہ آزادی دوزخ ہے۔ اس عشرہ میں ہر ایک مومن جو ذرہ کی برابر ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکو اپنے فضل و کرم سے بخش دیتا ہے۔ اور جو فرد بشر ماہ رمضان کے آنے سے خوش ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سال بھر اُسکو کبھی رنجیدہ نہ فرمائیگا۔ اور اُسکے کسب میں برکت عطا فرمائیگا اور جو شخص ماہ رمضان کے ختم سے دلگیر ہوا اللہ تعالیٰ اُسکو سعادت دوجہانی عطا فرماتا ہے۔ اور وہ کبھی غمناک نہوگا۔ رمضان شریف کے روزہ رکھنے سے ہزار سالہ عبادت کا ثواب ملتا ہے اور بے شمار بدیاں اُس کے نامۂ اعمال سے نکالدی جائینگی۔ رمضان المبارک کے آخر عشرہ کی ہر شب شب قدر ہے ہر شخص کو چاہیے کہ اُن راتوں میں یاد حق سے غافل نہ رہے کہ مبادا سعادت شب قدر سے محروم ہو۔

رمضان المبارک میں ہر گھڑی ایک لاکھ عاصی آتش دوزخ سے رہائی پاتے ہیں۔ جب کوئی نماز تراویح سے فارغ ہوتا ہے۔ ایک ہزار فرشتوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ طبقہائے رحمت اُس شخص کے سر پر نثار کریں۔ دوسری روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز تراویح پڑھنے والا گناہوں سے ایسا پاک ہوتا ہے گویا اپنی ماں کے پیٹ سے اسی وقت پیدا ہوا۔ اور ہزار نیکیاں اُسکے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور بعدد ہر حرف کے جو اُس نے

نمازیں پڑھے ہیں ایک حور اسکو مرحمت ہوگی۔ اور ہر رکعت کے بدلے مروارید ناسفتہ کا ایک محل عطا فرمایا جائیگا۔

اعمال و وظائف ماہِ رمضان المبارک

شب اوّل میں نمازِ عشا کے فرض میں سورۂ انا فتحنا پڑھے تمام سال جملہ آفات سے محفوظ رہے۔

ایضاً۔ نصف شب آخر کو آسمان کی طرف منہ کرکے بار بار کہے:۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الْقَآئِمُ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ اللہ تعالےٰ بہشت میں حوریں اور نعمتیں عطا فرمائے۔

ایضاً۔ اس مہینہ میں زیادہ قرآن پڑھنا موجب خیر و برکت اور ثواب کا ہے۔

ایضاً۔ کتاب الاوراد میں روایت ہے کہ جو کوئی تمام رمضان کے روزے شعبان کے پکے ہوئے کھانے سے یہ دعا پڑھکر افطار کیا کرے اُسکے سب غم و الم دفع ہوں۔ پھر کبھی رنج نہ دیکھے، اور دولتمند ہوجائے۔

	(ترجمہ)
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝	اللہ رحمٰن و رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں
اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَرٰی مَکَانِیْ	خداوندا تو میرا کلام سنتا ہے اور میرا مکان دیکھتا ہے
وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ وَلَا یَخْفٰی عَلَیْكَ	اور میرے چھپے اور ظاہر کو جانتا ہے اور میرا کوئی کام
شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِیْ اَنَا الْبَآئِسُ وَالْفَقِیْرُ	تجھ پر چھپا نہیں اور میں فقیر فریاد لانے والا پناہ مانگنے
الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ	والا ڈرنیوالا اپنے گناہ کا اقرار کرنے والا ہوں۔ تجھسے
الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِیْ اَسْئَلُكَ	مسکین کا سوال کرتا ہوں اور گنہگار ذلیل کی طرح تیری
مَسْئَلَةَ الْمِسْکِیْنِ وَاَبْتَھِلُ اِلَیْكَ	طرف گڑگڑاتا ہوں اور ڈرنے والے اندھے کی طرح
اِبْتِھَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ وَاَدْعُوْكَ	تجھے پکارتا ہوں اور اُس کی طرح پکارتا ہوں جس کی گردن
دُعَآءَ الْخَآئِفِ الضَّرِیْرِ وَدُعَآءَ مَنْ خَضَعَتْ	تیرے واسطے جھکی ہے اور جس کی آنکھیں تیرے واسطے
رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ عَیْنَاهُ وَذَلَّ	بہتی ہیں اور اُس کا جسم تیرے واسطے ذلیل ہے
جَسَدُهٗ وَرَغِمَ اَنْفُهٗ۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ	اور اُس کی ناک خاک آلود ہے۔ خداوندا تو اپنی

بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا وَكُنْ لِي رَؤُوفًا وَّ	پکار میں مجکو بدبخت نکر اور تو میرے واسطے مہربان
رَحِيمًا يَا خَيْرَ الْمَسْئُولِينَ وَيَا خَيْرَ الْمُعْطِينَ	اور رحم والا ہو۔ اے سوال کئے گیوں میں بہتر اور
اَللّٰهُمَّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَّ	دینے والوں میں بہتر خداوندا میں نے اپنی جان پر بہت
اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِي	ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں تو مجکو
مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي اِنَّكَ اَنْتَ	اپنی خاص رحمت سے بخش بے شک تو بخشنے والا
الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔	رحم والا ہے۔
اَللّٰهُمَّ اِنِّي ضَعِيفٌ فَقِيرٌ بِبَابِكَ يَا مُحْسِنُ	(ترجمہ) خداوندا میں ضعیف ہوں تیرے دروازہ کا
يَا مُحْسِنُ قَدْ اَتَاكَ الْمُسِيءُ وَاَنْتَ الْمُحْسِنُ	فقیر ہوں اے احسان کرنیوالے تیرے پاس گنہگار آیا
تَجَاوَزْ عَنِّي قُبْحَ مَا عِنْدِي بِجَمِيلِ مَا	ہے اور تو احسان کرتا ہے میرے پاس کی برائی کو اپنے پاس کی
عِنْدَكَ يَا كَرِيمُ يَا رَحِيمُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ	بھلائی سے دور کر اے کریم اے رحیم اپنی رحمت سے اے
الرَّاحِمِينَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ	رحم کرنیوالوں میں زیادہ رحم کرنیوالے اور اللہ نے اپنی مخلوق
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۞	میں بہتر محمد پر اور انکی اولاد اور یاروں پر سب پر رحمت نازل کی۔

نماز شب قدر کا بیان

کتاب تحفہ میں ابو امامہ باہلی سے روایت ہے کہ فرمایا کہ ماہ رمضان کی ستائیسویں شب چار رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں انا انزلناہ ایک بار۔ اور اخلاص ستائیس بار گناہ بخشے جائیں اور بہشت ملے۔

ایضاً۔ کتاب ریاحین میں حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہ سے روایت ہے کہ ستائیسویں شب رمضان کو دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں انا انزلناہ ایک بار اور اخلاص سو بار اور درود پڑھے۔ ثواب عظیم ہے۔

خواجہ فریدالحق قدس سرہٗ کی عادت تھی کہ بعد تراویح دو رکعت نماز میں آپ ختم قرآن فرماتے تھے۔ اور اسی وضو سے نماز فجر ادا فرماتے۔ بیس سال تک حضرت نے یہی ورد رکھا۔ یہ بھی روایت ہے کہ جس وقت روزہ دار افطار کرتے ہیں فرمان الٰہی ہوتا ہے کہ میں نے انکو مع اہلبیت کے آتش

دوزخ سے خلاصی بخشتی۔

تئیسویں شب رمضان المبارک کو سورۂ عنکبوت جو پارۂ امن خلق السموات کے آخر میں ہے اور سورۂ روم جو اتل ما اوحی پارہ اکیس کے شروع میں ہے ایک ایک بار مع درود شریف اوّل و آخر تین تین بار پڑھکر روح پرفتوح حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہدیہ کرے۔ خیر و برکت دارین اور آتش دوزخ سے نجات کے لیے عمدہ عمل ہے اور صحابۂ کرام کا معمول ہے ٭

فہرست اسماء بزرگان دین مع تاریخ ولادت و رحلت بماہ رمضان

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت مع روز و سال ولادت	تعداد عمر	تاریخ وصال مع روز و سال وفات	مزار	کیفیت
حضرت بی بی فاطمہ زہرا رض	۰	۰	۳ رمضان سنہ ۱۱ھ دوشنبہ	جنت البقیع مدینہ منورہ	"
حضرت سری سقطی رض	۰	۰	۳ رمضان سنہ ۲۵۳ھ	بغداد	"
حضرت خواجہ حبیب عجمی رض	۰	۰	۹ رمضان سنہ ۱۲۰ھ [illegible]	۰	"
حضرت داؤد طائی رض	۰	۰	۹ رمضان سنہ [illegible]ھ	۰	"
حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رض	۰	۰	۱۰ رمضان المبارک	۰	"
حضرت بو علی شاہ قلندر رض	۰	۰	۱۰ رمضان [illegible]	پانی پت	[illegible]
حضرت سید محمد غوث رض	۰	۰	۱۴ رمضان سنہ ۹۷۰ھ	گوالیار	"
حضرت یحییٰ بن معاویہ رض	۰	۰	۱۸ رمضان سنہ [illegible]ھ	۰	۰
حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رض	۰	۰	۱۸ رمضان سنہ ۷۵۷ھ	دہلی	"
حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۱۳ رجب ۳۰ سال بعد واقعہ فیل	۶۳	۲۱ رمضان سنہ ۴۰ھ یکشنبہ	نجف اشرف	[illegible]
حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رض	۰	۰	۲۷ رمضان سنہ ۷۲۱ھ	خوارزم ملک فارس	[illegible]
والدہ صاحبہ منشی محمد عمر خان یعنی جدہ مؤلف کتاب	۰	۰	۲۷ رمضان سنہ ۱۲۶۷ھ	رامپور [illegible]	[illegible]

[illegible]

وجہ تسمیہ ماہ شوال

شوال۔ شول سے مشتق ہے جس کے معنی مصدری برداشتہ شدن ہیں چونکہ اس مہینہ میں عرب لوگ سیر و شکار کے لیے اپنے گھروں سے باہر چلے جایا کرتے تھے۔ اس لیے اس کا نام شوال رکھا گیا۔ دوسرے معنی شول کے بقیہ کے ہیں۔ چونکہ اس مہینہ میں اونٹنیوں کا دودھ گرمی سے یا اس وجہ سے کہ اونٹنیاں گابھن ہوتی ہیں یا اُن کے بچے جننے کا زمانہ قریب ہوتا۔ کم ہو جاتا۔ اس وجہ سے شوال کہتے ہیں۔ اسی سبب سے عربوں میں یہ مہینہ نکاح کے لیے منحوس شمار کیا جاتا۔ اس مہینہ کو شہر الفطر بھی کہتے ہیں۔

فضائل ماہ شوّال

شوال کے مہینہ کی بڑی فضیلت ہے۔ یہ کہ ماہ رمضان المبارک کے ہم ردیف ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص چھ روزے شوال کے رکھے تو اس نے گویا سال بھر کے روزے رکھے۔ ستہ شوالیہ روزوں کے رکھنے میں روزہ دار کو اختیار ہے کہ بعد یوم عید کے پے در پے رکھ لے۔ یا ایک کو دوسرے سے فصل دیکر رکھے بہر حال شوال کے مہینہ میں شش عید کو ختم کرلے۔ عید کا دن گناہوں کی مغفرت کا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب عید کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں پر اپنے روزہ دار بندوں سے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو ایسے مزدور کی جزا کہ اس نے اپنا عمل پورا کر دیا کیا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ اے پروردگار اس کی جزا یہی ہے کہ اس کا پورا اجر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے فرشتو میرے غلاموں اور لونڈیوں کی کیا جزا ہے کہ انہوں نے میرا فرض جو ان کے ذمہ تھا ادا کیا۔ پھر نکلے اور پکار کر دعا کرتے ہیں۔ اپنی عزت اور جلال اور کرم اور علو اور درجہ کی بلندی کی قسم ہے میں نے ان کی دعا قبول کی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے چلے جاؤ میں نے تم کو بخش دیا۔ اور تمہارے گناہوں کو نیکیاں کر دیا۔ انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا کہ پس وہ بخشے بخشائے چلے آتے ہیں اور اگر ماہ شوال میں کسوف یا خسوف واقع ہو تو بیماریاں زیادہ آئینگی اور ہوائیں تیز اور تند چلینگی درخت بہت ٹوٹ کر گرینگے۔

اعمال و وظائف ماہ شوال

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ شب اول عید الفطر میں جو بیس رکعت پڑھے ہر رکعت میں والشمس اور الہٰکم التکاثر اور کافرون اور اخلاص ایک ایک بار اور بعد ہر سلام کے کہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ خداوند تعالےٰ جملہ گناہ بخشے گا اور بہشت دیگا۔

ایضاً۔ اسی شب میں چار رکعت پڑھے۔ اخلاص اور معوذتین تین تین بار اور فراغ کے بعد کلمہ تمجید ستر بار کہ اس کا ثواب بے انتہا ہے۔

ایضاً۔ حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ عید کی نماز کے بعد مسجد سے باہر چار رکعت پڑھے پہلی میں سبح اسم۔ دوسری میں والشمس تیسری میں والضحیٰ۔ چوتھی میں اخلاص خواہ چاروں رکعتوں میں تین تین بار اخلاص۔ ستر برس کے گناہ بخشے جائیں اور جنت نصیب ہو۔

ایضاً۔ حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ ماہ شوال کی شب اول یا روز اول آٹھ رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں اخلاص پچیس بار اور بعد فراغ کے ستر ستر بار کلمۂ تمجید اور استغفار پڑھے خداوند تعالیٰ سب حاجتیں بر لائے اور مغفرت کرے اور بہشت عطا فرمائے۔

فہرست اسماء بزرگان دین مع تاریخہائے ولادت و رحلت بماہ شوال

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت مع سنہ ہجری	عمر	تاریخ وفات مع سنہ ہجری	مقام مزار	کیفیت
حضرت امام فخرالدین رازیؒ	۔	۔	غرۂ شوال سنہ ۶۰۶ھ	۔	۔
حضرت خواجہ عارف ریوگریؒ	۔	۔	غرۂ شوال سنہ ۶۱۶ھ	ریوگر	یہ بخارا سے ۶ میل ہے۔
حضرت شاہ ابوسعیدؓ	۲ ذیقعدہ سنہ ۱۱۹۶ھ	۵۴	یکم شوال المکرم سنہ ۱۲۵۰ھ روز شنبہ	دہلی	۔
حضرت ابوعلی رودباریؒ	۔	۔	۲ شوال سنہ ۳۲۱ھ	مصر	۔
حضرت شیخ حسینؓ بن نصراللہ	۔	۔	۳ شوال سنہ ۱۰۶۲ھ جمعہ	۔	۔

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت مع ماہ و سال و روز	تعداد مدت عمر	تاریخ وصال مع ماہ و سال و روز	مقام مزار	کیفیت
حضرت شاہ عبدالرزاق بانسوی رح	۰	۰	۶ رشوال سنہ ۱۱۳۶ھ	بانسہ شریف	مادۂ تاریخ مولود قطب عہد و فخر اولیا ۵ تاریخ شب ششم کو قل ہوتا ہے اور حقیقی تاریخ حافظ مقیم صاحب انکے خلیفہ کا قل ہوتا ہے اس میں بھی شرکت ضرور ہے ۔
حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح ساکن ہارون ملک خراسان متصل نیشاپور	۰	۰	۵ رشوال سنہ ۶۱۷ھ	مکۂ معظمہ مابین کعبہ شریف و جنت المعلیٰ چوترہ و مکان شریف مکہ	۵ و ۶ قل کی تاریخ ہے
حضرت شیخ مصلح الدین سعدی	۰	۱۲۰	۵ رشوال سنہ ۶۹۱ھ شب جمعہ	شیراز	۰
حضرت سید باقی رح	۰	۰	۵ رشوال سنہ ۱۰۶۵ شنبہ	۰	۰
حضرت خواجہ اویس قرنی رح	۰	۰	۷ رشوال سنہ ۳۹ھ جمعہ	۰	۰
حضرت ہبیرۃ البصری رح	۰	۰	۷ رشوال	بصرہ	۰
حضرت شاہ عبدالعزیز رح فرزند کلاں شاہ ولی اللہ محدث رح	سنہ ۱۱۵۹ھ		۷ شوال سنہ ۱۲۳۹ھ	دہلی	۰
حضرت شاہزادہ سلطان محمد رح	۰	۰	۸ رشوال دوشنبہ	۰	۰
حضرت محمد بن اسمٰعیل مؤلف صحیح بخاری	۱۰ رشوال سنہ ۱۹۴ھ	۰	۹ رشوال سنہ ۲۵۶ھ	۰	۰
حضرت ابوعثمان مغربی رح	۰	۰	۹ رشوال سنہ ۳۷۳ھ	نیشاپور	واقع ملک فارس
حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ	۰	۰	۱۴ شوال	بیرون مدینہ منورہ	۰
حضرت سید حسن قدس سرہٗ	۰	۰	۱۷ رشوال سنہ ۶۱۵ھ شب جمعہ	ہرات	۰

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت مع سنہ و روز و وقت	مقدار عمر	تاریخ وفات مع سنہ و روز و وقت	جائے مزار	کیفیت
حضرت امیر خسرو دہلوی رح	۰	۷۵	۱۷ر شوال ۷۲۵ھ شب جمعہ	دہلی	۰
حضرت مولینا نظام الدین رح	۰	۰	۲۱ر شوال	۰	۰
چچی صاحبہ مؤلف کتاب ہذا یعنی والدہ ظہور الدین خاں	۰	۰	۲۳ر شوال ۱۳۰۹ھ	جے پور	احاطۂ مزار مولانا ضیاء الدینؒ جانب شرقی مزار
حضرت حذیفہ مرعشی رح	۰	۰	۲۴ر شوال	بصرہ	۰
حضرت میاں شاہ عبدالحق صاحبؒ	۰	۰	۲۴ر شوال	مکۂ معظمہ	۰
حضرت ولی محمد نارنولی	۰	۰	۲۵ شوال ۱۰۵۶ھ روز جمعہ	اکبر آباد	۰

وجہ تسمیہ ماہِ ذیقعدہ

ذی قعدہ قعود سے بنایا گیا جس کے معنی بیٹھنے کے ہیں۔ چونکہ یہ مہینہ ماہ حرام سے ہے جنمیں لڑائی یعنی قتال حرام تھا اس لیے عرب اس مہینہ میں محاربہ اور قتال سے بیٹھ جاتے تھے یعنی باز رہتے تھے۔ دوسرے دو مہینے ذی الحجہ اور محرّم جنمیں جدال و قتال حرام تھا باز رہتے تھے۔ اسلیے اس مہینہ کا نام ذیقعدہ ہوا

فضائل ماہِ ذیقعدہ

ذیقعدہ کو ماہِ ذی الحجہ کی فضیلت ہے۔ اس مہینہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی عمرہ کیا ہے

اعمال و وظائف ماہِ ذیقعدہ

نماز مہینۂ ذیقعدہ میں حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ جو پہلی رات ذیقعدہ کو شب بیداری کرے اس طرح کہ ہزار رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں دس دس بار اخلاص۔ اللہ تعالی ستر ہزار گناہ بخشے۔ اور شرِ شیطانی سے محفوظ رکھے۔

ایضًا۔ ہر شب دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں تین بار اخلاص۔ ثواب عظیم پائے۔

فہرست اسمائے بزرگانِ دین مع تاریخ ولادت و رحلت بماہ ذیقعدہ

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت و سنہ ولادت	عمر شریف	تاریخ رحلت و سنہ رحلت	مقام مزار	کیفیت
حضرت امام محمد تقی بن امام علی موسیٰ رضا	۔	۔	یکم ذیقعدہ سنہ ۲۸۴ھ شنبہ	۔	۔
حضرت شاہ میر فیض اللہ بن میر ابوالعلا	۔	۔	یکم ذیقعدہ سنہ ۱۰۸۱ھ	۔	۔
حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب رح	۔	۔	۲ ذیقعدہ	جے پور	۔
حضرت محمد زبیر مجددی رح	۵ ذیقعدہ سنہ ۱۰۹۳ھ دوشنبہ	۔	۴ ذیقعدہ سنہ ۱۱۵۲ھ	روضہ	۔
حضرت شیخ محمد زمان متوکل رح	۔	۔	۶ ذیقعدہ سنہ ۱۰۹۴ھ	۔	۔
حضرت مولانا عبدالرحمٰن رح	۔	۔	۶ ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۳ھ	لکھنؤ	مادۂ تاریخ حق دید حق شنید حق بود گفت۔ عرس پہلی سے ۶ تک ہوتا ہے۔
حضرت مولانا شاہ محمد عظیم چشتی رح	۔	۔	۷ ذیقعدہ سنہ ۱۲۳۱ھ	۔	۔
حضرت فخر الدین عراقی رح	۔	۔	۸ ذیقعدہ سنہ ۶۸۸ھ	دمشق	۔
حضرت سید نور محمد بدایونی رح	۔	۔	۱۱ ذیقعدہ سنہ ۱۱۴۵ھ	بیرون حوض [illegible] غیاث پور	دہلی سے پانچ کوس ہے
حضرت نظام الدین اورنگ آبادی رح	۔	۔	۱۲ ذیقعدہ سنہ ۱۱۴۲ھ	اورنگ آباد	۔
حضرت سید محمد چشتی رح	۔	۔	۱۸ ذیقعدہ سنہ ۸۲۵ھ	ملک دکن	۔
حضرت سید محمد حسن علی شاہ محدث دہلوی رح	۔	۔	۱۹ ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۳ھ	۔	۔
حضرت مولانا سید رستم علی صاحب رح	۔	۔	۲۱ ذیقعدہ	[illegible]	۔
حضرت حسین بن منصور حلاج رح	۔	۹۷	۲۴ ذیقعدہ سنہ ۲۸۹ھ	۔	۔
حضرت شاہ رؤف احمد مجددی رح	۱۲۰۱ھ	۔	۲۶ ذیقعدہ سنہ ۱۲۵۳ھ	[illegible]	[illegible]

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت مع سنہ ولادت	مدت عمر	تاریخ وصال مع سنہ وصال	مقام مزار	کیفیت
حضرت شیخ کمال الدینؒ علامہ چشتی	٠	٠	٢٧ ذیقعدہ سنہ ٧٥٦ھ	دہلی	٠
حضرت خواجہ حسن محمد چشتیؒ	٠	٠	٢٨ ذیقعدہ سنہ ٩٨١ھ	٠	٠

وجہ تسمیہ ماہِ ذی الحجہ

حجہ ایک دفعہ کے حج کرنے کو کہتے ہیں۔ اور سال کو بھی کہتے ہیں۔ پس ذی الحجہ کے معنی صاحب حج یا صاحب سال کے ہوئے اور یہی نام اس مہینہ کا جس میں حج ہوتا ہے اور سال بھی ختم ہوتا ہے رکھا گیا۔

فضائلِ ماہِ ذی الحجہ

اس مہینے کی فضیلت جا بجا آیاتِ قرآنِ عظیم سے نکلتی ہے۔ حضرت حق عزمجدہٗ نے ان دس راتوں کی قسم کھائی ہے وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ۔ ان دس راتوں کی فضیلت احادیث سے بھی ثابت ہے عشرۂ اوّلِ ذی الحجہ میں نو دن کا روزہ رکھنا بھی آیا ہے یومِ عرفہ کے روزہ کا نہایت ثواب ہے۔ یہ ہی مبارک دن ہے جس میں اللہ تعالےٰ نے حج کو لوگوں پر بشرطِ استطاعت فرض کیا ہے۔ اس میں آسمان سے روئے زمین پر انوار کی بوچھار ہوتی ہے۔ اور ہزاروں گنہگاروں کے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔ ان دس راتوں میں دریائے رحمتِ الٰہی جوش زن ہوتا ہے۔ رحمتِ الٰہی کے قطرات سے حاجیوں کے لاکھوں قافلے سرشار ہوتے ہیں۔ ان راتوں میں دعا مانگنے سے ہزاروں کی امیدیں بر آتی ہیں۔ ان دس راتوں کو نوافل اور اوراد و ادعیہ سے خشوع و خضوع کے ساتھ زندہ رکھے اور شروعِ ذی الحجہ سے عرفہ تک نو روزے رکھے۔ اگر نہ سکے تو عرفہ کا روزہ ضرور رکھے۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ عرفہ کے دن مسلمانوں کو چاہیے کہ سو مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ

وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور سَو مرتبہ سورۂ اخلاص اور سَو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اور سَو مرتبہ استغفار اور سو مرتبہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھے اور اثنائے دعوات میں تلبیہ یعنی لبیک :-

اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ وَمِنْکَ وَاِلَیْکَ ۔	(ترجمہ) مستعد ہوں مستعد ہوں اب اے اللہ مستعد ہوں مستعد ہوں تیری خدمت کیلئے کوئی تیرا شریک نہیں میں مستعد ہوں تیری خدمت کیلئے اور حاضر ہوں اور بہتری

تیرے قبضہ میں ہے اور تجھ سے ہی اور تیری طرف ہے۔

بتضرع وزاری اپنی حاجات قبول ہونے کی غرض سے پڑھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دن ایسے نہیں کہ اُن میں عمل صالح اللہ کو محبوب تر ہوں، جیسے ان دس دنوں میں۔ صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ اور نہ اللہ کی راہ میں جہاد۔ فرمایا اور نہ اللہ کی راہ میں جہاد۔ پھر عرض کیا۔ اور نہ اللہ کی راہ میں جہاد۔ فرمایا نہ اللہ کی راہ میں جہاد، مگر وہ شخص کہ اپنی جان و مال لیکر جائے پھر اُسمیں سے کچھ نہ لائے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عشرۂ ذی الحجہ سے کوئی دن افضل نہیں ہے علماء کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص سال میں سے افضل دنوں کے روزوں کی منت مانے تو ان دنوں کی طرف متوجہ ہو۔ اور تمام دنوں سے افضل دن کے روزے رکھنے کی منت مانے تو یوم عرفہ کی طرف متوجہ ہو اور ہفتہ میں سے افضل دن کی منت مانے تو جمعہ کے دن کی طرف متوجہ ہو۔ عرفہ کا روزہ ایک سال آئندہ اور ایک سال گزشتہ کا کفارہ ہوتا ہے۔ اس دن روزہ رکھنا مستحب ہے۔

ماہِ ذی الحجہ میں کسوف وخسوف واقع ہوں تو جاننا چاہیے کہ دنیا آخری ہوئی۔ فتنے قائم ہوئے۔ عیب کے چھپانے والے مرتے جائینگے اُسکے اظہار کرنیوالے زیادہ ہونگے۔ آرائش ظاہری بڑھ جائیگی آخرت کی تباہی دنیاداروں کے ہاتھ سے ہوگی۔ لوگ کسی امر کا خیال نہ کرینگے۔ اُن کے دل منافق ہمتول آدمیوں کی عزت کرینگے۔ درویشوں کو خوار وحقیر سمجھیں گے۔

اعمال و وظائف ماہ ذی الحجہ

کتاب ریاحین میں لکھا ہے کہ ہر شب ماہ ذی الحجہ میں نماز وتر کے بعد سونے سے پہلے دو رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں ایک بار اخلاص۔ خدائے تعالیٰ اُسکو اُسکے ہر موئے جسم کے بدلے دس نیکیاں عطا کرے۔ اور ہزار دینار صدقہ کرنے اور ساٹھ غلام آزاد کرنے کا ثواب مرحمت فرمائے۔

ایضاً۔ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ شہر ذی الحجہ کی ہر شب جمعہ کو چھ رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں اخلاص پندرہ بار اور فراغ کے بعد دس بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ اور دس بار درود پڑھے۔ خدا تعالیٰ اُسکو سو بندے آزاد کرنیکا ثواب دے اور اُسکے مرنے کے وقت فرشتہ خوشنودیِ خدا کی خبر کرے۔ اور قیامت تک اُسکی آمرزش کی دعا کرے۔

ایضاً۔ ماہِ ذی الحجہ میں ہر روز دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں تین بار اخلاص۔ خدا تعالیٰ اُسکو نیکی زیادہ دے اور اُسکی بدی دور کرے۔

نماز ترویہ۔ یعنی ساتویں اور آٹھویں رات ذی الحجہ کی سولہ رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں ایک بار آیۃ الکرسی اور پندرہ بار سورۂ اخلاص۔ اُسکے گناہ بخشے جائیں اور حاجات بر آئیں اور سفر سے بسلامت آئے اور بیماری سے صحت پائے اور قید سے رہائی اور غم سے فرحت حاصل ہو۔

نماز روز ترویہ۔ یعنی ذی الحجہ کی ساتویں اور آٹھویں تاریخ چھ رکعت نماز پڑھے۔ پہلے چار رکعت بیک سلام۔ اوّل میں والعصر۔ دوسری میں لائلاف۔ تیسری میں کافرون چوتھی میں اِذا جاء۔ بعدہٗ دو رکعت ہر رکعت میں اخلاص تین بار۔ اگر تمام خلق اس نماز کے ثواب کو بیان کرنا چاہے۔ تمام عمر بیان نہ کر سکے۔

نماز عرفہ۔ نماز شب عرفہ، چار رکعت نماز بیک سلام پڑھے۔ ہر رکعت میں انا انزلنا تین بار اور اخلاص ۲۱ بار اور بعد سلام کے ستر ستر بار درود اور استغفار پڑھے۔ روزہ چارہ رمضان اور چالیس حج اور بارہ شب قدر کی شب بیداری کا ثواب پائے اور بہشتِ عدن میں داخل ہو۔

ایضاً۔ روزِ عرفہ مابین ظہر اور عصر کے چار رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں اخلاص پچاس بار۔ تمام گناہ بخشے جائیں۔

شب عید الضحےٰ کی نمازوں کا بیان

ریاحین میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ بارہ رکعت پڑھے ہر رکعت میں آیۃ الکرسی ایکبار اخلاص پانچ بار۔ گناہوں سے باہر آئے اور فردوس بریں میں جگہ پائے۔

ایضاً تحفہ میں مذکور ہے کہ دو رکعت پڑھے۔ گناہوں کی آمرزش ہو۔

ایضاً۔ چار رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں اخلاص اور معوذتین ایک بار۔ بعد فراغ کے ستر بار کلمۂ تجید پڑھے اور ایک بار۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّ لَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ۔	(ترجمہ) گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے کوئی اُسکا شریک نہیں ایک اللہ ہم اُسی کی عبادت کرتے ہیں اُسکے واسطے دین کو خالص کرنیوالے اور کافر بڑے بُرا جانا کریں۔

بیان نماز نفل روز عید الضحےٰ۔ بعد نماز عید الضحےٰ کے مسجد سے نکلے اور وہی نماز پڑھے جو عید الفطر میں مرقوم ہے۔

ایضاً۔ دو رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں والشمس پانچ بار۔ حج و عمرہ کا ثواب پائے اور مال میں برکت ہو۔

ایضاً۔ دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں سورۂ کوثر تین بار۔ قربانی کا ثواب پائے۔

صیام نوافل کا بیان۔ ہزاری روزے تمام سال میں پانچ ہیں۔ ایک روزہ ستائیسویں رجب کا کہ اس شب کو رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج ہوئی ہے۔ دوسرا روزہ پچیسویں ذیقعدہ کا کہ اس روز بنائے کعبہ ہوئی ہے۔ تیسرا اٹھارھویں ذی الحجہ کا کہ اُس روز کعبہ تیار ہوا ہے۔ چوتھا بائیسویں محرم کا کہ اُس روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ہوئی ہے۔ پانچواں بارھویں ربیع الاوّل کا کہ اُس روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی ہے۔

ہر ہفتہ میں دوشنبہ پنجشنبہ جمعہ کا روزہ رکھنا اولےٰ ہے - ایام تشریق اور عیدین میں روزہ حرام ہے
گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں ذی الحجہ کو ایام تشریق کہتے ہیں - پس تمام سال میں پانچ دن
روزہ رکھنا حرام ہے -

اورادِ ذی الحجہ

ابوہریرہؓ کی روایت میں منقول ہے کہ جو شخص اوّلِ ماہ بہ نیت ذی الحجہ دو رکعت نماز پڑھے - رکعت
اوّل میں بعد فاتحہ آیت اوّل سورۂ انعام از الحمد للہ الذی خلق السموات - تا - ویعلم ما تکسبون پڑھے
اور رکعتِ دوم میں بعد فاتحہ سورۂ کافرون ایک مرتبہ پڑھے - اللہ تعالیٰ حج کرنیوالوں کا ثواب اُسکے
نامۂ اعمال میں ثبت فرمائیگا -

نقل ہے کہ ایک جوان انتہا درجہ کا فاسق اور فاجر تھا جب اُس نے انتقال کیا خلق کو اُسکی
طرف سے بہت تاسف تھا کہ اُس جوان کی قبر کا اُس تنگ و تاریک گڑھے میں کیا حال ہوگا - اسی
اثناء میں ایک بزرگ نے اُس جوان کو خواب میں دیکھا - پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک
کیا - اُس نے جواب دیا کہ جب لوگ مجھے دفن کر کے واپس چلے گئے - فرشتگانِ عذاب ہاتھ میں
گرز لیے ہوئے آئے اور مجھے معذب کرنا چاہا کہ اُس ذات کی طرف سے جو ہمیشہ سے ہے اور کبھی
نہیں مریگا اور اُس قائم کی جانب سے جو کبھی فنا نہ ہوگا فرمان آیا کہ اس بندے کے عذاب سے
ہاتھ روکو کہ میں نے اسے بخش دیا - اس کی جگہ بہشت ہے کیونکہ وہ ایک حج کرنے والوں سے ہے -
فرشتگانِ عذاب نے میری جانب سے تعذیب کا ہاتھ روک کر عرض کی کہ بارِ خدایا یہ جوان فاسق
و فاجر ریاکار تھا - اس سے کونسی نیکی ہوئی جو تو نے اس کو بخش دیا - فرمانِ الٰہی ہوا کہ اے فرشتو جیسا
تم کہتے ہو ایسا ہی ہے لیکن یہ جوان ماہِ ذی الحجہ کی اوّل رات کو ہر سال دو رکعت نماز پڑھتا تھا
اس جہت سے میں نے بخش دیا -

وہب بن منبہؓ سے منقول ہے کہ حضرت حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تحفہ بھیجا کہ ایامِ عشرۂ
ذی الحجہ کے دس روزے آپ کے اور آپکی اُمت کے واسطے ہزار سالہ عبادت سے بہتر ہیں - اور یہ

کلمات نہایت بارحمت ہیں۔ پس آپ اپنی قوم سے فرما دیں کہ ہر ایک سو سو مرتبہ پڑھے۔ ایسا ہوگا کہ گویا اُس نے توریت کی بارہ ہزار مرتبہ تلاوت کی۔ اور اُن کلمات کے کہنے والوں کے نامۂ اعمال میں دس ہزار نیکیاں لکھی جائینگی اور اسی قدر بدیاں محو ہونگی اور ہزار فرشتے اس کے حق میں دعا کرینگے۔ اور اسکے عمل تمام روئے زمین کے عمل کرنے والوں سے افضل ہونگے۔ عوارف میں جناب شیخ الاسلام شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ بستان فقیہ ابو اللیث سمرقندیؒ میں لکھا ہے کہ یہ کلمات انجیل میں نازل ہوئے ہیں نابینا ان کلمات کے پڑھنے کی برکت سے بینا ہوگیا۔ ہر شخص کو لازم ہے کہ ان کلمات کی کمال تعظیم و خدمت کرے۔ جو شخص ان کی تعظیم مرعی رکھیگا انشاء اللہ تعالیٰ اُس کا اثر دیکھے گا۔ کلمات یہ ہیں:-

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔	(ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہی اُسکا کوئی شریک نہیں اُسی کے واسطے بادشاہت اور اُسی کیلیے تعریف ہی۔ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ایسا زندہ ہی جسکو کبھی موت نہیں۔ اُسیکے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پہلے روز کلمات مندرجۂ بالا سو مرتبہ پڑھے اور دوسرے روز یہ کلمات سو مرتبہ پڑھے:-

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا فَرْدًا وِتْرًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا۔	(ترجمہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہی اُسکا کوئی شریک نہیں معبود ہی اکیلا ایک بے نیاز فرد تنہا نہ جسکی بیوی ہے نہ بچے۔

تیسرے روز سو مرتبہ کہے:-

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔	(ترجمہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہی اُسکا کوئی شریک نہیں ایک ہی بے نیاز نہ جنتا ہے نہ خود جنا ہوا ہی اور نہ کوئی اُسکی مثل ہے۔

چوتھے روز سو مرتبہ یہ کلمات کہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

(ترجمہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اُسکا کوئی شریک نہیں اُسی کے واسطے بادشاہت اور اُسیکو تعریف ہے زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اُسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے +

پانچویں روز سو مرتبہ کہے۔

حَسْبِيَ اللّٰهُ وَكَفٰى سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا لَيْسَ وَرَاءَ اللّٰهِ الْمُنْتَهٰى سُبْحَانَ لَمْ يَزَلْ كَرِيْمًا وَلَا يَزَالُ رَحِيْمًا۔

(ترجمہ) اللہ ہم کو کافی ہے اور سن اللہ تعالیٰ نے دعا کرنیوالے کی دعا کو قبول کرلیا سوا خدا کے انتہا نہیں ہے پاک ہے وہ ذات جو ہمیشہ کریم و رحیم ہے۔

چھٹے روز پھر سر سے شروع کرے اور پڑھنے کی ترتیب وہی ملحوظ رکھے عشرۂ ذی الحجہ میں کسی رات کو دو رکعت نماز پڑھے بعد از وتر سونے سے پہلے اِس طرح کہ رکعتِ اوّل میں بعد سورۂ فاتحہ سورۂ کوثر و اخلاص ایک ایک بار اللہ تعالیٰ اُس شخص کو اس قدر ثواب عطا فرمائیگا کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے دوسرا حصہ نہیں کرسکتا۔ اور اس نماز کا پڑھنے والا جب تک اپنی جگہ بہشت میں نہ دیکھ لیگا نہ مرے گا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورۂ والضحےٰ ایّامِ عشرۂ ذی الحجہ میں پڑھیگا حضرت جل جلالہٗ اُسکو بخش دیگا اور جو تمام عشرۂ ذی الحجہ میں ہر روز سورۂ والضحےٰ پڑھتا رہیگا۔ اللہ تعالیٰ اُسکو آتشِ دوزخ سے نجات عطا فرمائیگا۔ بعد نقل (رحلت) شیخ الاسلام معین الدین چشتی سنجریؒ کو خواب میں دیکھا۔ منکر نکیر کا حال دریافت کیا کہ یہ وقوعہ شدنی آپ کے ساتھ کیونکر ہوا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تمام مشکلات آسان کیں۔ جب مجھکو زیر عرش لے گئے میں نے زمین پر سر رکھا۔ آواز آئی کہ سر اوپر اُٹھا۔ اتنا کس واسطے ڈرتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ الٰہی تیری شانِ جباری سے ڈرتا ہوں۔ فرمان ہوا کہ اے معین الدینؒ جو شخص ہمارے کام میں ہے ہم اُس کے

کام میں ہیں۔ جو شخص عشرۂ ذی الحجہ میں سورۂ والفجر پڑھے گا اُسکو ڈر سے کچھ کام نہیں۔ جاؤ ہم نے تم کو بخشدیا اور سیدھے از واصلان درگاہ کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ والفجر کا پڑھنا نہایت ہی فائدہ مند ہے۔

نمازِ عرفہ ۔ شب عرفۂ ذی الحجہ میں دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی سو بار پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کاتبانِ حساب کو حکم دیگا کہ اس شخص کے نامۂ اعمال میں ایکہزار حج مقبول شدہ کا ثواب لکھو۔

جو شخص عرفہ کے روز ظہر اور عصر کے درمیان چار رکعت اس ترکیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ سورۂ اخلاص پچاس بار اور بعد سلام سورۂ اخلاص ایک ہزار مرتبہ پڑھے۔ اُس کو اسقدر ثواب عطا ہوگا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے دوسرا نہ جان سکیگا۔

بروز عرفہ قبل از غروب آفتاب ان کلمات کو سو مرتبہ کہے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اسکے پڑھنے والے کے حق میں اللہ تعالیٰ منادی کراتا ہے اور خوش ہوکر فرماتا ہے کہ اے میرے بندے سوال کر جو تو طلب کریگا عطا کروں گا۔ اور ان کلمات میں ایک بڑی تاثیر یہ ہے کہ جو شخص سوتے وقت اور سو کر اُٹھنے کے وقت ان کلمات کو پڑھیگا شرِ شیطان سے امن میں رہیگا

کلمات یہ ہیں :-

۱ بِسْمِ اللّٰہِ مَا شَاءَ اللّٰہُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ؕ	(ترجمہ) اللہ کے نام سے جو اللہ نے چاہا بغیر اللہ کی مدد کے طاقت اور قوۃ نہیں۔
۲ بِسْمِ اللّٰہِ مَا شَاءَ اللّٰہُ لَا یَسُوْقُ الْخَیْرَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔	۲ اللہ کے نام سے جو اللہ نے چاہا بغیر اللہ کے بہتری نہیں چلتی
۳ بِسْمِ اللّٰہِ مَا شَاءَ اللّٰہُ کُلُّ نِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ	۳ اللہ کے نام سے جو اللہ نے چاہا ہر نعمت اللہ کی طرف سے ہے۔
۴ بِسْمِ اللّٰہِ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ بِیَدِ اللّٰہِ	۴ اللہ کے نام سے جو اللہ نے چاہا سب بھلائی اللہ کے ہاتھ ہے۔
۵ بِسْمِ اللّٰہِ مَا شَاءَ اللّٰہُ لَا یَصْرِفُ السُّوْٓءَ اِلَّا اللّٰہُ	۵ اللہ کے نام سے جو اللہ نے چاہا بغیر اللہ کے برائی نہیں پھرتی۔

بِسْمِ اللّٰہِ مَا شَاءَ اللّٰہُ وَمَا کَانَ مِنْ نِعْمَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ -

اللہ کے نام سے جو اللہ نے چاہا جو نعمت ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے -

شب عید الضحیٰ میں بارہ رکعت آئی ہیں اُن کے پڑھنے سے حج اور عمرہ میں شرکت ہوتی ہے اور سال میں برکت وہ بارہ رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ مرسلات ایک یا ایک مرتبہ اور مرسلات یاد نہو تو سورۂ والشمس پانچ پانچ مرتبہ -

اوراد خواجہ عثمان ہارونیؒ میں لکھا ہے کہ آخر روز ماہِ ذی الحجہ کہ وہ سال کا آخری دن ہے اِس دعا کو پڑھے اللہ تعالیٰ اُسکو تمام سال حفظ وامان میں رکھیگا - دعا یہ ہے :-

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ
اَللّٰھُمَّ مَا عَمِلْتُ مِنْ عَمَلٍ فِیْ ھٰذِہِ السَّنَۃِ
مِمَّا نَصَبْتَنِیْ وَنَسِیْتُ وَلَمْ تَنْسَہٗ وَعَلِمْتَ
عَنِّیْ بِعُدْ رَبِّکَ عَلٰی سَقُوْبَتِیْ وَدَعَوْتَنِیْ
اِلَی التَّوْبَۃِ بَعْدَ جُرْمِیْ عَلَیْکَ اَللّٰھُمَّ اَتُوْبُ
اِلَیْکَ وَاسْتَغْفِرُکَ مِنْھَا یَا غَفُوْرُ فَاغْفِرْلِیْ
مَا عَمِلْتُ مِنْ عَمَلٍ تَرْضَاہُ عَنِّیْ وَوَعَدْتَنِیْ
عَلَیْہِ الثَّوَابَ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ وَلَا تَقْطَعْ
رَجَائِیْ یَا عَظِیْمَ الرَّجَاءِ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ
خَیْرَ ھٰذِہِ السَّنَۃِ وَقِنِیْ فِتْنَتَھَا بِرَحْمَتِکَ
یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ؕ

(ترجمہ) شروع کرتا ہوں میں رحمٰن ورحیم خدا کے نام سے
خداوندا اس سال میں جو عمل کروں تو تیری تقدیر سے
ہے میں بھول گیا اور تو نہیں بھولا اور باوجودے کہ
تو میرے عذاب دینے پر قادر ہے تو نے جانا اور مجھے
توبہ کی طرف بلایا بعد میرے گناہ کرنے کے خداوندا
میں تجھ سے توبہ کرتا ہوں اور تجھسے گناہوں کی مغفرت
مانگتا ہوں - اے غفور تو مجھے بخش جو میں عمل کروں کہ راضی
ہو مجھ سے اور جسپر تو نے مجھ سے توبہ کا وعدہ کیا ہے مجھسے قبول کر
اور اے بڑی امید والے میری امید توڑ خداوندا اس سال کی بہتری
مجھے نصیب کر اور اس کے فتنہ سے مجھے بچا - اپنی رحمت
سے اے ارحم الراحمین -

شیخ بہاءالدین زکریا قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ جو شخص دو رکعت نماز آخر ذی الحجہ میں اس ترتیب سے کہ بعد فاتحہ سو آیت قرآن شریف کی پڑھے اور بعد سلام کے سات مرتبہ اس دعا کو پڑھے - اللہ تعالیٰ اُسکے تمام سال کے گناہ معاف فرماتا ہے ؎

فہرست اسمائے بزرگانِ دین مع تاریخ ولادت و رحلت ماہ ذی الحجہ

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت ماہ و سال ہجری	تعداد سال عمر	تاریخ وصال ماہ و سال ہجری	جائے مزار	کیفیت
حضرت خواجہ جمال الدین عرف چمن چشتی رح	۰	۰	۲ ذی الحجہ	۰	۰
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام	۵۷ھ	۰	۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ		
حضرت مسلم بن عقیل رض	-	۰	۸ ذی الحجہ	-	کوفہ میں شہید ہوئے۔
حضرت مولانا احمد عبد الحق فرنگی محلی رح	۰	۰	۹ ذی الحجہ ۱۱۶۷ھ	۰	مادۂ تاریخ:- ذات اللہ
حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رح	۱۵ شعبان ۷۰۷ھ	-	۱۰ ذی الحجہ ۷۸۵ھ	۰	۰
حضرت خواجہ ابو سعید ابن حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح	۰	۰	۱۱ ذی الحجہ	۰	۰
ظہور الدین خاں صاحب برادرِ عزیز مؤلفِ کتاب ہذا	۰	۰	۱۲ ذی الحجہ	گوہلہ	یہ موضع گوہلہ تحصیل کیتھل ضلع کرنال میں ہے۔ یہاں انتقال ہوا۔ چھٹے مہینے تابوت چوپورہ لاکر مولانا ضیاء الدین کے مزار کی جانب پائین ہوئے۔ نعش بجنسہ موجود تھی۔
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ	۴ سال بعد واقعہ فیل	۸۲	۱۳ یا ۱۸ ذی الحجہ ۳۶ھ	مدینہ منورہ بقیع شریف	۰
حضرت شیخ ولی محمد بن اسرائیل	۰	۰	۱۴ ذی الحجہ ۱۱۸۴ھ	۰	۰
حضرت شاہ عبد الرشید رح	۲ جمادی الآخر ۱۲۳۶ھ	۵۰	۱۹ ذی الحجہ ۱۲۸۶ھ سہ شنبہ	مکہ معظمہ	۰
حضرت شاہ غلام رسول صاحب رسول نما رح	۰	۰	۲۱ ذی الحجہ بعد عصر	کانپور	۰
حضرت جلال الدین تھانیسری رح	۰	۰	۲۴ و ۲۵ ذی الحجہ	تھانیسر	۲۴ و ۲۵ کو عرس ہوتا ہے۔
حضرت قبلہ گاہی مرشد	۰	۰	۲۵ ذی الحجہ ۱۰۶۲ھ	اکبرآباد	۰
حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ	۲۳۴	۱۰۰	۱۷ ذی الحجہ ۳۳۴ھ	بغداد	۰

نام بزرگ مع لقب	تاریخ ولادت معہ ماہ و سال	عمر	تاریخ رحلت معہ ماہ و سال و روز	مقام مزار	کیفیت
حضرت سید مخز الدین امین خواجہ بزرگ رح	۰	۰	۲۷ ر ذی الحجہ	۰	۰
سید جلال بخاری رح	۱۵ ر شعبان سنہ ۷۰۷ھ	۱۰۷	ذی الحجہ سنہ ۸۵۷ھ چہارشنبہ	اوصہ	تاریخ رحلت ۔ گلِ بہشت اللہ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ	۱۳ سال بعد واقعۂ فیل	۶۳	۲۸ ر ذی الحجہ سنہ ۲۳ھ	مدینۂ منورہ روضۂ مقدسہ حضرت سرورِ عالم	۰

فہرستِ اسماءِ بزرگانِ دین مع سالِ رحلت

نام بزرگ	سال رحلت	نام بزرگ	سال رحلت
حضرت امام احمد حنبل رح	سنہ ۲۴۱ھ بغداد	حضرت سفیان ثوری رح	سنہ ۱۱۵ھ بصرہ
حضرت شفیق بلخی رح	سنہ ۱۷۴ھ جیلان	حضرت حاتم اصم رح	سنہ ۲۳۷ھ بلخ
حضرت ذوالنون مصری رح	سنہ ۲۴۴ھ	حضرت مسلم رح	سنہ ۲۶۱ھ
حکیم بوعلی سینا رح	سنہ ۴۲۸ھ	حضرت سلطان محمود غزنوی رح	سنہ ۴۲۰ھ
حکیم سنائی مؤلف حدیقہ رح	سنہ ۵۲۵ھ	حضرت مودود چشتی رح	سنہ ۵۲۷ھ
حضرت ضیاء اللہ صاحبِ تفسیر کشاف رح	سنہ ۵۳۳ھ	حضرت شیخ احمد جام رح ژندہ فیل	سنہ ۵۳۶ھ
حضرت شیخ نظام گنجوی رح	سنہ ۵۹۲ھ	حضرت خاقانی سروانی رح	سنہ ۵۹۵ھ
حضرت شیخ فرید الدین عطار رح	سنہ ۶۲۶ھ نیشاپور	حضرت ناصر الدین قاضی رح	سنہ ۶۹۱ھ ۶۹۱
حضرت امام یافعی قطب مکہ رح	سنہ ۷۵۵ھ ۷۶۶	حضرت خواجہ حافظ شیراز رح	سنہ ۷۶۱ھ مصلیٰ
صاحبقرانِ اوّل امیر تیمور گورگان	سنہ ۸۰۷ھ سمرقند	ملا سعد الدین تفتازانی رح صاحبِ مطول	سنہ ۸۰۸ھ
ملا حسین واعظ صاحبِ تفسیر حسینی رح	سنہ ۹۱۰ھ	حضرت شیخ سلیم چشتی رح	سنہ ۹۷۹ھ فتحپور سیکری ۹۷۹
سید عبد القادر بخاری رح	سنہ ۱۰۵۰ھ	حضرت شیخ عبد الحق دہلوی رح	سنہ ۱۰۵۰ھ دہلی
حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی رح	سنہ ۱۰۵۸ھ الہ آباد	حضرت شیخ پیر محمد لکھنوی رح	سنہ ۱۰۸۵ھ
حضرت میر مومن خوشنویس رح	سنہ ۱۰۹۱ھ	حضرت شیخ عبید اللہ پیر شاہ عالمگیر	سنہ ۱۰۹۲ھ دہلی
شاہ خطیب احمد	سنہ ۱۲۶۶ھ بھوپال	حضرت محمد گیسو دراز	سنہ ۸۲۵ھ گلبرگا

تمام ہفتہ کے شب و روز کے نوافل

نوافل شب جمعہ

تحفہ میں لکھا ہے کہ دو رکعت نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں ستر بار اخلاص اور سلام کے بعد ستر بار استغفار اس کا ثواب بے انتہا ہے۔

ایضاً۔ احیاء العلوم میں جابر رضؓ سے روایت ہے کہ شب جمعہ کو بارہ رکعت پڑھے ہر رکعت میں گیارہ بار اخلاص۔ گویا بارہ برس تک عبادت کی۔

نوافل روز جمعہ

احیاء العلوم میں مرقوم ہے۔ روایت رافع کی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ جو شخص نماز جمعہ سے قبل چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں اخلاص پچاس بار اُسکی جگہ بہشت میں ہو۔

ایضاً مضمرات میں منقول ہے کہ جمعہ کے روز چار رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں گیارہ بار اخلاص بعد سلام کے سو بار لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِؕ اللہ تعالیٰ اُسکا ایمان مرنے تک قائم رکھے۔

ف جو شخص نماز پیشین سے قبل چار رکعت نفل پڑھے اور قرآن شریف سے جو یاد ہو وہ الحمد کے بعد پڑھے اُسے دنیا میں بہشت کی بشارتیں ملے گی اور مرنے کے بعد ستر ہزار فرشتے ہر ایک اُن میں سے نئی قسم کا تحفہ لیئے آئینگے اور بعد دفن قبر پر ... کے طباق لٹائینگے اور بروز حشر جب قبر سے اُٹھایا جائیگا تو اُسے ستر حُلّے بہشتی لاکر پہنائینگے اور دنیا میں اُسکی ہزار حاجتیں پوری ہونگی اور ہر رکعت کے بدلے ہزار سالہ عبادت کا ثواب ملے گا اور جو شخص بعد نماز مغرب چار رکعت پڑھیگا اُسکو عرش کے نیچے جگہ ملے گی۔ اور جمیع آفات سے مامون رہیگا اور بلا حساب بہشت میں داخل ہوگا اور ہر رکعت کے بدلے ایک ہفتے کی نمازوں کا ثواب ملے گا۔ ۱۲ (ملفوظات)

—— (*) ——

نوافل شب شنبہ

احیاء العلوم میں انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جو شخص شب شنبہ کو مابین مغرب اور عشا کے بارہ رکعت پڑھے اور فراغ کے بعد درود پڑھے ایک سو گیارہ بار۔ اُس کے لیے ایک عظیم الشان محل بنایا جائے اور سب گناہ بخشے جائیں۔

ایضاً۔ تحفہ میں ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جو شخص اس شب میں چار رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں کافرون تین بار اور بعد فراغ آیۃ الکرسی ایک بار۔ اللہ تعالیٰ اُس کے لیے ایک سال کی عبادت کا ایسا ثواب لکھائے گویا ہر روز روزہ رکھا اور ہر شب قیام میں گزاری۔

نوافل روز شنبہ

احیاء العلوم میں ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ جو شخص چار رکعت بیک سلام پڑھے اور ہر رکعت میں کافرون تین بار اور بعد سلام کے آیۃ الکرسی ایک بار پڑھے خدا تعالیٰ اُسکے لیے حج اور عمرہ اور ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھائے اور شہادت کا مرتبہ عنایت کرے اور زیر سایۂ عرش انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوگا۔

ایضاً۔ تحفہ میں مروی ہے کہ چاشت کے وقت چار رکعت پڑھے۔ جو کچھ خدا سے طلب کرے پائیگا اور پیغمبروں (علیہم السلام) اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ قیامت میں اُٹھے گا۔

نوافل شب یکشنبہ

احیاء العلوم میں مرقوم ہے کہ بیس رکعت پڑھے ہر رکعت میں پانچ بار اخلاص اور ایک بار معوذتین اور فراغ کے بعد سو سو بار درود اور استغفار اور لاحول اور اللّٰهم اغفرلی پڑھے قیامت میں بے خوف اُٹھیگا اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بہشت میں ہوگا۔

ایضاً۔ تحفہ میں انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ دس رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں تیس بار سورۂ اخلاص۔ آتش دوزخ سے نجات پائے اور بہشت میں درجہ شہادت کے ساتھ داخل ہو۔

نوافل روزِ یکشنبہ

تحفہ میں ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں امن الرسول ایک بار خدا تعالیٰ اُسکے لیے ہزار حج اور ہزار عمرہ اور آزادی ہزار بردے کا ثواب لکھائے۔

ایضاً قبل عصر کے چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں سبح اسم ایک بار ختم قرآن اور جملہ کتب سماوی کا ثواب پائے اور پیغمبروں کے ساتھ بہشت میں جائے۔

نوافل شبِ دوشنبہ

احیاء العلوم میں انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جو شخص چار رکعت بیک سلام اس طرح پڑھے کہ پہلی سورۂ اخلاص دس بار دوسری میں بیس بار تیسری میں تیس بار اور چوتھی میں چالیس بار۔ اور سلام کے بعد ستر بار اخلاص اور پچھتر بار اللھم اغفرلی اور ستر بار درود پڑھے۔ جو حاجت طلب کرے خدا تعالیٰ بر لائے۔ اور اسکو نمازِ حاجت کہتے ہیں۔

ایضاً۔ تحفہ میں ہے کہ ابو امامہ باہلی رضؓ سے روایت ہے کہ جو شخص دو رکعت پڑھے، ہر رکعت میں آیۃ الکرسی اور اخلاص اور معوذتین ایک ایک بار اور بعد سلام کے استغفار اور درود سو سو بار پڑھے خدا تعالیٰ اُسکو بہشتیوں میں لکھائے اگرچہ دوزخ کے لائق ہو۔ اور اس نماز کے حروف کی برابر ظاہر و مخفی گناہ بخشے۔ اور حج اور عمرہ اور شہادت اور سات غلام آزاد کرنے کا ثواب دے۔

نوافلِ روزِ دوشنبہ

احیاء العلوم میں جابر رضؓ سے روایت ہے کہ جو شخص طلوعِ آفتاب کے بعد دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں آیۃ الکرسی اور اخلاص اور معوذتین تین تین بار اور سلام کے بعد دس بار استغفار پڑھے خدا تعالیٰ اُس کے سب گناہ بخشے۔

ایضاً۔ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جو شخص طلوع آفتاب کے بعد بارہ[۱۲] رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں ایک بار آیۃ الکرسی اور فراغ کے بعد بارہ بارہ بار اخلاص اور استغفار پڑھے۔ قیامت کے

روز پکارا جائیگا کہ خدا تعالیٰ سے اپنا ثواب لے، اور ہزار حُلّے اور تاج نور عطا ہوں اور فرشتے استقبال کر کے بہشت میں لے جائیں۔

نوافل شب سہ شنبہ

کتاب الاوراد میں مذکور ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں اخلاص اور معوذتین پندرہ پندرہ بار ثواب عظیم پائے۔

ایضاً۔ کتاب الاوراد میں مذکور ہے کہ بارہ رکعت پڑھے ہر رکعت میں اذا جآء پانچ بار۔

ایضاً۔ تحفہ میں مذکور ہے کہ بارہ رکعت پڑھے ہر رکعت میں آیۃ الکرسی ایک بار اور اخلاص تین بار۔ دنیا سے جاتے ہی اپنی جگہ بہشت میں دیکھے۔

نوافل روز سہ شنبہ

احیاء العلوم میں بایزید فارسی نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ آفتاب طلوع ہونے کے وقت دس رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں آیۃ الکرسی ایک بار اور اخلاص تین بار۔ ستّر روز تک اُسکا کوئی گناہ نہ لکھا جائے اور ستّر برس کے گناہ بخشے جائیں اور شہادت کا درجہ پائے۔

نوافل شب چہار شنبہ

احیاء العلوم میں مروی ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے۔ پہلی رکعت میں دس بار فلق دوسری میں دس بار ناس۔ ستّر فرشتے قیامت کے روز تک اُسکے حق میں ثواب لکھا کریں۔

کتاب الاوراد میں مرقوم ہے کہ چھ رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں ایک بار یہ کلمات پڑھے۔

قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَتُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ وَ

(ترجمہ) کہہ اے اللہ ملک کے مالک تو جسکو چاہے بادشاہت دے اور جس سے چاہے بادشاہت چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسکو چاہے ذلت دے بھلائی تیرے ہاتھ ہے تو ہر چیز پر قادر ہے تو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔	[illegible] کو مردہ سے نکالتا [illegible] سے اور جس کو چاہتا [illegible] بے حساب رزق دیتا ہے۔

اور سلام کے بعد کہے :۔

جَزَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَمُسْتَحِقُّهٗ وَمُسْتَوْجِبُهٗ۔	(ترجمہ) اللہ محمد کو ہماری طرف سے ایسی جزا دے جس کے وہ اہل او مستحق اور لائق ہیں۔

ایضاً تحفہ میں مروی ہے کہ سولہ رکعت پڑھے ہر رکعت میں تین بار اخلاص۔ اپنے اہل سے ستر آدمیوں کی شفاعت پائے۔

نوافل روز چہارشنبہ

احیاء العلوم میں ابو ادریس نے معاذ جبل [illegible] کیا ہے کہ طلوع آفتاب سے قریب بارہ رکعت پڑھے ہر رکعت میں آیۃ الکرسی ایک بار [illegible] تین تین بار۔ عرش کے نزدیک فرشتے ندا کریں کہ گذشتہ گناہ بخشے گئے۔ اور [illegible] قیامت کی سختی [illegible] سے نجات پائے انبیاء (علیہم السلام) کے ساتھ اُٹھے۔ کتاب الاوراد [illegible] میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

نوافل پنجشنبہ

احیاء العلوم میں ابو ہریرہؓ سے مروی [illegible] اور عشاء کے دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں آیۃ الکرسی ایک بار۔ اخلاص [illegible] پانچ بار اور سلام کے بعد پندرہ بار استغفار [illegible] اور اس کا ثواب والدین کو [illegible] والا [illegible] حق ادا ہو [illegible] صدیقوں اور شہیدوں کا [illegible] پائے۔

نوافل جمعہ

احیاء العلوم میں [illegible] اللہ عنہ [illegible] کیا ابن [illegible] ہر کی دو رکعت پڑھے اول میں آیۃ الکرسی [illegible] بار اور سلام کے [illegible]

خدا تعالیٰ لبقدر روزۂ ماہ رجب وشعبان اور رمضان، اور حاجیوں اور ایماندار وں اور نیکوکاروں کی برابر ثواب دیگا۔ اور تحفہ میں لکھا ہے کہ اس نماز کے پڑھنے والے کو پچاس ہزار رکعت کا ثواب ملیگا۔

وظائفِ روز وشب معمولِ پیران ومشائخ عظام چشت رضوان اللہ علیھم اجمعین

جب سوکر اُٹھو داہنی کروٹ سے اُٹھو۔ اور پڑھو:-

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ یُنَزِّلُ الرَّحۡمَۃَ وَالۡبَرَکَۃَ۔

ترجمہ:- اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں سب تعریف اُس اللہ کو جو رحمت اور برکت نازل کرتا ہے۔

پھر وضو کرنا چاہیئے۔ وضو کے بدو دوگانہ نماز ضروری ہے۔ جب اس سے فراغت ہو تب مصلے پر روبقبلہ ہوکر چند آیات سورہ بقرہ اور ستر آیات سورۂ انعام کی اور بیس آیات سورۂ یوسف کی پڑھنی چاہئیں اور سو مرتبہ یہ ذکر کرنا ضروری ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ اسکے بعد تینتیس آیات سورۂ انعام اور بیس آیات سورۂ یوسف کی پڑھنی چاہئیں۔ اسکے بعد سُنتِ فجر کی اوّل رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ [illegible] رکعت دوم میں سورۂ فاتحہ کے بعد الم ترکیف کا پڑھنا بہت فائدہ مند ہے۔ [illegible] سنت کے درمیان سو بار کہے۔

سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ وَبِحَمۡدِہٖ وَاَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ مِنۡ کُلِّ ذَنۡبٍ وَّاَتُوۡبُ اِلَیۡہِ۔

[illegible] اللہ کی [illegible] کے ساتھ اُسکو پاکی ہو اللہ تعالیٰ کی تعریف کے ساتھ [illegible] ہے اور میں ہر گناہ کی اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں [illegible] سے توبہ کرتا ہوں۔

بعدہٗ نمازِ فجر پڑھکر روبقبلہ بیٹھا رہے اور دس مرتبہ کہے:-

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ۔ لَہٗ

(ترجمہ) اللہ کے سوا [illegible] وہ ایک ہے کوئی [illegible] اُس کا

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ	شریک نہیں اُسی کے واسطے بادشاہت اور تعریف ہے
لَا يَمُوْتُ اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ	زندہ کرتا ہی اور مارتا ہی اور وہ ایسا زندہ ہی جو کبھی نہیں مریگا
بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔	بزرگی او بخشش کا صاحب بہتری اُسی کے ہاتھ ہی اور

وہ ہر چیز پر قادر ہے ؕ

اسکے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھے ؛۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا	(ترجمہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی
شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ	معبود نہیں وہ ایک ہی کوئی اُسکا شریک نہیں اور گواہی
وَرَسُوْلُهٗ۔	دیتا ہوں کہ محمد اُسکے بندے اور رسول ہیں۔

پھر تین مرتبہ یہ دعا پڑھے ؛۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ مَّا اخْتَلَفَ الْمَلَوَانِ وَتَعَاقَبَ
الْعَصْرَانِ وَتَكَرَّرَ الْجَدِيْدَانِ وَاسْتَصْحَبَ الْفَرْقَدَانِ وَالضَّمِيْرَانِ
بَلِّغْ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ مِّنِّي التَّحِيَّةَ وَالسَّلَامَ۔ اور تین مرتبہ ... اَسْتَغْفِرُ
کہے۔ اور تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا
وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ؕ اور تین
كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ اسکے بعد
وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِ
سَتَّارُ الْعُيُوْبِ عَلَّامُ الْ
اَتُوْبُ اِلَيْهِ اس کے بعد تین
يَا سُبْحَانُ يَا سُلْطَانُ يَا غَفُ
اسکے بعد تین مرتبہ کہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا
يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا اَحَدُ يَا صَمَدُ يَا عَلِيْمُ
يَا بَاقِيْ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اِقْضِ حَاجَتِيْ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ

اسکے بعد نود و نہ نام پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی پڑھے ۔ اور وہ یہ ہیں :-

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدٌ اَحْمَدُ حَامِدٌ مَحْمُوْدٌ قَاسِمٌ عَاقِبٌ خَاتِمٌ حَاشِرٌ

حَیٌّ مَاحِیٌ دَاعِیٌ سِرَاجٌ مُنِیْرٌ بَشِیْرٌ نَذِیْرٌ هَادِیٌ

مَهْدِیٌّ رَسُوْلُ الرَّحْمَۃِ نَبِیٌّ طٰهٰ یٰسٓ مُزَّمِّلٌ مُدَّثِّرٌ

صَفِیٌّ خَلِیْلٌ کَرِیْمٌ حَبِیْبٌ مَجِیْدٌ مُصْطَفٰی مُرْتَضٰی مُخْتَارٌ

نَاصِرٌ قَائِمٌ حَافِظٌ شَهِیْدٌ عَادِلٌ حَکِیْمٌ اَحِیْدٌ وَحِیْدٌ

قَیِّمٌ جَامِعٌ مُقْتَفِیْ مُقَفِّیْ رَسُوْلُ الْمَلَاحِمِ رَسُوْلُ الرَّاحَۃِ

کَامِلٌ اِکْلِیْلٌ نُوْرٌ حُجَّۃٌ بَیَانٌ بُرْهَانٌ مُؤْمِنٌ مُطِیْعٌ

مُذَکِّرٌ وَاعِظٌ وَاحِدٌ اَمِیْنٌ صَادِقٌ نَاطِقٌ صَاحِبٌ مَکِّیٌّ

مَدَنِیٌّ اَبْطَحِیٌّ عَرَبِیٌّ هَاشِمِیٌّ قُرَیْشِیٌّ مُضَرِیٌّ اُمِّیٌّ عَزِیْزٌ

حَرِیْصٌ رَؤُوْفٌ یَتِیْمٌ طَیِّبٌ طَاهِرٌ مُطَهَّرٌ فَصِیْحٌ سَیِّدٌ

مُتَّقِیٌّ اِمَامٌ بَارٌّ حَقٌّ مُبِیْنٌ اَوَّلٌ اٰخِرٌ ظَاهِرٌ

رَحْمَۃٌ شَفِیْعٌ مُحَرِّمٌ اٰمِرٌ نَاهِیٌ حَلِیْمٌ قَرِیْنٌ

اٰیَتُ اللّٰہِ ۔ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

(ترجمہ) خداوندا محمدؐ پر ایسی صلوٰۃ بھیج کہ صلوٰۃ میں سے کچھ باقی نہ رہے اور محمدؐ پر ایسی رحمت فرما کہ رحمت میں سے کچھ باقی نہ رہے اور محمدؐ پر ایسی برکت کر کہ برکتوں میں سے کچھ باقی نہ رہے ۔

...ن مُحَمَّدٍ ... شَیْءٌ وَّبَارِكْ ... لَا یَبْقٰی مِنَ الْبَرَکَاتِ

بعد اسکے آیۃ الکرسی اور سورۂ اخلاص پڑھے ۔ پھر تین مرتبہ یہ آیت پڑھے :۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۔	(ترجمہ) پھر اگر وہ پھر جائیں تو کہدو کہ مجھے اللہ کافی ہے ۔ اُسکے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اُسی پر بھروسہ کیا اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے ۔

اسکے بعد تین مرتبہ یہ آیت آخر سورۂ بقرکی پڑھے :۔

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔	(ترجمہ) اے ہمارے رب اور ہم سے وہ چیز نہ اٹھوا جسکے اٹھانے کی ہمکو طاقت نہیں اور ہمکو معاف کر اور بخش تو ہم پر رحم فرما تو ہمارا مولا ہے قوم کفار پر ہماری مدد کر اے ارحم الراحمین اپنی رحمت سے ۔

اسکے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھے ۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اَلْاَحْیَآءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝	(ترجمہ) خداوندا مجھے اور میرے ماں باپ کو اور جس کو اُنھوں نے جنا اور سب مسلمان مرد وعورت کو زندہ ہوں یا وہ مردہ اپنی رحمت سے بخش دے ۔ اے رحم کرنے والوں میں سب سے بڑے رحم کرنے والے ۔

اس کے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھے :۔

سُبْحَانَ الْاَوَّلِ الْمُبْدِیِٔ سُبْحَانَ الْبَاقِی الْمُعِیْدِ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝	(ترجمہ) پاک ہے اول پیدا کرنیوالا پاک ہے باقی الٹا پھیرنے والا بے نیاز ہے نہ کسی کو جنا نہ کسی سے پیدا ہوا اُس کا مثل نہیں ۔

اس کے بعد تین مرتبہ یہ آیت پڑھے :۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ قَدْ اَحَاطَ	(ترجمہ) بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ

اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا۔	کے علم نے ہر چیز کو گھیر لیا۔

بعد اس کے تین مرتبہ کہے:۔

تَوْبَۃُ عَبْدٍ ظَالِمٍ ذَلِیْلٌ وَّلَا یَمْلِکُ لِنَفْسِہٖ خَیْرًا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا مَوْتًا وَّلَا حَیَاۃً وَّلَا نُشُوْرًا۔	(ترجمہ) عبد ظالم کی توبہ ذلیل ہے اور وہ اپنی جان کے لیے بہتری کا نہ مالک ہے نہ نفع کا نہ موت اور زندگی کا نہ اُٹھنے کا۔

اس کے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُکَ اَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ۔	(ترجمہ) اے اللہ اے زندہ اے قائم رکھنے والے اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے دل کو اپنے نور معرفت سے ہمیشہ زندہ رکھ اے اللہ

اس کے بعد تین مرتبہ کہے:۔

یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنِیْ تَوَکَّلْتُ عَلَیْکَ یَا رَبِّ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ یَا رَبِّ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔	(ترجمہ) اے اسباب پیدا کرنے والے اے دروازے کھولنے والے اے دلوں کے پھیرنے والے اور آنکھوں کے اے متحیروں کی دلیل اے فریاد یوں کے فریاد رس میری فریاد کو پہنچ اے رب میں نے تجھ پر توکل کیا اور اے رب میں نے اپنا کام تجھے سونپا بغیر اللہ تعالیٰ بزرگ کی مدد کے طاقت اور قوت نہیں جو اللہ نے چاہا وہی ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔

بعد اس کے ایک مرتبہ کہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ یَا مَنْ یَّمْلِکُ حَوَائِجَ السَّائِلِیْنَ وَیَعْلَمُ ضَمَائِرَ الصَّامِتِیْنَ	(ترجمہ) خداوندا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے وہ ذات جو سائلوں کی حاجتوں کی مالک ہے اور خموشوں کے

فان لک من کل مسئلة منک سمعا حاضرا وجوابا عتیدا وان من صامته علما نافعا فاعطنا مواعیدک الصادقة وایادیک الشاملة ورحمتک الواسعة ونعمتک السابقة انظر الی نظرة برحمتک یا ارحم الراحمین ۝

دلوں کی بات جانتا ہے۔ بے شک تیرے یہاں ہر سوال جو تجھ سے کیا جائے اُسکو فوراً سُننا ہے اور تو اپنے سچے وعدے ہمکو عطا کر اور اپنی شامل نعمتیں اور وسیع رحمت اور قدیمی نعمت سے اے رحم کرنے والوں میں زیادہ رحم کرنے والے اپنی رحمت سے مجھ پر ایک نظر فرما۔

اسکے بعد تین مرتبہ کہے یا حنان یا منان یا برهان یا سبحان یا غفران یا ذا الجلال والاکرام اور پھر تین مرتبہ کہے:۔

اللهم انی اسئلک باسمائک العظیم ان تعطینی ما سألتک بفضلک وکرمک یا ارحم الراحمین ۝ الحمد لله الذی فی السموات عرشه والحمد لله الذی فی القبور قضاءه وامره والحمد لله الذی فی البر والبحر سبیله والحمد لله الذی لا ملجا ولا منجا الا الله لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین۔

(ترجمہ) خداوندا میں تیرے بزرگ اسماء کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اے ارحم الراحمین تو اپنے فضل و کرم سے میرا ہر سوال عطا کر سب تعریف اُس اللہ کو آسمان و زمین جس کا عرش ہے اور سب تعریف اُس اللہ کو قبروں میں جس کی قضا اور حکم ہے اور سب تعریف اُس اللہ کو جنگل و دریا میں جسکی راہ ہے اور سب تعریف اُس اللہ کو جسکے سوا کوئی جائے پناہ نہیں ہے مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو پیچھے رہنے والوں میں بہتر ہے۔ اور پھر تین مرتبہ کہے:۔

اللهم ارحم امة محمد واصلح امة محمد اللهم اغفر امة محمد اللهم فرج عن امة محمد۔

(ترجمہ) خداوندا اُمت محمدؐ پر رحم کر اُمت محمدؐ کو سنوار خداوندا اُمت محمدؐ کو بخش خداوندا اُمت محمدؐ سے غم دور کر۔

بعد اس کے تین مرتبہ کہے :-

سُبْحَانَ اللّٰہِ مِلْأَ الْمِیْزَانِ وَمُنْتَھَی الْعِلْمِ وَزِنَۃَ الْعَرْشِ وَمَبْلَغَ الرِّضَاءِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ؕ

(ترجمہ) میزان کی بھرپور اور منتہائے علم اور عرش کے وزن کے برابر اور انتہا رضا اللہ کو پاکی ہے تیری رحمت کے ساتھ اے ارحم الراحمین۔

اور تین مرتبہ کہے :- رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَّبِالْکَعْبَۃِ قِبْلَۃً وَّبِالْمُؤْمِنِیْنَ اِخْوَانًا۔

(ترجمہ) میں اللہ کے رب ہونے اور دین کے اسلام ہونے اور قرآن کے امام ہونے اور کعبہ کے قبلہ ہونے اور مسلمانوں کے بھائی ہونے سے راضی ہوا۔

اس کے بعد تین مرتبہ کہے :- بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

(ترجمہ) اللہ کے نام سے جو بہترین اسماء ہے اللہ زمین و آسمان کے پروردگار کے نام سے اُس اللہ کے نام سے جسکے نام کے ساتھ زمین و آسمان میں کوئی شے ضرر نہیں کرتی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

بعد اسکے دس مرتبہ کہے۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ یَا مُجِیْرُ۔

ترجمہ :- خداوندا ہم کو دوزخ سے بچا اے بچانے والے۔

اور اس کے بعد سو مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے۔ اور اسکے بعد ایک مرتبہ کہے :-

اَشْھَدُ اَنَّ الْجَنَّۃَ حَقٌّ وَّالنَّارَ حَقٌّ وَّالْمِیْزَانَ حَقٌّ وَّالصِّرَاطَ حَقٌّ وَّالْمَوْتَ حَقٌّ وَّالسُّؤَالَ حَقٌّ وَّکَرَامَۃَ الْاَوْلِیَاءِ حَقٌّ وَّمُعْجِزَۃَ الْاَنْبِیَاءِ فِی الدَّارِ الدُّنْیَا وَالشَّفَاعَۃَ حَقٌّ وَّالسَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَّا رَیْبَ فِیْھَا وَاَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ۔

(ترجمہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور میزان حق ہے اور پل صراط حق ہے اور مرنا حق ہے اور قبر میں سوال حق ہے اور اولیا کی کرامت حق ہے اور نبیوں کے معجزے دنیا میں اور اُن کی شفاعت حق ہے اور قیامت بے شک آنے والی ہے اور بے شک اللہ مُردوں کو اُٹھائیگا۔

اِس کے بعد ہاتھ اُٹھائے اور یہ دعا پڑھے :۔

اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ رَبَّنَا وَزِدْ حُضُوْرَنَا وَزِدْ عِشْقَنَا وَزِدْ مُحَبَّتَنَا وَزِدْ قُبُوْلَنَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ٥	ترجمہ :۔ خداوندا ہمارا نور زیادہ کر اور ہمارا حضور زیادہ کر اور ہمارا عشق و محبت زیادہ کر اور ہمارا قبول زیادہ کر اے ارحم الراحمین۔

اسکے بعد مسبّعات عشر اور سورۂ یٰسٓ پڑھے اسکے بعد سورۂ ملک اور سورۂ جمعہ پڑھے جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہو جائے تو اشراق کی نماز ادا کرے۔ نمازِ اشراق کی دس رکعتیں ہیں پانچ سلام سے اوّل رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ انا انزلنا ایک مرتبہ۔ رکعتِ دوم میں بعد سورۂ فاتحہ سورۂ زلزلہ ایک مرتبہ اور رکعت سوم میں بعد فاتحہ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ ایک بار اور رکعتِ چہارم میں بعد سورۂ فاتحہ کافرون۔ رکعتِ پنجم میں بعد فاتحہ اخلاص دس بار پڑھے۔ جب نماز سے فارغ ہو دس دفعہ درود پڑھے پھر تلاوتِ قرآن شریف میں مشغول ہو تا آنکہ وقتِ نمازِ چاشت آجائے۔ نمازِ چاشت کی بارہ رکعتیں ہیں۔ چھ سلام سے ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ سورۂ والضحٰے ایک ایک مرتبہ پڑھے۔ جب چاشت سے فارغ ہو تو سَو مرتبہ کلمۂ تمجید پڑھے اور سَو ہی مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیجے بعدۂ تلاوتِ قرآن میں مشغول ہو یہاں تک کہ دوپہر ہو جائے اُس وقت قرآن شریف گردانے اور چار رکعت نمازِ استوائی پڑھے۔ اس طرح سے کہ بعدِ فاتحہ ہر رکعت میں پانچ بار اخلاص پڑھے۔ اس عمل سے حضرت حضر علیہ السلام سے ملاقات ہوتی ہے۔ پھر سو رہے۔ بعدہ ظہر کی نماز کے وقت ظہر کی بارہ رکعتیں ہیں اِن بارہ رکعتوں میں قرآن شریف کی آخری دس سورتیں پڑھے۔ اور جب سلام پھیرے دس مرتبہ درود شریف پڑھے اور پھر سورۂ نوحؑ پڑھے اور مراقبہ میں مصروف ہو۔ جب عصر کا وقت آئے سَو دفعہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھے اور چار رکعت سنت رسول علیہ السلام ادا کرے۔ بعدۂ چار رکعتِ فریضۂ عصر پڑھے جب نمازِ عصر سے فارغ ہو سورۂ فتح ایک بار پڑھے۔ سورۂ ملک پانچ بار سورۂ نبأ اور سورۂ نازعات ایک ایک بار پڑھے۔ خدا تعالیٰ اِن سورتوں کے پڑھنے والوں کو عذابِ گور سے پناہ میں رکھتا ہے۔ بعد نماز

شام ادا کرے۔ بعدہٗ سنت مغرب کی دو رکعت پڑھے۔ نماز حفظ الایمان اس طرح سے کہ اوّل رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص تین بار اور سورۂ ناس ایک بار پڑھے۔ فراغت نماز کے بعد سجدہ کرے اور اُس میں یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ گیارہ بار کہے بعد ازاں صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعت ادا کرے۔ یہ تین سلام سے پڑھنی چاہیے۔ رکعت اوّل میں بعد فاتحہ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ ایک مرتبہ۔ رکعت دوم میں بعد فاتحہ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ایک بار۔ رکعت سوم میں بعد سورۂ فاتحہ سورۂ والعصر ایک بار پڑھے بعدہٗ ذکر خدا میں مشغول ہو۔ یہاں تک کہ نماز عشا کا وقت آجائے اُسے ادا کرے جب ادا کر چکے تو یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔	(ترجمہ) خداوندا اپنے ذکر اور شکر اور اپنی اچھی عبادت پر میری مدد کر۔

بعد اس کے چار رکعت نماز حفظن پڑھے۔ اوّل رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی تین بار اور باقی تین رکعتوں میں سورۂ اخلاص سورۂ فلق سورۂ ناس ایک ایک بار علی الترتیب پڑھے اور سلام کے بعد دعا کرے انشاء اللہ تعالیٰ مقرون باجابت ہوگی۔ بعدہ چار رکعت صلوٰۃ العادت پڑھے۔ رکعت اوّل میں بعد فاتحہ سورۂ قدر تین مرتبہ اور سورۂ اخلاص پندرہ دفعہ پڑھے۔ ایسا ہی اور رکعتوں میں کرے پھر سجدہ میں جائے اور یہ دعا پڑھے:۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ پھر دوزانو بیٹھے اور یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بَرَكَةً فِی الْعُمُرِ وَصِحَّةً فِی الْبَدَنِ وَرَاحَةً فِی الْمَعِیْشَةِ وَسْعَةً فِی الرِّزْقِ وَزِیَادَةً فِی الْعِلْمِ وَثَبِّتْنَا عَلَی الْاِیْمَانِ۔	(ترجمہ) خداوندا میں تجھ سے عمر میں برکت اور بدن میں صحت اور زندگی میں راحت اور رزق میں وسعت اور علم میں زیادتی مانگتا ہوں۔ اور ہم کو ایمان پر قائم رکھ۔

اور اسکے بعد جو وظیفہ مقرر کیا ہو پڑھے۔ اسکے بعد رات کے تین حصے کرے حصہ اوّل میں مشغول بہ نماز رہے اور ایک حصہ سوئے اور آخری حصہ میں تہجد ادا کرے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

ہے کہ تہجد کی نماز مجھپر اور میری اُمت کے اولیا پر واجب ہے چاہیئے کہ چار سلام سے ادا کرے اور جو کچھ قرآن مجید سے یاد ہو پڑھے۔ پھر تھوڑی دیر سو رہے۔ بعدہٗ صبح کاذب کے قریب اُٹھے تجدیدِ وضو کرے اور مشغول الی اللہ ہو۔ پھر نمازِ صبح ادا کرے اور حسبِ قاعدہٗ مذکورہٗ بالا عمل میں لائے۔ ایک بزرگ ہمیشہ تہجد کی نماز پڑھتے تھے۔ اتفاقاً ایک دفعہ قضا ہوگئی۔ صبح کو گھوڑے کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ آپ نے سبب دریافت کیا۔ اسی درمیان میں ہاتف نے آواز دی کہ آج نمازِ تہجد آپ نے قضا کی اس سبب سے گھوڑے کا پاؤں ٹوٹ گیا۔

یہ وہ وظائفِ روز و شب مذکور ہوئے جنکو مشائخ عظام چشت رضوان اللہ علیہم اجمعین روزمرہ پڑھا کرتے تھے جو انہیں پڑھیگا وہ مشائخ چشت کی سنت پر چلیگا۔

باب چہارم جانوران حلال و حرام و ذبح و شکار

مذہب حنفیہ کے قواعد کلیہ دربارہ حلال و حرام جانوران و ذبح جانوران

"از رسالہ تمیز الکلام در بیانِ حلال و حرام و فتاوی عالمگیری"

قاعدہ:۔ جن جانوروں کی حرمت کلام اللہ شریف اور حدیث شریف سے ثابت ہوئی ہے جیسے سور گدھا یا لیوہ بیشک حرام ہیں۔

قاعدہ:۔ جن جانوروں میں خون بالکل نہیں ہے۔ جیسے مکھی، بھنبیری، پتنگا، بھونرا، بھڑ، جونک جوں، جھینگر، مکڑی، بچھو، جھجڑی، چیونٹی، چیونٹا، جگنو، بیربہوٹی، دیمک، کنسلائی، کملا وغیرہ سب حرام ہیں۔ مگر ٹڈی کہ بغیر ذبح بھی حلال ہے۔

قاعدہ:۔ جن جانوروں میں خون ہے لیکن خون بہتا ہوا نہیں ہے جیسے سانپ، چھپکلی، گرگٹ وغیرہ سب حرام ہیں۔

قاعدہ:۔ جو جانور حشرات الارض ہیں یعنی زمین کے اندر رہتے ہیں جیسے چوہا، چھچھوندر، گھونس، نیولا

وغیرہ سب حرام ہیں۔ مگر خرگوش حلال ہے۔

قاعدہ:۔ جو جانور دریا میں پیدا ہوتے ہیں اور وہاں ہی زندگی بسر کرتے ہیں۔ جیسے مینڈک۔ کیکڑا۔ مگر مچھ۔ کچھوہ وغیرہ سب حرام ہیں۔ مگر مچھلی لیکن وہ مچھلی کہ بغیر علت یعنی آپ سے مر کر پانی پر اُلٹی ہو جائے بلا شبہ حرام ہے۔ اور چھوٹی مچھلی جس کا پتہ وغیرہ جدا نہ ہو سکے وہ مکروہ تحریمی ہے۔ کالی مچھلی اور مارماہی حلال ہے جھینگے میں اختلاف ہے۔ اسکے کھانے سے ترک اولیٰ ہے۔

قاعدہ:۔ وہ جانور جن میں دم مسفوح یعنی بہتا ہوا خون ہے اور گھاس پتے وغیرہ کھاتے ہیں دانتوں سے زخم اور شکار نہیں کرتے جیسے اونٹ، بکری، مینڈھا، بھیڑ، دُنبہ، گائے، بیل، بھینس بھینسا پالو ہوں یا جنگلی، اور نیل گائے، گورخر، ہرن۔ گینڈا، بارہ سنگا یہ سب حلال ہیں۔ گھوڑا جس کو فارسی میں اسپ اور عربی میں فرس کہتے ہیں اس کا گوشت کھانا بھی صاحبین یعنی امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حلال ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مرنے سے تین روز پہلے اس مسئلہ میں صاحبین کی طرف رجوع کیا ہے۔

قاعدہ:۔ وہ پرندے جانور جو پنجے سے زخم اور شکار نہیں کرتے اور دانہ چگتے ہیں۔ جیسے چکور، بٹیر لال، نیل کنٹھ، ہُدہُد، مرغی، بطخ، کبوتر، چڑیا، لوا، بگلا، ممولا، جنڈول، مرغابی، بلبل، مور، بیا بُزا، چکوری، چکوا، تیتر، ابابیل، قاز، شتر مرغ، طوطی، طوطا، جو پالنے سے پڑھنے لگتا ہے علی العموم سبز رنگ کا ہوتا ہے اور دیگر رنگ کا بھی، قمری، فاختہ، مینا، اگن، پوپی وغیرہ حلال ہیں۔

قاعدہ:۔ جو جانور درندے کہ دانتوں سے زخم اور شکار کرتے ہیں جیسے شیر، بھیڑیا، تیندوا، لومڑی، چیتا، بجّو، بلی، کُتا، ریچھ، بندر، لنگور، گیدڑ، سیاہ گوش، ہاتھی وغیرہ حرام ہیں۔

قاعدہ:۔ جو پرندے جانور پنجے سے زخم اور شکار کرتے ہیں۔ جیسے باز۔ باشہ، بہری، ترمتی، چیل شکرہ، لُوٹرا، جُرّہ وغیرہ حرام ہیں۔

قاعدہ:۔ جو پرندے جانور نرا مُردار کھاتے ہیں۔ جیسے ہُما، گدھ وغیرہ حرام ہیں۔ کوّا چار قسم کا ہوتا ہے، ایک وہ جو نرا دانہ چگتا ہے اسکو فارسی میں زاغ کشت کہتے ہیں یہ حلال ہے۔ دوسرا وہ جو

نرا مُردار کھاتا ہے یہ حرام ہے۔ تیسرا وہ جو بچہ سے شکار کرتا ہے۔ اسکو فارسی میں کلاغ کہتے ہیں یہ بھی حرام ہے۔ چوتھا وہ جو دانہ بھی کھاتا ہے اور مردار بھی ہے۔ یہ حلال ہے مگر مکروہ ہے۔

قاعدہ: جن جانوروں کے ماں باپ میں ایک حلال ہو ایک حرام اُن میں ماں کا اعتبار کیا جائیگا۔ اگر ماں حلال ہے بچہ بھی حلال ہے، اور جو ماں حرام تو بچہ بھی حرام ہے۔ اُن جانوروں کے جو حلال ہیں مگر مردار کھاتے ہیں پاک کرنے کا طریق یہ ہے کہ اونٹ اور گائے کو دس روز تک، اور بکری کو چار روز اور مرغی وغیرہ کو تین روز تک باندھکر اور بند کر کے دانہ گھاس دے بعد اُس کے ذبح کرے اور اگر اسی قسم کے جانوروں میں سے کسی کے گوشت میں نجاست کھانے کے سبب سے بدبو آتی ہو تو جب تک بدبو باقی رہے باندھکر کھلانا چاہیے۔ ذبح میں چار چیزیں کاٹنی چاہئیں۔ حلقوم[۱] جس میں سے نفس یعنی دم آتا جاتا ہے۔ مری[۲] جس میں کھانا جاتا ہے۔ ودجان[۳و۴] وہ دو رگیں دو طرف گردن کی جسمیں خون جاری ہوتا ہے۔ اگر اکثر ان میں سے کٹ جائیں تو بھی حلال ہے یعنی جس وقت حلقوم اور مری کٹ جائے اور اکثر ودجان سے تو حلال ہے اور جسمیں اس قدر نہ کٹے وہ حلال نہیں۔ اور اگر ہر شئے آدھی آدھی کٹ جائے تو بھی حلال نہیں ہے۔

جاننا چاہیے کہ حلال کرنا دو قسم پر ہے۔ اختیاری[۱]، اضطراری[۲]۔ اختیاری میں حلقوم وغیرہ کاٹنا چاہیے تیز چیز سے اور اُسکا محل جبڑے کے نیچے سے چنبر گردن تک ہے۔ اور وہ بھی دو[۲] قسم ہے۔ ایک ذبح کہ سوائے اونٹ کے اور جانوروں میں اوّل حلق میں کرتے ہیں۔ دوسرے نحر کہ اونٹ کے آخر حلق میں نیزہ مار کر پھر حلال کرتے ہیں مثل دیگر جانوروں کے۔ اور اضطراری جانور کا جس جگہ ہو سکے ناچاری سے زخمی کرنا ہے۔ جیسے جانور کنوئیں میں گر پڑا ہو وہاں جا کر حلال نہیں کر سکتا۔ لہٰذا دور سے نیزہ مارے۔ جہاں لگے حلال ہے۔ یا صید ہو یا کسی کا پالو جانور وحشی ہو جائے اگرچہ شہر میں ہو۔ مگر بکری شہر میں اگر وحشی ہو جائے تو اُسکو اضطراری طور پر حلال کرنا جائز نہیں اور جب ذبح اور نحر پر قدرت ہو تو اُسوقت بطور اضطراری کے حلال کرنا روا نہیں۔ اگر نحر کیا غیر اونٹ کو یا صرف ذبح کیا اونٹ کو تو حلال ہے لیکن مکروہ ہے۔ اس واسطے کہ سنت اونٹ میں اوّل

نحر بھی ذبح ہے ۔ اور اُسکے غیر میں ذبح ہے ۔ اور کل حلق کے درمیان خواہ اسفل خواہ اوسط خواہ اعلیٰ
ہیں ذبح میں مضائقہ نہیں ۔ شرائطِ ذبح سے ہے کہ ذبح کرنیوالا عاقل ہو، طریقہ ذبح کو جانتا ہو
اور اُس پر قادر ہو گو لڑکا ہو مجنون اور بے عقل لڑکے کا ذبیحہ درست نہیں ۔ مدہوش کے ذبیحہ کا
بھی یہی حکم ہے یعنی اگر وہ ذبح کا طریقہ جانتا ہے اور ذبح کرنے پر قادر ہے تو اُس کا ذبیحہ کھایا
جائیگا ورنہ نہیں ۔ اور اُس[2] کا مسلمان یا کتابی ہونا بھی شرط ہے ۔ پس مشرک اور مرتد کا ذبیحہ نہ
کھایا جائیگا ۔ ذبح[3] کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا خواہ اکیلا نام ۔ جیسے اللہ، رحمٰن، رحیم
وغیرہ یا نام کے ساتھ کوئی صفت بھی ملا دینا جیسے اللہ اکبر ۔ اللہ اجل ۔ اللہ اعظم وغیرہ خواہ
عربی زبان میں کہے یا فارسی اُردو وغیرہ میں ۔ اور تسمیہ کی شرائط سے ہے کہ خود[4] ذبح کرنے والا
تسمیہ کہے اور جو شخص اُس جانور کو پکڑے ہوں وہ بھی بسم اللہ اللہ اکبر کہیں تو بہتر اور اولیٰ ہے ۔ اور
اس[5] سے یہ قصد کرے کہ ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے ۔ اور[6] اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ غیر کا
نام نہ ملائے ۔ اور[7] اللہ تعالیٰ کے نام لینے سے خاص اسکی تعظیم کا قصد کرے ۔ اور[8] بسم اللہ کہنے کے
بعد اختیاری میں فوراً ذبح کرنا اور اضطراری میں تیر پھینکنے کے وقت اور شکاری جانور چھوڑنے
کے وقت کہے ۔ اور شرط[9] ہے کہ ذابح محرم یعنی احرام باندھے ہوئے نہ ہو ۔ اور ذبیحہ میں شرط ہے کہ
یا بعد ذبح وہ حرکت کرے یا اُس میں سے خون نکلے ۔ اگر دونوں نہ پائی جائیں تو حلال نہیں ۔ اگر بکری
یا گائے کو ذبح کیا اور اُس سے مثل زندہ کے خون نکلا اور حرکت نہ کی تو اُس کا کھانا جائز ہے ۔ اگر
بکری ذبح کی اور اُس نے حرکت نہ کی مگر اپنا منہ کھول دیا تو کھانا حلال نہیں ۔ اگر منہ بند کر لیا تو اُسکا
کھانا درست ہے ۔ اور اگر آنکھیں کھول دیں تو نہ کھائی جائیگی ۔ اگر آنکھیں بند کر لیں تو کھائی جائیگی ۔
اگر پاؤں پھیلا دے تو اُسکا کھانا درست نہیں ، اگر سمیٹ لے تو اُسکا کھانا درست ہے ۔ اور اگر
بال کھڑے ہو جائیں تو کھانا درست ہے ۔ اور اگر بکھر جائیں تو درست نہیں ۔ یہ صورتیں اُس وقت
کی ہیں کہ ذبح کے وقت اُسکی زندگی معلوم نہ ہو لیکن جب ذبح کے وقت اُسکی حیات کا یقین ہو
تو اُسکا کھانا درست ہے ۔ اور ذبح کا حکم یہ ہے کہ مذبوح پاک اور حلال ہے اگر جسکا کول ہو اور

جبن غیر ماکول سے ہے تو پاک ہے انتفاع کے واسطے حلال نہیں۔ اور مخنث اور خنثے کا ذبیحہ جائز ہے۔ جنب کا ذبح کرنا مکروہ نہیں اور برص والے کا ذبح کرنا اور پکانا جائز ہے۔ مسلمہ اور کتابی عورت ذبح میں مثل مرد کے ہے۔ اور گونگے کا ذبیحہ کھایا جائیگا۔ جس وقت بکری کو گردن کے پیچھے سے ذبح کیا اگر چاروں مذکور کا اکثر مرنے سے قبل کٹ گیا تو حلال ہے۔ ورنہ حلال نہیں۔ مگر اس طور حلال کرنا اسلیے مکروہ ہے کہ خلاف سنت ہے۔ اور جانور کو ایذا زیادہ ہوتی ہے۔ اگر بکری یا گائے بیا ہنے والی ہو تو اُسکا حلال کرنا مکروہ ہے کہ بچہ ضائع ہوتا ہے۔ اور پیٹ کا زندہ بچہ ماں کے ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوتا۔ اور ذبح کرنے کا آلہ تیز چاہیے۔ کوئی چیز ہو، دنکو ذبح کرنا مستحب ہے۔ ذبح میں اتنا کاٹنا کہ سر جدا ہو جاسے مکروہ ہے۔ اور مذبح کی طرف ذبیحہ کو پاؤں گھسیٹتے ہوئے کھینچکر لانا مکروہ ہے۔ اور ایک جانور کا دوسرے کے سامنے ذبح کرنا بھی مکروہ ہے۔ ممانعت سنت کے واسطے قبلہ سے ترکِ توجہ مکروہ ہے۔ قبلہ کی طرف منھ کرکے حلال کرنا مستحب ہے۔ اگر ذبیحہ کو لٹایا اور چھُری لیکر بسم اللہ اللہ اکبر کہا۔ پھر اُس چھُری کو رکھدیا اور دوسری چھُری کو اُٹھالیا پھر ذبح کیا تو حلال ہے۔ اور اگر بسم اللہ اللہ اکبر کہنے کے بعد اُس بکری کو چھوڑدیا اور دوسری بکری کو ذبح کیا اور اِس دوسری بکری پر بسم اللہ اللہ اکبر کہنا قصداً ترک کردیا تو حلال نہیں۔ اور اگر بکری کو ذبح کیلیے لِٹایا اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ لیا۔ پھر انسان سے کلام کیا یا پانی پیا اور چھُری کو تیز کیا یا کھانے کا ایک لقمہ کھایا یا اسی کے مثل اور قلیل عمل کیا تو ذبح کرنا حلال ہے اُسی بسم اللہ سے۔ اور اگر کلام طویل ہوا یا بہت عمل ہوا تو اُس کا کھانا مکروہ ہے۔ اگر بسم اللہ اللہ اکبر کہا اور بکری اُٹھ بھاگی اور اُسکو ذبح کی جگہ پھر پکڑ لایا تو اُس تسمیہ کا اعتبار نہیں ہے۔ اگر دو بکریوں کو تلے اوپر لٹا کر ذبح کیا چھُری کے ایک ہی پھیر سے تو ایک ہی بسم اللہ کافی ہے۔ اگر کئی چڑیاں ہاتھ میں نہیں ایک کو بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا بعد اُسکے دوسری کو بغیر کہے ذبح کیا تو دوسری حلال نہیں ہے۔ لیکن اگر سب کے اوپر ایک ہی مرتبہ چھُری کو پھیرا تو ایک ہی مرتبہ بسم اللہ اللہ اکبر کہنا کافی ہے۔ سات چیزیں ذبیحہ سے مکروہ ہیں۔ ۱ ذکر۔ ۲ دونوں خایہ۔ ۳ مادہ کا مقامِ پیشاب۔ ۴ غدود۔ ۵ پتا۔ ۶ پھکنا۔ ۷ حرام مغز۔ اور دمِ مسفوح یعنی بہتا ہوا خون حرام ہے

اور خون کبد اور تلی حرام نہیں ہے۔ ناپاک وہی خون ہے جو ذبح کے وقت رگوں سے جاری ہوتا ہے۔ اور جو خون کہ گوشت میں لگا ہوا ہے نہ حرام ہے نہ ناپاک پس اگر گوشت کو بغیر دھوئے پکائے تو اسکا کھانا جائز ہے لیکن لطافت طبع کے خلاف ہے۔ ہمارے لیے جیسے دو مردے یعنی مچھلی اور ٹڈی حلال ہیں اسی طرح دو خون بھی حلال ہیں۔ کلیجی اور تلی۔ جو بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے مردہ نکلا خواہ تمام خلقت ہو یا نہو۔ خواہ پشم اور بال نکلے ہوں یا نہ نکلے ہوں حرام ہے۔ اور جو سسکتا نکلا ہو اسکو ذبح کرنا چاہیے۔ اور حلال جانور کا شیر حلال ہے۔ اور حرام کا حرام۔ اور مکروہ کا مکروہ۔ اور حلال پرندوں کا بیضہ حلال ہے۔ اور حرام کا حرام ہے۔ اور جو بیضہ مردہ مرغی کے پیٹ سے نکلے خواہ اُس کا پوست سخت ہو گیا ہو یا نہ ہوا ہو اُسکا کھانا درست ہے۔

شکار کا بیان

جو متوحش جانور کہ آدمی کے قبضے سے ممتنع ہو وہ صید ہے۔ خواہ ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم۔ اور ایسے شخص کا شکار کھیلنا جو اہلیت رکھتا ہو معتبر ہے صید کھانے کی حلت پندرہ شرطوں سے ثابت ہے۔ پانچ شکار کرنے والے میں ہیں۔ ایک[۱] یہ کہ وہ ذبح کرنے وغیرہ کی اہلیت رکھتا ہو۔ دوم[۲] یہ کہ اُس سے ارسال پایا جائے۔ سوم[۳] یہ کہ اُسکے ساتھ ارسال میں ایسا شخص شریک نہو جس کا شکار حلال نہیں ہے۔ چہارم[۴] آنکہ عمداً تسمیہ نہ چھوڑے۔ پنجم[۵] یہ کہ جس نے جانور چھوڑا ہے وہ ارسال اور شکار پکڑنے کے بیچ میں کسی اور کام میں مشغول نہو جائے۔ اور پانچ شرطیں کتے میں ہیں۔ اوّل[۱] یہ کہ معلّم ہو، دوسرے[۲] یہ کہ طریقہ ارسال پر چلا جائے۔ سوم[۳] آنکہ اُسکے ساتھ شکار پکڑنے میں ایسا جانور شریک نہ ہو جائے جسکا شکار حلال نہیں ہے۔ چہارم[۴] یہ کہ جرح سے اُسکو قتل کرے۔ پنجم[۵] یہ کہ اُس میں سے نہ کھائے۔ اور پانچ صید میں ہیں۔ اوّل[۱] یہ کہ حشرات الارض میں سے نہو۔ دوم[۲] یہ کہ جانوران آبی میں سے نہو سوائے مچھلی کے۔ سوم[۳] یہ کہ اپنے آپ کو اپنے پروں یا اپنے ہاتھ پاؤں کے ذریعہ سے بچائے۔ چہارم[۴] یہ کہ اپنے دانتوں سے یا اپنے مخلب[۱] سے نہ کھاتا ہو۔ پنجم[۵] آنکہ ذبح تک پہنچنے سے پہلے شکاری جانور کی

[۱] مخلب جنگل مرغ شکاری و جنگل کو کہتے ہیں۔ ۱۲

گرنت سے مرجائے۔

شکار کے مالک ہونے کا بیان

اگر کسی شخص نے شہر یا سوادِ شہر میں ایک باز پکڑا جسکے پاؤں میں چمڑے کے تسمے تھے یا گھونگرو پڑے تھے، اور پہچانا جاتا تھا کہ یہ پالا باز ہے۔ تو اُس پر واجب ہے کہ مثل لقطہ کے اُسکی شناخت کے واسطے پکار دے تاکہ اُسکے مالک کو واپس دے۔ اسی طرح اگر ہرن پکڑا جسکی گردن میں پٹہ وغیرہ پڑا ہے۔ یعنی پالو معلوم ہوتا ہے اُسکا بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے کبوتر کی برج بنائی اور اُس میں لوگوں کے پالو کبوتروں نے گھونسلے رکھے تو جس قدر اُن کے بچے پکڑے تو وہ اُسکو حلال نہ ہونگے اس لیے کہ بچے اُن کے ماں باپ کے مالک ہونے پر حلال ہو سکتے ہیں۔ پس اُن کا حکم مثل لقطہ کے ہے۔ ہاں اگر وہ شخص فقیر ہو تو اُس کو حلال ہے۔ اور اپنی حاجت کے موافق کھائے۔ اور اگر غنی ہو تو اُسکو چاہیے کہ کسی فقیر کو صدقہ دے۔ پھر اُس سے کسی قدر دام کو خریدے اور تناول کرے۔ ایک شخص نے ایک شکار کے تیر مارا اور زخم کاری دیا کہ وہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتا تھا۔ پھر دوسرا تیر مارا اور وہ اُسکے لگا اور وہ مرگیا تو اُسکا کھانا حلال نہیں ہے۔ اور یہ حکم اُس وقت ہے کہ جب یہ معلوم ہو کہ دوسرے تیر سے مرا ہے یا یہ معلوم نہو کہ دونوں میں سے کس تیر سے مرگیا ہے اور اگر یہ معلوم ہو کہ پہلے تیر سے مرا ہے تو حلال ہے۔

شکار کرنے کا بیان

شکار کرنے والا ذبح اور تسمیہ کو جانتا ہو۔ جو نابالغ اور مجنون کہ ذبح اور تسمیہ کو نہ جانتا ہو اُس کا شکار نہ کھایا جائیگا۔ اور ملت توحید پر ہو۔ لہذا کتابی کا ذبیحہ درست ہے یعنی مسلمان یا کتابی نے بشرائط جو شکار کیا ہو اُسکے کھانے میں مضائقہ نہیں ہے۔ اور احرام میں نہو یعنی محرم کا شکار نہ کھایا جائیگا اور تیر سے شکار کرنے میں تیر چھوڑنے کے وقت تسمیہ شرط ہے۔ اور کتے اور باز وغیرہ سے شکار کرنے میں انکے چھوڑنے کے وقت تسمیہ شرط ہے۔ اگر تسمیہ پڑھکر کتے یا باز کو کسی شکار پر چھوڑا اور اُسنے یہ شکار یا دوسرا شکار پکڑا یا چند شکار پکڑے تو اس ہی تسمیہ سے سب شکار حلال ہونگے جب تک وہ

اس چھوٹ کی روش پر باقی ہے یعنی شکار کو چھوڑ کر کسی اور کام میں مشغول ہو جائے اور نہ ٹھہر جائے۔ یا واپس نہ آئے۔ اور اگر تیر پھینکنے یا کتا وغیرہ چھوڑنے کے وقت عمداً تسمیہ چھوڑ دیا تو اُس شکار کا کھانا حلال نہ ہوگا۔ اور اگر بھولے سے چھوڑ دیا ہے تو اُس شکار کا کھانا حلال ہوگا۔ آتش پرست بُت پرست اور مرتد کا شکار نہ کھایا جائیگا۔ اگر نصرانی مسیح کا نام لیکر چھوڑے گا تو وہ شکار نہ کھایا جائیگا۔ باز و کُتے وغیرہ کا باختیار چھوڑنا بسم اللہ اللہ اکبر کہکر شرط ہے۔ بطور خود کُتا یا باز چھوٹ گیا اور اُس نے کوئی شکار پکڑ کر قتل کیا تو وہ شکار نہ کھایا جائیگا۔ اور اگر از خود چھوٹ بھاگنے کے بعد مالک نے بسم اللہ اللہ اکبر کہکر زجر کی یعنی آواز دیکر للکارا اور شکار کی طرف متوجہ کیا اور وہ اُسکے زجر اور متوجہ کرانے پر متعاقب حریص ہو کر دوڑا اور اُسکو پکڑ لیا تو یہ شکار استحساناً کھایا جائیگا اگر کُتا چھوڑا اور عمداً تسمیہ چھوڑ دیا پھر جب کُتا شکار کے پیچھے چل دیا تو تسمیہ پڑھکر اُسکو زجر کیا اور اُس نے شکار کو پکڑ کر قتل کیا تو کھایا جائیگا۔ خواہ زجر کرنے سے وہ منزجر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ اور شکار کھیلنے کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ جانور چھوڑنے یا تیر مارنے میں ایسا شخص شریک نہ ہو جسکا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔ اور نیز تیر پھینکنے یا شکار پر جانور چھوڑنے کے بعد کسی اور کام میں مشغول نہ ہو جائے۔ بلکہ شکار کے پیچھے پیچھے ہو جائے۔ اور کُتے کے پیچھے ہو جائے۔ اور اگر کُتا چھوڑنے والے کی نظر سے غائب ہو گیا پھر اُس کو دیر کے بعد پایا کہ اُس نے شکار کو قتل کیا تھا، اور کُتا شکار کے پاس کھڑا ہے تو استحساناً وہ شکار کھایا جائیگا۔ اور شکار کو مردہ پایا اور کُتا اُس کے پاس سے ہٹ گیا تھا تو نہ کھایا جائیگا۔ اسی طرح اگر کُتا چھوڑنے والا دوسرے کام میں مشغول ہو گیا۔ اور رات ہو گئی۔ پھر جستجو کے بعد شکار کو مُردہ پایا اور کُتا اُسکے پاس موجود ہے۔ اور شکار میں ایک جراحت موجود تھی مگر یہ معلوم نہیں کہ کُتے نے اُسکو مجروح کیا ہے یا دوسرے نے تو اُسکو نہیں کھانا چاہیے۔ مکروہ تحریمی ہے۔ یہی حکم باز و چرخ و شاہین وغیرہ میں ہے۔ اور تیر کا یہ حکم ہے کہ اگر کسی شکار کے تیر مارا اور اُس کے لگا اور شکار مذکور اُسکی نظر سے غائب ہو گیا۔ پھر اُسکو مردہ پایا۔ اور اُس میں سوائے تیر کے دوسری جراحت ہے تو وہ نہ کھایا جائیگا۔ اور اگر مردہ پایا اور اُس میں سوائے تیر کے دوسری جراحت نہ تھی۔ پس اگر جستجو چھوڑ کر دوسرے کام

میں مشغول نہ ہوا ہو تو استحساناً کھایا جائیگا۔ اور اگر دوسرے کام میں مشغول ہو گیا تو قیاساً نہ کھایا جائیگا۔
اگر پرندے کے پانی میں تیر مارا اور مجروح کردیا۔ پھر تیر انداز موزہ اُتارنے میں مشغول ہو گیا۔ پھر موزہ اُتار کر
پانی میں گیا اور پرند مذکور کو جرح تیر سے مردہ پایا تو اُسکا کھانا حلال ہے۔ ایک روایت میں دوسرے
کام میں مشغول ہو جانے کے سبب حرام ہو گیا۔ اور اگر تیر مار کر دوسرے کو اُسکے پیچھے جستجو کا حکم کیا
تو جائز ہے۔ اگر کتا چھوڑا اور تسمیہ نہ پڑھا۔ بھول گیا۔ پھر قبل اسکے کہ کتا شکار تک پہنچے تسمیہ پڑھ دیا
مگر کُتے کو آواز دیکر نہ للکارا یہاں تک کہ اُس نے شکار پکڑ کر قتل کیا تو وہ نہ کھایا جائیگا۔ اور تیر میں
ایسا شکار کھایا جائیگا۔ اس واسطے کہ کُتے کی صورت میں تدارک سہواً اس طرح ممکن ہے کہ اُس کو
للکار دے اور تیر میں ممکن نہیں ہے ❖

شرائط شکار کا بیان

آلہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک جماد جیسے پر دار تیر اور بے پر وغیرہ، دوسرے حیوان، جیسے کُتا
وغیرہ شکاری جانور۔ اور باز و چرخ وغیرہ شکاری پرند۔ پس اگر آلہ شکار حیوان ہے تو اُسکا سیکھا
ہوا ہونا شرط ہے۔ کُتے کا سیکھا ہوا ہونا یہ ہے کہ وہ شکار کو ہمارے لیے رکھ چھوڑے خود نہ کھا
جائے، اور جب مالک اُسکو بُلائے تو آجائے۔ اور جب شکار پر چھوڑے تو تابعداری کے ساتھ
رواں ہو جائے۔ پس جب تین بار وہ شکار کو پکڑ کر کھانا چھوڑ دے تو وہ سیکھا ہوا کہا جائیگا۔ اور
باز وغیرہ شکاری پرند کے سیکھے ہوئے ہونے کی علامت یہ ہے کہ جب اُسکا پالنے والا اُسکو بُلائے
تو مان لے یعنی اُسکے پاس آجائے۔ حتٰی کہ اگر اُسنے شکار میں سے کچھ کھا بھی لیا ہو تو وہ شکار کھایا
جائیگا۔ اور باز وغیرہ کے سیکھے ہوئے ہونے کی علامت یہ ہو کہ جب تین مرتبہ بُلانے سے آجائے تو وہ
سیکھے ہوئے کے حکم میں داخل ہو گا۔ اگر گوشت کی طمع سے پالنے والے کی آواز پر آیا تو وہ سیکھا ہوا
نہو گا۔ اگر سیکھا ہوا باز یا کُتا بُلانے پر کسی وقت واپس نہ آیا فرار ہو گیا تو وہ سیکھا ہوا ہونے کے حکم
سے نکل گیا اور اُس کا شکار حلال نہو گا۔ ایک شخص نے کُتا شکار پر چھوڑا اُس نے اُسکو نہ پکڑا دوسرا شکار
پکڑا۔ پس اگر ارسال کی روش پر چلا گیا ہو تو یہ شکار حلال ہے۔ اگر ایک شکار کے تیر مارا اور وہ اُسکے

اگ کر پار ہو گیا اور جا کر دوسرے کے لگا اُسکے بھی پار ہو گیا اور پھر جا کر تیسرے کے لگا تو سب حلال ہیں
اگر کتّا شکار پر چھوڑا اگر وہ خطا کر گیا اور اُسکے سامنے دوسرا شکار پیش آ گیا اُسکو اُسنے قتل کر ڈالا تو کھایا جائیگا
اور اگر کتّا لوٹا اور لوٹنے میں اُسکے سامنے کوئی شکار آ گیا اور اُسنے اُسکو قتل کیا تو نہ کھایا جائیگا کہ حکم
ارسال کا اُس کے لوٹنے سے باطل ہو گیا۔ اگر کسی شکار کے گمان میں کتّا چھوڑا پھر وہ چیز شکار نہ نکلی
پھر اُسکے سامنے شکار پیش آیا اور اُس نے قتل کر ڈالا تو نہ کھایا جائیگا۔ اگر تیر کسی دیوار یا پتھر پر لگ کر
شکار کے لگے تو نہ کھایا جائیگا۔ اِسی طرح درخت میں لگ کر داہنے بائیں کسی رُخ کو پھر کر شکار کے لگا
تو وہ شکار نہ کھایا جائیگا۔ اگر سکھے ہوئے کُتّے کے ساتھ بغیر سکھا ہوا کُتّا یا مجوس کا کُتّا شکار میں شریک
ہو گیا تو وہ شکار نہ کھایا جائیگا منجملہ شرائط کلب وغیرہ کے یہ ہے کہ ارسال کے بعد اُس سے پیشاب کرنے
یا کھانے کا فعل صادر نہو۔ اگر پایا گیا کہ اُس نے بہت توقف کیا تو اُس کا شکار نہ کھایا جائیگا۔ اور یہ شرط
بھی ہے کہ اُسکا زخم جرح کرنے والا ہو اگر بدون جرح کے قتل کیا تو حلال نہوگا۔ اگر اس نے شکار کا کوئی
عضو توڑ دیا جس سے وہ مر گیا تو اُسکے کھانے میں مضائقہ نہیں ہے کہ توڑنا جراحت باطنی ہے۔ اگر
کُتّا شکار پر چھوڑا اور تسمیہ پڑھ دیا۔ اُس کُتّے نے جا کر شکار کو زخم دیا اور سُست کر دیا پھر دوبارہ زخم
دیا اور قتل کر دیا تو وہ شکار کھایا جائیگا۔ اِسی طرح دو کُتّے چھوڑے ایک نے اُسکو زخمی کر کے سُست
کر دیا پھر دوسرے نے اُسکو قتل کر ڈالا تو کھایا جائیگا۔ اگر دو آدمیوں نے اپنے اپنے کُتّے چھوڑے ایک
نے مجروح کر کے سُست کر دیا پھر دوسرے نے اُسکو قتل کیا تو کھایا جائیگا۔ مگر شکار مذکور پہلے کُتّے والے
کی ملک ہوگا۔ اگر کسی نے اپنا کُتّا ایسے شکار پر چھوڑا جس کو وہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتا ہے یا ایسے
شکار کو تیر مارا اور وہ مر گیا اور یہ شخص اُسکی جستجو میں پیچھے ہے پس اُس کو پایا تو وہ حلال ہے۔ اگر باز
نے اپنی منقار یا چنگل سے شکار کو زخمی کیا اور لپیٹا کر دیا یا کُتّے نے اُسکو زخم کاری سے مجروح کیا پھر
اُس کا مالک آیا اور ابھی اُس نے پکڑا نہ تھا کہ اُس باز یا کُتّے نے دوسری ضرب سے اُسکا کام تمام
کر دیا تو کھایا جائیگا۔ وہ شکار حلال ہے۔ اور جو جانور گلولہ کے صدمہ سے مر جائے یا بندوق سے مارا
جائے تو حرام ہے۔ یا پتھر پھینک کے مارا اور وہ کھاری ہے اور اُس میں دھار بھی ہے تو گو جانور مجروح

ہو جائے مگر حرام ہے۔ ہاں اگر پتھر ہلکا ہو اور اُس میں دھار ہو تو حلال ہے اگرچہ اُسکو دھار دار مثل تیر کے مارا ہو۔ اور اگر شکار کو عصا یا لاٹھی وغیرہ لکڑی سے مارا یہاں تک کہ اُسکے بوجھ کی وجہ سے شکار نرکوہ مرگیا مجروح ہو کر نہیں مرا تو بھی حرام ہے۔ الا اُس صورت میں کہ جب ایسی لکڑی میں دھار ہو کہ پارۂ گوشت جُدا کر دے تو حلال ہوگا کہ مثل تلوار اور تیر کے ہو گئے۔ اصل یہ ہے کہ جب شکار کرنا قطعاً جرح کی طرف مضاف ہو تو حلال ہوگا۔ اور اگر یقیناً گرانے کی طرف منسوب ہو یعنی بسبب ثقل کے مرگیا تو حرام ہوگا۔ اور اگر شکار کو تلوار سے یا چُھری سے پھینک کر مارا اور دھار کی طرف سے اُسکے لگی اور اُسکو مجروح کر دیا تو حلال ہے اور اگر چُھری پُشت کی طرف سے یا تلوار قبضہ کی طرف سے اُسکے لگی تو حرام ہے۔ اور اگر شکار کو پھینک مارا اور وہ مجروح ہو گیا پھر جراحت سے مرگیا پس اگر جراحت خون دیتی ہے تو حلال ہے۔ اِسی طرح اگر مفراض[ف۱] (تیر بے پر) یا پتھر یا گولہ پھینکا اور وہ ایک تیر پر پہنچا اور اُسکو اُٹھا لے گیا اور یہ تیر ایک شکار کے لگا اور اُسکو قتل کیا تو حلال ہے۔ اگر شکار کے تیر لگا اور وہ زمین پر گرا یا زمین پختہ پر اینٹیں بچھی ہوئی تھیں اُن پر گرا اور مرگیا تو وہ حلال ہے۔ اور اگر پانی میں گرا یا پہاڑ پر یا اونچے پتھر کے ٹیلہ پر۔ یا درخت یا دیوار پر یا گاڑے ہوئے نیزہ کی نوک پر یا کھڑی ہوئی اینٹوں پختہ یا خام کی نوک پر گر کر پھر زمین پر گرا تو حلال نہیں ہے۔ اگر پانی کا پرند پانی میں گرا اور اُسکا زخم پانی میں منغمس نہیں ہوا یعنی ڈوبا نہیں تو اُسکا کھانا حلال ہے۔ اور اگر اُسکا زخم پانی میں ڈوب گیا ہے تو نہ کھایا جائیگا۔ اور اگر ان چیزوں میں سے کسی چیز پر گر کر مرا اور وہاں سے زمین پر نہ گرا اور یہ شے ایسی ہے کہ اُس سے قتل نہیں ہوتا ہے مثلاً چھت ہے یا پہاڑ ہے تو وہ حلال ہے۔ اور اگر ایسی چیز ہے کہ جس سے قتل ہو جاتا ہے جیسے نیزہ کی دھار یا کھڑی ہوئی نرکل اور کھڑی اینٹیں پختہ و خام کی دھار یا مثل اسکے تو حلال نہوگا۔ اور منجملہ شرائط صید کے یہ ہے کہ متنفر اور متوحش ہو۔ مالوف نہو +

جو حیوان ذبح کرنیکے قابل ہیں یا ذبح کرنیکے قابل نہیں ہیں اُن کا بیان

اگر کُتا وغیرہ شکاری درندہ چھوڑنے والے نے شکار کو زندہ پایا تو اُسپر واجب ہے کہ اُسکو ذبح کرے اور اگر

[ف۱] دونوں جانب باریک اور بیچ میں سے موٹا ہوتا ہے - ۱۲

اُسنے ذبح نہیں کیا یہاں تک کہ وہ مرگیا تو اُسکا کھانا حرام ہے۔ اور یہی حکم باز وغیرہ پرند شکاری اور تیر میں ہے۔ اور اگر شکار پانے کے بعد اُسکے ذبح کرنے پر قادر نہیں ہے۔ آلہ ذبح نہ موجود ہونے کے سبب سے تو وہ بھی نہ کھایا جائے اور اگر بسبب تنگی وقت کے قادر نہ ہوا تو کھایا جائیگا۔ یہ اُس حالت میں ہے کہ جب جراحت کے ساتھ شکار مذکور کے زندہ رہنے کا وہم ہو۔ اگر زندہ باقی رہنے کا وہم نہ ہو مثلاً کُتے نے اُس کا پیٹ پھاڑ دیا اور آنتیں وغیرہ باہر نکال دی ہیں پھر زندہ شکار کھیلنے والے کے ہاتھ آیا اور مرگیا تو اُس کا کھانا حلال ہے۔ اور اگر قدر سے حیات پر ذبح کر دیا تو بہتر ہے اسی طرح جو جانور اونچے سے گر جائے اور مرنے لگے یا گردن مروڑا ہوا ہو یا کسی سینگ والے جانور نے مارا ہو یا جسکے پیٹ کو بھیڑیے نے پھاڑ دیا ہو اور اُس میں تھوڑی سی زندگی باقی ہو تو اُسکو ذبح کر دے اور اس کا کھانا حلال ہے +

باب پنجم[1] حقوق

قسم[2] اوّل حقوق اللہ کا بیان

اللہ کے حق بندہ پر یہ ہیں کہ اللہ کو ایک جانے، کوئی اُسکا شریک نہیں۔ سب کچھ اُس ہی ذات باری تعالیٰ عزاسمہٗ کا عنایت کیا ہوا ہے۔ اُسکی ادنےٰ عنایت کا شکریہ کسی طرح ادا نہیں ہوسکتا حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے خوب کہا ہے۔ شعر۔

از دست و زبان کہ بر آید کز عہدۂ شکرش بدر آید

جہاں تک ہوسکے دل، زبان، ہاتھ پیر وغیرہ سے اُسکی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتا رہے۔ ادائے شکر ایسے شاہنشاہ کریم میں جس نے لاکھوں، کروروں بلکہ بے انتہا بے حد بے حساب نعمتیں عنایت فرما رکھی ہیں قصور اور کمی کرنا سخت ظلم اور کفرانِ نعمت ہے۔ ادنےٰ شکرِ نعمت یہ ہے کہ اُس کی ذات اور صفات کو مطابق نفس الامر اور بقدر طاقتِ بشری کے جاننے اور پہچانے اور اعتقاد اور اخلاق اور اعمال

[1] از رسالۂ حقیقۃ الاسلام مصنفۂ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی۔ ۱۲ [2] قسم اوّل حقوق اللہ کے بیان میں ۱۲

اُسکی مرضی کے موافق اس طرح رکھے جیسا بندہ پر واجب ہے اور اُسکی تکمیل میں پوری کوشش کرے جن امورِ بد اور مکروہ سے اُسنے منع فرمایا ہے اُن سے پرہیز کرے۔ اُسکی مرضی کو اپنے نفس کی بلکہ تمام مخلوق کی مرضی سے مقدم سمجھے۔ تاکہ قیامت کے دن اُسکے روبرو شرمندگی نہ اُٹھانی پڑے اور دنیا میں بھی بندہ کی خرابی نہ ہو جسکو دوست رکھے خدا کے واسطے دوست رکھے جس سے دشمنی رکھے خدا کے واسطے دشمنی رکھے جسکو کچھ دے خدا کے واسطے دے جس کو نہ دے خدا کے واسطے نہ دے۔ اگر اپنی بیوی بچّوں کے منہ میں لقمہ دے تو اس نیّت سے دے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر واجب کیا ہے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسا کرنیوالے کا ایمان کامل ہے۔ اور اگر وہ بنیت عبادت اپنے اہلِ خانہ پر خرچ کریگا تو وہ اُسکے لیے صدقہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے۔ اپنے فضل وکرم سے بخشش فرمائیگا۔

حقِ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

چونکہ ذات وصفات ومرضیات ومکروہات حق سبحانہٗ تعالیٰ کا پہچاننا بغیر واسطہ پیغمبر نہایت مشکل بلکہ دشوار ہے۔ اسلیے اللہ کی کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لانا واجب ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول ہونے کی دل سے تصدیق زبان سے اقرار کرے جس نے حضور صلعم کی اطاعت کی اُس نے خدا کی اطاعت کی۔ حضور صلعم کی محبت عین اللہ کی محبت ہے جب تک آنحضرت صلعم کی محبت کو اپنے مال، اولاد، جان یہاں تک کہ تمام دنیا کی محبّت پر غالب نہ کریگا کامل ایمان اسکو نصیب نہو گا۔ رسول اللہ صلعم کے حق کا ادا کرنا بھی طاقتِ بشری سے باہر ہے۔ تاہم جس قدر ہوسکے دل سے آپکی اطاعت کرے۔ جو کچھ آپ نے فرمایا اُسکو بجا لائے۔ آپ سے مخلصانہ محبّت رکھے۔ آپ پر درود کی کثرت رکھے۔ آپکے آل واصحابؓ سے قلبی محبت رکھے کہ نجات کا عمدہ ذریعہ اور خوشنودیٔ خدا اور رسول کا ذریعہ ہے

حقوق صحابہؓ واہل بیتؑ

خلفائے راشدین کی کوشش سے دین نے قوّت ورونق پکڑی اور صحابہ ہی کے ذریعہ سے اقوال و افعالِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مشہور ومعلوم ہوئے اور مسائل خلافیہ کو بھی انہوں نے جمع اور

متفق علیہ کرکے روا ج اس لیے صحابہ اور اہل بیتؑ کا حق ادا کرنا عین رسول اللہ صلعم کا حق ادا کرنا ہے اور ان کی محبت اور اطاعت آنحضرت صلعم کی محبت اور اطاعت کی مثل ہے۔ آپ کا صریح ارشاد ہے کہ جس نے اصحاب سے دوستی اور محبت رکھی اُس نے مجھسے رکھی اور جس نے اُن سے دشمنی رکھی اُس نے مجھ سے دشمنی رکھی جس نے صحابہ کو ایذا دی گویا مجکو ایذا دی۔ اور پیروی کرو میرے بعد ابوبکر اور عمر کی۔ اور میری سنت کو اور میرے بعد میرے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اور میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اُس کا دروازہ ہیں۔ اور میں بعد اپنے دو وسیلہ مضبوط ایک قرآن دوسرا عترت یعنی اہلبیت خود کو چھوڑتا ہوں۔ اور لو نصف علم اس حُمَیرا یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں اُن میں سے جسکی پیروی کروگے ہدایت کو پہنچوگے۔

ادا حقوق علما محدثین وفقہا مجتہدین واُستاد وپیر طریقت کا بیان

اسی طرح محدث۔ فقیہہ۔ مجتہد۔ مصنف کتب دین۔ اُستاد۔ پیرو مرشد کے حق کا تبع حق صحابہ اور اہلبیتؑ میں ادا کرنا داخل ادائے حق خدا و رسول صلعم میں ہے کہ یہ لوگ وارثان پیغمبر اور حاملان دین ہیں اور حضور صلعم نے علما کی شان میں ارشاد فرمایا ہے کہ جیسے فضیلت میری ادنے مسلمان پر ہے اسی طرح فضیلت عالم کی عابد پر ہے۔ پھر آیۃ کلام مجید پڑھے کہ تمام بندوں میں عالم ہے اللہ سے ڈرتے ہیں اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے تعلیم ہی کے لیے بھیجا ہے۔ اور قیامت کے دن سیاہی علما اور خون شہدا کا موازنہ کیا جائیگا تو سیاہی غالب ہوگی۔ پس اطاعت علما اور اولیا کی اطاعت خدا اور رسول صلعم کی ہے۔ اگر یہ لوگ نہوتے یعنی رسول وصحابہ واہلبیت اور علماء ظاہر و باطن تو کوئی خدا کو نہیں پہچانتا اور اُس کا حق ادا نہیں کرتا۔ اور یہ لوگ اللہ کے ذکر میں مستغرق ہیں ان کے دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے۔ ان کی دوستی اور دشمنی خدا کی دوستی اور دشمنی ہے حضور صلعم نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میں اُسکو اپنے ساتھ جنگ کرنے سے خبردار کرتا ہوں۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے ولی وہ لوگ ہیں کہ میری یاد کے ساتھ یاد کیے جائیں اور اُن کی یاد سے میں یاد کیا جاؤں۔ اولیاء اللہ کا دیکھنا عبادت ہے ان کی صحبت اور صحبتوں

سے بہتر ہے۔

قسم دوم حقوق العباد کا بیان

ماں، باپ، اللہ کے بعض حقوق کے مظہر ہیں۔ جیسے ایجاد و پرورش و روزی پہنچانا اور مثل ان کے۔ اور وہ لوگ بھی ان میں شامل ہیں جن کے ذریعہ سے روزی پہنچائی جاتی ہے۔ یا مال دلایا جاتا ہے۔ یا راحت بدنی یا عزت یا منفعت اُنکے ذریعہ سے پہنچائی جاتی ہے۔ یہ بھی مثل ماں باپ کے قابلِ ادائے شکر ہیں۔

حقوق والدین کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کو ہمنے حکم کیا ہے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھی طرح نیکی کرے۔ اسکی ماں نے اُسکو شکم میں رکھنے اور جننے میں مشقت پر مشقت اُٹھائی ہے۔ دو برس اُسکو دودھ پلایا۔ اور میرے اور اپنے ماں باپ کے لیے اس کا شکر کرو۔ اور یہ حکم کلام مجید میں کئی جگہ آیا ہے۔ والدین کے عقوق یعنی ایذا دینے اور نافرمانی کرنے کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گناہِ کبیرہ فرمایا ہے حضور نے فرمایا ہے کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو۔ اگر مار ڈالے جاؤ اور نافرمانی والدین مت کرو۔ گو وہ حکم کریں اپنا اہل اور مال چھوڑ دو۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اچھے برتاؤ کے لیے زیادہ حق کس کا ہے۔ فرمایا تیری ماں کا۔ پوچھا اسکے بعد۔ فرمایا تیرے باپ کا اور اس کے بعد جو قریب ہے۔ اور پھر جو اسکے قریب ہے۔ ایک مرتبہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا اُسکی ناک خاک میں بھرے۔ اُسکی ناک خاک میں بھرے۔ اُسکی ناک خاک میں بھرے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ وہ کون ہے فرمایا وہ جسکی ماں یا باپ یا دونوں بوڑھے ہوگئے اور وہ داخلِ بہشت نہ ہوا۔ ایک شخص نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھ سے ایک گناہِ عظیم ہوگیا ہے اُس سے توبہ کس طرح کروں۔ فرمایا تیری ماں ہے۔ اُس نے عرض کیا نہیں فرمایا فرمایا تیری خالہ ہے۔ اُس نے عرض کیا "ہے"۔ فرمایا اُسکے ساتھ نیکی کر۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ادائے حقوقِ والدین میں اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار ہوگا تو اُسکے لیے دو

دروازے بجانب بہشت کھلے ہونگے اور ایک کے لیے ہوگا تو ایک دروازہ کھلا ہوگا - اور جو کوئی ادائے حقوق والدین میں خدا کا نافرمان ہوگا اُسکے لیے دوزخ کی طرف سے دو دروازے کھلے ہونگے - اور اگر ایک کے حق میں نافرمانِ خدا ہوگا تو ایک دروازہ دوزخ کی جانب کھلا ہوگا صحابہ نے عرض کیا کہ اگر اُسکے ماں باپ ظلم کریں آپ نے تین بار فرمایا گو وہ اُس پر ظلم کریں - گو وہ اُس پر ظلم کریں - گو وہ اُس پر ظلم کریں - اور فرمایا حضور صلعم نے جو کوئی اپنے ماں یا باپ کی طرف نظرِ رحمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر نظر کے عوض ایک حج کا ثواب جو گناہوں سے پاک کرنیوالا ہو اُسکو عنایت فرماتا ہے - صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر وہ سو بار ہر روز دیکھے - فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ بزرگ تر ہے اور خوب تر - ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا ارادہ جہاد کا ہے - فرمایا تیری ماں ہے - عرض کیا ہے - فرمایا اُسکی خدمت میں رہو اُسکے قدم کے نیچے بہشت ہے - حضرت ابن عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ میری بی بی ہے میں اُسکو چاہتا ہوں اور میری ماں اُس سے ناخوش ہے فرمایا اُسکو طلاق دیدے - ایک صحابی نے عرض کیا کہ ماں باپ کا کیا حق ہے - فرمایا وہ تیرے بہشت اور دوزخ ہیں - ایک شخص نے عرض کیا کہ میرا باپ محتاج ہے اور چاہتا ہے کہ میرا مال لے لے - فرمایا تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہے - تحقیق اولاد تمہاری اچھا کسب تمہارا ہے - اپنی اولاد کے کسب میں سے کھاؤ - پس نفقہ ماں، باپ، دادا - دادی مفلس کا جو طاقت کسب یعنی کمانے کی نہ رکھتے ہوں اُس اولاد پر واجب ہے - جو آزاد، بالغ، عاقل ہو اور کسب پر قدرت رکھتی ہو - اگرچہ کافر ہو یا ذمی - ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری ماں آئی ہے اور وہ کافر ہے اُسکے ساتھ سلوک کروں - فرمایا ضرور کرو - اُنکے حکم کی تعمیل اور اُن کی رضا جوئی واجب ہے - مگر معصیت (گناہ) اور ترک فرائض میں نہیں چاہیے اور حضور نے فرمایا ہے کہ اللہ کی رضامندی باپ کی رضامندی میں ہے - اور اللہ کی ناخوشی باپ کی ناخوشی میں ہے - اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تیرے ماں باپ اس بات میں تیرے ساتھ جنگ کریں کہ میرے ساتھ توحید میں کسی کو شریک کرو تو اس امر میں اُن کی فرمانبرداری مت کرو - اور دنیا میں اچھی طرح برتاؤ اُنکے ساتھ رکھو - حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ نافرمانیِ خدا میں کسی کی اطاعت جائز نہیں ہے

مگر اُس امر میں اطاعت جائز ہے جو شرع میں درست ہو۔ اور جملہ حقوق باپ سے یہ بھی ہے کہ باپ کے دوستوں کے ساتھ دوستی اور نیکی کرو۔ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے کہ کمال نیکی کا یہ ہے کہ باپ کی عدم موجودگی میں اُسکے دوستوں کے ساتھ اخلاص سے، رعایت مال سے، خدمت بدن سے حُسن اخلاق سے نیکی کرو۔

حقوق اقربا کا بیان

ماں باپ کے حقوق میں سے اقربا کا یہ بھی حق ہے کہ صلہ یعنی اچھا سلوک اور اُنکی اولاد سے نیکی کرے یعنی ماں باپ کے بھائی بہن، خالہ وغیرہ سے اور اُن کی اولاد سے۔ اسی طرح جو رشتہ میں قریب ہو اُس کا حق زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے کہ صاحب قرابت کو اُس کا حق دے۔ اِس لیے ہر غنی مالدار پر واجب ہے کہ جو ذی رحم محرم[۵۱] فقیر ہو اور کسب کی طاقت نہ رکھتا ہو اور مسلمان بھی ہو تو نفقہ کپڑا و کھانے پینے کو دے۔ اور اگر رشتہ میں وہ محرم نہ ہو تو گو اُسکا نفقہ واجب نہیں ہے۔ لیکن صلہ[۵۲] اُسکے ساتھ واجب ہے۔ قطع رحم[۵۳] حرام ہے اور اُن کے ساتھ ناموافقت منع ہے۔ اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں، میں رحمٰن ہوں، رحم کو میں نے پیدا کیا ہے۔ اور اپنے نام سے اُس کا نام نکالا ہے۔ پس جو کوئی اُسکو وصل[۵۴] کرے میں اُسکے ساتھ وصل کروں گا۔ اور جو کوئی اُسکو قطع کریگا میں اُس کو قطع کرونگا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے کہ قاطع رحم بہشت میں داخل نہوگا۔ اور جس قوم میں قاطعِ رحم ہوگا اور وہ اُسکو منع نہ کرینگے تو رحمت یعنی اُن پر مینہ نہ برسے گا۔ اسی طرح وجوب صلہ رحم اور حرمت قطع میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ ہر شخص پر لازم ہے کہ خبردار اور ہوشیار رہے۔ صلۂ رحم کرے یعنی رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ قطع ہرگز نہ کرے یعنی اُن سے بگاڑ نہ کرے۔ حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ

---

۵۱ ذی رحم محرم رشتہ دار قریب کو کہتے ہیں یعنی وہ رشتہ دار جس سے نکاح جائز نہیں جیسے باپ، بھائی، دادا، نانا وغیرہ ۱۲ ۵۲ صلہ اچھی طرح سلوک کرنے کو کہتے ہیں۔ ۱۲ ۵۳ قطع رحم رشتہ کا توڑنا یعنی رشتہ داروں سے لڑنا اُس سے بگاڑ لینا۔ ۱۲۔ ۵۴ وصل رشتہ داروں سے میل جول رکھنا۔ ۱۲

بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر مثل باپ کے ہے۔ جو شخص زمین پر فساد کرے اور قطع رحم کرے اُس پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے۔ اور باوجودیکہ یزید پلید میں اور بُری باتیں بھی تھیں مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خاص قطع رحم کی وجہ سے اُس پر لعنت کا حکم دیا ہے۔ اگر دو شخصوں میں سے ایک قطع رحم کرے تو دوسرے کو چاہیے کہ وصل کرے وہ اُس کا بدلہ قطع سے نہ دے یعنی بدی کے عوض بدی نہ کرے۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا کہ میرے رشتہ دار ہیں میں اُن سے صلہ یعنی اچھا سلوک کرتا ہوں۔ وہ مجھ سے قطع کرتے ہیں۔ میں اُن کے ساتھ نیکی کرتا ہوں وہ میرے ساتھ بدی کرتے ہیں۔ میں اُن کے ساتھ حلم کرتا ہوں وہ مجھ پر جہل کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جیسا تو کہتا ہے ایسا ہی ہے تو تو اُن کو آگ کھلاتا ہے کہ اُنکی ہلاکت اُسمیں ہے۔ اور جب تک تو اِس خصلت پر رہیگا اللہ تعالیٰ تیری مدد فرمائیگا۔ صلہ[1] رحم کرنے والے کو آخرت میں ثواب ملنے کے سوا دنیا میں بھی بہت سے فائدے ہوتے ہیں۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ اُس کے رزق میں کشائش ہو اور اُس کا ذکر اولاد یا مثل انکے دیگر ذکر کنندگان خیر کے رہنے سے باقی رہے تو اُسکو چاہیے کہ صلہ رحم کرے۔ حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ اجنبی مسکین مسلمان کو صدقہ دینے کا ایک ثواب ہے۔ اور ذی رحم یعنی قریب رشتہ دار کو جو مسکین مسلمان ہو صدقہ دینے کے دو ثواب ہیں۔ ایک مرتبہ حضور صلعم نے فرمایا کہ اپنی قرابت و رشتوں کو جانتے رہو تاکہ صلۂ رحم کرو۔ صلہ رحم سے آپس میں محبّت ہوتی ہے اور اس سے مال زیادہ ہوتا ہے۔ ذکر باقی رہتا ہے۔ قاطع رحم کو آخرت میں عذاب کے سوا دنیا میں بھی اُس پر وبال آتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس گناہ کو چاہے اللہ بخش دیتا ہے مگر ماں باپ کی نافرمانی کو نہیں بخشتا پس اُس پر قبل موت کے زندگی میں بھی عذاب نازل فرماتا ہے۔

پیروں، اُستادوں، مشایخ اور سادات کی اولاد کے ساتھ نیکی کرنیکا بیان

آنحضرت صلعم، وخلفاء اور اُستادوں کے حقوق کے لحاظ سے گروہ سادات ومشائخ اور پیروں اور

[1] رشتہ دار کے ساتھ سلوک کرنا۔ ۱۲

اُستادوں کی اولاد کے ساتھ صلہ یعنی اچھا سلوک اور نیکی کرنا چاہیے اُن کا ادب پورے طور پر کرے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک سے فرماتا ہے کہ آپ لوگوں سے فرمائیں کہ تبلیغ رسالت میں میں تمسے مزدوری نہیں چاہتا۔ لیکن تم کو چاہیے کہ میرے اقرباسے دوستی رکھو۔ دوسری جگہ اللہ تعالےٰ نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ آپ اُن لوگوں سے جو خدا کا بیٹا ہونا ثابت کرتے ہیں کہدیں کہ اگر رحمٰن کی اولاد ہوتی تو اوّل میں اُسکی عبادت کرتا۔ اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ اگر کسی کا حق کسی کے ذمہ ہو تو اُسکی اولاد کو ادا کردے۔ اگر کسی سید یا پیرزادہ کی اولاد فاسق ہو تو اُسکو نصیحت کرنا چاہیے۔ اور جو اُس کا حق ہو اُسکو ادا کرنا چاہیے۔ اور اگر رافضی یا مثل اسکے ہو جو کفر تک پہنچا ہو تو اُس سے دوستی نہیں کرنی چاہیے۔ اللہ تعالےٰ نے اس بارہ میں کئی جگہ سخت تاکید فرمائی ہے۔ جیسا کہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے مسلمانو اُس قوم سے دوستی مت کرو کہ جس پر خدا کا غضب ہے تحقیق وہ آخرت سے نا امید ہیں جس طرح کفار اصحاب قبور مایوس ہیں خیر اور ثواب سے۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے نوح علیہ السلام کے پسر کے حق میں کہ وہ تیرے اہل سے نہیں ہے۔ تحقیق اُسکے عمل اچھے نہیں ہیں۔ اور حضور صلعم نے بھی ایک مقام پر فرمایا ہے کہ آل ابی فلاں میرے اولیاء اور دوست نہیں۔ میرے دوست خدا اور مسلمان صالح ہیں۔ لیکن وہ میرے رشتہ دار ہیں میں اُنکے ساتھ صلۂ رحم کرتا ہوں۔ اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ سادات اور پیرزادے اور اپنے رشتہ دار اگر کافر یا رافضی یا خارجی ہوں تو اُن سے دوستی اور محبت نہیں رکھنی چاہیے۔ لیکن صلہ اور احسان سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے ظاہر ہے کہ کافر ذمی پر احسان اور نیکی کرنا منع نہیں ہے +

حق مرضعہ یعنی دودھ پلانے والی کا بیان

والدین کے حق کے قریب حق مرضعہ ہے جس طرح جو نسب سے نکاح میں حرام ہے اسی طرح شرکت دودھ سے بھی حرام ہے۔ دو ہمشیر رضاعی کا ایک شخص کے نکاح میں جمع ہونا حرام ہے۔ جیسے کہ دو ہمشیر نسبی کا۔ حضور صلعم نے اپنی مرضعہ (بی بی حلیمہ سعدیہ رضی) کیلیے اپنی چادر بچھائی اور اس پر

اُنکو بتلایا۔

قسم سوم حقوق اشخاص مظہر قہاری و مالکیت کا بیان[1]

یہ اُن لوگوں کے حقوق کا بیان ہے جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنا مظہر قہاری اور مالکیت کا بنایا ہے۔ جیسے مسلمان بادشاہ مسلمان امیر۔ قاضی، شوہر۔ آقا۔ سرخیل خانہ، ان لوگوں کے متعلق بندوبست ملک اور شہر اور گھر کا اللہ تعالیٰ نے قرار دیا ہے۔

سُلطان و امیر کے رعیت پر حقوق

جو امور خلاف شرع نہوں اُن میں بادشاہ اور امیر شہر اور امیر لشکر کی اطاعت رعیت پر واجب ہے گو رعیت کے خلاف طبع اور ناگوار ہو۔ اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول اور صاحب حکم کی اطاعت کرو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے میری تابعداری کی اُس نے خدا کی تابعداری کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی اور جس نے امیر یعنی حاکم کی فرمانبرداری کی اُسنے میری فرمانبرداری کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اُسنے میری نافرمانی کی۔ بادشاہ آدمیوں کی ڈھال ہے۔ کافروں سے جہاد کرتا ہے۔ اُس سے لوگ پناہ لیتے ہیں۔ پس اگر اُس نے تقوے اور انصاف کا حکم کیا تو اُسکو ثواب ہوگا۔ اور اگر کچھ اور کہا یعنی تقوے وعدل کے خلاف تو اُسپر گناہ ہے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ امیر یعنی حاکم کہے وہ سنو۔ اور اُسکی اطاعت کرو گو تمپر غلام حبشی ہی سردار، حاکم کیوں نہو کہ اُسکا سر مثل دانۂ انگور سیاہ اور چھوٹا ہو۔ ایک مقام پر آپنے ارشاد فرمایا ہے کہ امیر کا حکم سننا اور اُسکی اطاعت کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ اُسکو اچھا معلوم ہو یا بُرا جب تک کہ وہ امیر گناہ کرنے کا حکم نہ کرے تو اُس وقت اُسکی اطاعت اور سماعت جائز نہیں ہے۔ اور حضور صلعم سے حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا اگر حاکم کی کوئی مکروہ بات دیکھے تو صبر کرنا چاہیے۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ کوئی شخص اُس حاکم سے باغی ہو جائے۔ اور مسلمانوں کی جماعت سے بقدر ایک بالشت کے جُدا ہو جائے

[1] تیسری قسم اُن حقوق کے بیان میں جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنا مظہر قہاری اور مالکیت کا قرار دیا ہے۔ ۱۲

پس اُسی حال میں مرجائے تو مثل زمانۂ جاہلیت کے مرنے والوں کے مرا۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب میرے بعد تم بادشاہوں سے نفس پروری اور ایسی باتیں دیکھوگے جو تمہارے نزدیک اچھی نہیں ہیں صحابہ نے عرض کیا کہ ہم اُس وقت کیا کریں۔ فرمایا اُن کا حق ادا کرو۔ اور اپنا حق خدا سے چاہو۔ صحابہ نے پھر عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر ایسے امیر ہوں کہ ہم سے اپنے حق طلب کریں اور ہمارے حق نہ دیں۔ ارشاد فرمایا کہ اُن کے حکم سنو اور فرمانبرداری کرو اُن پر جو اللہ تعالیٰ نے واجب کیا وہ (یعنی عدالت اور رعیت پروری) واجب ہے۔ اور تم پر اطاعت اور فرمانبرداری واجب ہے۔

قاضی کے حقوق کا بیان

اگر قاضی شرع شریف کے موافق حکم دے تو اُسکو خوشدلی سے قبول کرنا چاہیے۔ ہدایہ میں مسئلہ ہے کہ اگر قاضی حکم دے کہ فلاں کو سنگسار کرو۔ ہاتھ کاٹو۔ یا دُرّے مارو تو اُسکی تعمیل کرنا جائز ہے۔ اور امام ابومنصور کا قول ہے کہ اگر قاضی عالم اور عادل ہو تو اُسکا ایسا حکم بجالاؤ۔ اور اگر جاہل اور عادل ہو تو اُس سے وجہ اور سبب دریافت کرو۔ پس اگر وہ معقول وجہ بیان کرے تو اُسکی تعمیل کرو ورنہ نہیں اور اگر قاضی فاسق ہے تو جب تک سبب نہ دیکھ لو اُس حکم کی تعمیل نہ کرو۔

خاوند کا حق عورت پر

شوہر کے حق میں جو عورت پر ہے بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو ہر آئنہ حکم کرتا کہ عورت اپنے خاوند کو سجدہ کرے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوسری حدیث ہے کہ جس عورت سے اُس کا خاوند راضی ہے وہ بہشت میں جائیگی۔ ایک اور مقام پر حضور نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھے رمضان کے روزے رکھے، پاک دامن رہے۔ اپنے خاوند کی تابعداری کرے۔ تو جس دروازے سے چاہے بہشت میں داخل ہو۔ اگر شوہر اپنی عورت کو حکم کرے کہ کالے پہاڑ سے سفید پہاڑ پر اور سفید پہاڑ سے کالے پہاڑ پر پتھر لے جا تو اُسکی تعمیل کرنی چاہیے۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی

عورت اپنے خاوند کو تکلیف دیتی ہے تو بہشت کی حوریں اُس سے کہتی ہیں کہ اللہ تجھ پر لعنت کرے - یہ شخص تو تیرے پاس مہمان ہے - قریب ہے کہ تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آئیگا - اور جب تک خاوند اپنی عورت سے ناراض رہیگا تب تلک اُس عورت کی نماز قبول نہو گی - حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جس وقت مرد عورت کو اپنے بستر پر بُلائے اور وہ انکار کرے اور اُس کا شوہر ناراض ہو کر سو جائے تو فرشتے صبح تک اُس عورت پر لعنت کرتے ہیں -

آقا کا حق غلام پر

حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو غلام اپنے مالک کی خیر خواہی کرے اور خدا کی اچھی طرح عبادت کرے تو دوگنا ثواب پائیگا - اور آپ نے فرمایا کہ اچھا حال ہے اُس غلام کا جو اچھی طرح خدا کی عبادت کرے اور اچھا حال ہے اُس کا جو اپنے مالک کی فرمانبرداری کرے - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر غلام بھاگ جائے تو اُسکی نماز قبول نہیں ہوتی - دوسری روایت میں ہے کہ جو غلام اپنے مالک کے پاس سے بھاگ جائے وہ جب تک واپس نہیں آئیگا کافر نعمت ہوگا - اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تین شخصوں کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں - جو غلام بھاگ جائے جب تک اپنے مالک کے پاس واپس نہ آجائے - اور عورت جب تک اُس کا خاوند اُس سے ناخوش رہے - اور مست جب تک ہوش میں آئے - اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کی عورت کو بہکائے اور فساد ڈلوائے اور کسی کے غلام کو بھگائے وہ مجھ سے نہیں ٭

قسم[1] چہارم بادشاہ اور امیر اور قاضی پر رعیت کے حقوق شوہر پر زوجہ کے حقوق - باپ پر پرورش و تربیت فرزندان صغیر کا حق - اور مالک پر غلام کا حق

حقوق عباد سے رعیت کا حق بادشاہ اور امیر اور قاضی پر ہے - اور شوہر پر زوجہ کا حق ہے - اور اولاد صغیر سن کی تربیت کا حق والدین پر ہے - اور غلام کا حق آقا پر ہے - اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور عنایت کاملہ سے

[1] قسم چہارم اُن حقوق کے بیان میں جو اللہ تعالےٰ نے اپنے مملوک اور بندگان کیلیے عنایت فرمائے ہیں ٭

رعیت، زوجہ بچوں وغیرہ کے حقوق کو اُن لوگوں پر جنکو دنیا میں بطور نگہبان اور مالک کے مقرر فرمایا ہے واجب کر دیا ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہر ایک تم میں سے راعی (نگہبان چرواہا) ہے۔ اور ہر ایک سے اُسکی رعیت کی بابت پوچھا جائیگا کہ اُسکے حال کی اُس نے نگرانی کی یا اُسکو ضائع اور مہمل چھوڑ دیا۔ بادشاہ تمام آدمیوں پر راعی ہے۔ اُس سے رعیت کی بابت سوال ہوگا اور مرد اپنے گھر کے لوگوں کا راعی ہے۔ اُس سے اُن کی بابت سوال ہوگا۔ اور عورت اولاد اور خاوند کے گھر کی راعیہ ہے۔ اُس سے اُن کا سوال ہوگا۔ اور غلام[1] اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے۔ اُس سے اُس کا سوال ہوگا +

رعیت کا حق جو سلطان پر واجب ہے

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مسلمان رعیت کا حاکم ہو اور بغیر خیر خواہی کیے رعیت کی مر جائے تو اللہ تعالےٰ وسلم تشریہ بہشت حرام کر دیا ہے حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ اے خدا جو کوئی میری اُمت پر حاکم ہو اُن کے ساتھ سختی کرے۔ پس تو اُس پر سختی کر۔ اور جو حاکم میری اُمت کے کاموں میں نرمی اور رہے یہ بھی روا ہس پر نرمی اور مہربانی کر۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دیتے ہیں۔ او عدل و انصاف کیا ہے وہ نور کے منبر پر ہونگے۔ آنحضرت صلعم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ دیا کہ اگر اللہ تعالیٰ سب آدمیوں سے زیادہ محبوب اور نزدیک مرتبہ میں اللہ تعالےٰ سے وہ ہوگا جو بادشاہ غلام[1] اور سب سے زیادہ ناپسند اور سخت تر عذاب میں اللہ تعالےٰ کے نزدیک بادشاہِ ظالم ہوگا اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ زمین میں بادشاہ سایۂ خدا کریم صلے اللہ خدا سے جو مظلوم ہیں وہ اُسکے پاس آتے ہیں۔ پس اگر وہ انصاف کرے تو اُس باد ہے پس حس کو اور اُسکا شکر رعیت پر واجب ہے۔ اور اگر وہ بادشاہ ظلم کرے تو اُس پر عذاب ویسے دہی اُسکو پہنچ رعیت کو صبر کرنا چاہیے۔

حکم دے تو خود بھی

[1] اسکی تفصیل اشارتاً پہلے اُس کا حق بھی شاہی جسمیں آقا کے حق غلام پر لکھے گئے ۔ ۱۲

قاضی پر رعیت کا حق

قاضی پر حکم حق دینا فرض ہے۔ اور خلافِ شرع حکم دینا قریب کفر اور ظلم اور فسق کے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے کہ جو حکم خدا نے نازل فرمایا اُسکے موافق حکم نہ کرے تو وہ شخص کافروں میں سے ہے دوسری جگہ فرمایا کہ وہ ظالموں میں سے ہے تیسری جگہ فرمایا کہ وہ فاسقوں میں سے ہے حضور عالیمقام صلعم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ قاضی تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو عالم بحق ہو اور حکم بھی حق کا کرے۔ یہ بہشتی ہے۔ دوسرے وہ جو عالم ہو مگر حق کا حکم نہ کرے۔ تیسرے وہ جو جاہل ہو۔ یہ دونوں دوزخ میں جائینگے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جس قاضی کا انصاف ظلم پر غالب ہوگا وہ بہشتی ہے اور جس کا ظلم انصاف پر غالب ہوگا وہ دوزخی ہے ✤

بیوی کا حق اپنے خاوند پر

اللہ تعالیٰ کلام مجید میں فرماتا ہے کہ مردوں کے ذمہ عورتوں کی | وہم نے | ہے جیسا کہ مردوں کا حق عورتوں
پر ہے۔ اور رسول کریم سے فرمایا ہے کہ مومنوں میں کامل زیا | نے اُس پر | وہ شخص ہے جو زیادہ اچھا
اخلاق میں ہے۔ اور اپنی اہل (بیوی) پر زیادہ مہربان ہو | ہو اور اُن کے | حبا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ جو اپنے اہل کے ساتھ اچھا ہے وہ تم میں اچھا آدمی | ربانی کرے تو اُ | اہل کے واسطے اچھا ہوں
معاویہ قشیری نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوا | جن حاکموں نے | شوہر پر کیا حق ہے۔ فرمایا جیسا
خود کھاتا ہے اُسکو کھلائے۔ اور جیسا آپ پہنتا ہے اُسکو بھی | قیامت کے دن | کے منہ پر مت مارو[^51] اور اُسکو
بُرا مت کہو۔ اور اُسکو تنہا چھوڑ کر مت چلے جاؤ بلکہ گھر میں رہ[^52] | عادل ہوگا۔ ا | یہ رسول پاک وبرحق صلعم نے
فرمایا کہ خدا کی لونڈیوں کو یعنی اپنی بیبیوں کو مت مارو۔ اسی | حضور صلے ا | رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور
میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ عورتیں دلیر ہو گئی ہیں اور اپنے | ہوا ہے۔ بندگان | بانی کرتی ہیں آنحضرت صلعم

[^51]: اسی طرح عام طور پر کل انسان یا حیوان کے منہ پر مارنا منع ہے | شاہ کو ثواب ہوگا | ہے۔ ۱۲
[^52]: یعنی اگر عورت سے ناخوش ہو تو اُسکے ساتھ مت سوؤ۔ مگر | اجب ہوگا۔ اور | یہ نہ ہو کہ اُسکو گھر میں اکیلا چھوڑ کر دوسرے گھر میں جا کر سو رہو۔ ۱۲

او
نا بیان میں گنہگ

نے عورتوں کے مارنے کی اجازت دیدی۔ پس بہت سی عورتیں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے شوہروں کی شکایت کی۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آجکی رات بہت سی عورتیں میرے گھر آئیں اور اپنے خاوندوں کی شکایت کرتی تھیں۔ وہ مرد اچھے آدمی نہیں ہیں +

حق شفقت اور پرورش اولاد کا بیان

حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُو اُنگلیوں کو ملاکر فرمایا کہ جو شخص اپنی دُو لڑکیوں کی پرورش اُنکے بالغ ہونے تک کرے میں اور وہ قیامت کے دن اس طرح آئینگے۔ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت میرے پاس آئی اور اُسکے ساتھ دُو لڑکیاں تھیں۔ اُس نے مجھے سوال کیا۔ میرے پاس اُس وقت سوائے ایک خرمہ کے اور کچھ نہ تھا وہ میں نے اُسکو دیدیا۔ پس اُس عورت نے چھوارہ کو دونوں لڑکیوں کو تقسیم کردیا۔ اور آپ اُس میں سے کچھ نہ کھایا اور چلی گئی۔ جب نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور میں نے یہ قصہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ جس شخص کے کئی لڑکیاں ہوں اور اُن کے ساتھ نیکی کرے۔ تو وہ اُسکے دوزخ سے پردہ ہونگی۔ حضور عالی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بھی روایت ہے کہ ایک دیہقانی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ بچوں پر بوسہ دیتے ہیں۔ اور ہم بوسہ نہیں دیتے۔ اسکے جواب میں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحم اور شفقت دور کردی ہے تو میں کیا کرسکتا ہوں +

غلاموں[1] کے حق کا بیان

غلاموں کے حق میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُنکو تمہارا تابعدار کردیا ہے پس جس کو اللہ تعالیٰ اُسکا زیردست کرے تو چاہیے کہ جو آپ کھائے وہی اُسکو کھلائے، اور جو آپ پہنے وہی اُسکو پہنائے، اور جو کام اُس پر شاق ہو وہ اُس سے نہ کرائے اور اگر مشکل کام کرنے کا اُسکو حکم دے تو خود بھی اُس کام میں اُس کی مدد کرے۔ اور فرمایا آپ نے جب تمہارا

[1] غلام کے حق میں لونڈی کا حق بھی شامل ہے ۱۲۔

خادم کھانا پکا کر لا دیتے چونکہ اُس نے کھانا پکانے میں آگ اور دھوئیں کی تکلیف اُٹھائی ہے پس چاہئیے کہ اُسکو اپنے ساتھ بٹھلا کر کھانا کھلائے۔ اگر کھانا تھوڑا ہو اور کھانے والے بہت تو چاہیئے کہ ایک یا دو لقمہ اُسکے ہاتھ پر رکھدے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی اپنے غلام کی نسبت زنا کی تہمت لگائے اور وہ اُس سے پاک ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس شخص پر تہمت لگانے کی حد لگائیگا۔ اور حضور عالیمقام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے غلام کو حد مارے اور اُس نے حد کے لائق کام نہیں کیا ہے یا غلام کے طمانچہ مارے تو اُس کا کفارہ یہ ہے کہ اُس غلام کو آزاد کردے۔ حضرت ابی مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا پیچھے سے میں نے یہ آواز سنی کہ ہاں اے ابامسعود اللہ تعالیٰ تجھپر اُس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جو تو اس غلام پر رکھتا ہے۔ جب میں نے پیچھے کو دیکھا تو رسولِ خدا صلعم تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں نے اس غلام کو خدا کے واسطے آزاد کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو ایسا نہ کرتا تو تجھکو آگ پہنچ جاتی (یعنی دوزخ میں جلتا) حضور صلعم کا مرضِ موت میں آخر کلام یہ تھا کہ نماز اور غلاموں کے حقوق کی حفاظت کرو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص میں تین صفتیں ہونگی۔ اللہ تعالیٰ اُسکی موت آسان فرمائیگا۔ اور اُسکو بہشت میں داخل فرمائیگا۔ ضعیفوں پر مہربانی کرنا۔ ماں باپ پر شفقت کرنا۔ غلاموں کے ساتھ نیکی کرنا ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ کتنی بار غلام کا قصور معاف کروں۔ دو مرتبہ آپ نے اس کا جواب نہ دیا تیسری مرتبہ فرمایا کہ ہر روز ستر مرتبہ بخشو۔ اور ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ جو تم میں سے زیادہ خراب شخص ہے میں اُسکی خبر دیتا ہوں۔ سب سے زیادہ بدتر وہ ہے جو اکیلا کھاتا ہے۔ اپنے غلام کو مارتا ہے اور اُسکی رفد یعنی اعانت اور مدد نہیں کرتا۔ قریش میں رسم تھی کہ ہر شخص اپنی استطاعت کے موافق مال لاتا۔ اور مال بہت جمع ہوجاتا تو اُس کا کھانا اور کشمش خریدتے اور حج کے موسم میں آدمیوں کو کھلاتے اور شربت پلاتے۔ لہٰذا رفد اُس مال سے مراد ہے کہ ٹھہرائے صادر، وارد اور مسکینوں کے واسطے جمع رکھتے تھے +

مملوک جانور کا حق

اپنے جانور پر بھی ضرور احسان کرنا چاہیے۔ یعنی اُسکو آرام سے رکھے۔ اچھی طرح کھلائے پلائے۔ بیمار ہو جائے تو خوب توجہ اور کوشش سے اُس کا علاج کرے۔ حضور سرورِ کائنات صلعم نے ایک دُبلا اونٹ دیکھکر فرمایا کہ خدا سے ڈرو۔ ان بے زبان جانوروں کے حق میں اپنی سواری اچھی طرح کرو۔ اور اچھی طرح ان کو چھوڑو۔ یعنی اس طرح مت سوار ہو کہ ان کو تکلیف ہو یا اس طرح بے آب ودانہ اور بے خدمت ان کو مت چھوڑو کہ یہ تکلیف پائیں +

قسم پنجم ہمسایہ ہم صحبت اور ہمسفر کا حق[۱]

ہمسایہ۔ ہم صحبت اور ہمسفر کی بابت اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ عبادتِ خدا کرو۔ اُسکے ساتھ کسی کو شریک مت کرو۔ اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور فقیروں اور رشتہ دار پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں اور ہم صحبت یار۔ اور مسافر۔ اور لونڈی غلاموں کے ساتھ اچھی طرح سلوک کرتے رہو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہمسایہ تین ہیں۔ اوّل وہ جس کا ایک حق ہو۔ دوم وہ جس کے دو حق ہوں۔ سوم وہ جس کے تین حق ہوں جس کے تین حق ہیں وہ تو مسلمان ہمسایہ رشتہ دار ہے کہ اُسکو حقِ ہمسائگی اور حقِ اسلام اور حقِ قرابت حاصل ہے۔ اور جسکے دو حق ہیں وہ مسلمان ہمسایہ ہے کہ اُسکو حقِ ہمسائگی اور حقِ اسلام ہے۔ اور جس کا ایک حق ہے وہ مشرک ہمسایہ ہے۔ تو دیکھنا چاہیے کہ شارع علیہ السلام نے صرف ہمسائگی کے سبب سے مشرک کا حق ثابت کیا۔ اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص تیرے ہمسایہ میں رہے اُسکی ہمسائگی اچھی طرح کر کہ اس سے تو مسلمان ہو جائیگا اور فرمایا کہ جبرئیل مجھکو مدام ہمسایہ کے باب میں وصیت کرتا رہتا تھا۔ حتےٰ کہ میں نے گمان کیا کہ ہمسایہ کو وارث کر دیگا۔ اور فرمایا کہ جو شخص ایمان رکھتا ہو اللہ تعالےٰ اور روزِ آخرت پر اُسکو چاہیے کہ اپنے ہمسایہ کا اکرام کرے۔ اور فرمایا کہ کوئی بندہ ایماندار نہوگا جب تک کہ اُسکا ہمسایہ اُسکی آفات سے بے خوف نہوگا۔ اور فرمایا کہ قیامت کے دن جو دو شخص باہم اوّل خصومت کرینگے وہ ہمسائے ہونگے۔

[۱] قسم پنجم حقِ ہمسایہ وہم صحبت وہم سفر کے بیان میں۔ ۱۲

اور فرمایا جب تو نے اپنے ہمسایہ کے کتے کو کچھ پھینک مارا تو تو نے اُسکو ایذا دی۔ اور کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابن مسعود کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میرا ایک ہمسایہ ہے وہ مجھکو ستاتا ہے اور گالی دیتا ہے اور تنگ کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ اگر اُس نے تمہارے باب میں خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی تو تم اُسکے باب میں خدا تعالیٰ کی اطاعت کرو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ فلانی عورت دن کو روزہ رکھتی ہے اور رات بھر عبادت کرتی ہے۔ مگر اپنے پڑوسیوں کو ستاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں جائیگی۔ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر ہمسایہ کی شکایت کی آپنے فرمایا کہ صبر کر۔ پھر تیسری چوتھی بار کی شکایت میں آپ نے فرمایا کہ اپنا اسباب راستہ میں ڈالدے وہ شخص کہتا ہے کہ لوگ اسباب کے پاس آتے تو پوچھتے کہ تجھے کیا ہوا ہے کوئی کہدیتا کہ اسکے ہمسایہ نے اس کو ستایا ہے۔ تو وہ کہتے کہ خدا تعالےٰ اُس پر لعنت کرے غرضکہ وہ ہمسایہ اُسکے پاس آیا اور کہا کہ اپنا اسباب اُٹھالے بخدا اب دوبارہ ایسی حرکت نہ کرونگا۔ اور حضرت زہریؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلعم کی خدمت میں اپنے ہمسایہ کی شکایت کرنے آیا۔ آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ مسجد شریف کے دروازہ پر پکار دیا جائے کہ سُن لو چالیس۴۰ گھر ہمسایہ ہیں۔ حضرت زہریؓ فرماتے ہیں کہ چالیس۴۰ ادھر اور چالیس۴۰ اُدھر اور چالیس ایسے اور چالیس ایسے اور چاروں طرف کو اشارہ کیا۔ اور ایک حدیث شریف میں ارشاد فرمایا کہ برکت اور نحوست عورت۔ مکان اور گھوڑے میں ہے۔ عورت کا مبارک ہونا یہ ہے کہ مہر تھوڑا ہونا اور نکاح سہولت سے ہونا۔ اور اُس کا خوش خلق ہونا۔ اور اُسکی نحوست یہ ہے کہ مہر کا زیادہ ہونا اور بدشواری نکاح ہونا۔ اور اُسکا خُلق بُرا ہونا۔ اور مکان کا مُبارک ہونا یہ ہے کہ فراخ ہو اور ہمسایہ کے لوگ اچھے ہوں۔ اور اسکی نحوست یہ ہے کہ تنگ ہو اور ہمسایہ بُرا ہو۔ اور گھوڑے کا مُبارک ہونا اُس کا فرمانبردار ہونا اور عادتوں کا اچھا ہونا اور اُسکی نحوست عیبی اور بدرکاب ہونا ہے۔ اب جاننا چاہیے کہ ہمسایہ کا حق یہی نہیں کہ اُس کو ایذا نہ دیجیے۔ کیونکہ یہ بات اینٹ پتھر وغیرہ میں بھی ہے کہ اُن سے ایذا نہیں پہنچتی بلکہ یہ چاہیے کہ ہمسایہ ایذا دے تو برداشت کرے۔ اور صرف برداشت ہی پر اکتفا نہ کرے بلکہ اُسکے ساتھ نرمی کرے اور

سلوک اور احسان سے پیش آئے۔ کیونکہ کہتے ہیں کہ مفلس ہمسایہ قیامت کے دن اپنے تونگر ہمسایہ سے لپٹے گا اور عرض کریگا کہ یارب اس سے سوال کر کہ مجھکو اپنے سلوک سے کیوں محروم رکھا۔ اور مجھسے اپنا دروازہ کیوں بند کیا۔ اور ابن مقنّع کو خبر پہنچی کہ ان کا کوئی ہمسایہ مدیون ہو گیا ہے۔ اور اپنے قرضہ میں مکان بیچتا ہے اور آپ اُسکی دیوار کے سایہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ فرمایا کہ اگر اس شخص نے مفلسی کے سبب سے اپنا گھر بیچ دیا تو ہم سے اُسکی دیوار کے سایہ میں بیٹھنے کا حق بھی ادا نہ ہوا۔ پھر اُسکو مکان کے دام دیکر کہا کہ گھر کو مت فروخت کرو۔ اور کسی بزرگ نے ذکر کیا کہ ہمارے گھر میں چوہے بہت ہو گئے ہیں۔ اُن سے کسی نے کہا آپ بلی کیوں نہیں پال لیتے۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ ڈر ہے کہ کہیں بلی کی آواز سُنکر چوہے ہمسایوں کے مکان میں نہ چلے جائیں۔ اور جو بات اپنے لیے پسند نہیں کرتا وہ اُن کے لیے پسند کروں؟ اور ہمسایہ کے مجمل حقوق یہ ہیں کہ اُس سے پیشتر سلام کرے۔ اور اُسکے ساتھ گفتگو کو طوالت نہ دے اور نہ اُسکے حال کو بہت استفسار کرے۔ اور حالتِ مرض میں اُسکی بیمار پُرسی کرے۔ اور مصیبت میں اُسکو تسلی دے اور اُس کا ساتھ نہ چھوڑے۔ اور خوشی میں مُبارکباد دے۔ اور آپ بھی اُسکے ساتھ خوشی ظاہر کرے۔ اور اُنکی خطاؤں سے درگزرے۔ اور چھت پر سے اُسکے گھر میں نہ جھانکے اور دیوار پر کڑیاں رکھنے یا پرنالہ سے پانی گرانے یا صحن سے مٹی ڈالنے میں اُسکو دق نہ کرے۔ اور اُسکے گھر میں جانے کا راستہ تنگ نہ کرے اور جو کچھ وہ اپنے گھر میں لیجائے اُس پر تاک نہ لگائے اور اگر اُس کا کوئی عیب معلوم ہو تو اُسکو چھپائے اور اگر اُس پر کوئی حادثہ واقع ہو تو جھٹ پٹ اُسکی دستگیری کرے۔ اور جب وہ گھر پر نہ ہو تو اُسکے مکان کے دیکھنے سے غافل نہ رہے اور اُسکی بُرائی نہ سُنے۔ اور اُسکے اہلخانہ سے آنکھ نیچی رکھے اور اُسکی خادمہ پر تکٹکی نہ لگائے اور اُسکے بچہ سے گفتگو میں نرمی برتے۔ اور جو کچھ اُسکو دُنیا اور دین کا معاملہ معلوم نہو اُسکو ٹھیک ٹھیک بتا دے۔ اور ان کے سوا وہ حقوق جو عام مسلمانوں کے لیے جیسے ذکر کیے ہیں اُن کا ہمسایہ کے ساتھ بھی لحاظ رکھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم کو معلوم ہے کہ ہمسایہ کا کیا حق ہے۔ اُسکے حقوق یہ ہیں کہ اگر تم سے مدد چاہے تو اُسکی مدد کرو۔ اور قرض مانگے تو قرض دو۔ اور اگر تم سے کوئی کام پڑے تو پورا کرو۔ اور بیمار ہو تو عیادت کرو۔ اور مرجائے تو جنازہ کے ہمراہ

جاؤ اور اُسکو کچھ بہتری حاصل ہو تو مبارکباد دو۔ اور مصیبت پڑے تو تعزیت کرو۔ اور اُسکی اجازت کے بغیر اپنی عمارت اونچی مت کرو کہ اُسکی ہوا رُکے۔ اور اگر کوئی میوہ خرید کرو تو اُسکو ہدیہ دو ورنہ چھپا کر اپنے گھر میں لاؤ اور اپنے بچہ کو میوہ لیکر باہر نہ جانے دو تاکہ اُسکے بچہ کو رنج نہو۔ اور اپنی ہانڈی کی خوشبو اور گھبار سے اُسکو ایذا مت دو۔ مگر اُس صورت میں کہ ایک چمچہ اُسکے یہاں بھی بھیجو۔ تمکو معلوم ہے کہ ہمسایہ کے حقوق کیا ہیں۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہمسایہ کا حق اُسی سے ادا ہوگا جس پر خدا تعالےٰ رحم کرے۔ اسی طرح اس حدیث کو روایت کیا ہے عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے اور اُسنے اپنے دادے سے اور اُس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمرؓ کے پاس تھا اور اُن کا ایک غلام بکری کا پوست اُتار رہا تھا۔ آپنے فرمایا کہ اے غلام جب بکری صاف کر چکے تو اوّل ہمارے ہمسایہ یہودی کو دینا۔ کئی بار آپ نے ایسا ہی فرمایا تب اُس غلام نے عرض کیا کہ آپ کتنی مرتبہ فرمائینگے۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمیشہ ہم کو ہمسایہ کے باب میں وصیت کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم کو خوف ہوا کہ کہیں اسکو وارث تو نہیں کر دینگے۔ اور ہشام فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ کے نزدیک قربانی کا گوشت یہود اور نصاریٰ کو کھلانے میں کچھ مضائقہ نہ تھا۔ اور حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ میرے خلیل صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجکو وصیت کی کہ جب تم ہانڈی پکاؤ تو اُس میں شوربہ زیادہ کرو۔ پھر اپنے ہمسایہ کے گھر والوں کو دیکھو۔ اور اُس میں سے اُن کے لیے نکالکر بھیجدو۔ اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم میرے ہمسایہ ہیں ایک کا دروازہ تو میرے سامنے ہے۔ اور دوسرے کا دروازہ مجھسے دور ہے۔ اور بعض اوقات میرے پاس اتنی چیز ہوتی ہے کہ دونوں کو دینے کی گنجائش نہیں ہوتی تو اُن دونوں میں کس کا حق زیادہ ہے۔ آپ نے فرمایا جس کا دروازہ تمہارے سامنے ہے اُس کا حق زیادہ ہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اپنے فرزند عبد الرحمٰن کو دیکھا کہ اپنے ہمسایہ سے تندخوئی اور درشت کلامی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمسایہ سے ایسا نہ کرو کہ بات رہجاتی ہے اور آدمی چل دیتے ہیں۔ اور حسن بن عیسےٰ نیشاپوری کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن مبارک سے

پوچھا کہ میرا ہمسایہ میرے پاس آکر شکایت کرتا ہے کہ تمہارے غلام نے ایسا نہ کیا اور غلام اس فعل سے انکار کرتا ہے تو اب غلام کو مارنے کو بھی دل نہیں چاہتا کہ شاید وہ مجرم نہ ہو اور اس کا چھوڑ دینا بھی بُرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہمسایہ مجھسے ناراض ہوگا۔ تو اب میں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا غلام اگر کوئی تمہارا قصور کرے تو اسکو اُس وقت سزا نہ دو جب ہمسایہ اُسکی شکایت کرے تو اُسی قصور کے مطابق پر اُسے ادب دو کہ اس صورت میں ہمسایہ بھی راضی رہیگا اور اُسکی سزا بھی قصور ہی پر ہو جائیگی۔ اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ دس باتیں مکارم اخلاق کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے اُسکو عنایت کرتا ہے ممکن ہے کہ آدمی میں ہوں اور اُسکے باپ میں نہ ہوں۔ اور غلام میں ہوں۔ اور اُسکے آقا میں نہ ہوں اوّل راست گفتاری۔ دوم لوگوں سے راستی برتنی۔ سوم سائل کو دینا۔ چہارم سلوکوں کا مکافات کرنا۔ پنجم صلۂ رحم۔ ششم امانت کی حفاظت۔ ہفتم ہمسایہ کے حق کی رعایت۔ ہشتم ہم صحبتی کا پاس نہم مہمان کی دعوت۔ دہم جو سب کی اصل ہے وہ حیا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمان عورتو کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کی بھیجی ہوئی چیز کو حقیر نہ جانے گو بکری کی کھُری ہو۔ اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ مسلمان مرد کی یہ بھی سعادت ہے کہ مکان وسیع اور ہمسایہ نیک اور سواری عمدہ سیدھی ہو۔ اور حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھکو کیسے معلوم ہو کہ میں نے کوئی کام اچھا کیا یا بُرا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو اپنے ہمسایوں کو کہتے سنے کہ اچھا کیا تو جان لے کہ اچھا کیا۔ اور اگر یوں کہتے سُنے کہ بُرا کیا تو معلوم کر کہ بُرا کیا۔ اور حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی دیوار میں کوئی ہمسایہ یا شریک ہو تو اُس کو فروخت نہ کرے جب تک ہمسایہ شریک پر پیش نہ کرلے۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے حکم فرمایا ہے کہ ہمسایہ اپنے ہمسایہ کی دیوار میں کڑیاں رکھ لے خواہ وہ راضی ہو یا نہو۔ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے اپنے ہمسایہ کو اس بات سے منع نہ کرے کہ وہ اپنی لکڑی اُسکی دیوار پر رکھے۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ تم اِس بات سے اعراض کیوں کرتے ہو میں تو اُسکو

تمہارے شانوں کے بیچ میں لاؤنگا یعنی ہمسایہ کو دیوار پر لکڑی رکھنے سے منع مت کرو۔ اور اس کو ناگوار
مت جانو میں تم سے اس سنت کی بزور تعمیل کراؤں گا۔ اور حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا اور قیامت
کے دن پر ایمان رکھتا ہو اُسکو چاہیے کہ اپنے ہمسایہ کے ساتھ نیکی کرے، اور مہمان کی قدر و منزلت کرے
اور اُس سے اچھی باتیں کرے یا چپ رہے۔ بیفائدہ باتیں نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ تم کو نیکی عنایت کرے
سمجھو کہ جب پڑوسی کا حق جو الگ گھر میں رہتا ہے ایسا ثابت ہوا تو ہم صحبت اور ہم سفر کا حق بطریق اولےٰ
واجب ہے۔ دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہم صحبتی اصحاب کی کس قدر تعریف فرمائی
ہے۔ اور اُن کی محبت اور تعظیم کرنے کے لیے مبالغہ فرمایا ہے۔ مگر مناسب ہے کہ نیکوں سے دوستی
کرے اور نیکوں کے پاس بیٹھے۔ کافروں اور فاسقوں کی صحبت اور دوستی سے بچے۔ رسولؐ اللہ صلعم
نے فرمایا ہے کہ ہم صحبت دوست کی مثال صاحبِ مشک کی سی ہے یا وہ تمکو مشک دیگا یا تم اُس سے
خریدوگے ورنہ تم کو اُسکی خوشبو تو پہنچے ہی گی۔ اور ہم صحبت بد کی مثال لوہار کی بھٹی کی ہے۔ تمہارا گھر یا
کپڑا جلائیگی ورنہ بو تو دے ہی گی۔ اسی طرح حضور والاجاہ سے اور روایت کی جاتی ہے کہ نیک ہمصحبت
عطر فروش کی مثل ہے کہ اگر عطر تم کو نہ دیگا تو خوشبو تو پہنچے ہی گی۔ حضرت ابو سعیدؓ خدری سے روایت
ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ صحبت اُس مسلمان کے ساتھ ہی رکھنی چاہیے جس کا ایمان کامل ہو اور
متقی پرہیزگار کو ہی کھانا کھلانا چاہیے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا
کہ اپنے دین اور مذہب کا آدمی دوست ہوتا ہے۔ پس دیکھو کہ وہ کس سے دوستی رکھتا ہے یعنی جس
مذہب والے سے وہ دوستی رکھتا ہوگا وہی مذہب اُسکو پسند ہوگا۔ ورنہ اُس سے دوستی نہ کرتا۔ حضور
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان آخرت میں اُسی کے ساتھ ہوگا جسکے ساتھ محبت رکھتا ہوگا
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دوست قیامت کے دن دشمن ہو جائینگے۔ مگر متقی دشمن نہیں ہونگے۔ اور دوسری
جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ قیامت کے دن آدمی حسرت اور افسوس کرینگے کہ بدوں کے ساتھ
اُنہوں نے دوستی کیوں کی۔ اور کہیں گے کہ میری ہلاکی کا شکلے میں فلاں کو دوست نہ بناتا۔ مولوی روم
صاحب رحمۃ اللہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ ؎

دور شو از اختلاطِ یارِ بد	یارِ بد بدتر بود از مارِ بد
مارِ بد تنہا ہمیں بر جان زند	یارِ بد بر جان و بر ایمان زند
صحبتِ صالح ترا صالح کند	صحبتِ طالح ترا طالح کند
نا زخنداں باغ راخنداں کند	صحبتِ نیکانت از نیکاں کند

حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک طویل حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب حق تعالیٰ ایک ذکر کرنے والی جماعت پر رحمت اور بخشش فرمائیگا تو تمام اُن کے پاس بیٹھنے والوں کو بخش دیگا۔ ایک فرشتہ عرض کریگا کہ اے میرے پروردگار ایک آدمی گنہگار رہے اور اُس جماعت میں سے نہیں ہے کسی کام کے واسطے آیا تھا اور اُن کے پاس بیٹھ گیا۔ اُسکے واسطے کیا حکم ہے۔ ارشادِ الٰہی ہوگا کہ اس کو بھی ہمنے بخشدیا۔ یہ ایسی قوم کے ہیں کہ ان کا پاس بیٹھنے والا اور ہم صحبت بدبخت و بدنصیب نہیں ہوتا۔ اِسی واسطے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدہم صحبت اور بد ہمسایہ سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ يَوْمِ السُّوْءِ وَمِنْ سَاعَةِ السُّوْءِ وَمِنْ لَيْلَةِ السُّوْءِ وَمِنْ صَاحِبِ السُّوْءِ وَمِنْ جَارِ السُّوْءِ فِيْ دَارِ الْمُقَامَةِ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بُرے دن، بُری گھڑی اور بُری رات یعنی رات دن اور اُس گھڑی سے کہ جس میں بدی واقع ہو اور بدہمنشیں و ہم صحبت اور بدہمسایہ سے یعنی ایسے بدہمنشین اور ہمسایہ سے جو بدی کرتے ہوں۔ ایسے ہمسایہ کی بدی سے کہ ہمسایہ کے گھر میں رہتا ہو۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فروخت زمین ہمسایۂ بد سے بچنے کے لیے حق شفعہ کو واجب کیا ہے پس شفیع کو چاہیے کہ اگر خریدار اچھا نیک آدمی ہے۔ شفیع کی طلب نہ کرے اور اگر بد ہے تو اُسکی خریداری سے راضی نہ ہو۔

قسمِ ششم عام مسلمانوں کے حق کا بیان

دوسری قسم حقوق بندوں کے حقوق میں سے عام مؤمنین کا حق ہے۔ خاصکر اُن کا حق کہ جو عاجز ضعیف

یتیم۔ مسکین۔ بیمار۔ بیوہ۔ سائل۔ مسافر۔ مہمان ہو۔ اللہ تعالیٰ کلام مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ اچھا آدمی وہ ہے جس نے اللہ کی محبت میں ذوی القربیٰ۔ یتیموں، مسکینوں، سوال کرنے والوں، غلاموں کی آزادی میں مال دیا۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یتیم پر قہر مت کرو اور سوال کرنیوالے کو مت جھڑکو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں اور یتیم کا بوجھ اُٹھانیوالا اس طرح جنت میں ہونگے۔ یتیم کے ساتھ سلوک اور رحم کرو۔ یتیم کو بلوغ تک اپنے پاس رکھنے سے جنت واجب ہو جائیگی جس گھر میں یتیم ہو وہ اچھا گھر ہے یتیم کے سر پر رحم کا ہاتھ پھیرنے سے ہر بال کے عوض نیکی ملیگی۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسکو چاہیئے کہ مہمان کی خاطر و اکرام کرے۔ ایک رات دن اُسکی مہمانی میں تکلیف کرے۔ اور مہمانی تین دن تک ہے اُسکے بعد صدقہ ہے۔ مہمان کے آنے سے خوش ہو وہ اپنا رزق ہمراہ لاتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سوال کرنے والے کا حق ہے گو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آیا ہو یعنی اگرچہ وہ غنی مالدار ہو۔ حالانکہ غنی کو سوال کرنا منع ہے۔ اور ایک مرتبہ آپنے فرمایا کہ مسلمان پر مسلمان کے چھ حق ہیں۔ جب ملے سلام[1] کرے۔ جب دعوت کو بلائے تو یا جواب دے یا اُسکی دعوت

---

[1] فرمایا کہ جب مجلس میں داخل ہو تو سلام کر کے داخل ہو اور جب وہاں سے آئے تو سلام کر کے آئے کیونکہ سلام گناہوں کا کفارہ ہے اور فرشتے اُسکی مغفرت چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اُسپر رحمت نازل ہوتی ہے اور اُسکی نیکیاں بڑھجاتی ہیں۔ پھر فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا کہ جو شخص مجلس میں سلام کر کے داخل ہوتا ہے اور سلام کر کے اُٹھتا ہے تو اُسکی وجہ سے اُسکے نامۂ اعمال میں ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہزار حاجتیں اُسکی پوری ہوتی ہیں اور گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ گویا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور ایک سال کی عبادت اور سو حج و عمرہ کا ثواب اُسکے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور ہزار ہا آدمی اُسکو عزیز رکھتے ہیں پھر فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے جسم میں روح داخل ہوئی تو آپ نے چھینک لی حضرت جبریل علیہ السلام سامنے موجود تھے آپنے سلام کیا تو سلام تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں ابتدائے عمر سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس امر کا منتظر رہا کہ میں پہلے آپ کو سلام کروں اور آپ اُسکا جواب دیں مگر کبھی یہ بات میسر نہ ہوئی آپ میرے سلام عرض کرنے سے پہلے سلام کرتے تھے اور مجھے جواب دینا پڑتا تھا۔ ۱۲ ملفوظات۔

قبول کرے۔ جب[۳] چھینک[ل٥] آنے پر وہ الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہے۔ جب[۴] بیمار ہو تو بیمار پرسی یعنی عیادت کو جائے۔ جب[۵] مرے تو اُسکے جنازہ کے ساتھ جائے۔ جو[۶] اپنے واسطے اچھا سمجھے وہی اُسکے واسطے اچھا سمجھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص چھینک آنے پر الحمد للہ کہے اور کوئی سننے والا اُس کا جواب یرحمک اللہ نہ دے تو اُس سے قیامت کے دن مطالبہ کیا جائیگا۔ چھینک آنے کے وقت ترتیب اس طرح پر ہے کہ چھینکنے والا الحمد للہ کہے الحمد للہ کہنے والے کو کبھی درد گردہ نہ ہوگا۔ سننے والا یرحمک اللہ کہے۔ پھر چھینکنے والا یغفر اللہ لی ولکم کہے۔ اگر کوئی متواتر چھینکے تو تین بار یرحمک اللہ کہو۔ اگر اس پر بھی وہ چھینکے جائے تو اُسکو زکام ہے۔ جب چھینکو تو ناک کو کپڑہ یا ہاتھ سے چھپالو۔ استنجے کی حالت میں چھینک آئے تو دل میں الحمد للہ کہہ لو۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دوستوں کے راستہ پر بیٹھنے سے پرہیز کرو۔ جواب میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تو نہیں ہو سکتا۔ بغیر راستہ پر بیٹھے چارہ نہیں ہے۔ فرمایا تو راستہ کا حق ادا کرو۔ عرض کیا کہ راستہ کا کیا حق ہے۔ ارشاد فرمایا کہ حرام سے آنکھیں بند کرنا۔ تکلیف نہ پہنچانا۔ جواب سلام دینا۔ شرع کے موافق حکم کرنا۔ خلاف شرع سے منع کرنا جسکو رنج پہنچے اُسکی فریاد کو سننا۔ بھولے ہوئے کو راستہ بتلانا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے کہ جب کوئی شخص سلام کرے تو اُس کا جواب مثل اُسکے یا اُس سے بہتر دو۔ السلام علیکم

ل٥ فرمایا کہ جب مسلمان چھینک کر الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکے سب گناہ بخش دیتا ہے اور بہشت میں اُسکے واسطے ایک محل تیار کرتا ہے کہ اُس میں ایک درخت ہوگا اور اُس پر پرند خوش الحان بیٹھے ہونگے۔ اور ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اُسکے نامۂ اعمال میں لکھا جائیگا۔ پھر اگر دوسری مرتبہ چھینک کر الحمد للہ رب العالمین کہے تو اللہ تعالیٰ اُسکے ماں باپ کو بخش دیتا ہے پھر اگر تیسری بار چھینکے تو جانو کہ زکام ہے اور چھینک کا جواب دینا گناہوں کا کفارہ ہے اور درجوں کی زیادتی۔ جو شخص چھینک کا جواب دیگا قیامت کے روز اُسکو پیغمبروں کی ہمسائگی نصیب ہوگی اور ہزار حوریں بہشت میں اُسکو ملیں گی۔ پھر فرمایا جس شخص کو پہلے چھینک آئی وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور جس نے پہلے جواب دیا وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ پھر فرمایا کہ عطسہ ایک پردہ ہے دوزخ کی آگ میں تو چھینکنے والا اُس سے قریب ہو جاتا ہے اور جب شکر خدا کرتا ہے تو وہ پردہ اُس سے دور کر دیا جاتا ہے۔ ۱۲ ملفوظات۔

جن لوگوں کو سلام کرنا مکروہ ہے

کے جواب میں وعلیکم السلام کہو۔ یا اُسکے ساتھ رحمۃ اللہ یا رحمۃ اللہ وبرکاتہ اور ملا کر کہو۔ فـ ان لوگوں سے سلام کرنا مکروہ ہے جو شخص [1] نماز پڑھنے میں مشغول ہو، جو [2] حدیث بیان کر رہا ہو۔ جو شخص [3] خطبہ پڑھ رہا ہو جو [4] قرآن پڑھ رہا ہو۔ جو [5] وعظ یا ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو۔ جو [6] ان پانچوں میں سے ایک کی طرف کان لگائے ہوئے ہو اور سنتا ہو۔ جو شخص [7] فقہ کی تکرار کرتا ہو اُسکی یاد کرنے یا سمجھنے کے واسطے۔ [8] قاضی سے جب وہ عدالت میں مقدمات فیصل کر رہا ہو۔ جو [9] علم شرعی کی بحث کر رہا ہو۔ جو شخص [10] اذان دے رہا ہو۔ جو تکبیر [11] اقامت کہہ رہا ہو۔ جو [12] علم شرعی پڑھا رہا ہو۔ [13] اجنبی جوان عورتوں سے۔ جو [14] شطرنج کھیلنے میں مصروف ہو [15] جواری سے۔ [16] شرابی سے۔ [17] غیبت کرنیوالے سے۔ [18] گالی دینے والے سے۔ [19] کبوتر اُڑانے والے سے۔ [20] مرغ وغیرہ لڑانے والے سے۔ جو گناہ و فسق میں ان کی مثل ہو۔ جو شخص [21] اپنی بیوی سے بوس و کنار میں مشغول ہو۔ [22] کافر سے۔ [23] ستر نگاہ کھلے ہوئے سے۔ جو [24] پیشاب یا [25] پاخانہ پھر رہا ہو۔ جو [26] کھانا کھا رہا ہو۔ [27] اُستاد سے جب وہ پڑھانے میں مصروف ہو۔ اُس [28] بوڑھے آدمی سے جو مسخرہ ہو۔ [29] جھوٹ بولنے والے سے [30] جو بازار میں لوگوں کی بُرائیوں پر نظر ڈالتا ہو۔ [31] گانے والے سے۔ جو [32] لبیک کہہ رہا ہو۔

جن لوگوں کے سلام کا جواب دینا لازم نہیں

فـ جن لوگوں کو سلام کا جواب دینا ضرور نہیں وہ یہ ہیں :۔ [1] نماز پڑھنے والا۔ جو [2] کھانا کھا رہا ہو۔ جو [3] قرآن پڑھ رہا ہو۔ جو [4] خطبہ پڑھ رہا ہو۔ جو [5] اذان دے رہا ہو۔ جو [6] اقامت کہہ رہا ہو۔ جو [7] دعا مانگ رہا ہو۔ جو [8] ذکرِ الٰہی میں مصروف ہو جو [9] لبیک کہہ رہا ہو۔ جو [10] قضاء حاجت میں مصروف ہو۔ اور [11] سلام کرنیوالا لڑکا ہو۔ یا [12] متوالا ہو۔ یا [13] اجنبی جوان عورت ہو۔ یا [14] فاسق ہو۔ یا [15] سوتا ہوا ہو۔ یا [16] اونگ رہا ہو۔ یا [17] حالتِ جماع میں ہو۔ یا [18] اپنے مقدمہ کا فیصلہ چاہتا ہو۔ یا [19] دیوانہ ہو تو ان کے سلام کا جواب دینا بھی ضروری نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب تک ایمان نہ لاؤ گے بہشت میں نہ جاؤ گے اور ایمان کامل نہ ہو گا جب تک آپس میں بہت دوستی نہ رکھو گے۔ اور آپس میں دوست اُس وقت ہو گے جب آپس میں بہت سلام کیا کرو گے۔ حضرت ابن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اوّل سلام کرتا ہے غرور سے پاک ہو جاتا ہے کسی شخص نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ اسلام کی خصلتوں سے کونسی بہتر ہے۔ فرمایا کھانا کھلا اور ہر شخص کو سلام کر

گو تو اُسکو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔ آیۂ کریمہ اذا حُیِّیتُم اگرچہ سلام کے حق میں وارد ہوئی ہے مگر عموم لفظ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ مسلمان مسلمان کے ساتھ اچھا سلوک کرے جیسے ہدیہ بھیجنا۔ ذکر خیر یا ہاتھ کے اشارہ سے سلام یا تواضع، کھڑا ہونا، یا مصافحہ یا گلے ملنا۔ اور مثل ان کے اس لیے کہ یہ اظہار محبت کی دلیل ہیں دوسرے شخص کو چاہیے کہ مثل ان کے یا ان سے بہتر بدلہ کرے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب کرنیوالا ہے حضور پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں مصافحہ کرو کینہ دور ہوگا۔ آپس میں ہدیہ بھیجو محبت زیادہ ہوگی کینہ دور ہوگا۔ اور آپ نے فرمایا کہ اگر دو مسلمان آپس میں مصافحہ کریں تو کوئی گناہ باقی نہ رہے سب گر جائینگے یعنی جھڑ جائینگے۔ مصافحہ سنت قدیمہ متواترہ ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے سے جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کرے اور ہاتھ ہلائے تو اُسکے گناہ جھڑتے ہیں۔ ہدایہ میں ہے کہ یہ حدیث اسی طرح ہے۔ اور عینی اُسکی شرح میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان جب مسلمان سے ملے اور اُس سے سلام علیک کرکے ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے تو اُن کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے درخت کے پتے۔ طبرانی اور بیہقی نے اسکو روایت کیا ہے۔ اور قنیہ میں ہے کہ مصافحہ میں سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے کرے۔ مصافحہ ہتھیلی کا ہتھیلی سے ملانا اور مُنہ کا مُنہ کے مقابل ہونا ہے تو فقط اُنگلیوں کا پکڑنا مصافحہ نہوگا بخلاف روافض کے۔ اور سنت یہ ہے کہ ملاقات کے وقت سلام علیک کے بعد ہو اور دونوں ہاتھوں سے ہو اور بغیر کپڑے وغیرہ کے حجاب کے ہو اور انگوٹھے کو پکڑے اس واسطے کہ اُس میں ایک رگ ہے کہ وہ محبت پیدا کرتی ہے۔ حدیث میں یونہی آیا ہے۔ قہستانی وغیرہ نے اسکو ذکر کیا ہے۔ اور حضور صلعم کے ارشاد سے ثابت ہے کہ سب سے پہلے سلام کرو اور سلام کے وقت مصافحہ بھی سلام میں ابتدا کرنے والے کو اللہ تعالےٰ نوّے رحمتیں دیگا۔ اور دوسرے کو دس اور مصافحہ سے گناہ جھڑتے ہیں۔ سلام سے شیطان بھاگتا ہے۔ اپنے گھر میں جاؤ تو گھر والوں کو بھی سلام کرو۔ کہ برکت بہت ہوگی۔ سلام کا جواب دو۔ ترتیب سلام میں اس طرح سنت ہے کہ سوار پیدل کو سلام کرے۔ اور پیدل بیٹھے کو۔ اور تھوڑے بہت کو اور چھوٹا بڑے کو۔ پیشاب یا پاخانہ کے وقت نہ سلام کرو نہ جواب دو۔ بزرگانِ دین کے ہاتھ پر بوسہ دینا اچھا ہے اور درست۔ اور مصافحہ کا قائم مقام ہے

اِس سے برکت حاصل ہوتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر صحابہ بوسہ دیتے تھے۔ معانقہ یعنی گلے ملنا بھی سنت ہے۔ علما کی تعظیم کے لیے رکاب تھامنا درست ہے۔ اپنے بزرگ کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا اچھا ہے۔ آنحضرت صلعم نے ابو ذر رضؓ کو بغل میں لیکر فرمایا کہ یہ عمل بہت اچھا ہے۔ یہ روایت ابو داؤد سے ہے۔ حضور صلعم کا ارشاد ہے کہ آدمی پر تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے ترک ملاقات کرنا حلال نہیں ہے۔ دونوں مل لیں اور ایک دوسرے سے اعراض نہ کریں۔ ان میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے حضرت بی بی عائشہ رضؓ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ مسلمان کو اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ پس جب آپس میں ملاقات ہو۔ اور ایک نے دوسرے کو تین دفعہ سلام کیا اور اُسنے جواب نہ دیا تو دونوں کا گناہ اپنے اوپر لیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑنا حلال نہیں ہے۔ اگر تین دن سے زیادہ ترک کرکے مرجائیگا تو دوزخ میں داخل ہوگا۔ جب تین دن گزرجائیں تو ایک دوسرے سے ملاقات کرے۔ اور سلام کرے۔ اگر اُسنے جواب دیا تو دونوں داخلِ ثواب ہونگے۔ اور اگر جواب نہ دیا تو دوسرے کو گناہ باقی رہا۔ اور پہلا یعنی سلام کرنے والا بچ گیا۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پیر اور جمعرات کو بہشت کے دروازے کھلتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بخشتا ہے۔ مگر اُن دو مسلمانوں کو نہیں بخشتا جو آپس میں عداوت رکھتے ہیں۔ اور فرماتا ہے کہ ان کو چھوڑ دو۔ جو آپس میں صلح کرلیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک آدمی دوسرے کو پکڑیگا، وہ کہیگا کہ تجکو مجھسے کیا کام ہے میں تجھے نہیں پہچانتا۔ وہ جواب دیگا میں بُرا کام کرتا تھا اور تو دیکھتا تھا مگر تو نے منع نہیں کیا۔ بُرے کام سے منع کرنا فرض ہے۔ مگر جب یہ جانے کہ وہ قبول نہ کریگا تو سکوت کرے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص آدمیوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اُس پر رحم نہیں کرتا۔ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانے وہ ہمسے نہیں ہے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص آدمیوں میں صلح کرائے اور نیک بات کہے اور نیک بات پہنچائے وہ جھوٹ بولنے والا نہیں ہے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے تین جگہ

کے اور کہیں جھوٹ بولنا حلال نہیں ہے یعنی عورت سے اُسکے راضی کرنے کو جھوٹ بولنا۔ کافروں کی لڑائی میں جھوٹ بولنا۔ آدمیوں میں صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولنا حلال ہے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میں تم کو اُس چیز سے خبر دیتا ہوں کہ جو روزہ اور صدقہ اور نماز سے درجہ میں افضل ہے صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں یارسول اللہ بتلائیے۔ فرمایا کہ آدمیوں میں صلح کرانا افضل ہے۔ روزہ اور صدقہ اور نماز سے۔ اور آدمیوں میں فساد کرنا ایمان کا تراشنا اور دور کرنا ہے۔ اور آپ سے منقول ہے کہ مسلمانوں میں باہم اصلاح کرو یعنی ایسی کوشش کرو کہ باہم نزاع یا رنج ہو تو دور ہو جائے کہ صدقہ اور خیرات سے افضل ہے۔ اور باہم پھوٹ ڈالنا سخت منع ہے جھوٹی باتیں کہکر صلح کراؤ تو درست ہے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری طرف وہ مرض آیا جو اگلی اُمتوں میں تھا یعنی باہم حسد کرنا اور بغض کرنا۔ یہ تراشنے والی صفت ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ بال تراشتی ہے بلکہ دین کو تراشتی ہے حضور صلعم نے فرمایا کہ حسد سے بچو۔ یہ نیکی کو اس طرح کھاتا ہے جیسے لکڑی کو آگ کھاتی ہے حضور صلعم نے فرمایا کہ بدگمانی سے دور رہو کہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے یعنی اگر کوئی شخص کسی کا عیب کہے تو مت سنو اور کسی کے عیب کی تلاش مت کرو۔ آپس میں حسد مت کرو بغض و عداوت مت رکھو۔ آپس میں بگاڑ مت ڈالو۔ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ آدمیوں میں بدی کرنے سے بچو۔ یہ صفت دین کی تراشنے والی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی کسی کو ضرر پہنچائے تو خدا اُسکو ضرر پہنچاتا ہے۔ اور جو کوئی کسی کو مشقت دے خدا اُسکو مشقت دیتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رض سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مومنوں کو ضرر پہنچائے یا اُن کے ساتھ مکر کرے تو وہ ملعون[۵] ہے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ

۵ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کو رنجیدہ نہ کرو کہ اُسکے سینہ پر ستر پردے ہیں اور ہر پردہ پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو شخص کسی مسلمان کو ایذا دیتا ہے تو پہلے اُن فرشتوں کو ایذا ہوتی ہے پھر اُس مسلمان کو۔ پھر فرمایا جو شخص مسلمان کو تکلیف دیتا ہے تو ستر گناہ اُسکے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں اور جو شخص کسی مسلمان کے دلکو رنج دے تو اُسکے واسطے دوزخ میں ایک مکان رنج و تکلیف کا بھرا ہوا تیار رہوتا ہے اور منافق کے سوا کوئی کسی کو رنج نہیں دیتا۔ اور فرمایا کہ اہل سلوک نے اسی واسطے اپنی زبان بند کی ہے کہ کسیکو ایذا نہ پہنچے کہ یہ بہت بڑا ہے اسلیے یہ لوگ قصداً گونگے بہرے بن گئے ہیں ۱۲ ملفوظات

وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زبان درازی کسی مسلمان کی آبرو میں بغیر حق کے کرنا بدترین ربا یعنی بدترین سود ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اپنے بھائی سے عذرخواہی کرے اور وہ قبول نہ کرے تو اُس پر صاحب راہداری یعنی چنگی لینے والے کی مثل گناہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تمکو نیک بخت کرے اس بات سے آگاہ ہو کہ اخوۃ اسلامی تمام حقوق کے اوپر ہے یعنی برتر۔ اسلیے کہ حق قرابت نسبی میں ماں باپ واسطہ ہیں۔ اور اخوۃ اسلامی میں خدا اور خدا کا رسول واسطہ ہیں۔ رسولِ کریم سب مومنوں کے باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رسول صلعم مومنوں میں اُن کی جانوں سے بہتر ہیں۔ اور آپ کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں۔ اور قرأۃ ابی ابن کعب میں اس قدر اور پڑھا جاتا ہے۔ کہ آپ اُن کے باپ ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں ہیں مومنین آپس میں مگر بھائی۔ پس صلح کرو اپنے بھائیوں میں۔ اخوۃ اسلامی کے سبب سے حاملانِ عرش و دیگر ملائکہ مومنین کے واسطے استغفار کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ہر قرابت نسبی اور قرابت خسری ودامادی منقطع ہو جائیگی مگر میری قرابت پاک منقطع نہوگی یعنی سب مسلمان میرے فرزند ہیں۔ نسب اور صہر[1] مومنوں کا منقطع نہوگا ہاں کافروں کا نسب اور صہر منقطع ہوگا۔ مومنوں کو اس نسب کے سبب سے آپس میں نفع پہنچے گا۔ اور کافروں کو قرابت اور دوستی وغیرہ کچھ فائدہ نہ دیگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن مرد اپنے بھائی، ماں، باپ، عورت، فرزندوں سے بھاگے گا۔ اور اُس روز دوست دشمن ہو جائینگے۔ مگر متقی یعنی پرہیزگار دشمن نہیں ہونگے۔ غرض اور مقصود اس سب تقریر اور کلام سے یہ ہے کہ ان تمام حقوق مذکورہ میں جو شخص اسلام اور تقوی میں افضل اور قوی تر ہے۔ وہی محبت اور اچھے سلوک کے لیے اولیٰ اور زیادہ حقدار ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بھی منقول ہے کہ جو شخص نصیحت چاہے تو اُس کو بہتر بات بتاؤ۔ اُسکے پیٹھ پیچھے اُسکو بُرا مت کہو۔ اُس کے لیے وہ بات پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ اور اُسکے حق میں وہ بات بُری سمجھو جو اپنے حق میں بُری سمجھتے ہو۔ نیکی کرنے والے کی مدد کرو۔ گناہ کرنے والے کے لیے مغفرت چاہو۔ اُنکے بدنصیب کے لیے دعا مانگو۔ جو گناہ سے توبہ کرے

[1] صہر قرابت خسری کو کہتے ہیں۔ ۱۲

اُس سے محبت رکھو یعنی نیک آدمی بدکار کے لیے دعا مانگے اور بدکار نیک کے لیے کہ اللہ تعالیٰ اُسکی خیر میں
برکت دے، اور اُس پر اُس کو ثابت رکھے کسی مسلمان کو اپنے قول وفعل سے ایذا مت دو کہ یہ بھی ایک
صدقہ ہے۔ ایسی نگاہ سے اشارہ مت کرو جس سے مسلمان کو تکلیف ہو۔ نہ کسی کو ڈراؤ۔ ہر مسلمان کے ساتھ
عاجزی کرو اُس پر غرور مت کرو کسیکی چغلی مت کھاؤ۔ نہ غیبت کرو۔ ہو سکے تو ہر نیک وبد کے ساتھ احسان
وسلوک کرو۔ بغیر اجازت کسی کے پاس مت جاؤ۔ تین بار اجازت طلب کرو۔ اگر اندر آنیکی اجازت نہ دے
تو واپس چلے جاؤ۔ ہر ایک سے خوش خلقی سے پیش آؤ۔ اور اُنکی لیاقت کے موافق باتیں کرو۔ بوڑھوں کی
عزت کرو۔ اور لڑکوں پر رحم اور تلطف۔ سب سے ملنسار رہو۔ خندہ پیشانی اور نرم گفتار۔ وعدہ کرو تو پورا کرو
امانت میں خیانت مت کرو۔ ہمسایہ کی رعایت کرو۔ ہر شخص سے اُسکے مرتبہ کے موافق پیش آؤ۔ اگر کسی
کا تیر حق ہے تو اُسکی بھی تعظیم کرو۔ مسلمان کے عیب کو چھپاؤ۔ عیب جوئی مت کرو اللہ تعالیٰ قیامت میں تمہاری
عیب پوشی کریگا۔ اور جنت میں داخل کرے گا۔ کسی کا بھید مت کہو۔ تہمت کی جگہ سے بچو۔ کسی مسلمان پر بدگمانی
مت کرو۔ کسی کی سفارش دوسرے سے کرنا بڑا ثواب ہے۔ اور عمدہ صدقہ۔ جب کسی مجلس میں لوگ جمع
ہوں اور کوئی آدمی آئے اور مجلس میں سے کوئی اُسکو اپنے پاس بیٹھنے کو بلائے تو وہاں جاکر بیٹھے۔ ورنہ جہاں
جگہ ملے وہاں بیٹھ جائے۔ اگر صف میں جگہ نہو تو صف کے پیچھے بیٹھ جاؤ۔ واپس نہ جاؤ کہ روگردانی منع ہے
جہاں تک ہو سکے مسلمان کی عزت اور جان اور مال کو ظالم سے بچاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم کو دوزخ سے بچائیگا۔
اور دنیا میں مدد فرمائیگا۔ اگر کسی شریر سے پالا پڑے تو اُس سے خوش خلقی کر کے محفوظ رہو۔ یعنی پیچھا چھڑاؤ
بچو۔ ایسے شخص کو کچھ دیکر عزت کو بچائے۔ تو وہ صدقہ ہے۔ مالداروں کے پاس بیٹھنے سے پرہیز کرو مسکینوں
سے میل جول رکھو جس سے مسکین راضی ہو اُس سے خدا راضی ہے اللہ تعالیٰ مسکینوں کے ساتھ ہے مسلمان
کی خیرخواہی اور اُسے راضی رکھنے کی کوشش کرو۔ کسی مسلمان کو ضرر پہنچانا سب سے بدتر خصلت ہے۔ اور فائدہ
پہنچانے سے بڑھکر کوئی نیکی نہیں۔

قسم ہفتم اُن حقوق کے بیان میں جو بندہ نے اپنے اوپر آپ لازم کر لیے ہیں

ایسے حقوق کی جنکو بندہ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ جنکا سبب جو ب طاعت ہے

دوسرے وہ جنکا سبب وجوب گناہ ہے۔ تیسرے وہ جنکا سبب وجوب امر مباح ہے۔

اُن حقوق اللہ کا بیان جنکا سبب وجوب طاعت ہے

اسکی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ عبادت مقصودہ کی نذر کرے مثل نماز یا روزہ یا صدقہ یا حج کے۔ جیسے یوں کہے کہ اگر بیمار شفا پائے یا شخص غائب آجائے تو للہ روزہ رکھوں گا۔ ایسی نذر کا پورا کرنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی نذروں کو وفا یعنی پورا کرو۔ دوسری قسم عبادت غیر مقصودہ کی ہے جیسے کوئی نذر کرے کہ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کیا کرونگا۔ اس کا پورا کرنا مستحب ہے۔ واجب نہیں۔ اور کسی گناہ کے لیے نذر کرنا یعنی منت ماننا باطل ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ اگر فلاں مریض اچھا ہو جائیگا تو گانا کراؤنگا۔ حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ گناہ میں اللہ کی نذر جائز نہیں۔ اور مباح میں بھی نذر ایک لغو فعل ہے۔

حقوق اللہ جنکا سبب وجوب امر مباح ہے

جیسے بعض اوقات میں قسم کا کفارہ۔ یا مسافر مریض کو افطار کے بعد قضاء روزۂ رمضان کرنا کہ ان کے واجب ہونے کا سبب قضا ہے۔

اُن حقوق اللہ کا بیان جنکا سبب گناہ ہے

جیسے حد لگانا کہ زنا یا چوری یا شراب یا تہمت زنا لگانے کے سبب سے واجب ہو جاتی ہے۔

بندوں کے اُن حقوق کا بیان جنکا سبب طاعت ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اقرار کو پورا کرو۔ تحقیق عہد کی بابت سوال کیا جائیگا۔ پس جو کوئی وعدۂ خیر کرے اُسکا پورا کرنا اُسپر ضروری ہے۔ آنحضرت صلعم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ وعدہ کا حکم قرض کا سا ہے۔ جو وعدہ کرے اور پورا نہ کرے اُسکے لیے ہلاکت ہے۔ یہ کلمہ حضور صلعم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا ہے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ منافق کی علامت تین چیزیں ہیں اور مسلم میں اس قدر اور زائد ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگرچہ وہ روزہ رکھتا ہو۔ اور نماز پڑھتا ہو اور کہتا ہو کہ میں مسلمان ہوں۔ ایک یہ کہ جب بات کہے جھوٹ بولے۔ دوسرے جب وعدہ کرے وفا نہ کرے تیسرے جب امانت اُسکے سپرد ہو تو اُس میں خیانت کرے۔ اور حضرت عبداللہ

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس میں یہ چار چیزیں ہوں وہ منافق ہے۔ جب ١ امانت اُسکے سپرد ہو تو خیانت کرے جب ٢ بات کرے جھوٹ بولے جب ٣ عہد کرے تو اُس میں غدر و فریب کرے۔ اور جب ٤ کسی سے جھگڑا کرے تو گالی دے۔ اور وہ حق العبد کہ جسکا سبب امر مباح ہے وہ قرض وغیرہ ہے۔ کہ خرید، فروخت، اجارہ، استعار، ودیعت، قرض، نکاح خلع وغیرہ کے سبب سے لازم ہوجاتا ہے۔ ان حقوق کا بعد تسلیم ادا کرنا فرائض میں سے ہے۔ ان حقوق اللہ کا ادا کرنا جنمیں مغفرت کا احتمال ہوا اولٰے ہے۔ اور قرض کے ادا نہ کرنے میں عدم مغفرت کا احتمال ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ شہید کے گناہ بخشے جاتے ہیں مگر قرض نہیں بخشا جاتا۔ اور آپنے فرمایا کہ جب میسر ہوجائے تو پھر ادائے قرض میں توقف کرنا ظلم ہے۔ حضور صلعم کے روبرو نماز کے لیے ایک جنازہ آیا۔ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ اس پر کسی کا قرض ہے۔ عرض کیا نہیں آپنے اُس پر نماز پڑھ دی۔ دوسرا جنازہ آیا آپنے پوچھا کہ اس پر کسی بندہ کا قرض ہے عرض کیا ہے۔ فرمایا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟ عرض کیا کہ ہاں تین ٣ درم۔ آپ نے اُس پر بھی نماز پڑھی تیسرا جنازہ آیا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ اس پر کسی کا قرض ہے۔ عرض کیا کہ ہاں تین ٣ درم ہیں۔ پھر آپ نے پوچھا کہ اس نے کچھ مال بھی چھوڑا ہے۔ عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا اس پر تم نماز پڑھو۔ حضرت ابو قتادہؓ نے عرض کیا کہ اس کا قرض میں نے اپنے ذمہ لیا آپ نماز پڑھیں اُس وقت حضور صلعم نے نماز پڑھی۔ ایک جنازہ آیا۔ رسول اللہ صلعم نے دریافت فرمایا کہ اس پر قرض ہے؟ عرض کیا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ اس نے قرض کے موافق مال چھوڑا ہے۔ عرض کیا نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا تم نماز پڑھو۔ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ اس کا قرض میں نے اپنے ذمّہ لیا۔ اُس وقت آپ نے نماز پڑھی۔ اور حضرت علیؑ سے ارشاد فرمایا کہ جس طرح تو نے اپنے یار کو قید سے چھڑایا اسی طرح اللہ تعالیٰ تجکو قید سے چھڑائے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر میں لڑائی میں مارا جاؤں اور لڑائی سے پیٹھ نہ پھیروں تو خدا میرے گناہ بخشدیگا۔ فرمایا ہاں۔ مگر قرض نہیں بخشے گا۔ مجھ سے جبریلؑ نے ایسا ہی کہا ہے۔ ادائے مہر کے لیے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ عورتوں کو اُنکے مہر بخوشیِ دل۔

ادا کرو۔ اور حضور صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مزدور کو پسینہ خشک ہونے سے پہلے اُسکی مزدوری دیدو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ امانتیں اُن کے مالکوں کو ادا کرو۔ اگر کوئی شخص قرضدار ہوا اور اُس قرض کے ادا کرنیکا ارادہ رکھتا ہو اور اُسکو میسر نہوا اور مرجائے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُسکے قرضخواہونکو راضی فرمائیگا۔ اور اُس شخص کو بہشت میں لیجائیگا حضور صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی معاملہ کرے اور اُس پر قرض لازم ہوجائے اور اُس کا ارادہ ادا کرنیکا ہو اور مرجائے تو اللہ تعالیٰ اُسکو بخشدیگا اور اُسکے قرضخواہوں کو راضی کریگا۔ اور اگر کسی نے معاملہ کیا اور قرضدار ہوگیا۔ اور اُسکی نیت اُس قرض کے ادا کرنے کی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکے قرضخواہوں کو اُس سے عوض دلوائیگا۔ یعنی جو شخص بلا ادائے قرض کے مرجائے اور اُسکی نیت ادائے قرض کی نہو تو اللہ تعالیٰ مدیون کی نیکیاں دائن کو دلائیگا۔ اور اگر اُسکے پاس نیکیاں نہونگی تو دائن کے گناہ مدیون پر رکھے جائینگے۔ اور حضرت ابن عمرؓ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ جو شخص مرے اور ادا کی نیت رکھتا ہو تو میں اُسکا ولی ہوں یعنی اُسکو بخشواؤنگا۔ اور اللہ تعالیٰ سے اُسکا قرض ادا کراؤنگا۔ اور اگر کوئی شخص مرجائے اور ادائے قرض کی نیت نہ رکھتا ہو تو اُسکی نیکیاں لے لی جائینگی۔ اس لیے کہ اُس روز درہم و دینار نہیں ہیں۔

بندوں کے اُن حقوق کا بیان جنکا سبب معصیت ہے

قتل نفس، یا کسی عضو کا کاٹ ڈالنا۔ یا کسی کا مال غصب یا چوری یا خیانت سے لینا۔ یا کسی کی آبرو ریزی گالی وغیرہ سے کرنا۔ یہ ایسے حقوق ہیں کہ جب تک ان کا بدلہ نہ لیا جائے یا مظلوم راضی نہ ہوجائے تو ظالم کی رہائی اور گلو خلاصی نہیں ہوسکتی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ نامہ ہائے اعمال تین طرح کے ہیں۔ ایک وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسکا کچھ شمار نہیں کرتا ہے۔ دوسرا وہ ہے کہ اُس میں سے کچھ نہیں چھوڑتا ہے۔ تیسرا وہ ہے کہ اُسکو ہرگز نہیں بخشتا جس نامۂ اعمال کو کچھ شمار نہیں کرتا وہ بندہ کا ظلم ہے اپنے نفس پر اللہ تعالیٰ کے حقوق ترک کرنے کے سبب سے۔ جیسے نماز نہ پڑھنا، روزہ نہ رکھنا اور مثل ان کے۔ پس اللہ تعالیٰ جسکو چاہیگا یہ اعمال بخشدیگا۔ اور وہ نامۂ اعمال جسمیں سے کچھ نہ چھوڑے گا وہ بندوں کا ظلم ہے جو ایک دوسرے پر کرتا ہے۔ اُن میں بیشک عوض اور قصاص لیا جائیگا۔ حضور صلعم کا ارشاد ہے کہ جس پر اُسکے بھائی کا مظلمہ ہو

یعنی کسی نے کسی پر ظلم کیا ہو تو چاہیے کہ دنیا میں اُس سے بخشوا لے اِس لیے کہ قیامت کے دن نہ دینار ہوگا نہ درہم۔ اگر ظالم کے پاس صالح عمل ہونگے تو بقدر ظلم اُسکے وہ نیک کام لیکر مظلوم کو دلائے جائینگے۔ اور اگر نیکیاں اُسکے پاس نہوں گی تو مظلوم کے گُناہ اُٹھا کر ظالم پر رکھے جائینگے۔ ایک مرتبہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے یاروں یعنی صحابہ سے پوچھا کہ مفلس کون ہوتا ہے۔ عرض کیا مفلس وہ ہوتا ہے جسکے پاس مال واسباب نہو۔ آپ نے فرمایا کہ میری اُمت میں مفلس وہ ہے کہ قیامت کے دن روزہ ونماز وزکوٰۃ لیکر آئیے لیکن ایک کو اُسنے گالی دی ہو اور ایک کو زنا کی تہمت لگائی ہو۔ کسی کا مال کھا لیا ہو۔ کسی کو مار ڈالا ہو۔ کسی کو مارا ہو۔ پس اُسکو بٹھلایا جائیگا اور اُس سے عوض دلایا جائیگا۔ ہر شخص اُسکی نیکیوں میں سے لیگا جب اُسکے پاس نیکیوں میں سے کچھ باقی نہ رہیگا اور تمام حقوق جو اُسپر تھے ادا نہ ہوئے ہونگے تو مظلوموں کے گناہ لیکر اُس شخص پر رکھے جائینگے۔ اور اُس کو دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے اپنے غلام کو مارا ہوگا اُس سے بھی قیامت کے روز بدلہ لیا جائیگا۔ صحابہ و تابعین سے یہ بھی مروی ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی سے کہا کہ اے کُتے۔ اے سور۔ یا گدھا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کہنے والے سے پوچھیگا کہ تو نے دیکھا تھا کہ میں نے اسکو کُتا یا سور یا گدھا پیدا کیا تھا؟

فائدہ: جس طرح مسلمان پر ظلم کرنا حرام ہے اِسی طرح ذمی[۵] پر بھی ظلم کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے ذمی پر زنا کی تہمت لگائی اُس پر قیامت کے دن آگ کے دُرہ سے حد ماری جائیگی۔ اور ایک مقام پر آپ نے فرمایا کہ خبردار ہو جو کوئی ذمی پر ظلم کریگا یا اُسکا حق کم کریگا یا طاقت سے زیادہ اُسکو تکلیف دیگا یعنی اسقدر تکلیف دیگا کہ اُسکو اُسکی برداشت کی طاقت نہو یا اُسکی چیز بغیر رضامندی لیگا تو میں اُس سے قیامت کے دن بدلہ لونگا۔

فائدہ: جاننا چاہیے کہ شرک کے سوا ہر گناہ کی انتہا ہے اگرچہ تھوڑی ہو یا بہت۔ پس ان گذشتہ حدیثوں کا مقتضا یہ ہے کہ بندوں کے حق خصوصاً مظالم ہرگز مہمل نہ چھوڑے جائینگے۔ اُن کا قصاص یعنی بدلہ ضرور ہے۔ مظلوموں کو ظالموں کی نیکیوں کا ثواب دیا جائیگا جب تک اُسکے پاس نیکیاں باقی

---

[۵] ذمی اُس کافر کو کہتے ہیں جو مطیع اسلام ہو۔ ۱۲

رہینگی اور اسکے بعد مظالم کے باقی رہنے کی صورت میں مظلوموں کے گناہ ظالموں پر رکھکران کو دوزخ میں داخل کیا جائیگا۔ پس جب گناہوں کا بدلہ تمام ہوجائیگا گو اس میں زیادہ عرصہ ہی کیوں نہ لگے اور مومن ظالم ظلموں سے پاک ہوجائینگے اُس وقت بہشت میں داخل کیے جائینگے۔ اسلیئے کہ ایمان کی جزا ہمیشہ بہشت میں رہنا ہے۔ مومن ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہ سکتا۔ پس جس قدر وہ دوزخ میں رہا شامتِ اعمال کے سبب سے رہا۔ اور کبھی شامتِ مظالم کے سبب سے ایسا بھی ہوتا ہے کہ بندہ کا ایمان سلب ہوجاتا ہے۔ یعنی جاتا رہتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اللہ تعالیٰ ایسے مظالم سے اپنی پناہ میں رکھے

شعر

مباش درپئے آزار و ہرچہ خواہی کن ۔۔۔ کہ در شریعتِ ما غیر ازیں گناہے نیست

یعنی شریعتِ محمدی میں مظالم کی مانند کوئی گناہ نہیں ہے۔

فائدہ:۔ اگر کسی شخص کے ذمہ مظالم[ا] ہوں اور وہ اُن سے توبہ کرے اور آئندہ ظلم سے بچے اور مظالم کا بدلہ اور مظلوموں کا راضی کرنا اُسکے اختیار سے باہر ہو۔ تو اس صورت میں امید ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسکے دشمنوں کو راضی کریگا۔ حضرت انس رضی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت میں سے دو مرد اللہ تعالیٰ کے روبرو دو زانو بیٹھینگے۔ ایک کہیگا کہ اے پروردگار میرے پاس کوئی نیکی نہیں رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ مظلوم سے فرمائیگا میں کیا کروں۔ اسکے پاس تو نیکی باقی نہیں رہی ہے۔ وہ عرض کریگا اے میرے پروردگار میرے گناہ بار ہ سے اُٹھا یعنی ظالم پر رکھ۔ اس بات سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشم مبارک سے آنسو گرنے لگے اور فرمایا کہ وہ سخت دن ہوگا۔ اُس دن آدمی اس کے محتاج ہونگے کہ کوئی میرا گناہ اُٹھائے۔ یعنی لے لے۔ اللہ تعالیٰ مظلوم سے فرمائیگا کہ سر اُٹھا اور بہشت میں دیکھ۔ پس وہ سر اُٹھا کر کہیگا۔ یا اللہ اللہ میں اس میں بہت سے عالی رتبہ چاندی کے شہر دیکھتا ہوں۔ اور بہت موتیوں سے مرصع سونے کے۔ یہ شہر کسی نبی یا کسی صدیق یا کسی شہید کے واسطے ہیں۔ حق تعالیٰ فرمائیگا کہ یہ اُس شخص کے واسطے ہیں جو

[ا] مظالم ظلم کی جمع ہے۔ یعنی بہت سے ظلم یعنی تکلیفات دہی و ایذا دہی وغیرہ ۱۲

قیمت دے۔ پھر وہ عرض کریگا کہ اے پروردگار اس قدر قیمت کس کے پاس ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ تو اسکی قیمت کا مالک ہے۔ وہ عرض کریگا کس چیز سے میں مالک ہوں۔ خداوند تعالیٰ فرمائیگا اپنے بھائی کو اپنا حق معاف کرنے سے تو ان کی قیمت کا مالک ہوگا۔ وہ عرض کریگا۔ اے رب میں نے بخشا حق تعالےٰ فرمائیگا کہ اس کا ہاتھ پکڑ اور جنت میں داخل کر۔ یعنی تو اور جسکو تو نے اپنا حق معاف کیا دونوں بہشت میں داخل ہو۔ پھر رسول صلعم نے فرمایا کہ اے آدمیو خدا کے عذاب سے بچو اور آپس میں نیکی کرو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مسلمانوں میں صلح کرائیگا۔ یعنی جسکو چاہیگا حضرت امام محمد غزالی رح فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں اُس شخص کے واسطے ہیں جو ظلم کرنے سے توبہ کرے۔ آئندہ ظلم نہ کرے۔ اگر کوئی کسی پر ظلم کرے نفس پر یا مال پر یا آبرو پر تو اُسکے ظلم کے موافق بدلہ لینا جائز ہے۔ اُس سے زیادہ بدلہ لینا حرام ہے۔ اور بدلہ نہ لینا افضل اور اولےٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے کہ اُس قدر بدلا لو جتنا اُس نے ظلم کیا ہے۔ تم پر یہ حکم اباحت کے لیے ہے۔ دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر بدلہ لینا چاہو تو اس قدر بدلا لو جتنا اُس نے تمپر کیا ہے اور اگر تم صبر کرو تو صبر بہتر ہے۔ صبر کرنے والوں کے لیے۔ اور صبر کیجیے اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور نہ ہوگا آپ کا صبر مگر توفیق اور مدد الٰہی سے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دو آدمی آپس میں بدگوئی کرتے ہیں تو دونوں کا گناہ اوّل بدگوئی کرنے والے پر ہے۔ جب تک کہ دوسرا پہلے سے زیادہ بدگوئی نہ کرے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو دو آدمی آپس میں بدگوئی کرتے ہیں وہ دونوں شیطان ہیں۔ آپس میں باطل کلام کرتے ہیں اور دروغگوئی اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں۔ پس جو نیکی کریگا بدی کیوں اختیار کریگا۔ بدی کو نیکی سے دور کرو۔ یعنی اگر کوئی تجھ سے بدی کرے تو اُسکے عوض تو نیکی کر۔ اس طرح کرنے سے اسکی بدی جاتی رہیگی۔ اگر اس طرح کریگا تو جو شخص تجھ سے دشمنی رکھتا ہوگا وہ دوست قریب اور ایک رنگ ہوجائیگا۔ اور اس صفت کو سوائے صابروں کے اور کوئی اختیار نہیں کرسکتا ہے۔ اور سوائے اُن لوگوں کے اور کوئی اسکو اختیار نہ کریگا جنکا خدا کے نزدیک کامل حصہ ہے۔ اور اگر تیرے دل میں شیطان کی طرف سے وسوسہ گزرے کہ وہ وسوسہ تجھکو اس عمل سے باز رکھے پس اُس وقت خدا سے پناہ مانگ لیجیے

اللہ تعالیٰ سُننے والا اور جاننے والا ہے تجھکو پناہ دیگا۔ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے کئی غلام ہیں وہ مجھے دروغگو کہتے ہیں اور خیانت کرتے ہیں اور نا فرمانی کرتے ہیں اور میں اُن کو مارتا ہوں اور گالیاں دیتا ہوں پس میرا اُن سے کیونکر ہوگا یعنی میرا اُن کا حساب کیونکر ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ خیانت اور جھوٹ بولنا اور اُن کے گناہ اُن پر تیرے عذاب کرنے سے حساب کیے جائینگے۔ پس اگر تیرا عذاب کرنا اُن کے گناہوں سے کم ہوگا تو تجکو اُن پر فضیلت ہوگی۔ اور اگر تیرا عذاب بقدر اُنکے گناہوں کے ہوگا تو دونوں برابر ہونگے۔ اور اگر تیرا عذاب (مارنا، گالی دینا) اُن کے گناہوں سے زیادہ ہوجائیگا تو بقدر زیادتی کے تجھ سے عوض لیا جائیگا۔ یہ سُنکر وہ مرد رونے اور چلّانے لگا۔ حضور صلّے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن ہم لوگوں کے لیے سچی ڈنڈیاں[۵] لگا دینگے تو کسی شخص پر ذرا ظلم نہوگا۔ اور اگر رائی کے دانہ کی برابر بھی کسی کا عمل ہوگا تو ہم اُسکو بھی تولنے کے لیے لاموجود کرینگے۔ اور حساب لینے کو ہم اکیلے بس ہیں۔ اُس آدمی نے عرض کیا کہ میں اِس سے بہتر کوئی چیز نہیں پاتا کہ اُن کو جُدا کردوں۔ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اُنکو آزاد کیا۔ شعر

اگر مردی احسن الیٰ من اسا — بدی را بدی سہل باشد جزا

حسن خلق، نرمی کی خوبی اور غرور کی بُرائی کا بیان

حق تعالیٰ اپنے رسولِ کریم کے حق میں فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب سے جو آپ پر ہے آپ آدمیوں کے لیے نرم ہوگئے یعنی کریم اور رحیم ہوئے۔ اور اگر آپ بد خلق، سخت دل ہوتے تو البتہ وہ آپ کے پاس سے الگ ہوجاتے پس آپ اُن کے قصوروں کو معاف فرمائیں اور اگر قصور کریں تو اُن کے لیے دعائے مغفرت کریں۔ اور ہر کام میں اُن سے مشورہ کریں، اور اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے حق میں فرماتا ہے کہ بندگانِ خاص وہ ہیں کہ نرمی یعنی عاجزی کے ساتھ زمین پر چلیں۔ اور جب اُن سے جاہل جہالت کی باتیں کرنے لگیں تو وہ اُن کو سلام کریں اور الگ ہوجائیں یعنی ایسا جواب دیں جو تکلیف

---

[۵] سچی ڈنڈیاں یعنی ترازو۔ ۱۲

اور گناہ سے بچا ہو۔ حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو رفق[۵] اور نرمی سے محروم ہے یعنی جس شخص میں رفق اور نرمی نہیں وہ ہر شے سے محروم ہے اور آپ نے فرمایا کہ تم میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ شخص ہے جو اچھے اخلاق رکھتا ہو۔ اور تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو زیادہ خوش خلق ہے۔ کہ مومن اپنی اچھی خصلت کے سبب سے اُس شخص کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کی جناب سے پاتا ہے جو تمام رات نماز پڑھتا ہے اور ہر روز روزہ رکھتا ہے اور آپ نے فرمایا کہ میں حسن خلق کے تمام کرنے کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔ **شعر**

دادیم ترا زِ گنج مقصود نشاں — گر ما نہ رسیدیم تو شاید برسی

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صدقہ سے ہمکو وہ خصلتیں عنایت فرمائے جو اُسکے نزدیک اچھی ہیں۔ اور جو کام اُسکی مرضی کے خلاف ہیں اُن سے اور آفاتِ دینی اور دنیوی سے ہم کو بچائے۔ آمین یا رب العالمین ✤

باب ششم

معاشرت

آداب دعوت

دعوت کا قبول کرنا سنت ہے۔ اگر کسی کے گھر دعوت میں جائے اور اُسکے ہمراہ دوسرا شخص بلا طلب ہو تو صاحبِ خانہ سے اوّل اُسکے کھلانے کی اجازت حاصل کرلے۔ کھانا کھانے کے وقت سب سے پہلے کھانا نہ کھانے لگے۔ بلکہ سب کے ساتھ شروع کرے۔ اور جب ہم کھا چکے تو پہلے سے نہ اُٹھ کھڑا ہو۔ نہ ہاتھ کھینچ لے۔ گو سیر ہو گیا ہو۔ بلکہ تھوڑا تھوڑا کھا کر آخر تک جماعت [illegible] موافقت کرے۔ اس واسطے کہ اس سے ساتھی شرمندہ ہو جاتا ہے اور شاید اُسکو کھانے کی [illegible] باقی ہو۔ جب اسکے ساتھ دسترخوان پر

---

[۵] رفق کے معنی نرمی کے ہیں۔ ۱۲

کھانے میں دوسرا شریک ہو تو دونوں شریک ہر شے کو ساتھ ساتھ کھائیں نہ یہ کہ ایک کوئی شے کھانی شروع کرے اور دوسرا کوئی اور چیز، اور کھاتے وقت ایک دوسرے کی رعایت کرے کہ یہ امور داخلِ تہذیب ہیں جس میز یا دسترخوان پر انگریز ہو وہاں کھانے سے احتیاط کرے۔ کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ۔	(ترجمہ) خداوندا اُن کے رزق میں برکت دے اور اُن کو بخش اور ان پر رحم کر۔

جس کی دعوت کرے اُسکو نقد بطریق دعوت دینا بہتر ہے۔ اُسکے بعد کچّا کھانا اُسکے مکان پر بھیج دینا کہ اپنی پسند اور رغبت کے موافق وہ پکوا کر کھائے۔ تیسرے درجہ اپنے گھر سے کھانا پکا کر اُسکے گھر بھیج دینا چوتھا درجہ یہ ہے کہ اپنے گھر بُلا کر اُسکو کھلائے۔

کھانا کھانے کے آداب[1]

جب کھانا کھائے اوّل تین بار پہنچوں تک ہاتھ دھوئے اور تین بار کُلی کرے۔ خواہ مُنہ میں پان وغیرہ ہو یا نہ ہو حدیث شریف میں آیا ہے کہ کھانے کے پہلے اور پیچھے ہاتھ دھونے سے برکت ہوتی ہے۔ ہاتھ بھوسی اور مٹی سے نہ دھوئے اور ہاتھوں کو دامن سے مت پونچھو۔ کھانے کی جگہ پاک صاف ہو۔ دسترخوان بچھا کر کھائے۔ سُرخ دسترخوان[2] پر کھانا ثواب ہے۔ دوزانو بیٹھکر یا سیدھے پاؤں کو کھڑا کر کے بائیں پیر پر بیٹھکر

[1] جو شخص اس نیت سے کھائے کہ جسم کو عبادت کی قوت حاصل ہو تو یہ کھانا بھی عبادت ہے۔ نزولِ رحمتِ الٰہی کے تین وقت ہیں۔ اوّل حالتِ سماع دوسرے کھانا کھانے کا وقت جب عبادتِ الٰہی پر طاقت کی نیت سے کھائے۔ تیسرے درویشوں کے اجتماع کے وقت جب وہ بیٹھیں اور ذکر وغیرہ میں مشغول ہوں ۱۲۔

[2] حضرت عثمان ہارونی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے واسطے کھانا آیا تو دسترخوان سفید تھا آپ نے فرمایا کہ سُرخ دسترخوان لاؤ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ سُرخ دسترخوان برکت کیلئے کہ منتقے اور مہمان کے واسطے بھی سُرخ دسترخوان بچھایا جاتا تھا اور فرمایا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا دسترخوان بھی سُرخ تھا اور ہم حاجت مند کو سلام کا ہوا تھا پھر فرمایا کہ جو شخص سُرخ دسترخوان پر کھانا کھائے تو اُسکو ہر لقمہ کے عوض سو نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور سو درجے بلند کیے جاتے ہیں اور اُسکو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ہمسائگی جنت میں ملیگی۔

کھانا سنت ہے۔ کھانا کھانے میں بائیں ہاتھ پر بالشت سے تکیہ یعنی سہارا دینا منع ہے۔ ننگے سر کھانا نہ کھائے۔ نہ کھڑے ہو کر کھائے۔ نہ راستہ چلتے۔ اپنے آگے سے کھائے۔ سیدھے ہاتھ سے کھائے۔ تین یا پانچ انگلیوں سے کھائے۔ دو انگلیوں سے کھانا منع ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہکر کھائے۔ ورنہ برکت جاتی رہتی ہے۔ جب کھانا سامنے رکھا جائے تو جلدی کھانا شروع کرے۔ دوسری شئے کا انتظار نہ کرے۔ جب کھانا سامنے رکھا گیا اور اُسی وقت نماز کے لیے تکبیر شروع ہوئی تو اوّل کھانا کھائے پھر نماز پڑھے۔ دانت سے کاٹ کر روٹی کھانا منع ہے۔ روٹی کو بیچ سے توڑ کر بھی کھانا منع ہے۔ روٹی کے ٹکڑے پیالے میں نہ ڈالے۔ اُلٹی روٹی دسترخوان پر نہ رکھے۔ بوٹی وغیرہ روٹی پر رکھکر نہ کھائے۔ ہڈی کو منہ میں نہ لے اُسکا گوشت ہاتھ سے چھڑا لیا کرے یا مغز کو تنکے یا مغز کش سے نکالکر کھائے۔ ریزہ دسترخوان پر سے چُنکر کھایا کرے۔ رکابی کو سنا ہوا نہ چھوڑے۔ انگلیاں خوب صاف کر لیا کرے۔ اگر اُس میں سالن چھوڑے تو اتنا کہ دوسرے شخص کو کراہت نہ آئے یا بدنُما نہ ہو۔ روٹی کا ٹکڑا نہ چھوڑے۔ ثابت روٹی کھائے یا نہ توڑے۔ اس قدر کھائے کہ تھوڑی بھوک باقی رہے۔ کھاتے وقت چپ چپ کی آواز نہ نکلے۔ تیز اور احتیاط سے کھائے کہ منہ اور ہاتھ سالن یا فرنی میں نہ بھر جائیں۔ ڈکار آئے یا اُچھو لگے تو کھانے سے علیحدہ دوسری جانب منہ کر لے۔ کھاتے وقت دوسرے کے منہ کو نہ تکے۔ کھانے کے وقت فرحت ہونی چاہیے غمگین یا مکروہ باتیں نہوں۔ نہ مکروہ شئے کو بھی سامنے ہو۔ گرم گرم کھانا نہ کھائے۔ ٹھنڈا کر کے کھائے۔ منہ سے پھونک کر گرم سالن یا گرم روٹی کو ٹھنڈا نہ کرے۔ نوالہ بڑا نہ کھائے۔ کھاتے وقت منہ بند رکھے۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۳۴) اور جو شخص کبھی حضور کی سنت سمجھ کر کسی شخص کو سرخ دسترخوان پر کھانا کھلائے تو اُسکے نامۂ اعمال میں اُسکے لیے بڑا اجر لکھا جائیگا اور جب

کھانا کھا چکیگا تو اللہ تعالیٰ اُسکے سرخرو رہیگا۔ سب گناہ بخشدیگا پھر فرمایا کہ سرخ دسترخوان پر کھانا حضرت ابراہیم اور اور انبیا علیہم السلام کی سنت ہے حضرت

موسیٰ علیہ السلام نے بغیر سرخ دسترخوان کے کبھی روٹی نہیں کھائی۔ پھر آپنے تقسیم فرمایا کہ جو شخص سرخ دسترخوان پر کھانا کھائیگا اُسکو ایک

عمرہ اور ہزار بھوکوں کے پیٹ بھرنے کا ثواب ملیگا۔ اور گویا اُسنے میری اُمت کے ہزار قیدیوں کو چھڑایا۔ پھر فرمایا کہ جو شخص ہمیشہ سرخ دسترخوان پر کھانا کھاتا ہے قیامت کے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام اُسکے واسطے بُراق اور حلّہ بہشتی لائینگے اور وہ حلّہ پہنا کر براق پر سوار کر کے جنت میں لیجائینگے۔ پھر فرمایا

کہ جو شخص مہمان کو سرخ دسترخوان پر کھانا کھلاتا ہے ہر لقمہ کے عوض جو مہمان نے اُٹھایا ہزار نیکی کا ثواب ملتا ہے پھر فرمایا کہ میں نے اپنے پیر حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی سے معراج میں

نوالہ کے ساتھ اُنگلیوں کو مُنھ کے اندر نہ کرے۔ پہلے ہی مناسب مقدار کا نوالہ اسطرح بنا کر مُنھ میں کھنے کے لیے اُٹھائے کہ اُس میں سے کچھ نہ گر سکے۔ روٹی کو ہاتھ پر رکھکر نہ کھائے۔ اس طرح نہ کھائے کہ کھانا مُنھ یا ہاتھ سے گرتا جائے۔ یا دسترخوان اور کپڑے سالن وغیرہ سے خراب ہو جائیں۔ نوالہ کو خوب چبا کر کھائے طبی قاعدہ سے ستائیس دفعہ چبا کر نوالہ کھانا مفید صحت و ہضم ہے۔ ہڈیاں دسترخوان یا روٹی پر جمع نہ کرے نہ پھینکے بلکہ کسی ظرف میں رکھتا جائے۔ ایک ساتھ دونوں جانب کے جبڑوں سے مثل بندر کے نہ کھائے۔ کھانے میں جلدی نہ کرے جب پہلا نوالہ حلق کے نیچے اُتر جائے تب دوسرا مُنھ میں لے دانت کے اندر کا خلال سے نکالا ہوا فُضلہ اور نیز داڑھوں کے اندر کا نہ کھائے جب کھانا شروع کرے تو اوّل نمکین چیز کھائے اور جب کھا چکے تو آخر میں بھی نمکین چیز کھائے۔ شیریں چیز درمیان میں کھائے کہ اِس طرح کھانا سنت ہے۔ جب کھا چُکے اور اُنگلیوں میں سالن وغیرہ لگا ہو تو پھر اُنکو چاٹ لے مگر اُنگلی کو مُنھ میں لیکر نہ چاٹے اُسکی ہر جانب کو ہونٹھ اور زبان سے صاف کر لیا کرے۔ کھانا کھانے اور اس کے درمیان میں اُنگلیوں کو چاٹنا مکروہ ہے۔ جب کھا چُکے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور یہ دعا پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ط	(ترجمہ) سب تعریف اُس اللہ کو جس نے ہمکو کھلایا اور پلایا اور مسلمانوں سے کیا۔

اور تین بار ہاتھ دھوئے اور تین بار کُلّی کرے۔ ہاتھوں کو دامن سے صاف یا خشک نہ کرے۔ نہ اوّل کھانے کے نہ بعد مُنھ ہاتھ صاف کرنے کے رومال میں شرکت نہ چاہیے۔ کھانے کے بعد جو خلال درخت نیب یا دیگر نرم تنکے کا ہو کرنا سنت ہے۔ دیوار کے تنکے یا دانت کی لکڑی یا چاندی کے پتر سے کرنا منع ہے۔ صبح کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر راحت کرنی چاہیے۔ اور شام کے کھانے کے بعد قریب ایک گھنٹے کے جاگنا اور قریب ایک میل کے چہل قدمی کرنا چاہیے۔ اِذَا تَغَدّٰی تَمَدَّدَ وَاِذَا تَعَشّٰی تَمَشّٰی قدیم مقولہ ہے۔ پانی کھانے کے درمیان میں پیئے یا کھانے کے ڈیڑھ گھنٹے بعد کہ اُس وقت کھانا قریباً ہضم ہو جاتا ہے۔ پہلے سے پیالہ میں یا دسترخوان پر نمک رکھنا کہ خلافِ تہذیب ہے ۞

جو چیزیں کھانی سُنّت ہیں اُن کا بیان

جو حلال چیز ملے کھائے کسی خاص غذا کا پابند ہونا نہیں چاہیے۔ حلوے وغیرہ کی قسم سے میٹھی شئے کھانا سُنّت ہے۔ شہد کا کھانا بہت اچھا ہے۔ کہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ مرغوب تھا ۔ اور نیز یہ دافع امراض ہے۔ شکر کا استعمال اور نیز اُس کا تصدق کرنا سُنّت ہے۔ بکری کا گوشت دُست شانہ کا کھائے۔ گوشت کی تعریف میں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَللَّحْمُ سَیِّدُ الطَّعَامِ لِاَهْلِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ یعنی گوشت اہلِ دنیا اور آخرت کے کھانوں کا سردار ہے۔ حضرت سرورِ کائناتؐ فرماتے ہیں کہ گوشت کھانے سے شنوائی زیادہ ہو جاتی ہے حضرت علیؓ کرّم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ گوشت رنگ کو صاف کرتا ہے خُلق نیک کرتا ہے۔ اگر کوئی گوشت نہ کھائے تو بدخُلق ہو جائیگا۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ گوشت کا کھانا عقل کو زیادہ کرتا ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوشت کو دانت سے نوچکر کھایا ہے اور چھُری سے کاٹکر بھی تناول فرمایا ہے۔ بھُنا ہوا گوشت بھی کھایا ہے اور خشک گوشت بھی کھایا ہے۔ کلیجی کے کباب بھی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھائے ہیں۔ گوشت مرغ اور گوشت سُرخاب ہاتھ دھوئے اور گوشت اونٹ اور مچھلی کو بھی تناول فرمایا ہے۔ کدو کو حضور بہت دوست رکھتے تھے۔ وقتِ تناول اسکے ٹکڑے ڈھونڈھ ڈھونڈھکر تناول فرماتے تھے۔ جَو کی روٹی چقندر بھی نوش فرمایا ہے۔ تر اور خُرمے بھی حضورؐ نے کھائے ہیں۔ اور پیلو کے خوب پکّے پھل کو بھی۔ اور پنیر کو چھُری سے خلافِ رسول ہے۔ خربزہ۔ ککڑی، سرکہ کو تناول فرمایا ہے۔ سرکہ کی تعریف میں ارشاد ہے عمدہ ہے۔ ہاں اِدْمٌ اَلْخَلُّ یعنی سرکہ بہت اچھا سالن ہے۔ خوشہٴ انگور کے دانہ کو منھ سے تناول ہے اور مستحسن ہے ف عوام کے کہ ہاتھ سے دانہ کو خوشہ سے جُدا کرکے مُنھ میں ڈال لیتے ہیں۔ دودھ اور اگر عمدہ کپڑے آپ کھٹائی کو ساتھ ملا کر نہیں کھایا۔ نہ کبھی دو کھانے گرم اور ٹھنڈے یا لُعابدار و قابض و واسطے ہے تو نے جو مزاج میں مخالف ہوں یعنی قابض وملیّن، گاڑھے اور پتلے، بھُنے اور پکّے، تازہ

اور باسی ملاکر تناول فرمائیے نہ باسی کھانا کھایا۔ موٹی موٹی روٹی کھاتے۔ آپ نے باریک روٹی کبھی نہیں کھائی۔ دودھ حضرت صلعم کو نہایت مرغوب تھا اُسکو پی کر فرماتے وَزِدْنَا مِنْهُ یعنی زیادہ عنایت کر اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر تین چیزوں میں سے کوئی کسی کی دعوت کرے تو اُسکو رد نہ کرے۔ ایک دودھ۔ دوسرے تکیہ۔ تیسرے خوشبو۔

پانی پینے کے آداب

بیٹھکر پانی پیئے۔ کھڑے ہو کر پینے کی سخت ممانعت ہے اور پیٹ سے نکال ڈالنے قے کر دینے کا حکم ہے۔ پہلے سیدھے ہاتھ سے پانی پینے کے ظرف کو لے۔ پھر دونوں ہاتھوں میں اُس پیالہ یا گلاس وغیرہ کو لیکر تین دفعہ کرکے پیئے۔ ہر دفعہ پیالہ اور گلاس کو مُنہ سے جُدا کرکے سانس لے۔ پانی پیتے وقت پانی میں سانس لینا یا پانی میں پھونکنا منع ہے۔ بلکہ بزرگوں سے ایسا منقول ہے کہ جب پانی پر دم کرے تو صرف پھونکے ہی نہیں بلکہ پھونکتے وقت یہ الفاظ زبان سے نکالے اَللّٰھُمَّ اشْفِ کَفَیٰ اور ان الفاظ کو نکالنے کے وقت پانی پر پھونکے۔ خالی پھونکنا اچھا نہیں جب پیالہ یا گلاس کو مُنہ سے لگائے تو بسم اللہ کہے جب جُدا کرے تو الحمد للہ کہے۔ اسی طرح تینوں دفعہ کرے۔ آبِ زمزم۔ آبِ وضو۔ آبِ سبیل اور جھوٹا پانی کھڑے ہو کر پینا جائز ہے۔ جھوٹے بچے ہوئے پانی میں اور پانی نہ ملائے بلکہ جھوٹے پانی کو علیحدہ پی لے یا پھینکدے اور ضرورت ہو تو دوسرا پانی علیحدہ پیئے جھوٹے پانی سے ہاتھ بھی دھونا نہیں چاہیے۔ پانی کے گھونٹ لیتے وقت غٹ غٹ کی آواز نکالنی مکروہ ہے۔ پانی جلدی نہ پیئے آہستہ آہستہ چھوٹے چھوٹے گھونٹ پیئے۔ بدھنے یا لوٹے کی ٹونٹی سے مُنہ لگا کر پانی پینا منع ہے پینا ہا چاہئے سے کثرت سے نہ پیئے۔ سرد اور شیریں پانی پیئے۔ صبح کے وقت شہد اور سرد پانی ملاکر بہ م کے کھانے دودھ میں سرد پانی ملاکر پینا بھی سُنّت ہے۔

۔ اِذَا اتَّخَذَ

جانے کے ڈیڑھ

سونے کے آداب

باوضو سوئے کہ تمام شب عبادت میں شمار ہوگی۔ سوتے وقت اوّل درود شریف مرخوان بچھ کر کھلے الحمد للہ رب العٰلمین۔ پھر آیۃ الکرسی۔ پھر رکوع اٰمَنَ الرسول پھر سورۂ تبارک الذی

پڑھکر سو رہے۔ سوتے وقت کلمۂ طیبہ اور کلمۂ استغفار پڑھنا بھی بہتر ہے اسکے منافع اور ثواب کثیر کتب احادیث میں اور بزرگانِ دین سے منقول ہیں۔ اگر اس قدر نہو سکے تو تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ تینتیس ۳۳ بار الحمد للہ اور چونتیس ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھکر سو رہے۔ امورِ دینی و دنیوی میں بہت خیر و برکت ہوگی۔ قبلہ رو ہوکر سونا چاہیے۔ قبلہ کی طرف پیر کرکے لیٹنا یا سونا منع ہے جب سوئے سیدھی کروٹ پر رخسارہ کے نیچے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی کو رکھکر سوئے۔ بعضے بزرگوں کا ارشاد ہے کہ گھٹنوں کو کہنی کے پاس کرکے سونے میں (میم) محمدؐ کی شکل بن جائے۔ اوندھا منھ کے بل یعنی پُشت اوپر کرکے سونا سخت گناہ ہے۔ اور بدبختوں اور بے وقوفوں اور جہنمیوں کے سونے کا طریقہ اور وضع ہے۔ آخر شب میں پیر کو کھڑا کر لیٹنا سُنّت ہے۔ جب سوئے یا سوتے سے اُٹھے تو فوراً پانی نہ پیئے کہ سخت مضر ہے۔ علی الصباح بیدار ہو جایا کرے۔ دن چڑھے تک سونا بُرا ہے۔ حاجت سے زیادہ نہ سوئے۔ رات دن میں غایت درجہ نو گھنٹے سوئے۔ جب سو کر اُٹھے تو کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھے۔ پھر اوّل ہاتھ دھوئے۔ پھر اور کام کرے۔

آداب لباس

جیسا کپڑا یعنی موٹا یا باریک میسر ہو پہن لے۔ ضرورت سے زیادہ کپڑوں کا رکھنا، استعمال کرنا نہیں چاہیے۔ کپڑے کو پاک اور صاف رکھے میلا کچیلا نہ رہے۔ حضور سرورِ عالم صلعم میلے کپڑے سے اور پریشان بال کو دیکھکر ناخوشی فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ یہ تم میں گویا شیطان ہے۔ بہت تکلّف اور زینت بھی کپڑوں اور جسم میں نہ کرے۔ نہ خراب اور پُرانے کپڑے پہننا اختیار کرے کہ دونوں طریقے خلافِ رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کسی شئے کا مقید نہ رہنا اور بے تکلّف رہنا ہر حال میں عمدہ ہے۔ ہاں اظہارِ شکر و نعمتِ الٰہی اور شوکتِ علم اور عزّتِ دین کے واسطے اچھے کپڑے پہننا عمدہ بات ہے اور مستحسن ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو اپنی نعمت ظاہر کرتے دیکھکر خوش ہوتا ہے۔ [illegible] ار کار زینت پر ہے اگر عمدہ کپڑے استعمال کرنا نفسانیت اور رعونت اور کر و فرِ دنیا اور اظہارِ شوکتِ نفس اور دل شکنی فقراء کے واسطے ہے تو نہایت بُرا ہے۔ اسی طرح اگر بسبب بخل اور کنجوسی اور اظہار فقیری یا کسی کے مال کی طمع کیلیے ہو

تو بُرا ہے اور زُہد و کسرِ نفس اور عدمِ زینت کے سبب سے ہے یا اس سبب سے کہ جو بچے وہ غیر کے کام آئے تو بہتر اور محمود ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ عمامہ سات گز سے کم کا نہ ہو۔ گز شرعی بہ تعدادِ حروفِ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بمقدار چوبیس[۲۴] اُنگل کے ہے۔ ایک کنارہ عمامہ کا سر سے دوسرا پشت کی طرف شانوں کے درمیان یا سیدھی جانب چھوڑ دے۔ بقدر چار انگشت یا نصف گز۔ اس سے زیادہ چھوڑنا منع ہے۔ عمامہ[۱] کھڑے ہوکر باندھے۔ عمامہ کے پیچ باندھتے وقت اوّل سیدھی جانب سر سے بائیں جانب کان کی طرف ہوتا ہوا پیچھے کو نکالے۔ انگرکھا۔ کُرتہ۔ عبا بھی کھڑے ہوکر پہنے۔ انگرکھا یا جُبّہ پہنے تو اوّل سیدھی آستین پھر بائیں آستین پہنے۔ اُتارے تو اوّل بائیں اور پھر سیدھی۔ پاجامہ بیٹھکر پہنے اور مثل انگرکھے کے پہنے اُتارے۔ اسی طرح جوتا۔ ہر جمعہ کو غسل کرے بالوں کو کھل وغیرہ سے دھولے۔ تیل ڈالے کپڑوں میں عطر لگائے۔ اسی طرح عیدین کو بھی سُنّت ہے۔ جب نیا کپڑا پہنے یا جُوتہ تو شکر الٰہی بجالانے کے لیے اُسکو پہن کر دو رکعت نفل پڑھے اور اللہ تعالےٰ سے برکت طلب کرے۔ عمامہ اور کُرتے کو زمین پر ہرگز نہ ڈالے۔ پاجامہ ٹخنوں سے اونچا ہو۔ ٹخنوں سے نیچا پاجامہ اگر موزوں کے اوپر ہو جب بھی بُرا ہے اور اس قدر ڈھیلا ہو کہ پیر کا ڈول نہ معلوم ہو۔ آستین پہنچوں تک ہو نہ زیادہ نہ کم اور دامن کُرتا اور اِزار اور چادر آدھی پنڈلی تک ہو۔ ٹخنوں سے زیادہ نیچا جو کپڑا ہوگا وہ دوزخ کی آگ میں جلے گا۔ بلکہ وہی کپڑا پہننے والے (یعنی مردوں) کے لیے آگ ہے۔ کُرتہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو زیادہ تر محبوب تھا۔ حالتِ سفر میں کپڑا تنگ آستین کا پہننا چاہیے بالکل سُرخ قسم کا اور زرد کپڑا پہننا مرد کو حرام ہے۔ سُرخ یا زرد دھاری دار کا مضائقہ نہیں سفید کپڑا پہننا اچھا ہے۔ سبز عبا یا عمامہ کا استعمال سُنّت ہے اور موجبِ ثواب۔ زرد[۲] جوتہ پہننا ثواب ہے۔ اپنے

---

[۱] حضور سرورِ عالم صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی عمامہ بیٹھکر باندھے گا یا پاجامہ کھڑے ہوکر پہنے گا تو ہنوز بیٹھ۔۔ن ختم نہ ہوگا کہ اُس شخص پر بلا نازل ہو جائیگی۔ ۱۲

[۲] حدیث شریف ہے کہ جو شخص گیارہ زرد جوتے پہن لےگا وہ رنج کا مُنھ نہ دیکھے گا۔ ۱۲ تفسیر عزیزی۔

کپڑوں اور ہتھیار اور جانوروں وغیرہ کا نام رکھنا سُنّت ہے۔ انگوٹھی سیدھے یا بائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں پہننی سُنّت ہے۔ انگوٹھی کے نگینے کا رُخ ہتھیلی کی طرف کو رہے عقیق کے نگینے کا انگوٹھی میں ہونا موجب ثواب و برکت ہے۔ اس سے محتاجی دور ہوتی ہے۔ ہمیشہ پہننے والا بہتری دیکھے گا۔ لوہے کی انگوٹھی چھلّہ پہننا سخت گناہ ہے کہ وہ دوزخیوں کا زیور ہے۔ اور اِسی طرح ایک شخص کو پیتل کی انگوٹھی پہنے دیکھکر حضورؐ نے فرمایا کہ تیرے پاس بتوں کی بُو آتی ہے اُس نے انگوٹھی پھینک دیا۔ چاندی کی انگوٹھی جائز ہے۔ سونے کی مرد کو حرام ہے۔ حضرت مولٰینا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے آداب لباس کے بیان میں ایک رسالہ لکھا ہے جسکا نام لباس المحبوب ہے وہ نہایت نافع ہے اور بہتر دستورالعمل۔ اِس لیے بنظر خیر خواہی برادران دین میں اِس موقع پر اُسکا بجنسہ ترجمہ نقل کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اِس پر عمل کی توفیق بخشے اور گمراہی کے لباس کے استعمال سے بچائے۔ آمین۔

آداب لباس کا ذکر

واضح ہو کہ لفظ لباس اگرچہ مصدر ہے مگر ملبوس کے معنوں میں مستعمل ہے جیسے کہ کتاب مکتوب کے موقع پر استعمال کی جاتی ہے اور لباس کا نام دستار[1] جُبّہ[2] کلاہ[3] ازار۔ چادر وغیرہ پر جو پہننے میں بکار ہوں حاوی ہے۔ اب مومنوں پر مخفی نہ رہے کہ حضرت سید الانبیا اور سند الاصفیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا اکثر لباس سفید پارچہ کا تھا اور آپ سفید کپڑے کو بہت پسند فرماتے تھے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہننے لازم کرو تاکہ تمہارے زندہ اُسکو پہنا کریں اور اپنے مردوں کو اُس میں کفنایا کرو کیونکہ وہ تمہارے عمدہ کپڑوں میں سے ہے۔ اور آپ نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ وہ نہایت پاکیزہ اور پاک ہیں۔ اور کفنایا کرو اُس سے اپنے مُردے۔ اور فقیہ ابو اللیث کی بستان میں لکھا ہے کہ سفید کپڑا پہننا مستحب ہے۔ اور شرعۃ الاسلام میں ہے کہ سب رنگوں سے پسندیدہ سفید رنگ ہے۔ اور سبز رنگ پر نظر کرنا بینائی کو قوت دیتا ہے اور رسول اللہ

[1] پگڑی۔ ۱۲ [2] کُرتا۔ ۱۲ [3] ٹوپی۔ ۱۲

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبز چادر پہنی ہے۔ اور سبز کپڑا پہننا سنت ہے۔ اور مرد سرخ اور زرد کپڑے سے بچیں۔ اور ملتقط میں لکھا ہے کہ سیاہ کپڑا پہننا سُنّت نہیں ہے۔ اور نہ اس میں کچھ بزرگی ہے بلکہ ایک جماعت نے اسکو دیکھنا بھی مکروہ سمجھا ہے کیونکہ وہ بدعت ہے۔ جو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایجاد ہوئی ہے۔ اور روضۃ العلما میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سیاہ کپڑے پہننے جائز نہیں کیونکہ اُن کے زمانہ میں یہ نہیں پہنے جاتے تھے۔ بلکہ ان کا پہننا عیب گنا جاتا تھا۔ مگر ابو یوسف اور محمد رحمۃ اللہ علیہما نے سیاہ کپڑا پہننا جائز کہا ہے۔ اِس واسطے کہ اُن کے زمانہ میں لوگ پہنتے تھے اور اُس پر فخر کرتے تھے۔ اور کنز میں لکھا ہے کہ سیاہ کپڑے پہننے مستحب ہیں۔ اور شرعۃ الاسلام

دستار اور شملہ کی تحقیق

میں لکھا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمامہ باندھا اور شملہ[1] دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑا انتہیٰ پس پگڑی باندھنے میں سنت یہ ہے کہ سفید رنگ ہو۔ دوسرا رنگ اُس میں مخلوط نہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پگڑی غالب اوقات سفید ہوتی تھی۔ اور کبھی سیاہ۔ اور بعض اوقات سبز بھی۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ لڑائی (جہاد) کے وقت آپکے سر مُبارک پر سیاہ پگڑی تھی۔ مگر بعضوں نے اسکی یہ وجہ بیان کی ہے کہ خود کے رنگ کے سبب آپکی دستار سیاہ ہوگئی تھی ورنہ اسکا رنگ تو سفید تھا۔ غرضکہ ضرور ہے کہ جناب نے کبھی کبھی سیاہ دستار بھی باندھی ہے۔ اور آپ کی خانگی دستار سات یا آٹھ گز کی بیان کی گئی ہے اور پانچوں نمازوں کے وقت کی پگڑی بارہ گز کی اور عیدین اور جمعہ کی چودہ گز کی اور جنگ

سنت کے طریق پر پگڑی باندھنے کا بیان

کے وقت پندرہ گز کی علمائے متاخرین نے تجویز کیا ہے کہ سلطان اور قاضی اور مفتی اور فقیہ اور مشائخ اور غازی اگر اکتیس گز کی پگڑی وقار اور تمکین کے لیے سر پر رکھیں تو جائز ہے اور پگڑی باندھنے میں یہ سنت ہے کہ دستار لمبی ہو۔ چوڑے عرض کی نہو۔ آدھ گز کا عرض ہونا چاہیے۔ اگر اس سے قدرے کم و بیش ہو تو بھی کچھ حرج نہیں۔ اور کم سے کم دستار کا طول سات گز کا ہو اور ہر گز چوبیس اُنگل کا جسکی چھ مٹھیاں ہوتی ہیں ہو۔ اور سنت ہے کہ دستار طہارت کی حالت میں قبلہ کی طرف مُنھ کرکے اور کھڑے ہوکر باندھیں اور جب کھولیں تو جس طرح باندھی ہے پیچ پیچ کرکے کھولیں۔ دفعتًہ نہ کھول ڈالیں اور

[1] پگڑی کا سِرا جو باندھتے کے وقت نیچے لٹکا دیتے ہیں اُسکو شملہ کہتے ہیں۔ ۱۲

جس وقت باندھ چکیں تو آئینہ یا پانی یا مثل ان کے اور کسی چیز میں دیکھکر دستار سیدھی کرلیں اور دستار شملہ دار باندھیں اور شملہ لٹکانے کی جانب میں اختلاف ہے۔ اکثر اور اغلب اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شملہ پشت کی طرف اور کبھی دائیں طرف رہتا تھا۔ بائیں طرف رکھنا بدعت ہے اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔ اور ادنے مقدار شملہ کی چار اُنگل اور زیادہ ایک ہاتھ ہے۔ اور اسقدر لمبا رکھنا کہ پُشت سے بھی گذر جائے بدعت ہے۔ اور شملہ لٹکانے کے لیے نماز ہی کے وقت کی خصوصیت کرلینی کچھ سنت کے موافق نہیں۔ اور شملہ کا لٹکانا مستحب اور سنن زوائد سے ہے کہ اسکے ترک کرنے پر کوئی قباحت یا گناہ نہیں ہے گو اسکے عمل میں لانے میں ثواب اور باعث شرف ہے۔ اور روضہ میں لکھا ہے کہ عمامہ کا شملہ دونوں مونڈھوں کے قریب لٹکانا مندوب اور پس پُشت مستحب ہے سنت موکدہ نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی عمامہ کا شملہ لٹکاتے تھے اور کبھی نہیں بھی۔ اور فقہا کو شملہ لٹکانے میں قیاسی دلائل بہت ہیں اور اُسکے لٹکانے کو سنت موکدہ جانتے ہیں اور بعضے شملہ کو بائیں طرف لٹکاتے ہیں مگر اسکی سند کچھ قوی اور معتبر نہیں ہے۔ اگرچہ بعضوں نے اسمیں کچھ لکھا ہے اور علمائے متاخرین جہلأ زمانہ کے طعن اور تمسخر کے خوف سے پنجگانہ نماز کے سوا شملہ نہیں لٹکاتے اور فتاوے حجۃ وجامع میں لکھا ہے کہ شملہ ترک کر دینا گناہ ہے۔ اور دو رکعتیں شملہ دار عمامہ سے پڑھنی اُن ستر رکعتوں سے بہتر اور افضل ہیں جو بغیر شملہ دار عمامہ کے پڑھی ہوں اور شملہ چھ قسم کا ہے۔ قاضی کے واسطے پینتیس اُنگل اور خطیب کے لیے اکیس اُنگل۔ عالم کے لیے ستائیس اُنگل اور طالب علم کے لیے دس اُنگل اور صوفی کے لیے سات اُنگل اور عامی یعنی آن پڑھ کے واسطے چار اُنگل انتہٰے۔ اور دستار کو بیٹھکر نہ باندھے۔ اور ازار کھڑے ہوکر نہ پہنے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص عمامہ بیٹھکر اور ازار کھڑے ہوکر پہنے اللہ تعالی اُسکو ایسی بلا میں مبتلا کرے کہ جسکا کوئی علاج نہیں مگر جو معذور یا بوڑھا یا بیمار ہو تو روا ہے۔ اور بعض معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو بسا اوقات سیاہ و سبز لباس کے ساتھ مشہور کرے تو مکروہ اور ممنوع ہے جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی دنیا میں شہرت کیلیے کپڑا پہنے

تو اللہ تعالیٰ اُسکو قیامت کے دن ذلت کا کپڑا پہنائیگا۔ اور جو کبھی اتفاقاً پہن لے تو حرج نہیں اور بہتر لباسوں میں سفید لباس ہے اور سیاہ دستار ہے یا سبز پائجامہ اور سیاہ یا سبز کرتا اور چادر پہنکر بادشاہوں کے ہاں نہ جائے کہ منع ہے۔ اور ٹوپی دو قسم کی ہوتی ہے۔ اوّل لاطیہ۔ دوسری ناشرہ۔ لاطیہ وہ کہ سر سے پیوستہ ہو ایسی ٹوپی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک پر رکھی ہے۔ اور ناشرہ وہ کہ سر سے پیوستہ نہو بلکہ اونچی ہو اور وہ سیاہ طاقیہ ٹوپی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی ٹوپی بہت کم اوڑھی ہے۔ مگر جو بعضے مشائخ سر پر رکھ لیتے ہیں جائز ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ مبارک گول اور گنبدی تھا۔ جیسا کہ علما اور شرفا اسی دستور کے موافق باندھتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکثر کرتا پہنا ہے۔ اور کبھی حلہ حمرا۔ اور حلہ دوہرے کپڑے کو کہتے ہیں۔ اور حمرا سے مراد یہ کہ سرخ تحریریں اُسمیں تھیں نہ یہ کہ وہ حلہ بالکل سرخ تھا۔ کیونکہ خالص سرخ ممنوع ہے۔ اور آپ نے ایسے کپڑے کو جلا دینے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ کفر کا لباس ہے اس کو مت پہن۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت عمدہ حلہ پہنا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر زیب و زینت کا کپڑا نعمت حق کے اظہار کی غرض سے پہنے تو ثواب پائیگا اور جو تکبر اور اترانے کی غرض سے پہنے تو گنہگار ہے۔ اور خلاصہ میں لکھا ہے کہ اچھے کپڑے پہننے کا مضائقہ نہیں درحالیکہ وہ تکبر نہ کرے۔ اور مجموع النوازل میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکدن ایک قیمتی چادر جسکی قیمت ہزار درہم تھی اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے۔ اور ایک مرتبہ آپ نے چار سو درہم کی قیمتی چادر اوڑھکر نماز پڑھی تھی اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ چار سو درہم کی قیمت کی چادر اوڑھا کرتے اور اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے کہ جب تم اپنے وطنوں کو جاؤ تو پاکیزہ لباس پہننا اختیار کرنا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاشیہ دار کپڑا اور نیز سیاہ کپڑا اور ایسا پوستین جسکے کناروں پر سندس یعنی ریشمی کپڑا ٹکا ہوا تھا پہنا ہے۔ اور قنیہ میں لکھا ہے کہ بڑا عمامہ باندھنا اور بڑے کپڑوں کا پہننا بہتر ہے۔ اور انہی فقہا کا حق ہے جو ہدایت کے نشان ہیں نہ کہ عورتوں کا حق ہے۔ مگر اصل بات کپڑے وغیرہ کے پہننے میں یہ ہے کہ کپڑا حلال وجہ سے ہو نہ حرام وجہ سے۔ کیونکہ فرض اور نفل

نماز حرام کپڑے سے قبول نہیں ہوتی اور افضل لباس وہ ہے جو اوسط درجہ کا ہو نہ بہت بڑھیا ہو اور نہ بہت گھٹیا۔ اور وہ کپڑا جو خلق میں جامہ کے لفظ سے مشہور اور معروف ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ سے زیادہ نہیں پہنا ایک دفعہ تو تحفۂ نجاشی بادشاہ حبشہ نے آپکی خدمت میں بھیجا تھا آپ نے پہنکر جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تھا۔ اور دوسری دفعہ وہ تحفے اور ہدیے جو یمن سے آئے تھے اُن میں سے پہنکر وحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرمایا ہے۔ اور جامہ کا گریبان بائیں بغل کی طرف کرکے گریبان کا مُنہ دائیں بغل کی طرف رکھا تھا۔ اور اُس جامہ کے اُس کے بند کرنیکا علاقہ یعنی بند یا گھنڈی، تکمہ وغیرہ تھا جیسا کہ اب معمول ہے۔ اور روضۃ المعانی اور زاد الفقہا میں (جو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح تصنیف ہے) لکھا ہے کہ جامہ کے گریبان کا مُنہ دائیں طرف تھا اور روضہ میں لکھا ہے کہ اگلے زمانہ میں جب کفار سے لڑنے جاتے اور غنیمت کی فرصت نہ پاتے تو روٹی اور کھجور وغیرہ کھانے کی چیزیں جیب اور گریبان میں بھر لیتے اور رستہ چلتے ہوئے گھوڑے کی لگام ہاتھ میں تھا مکر ایک ایک روٹی کا نوالہ اور ایک ایک کھجور دائیں ہاتھ سے نکال نکال کر کھاتے تھے۔ اور عمر بن عبد العزیز اور بنی عباس کے زمانہ میں اسی کے موافق گریبان تھا۔ اور جو لوگ اس کو نئی بدعت بتاتے ہیں۔ لاعلمی کی وجہ ہے۔ اور پچھلا میں اہل علم و فضل کتاب کے جز اور جلدیں جیب اور گریبان میں رکھ لیتے اور راہ میں نکالکر مطالعہ کرتے ہوئے راستہ چلتے تھے اور بادشاہوں اور علمائے دین اور مخلصے اہل یقین کی مجلسوں میں کھانے سے فارغ ہو کر قدرے کھانا تبرکاً گریبان اور بغل میں رکھ لیتے تھے۔ تاکہ ہر خاص و عام اپنے گھر پہنچکر لوگوں کو تبرک پہنچا دے۔ اور رومال اور نقدی بھی جیب و گریبان میں رکھتے تھے یہ تمام برتاو اسیدھے گریبان کی طرف سے ٹھیک ہوتا ہے۔ اور جو جامہ کے گریبان کا مُنہ بائیں طرف ہو تو یہ برتاو اسیدھے ہاتھ سے نہ ہو سکتا۔ اور بڑا حرج ہوتا۔ اور بائیں طرف گریبان کا مُنہ رکھنا ممنوع ہے۔ اسلیے کہ طریقہ مجوس اور آتش پرستوں کا ہے۔ بادشاہ اور حاکم کو لازم ہے کہ ایسے طریقہ سے یعنی لوگوں کو بائیں طرف گریبان رکھنے سے روکیں اور دھمکائیں۔ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کہ

عہد میں ایک شخص گواہی کے لیے محکمہ میں آیا اور اُس کا گریبان اور بند بش کا علاقہ بائیں طرف تھا قاضی نے اُس کی شہادت قبول نہ کی اور شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ جو منتخب علماء و مشائخ وقت سے تھے اپنے مکتوب نمبر ۹۱ میں فرماتے ہیں کہ جامہ میں جیب کو بائیں طرف سے سیکر دائیں طرف مُنھ رکھنا سنت ہے اِس لیے کہ اُس میں آسانی سے ہاتھ جا سکتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کے اندر موسیٰ صلوٰۃ اللہ علےٰ نبینا و علیہ السّلام کے حق میں آیا ہے کہ اپنا ہاتھ جیب میں ڈالکر نکل آئیگا وہ سفید ہو کر جو لوگ مسلمانوں کا جامہ سئیں تو جیب دار سئیں کیونکہ اُس میں بہت فائدے ہیں کہ ضرورت کے موقع پہ کنگھی یا کوئی اور شے اُس میں رکھکر دائیں ہاتھ سے نکال لیں اور عرب میں جو جیب کے کپڑے لگانے کا دستور ہے تو دائیں ہاتھ کے رُخ پر ہے اور جامہ اور جُبّہ اور کُرتا پہننے میں سنت یوں ہے کہ پہلے سیدھا ہاتھ آستین میں ڈالیں۔ پھر بایاں ہاتھ۔ اور دوہر، اور چادر، اور کملی سیدھے ہاتھ سے بائیں کندھے پر ڈالیں جیسا کہ معمول ہو رہا ہے۔ اور مردہ کا لفافہ بھی اسی طور سے کرنا چاہیے۔ اسلیے کہ مردہ کا لفافہ زندگی کی چادر اور دوہر کا حکم رکھتا ہے۔ اور یہ طریقہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے۔ اور جو لوگ جامہ کے پہننے میں بقیاس ردا ء اور چادر کے عمل کرتے ہیں۔ خلاف شارع کو اور بدعت کو رواج دیتے ہیں۔ اِس طریقے سے پرہیز کریں تاکہ ثواب پائیں اور عذاب سے بچیں اور پیراہن اور جُبّہ اور خرقہ میں چوڑی آستین لگانی صحابہ رضی اللہ عنہم اور اگلے مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کی سنت ہے اسلیے کہ وضو کرتے اور کام کرتے وقت آسانی سے چڑھا کر لپیٹ لیں اور جو چاہیں تو مصلاّ یا اور کوئی چیز آستین میں رکھ سکیں اور آستین اور دامنوں پر سنجاف لگانی سُنت ہے۔ اور جو صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پیراہن اور جُبّے کشادہ بنانے اختیار کیے تھے تو اسکی وجہ یہ تھی کہ اُنکے مُبارک جسم کثرت ریاضت اور مشقت اور صوم صلوٰۃ سے بہت لاغر اور ضعیف ہو گئے تھے۔ ہیبت اور دبدبہ کی غرض سے فراخ کپڑے پہنتے تاکہ دشمنوں اور کافروں کی نظروں میں حقیر نہ معلوم ہوں اور جو کچھ اُنہوں نے کیا ہے نفس پروری سے نہیں کیا بلکہ دین کے رواج دینے اور قائم کرنے کے لیے کیا ہے۔ اور قبا وہ جامہ ہے جو گریباں دار ہو اور عرب و عجم میں معروف ہے اور اس کا استعمال عجم میں بہت ہے۔ اور

چادر اور جامہ پہننے کا طریقہ

چوڑی آستین صحابہؓ اور اگلے مشائخ کی سنت ہے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو پہنا ہے اور اسکے گریبان کا منھ اور بند کا علاقہ داہنی طرف تھا
اور دوسرا جُبہ کہ جسکی آستین تنگ تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہنا ہے اور وضو کے وقت
دست مبارک آستین سے نکال لیا ہے کیونکہ وہ جُبہ ایسا تنگ تھا کہ یہ ممکن نہ تھا کہ بغیر ہاتھ نکالنے کے
دھولیں اور یہ امر تحقیق ہوا ہے کہ آپ نے ایسا جُبہ سفر میں پہنا ہے اور اس بات پر اتفاق ہے کہ
آپ نے کبھی جُبہ اور قبا تکمہ دار پہنے ہیں۔ اور قبا کبھی تکمہ دار سلواتے تھے جیسے کہ تکمہ دار جامہ اس
ملک میں معروف ہے اور قادری کے نام سے مشہور ہے۔ اور یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ گریبان
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص کا سینۂ مبارک کے اوپر تھا جیسا کہ بہت سی حدیثیں اس
پر شاہد ہیں اور علمائے حدیث نے اسکی تحقیق کی ہے اور تمام ملک عرب کا مشرق سے مغرب تک
سلف سے تا خلف اسی پر دستور رہو رہا ہے۔ مگر بعضے لوگوں نے (جنکو سنت کا علم نہیں) گمان
کیا ہے کہ قمیص کا گریبان سینہ پر رکھنا بدعت ہے۔ اور چونکہ عجم کے بعض ملکوں میں عورتوں کا دستور
ہوگیا کہ گریبان سینہ پر رکھتی ہیں تو تشبیہ کی جہت سے بعض فقہا نے اسکی کراہت کا حکم دیا ہے اور بیشک
یہ عادت البتہ حادث ہے۔ اور یہ بات تحقیق ہے کہ گریبان نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سینہ پر تھا۔ اور جو فقہا
نے دونوں مونڈھوں کی طرف گریبان مقرر کیا ہے۔ یہ گریبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گریبان کے
برعکس ہے۔ اور اس معاملہ کو مشکوٰۃ المصابیح کے فارسی ترجمہ اور عربی شرح میں میں نے شرح لکھا ہے
اور اگر کبھی شاید آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کندھوں کے گریبان کا کرتا پہنا ہو تو اسکی سند فقہا کو
پہنچی ہوگی مگر قوی سند حسب شرائط علمائے حدیث نہیں ہے۔ اور خرقہ و فرجی اور لبادہ علما اور مشائخ
اور صلحا نے پہنا ہے۔ گو کوئی قوی سند اس باب میں موجود نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے زمانہ میں یہ لباس نہیں تھا۔ اور اگر کوئی پہن لے تو مباح ہے۔ اور کچھ حرج نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ
فرجی کا نکالنے والا فرعون ہے۔ مگر یہ بات کسی معتبر کتاب میں نہیں دیکھی گئی اور نہ ثابت ہوئی۔ نہ چاہیے
کہ نماز کے وقت اسکی آستین پہن لے لٹکی نہ رکھے کہ مکروہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازار
یعنی تہ بند نصف ساق کے اوپر سے ٹخنوں کے اوپر رہتا تھا۔ اور اسی قدر سنت ہے اور نصف سے زانو تک دیکھا

فرض ہے اور بعضوں نے ناف کو عورت یعنی اعضائے پوشیدنی میں شمار نہیں کیا کیونکہ حضرت نے حسینؓ رضی اللہ عنہ کی ناف کو ڈھانکا نہیں۔ اور اسی پر قیاس ہے عجم میں پائجامہ جو مشہور ہے جسکو شلوار کہتے ہیں وہ بمقدار ازار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونچا ہو اور جو ٹخنوں سے نیچا ہو یا ٹخنوں کے نیچے دو تین چوڑیاں پڑیں یہ بدعت اور گناہ ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس شخص کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھیگا جس شخص نے اپنی ازار کو از راہ تکبر اور فضول خرچی اور کفران نعمت کے لٹکایا۔ اور اس قید سے معلوم ہو گیا کہ جو کپڑا تکبر کی راہ سے نیچا نہو بلکہ مرض یا سردی وغیرہ کے عذر سے نیچا ہو تو مکروہ نہیں اور فقہا کے نزدیک جو ازار ٹخنوں سے نیچی ہو وہ بدعت اور حرام ہے جیسا کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جس نے اترانے کی نظر سے ازار نیچے لٹکائی اللہ تعالیٰ اُس پر قیامت کو رحمت کی نظر نہیں کریگا۔ اور آپ نے فرمایا کہ جتنی ازار ٹخنوں سے نیچی ہو اُس قدر آگ میں ہے۔ اور آپ کے پیراہن اور جامہ اور قبا کی آستین کبھی پنجہ کے گٹے تک اور کبھی اُنگلیوں کے سروں تک حسب موسم سردی اور گرمی کے ہوتی تھی۔ اور کبھی بغیر ان دونوں صورتوں کے بھی ہوئی ہے اور جامہ اور قبا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بغیر فالتو بندوں کے تھی یعنی باندھنے کے بندوں کے سوا زینت کے فالتو بند اُس میں نہ تھے۔ مگر علمائے متاخرین نے اِس باب میں کہا ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اور مردوں کو ریشمین لباس پہننا حرام ہے جیسا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے دنیا میں ریشم پہن لیا وہ آخرت میں ریشم نہیں پہنے گا۔ اور رسول خدا صلعم نے سوائے چار اُنگل کے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ آیا ہے کہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع فرمایا سوائے دو یا تین یا چار اُنگل کے اور حضرت علیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ریشمی کپڑا لیا اور اُسکو اپنے دائیں ہاتھ میں رکھا اور سونا لیا اُسکو بائیں ہاتھ میں رکھا پھر فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔ اور ریشمی لباس مردوں اور نابالغ لڑکوں کو حرام ہے۔ مگر عورتوں اور نابالغہ لڑکیوں کو درست ہے۔ الّا اگر مرد بھی خارش اور موقع جنگ اور سوداو رہونے کے واسطے

حضرت کی آستین کی درازی

ریشم کا حکم

پہنیں تو روا ہے۔ اور جوؤں کے دفع ہونے کیلیے بھی پہننے کا مضائقہ نہیں۔ اور جو معجون میں ابریشم ملائیں تو اُس کا کھانا بھی جائز ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبیر بن العوام اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کو ریشم کا لباس پہننا اس سبب سے مباح کر دیا تھا کہ اُنکو جوؤں اور خارش کا عارضہ تھا اس سبب سے سمجھا گیا کہ ریشم کا پہننا سوائے کسی حاجت اور مصلحت کے حرام ہے۔ اور یہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حاجت میں بھی جائز نہیں مگر ہدایہ میں لکھا ہے کہ ریشم اور دیبا لڑائی میں پہننا ان دونوں کے نزدیک بے مضائقہ ہے کیونکہ یہ کپڑا ہتھیار کی تیزی دور کرتا ہے۔ اور دشمنوں کی نگاہ میں ہیبت ناک ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے نہی کے مطلق ہونے کی وجہ سے اور ضرورت مذکور دافع کراہت ہے اور صاحبین

کسنبی اور زعفرانی رنگ کی تحقیق

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خالص ریشم زیادہ دافع تیزی ہے اور کسنبی اور زعفرانی رنگ مردوں کو حرام ہے اور کسنبی رنگ کے باب میں علما کا اختلاف ہے۔ بعضوں نے مطلق حرام کہا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ کسنبی رنگ حرام ہے جو کپڑا بننے کے بعد رنگا گیا ہو اور جو بعد رنگ کے بنا گیا ہو تو مباح ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر اُس سے بُو دور ہو گئی ہو تو مباح ہے ورنہ حرام ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اُسکا مجلسوں اور محفلوں میں پہننا مکروہ ہے اور جو گھر میں پہنے تو درست ہے۔ اور مذہب صریح میں کراہت تحریمی اختیار کی گئی ہے اور اس سے نماز پڑھنی مکروہ ہے اور کسنبی رنگ کے علاوہ دوسری قسم کے رنگ میں اختلاف ہے۔ قاسم رحمۃ اللہ علیہ کہ علماء متاخرین مصر کے بڑے عالموں میں سے ہیں اُنہوں نے تحقیق کے بعد فتویٰ دیا کہ کسنبی کا حرام ہونا رنگ کے سبب سے ہے۔ لہٰذا جو سرخ ہے حرام ہے۔

اس کا بیان کہ حضرت نے کملی اوڑھی ہے

اور حضرت نے کملی پہنی ہے جیسا کہ آیا ہے عَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ یعنی آپ کے اوپر ریشم یا بالوں یا کتان یا خز کی چادر تھی اور قاموس میں ہے مِرْطٌ مُرَحَّلٌ میم کے زیر اور رے کے جزم سے چادر صوف یا خز کے معانی میں آتی ہے۔ اور نہایہ میں ہے مرط ریشم اور خز سے اور دوسری

موزے کا بیان

چیز سے بھی ہوتی ہے اور اسکی شرح میں نے مشکوٰۃ کے ترجمہ میں مبسوط کی ہے وہاں دیکھ لیں اور سیاہ موزہ پہننا سنت ہے اور زرد کی رخصت ہے اور سرخ پہننا بدعت ہے۔ نجاشی (بادشاہ حبشہ) نے نبی صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے واسطے دو سیاہ موزے تحفے میں بھیجے سو آپ نے اُن کو پہن لیا پھر وضو کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا۔ موزے پر مسح کرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے ثابت ہوا ہے اور اسکو سوائے بدعتیوں اور گمراہوں کے کسی نے ترک نہیں کیا اور مسح روا ہے۔ اگر طہارت کاملہ پر پہنا ہو یعنی تیمم کیا ہوا شخص اور معذور نہو کیونکہ اِن کی طہارت اُدھوری ہے لیکن اگر کسی مسلمان نے پہلے پاؤں دھو لیے اور موزہ پہنا بعدہٗ وضو تمام کیا تو وضو ٹوٹنے کے بعد سے موزہ کا مسح روا ہوا حنفیوں کے نزدیک۔ اور جراب پہننی بھی روا ہیں اور موزہ کا حکم رکھتی ہیں۔ اور نعلین پہننی سنت ہیں۔ قتادہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک سے پوچھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعلین کیسی تھیں۔ کہا اُن کے دو قبال تھے۔ قبال چمڑے کے اُس تسمہ کو کہتے ہیں جو اُنگلیوں کے بیچ میں رہتا ہے اور اُسکو شراک بھی کہتے ہیں یعنی آپ کی جوتیوں میں چمڑے کے تلے اور تسمے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبل از نبوت تنگی کے وقت میں ننگے پاؤں بھی سیر فرمائی ہے۔ مگر ابتدائے نبوت سے مرض موت تک سوائے صحن کعبہ اور مقامات عبادت کے پا برہنہ نہیں ہوئے اور جو بعضے صوفی صالحین ننگے پاؤں کوچہ و بازار میں پھرتے ہیں سنت کے خلاف ہے اور اگر جنگل میں ہوں اور ازراہِ تواضع اور انکسار ننگے پیر پھریں تو جائز ہے اور یا تنگدستی اور فقر کے باعث جوتا میسر نہو تو روا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمر کے اوپر پٹکا باندھنے میں اختلاف ہے اور قمیص کے اوپر پٹکا باندھنا مکروہ ہے کہ حضرتؐ نے نہیں باندھا۔ اور سفر اور لڑائی یا جہاد میں کمر باندھنی منع نہیں ہے خواہ جامہ پر باندھیں خواہ پیراہن پر اور روضہ میں لکھا ہے کہ جب نیا کپڑا قطع کرائے یا پہنے تو ایام ذیل مبارک ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جو کوئی اتوار کے دن کپڑا قطع کرائے تو اُسکو کوئی نہ کوئی غم ہو اور مبارک نہو اور جو کوئی پیر کے دن کپڑا قطع کرائے تو اُسکو مبارک ہو، اور جو کوئی منگل کے دن قطع کرے تو اُسکو چور لیجائینگے یا پانی میں غرق ہو یا آگ میں جلے، اور جو بُدھ کے روز قطع کرے تو اُسکی روزی میں کشائش ہو اور اُسکو کوئی مشقت نہو اور عیش میں رہے۔ اور جو جمعرات کو قطع کرے اُسکو اللہ علم روزی کرے اور رزق میں کشایش اور لوگوں کی نظر میں بزرگ ہو۔ اور جو جمعہ کو قطع

کرے تو اسکی عمر و دولت زیادہ ہو، اور جو ہفتہ کے روز قطع کرے تو وہ بیمار رہے جب تک کہ وہ کپڑا اُسکے بدن میں رہے۔ اور زاد المتورعین میں لکھا ہے کہ یہ (یعنی جو اوپر بیان ہوا) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اقوال میں سے ایک قول ہے اور یہ مضمون حدیث سے ثابت نہیں ہوا۔ حدیث میں تو صرف اس قدر ہے کہ نیا کپڑا جمعہ کی رات یا جمعہ کو بہ نیت نماز کے پہنے اور عید کو بھی اگر میسر ہو تو نیا کپڑا پہنے تو اسکو حرمت اور برکت ہو۔ اور جو آدمی نیا کپڑا پہنے تو اُسکو مبارکباد دینا سنت ہے انشاء اللہ تعالیٰ پہننے والے کو اُس کپڑے میں خوشی اور برکت حاصل ہو۔ اور روضہ میں لکھا ہے کہ جب نیا کپڑا پہنے دس بار سورۂ انا انزلنا پڑھکر پانی پر دم کرے اور کپڑے پر چھڑکے تو برکت ہو اور کپڑا نماز کی نیت سے پہنے اور پہننے کے بعد دو رکعت خدائے عز و جل کے شکرانہ کی ادا کرے۔ پھر یہ دعا پڑھے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيٰوتِيْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَبِرَحْمَتِهٖ تَصْلُحُ الْفَاسِدَاتُ وَتَنْزِلُ الْبَرَكَاتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ ثَوْبًا مُّبَارَكًا نِيْهِ اَشْكُرُ نِعْمَتَكَ وَاُحْسِنُ فِيْهِ عِبَادَتَكَ وَاَعْمَلُ فِيْهِ لِطَاعَتِكَ اَسْتَعِيْنُ بِاللّٰهِ وَاَلْتَجِئُ اِلَى اللّٰهِ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اِسْتِيْلَاءِ النَّفْسِ بِقَلِيْلٍ وَّكَثِيْرٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْمُعَافَاتَ فِي الدِّيْنِ وَالْاٰخِرَةِ

(ترجمہ)

سب تعریف خدا کیلیے لائق ہے جسنے مجکو ایسا کپڑا پہنایا جس سے میں اپنی شرمگاہ ڈھانکتا ہوں اور اُس سے میں اپنی زندگی میں زینت کرتا ہوں۔ اور اُسکی تعریف ہے جسنے مجھے یہ کپڑا پہنایا جو میری طاقت اور قدرت سے باہر ہے اور اُسکی تعریف ہے کہ جسکی نعمت سے نیکیاں پوری ہوتی ہیں اور جسکی رحمت سے بدیاں سنور جاتی ہیں اور برکتیں اُترتی ہیں اور اللہ کی تعریف ہر حال میں ہے۔ اے اللہ اس کپڑے کو مبارک کر جسکو پہنکر تیرا شکر کروں اور تیری اچھی عبادت کروں اور تیری فرمانبرداری کروں اور اللہ سے میں مدد مانگتا ہوں اور اللہ ہی سے التجا کرتا ہوں اور اُسی سے پناہ مانگتا ہوں نفس کے غلبہ سے تھوڑا ہو یا بہت اے اللہ تجھسے دو جہان میں بخشش اور سلامتی

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَ الْعِفَّةَ وَالْغِنَاءَ وَالتَّوْفِیْقَ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی ۔	مانگتا ہوں اے اللہ تجھسے ہدایت اور پرہیزگاری اور پاکدامنی اور بے پروائی اور توفیق مانگتا ہوں ایسی کہ جس سے تو راضی ہو اور پسند فرمائے ۔

جامہ ہنوز گردن تک نہ پہنا ہوگا کہ اِس دعا کے باعث اُسکے تمام گناہ بخشے جائینگے۔ اور سنت یہ ہی کہ جب کپڑا بدن سے اُتارے تو لپیٹے اور تہہ کرے اور رکھ چھوڑے ورنہ شیطان اُسکو پہن لیتا ہے اور موزہ بھی بحفاظت رکھدے اور نئے لباس اور نیا موزہ پہنتے وقت اوّل اعوذ اور بسم اللہ پڑھے اور جو نئے جامے اور نئی دستار اور نئی چادر اور نئے موزے کے پہننے کے وقت تین یا سات مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھے تو پہننے والے کو سرور اُس میں پیدا ہوگا اور صحت اور عافیت سے ہیگا اور مریض ہو تو اُس کا مرض دور ہو اور جو قرضدار ہو تو اُس کا قرض ادا ہو جائے اور دوسرا کپڑا بھی جلد میسر ہو اور لازم ہے کہ پُرانا کپڑا فقیروں اور مسکینوں کو دیدے یا اپنے اہل و عیال کو اگر مستحق ہو تو دیدے کیونکہ اس میں بہت اجر اور بے شمار ثواب ہے ۔

خط بنوانے کا طریق

سیدھی جانب سے سر کے بال بسم اللہ کہکر مُنڈوائے۔ اگر سر پہ بال رکھے تو کانوں کی لو تک دراز رکھے یا کندھے تک کہ سنت ہے اِس سے کم نہ رکھے۔ اس سے زیادہ کو ترشوا ڈالا کرے۔ ڈاڑھی یک مُشت سے کم نہ رکھے لبیں تین انگشت تک طول میں ترشوائے۔ لبوں کے بال اِس قدر دراز ہونا کہ مُنھ میں آجائیں سخت گناہ ہے۔ اِن کے کترانے میں مبالغہ کرے چھوٹے مثل خشخاش رہیں تو بہتر ہے۔ پیشانی اور بھوں (ابرو) کو اُسترہ سے نہ مُنڈوائے۔ آٹھویں روز جمعہ کو قبلِ نماز جمعہ خط بنوایا کرے۔ ناخن ہفتہ وار ضرور ترشوایا کرے کہ ان کے اندر میل جم جانے سے اور پھر بحالتِ غسلِ جنابت اُن کے اندر پانی نہ جانے کے سبب سے غسل میں نقصان رہجاتا ہے۔ ناخن کے ترشوانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اوّل دستِ راست کی انگشتِ شہادت کا ناخن ترشوائے۔ پھر بیچ کی اُنگلی کا پھر اُسکے پاس کی اُنگلی کا پھر چھنگلیہ کا۔ پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے اُسی ہاتھ کے انگوٹھے تک پھر

بعد دیگرے - پھر سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے کا - اور پیروں کے ناخن داہنے پیر کی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں پیر کی چھنگلیا پر ختم کرے - ناخن کو دانت سے کاٹنا منع ہے جنابت میں کنگھی بالوں میں نہیں کرنی چاہیے - ٹوٹی ہوئی کنگھی کرنا بھی منع ہے - بغل کے بال اور زیر ناف کے بھی ہفتہ وار علیحدہ ہوا کریں - چالیس دن سے زیادہ بڑھ جانا سخت گناہ ہے - دونوں جگہ کے بالوں کو حلق یعنی مونڈنا چاہیے نہ نورہ - بغل کے بالوں کا اُکھاڑنا بہتر ہے - بدھ کے دن حجامت بنوانا اور ناخن کٹوانا منع ہے ٭

باب[1] ہفتم حیات وممات

پیدائش، عقیقہ، ختنہ، و دیگر حقوق تعلیم وغیرہ و نکاح و تعلقات زن و شوہر کا بیان

جب لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو اُسکو غسل دیں اور سفید پاک کپڑوں میں اُسکو رکھیں اور زرد کپڑے کے استعمال سے پرہیز کریں اور بچہ کا کوئی بزرگ اُسکے سیدھے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت جہاں تک ہوسکے پیدائش کے بعد جلد کہے اور اذان میں حی علی الصلوٰہ و حی علی الفلاح کہتے وقت دونوں جانب منھ پھیرنا ضرور نہیں - اذان اور اقامت کہنے سے مقصود یہ ہے کہ سب سے پہلے پیدا ہونے کے وقت بچّے کے کان میں اللہ کا نام اور کلام دین پہنچے جس بچہ کے کان میں اذان اور اقامت کہی جائیگی اُسکو مرض اُم الصبیان ضرر نہ کریگا - اذان کہنے یا نال کاٹنے یا ختنہ کرنے پر بطور اُجرت کچھ لینا گناہ نہیں ہے - بچّہ کے پیدا ہونیکی خوشخبری سُنانے کے عوض میں باپ وغیرہ رشتہ داروں کا [illegible] کو نقد کپڑا وغیرہ دینا جائز ہے کہ یہ قسم تبرع اور احسان ہے - البتہ [illegible] وغیرہ کا ایسے لینے پر جبر کرنا نہیں چاہیے کہ احسان پر جبر درست نہیں ہے - اور جو [illegible] وغیرہ ہری گھاس کھایا کرتے ہیں یہ

[1] اس باب میں مسلمان کی پیدائش سے لیکر مرنے اور قبر میں داخل ہونے اور اس کے بعد فاتحہ اور خیرات کیے جانے اور دیگر امور متعلقہ کا ذکر ہے - ۱۲

کفار کی رسم ہے۔ اس سے پرہیز چاہیے [illegible] کو زجر و توبیخ کرنی چاہیے بلکہ ایسی حالت میں [illegible] کو کچھ نہ دے تو بہتر ہے۔ اور ننھیالی ننھیال والے یا دوست احباب جو چھوچھک ہنسلی کپڑے وغیرہ بھیجتے ہیں اور گو قرضدار کیوں نہ ہو جائیں مگر اس رسم کو واجبات سے سمجھکر ضرور ادا کرتے ہیں اور اس میں دیگر امور خلاف شرع کی بھی زیادتی کرتے ہیں یہ سب گناہ ہے۔ اور فضول خرچی۔ اور اس میں کفار کی رسموں کی بھی پیروی پائی جاتی ہے۔ اور اگر امداد پہنچانا ہی مقصود ہے تو کسی اور مسنون طور پر مدد کرنی چاہیے نہ اس طرح کہ جس میں سراسر دنیا اور آخرت کا نقصان ہے۔ اذان و اقامت کہنے کے بعد کسی مرد صالح سے ذرا سا خرما منھ سے چبا کر اگر خرما نہ ملے تو شہد یا دوسری میٹھی چیز اس بچہ کے تالو میں ملوائی جائے۔ لڑکے کے پیدا ہونے سے بہت خوش نہ ہو۔ اور لڑکی کے ہونے سے رنج و غم نہ کرے بلکہ بمقابلہ لڑکے کے لڑکی کے ہونے سے زیادہ خوش ہو کہ لڑکی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ محبوب تھی۔ اور لڑکیوں کا زیادہ ثواب[1] ہے۔ بہت سے اچھے لوگوں نے آرزو کی ہے کہ اُنکے لڑکا نہ ہوتا لڑکی ہوتی۔

چھٹے یا ساتویں روز عقیقہ کرنا کہ عقیقہ سنت یا مستحب ہے اور احادیث میں اسکی فضیلت آئی ہے چنانچہ روایت میں آیا ہے کہ اگر کسی بچہ کا عقیقہ نہ کیا گیا اور وہ بچپنا ہی میں فوت ہو گیا تو قیامت میں اپنے والدین کی شفاعت نہیں کریگا اسلیے کہ بچہ عقیقہ میں گرو ہے۔ بعد انتقال بچہ یا [illegible] شخص بالغ کے اگر عقیقہ کر دیا جائیگا تو اس حق سے والدین ادا ہو جائینگے اور امید ہے کہ اُن کی شفاعت وہ کرائیگی اور جب تک عقیقہ نہ ہو بچہ مقبول اور ممنوع رہتا ہے حصول خیرات و سلامت آفات سے یعنی وہ اکثر علیل

[1] لڑکیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کے لیے ہدیہ ہیں چاہیے کہ اُن کو دوست رکھیں جو شخص لڑکیوں کو دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکو خوشنود رکھتا ہے جس کے گھر میں دو لڑکیاں ہوں اور وہ اُن سے خوش ہو تو اُسکو اسی حج کا ثواب زیادہ ملتا ہے اور اس شخص [illegible] کا مرتبہ زیادہ ہے جو ستر بردے آزاد کرے اور جس کے گھر میں ایک لڑکی ہو اللہ تعالیٰ دوزخ کو اس پر [illegible] حرام کر دیتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] لڑکیوں کو دوست رکھا ہے [illegible] ہے کہ لڑکیوں کو دوست رکھے۔ ۱۲۔ ملفوظات۔

بیمار رہتا ہے اور اسکی پرورش نہیں ہوتی ... رکھنا مستحسن ہے اور سنت ہے۔ بہتر نام وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
سکو مقدور نہو تو ماں بشرط استطاعت ... محمد۔ محمود۔ حامد۔ یا ایسے نام رکھے جو لفظ عبد کے ساتھ اللہ کے نام
مد بلوغ اپنا عقیقہ کرلے تو درست ہے ... ابراہیم۔ عبد الرحمن۔ عبد الرحیم۔ عبد الغفور۔ عبد الشکور۔ عبد العزیز
کے بعد پچاس برس کی عمر میں کیا تھا ... علیہ وآلہ وسلم کا نام بھی شامل کرلیا کرے۔ جیسے محمد عبد اللہ۔ محمد
واسطے ایک بکرہ یا دنبہ یا بھیڑ ... آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ... آنحضرت صلے اللہ علیہ
یک بکرہ بکری کو بھی لڑکے کی طرف سے ذبح کیا ... اور اسکو بہشت ہے۔ قیامت کے دن حافظ اسے عذاب دوزخ
گائے کا ذبح کرنا بھی روا ہے ... قسم کھا کر وعدہ فرمایا ہے قرآن ... کا نام اللہ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ
کی نیت عقیقہ یا قربانی کرنے کی ہو ... اس شخص کا نام لیکر برا کہنا یا گالی دینا۔ یا اس کے نام کو چھوٹا یا حقارت
ان کے اعضاء ہاتھ پیر وغیرہ ہولوں کی عام عادت ہے کہ بچوں کا نام بگاڑ کر چھوٹا لیا کرتے ہیں سخت گناہ اور بے ادبی
کم نہو جو شرائط اور احکام سب ہے کہ اس نام مبارک کی تعظیم کی وجہ سے اسکا ادب سے نام لے اور اس شخص کی
ٹوٹ جائے تو کولی کرے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اسکی تعظیم کیا کرو۔ اور برے نام
جتایا ہے رکھنے سے ہمیشہ پرہیز چاہیے اور تکبر کے نام بھی نہ رکھنے چاہئیں۔ جیسے شہنشاہ۔ ملک الاملاک۔

لڑکے کو زیور اور ریشمی کپڑے پہنانا مکروہ تحریمی ہے۔ پہنانے والا سخت گنہگار ہوگا۔ البتہ وہ ریشمی کپڑا جس کا بانا سوتی ہو جسکو عرف میں مشروع کہتے ہیں پہنانا درست ہے جیسا کہ مرد کو۔ رسم ہے کہ جب بچہ آٹھ نو مہینے کا کچھ کھانے کے قابل ہوتا ہے تو نمک چشی کی تقریب کرتے ہیں اور اقارب احباب کو جمع کرکے شیر برنج وغیرہ پکوا کر کھلاتے ہیں نعمت الہی کا شکر بجا لانے کو کہ اس بچہ کو کھانے کے قابل کیا۔ اگر یہ تقریب منہیات شرع سے خالی ہو تو اسکے کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

جب وہ بچہ بولنے کے قابل ہو تو اول اسکو کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور سورۂ بنی اسرائیل کی آخر آیت سکھائے وہ آیت یہ ہے:۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ

لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا	(ترجمہ) کہو سب تعریف اس اللہ کی جس نے نہ رکھی اولاد اور اس کی بادشاہت میں کوئی شریک نہیں اور نہ کوئی ذلت سے بچانے والا اسکا دوست

جب بچہ دو برس کا ہو جائے تو اُس کا دودھ چھڑا دے۔ اسکی خوشی خدا کے شکریہ میں مشروع طور پر کرے
خلاف شرع کوئی فعل نہ کرے ورنہ گنہگار ہوگا اور بجائے شکر کے کفران نعمت میں شمار ہوگا اور جب وہ
پڑھنے کے قابل ہو جائے تو اُسکا پڑھانا شروع کرے اور اُسکی مکتب کی تقریب یعنی بسم اللہ پڑھانی درست
اور صلحاء علما کا معمول یہ ہے کسی بزرگ متقی سے سورۂ اقرا ما لم یعلم تک اُسکو پڑھوائے اور چار برس
چار مہینے چار روز کی عمر پر یہ کرنا جائز ہے۔ اس واسطے کہ بعض علما کے نزدیک حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا جس میں سراسر دنیا و آخرت ہے اور اس قدر عمر میں بچہ کچھ پڑھنے کے قابل بھی
ہو جاتا ہے۔ اور اُس خوشی میں اللہ کا شکر ادا کرنے کی غرض سے شیرینی تقسیم کرنا یا کھانا کھلانا جائز
ہے مگر کوئی فعل خلاف شرع نہ ہو۔ لڑکیوں کے کان چھدوانا مباح ہے لڑکوں کا کان چھدوانا مکروہ
ہے ختنہ کرانا سنت ہے اور شعار اسلام ہے۔ اولاد کا ختنہ باپ کے ذمہ ہے۔ لڑکے کا ختنہ کرانا سنت
ہے اور لڑکی کا[1] بھی جائز ہے اور فضیلت۔ جب بچہ متحمل ہو اور ختنہ کی طاقت رکھتا ہو تو اُس وقت سے
بالغ ہونے تک بہتر وقت ختنہ کا ہے۔ بعض علما نے لکھا ہے کہ پیدائش سے ساتویں روز کرے بعض
سات سال بعد بعض نو سال بعد تجویز کرتے ہیں اور بعض دس سال بعد بہرحال بصورت تحمل و طاقت
ختنہ میں جلدی کرنی چاہیئے تاخیر منع ہے۔ دوشنبہ یعنی پیر کے روز بعد زوال آفتاب ختنہ کرنا سنت ہے
اور یکشنبہ یعنی اتوار کے دن ختنہ کرنا مکروہ ہے جس قدر چمڑا ختنہ میں کاٹا جاتا ہے اُس میں سے نصف
سے زیادہ قطع ہو جائے تو حکم ختنہ میں ہے اور جو نصف یا کم قطع ہو تو ختنہ ہو جانا نہ کہا جائیگا۔ اگر کسی بچہ کی
پیشاب کی جگہ پیدائشی ختنہ کی ہوئی معلوم ہوا اور حاذق ختنہ کی گنجائش نہیں پاتا تو ختنہ کی ضرورت
نہیں ہے۔ اور بوڑھا کافر مسلمان ہوا اور حاذق کی رائے میں اُسکو ختنہ کرانے کی طاقت نہیں ہے تو
ختنہ نہ کیا جائے۔ یہی حال اُس مسلمان کا ہے کہ جس کا ختنہ اتفاقاً زمانہ پیری تک نہ ہوا ہو۔ ختنہ کی تقریب

---

[1] لڑکی کے ختنہ سے اُسکے چہرہ پہ تازگی اور خوبصورتی آتی ہے۔ شہوت سست ہوتی ہے اور مجامعت میں
لذت زیادہ ہوتی ہے اور خاوند اُسکو بہت دوست رکھتا ہے۔ مگر عرصہ ہی کے زمانہ سے لڑکی کا ختنہ متروک ہے۔
لڑکے کے ختنہ کو اعذار کہتے ہیں اور لڑکی کے ختنہ کو خفض

میں دعوت کرنا۔ کھانا یا شیرینی تقسیم کرنا جائز اور مستحب ہے ختنہ کے وقت بچہ کو نشہ دار چیز کھلانا حرام ہے اور لڑکی کے ہاتھ پیر میں مہندی لگانا درست ہے۔ لڑکے کے درست نہیں جب بچہ سات برس کا ہو تو اُس پر تقید نماز کی کرے۔ نو برس کا ہو جائے تو علیحدہ بستر پر سُلائے ساتھ نہ سُلائے جب دس کا ہو جائے اور نماز میں تساہل وغیرہ کرے تو مار کر نماز پڑھانا چاہیے۔ اور عقائد اہل سنت وجماعت کے اچھی طرح سکھا کر خوب پکا کر دینا چاہیے کہ دین اسلام پر قائم رہنے کے لیے اسکی بہت ضرورت ہے۔ سب سے اول کلام مجید پڑھایا جائے۔ اگر حفظ کرایا جائے تو بہتر ہے۔ قیامت کے دن حافظ اپنے اصول اور فروع دس شخصوں کی جنکی چاہیے شفاعت کریگا۔ نشرہ یعنی ختم قرآن پر خوشی کرنا شیرینی تقسیم کرنا مستحب ہے نشرہ اس طور سے پڑھایا جائے کہ عزیز و اقارب وغیرہ جمع کیے جائیں اور اُس مجمع میں بچہ سے کچھ قرآن شریف خواہ دیکھکر یا حفظ پڑھوایا جائے جب وہ پڑھ چکے تو سب حاضرین اُسکے واسطے دعا کریں اور شیرینی وغیرہ جو کچھ موجود ہو وہ تقسیم کی جائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب سورۂ بقر سیکھ چکے تو تو اُنہوں نے ادائے شکر نعمت کی نیت سے ایک اونٹ نحر فرما کر دوستوں اور یاروں کو کھلایا تھا۔

جب بچہ ہوشیار ہو جائے تو اُسکو تعلیم علم دین کی جائے۔ تیر اندازی، تیرنا سکھائے اور جب وہ بالغ ہو جائے اور سترہ برس کی عمر کو پہنچ جائے تو کسی شریف قوم کی عورت سے اُسکا نکاح کر دیا جائے۔ اور لڑکی (دختر) کی شادی میں جہاں تک ہوسکے جلدی کی جائے اور فاحشہ عورت اور فاسق و بد وضع مرد کے ساتھ شادی کرنے سے بچنا چاہیے۔ کہ اس میں دین و دنیا دونوں کا ٹوٹا ہے۔ نکاح بحالت استطاعت و عدل ایک سے لیکر چار عورتوں کے ساتھ تک کرنا جائز ہے۔ چار سے زائد حرام ہیں اور لونڈیاں بغیر نکاح کے جتنی ہوں جائز ہیں[لہ]۔ نکاح کرنے سے پہلے چار چیزوں کا ضرور لحاظ کرلے۔ اوّل دین۔ دوسرے

[لہ] کیونکہ نصوص میں حرہ یعنی بیوی سے نکاح کرنے میں تو چار کی قید آگئی ہے اور لونڈیاں رکھنے میں کوئی عدد مقرر نہ ہوا جس قدر ہوں وہ حلال ہیں اور حضرت حق سبحانہ نے اکثر احکام میں لونڈی اور بیوی میں علیحدہ علیحدہ حکم کیا ہے اور ان دونوں میں کچھ فرق اور تمیز رکھا اور لونڈی بنا دینا دراصل نہایت ذلت ہے تو اسی ذلت اور عزت کے امتیاز کیواسطے ہو سکتا ہے کہ بیوی کی بوجہ اسکی عزت چار کی قید لگادی اور لونڈی میں بسبب قلت اور امتیاز عام حلت رکھی کہ جتنی لونڈیاں ہوں سب سے ہر قسم کا انتفاع جائز ہو۔ ۱۲ واللہ اعلم

حسب۔ تیسرے خوش خلقی اور جمال یعنی خوبصورتی۔ چوتھے مال۔ اور دین کو سب پر مقدم رکھے۔ اور خوش خلق شوہر کی تلاش دختر کے لیے انسب ہے۔ اور عورت کی تلاش میں اس امر کی تحقیق بھی کرلے کہ عورت اُس خاندان سے نہ ہو جس میں اکثر عورتیں بانجھ ہوتی ہیں۔ اسقدر تلاش کے بعد جب کسی کے ساتھ عقد قرار پائے تو اوّل قاعدۂ سنت کے موافق استخارہ کرلے۔ استخارہ کی ترکیب یہ ہے کہ اول دو رکعت نماز نفل پڑھے پہلی رکعت میں قُلْ یَا اَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے پھر اِس دعا کو پڑھے:۔

دعائے استخارہ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ۔

ترجمہ:۔ اے خدا میں تحقیق تجھ سے خیر چاہتا ہوں اسلیے کہ تو خیر و شر کا جاننے والا ہے۔ اور چونکہ تو سب چیز پر قادر ہے اسلیے تجھ سے نیک کام کرنے پر قدرت چاہتا ہوں اور تیرے فضل عظیم سے سوال کرتا ہوں۔ پس البتہ تو توانا ہے اور میں توانا نہیں ہوں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا ہوں اور تو بہت جاننے والا ہے چھپی ہوئی باتوں کا۔ اے خدا اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے واسطے اچھا ہے۔ میرے دین میں۔ میری زندگی میں میرے انجام کار میں۔ میرے جلدی کام میں۔ میرے توقف کام میں پس اُسکو میرے واسطے مقدر کر اور آسان فرما پھر برکت دے مجکو اُس کام میں اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے واسطے بُرا ہوگا۔ میرے دین میں میری زندگی میں اور میرے انجام کار میں اور جلدی کام میرے میں اور توقف کام میرے میں پس اُس کام کو مجھ سے پھیر لے اور مجھے اُس کام کے کرنے سے باز رکھ اور مہیا کر میرے لیے نیکی کو جس جگہ ہو پھر خوشنود کر مجھے اُس سے۔

اور بعد استخارہ مہر کی تعداد کا تصفیہ کرے اور زیادہ مہر مقرر نہ کیا جائے کہ خوبی کمی مہر میں ہے۔ مقدور سے زیادہ مہر باندھنا یا تفاخر کے طور پر باندھنا مکروہ ہے۔ کمتر مہر کی تعداد دس درہم شرعی یعنی

ساڑھے اکتیس ماشہ چاندی ہے۔ اور زیادہ کی تعداد شرع میں مقرر نہیں ہے۔ نابالغ لڑکا لڑکی صغیرہ کی شادی میں باپ پھر اُسکے دادا کو جبر پہنچتا ہے اور کسی کو نہیں ان کے کیے ہوئے نکاح سے اولاد بعد بلوغ پھر نہیں سکتی۔ عورت غیر کفو میں خود اپنا نکاح کرلے تو ولی اُسکو فسخ کر سکتا ہے۔ جب حسب صراحت مندرجۂ بالا عقد قرار پاجائے تو ایک روز مجلسِ عقد کے لیے مقرر کرے۔ شوال کا مہینہ طاق تاریخ روز جمعہ اور شنبہ کی شب نکاح کے لیے بہتر ہے۔ اور مسنون دن میں نکاح بین العصر والمغرب مناسب ہے، اور شب میں آخر شب کو اور پھر عمائد شہر اور رشتہ دار اور دوست آشنا اور ہمسایوں کو بقدر استطاعت و مقدور خود بطریق اعلان بُلالیے۔ مگر ڈھول، تاشہ، نقارہ، شہنائی، مجیرا، بانسری، نفیری جھانج وغیرہ بجاتے ہوئے دُلہن کے گھر نہ لیجائے کہ سخت ممانعت ہے اور اسی طرح آتشبازی چھوڑنا بھی گناہ ہے۔ ہاں اعلان کی غرض سے دف بغیر جھانج کا بجانا درست ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اعلان کرو نکاح کا اگرچہ اعلان دف سے ہو۔ نکاح سے چند روز پہلے جو دُلہن کو ایک گوشہ مکان میں بٹھاتے ہیں اس میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے۔ باہم رشتہ داروں کو شادی کی تقریب میں نیوتہ دینا صلہ رحم کے قبیل سے ہے اور مُباح۔ اسی طرح ننھیال والوں کا لڑکی کے ماں باپ وغیرہ کو نقد زیور پارچہ وغیرہ دینا بھی جائز ہے۔ باہم دولھا دُلہن کے لیے جوڑہ و میوہ و شیرینی وغیرہ بھیجنا بھی درست ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت زینب بنت جحشؓ اپنی پھوپی کی بیٹی کی شادی زیدؓ اپنے بیٹے سے کی تو نکاح والے دن دس دینار ساٹھ درہم ایک اوڑھنی ایک کُرتہ ایک ازار ایک بڑی چادر۔ سو من جنس کھانے کی قسم سے تین من چھوارے بھیجے تھے۔ دولھا کو شادی کا جوڑا پہناتے وقت سالے کو کچھ دینا از قسم احسان اور تبرع ہے اور درست۔ دُلہن کے گھر کا جوڑا دولھا کو پہنانا جائز ہے بشرطیکہ ریشمی یا زرد یا سُرخ رنگا ہو۔ سفید کپڑے پہننا بہتر ہے۔ رنگین کپڑوں کے پہننے کی بہت ممانعت ہے۔ شادی کی تقریب میں جو ڈومنیاں ناچتی گاتی گالیاں دیتی ہیں یہ بھی گناہ ہے۔ اور اس پر خوش ہو کر ڈومنیوں کو کچھ نقد کپڑا وغیرہ دینا حرام ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص گانے کے واسطے اپنی آواز بلند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دو شیطان اُسکے دونوں کندھوں پر سوار کرتا ہے۔ پھر وہ دونوں شیطان اُس کو

دونوں پاؤں سے ایڑی مارتے اور ٹھکراتے ہیں جبتک کہ وہ گانا موقوف نہ کرے۔ نکاح کے وقت مزامیر طبلہ سارنگی وغیرہ کا ہونا امردا ور رنڈیوں اور ڈومنیوں وغیرہ کا گانا ناچنا مسلمان کی ہجو کرنا حرام ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اُس تقریب میں بھی یہ نہوں کہ سخت مضر اور معصیت ہے۔ اگر کوئی شخص کسی فریق سے اس خلاف شرع فعل کے کرنے میں اصرار کریگا تو اُسکے ایمان میں نقصان آجائیگا۔ البتہ بغیر مزامیر کے غیر امرد اور زن مشتہات کے کوئی گائے تو مباح ہے۔ جو کوئی مجلس رقص و سرود میں شریک ہوگا اُسکی شہادت عدالت میں قبول نہو گی جس تقریب نکاح میں یہ امور ممنوعات شرعی سے ہوں اُس نکاح میں خلل اور حرمت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور خلل نکاح کی دو وجہیں فتاوی حمادیہ میں یہ لکھی ہیں۔ ایک یہ کہ دولھا اور دُلھن کے اولیا نے راگ اور رنگ معازف[1] اور مزامیر وغیرہ اسباب ملاہی[2] کے حاضر کرنے کو حکم دیا اور گانے بجانے والوں کو اجرت دی اس سبب سے دونوں طرف کے ولی فاسق ہو گئے۔ اور دوسری وجہ یہ کہ حاضرین مجلس اُن آلات ملاہی کے سُننے اور دیکھنے سے سب فاسق ہو گئے۔ پس کوئی ولی لائق ولایت اور کوئی حاضرین مجلس میں لائق گواہی کے نہ رہا کہ اہلیت شہود بوجہ فسق شرعاً اُن میں سے جاتی رہی تو نکاح بغیر ولی اور بغیر گواہوں کے ہوا۔ اور ایسا نکاح بعض علما کے نزدیک جائز نہیں۔ نکاح ایسا چاہیے کہ بالاتفاق سب کے نزدیک جائز ہو۔ کاش گواہ اور ولی بھی تزکیہ کلمۂ طیب اور شہادت اور ایمان مفصل اور مجمل سے بروقت عقد نکاح کر لیا کریں کہ ہماری زوج وزوجہ خلل نکاح سے بچیں جب نکاح ہو چکے تو اُس وقت اگر گانا بے مزامیر اور بلا شرط اجرت اور بغیر موجود امرد و عورت ناچنے گانے والے کے ہو اور دیگر بدعات نہوں تو درست ہے۔ اگر دف کے ساتھ گانا ہو تو بھی جائز ہے کہ اس صورت میں اعلان ہو جائیگا۔ اور نماز کے وقت نکاح پڑھنا منع ہے۔ اور چاہیے کہ تمام رسوم شرک اور کفر اور بدعت اور گناہ سے بچے۔ یعنی سہرہ سونا چاندی اور کنگنا ٹیکا۔ مہندی لگانا۔ رنگ پاشی۔ ہنڈھا رتجگا۔ صحنک، اور دیگر ٹوٹکوں وغیرہ سے۔ اور استعمال سونے چاندی اور سونے کی انگوٹھی، ریشمی کپڑے زرین کپڑے پہننے سے مرد کو بچنا واجب ہے کہ یہ امور رسوم شرک و کفر و حرام سے ہیں اور ان میں موافقت

---

[1] معازف یا [2] ملاہی سے مُراد باجے ہیں۔ ۱۲

اہلِ ہنود سے ہے۔ ایسی چیزوں کی مشغولی اشد حرام ہے۔ البتہ پھولوں کا سہرہ جائز ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ تمہاری دنیا سے مجھے تین چیزیں پسند ہیں۔ عورتیں اور خوشبو اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ یہ حدیث شریف خوشبو کے محبوب اور پسندیدہ ہونے پر دلالت کرتی ہے تو جس طرح اور جس وقت ہار پھول وغیرہ کا استعمال کیا جائے بہتر ہے۔ اور طریقہ مسنون۔ اسی واسطے پھولوں کا سہرہ بھی جائز ہے کہ اس میں سوا پھول کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اور پھول کا استعمال مسنون ہے اور پروئے ہوئے پھول اور بے پروئے ہوئے برابر ہیں جس طرح تسبیح کی اصل کہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو امّ المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ہو کر گزرے تو دیکھا کہ اُن کے سامنے چار ہزار گٹھلیاں رکھی ہیں کہ وہ سبحان اللہ پڑھکر اُس پر شمار کرتی ہیں الیٰ آخرہ۔ ملا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث تسبیح کی اصل صحیح ہے۔ کیونکہ آپ کی تقریر سے تسبیح کا ثبوت ہوا اس واسطے کہ یہ گٹھلیاں جو اُن کے پاس رکھی تھیں انہی کا نام تسبیح ہے صرف پروئی ہوئی اور بے پروئی ہوئی کا فرق ہے۔ اور یہ فرق کوئی فرق نہیں۔ اور مشائخ کا قول ہے کہ تسبیح شیطان کا کوڑا ہے۔ اور مروی ہے کہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کسی نے تسبیح دیکھکر اُسکو پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس کی وجہ سے میں اللہ تک پہنچتا ہوں اسکو کیسے چھوڑ دوں۔ مسجد میں عقد نکاح مستحب ہے اور دو گواہ اور زوج اور ولی عروس کا یا دونوں کے ولی یا وکیل کا عقد نکاح کے وقت موجود ہونا کافی ہے اور زیادہ اجتماع محفل میں موجب اعلان ہے اور مناسب۔ اور تعین مہر اور عورت کا نام بصورت عدم موجودگی لینا بھی ضروری ہے۔ اور اگر موجود ہوں تو اشارہ خناب کافی ہے۔ اگر مہر کی تعداد بیان نہیں کی تو مہرِ مثل لازم ہوگا یعنی مہر موافق خاندان عورت کے جب عورت مجلس عقد میں موجود نہ ہو تو دو گواہ اس سے اذن لیکر مجلس عقد میں آکر یہ کہیں کہ فلاں عورت بنت فلاں نے کہ اِس نام و ولدیت کی کوئی اور عورت اندر نہیں ہے۔ اپنے نفس کا اختیار نکاح باندھنے کے لیے بعوض اس قدر مہر کے فلاں کو دیا۔ اور پھر وہ وکیل[1] موجودی گواہان مذکور۔ اوّل کلمۂ طیبہ[2] اور شہادت مع معنوں کے نوشہ کو پڑھائے

[1] نکاح وکیل ہی پڑھائے نہ قاضی کہ اس میں خلل اور نقص عائد ہوتا ہے یا قاضی کو اوّل ہی سے وکیل کیا جائے یا وہ وکیل قاضی

پھر ایمان مفصل اور مجمل با معنی پڑھائے۔ عورت کو بھی کلمہ اور ایمان مجمل و مفصل پڑھا دیے جائیں تو بہتر ہے بعد اسکے نکاح پڑھانے والا بغیر معنی کے یہ خطبہ پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ
وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ
اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ
يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ
الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا
زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً
وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا
وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا
اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

ترجمہ سب تعریف اللہ کو ہے ہم اُسکی تعریف کرتے ہیں اور اُس سے مدد چاہتے ہیں اور اُس سے بخشش مانگتے ہیں اور اپنی جانوں کی بُرائی اور اعمال کی بُرائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جسکو اللہ ہدایت کرے اُسکا کوئی گمراہ کرنیوالا نہیں اور جسکو وہ گمراہ کرے اُسکا کوئی ہدایت کرنیوالا نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اُسکا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اُسکے بندہ اور رسول ہیں اے لوگو اپنے اُس رب سے ڈرو جسنے تمکو ایک جان سے پیدا کیا اور اُس سے اُسکا جوڑا بنایا اور اُن دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں اور ڈرو اُس اللہ سے جسکے نام سے آپس میں مانگتے ہو اور قرابت میں بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔ اے مسلمانو! اللہ سے حق ڈرنیکا ڈرو اور نہ مرو مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہوئے مسلمانو اللہ سے ڈرو اور مضبوط بات کہو تمہارے عمل تمہارے واسطے سنوار دیگا اور تمہارے گناہ بخشدیگا اور جو اللہ رسول کی فرمانبرداری کرے وہ بڑی مراد کو پہنچا۔

پھر ایجاب وقبول اسطرح کرا دے یعنی دولہا سے موجودگی ہر دو گواہان مذکورین کہے کہ فلاں عورت نے اتنے روپیوں کے بدلے اپنا نفس تیری زوجیت میں دیا تو نے قبول کیا۔ وہ یعنی نوشہ جواب دے کہ

(بقیہ نوٹ صفحہ ٣٦٣) کو نکاح پڑھانے کی اجازت دے اور وکیل کردے۔ ١٢

ط٢ (متعلق صفحہ گذشتہ ٣٦٣) ہر دو کلمہ و ایمان مجمل و مفصل سب کو معلوم ہیں۔ ١٢

قبول کیا میں نے۔ بعد اسکے نکاح پڑھانیوالا کہے کہ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَفِيْكَ وَعَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا

عَلٰى خَيْرٍ۔ بعد اسکے خرما یا بادام شیرینی وغیرہ جو میسر ہو نوشہ کے سر پر نثار کیے جائیں اور حاضرین مجلس

اُسکو لوٹیں کہ حضورؐ کے زمانہ میں معمول صحابہ اور اُنکے بعد اسی طرح چلا آتا ہے۔ اور شیرینی وغیرہ

حاضرین مجلس کو تقسیم کی جائے اور اُس وقت گانا دف بغیر جھانج کے ساتھ، بلا مزامیر و ساز کے

اظہار خوشی کے لیے حسب شرائط متذکرہ بالا درست ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم

کے وقت میں بھی انصار کا معمول تھا اور احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ جب عروس نوشہ کے گھر میں پہنچ

جائے ... روخوشی کیلیے اس قسم کا گانا حضور صلعم کے زمانہ میں گایا جاتا تھا۔ اور اسکو

کچھ دینا بھی ... اگر احتیاطاً آئندہ کے لیے بکار آمد ... یعنی ولد سے۔

کابین نامہ نکا... کے وقت لکھا لیا جائے تو انسب ہے۔ خصوصاً اُسکا اِرادہ۔ اور منقول ہے

باندھا جائے ... مہر کے حاشیہ پر العبد زوج (نوشہ) ثبت ~~طلاقت~~ تا ذکر مرد کے ذکر پر

نیچے اُسکی مہر ... زن علیہ بالخصوص وکیل و شاہدانِ نکاح کی گواہی اُس پر کرائی جسے کا

نکاح خواں ... اکو بغیر خوشی بجبر اولیا زوج اور زوجہ سے کچھ لینا حرام ہے۔ بوقت رخصت

دُلہن کا باپ یا اور کوئی بزرگ قریب تھوڑا پانی اپنے ہاتھ میں لیکر دُلہن کے سینہ اور سر پر چھڑکے اور

(بقیہ نوٹ ۵ متعلق صفحہ ۳۶۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کے نکاح میں یہ خطبہ پڑھا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

الْمَحْمُوْدِ بِنِعْمَتِهِ الْمَعْبُوْدِ بِقُدْرَتِهِ الْمُطَاعِ بِسُلْطَانِهِ الْمَرْهُوْبِ مِنْ عَذَابِهِ وَسَطْوَتِهِ النَّافِذِ

اَمْرُهُ فِىْ سَمَائِهِ وَاَرْضِهِ الَّذِىْ خَلَقَ الْخَلْقَ بِقُدْرَتِهِ وَاَمَرَهُمْ بِاَحْكَامِهِ وَاَعَزَّهُمْ بِدِيْنِهِ وَاَكْرَمَهُمْ

بِنَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى تَبَارَكَ اِسْمُهُ وَتَعَالَتْ عَظَمَتُهُ جَعَلَ الْمُصَاهَرَةَ سَبَبًا

لَاحِقًا وَاَمْرًا مُفْتَرَضًا وَشَيَّجَ بِهِ الْاَرْحَامَ وَاَكْرَمَ الْاَنَامَ فَقَالَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ

بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا فَاَمْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى يَجْرِىْ اِلٰى قَدَرِهِ وَلِكُلِّ قَضَاءٍ قَدَرٌ وَلِكُلِّ اَجَلٍ

كِتَابٌ يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتَابِ ○ (حرز ثمین شرح حصن حصین ملا علی قاری)۔ ۱۲

۵ اگر مجلس نکاح مسجد میں منعقد ہو تو بلحاظ عظمت و ادب مسجد کے دف مسجد کے باہر بجایا جائے۔ ۱۲

ہے کہ الٰہی میں اسکو اور اسکی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں شیطان مردود سے پھر تھوڑا پانی دونوں مونڈھوں کے درمیان میں چھڑکے۔ پھر یہی معاملہ دولھا کے ساتھ کرے جب دولھا مع دُلہن اپنے گھر پہنچ جائیں تو اوّل دو رکعت نماز پڑھے اور پھر دُلہن کی پیشانی پر ہاتھ رکھکر یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَ عَلَيْهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَ عَلَيْهَا۔	(ترجمہ) خدا وندا میں اسکی اور جس پر تو نے اسکو پیدا کیا اُسکی بہتری تجھ سے مانگتا ہوں اور اُسکے شر سے اور اُس چیز کے شر سے جسپر تو نے اُسکو پیدا کیا ہے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

برات کی رخصت کے وقت یا اُس سے پہلے دولھا کی طرف سے اپنے مقدور کے موافق دُلہن کی طرف کے

عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ يَا اَيُّهَا النَّاسُ کچھ نقد وغیرہ احسان وسلوک کی حیثیت سے دینا درست ہے۔ اسی طرح الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ سے اُس وقت فقرا اور مساکین کو دینا اور نثار کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ دولھا کو زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا نقد وغیرہ دینا بھی مُباح ہے۔ اور اگر کوئی نہ دے تو اُس پر طعن نہیں کرنا چاہیے رَقِيْبًا اتَّقُوا اللّٰهَ کھانا تقسیم کرنا کھلانا درست ہے مگر بعد خلوت صحیحہ[1] اور زفاف[2] کی رات کو یا دن کو ولیمہ[3] کا کھانا پکانا اور اقربا اور عزیزوں اور دوستوں اور پڑوسیوں اور فقیروں اور مسکینوں اور محتاجوں کو تقسیم کرنا اور بعد نکاح دو روز تک ایسا کھانا پکانا اور تقسیم کرنا بہتر ہے۔ اسکے بعد مکروہ ہے۔ ولیمہ کی دعوت سے انکار کرنا خدا و رسول کی نافرمانی کرنا ہے۔ اس کا قبول کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ بھوک نہو تو بھی اس میں حاضر ہونا چاہیے۔ ولیمہ کی شرائط سے ہے کہ خاصکر مالداروں کو ہی نہ کھلایا جائے بلکہ امیر و غریب سب کو کھلایا جائے[4]۔ مزامیر اور رقص و سرود وغیرہ ممنوعات شرعی بھی اُس میں نہوں۔ مال حرام نہو۔ ورنہ ایسی محفل میں شریک نہونا اور اُس سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ اگر جائیگا تو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوگا۔ اور جب خلوت صحیحہ ہو جائے تو گو نوبت مجامعت اور دخول کی نہ آئے کل مہر اُسی وقت شوہر پر لازم ہو جائیگا۔ لہٰذا مستحب ہے کہ کل یا جزو مہر بقدر استطاعت

---

[1] خلوت صحیحہ زن و شوہر کے ایک جگہ تنہا ہونے کو کہتے ہیں۔ ۱۲ [2] زفاف عورت کے نوشہ کے گھر آجانے کو کہتے ہیں۔ ۱۲

[3] جو کھانا بعد نکاح تقسیم کیا جائے اُسکو ولیمہ کہتے ہیں۔ ۱۲

[4] دعوت میں بن بُلائے جانا منع ہے جس دعوت میں فخر اور ریا منظور ہو وہ کھانی اور کھلانی منع ہے۔ ۱۲

ادا کردے۔ اِن عورتوں سے نکاح حرام ہے۔ ماں[1]۔ بہن[2]۔ بیٹی[3]۔ پھوپی[4]۔ خالہ[5]۔ بھتیجی[6]۔ بھانجی[7]۔ دودھ پلائی[8]۔ دودھ شریک بہن[9]۔ ساس[10]۔ جس بی بی سے دخول کرلیا اُسکی بیٹی[11]۔ بہو[12]۔ خاوند والی عورت[13]۔ دو بہنوں کا ایک جگہ جمع کرنا۔ اور مجامعت کے وقت پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم زبان سے کہے پھر دخول کرے۔ اور اخلاص قلب کے ساتھ ہمت اور نیت کرے کہ اللہ تعالیٰ خالق کریم اُسکو اولاد صالح عطا فرمائے۔ اور جہاں تک ہوسکے اُس وقت مرد عورت ایک دوسرے کی شرمگاہ کو نہ دیکھے۔ اور جب انزال کی نوبت پہنچے تو یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا۔

(ترجمہ) الٰہی ہمکو شیطان سے دور رکھ اور دور رکھ شیطان کو اُس سے جو دیا ہے تو نے ہمکو یعنی ولد سے۔

اور اگر اُس وقت بسم اللہ بھول جائے تو بعد انزال یہ پڑھے:۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ[1]۔ اور منقول ہے کہ اگر وقتِ مباشرت بالکل تسمیہ کو ترک کردیگا تو مجامعت کے وقت شیطان اپنا ذکر مرد کے ذکر پر لپیٹ کر عورت کی فرج میں داخل کریگا اور اولاد میں آمیزشِ نطفۂ شیطانی اور دخلِ دیو خبیث کا سخت اندیشہ ہے۔ اولاد خراب اور بدچلن پیدا ہوگی لہٰذا بسم اللہ ضرور پڑھنی چاہیے اور اس بارہ میں پوری کوشش اور احتیاط رکھے۔ اور ہر مہینہ کی پہلی اور پچھلی اور درمیان کی رات میں مجامعت مکروہ ہے بعض کا قول ہے کہ ان راتوں میں شیاطین حاضر ہوکر مباشرت میں شریک ہوتے ہیں۔ اور حالتِ جماع میں بہت باتیں بھی نہ کرے کہ فرزند گونگا پیدا ہوتا ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ عورت کی شرمگاہ دیکھنے سے نظر کم ہوجاتی ہے۔ اور کھڑے ہوکر جماع کرنا ناتوانی کا موجب ہے۔ اور مناسب ہے کہ شروع شب میں عشا کی نماز کے بعد فوراً وطی نہ کرے۔ بلکہ بعد نمازِ عشا اوّل شب میں با وضو سو رہے۔ پھر اُٹھکر وطی کرے۔ شبِ چہارشنبہ اور شبِ عیدین اور اُس شب میں کہ صبح کو سفر کا ارادہ ہو صحبت کرنے سے فرزند میں کچھ عیب عارض ہوتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے وصایا میں لکھا ہے کہ دوشنبہ کو جماع کرنے سے فرزند قاری پیدا ہوتا ہے۔

[1] یہی حکم کھانے کا ہے۔ یعنی کھانا کھانے کے شروع میں بسم اللہ کہنا بھول گیا تو کھانا کھاتے کے درمیان جب یاد آئے تو اِسی طرح پڑھ لے۔ ۱۲

اور شب شنبہ میں جماع کرنے سے سخی۔ اور پنجشنبہ میں عالم و متقی۔ اور روز پنجشنبہ میں دو پہر سے قبل عالم اور
حکیم پیدا ہوتا ہے اور شیطان اُس سے دور بھاگتا ہے۔ اور روز جمعہ نماز کے قبل وطی کرنے سے فرزند سعید
پیدا ہوگا۔ اور جب مریگا شہید مریگا۔ اور اگر شب جمعہ کو وطی کرے تو فرزند مخلص پیدا ہو۔ اور جب
انزال سے فارغ و خلاص ہوجائے تو چاہیے کہ عورت سے جلد علیحدہ اور جدا ہو جائے بلکہ اتنا توقف
کرے کہ وہ بھی خلاص ہولے نہیں تو عورت اُسکی دشمن ہوجائیگی۔ پھر جب دونوں فراغت پاچکیں تو دونوں
علیحدہ علیحدہ کپڑے سے اپنے اپنے جسم کو پاک و صاف کریں۔ دونوں کو ایک کپڑے سے پاک کرنا جدائی
کا موجب ہے۔ اور وطی کے بعد مرد پیشاب نہ کرے تو درد لا دوا عارض ہوگا۔ اور ذکر کو آب گرم
سے دھوئے کہ بدن کو صحیح کرتا ہے۔ اور آفات سے دور رکھتا ہے۔ اور جو گرم پانی نہ ہو تو تھوڑی دیر کے
بعد سرد پانی سے دھونے میں بھی مضائقہ نہیں۔ اور حیض و نفاس کی حالت میں مجامعت حرام ہے۔
اور چاہیے کہ چار روز کے عرصہ میں ایک دو بار مجامعت کیا کرے۔ اور جو عورت کی خواہش ہو تو زیادہ
میں بھی مضائقہ نہیں کہ اُسکی خاطرداری حفاظت فرج کے واسطے ضروری ہے۔ مبادا اُسکی طبیعت
اور کی طرف راغب ہو جائے اور خیالِ بد گزرے۔ اور بغیر اذن زوجہ کے عزل نہ کرے یعنی مجامعت
کی حالت میں انزال کے وقت عورت سے علیحدہ ہو کر آب منی کو باہر نہ ڈالے ورنہ اُسکا حال اُس
شخص کے مانند ہے کہ مسجد میں بیٹھا ہے اور عبادت نہیں کرتا۔ یا مکہ معظمہ میں ہے مگر حج سے محروم ہے۔
جب مرد کا نطفہ عورت کے رحم میں پہنچتا ہے تو چالیس ۴۰ روز تک نطفہ رہتا ہے پھر علقہ یعنی جما ہوا خون
ہوجاتا ہے اور چالیس دن کے بعد مضغہ یعنی گوشت کا لوتھڑا ہوجاتا ہے اور پچاس دن کے بعد ہڈی بنتا
ہے۔ پھر اُس پر گوشت چڑھتا ہے پس فرشتے خدا کے حکم سے اُس میں روح پھونکتے ہیں اور چار باتیں اُسکی
پیشانی پر لکھتے ہیں۔ عمر۔ رزق۔ وقت موت۔ مرنے کی جگہ۔ پھر ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور مرد کو
چاہیے کہ تا بقائے نکاح عورت کے حقوق ادا کرنے۔ اچھے برتاؤ۔ خورونوش اور پوشش اور مکان اور
خادم کے دینے اور مثل اسکے اور معاملات اور حوائج ضروریہ کی ادا میں اور شریعت کے احکام اور آداب
سکھانے میں حتے المقدور قصور اور کمی نہ کرے۔ اور عورت کا لحاظ رکھے۔ اُسکے والدین کی بھی عزت کرے

عورت کی بدمزاجی کا تحمل کرے۔ خوش خلقی خندہ پیشانی سے اُسکے ساتھ پیش آئے۔ اگر عورت کج اخلاق ہو اور نافرمانی کرے تو تین طرح سے اُسکی اصلاح کرے۔ اوّل نصیحت و فہمائش کرے۔ بعد اُسکے ترکِ صحبت اور ہم بستری کرے۔ اس پر بھی درست نہو تو اس طرح ہاتھ یا لکڑی سے اُسکو مارے کہ ہاتھ پیر وغیرہ نہ ٹوٹ جائیں اور وہ اصلاح پر آجائے۔ اور عورت کو پردہ نشینی۔ حیا۔ نماز۔ روزہ۔ گناہ سے بچنے۔ شریفوں کی سی وضع رکھنے۔ خلیق ہونے۔ بُری عادت سے پرہیز کرنے کی تاکید کرتا رہے۔ اور عورت کا تابعدار ہرگز نہ ہوجائے اُسکی رائے کی تابعداری ہرگز نہ کرے کہ اِس بارہ میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں۔ عورات ناقص العقل اور کج فہم ہوتی ہیں۔ اِن کی اطاعت میں بہت سے فسادوں کا اندیشہ ہے۔ اور جس شخص کی کئی عورتیں ہوں تو کھانا اور لباس وغیرہ دینے اور شب باشی میں سب کے ساتھ برابری واجب ہے۔ اگرچہ اُن میں کوئی غنی کوئی محتاج ہو۔ اگر عدل نہ کریگا تو ایک جانب اُسکی قیامت کے دن جھڑی ہوئی ہوگی یعنی آدھا جسم ہوگا اور اِسی صورت سے قیامت کے دن حاضر ہوگا۔ مگر بصورت معاہدۂ خاص یا اجازت زوجہ کے اِسکے خلاف میں مواخذہ وار نہوگا۔ اور مجامعت میں کہ نشاط پر مبنی ہے۔ اور زیادتی محبت میں کہ بے اختیاری ہے کمی اور زیادتی کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے جو عورت اپنی باری سوکن کو بخشدے تو خاوند اُسکی طرف سے نہ پکڑا جائیگا اور دیگر حقوق زوجہ شوہر کے ذمہ یہ ہیں کہ اُسکا مہر جلد ادا کرے اور غسل کا اسباب مثل کھلی اور تیل وغیرہ کے ہر ہفتہ میں بفراغت مہیا کردیا کرے اور مقدور ہو تو سونے چاندی کا زیور اور موتی جواہر جو کچھ میسر ہو اُسکو پہنائے۔ اور درصورتیکہ اُسکی عورت کو بسبب بے مائگی یعنی غریبی اور محتاجگی کے اُسکے باپ نے جہیز کم دیا ہو یا کچھ بھی نہ دیا ہو۔ اور غیر عورتوں کو جہیز میں زیور اور اسباب وغیرہ بہت ملا ہو تو چاہیے کہ اُن عورتوں کے جہیز کا احوال اس کے روبرو بیان کرکے شرمندہ نہ کرے۔ اور اُسکے ماں باپ اور بہن بھائی کے ساتھ احسان کرتا رہے اور کبھی اُسکو گالی نہ دے نہیں تو فرشتے اُس پر لعنت کرینگے اور اگر جورو کوئی چیز بغیر خاوند کی اجازت کے کسی ہمسایہ کو دیدے تو چپ رہے۔ اور جب سفر سے آئے تو اُسکے واسطے کچھ تحفہ ہدیہ لائے اور اُس کی رعایت و مہربانی اور میٹھی بولی سے خوش رکھے۔ اگر شریعت کے احکام سیکھنے میں تساہل کرے تو پہلے بہ نرمی احکام سکھائے پند و نصیحت کرے۔ بعد ازاں علیحدہ سوئے۔ مگر اُسی گھر میں اگر پھر بھی وہ نہ سمجھے

اور بے پروائی کرے تو اس طرح مارے کہ زخم نہو اور مُنھ پر بھی نہ مارے۔ اگر مارنے سے بھی سود مند نہو اور موافقت نہ آئے تو آخر کو طلاق[٥] دیدے۔ اور عورت کو بھی لازم ہے کہ ادائے حقوق شوہر میں کوتاہی نہ کرے۔ دینی معاملات اور مباح کاموں میں اُس سے اچھے برتاؤ رکھے تعظیم و تکریم و ادب گفتگو و نشست و برخاست میں اچھا برتاؤ رکھے اور شوہر کی تابعداری کرے۔ پاکدامن رہے۔ حفاظت فرج رکھے۔ پردہ نشینی اختیار کرے حاضر و غائب ناموس کی حفاظت کرے۔ شوہر کے مال و اسباب و اشیاء کی حفاظت میں غفلت و کوتاہی نہ کرے نہ اُس مال میں بغیر اجازت شوہر تصرف کرے۔ اور جب خاوند قربت کے واسطے بلائے تو بلا عذر شرعی و طبعی انکار نہ کرے۔ عذر شرعی جیسے فرض روزہ۔ حیض و نفاس۔ اور عذر طبعی جیسے مرض۔ اگر ان عذروں کے سوا انکار کریگی تو مورد لعنت خدا اور فرشتوں کی ہوگی۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہیکہ جب مرد اپنی بی بی کو قربت کے لیے بستر پر بُلائے اور عورت انکار کرے تو فرشتے اُس پر صبح تک لعنت کرتے ہیں اپنے خاوند کو راضی رکھنے سے بہشت ملیگی ورنہ حوریں اُس پر لعنت کرتی ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت ہیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جس عورت کو اُسکا خاوند ہم بستری کے واسطے بلائے اور وہ نہ آئے تو اُسکی تمام نیکیاں زائل ہوجاتی ہیں اور اس طرح جدا ہوجاتی ہیں جس طرح سانپ اپنی کینچلی اُتارنے کے بعد اُس سے جدا ہوجاتا ہے اور جنگل کے ریت کی برابر اُسپر گناہ لکھے جاتے ہیں۔ پھر اگر وہ عورت شوہر کی ناراضی کی حالت میں مرجائے تو دوزخی ہوتی ہے۔ دوزخ کے ستر دروازے اُسپر کھول دیتے ہیں اور جو عورت شوہر کی خوشنودی کی حالت میں مرے تو مثل بہشت بریں میں جاتی ہے اور اُس کی قبر میں بہشت کی طرف سے ستر دروازے کھول دیتے ہیں۔ امام ابو اللیث لکھتے ہیں کہ جو عورت شوہر سے ترشروئی پیش آئے اُسکے نامۂ اعمال میں آسمان کے تاروں کی برابر گناہ لکھے جاتے ہیں۔ اگر شوہر کے جسم سے پیپ اور خون جاری ہو اور عورت اُسے صاف کرنیکی غرض سے مُنھ سے چاٹے تو بھی خاوند کا پورا حق ادا نہو۔ اور عورت بغیر اجازت شوہر کے اُس کے گھر سے قدم باہر نہ رکھے۔ بلکہ اپنے والدین [illegible] اور بیماروں کے گھر بھی بغیر اجازت

---

[٥] عورت کو نہایت مجبوری کی حالت میں طلاق دینا روا ہے اُس سے [illegible] ناپسندیدہ فعل ہے جہانتک ہوسکے اُسکو نبھانا چاہیے - ۱۲

[illegible] آہستگے والدین

شوہر نہ جائے اور خاوند کی بغیر اجازت اِن کو اپنے گھر نہ آنے دے۔ مگر والدین اگر خوف فتنہ وفسا د نہو تو دروازہ
دختر پر جاکر اُس سے ملاقات کرآئیں کہ اُن کا حق ہے گو خاوند کی اجازت نہو اور بعض علما نے لکھا ہے کہ خاوند
کے عورت پر دس حق ہیں۔ ایک یہ کہ جس وقت خاوند کو مجامعت کی رغبت ہو جس حال میں ہو منع نہ کرے
مگر حیض و نفاس میں۔ دوسرا خاوند کے گھر سے کوئی چیز اُسکی بے مرضی کسی کو نہ دے۔ تیسرا نفل کا روزہ بغیر
اُسکے حکم کے نہ رکھے۔ چوتھا بے اذن اُسکے گھر سے باہر نہ جائے۔ پانچواں خاوند کا عیب کسی کے آگے بیان
نہ کرے۔ چھٹا قدر حاجت سے زیادہ کوئی چیز اُس سے نہ مانگے۔ ساتواں اُسکی خوشی سے خوش اور غم سے
غمگین ہو۔ آٹھواں خاوند کو کسی بات میں غیرت نہ دلائے۔ نواں ہمیشہ آپ کو پاکیزہ رکھے۔ اور جو کام شوہر
کو مکروہ معلوم ہو وہ نہ کرے۔ دسواں اولاد کو بد دعا نہ کرے۔ اور بعض نے اس قدر حق اور زیادہ کیے ہیں کہ
اگر خاوند کسی سے کچھ سوال کرنا چاہے تو منع کرے کہ سوال کرنا موجب ہتک و حرمت ہے۔ اور محل غضب
میں جواب سخت اور درشت نہ کہے۔ اور فقر و فاقہ کی حالت میں اُس کی حقارت نہ کرے بلکہ تھوڑے پر قناعت
کرے اور شاکر رہے۔ اگر خاوند بیمار ہو تو اُسکی خدمت گزاری میں دریغ نہ کرے اور جب خاوند محتاج اور
پیر او ضعیف ہو تو آپ پسائی اور محنت کر کے اُسکے واسطے کھانا حاضر کرے اور ذکر الٰہی میں مشغول رہے اور
دہلیز کے نزدیک نہ بیٹھا کرے۔ اور بالاخانہ پر چڑھکر اِدھر اُدھر نہ دیکھے اور باہر کو نہ جھانکے اور خاوند کے انتقال
کے بعد چار مہینے دس دن سوگ کرے کہ واجب ہے یعنی نہا دھو سنگھار موقوف کرے۔ مہندی۔ چوڑی۔ سرخ اور زعفرانی
کپڑے استعمال نہ کرے۔ سر میں تیل۔ آنکھوں میں کاجل یا سرمہ نہ لگائے اور خاوند کے گھر سے باہر نہ جائے صبر
و سکوت کے ساتھ بیٹھی رہے۔ اگر کوئی کام کاج کر دینے والا نہو تو دن میں جاکر خود لایا کرے مگر رات کو ایام عدت
میں اُسی گھر میں رہے۔ چلا کر رونا اور نوحہ کرنا۔ سر پیٹنا۔ چھاتی کوٹنا سب حرام ہے جب چار ماہ دس دن گزر جائیں
تو سوگ دور کرے یعنی مہندی سرمہ وغیرہ استعمال کرے۔ اس مدت مذکورہ سے زیادہ سوگ کرنا حرام ہے۔ پھر
بعد سوگ کے اگر جی چاہے تو کسی نیک و خوش وضع کے ساتھ نکاح کرلے اور جو سوا خاوند کے کوئی اور مرے
تو تین دن تک سوگ کرنا جائز ہے۔ واجب نہیں چاہے کرے چاہے نہ کرے۔ تین دن کے سوا کسی اور کے
واسطے سوگ کرنا حرام ہے۔ اور مرد و عورت دونوں ایک دوسرے کے رشتہ داروں کی رعایت حقوق میں کہیں

اور خبر گیری اور اولاد کی پرورش ماں باپ دونوں کے ذمہ ہے۔ باپ کے ذمہ یہ ہے کہ اچھا نام رکھے۔ کھانے
پینے لباس پوشاک کا خرچ۔ دودھ پلانے کا خرچ۔ دوا وغیرہ۔ تعلیم دین۔ تربیت اور تادیب وغیرہ کرتا ہے
کہ یہ حقوق باپ کے ذمہ واجبات سے ہیں۔ اور ختنہ۔ نکاح کرنا۔ قرآن مجید پڑھانا نماز و روزہ کی تاکید بھی
باپ کے ذمہ ہے۔ اور ماں کے ذمہ اولاد کے یہ حقوق لازم ہیں کہ بچوں کی پرورش کرنا کھلانا پلانا پہنانا۔
حاجت ضرور اور پیشاب کرانا اور شفقت اور محبت سے دیگر حاجات کا بالغ ہونے تک یا جب تک وہ محتاج
ہیں روا کرنا اور دودھ پلانا بھی ماں پر اولاد کا حق ہے۔ اگر ماں انکار کرے تو باپ کسی مسلمان نیک بخت پاکدامن
عورت کا دودھ پلوائے اور اس میں جو صرف ہو وہ باپ کے ذمہ ہے نہ ماں کے ذمہ اسی طرح بچوں کے کل اخراجات
باپ کے ذمہ ہیں نہ ماں کے۔ اور باپ کے نہ ہونے پر دادا کے ذمہ اور پھر دیگر ورثا کے ذمہ ہیں موافق ترتیب
عصبات۔ پھر ذوی الارحام پر۔ اگر بالغہ عورت جسکا نکاح ایک دفعہ ہو چکا ہو اور کسی شرعی وجہ سے پھر نکاح
کرنا چاہے اور اسکے باپ اور پسر موجود ہوں تو از روئے شرع پسر نکاح کی اجازت دینے کے لیے باپ پر مقدم ہے
اگرچہ اُن حقوق کا ذکر جو ماں باپ کے اولاد پر ہیں دوسرے مقام پر مشرح درج ہیں۔ مگر یہاں بھی ختم سلسلہ کے لیے مناسب
سمجھکر کیا جاتا ہے۔ نفقہ ماں باپ کا اور اُن کے ماں باپ کا جو مفلس ہوں اگرچہ کمانے کی طاقت رکھتے ہوں اُس
اولاد پر جو آزاد عاقل اور بالغ ہو واجب ہے۔ بشرطیکہ اولاد کو کسب پر طاقت اور قدرت بھی ہو اور چاہیے کہ
جب اُن کو طاقت نہ رہے اور نشست و برخاست سے عاجز ہوں تو فرزند ارجمند اُن کو اُٹھا کر جائے ضرور اور
پیشاب کرائے اور بول و براز کو دیکھکر اُف نہ کرے اور مکروہ نہ جانے اور ناک نہ پکڑے اور اپنے لڑکپن کو یاد کرے
کہ اسکے واسطے اُنہوں نے کیا کچھ تکلیفیں اُٹھائیں اور مدتوں جائے ضرور و پیشاب اسکا اپنے ہاتھوں سے پاک
کرتے اور دھوتے رہے اور کبھی ہرگز دم نہ مارا۔ بلکہ بہت خوشی اور محنت سے سو سو طرح کی ایذا اور رنج اُٹھائے
اور لازم ہے کہ کبھی اُن پر ناخوشی سے بآوازِ سخت نہ بولے اور اُن کے گھر میں بغیر حکم لیے چلا نہ جائے اور نام
لیکر نہ پکارے اور اُن کے آگے بڑھکر نہ چلے۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں آہستہ نرمی سے سمجھا دے
اگر ایک دو بار کے کہنے میں قبول کر لیں تو خیر نہیں تو چُپ ہو کر اللہ تعالیٰ سے نیک توفیق کی دُعا مانگے اور استغفار کرے
غرضکہ ماں باپ کی اطاعت اور ادائے خدمت کو موجب نجات کا اور اُنکے خلاف مرضی اور ایذا رسانی کو باعث

عذاب دنیا اور آخرت کا جانکر کسی وقت اور کسی حالت میں سرتابی نہ کرے اور جمیع امور شرعیہ میں اُن کی خاطرداری اور خدمت گزاری سب پر مقدم رکھے لیکن اگر کوئی امر خلاف حکم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمائیں تو اُسکو ہرگز نہ کرے کہ اُنکا حق اور اطاعت ماں باپ کے حق اور اطاعت پر مقدم ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرا شکر ادا کرو۔ اور اپنے ماں باپ کا۔ اور اگر جنگ کریں اور لڑیں تیرے ماں باپ تجھسے اِس بات پر کہ تو شریک ٹھہرائے میرا اُس چیز کو جسکا تجکو علم اور خبر نہیں یعنی تو علم توحید کا رکھتا ہو سو اس بات میں تو اُن کی اطاعت مت کر اور دنیا میں اُن کے ساتھ بخوبی مصاحبت رکھ جس طرح شریعت میں روا ہے۔ اور حاکم اور احمد نے عمران سے اور حکیم نے عمر و الغفاری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی فرمانبرداری نہیں۔ اور صحیح بخاری و مسلم میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کسی بندہ کی فرمانبرداری اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں درست نہیں اور ماں باپ کے حقوق میں ایک حق یہ ہے کہ اُنکی اولاد کے ساتھ یعنی اپنے بھائیوں اور بہنوں کے اور اُنکی اولاد کے ساتھ اور ماں باپ کے دوستوں کے ساتھ دوستی اور نکوئی اور صلہ رحم کرتا رہے لیکن ان میں جو زیادہ قریب ہے اُسکا زیادہ اور جو قرابت میں کمتر ہے اُس کا حق بہ نسبت زیادہ قریب کے کمتر سمجھے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ صاحب قرابت کا حق ادا کر اسی واسطے ہر غنی پر نفقہ ذی رحم محرم کا واجب ہے بشرطیکہ ذی رحم محتاج ہو۔ اور کسب کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ اور مسلمان بھی ہو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وارث پر نفقہ واجب ہے مثل نفقہ اولاد کے۔ اور ایک حق والدین کا یہ بھی ہے کہ جب تک زندہ رہیں اکثر اُنکی خدمت میں حاضر ہوا کرے۔ اور وفات کے بعد ہر ہفتہ میں ایک دو بار اُنکی قبر کی زیارت کیا کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص اپنے ماں باپ کی یا دونوں میں ایک کی ہر ہفتہ میں زیارت کیا کریگا اُسکے گناہ بخشے جائینگے اور فرمانبرداروں میں لکھا جائیگا۔ اور جو کوئی آگے پیچھے اُن کی بدگوئی اور عیب جوئی کرے تو اُسکو کچھ دیکر بدگوئی سے باز رکھے اور اگر بر تقدیر اتفاقاً از راہ بشریت کوئی امر اُنکی خلاف مرضی اس سے صادر ہو جائے یا کسی نوع کا قصور اور حرف نامناسب اُنکے سامنے نکل جائے یا اُنکی خدمت گزاری خاطر خواہ ادا نہ ہوئی ہو تو لازم ہے کہ اُن سے حالت حیات میں جلد معاف کرا لے۔ حدیث میں آیا ہے کہ والدین کا فرمانبردار دوزخ میں اور نافرمان بہشت میں داخل نہ ہوگا۔ اور اگر ناخوش مرے ہوں تو ہمیشہ اُن کے واسطے دعائے مغفرت اور علو درجات

کی کیا کرے اور قریبیوں کے ساتھ صلہ رحم اور دوستوں کے ساتھ دوستی کیا کرے اور بقدرِ طاقت اُنکی طرف سے صدقہ اور خیرات کرے تو نام اُس کا نیکوں اور فرمانبرداروں میں لکھا جائے اور اگر ہو سکے تو بعد اشراق کے دو رکعت نماز اُنکی خوشنودی کے واسطے پڑھکر اُنکو ثواب بخشے۔ ہر رکعت میں بعد الحمد کے چاروں قل ایک ایک بار آیۃ الکرسی اور قل ہو اللہ تین بار پڑھے۔ بعد سلام کے چند بار درود پڑھکر یہ دعا پڑھے:۔

یَا لَطِیْفُ اُلْطُفْ بِوَالِدَیَّ فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی رَبِّ اغْفِرْ لَهُمَا وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا۔

ترجمہ:۔ اے مہربان مہربانی کر میرے ماں باپ پر سب حالتوں میں جیسے تیری پسند اور رضا ہو۔ اے رب اُنکو بخش اور اُن پر رحم کر جیسا مجکو چھوٹا سا اُنہوں نے پالا۔

امید ہے کہ حق تعالیٰ اُن کو اس شخص سے راضی کر دے۔

طلاق کا بیان

الفاظ مخصوصہ سے قیدِ نکاح دور کرنے کو طلاق کہتے ہیں اُسکی دو قسمیں ہیں ایک سُنّی دوسری بدعی پھر سُنّی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک حسن دوسری احسن۔ احسن اُسکو کہتے ہیں کہ اپنی زوجہ کو ایسے طہر میں ایک طلاق دے جس میں اُس سے وطی نہ کی ہو پھر اُسکو چھوڑ دے کہ اُسکی عدت پوری ہو جائے۔ اور حسن اُسکو کہتے ہیں کہ اپنی بیوی کو ایسے طہر میں ایک طلاق دے جس میں اُس سے وطی نہ کی ہو پھر دوسرے طہر میں دوسری طلاق دے۔ اور تیسرے طہر میں تیسری۔ اور بدعی یہ ہے کہ ایک ہی طہر میں اپنی زوجہ کو دو طلاقیں دے۔ خواہ ایک ہی کلمہ سے یا جدا جدا کلموں سے یا حالتِ حیض میں طلاق دے۔ یا اُس طہر میں طلاق دے جس میں اُس سے وطی کی ہو۔ طلاق سُنّی میں طلاق واقع ہوگی اور طلاق بدعی میں بھی طلاق واقع ہوگی مگر طلاق دینے والا گنہگار ہوگا۔ اور طلاق شوہر عاقل بالغ کی واقع ہوتی ہے۔ مجنون اور لڑکے اور سوتے ہوئے اور بیہوش اور مدہوش کی نہیں واقع ہوتی پھر طلاق کئی طرح پر ہے ایک صریح جیسے کہا تجکو طلاق ہے۔ یا تو طالقہ ہے۔ یا میں نے تجھے طلاق دی یا تو مطلقہ ہے وغیرہ۔ ایسی صورت میں خواہ شوہر کی کچھ نیت ہو۔ یا ایک سے زیادہ کی نیت ہو یا طلاق باین کی نیت ہو۔ ایک رجعی طلاق واقع ہوگی۔ دوسرے کنایات جیسے تیرا کام تیرے ہاتھ میں ہے تو اختیار کر۔ عدت اختیار کر۔ تو نکل جا۔ تو چلی جا۔ تو اُٹھ کھڑی ہو۔ تو پردہ کر۔ تو حرام ہے۔ وغیرہ کنایات میں بغیر نیت کے طلاق واقع نہیں

ہوتی یا جب واقع ہوگی کہ حال اُس پر دلالت کرے اور احوال تین ہیں۔ حالت رضا۔ حالت غضب۔ حالت مذاکرہ یعنی عورت یا کوئی اور خاوند سے طلاق مانگے حالت رضا میں بغیر نیت کے طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور حالت غضب میں شوہر کے قول کی اکثر الفاظ میں تصدیق کیجائیگی یعنی اگر طلاق مراد ہو تو واقع ہوگی ورنہ نہیں اور حالت مذاکرہ میں قضاءً[1] اکثر الفاظ میں طلاق واقع ہوگی اور بعض میں نہیں جیسے تو حرام ہے وغیرہ جب خاوند بیوی کو طلاق دیدے تو وہ عدت کرے یعنی مدت معینہ تک انتظار کرے جس عورت کی قطعاً جدائی ہوگئی یا اُس کا شوہر مرگیا تو اُس پر سوگ واجب ہے یعنی خوشبو اور تیل اور سُرمہ اور مہندی اور خضاب اور خوشبو دیا ہوا کپڑا۔ اور کسم کا رنگا ہوا یا زعفران کا یا سُرخ اور ریشمی کپڑا وغیرہ سے بے عذر شرعی اجتناب کرے اور زینت نہ کرے اور بال نہ سنوارے اور کنگھی نہ کرے نہ باہر نکلے حیض والی حرّہ عورت کی طلاق کی عدت تین حیض ہیں اور باندی کے دو حیض اور نابالغ عورت اور آئسہ یعنی جسکا حیض آنا بڑھاپے کے سبب سے موقوف ہوگیا ہو اُنکی عدت پوری تین مہینے ہیں۔ اور باندی کا ڈیڑھ مہینہ۔ اور حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے یعنی جب اُسکے اولاد پیدا ہو۔ عدت ہوچکی۔ وہ طلاق جس میں اُسی وقت خاوند زوجہ میں جُدائی نہو یعنی خاوند جس طلاق کی عدت کے اندر عورت سے رجوع کرسکتا ہو یعنی عدت کے اندر بغیر نکاح اور بغیر رضامندی زوجہ کے اُسکو زوجہ بنا سکتا ہو وہ طلاق رجعی ہے اور جس طلاق میں اُسی وقت فرقت ہوجائے یعنی بغیر رضامندی اور بغیر نکاح کے عدت کے اندر بھی اُسکو زوجہ نہیں بنا سکتا وہ بائن ہے اور اگر تین طلاق دی ہیں تو مغلظہ ہے ایسی حالت میں عورت سے نکاح نہیں کرسکتا۔ مگر اس طرح کہ وہ عورت اسکی عدت پوری کرنے کے بعد اور کسی شخص سے نکاح کرے اور وہ شخص اِس سے زوجہ کا برتاؤ کرکے اسکو طلاق دے پھر وہ عورت اُس طلاق کی عدت پوری کرلے تو اب اس اوّل شوہر کو اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہوگا۔ اکثر صریح الفاظ سے جیسے تو طالقہ ہے یا تجھے طلاق ہے وغیرہ اور بعض الفاظ کنایات سے جیسے تو عدت کر وغیرہ۔ ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور باقی کنایات سے بائن اور تین طلاقوں سے مغلظہ جیسے تو طالقہ ہے تو طالقہ ہے تو طالقہ ہے وغیرہ یعنی طلاق دینے والا جب بلفظ طلاق

---

[1] یعنی قاضی وقوع طلاق کا حکم دیگا۔ ۱۲

کو مکرر کہیگا خواہ بحرفِ عطف خواہ بغیر حرفِ عطف تو متعدد طلاقیں واقع ہونگی ٭

عیادتِ مریض اور خود مریض کا برتاؤ

جس مسلمان بیمار سے جان پہچان ہو اُسکی عیادت کو جانا سنت ہے بیمار پُرسی کے آداب یہ ہیں کہ اُسکے پاس جاکر تھوڑا بیٹھے۔ کم سوال کرے۔ اُسکے حال پر ترس ظاہر کرے اور شفا کی دعا مانگے۔ اُس جگہ نگاہ نیچی رکھے مریض کی پیشانی پر یا ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھکر پوچھے کہ کیسے ہو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مریض کی عیادت کریگا گویا جنت کی نخلستان میں بیٹھا ہے یہاں تک کہ جب اُٹھتا ہے تو اُسپر ستر ہزار فرشتے متعین ہوتے ہیں کہ رات تک عیادت کرنے والے پر رحمت بھیجتے رہیں۔ ایک بار عیادت سنت ہے۔ اور زیادہ نفل بیماری سے تیسرے روز عیادت کو جائے۔ مریض کو چاہیے کہ کلمہ شکایت کے زبان پر نہ لائے صبر و استقلال سے مرض کی حالت میں رہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر بھیجتا رہے اور ملتجی بدعا رہے۔ دوا کرے مگر اللہ تعالیٰ پر صحت کا بھروسہ رکھے جب کوئی بیمار پُرسی کو آئے اور حالتِ مرض دریافت کرے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے۔ اللہ تعالیٰ جسکی بہتری چاہتا ہے اُسکو مبتلائے تکلیف فرماتا ہے کہ گناہوں سے پاک ہوجائے۔ ایک دن کے بخار سے ایک سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں ٭

انتقال[1] غسل۔ تجہیز و تکفین۔ تعزیت وغیرہ کا بیان

اُن مسائل کا بیان جن کا آثار موت کے وقت ہر شخص کو اپنی ذات کے متعلق وصیت وغیرہ کرنا اور اُسکے متعلقین کو جانکنی کے وقت اور اُسکی روح کے نکلنے کے بعد عمل کرنا واجب ہے

اوّل جاننا چاہیے کہ ہر شخص پر اپنے متعلقین کو رونے اور دیگر امور بدعت سے منع کرنا واجب ہے۔ اور باقی جو وہ چاہے وصیت کرنا مستحب ہے اور اپنے ترکہ سے وارثوں کو دربارہ ادائے حقوق بندوں کے مثل قرضہ وغیرہ کے اور کفارہ نماز و روزہ کی وصیت کرنا چاہیے۔ وصیت کے بعد ادا کرنا وصیت کا ترکہ کے تیسرے حصہ سے وارثوں پر واجب ہوجاتا ہے۔ اور اگر ترکہ کے تیسرے حصہ سے وصیت زیادہ ہو اور وارث اپنے حصوں میں سے وصیت کے مطابق ادا کریں تو باعث ثواب کا ہے جس شخص پر موت کے آثار ظاہر ہوں اُس کا

[1] از کشف الغطا عن امور الاموات مصنفہ حضرت مولانا شاہ عبدالرزاق صاحب رح لکھنوی - ۱۲

بستر جس پہ کہ ہوا سکو صاف اور درست کرنا مسنون ہے اور اسکو اس طرح لٹائیں کہ اگر سیدھی کروٹ لے تو منھ قبلہ کی طرف رہے اور اسکا منھ قبلہ کی طرف کردیں کہ سنت ہے یا یہ کہ اس کے پاؤں قبلہ کی طرف کرکے لٹائیں مگر اس طور پر کہ اسکے سرہانے بلند تکیہ رکھیں کہ منھ قبلہ کی طرف رہے۔ اگر اسکے جسم پر نجاست حقیقی یا حکمی مثل جنابت وغیرہ کے ہو اسکو غسل[1] اور وضو سے پاک کرنا لازم ہے ورنہ غسل دینا مستحب ہے اور لباس کا بدلنا بھی مسنون ہے اور خوشبودار چیزوں کا لگانا اور عود سلگانا مستحب ہے۔ روح نکلنے کے وقت تک بار بار کلمۂ شہادت پڑھنا سنت ہے۔ اور سانس اکھڑنے کے وقت سورۂ یٰسٓ اور سورۂ رعد اسکے سامنے پڑھنا مستحب ہے۔ اور مرنے والے کے پاس بیٹھکر دنیا کے معاملات کی باتیں کرنا اور ہنسی مذاق کے کلمات کہنے سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ اور اسکے آگے جنت کا اور اسکی نعمتوں کا کثرت سے بیان کرنا اچھا ہے۔ اور نیک آدمیوں کا اسکے پاس موجود ہونا سبب خفت سکرات موت کا ہے اور اسکے اعمال کے واسطے بار بار استغفار کرنا اور پڑھنا۔ اَللّٰهُمَّ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى هَوِّنْ عَلَيْهِ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ۔

ترجمہ:۔ یا اللہ ساتھ رفیق اعلیٰ کے اس پر موت کے سکرات آسان کر۔

اور شغل کرنا اذکار الٰہی کا اور حاضرین کا باوضو ہونا اولیٰ ہے اور حیض و نفاس والی عورت اور جس مرد کو غسل کی ضرورت ہو ان کو اس مرد کے پاس نہ رہنا چاہیے بلکہ جہاں وہ شخص ہو اس جگہ کو صاف رکھنا چاہیے اور جانکنی کے وقت سر کے نیچے سے تکیہ نکال لینا چاہیے۔ اگر تکیہ پر سر ہوگا تو روح دشواری سے نکلیگی اور جس وقت روح[2] تن سے جدا ہو جائے اول آہستہ سے اسکی آنکھیں بند کردی جائیں اور آنکھیں بند کرنے کے وقت پڑھیں:۔ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ مِنْهُ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ غُفْرَانَكَ يَا رَحْمٰنُ۔

(ترجمہ) یا اللہ اس کا کام اس پر آسان کر اور مابعد کو اس پر سہل کر اپنے دیدار سے اور جسکی طرف یہ جاتا ہے اسکو اس سے بہتر کر جس سے نکلا ہے تیری بخشش مانگتے ہیں ہم اے رب ہمارے اور تیری ہی طرف جانا ہے۔

---

[1] فائدہ:۔ اگر مریض کو نقصان نہ کرے تو غسل دینا چاہیے ورنہ تیمم کرا دینا کافی ہے۔ ۱۲

[2] روح جدا ہونے کے بعد اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھیں۔ ۱۲

بعد اسکے میت کا منھ بند کرکے پاک کپڑے سے ڈھانٹہ باندھ دیں[۵۱] اور اُس وقت پڑھیں:۔ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اور دونوں ہاتھ بہت آہستگی سے سیدھے کرکے میت کے زانو کے مقابل میں رکھے جائیں اور دونوں ہاتھ باندھنا جیسا کہ جاہل لوگوں کی رسم ہے مکروہ ہے۔ اور دونوں ہاتھ سینہ پر رکھنا کافروں کی عادت ہے۔ اور میت کے دونوں پاؤں سیدھے کر دیے جائیں کہ خم نہ رہے۔ میت کے ہر کام میں بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ پڑھنا چاہیے۔ اور اولیٰ یہ ہے کہ جس عضو کی روح نکلتی جائے اُسکو سیدھا کرتے جائیں اور اس قدر دیر نہ کی جائے کہ اعضا میں سختی آجائے اور برابر کرنا دشوار ہو جائے کہ تکلیف ضرر دیے کو منھ ہے۔ ایک پاک چادر میت کو اُڑھا دی جائے اور تنہا نہ چھوڑا جائے۔ بدفالی کے کلمات میت کے سامنے زبان پر نہ لائے جائیں بلکہ میت کی دعائے خیر میں مشغول رہیں کہ وہاں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور اجابت دعا کا وقت ہوتا ہے اور ایسے وقت میں ہنسی مذاق کے کلمات زبان پر لانا غضب الٰہی کا باعث ہے۔ اور رونا پیٹنا اور بیان کرکے رونا سبب محرومیِ ثواب کا ہے اس سے بچنا واجب ہے اسلیے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوحہ کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ اگر میت نے وصیت میں رونے پیٹنے کو منع نہ کیا ہو تو نوحہ کرنے سے میت پر عذاب ہوتا ہے۔ اور اگر اسباب جنازہ کے تیار کرنے میں دیر ہو تو کوئی بھاری چیز مثل لوہے یا آئینے کے میت کے پیٹ پر رکھنا سنت ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہو تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا نہایت ضروری ہے کہ مردہ دفن میں جلدی ہونے سے ممنون ہوتا ہے اور دیر کرنے سے میت کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور جنکے متعلق دفنِ میت کا کام ہو اُن کو دفن کے کام سے فارغ ہونے سے پہلے کھانا پینا مکروہ ہے۔ اگر امورِ دفن میں کوئی حرج واقع نہ ہو تو کھانا پینا مُباح ہے[۵۲] نہ مستحسن اور میت کی روح کو ملائکہ بحکم رب العالمین لاشے کے سامنے حاضر رکھتے ہیں کہ نوحہ کرنے والوں پر بددعا کرتی ہے۔ اور میت کے پاس خوشبو رکھنا اور خوشبو جلانا مستحب ہے ؂

---

۵۱ اس واسطے کہ میت کا منھ نہ کھلا رہ جائے۔ دیکھنے والوں کو کراہت اور خوف نہ معلوم ہو ۔۱۲

۵۲ اگر بغیر کھائے تجہیز و تکفین میں فتور آتا ہو تو اوّل کھانا کھائیں بعد کو دفن کریں ۔۱۲

غسلِ میّت کا بیان

غسل دینا میّت کا زندہ لوگوں پر فرض ہے اور جو لوگ میّت کے پاس حاضر ہوں یا جو میّت کے متعلقین ہیں اُن لوگوں پر فرض ہے مگر یہ فرض بشرطِ حصولِ مقصد ایک شخص کے ادا کرنے سے سب کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے۔

اور مسنون طریقہ یہ ہے کہ اول تختہ پاک کرکے ایسی جگہ رکھیں کہ پانی قرار نہ پائے اور جلد رواں ہو جائے اور افضل طریقہ یہ ہے کہ ایک گڑھا شرقاً غرباً یا جنوباً شمالاً کرکے جسکو لحد کہتے ہیں تختہ رکھا جائے کہ پانی اُسی جگہ رہے اور بعد فراغت ہو جانے کے وہیں اُس پانی کو دفن کر دیا جائے اور عود روشن کرکے تین بار یا پانچ بار یا سات بار یا زیادہ لیکن عدد طاق رہے تختہ کے آس پاس گردش دی جائے[ف۱] اور پھر اُس بخور کو تختہ کے قریب رکھکر میّت کو احتیاط سے اور اُسکے ستر کی حفاظت کرکے اُٹھائیں اور اُسی تختہ پر لٹائیں[ف۲] اِس طور سے کہ اگر سیدھے پہلو رہے تو مُنھ قبلہ کی طرف ہو لیکن میّت کا سیدھے پہلو ہی پر رہنا مُراد نہیں ہے چت رہنا بھی روا ہے۔ الاّ افضل پہلا طریقہ ہے اور میّت کے اُٹھانے اور تختہ پر لٹانے کے وقت بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ پڑھنا سنت ہے۔ اور میّت کو تختہ پر لٹانے کے بعد اُسکا لباس علیحدہ کرکے ناف سے زانو تک ایک پاک کپڑا ڈالنا چاہیے اور میّت کے ستر کی ہتک سے احتراز بالمبالغہ لازم ہے اور میّت کے بند کھولنے کے بعد اُلٹا پاؤں میّت کے سیدھے پاؤں پر رکھکر ایک آدمی اپنے ہاتھوں پر میّت کی کمر کو لیکر کسی قدر بلند کرے اِس طور سے کہ سیدھی کروٹ پر رہے اور دوسرا آدمی جو اُسکا محرم ہو اپنے ہاتھ میں ڈھیلے لیکر استنجا کرائے۔ اگر ڈھیلے پر مثل پانی یا نجاست کے کچھ معلوم ہو تو کئی ڈھیلوں سے یہاں تک استنجا کرائے کہ ڈھیلوں پر کچھ معلوم نہ ہو اور ڈھیلوں کی تعداد طاق رہے۔ بعد اِسکے[ف۳] جو کچھ میّت کے اعضا پر میل یا دوا وغیرہ لگی ہو پانی سے دھو ڈالیں اور ہاتھ پر تھیلی چڑھا کر ناف کے نیچے سے آگے اور پیچھے سے اچھی طرح پاؤں تک دھوئیں اور تمام بدن میّت کا تر کرکے اِس طرح سے وضو کرائیں[ف۴]

ف۱ اور اُس تختہ کے نیچے اس صورت سے دھونی دی جائے کہ مغرب کی جانب سے تختہ کے نیچے سے مشرق کی جانب کو لائے اور اُس جانب سے اوپر کی جانب کو گھُماتا ہوا لے جائے۔ ۱۲ ف۲ غسل دینے والا اور اُسکا معاون دونوں باوضو ہوں تو بہتر ہے۔ ۱۲ ف۳ فائدہ۔ سیدھے ہاتھ پر تھیلی چڑھا کر میّت کا جسم دھوئیں۔ ۱۲ ف۴ یہ وضو کی ترکیب مفصل بطورِ احتیاط ہے۔ ۱۲

کہ اوّل دونوں ہاتھ پہنچوں تک دُھلائیں پھر تھوڑی سی رُوئی یا نرم کپڑے سے اُنگلی پا بندھکر اور پانی سے تر
کرکے میّت کا مُنھ وسعت کے موافق تین بار صاف کریں اور ہر بار پارچہ جدید دُھلا ہوا کام میں لائیں
بعد اسکے ناک کا سیدھا سوراخ پھر اُلٹا سوراخ اسی طور سے صاف کریں اس کے بعد مانتھے کے بالوں کی
جڑوں سے ٹھوڑی اور کانوں کی گدیوں تک تین بار دُھلانا چاہیے اور اس کے بعد سیدھا ہاتھ پھر اُلٹا
ہاتھ کہنیوں تک تین بار دھوئیں پھر تمام سر کا مسح کرکے مثل ترتیب وضو کے دونوں کان اور گردن کا مسح
کریں اور میّت کا مُنھ دھونے اور سر کا مسح کرنے کے وقت ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو لعاب گلِ خطمی
یا ریٹھہ یا پسے ہوئے بیری کے پتّوں سے دھونا چاہیے اور اگر یہ اشیا نہوں تو خالی پانی کافی ہے اسکے بعد
دونوں پاؤں میّت کے پہلے سیدھا پھر اُلٹا پاؤں دھوئیں اور اسکے بعد میّت کو اُلٹی کروٹ کرکے ناک
اور دونوں کانوں کے سوراخوں میں اور مُنھ میں رُوئی یا کوئی دوسری شے رکھکر میّت کے سر سے پاؤں تک
پانی بہائیں اس طرح پر کہ تمام بدن پر پانی پہنچے اور اگر میّت کا اُلٹا پہلو تر نہو تو اُسکو بھی دھوئیں بعد اسکے
میّت کو سیدھی کروٹ پر کرکے بیری کے پتّوں میں جوش کیا ہوا پانی پہلے طریقہ کے موافق سر سے پاؤں تک
بہائیں۔ پھر اُلٹی کروٹ پر کرکے کافور پانی میں ملا کر سر سے پاؤں تک بہائیں یہ تین غسل ہوئے اور ہر ایک
غسل میں تین تین بار پانی بہانا بھی مسنون ہے اور زیادہ شمار غسل میّت کا صفائی کے لحاظ سے روا ہے
لیکن عدد طاق ہو اور اسراف کا لحاظ رہے اور غسل کے ہر کام میں بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ
بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ غُفْرَانَكَ يَا رَحْمٰنُ پڑھنا
سُنّت ہے۔ اور میّت اور مومنوں کے واسطے مغفرت چاہنا ثواب ہے۔ اور غسل سے فارغ ہونے کے بعد
میّت کو سینہ کی طرف سے کسی قدر اونچا اُٹھا کے میّت کا پیٹ آہستہ آہستہ سونتنا چاہیے اگر کچھ خارج ہو
دھو ڈالیں۔ اسکے بعد میّت کا جسم پاک کپڑے سے خشک کریں[1] اور اُن عضو پر جو نماز میں زمین پر لگتے ہیں[2]
مثل پیشانی اور ناک کے اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور دونوں زانو اور دونوں پاؤں کے تلوے

---

[1] اگر کانوں کے اندر یا آنکھوں کے گڑھے میں پانی ہو تو رُوئی سے خشک کریں۔ ۱۲

[2] اور اُسکی ڈاڑھی اور بالوں میں کنگھی نہ کریں اور اُسکے ناخن اور بال اور مونچھیں نہ تراشیں۔ ۱۲

اور اُلٹے پاؤں کی ہتھیلیاں پر کافور ملے اور خوشبو عطریات کی اور گلاب اور روغن چنبیلی اور عرق کیوڑا اور صندل اور کافور سے مرکب کرکے میت کی ڈاڑھی اور سر کے بالوں پر ملیں۔

غسلِ میتِ عورت کا بیان

میتِ مرد اور عورت کا غسل یکساں ہے۔لیکن مقدور تک غیر محرم کو میت کا جسم چھونا روا نہیں ہے اور میتِ عورت کا مردوں کے ہاتھ سے غسل دینا جائز نہیں ہے۔اور اگر غسل دینے والی عورت میسر نہ آئے تو وہ مرد جو محرم ہوں انکو چاہیے کہ میتِ عورت کو تیمم کرائیں۔اور اگر محرم نہ ہوں تو غیر محرم مردوں کو چاہیے کہ ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائیں اور صغیر سن بچوں کو وضو کرانا لازم نہیں ہے۔اور یہ بھی چاہیے کہ غسل دینے والے میت کے محرم ہوں۔اگر باپ ہو تو وہ سب سے بیشتر غسل دینے کا مستحق ہے۔اس کے بعد بیٹا پھر پوتا۔پھر برادر حقیقی پھر برادر علاتی۔پھر بھائی کے بیٹے۔پھر ماموں اور خالہ کے بیٹے۔پھر چچا۔پھر چچازاد بھائی اور پھوپی زاد بھائی۔اسی طرح باقی قرابت دار جو زیادہ قریب ہوں وہ پہلے اور جو دور کے قرابت دار ہوں وہ بعد کو مستحق غسل دینے کے ہیں۔اور اسی طرح عورتوں میں پہلے لڑکیاں پھر نواسیاں پھر مائیں۔پھر خالائیں۔پھر پھوپیاں پھر دادیاں اسی طرح اور قرابت دار ترتیب قرابت کے موافق غسل دینے کے مستحق ہیں۔اور جو لڑکا بارہ برس کی عمر کا ہو اور لڑکی نو برس کی ہو اور بالغ ہونے کے آثار اُن پر ظاہر ہوں تو دونوں پر بلوغ کا حکم جاری رہیگا اگرچہ پیدا ہو اور مرجائے۔اور پیدا ہونے کے وقت زندگی کے آثار۔سانس لینا یا سخت آواز یا اعضا کا ہلنا پایا جائے تو اُسکو غسل دیکر اور کفن پہنا کر نماز پڑھی جائے اور نام رکھا جائے اور اگر پیدا ہوتے کی حالت میں مرجائے اور پیدا ہونے کے بعد اگر اُسکے اکثر اعضا سے یا سر کے باہر ہونے سے آثار مذکور پائے جائیں تو زندہ ہونے کے حکم میں داخل ہے۔اور اگر بچہ مرا ہوا پیدا ہو یا تھوڑا نکلکر مرجائے تو لوتھڑے کے حکم میں شامل ہے۔اور جو بچہ کم دنوں کا گرجائے اور اُس میں حیات کے آثار نہ پائے جائیں تو کپڑے میں لپیٹ کر گڑھے میں دفن کیا جائے اور اگر چند آدمی ایک جگہ مرجائیں اور اُن میں سے بعض مومن اور بعض کافر ہوں تو علامات مومنوں سے اُن کی شناخت کرکے غسل دیکر اور کفن پہنا کر نماز ادا کرکے دفن کریں اور اگر تمیز نہو اکثر پر اعتبار کرنا چاہیے اور اگر اکثر مومن ہیں اور کافر کم ہیں تو سب کو غسل و کفن دیکر سب کا جنازہ آگے رکھکر مومنوں کی نیت کرکے نماز ادا کی جائے اور دفن کیا جائے۔

اور اگر آدھے کافر اور آدھے مومن ہیں تو اسی طور پر عمل کرنا چاہیے۔ اور بعضوں کے نزدیک اُن کی نماز نہ ادا کی جائے اور اگر کافر زیادہ ہیں اور مومن کم ہیں تو سب کو غسل[۱] دیکر اور کفن پہنا کر بلا ادا کرنے نماز کے کفار کے گورستان میں دفن کریں۔ اور اگر مرد مر جائے اور دوسرے مرد میسر نہ آئیں تو اُسکی عورت غسل دے اِس لیے کہ اُس کا نکاح[۲] عدت کے وقت تک باقی ہے۔ اور عورت کے مرنے میں اختلاف ہے۔ بعضوں کے نزدیک خاوند غسل دے اور بعضوں کے نزدیک تیمم کرائے اِس واسطے کہ اُسکا نکاح مرنیکے ساتھ ہی قطع ہو جاتا ہے اور شوہر اجنبی کی مثل ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم

میت کی تکفین کا بیان

میت کو اُسکے ترکہ سے کفن دینا واجب ہے۔ اور اگر مفلس ہو تو جس پر اُس کا روٹی کپڑا دینا واجب تھا اُسی پر کفن دینا واجب ہے پس کفن میت عورت کا اُسکے شوہر کے ذمہ ہے اور چھوٹے لڑکوں کا کفن اُسکے ماں باپ پر واجب ہے۔ اور مجنون کا کفن اُسکے بھائیوں پر جو ولی ہوں اور مفلسوں کا کفن اُن کے آسودہ حال ولیوں پر اور اگر لاوارث ہے تو اُسکا کفن بیت المال پر۔ اگر بیت المال کا انتظام نہو تو آسودہ حال اہل محلہ یا شہر پر واجب ہے۔ اور اگر نعش میدان میں ہے تو اُس کا کفن جس کو اطلاع ملے اُس پر واجب ہے۔ مگر وہ صاحب مقدور[۳] ہو۔

مردوں اور عورتوں کے کفن دینے کا بیان

کفن سفید موٹے کپڑے کا دیا جائے۔ اور جو رنگین کپڑا شرعاً جائز ہے اُس کا استعمال کفن میں بھی جائز ہے۔ مگر بہتر سفید[۴] ہے۔ اگر جائز رنگ کا کپڑا نہ دستیاب ہو تو ناجائز رنگ کے کپڑے کو اچھی طرح خاک میں ملکر اُسکا رنگ خراب کر دیا جائے۔ مردے کے کفن میں[۵] تین کپڑے سنت ہیں۔ دو چادریں جو سر سے پاؤں تک درازی میں ہوں اور دونوں طرف کے بندھن بکڑ کے بے تکلف اُٹھایا جا سکے۔ اور چوڑائی میں اس قدر ہوں کہ نعش میت کی اُس میں

---

[۱] مگر مسلمان میت کی طرح غسل اور کفن نہ دیا جائے۔ ۱۲ [۲] اس شرط پر کہ اُسکے مرنے کے بعد عورت نے کوئی فعل ایسا نہ کیا ہو جس سے نکاح جاتا رہتا ہے۔ جیسے اپنے شوہر کے بیٹے یا باپ کو بوسہ دینا۔ ۱۲ [۳] اگر کسی طرح کفن میسر نہو تو میت کو نہلا کر گھاس میں لپیٹ کر دفن کریں۔ اور اُسکی قبر پر نماز پڑھیں۔ ۱۲ [۴] پرانا اور نیا کپڑا کفن میں برابر ہے۔ ۱۲

[۵] اور کفن کفایت مرد کے لیے تہبند اور لپیٹنے کی چادر ہے اور کفن ضرورت جو میسر ہو۔ ۱۲

لپیٹ جائے اس طور پر کہ سیدھا کنارہ چادر کا اُلٹے پہلو تک اور اُلٹا کنارہ سیدھے پہلو تک پہنچ جائے اور ایک قمیص آگے پیچھے کندھوں سے ٹخنے تک ہو اور اس قدر چوڑا ہو کہ دونوں شانے چھپ جائیں ۔

عورتوں کے کفن میں[1] پانچ کپڑے سنت ہیں۔ تین وہی جو مردوں کے کفن میں بیان ہوئے اور ایک سینہ بند جس سے عورت کی چھاتیاں باندھی جائیں۔ یہ سینہ بند لمبائی میں چادر کے عرض کی برابر اور چوڑائی میں بغلوں سے زانو تک اور ایک اوڑھنی لمبائی میں دو یا تین گز شرعی اور چوڑائی میں ایک بالشت۔ اور بعض علمائے متاخرین نے حافظوں، عالموں، اولیاءاللہ اور حکام عادل کے سروں پر عمامہ[2] باندھنا مستحسن[3] رکھا ہے۔ اور جوابنامہ[4] یعنی وہ کپڑا جس پر کلمات طیبات لکھے ہوئے ہوں (جو میت کے سینہ پر رکھتے ہیں) اُس سے مغفرت متصور ہے اور مرد و عورتیں اس بارہ میں برابر ہیں اور عہد نامہ لکھ کر بھی میت کے ساتھ رکھنا موجب برکت ہے۔ عہد نامہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ فَاِنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ تُقَرِّبْنِيْ مِنَ الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِيْ مِنَ الْخَيْرِ وَاِنِّيْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْ لِّيْ عِنْدَكَ عَهْدًا تُوَفِّيْنِيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۞

اور نو برس سے کم عمر کی عورت تو اُنکو مردوں کی مثل دو چادر اور ایک قمیص کا کفن دیا جائے اور نو برس کی عمر پوری ہو تب پانچ کپڑوں کا کفن دیا جائے۔ کیونکہ وہ بالغ کے حکم میں ہیں۔ کفن پہنانے کا طریقہ[5] یہ ہے کہ اوّل قمیص

---

[1] اور کفن کفایہ عورتوں کے لیے اوڑھنی اور تہبند اور اوپر لپیٹنے کی چادر ہے اور کفن ضرورت جو میسر ہو۔ ۱۲

[2] عمامہ بقدر سات ہاتھ کے باندھنا چاہیے۔ ۱۲ [3] مگر ظاہر الروایت میں مکروہ ہے۔ ۱۲

[4] ایک کپڑے کو پانی سے تر کرکے اور نچوڑ کر سینڈل یا زردچی سے اُس پر کلمۂ طیبہ عربی خط میں لکھا جائے۔ ۱۲

[5] میت کے کفن کو خوشبو لگانا خصوصاً گلاب کا عطر لگانا۔ لوبان کی دھونی دینا۔ کافور ملنا مستحب ہے۔ ۱۲

[6] پہنانے سے پہلے کفن کو تین یا پانچ بار خوشبو سے بسالیں۔ ۱۲

جس میں مونڈھوں تک چاک ہو پہنایا جائے اسکے بعد اگر علما وغیرہ میں سے ہوں تو عمامہ اس طور پر باندھا جائے کہ شملہ ناک تک یا ابروئے راست تک چھوڑ کر سیدھا پیچ اُلٹے پیچ پر باندھا جائے۔ اسکے بعد عہد نامہ کہ جس کو جواب نامہ بھی کہتے ہیں سینہ پر قمیص کے اوپر رکھا جائے اس طرح پر کہ بسم اللہ محاذی حلق کے رہے اور اُس پر کلمۂ شہادت لکھا ہوا ہونا چاہیے۔ اور بعض علما کلمۂ شہادت کے بعد اس دعا کو بھی زیادہ کرتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ اُمَّتِكَ كَانَ شَهِيْدُ
اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ
وَيَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ
فَقِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ۔

(ترجمہ) یا اللہ تیرا بندہ اور تیرے چھوکرے کا بیٹا گواہی دیتا تھا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ایک ہے کوئی تیرا شریک نہیں اور گواہی دیتا تھا کہ محمدؐ تیرے بندے اور رسول ہیں پس تو اُسکو قبر کے فتنہ اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

اور عورتوں کے لیے اس دعا میں "عبدک" کی جگہ "امتک" لکھیں اور اس دعا میں جہاں ضمیر مذکر ہو اُسکی جگہ ضمیر تانیث لکھیں۔ اسکے بعد ایک چادر کہ جسکو ازار کہتے ہیں لپیٹ دیں اس طرح کہ اوّل اُلٹا کنارہ لپیٹیں اور اُسکے اوپر سیدھا کنارہ اور دوسری چادر جسکو لفافہ کہتے ہیں اسی طرح لپیٹ دی جائے۔ بعد اُس کے سر کے اوپر اور پاؤں کے نیچے اور کمر پر کفن کو کپڑے سے باندھنا چاہیے کہ کفن منتشر نہو۔ اور دوسری چادر کہ مردوں کے جنازہ پر ڈالتے ہیں ثابت نہیں ہوئی ہے۔ لیکن چونکہ یہ چادر محتاجوں کو دی جاتی ہے اور مردے کی ایک طرح کی شوکت پائی جاتی ہے بسبب توارث[1] کے جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

اور عورتوں کا قمیص جسکو عربی میں درع کہتے ہیں اس طرح پہنایا جائے کہ گریبان کا چاک سینہ پر رہے اور سر کے بال دو حصہ کرکے دونوں طرف کے بال سینہ پر لائے جائیں اور اوڑھنی مذکورہ جسکو عربی میں خمار کہتے ہیں اُڑھا دی جائے اور اُلٹا پلہ اوڑھنی کا سینہ پر اُلٹی طرف سے سیدھی طرف تک لاکر اُسکے اوپر سیدھا پلہ سیدھی طرف سے اُلٹی طرف تک رکھا جائے اور بعضوں کے نزدیک خمار کے دونوں پلّوں میں دونوں طرف کے بال لپیٹ کر سینہ پر رکھ دیے جائیں اسکے بعد جواب نامہ موافق دستور مذکور کے رکھا جائے اور ازار بدستور لپیٹ دی جائے۔ اسکے بعد سینہ بند بغلوں کے پاس سے چادر کی طرف لپیٹا جائے اور

[1] اسی طرح پارچہ بقدر جانماز پر امام کا کھڑا ہو کر نماز پڑھانا اور اُسکو محتاج کو دیدینا جائز ہے۔ ۱۲

اس عبارت کا مطلب یہ ہے ثُمَّ يَطْوِيهَا تَدْرِيجًا كَمَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ۔ لیکن اس میں اختلاف ہے کہ سینہ بند کیونکر باندھا جائے بعض کہتے ہیں کہ دو چادروں کے اندر۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اوپر اور بعض کے نزدیک دونوں چادروں کے اوپر اور کثرت اس امر پر ہے کہ دونوں چادروں کے بیچ میں سینہ بند باندھا جائے اُسکے بعد قاعدہ کے موافق لفافہ لپیٹ کر باندھ دیا جائے اور پھر نعش رکھکر کسی درخت کی پتلی شاخوں سے ڈولا بنایا جائے جسکی لکڑیاں ہوں تین لکڑیاں جھکا کر ایک سرہانے اور ایک پائنتی اور ایک درمیان میں باندھی جائے اور تین لکڑیاں طول میں قینچی کے طور پر اس کی لکڑیوں کے اوپر باندھ دیے جائیں اور اُسکے اوپر چادر ڈالدی جائے اور جنازہ عورتوں کا ہو یا مردوں کا چار آدمی کندھوں پر اُٹھائیں اور سر پر اُٹھانا بدعت ہے اور بلا شرکت کندھوں کے ہاتھوں میں اُٹھانا خلاف سنت ہے۔ اور جنازہ کے اُٹھانے کا افضل طریقہ یہ ہے کہ پہلے سرہانے کے سیدھی طرف سے اُٹھائیں پھر پائنتی کی سیدھی طرف اُسکے بعد سرہانے کی اُلٹی طرف پھر پائنتی کی اُلٹی طرف سے اور بعضوں نے اُٹھانے والوں کی سمتوں پر اعتبار کیا ہے یعنی اوّل سیدھے کندھے پر سرہانے کی طرف سے اور پھر پائنتی کی طرف سے۔ اس کے بعد اُلٹے کندھے پر سرہانے کی طرف سے اور پھر پائنتی کی طرف سے لیکن اگر ہر آدمی ایسے خیال میں ہوگا تو جنازہ کا اُٹھانا دشوار ہو جائیگا۔ بلکہ افضل یہ ہے کہ چاروں طرف سے کندھوں پر اُٹھائیں اور جس نے اول سیدھی طرف سے سرہانا اُٹھایا ہو اُسکو چاہیے کہ دوسری مرتبہ پائنتی کی سیدھی طرف سے اُٹھائے اور تیسری مرتبہ سرہانے کی اُلٹی طرف سے اور چوتھی مرتبہ پائنتی کی اُلٹی طرف سے۔ اور جس نے اوّل پائنتی کی سیدھی طرف سے اُٹھایا ہو وہ دوسری مرتبہ سرہانے کی سیدھی طرف سے اُٹھائے۔ اور تیسری مرتبہ پائنتی کی اُلٹی طرف سے اور چوتھی مرتبہ سرہانے کی اُلٹی طرف سے اُٹھائے۔ اور اسی طرح جس نے کہ اوّل اُلٹی طرف کا سرہانا اُٹھایا ہو دوسری مرتبہ اُسی طرف کی پائنتی سے اُٹھائے اور تیسری مرتبہ سرہانہ سیدھی طرف کا اور چوتھی بار پائنتی سیدھی طرف کی اُٹھائے۔ اور اسی طرح جس نے کہ پائنتی کی اُلٹی طرف سے اُٹھایا ہو دوبارہ اُسی طرف کے سرہانے سے اور تیسری بار پائنتی کی سیدھی طرف سے اور چوتھی بار سرہانے کی سیدھی طرف سے اُٹھائے لیکن جس صورت سے بھی ہو جائے اجر کا حاصل ہونا متصور ہے۔ اس کے بعد جنازہ کو نماز

کی جگہ لاکر رکھیں اور جنازہ لیجانے کے وقت میت کا سر ہانہ آگے رکھیں اور جنازہ[۵۱] لیجانے والوں کو دوڑ نا نہ چاہیے اور نہ بہت آہستہ آہستہ بلکہ متوسط رفتار سے چلنا لازم ہے +

نماز جنازہ کا بیان

جنازہ کی نماز حاضرین پر فرض عین ہے اور سننے والوں پر فرض کفایہ ہے اور جنازہ دیکھ لینے کے بعد فرض عین ہوجاتی ہے[۵۲] اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ امام میت کے سینہ کے سامنے کھڑا ہو اور مقتدی امام کے پیچھے صف باندھیں اور جنازہ کی نماز میں آخر صف افضل ہے جسطرح کہ پنجگانہ نماز میں اول صف افضل ہے اور بہتر یہ ہے کہ تین صفیں ہوں اور تین سے زیادہ جس قدر بھی ہوں روا ہے۔ اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس میت پر مومنوں میں سے تین صفوں نے نماز ادا کی ہو وہ شخص جنتی ہے۔ پس اگر سات آدمی ہوں ایک امامت کرے اور تین آدمی اوّل صف میں کھڑے ہوں اور دو آدمی دوسری صف میں اور ایک آدمی تیسری صف میں کھڑا ہو۔ یہ بھی حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس میت پر چالیس مسلمان نماز پڑھیں تو مغفرت کی نشانی ہے اور نماز جنازہ کی نیت اس طور پر ہے کہ تعریف کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے واسطے اور دعا اس میت مرد یا عورت کے واسطے پیچھے اس امام کے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اور جنازہ کی نماز کے رکن قیام اور چار تکبیریں ہیں۔ جنازہ کی نماز بیٹھکر یا سواری پر ادا کرنا بلا عذر روا نہیں ہے اور چار تکبیروں سے کم کہنا بھی روا نہیں ہے۔ اور شرط نماز جنازہ کی طہارت ہے پس بے وضو روا نہیں ہے۔ اور اگر وضو کرنے میں نماز فوت ہوتی ہو تو غیر ولی تیمم کرکے نماز ادا کرے لیکن اگر میت کا ولی ہو اور سلطان وغیرہ حاضر ہوں تو تیمم اسکو روا نہیں ہے اسلیے کہ نماز کے فوت ہونیکا خوف اسکو لاحق نہیں ہے

---

[۵۱] جنازہ کے برابر یا پیچھے چلنا چاہیے۔ آگے چلنا منع ہے۔ کلام دنیا نہ کرے اللہ کے ذکر میں مشغول رہے۔ موت کا خیال رکھے۔ جنازہ کے ہمراہ چلنے میں ایک قیراط (برابر احد) ثواب ہے۔ دفن تک ہمراہ رہنے میں دو قیراط کا سات قدم چلنے کے بعد ہر کندھا بدلے۔ سب ہمراہیوں کو کندھا دینا چاہیے۔ چار یا تھوڑے شخصوں پر جنازہ کے لیجانے کا بار نہیں ڈالنا چاہیے۔ ۱۲

[۵۲] جنازہ کی نماز صرف امام کی نماز سے ادا ہوجاتی ہے کیونکہ اس میں جماعت شرط نہیں اور میت کی جگہ کا پاک ہونا بھی شرط نہیں ہے میت پر نماز پڑھانے میں سلطان اولیٰ ہے اگر وہ نہو تو قاضی اگر وہ نہو تو امام ذریا یعنی امام محلہ پھر ولی جو زیادہ قریب ہو اولیٰ ہے۔ ۱۲

کیونکہ میت کے ولی پر جنازہ کی نماز فرض عین ہے اور دوسرے کے ادا کرنے سے اُس پر سے ساقط نہیں ہو سکتی۔ اگر سلطان وغیرہ کے سوا اور لوگ نماز پڑھ چکے ہوں تو ولی کو اُنکے بعد نماز ادا کرنی لازم ہے۔ اور جنازہ کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ نیت[1] کرکے ہاتھ اُٹھا کر مثل تکبیر تحریمہ کے تکبیر اوّل اللہ اکبر کہے۔ اسکے بعد ثنا پڑھے:۔

سُبْحَانَكَ[2] اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

(کلمہ جَلَّ ثَنَاؤُكَ) نماز جنازہ کے سوا دوسری نماز میں سُنّت نہیں ہے۔ اور قرآن کا پڑھنا بہ نیت قرأۃ حنفیوں کے نزدیک جائز نہیں ہے اور اہل شافعی کے نزدیک قرأۃ سورۂ فاتحہ مع اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے سُنّت ہے اور حنفیوں کے نزدیک بعد ثنا یا بعد تکبیر ثالث بہ نیت دعا و ثنا، سورۂ فاتحہ پڑھنا روا ہے۔ اسکے بعد دوسری تکبیر اللہ اکبر بغیر ہاتھ اُٹھانے کے کہے۔ اور درود شریف[3] پڑھے۔ پھر تیسری تکبیر اللہ اکبر بغیر ہاتھ اُٹھائے کہے اور یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ۔

ترجمہ:۔ یا اللہ بخش ہمارے زندے اور مُردے اور حاضر اور غائب اور چھوٹے اور بڑے اور مرد اور عورتیں یا اللہ جسکو تو ہم میں سے زندہ رکھے تو اُسکو اسلام پر زندہ رکھ اور جسکو ہم میں سے تو مارے تو ایمان پر مار۔

اور یہاں تک مرد اور عورت کے واسطے یکساں پڑھنا درست ہے لیکن معنی کے اعتبار سے عورتوں کے واسطے تانیث کی ضمیر جائز ہے اور پھر یہ کہے:۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ ۔

(ترجمہ) خداوندا اسکے اجر سے ہمکو محروم نہ رکھ اور اسکے بعد ہمکو گمراہ نہ کر

[1] نیت اِن الفاظ کے ساتھ باندھے۔ تعریف اور بڑائی اللہ کے واسطے ہے اور دعا واسطے اس میت کے متوجہ ہونے والا منھ میرا طرف کعبۃ اللہ شریف کے۔ عام اس سے کہ میت مرد ہو یا عورت ہو بالغ یا نابالغ اور جنازہ کی نماز اس طرح ادا کرے کہ روبقبلہ کھڑا ہو اور ہاتھ پاؤں سیدھے کرے۔ اگر امام ہو تو امامت مقتدیان کی نیت کرے اگر مقتدی ہو تو نیت اقتدا کی کرے اور ہاتھ کانوں کی لَو کے مقابل اُٹھا کر اللہ اکبر کہے۔ ۱۲

[2] تیری تعریف کے ساتھ تجھکو پاکی ہے اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان بڑی ہے اور تیری تعریف بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ ۱۲

[3] درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ یہ درود شریف نہ یاد ہو تو جو درود

اور عورت کیلئے "بالمیتۃ" کی ضمیر ۂ کی جگہ ھا پڑھنا چاہیے اور اس دعا کے علاوہ اور دعائیں بھی جنازہ کی نماز میں پڑھنی

روایت ہیں جیسے کہ:- اَللّٰهُمَّ خُصَّ هٰذَا الْمَيِّتَ بِالرَّوْحِ
وَالرَّاحَةِ وَالرَّحْمَةِ وَالْمَغْفِرَةِ وَالرِّضْوَانِ
اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ وَاِنْ كَانَ
مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهٖ اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ
اَمَتِكَ كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ لَا شَرِيْكَ
لَكَ وَيَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ فَقِهٖ
مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ
وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَ
وَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ
وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ
مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ
وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ
وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ
اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ
اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ
وَوَسِّعْ لَهٗ فِيْهِ اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ اَمَتِكَ كَانَ
يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ
لَكَ وَيَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اَصْبَحَ
فَقِيْرًا اِلٰى رَحْمَتِكَ وَاَصْبَحْتَ غَنِيًّا مِّنْ عَذَابِهٖ
تَخَلّٰى مِنَ الدُّنْيَا وَاَهْلِهَا اِنْ كَانَ زَاكِيًا فَزَكِّهٖ

ترجمہ:- خدا وندا اس مردہ کو راحت اور راحت اور رحمت
اور بخشش اور رضا کے ساتھ خاص کر خداوندا اگر یہ پاک ہے تو
اسکی پاکی زیادہ کر اور اگر گنہگار ہے تو گناہوں سے تو درگزر کر
خداوندا تیرا بندہ اور تیرے چھوکرے کا بیٹا گواہی دیتا تھا کہ
تیرے سوا کوئی معبود نہیں کوئی تیرا شریک نہیں اور گواہی دیتا
تھا کہ محمد تیرے بندے اور رسول ہیں تو تو اسکو قبر کے فتنہ اور
دوزخ کے عذاب سے بچا خداوندا اس کو بخش اور اس پر رحم
کر اور سلامت رکھ اور گناہ معاف کر اور اسکی مہمانی اچھی کر
اور اسکی قبر وسیع کر اور پانی اور برف اور اولوں سے اس کے
گناہ دھو اور گناہوں سے اسکو ایسا پاک کر جیسے سفید کپڑا میل
سے صاف ہوتا ہے اور اس کے گھر سے بہتر گھر اور اولاد سے بہتر
اولاد اور جوڑے سے بہتر جوڑا بدل دے اور قبر کے عذاب اور
دوزخ کے عذاب سے اس کو بچا۔ اللہ بہت بڑا ہے اللہ
بہت بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا
ہے اللہ بہت بڑا ہے اور اللہ ہی کو سب تعریف ہے خداوندا اسکی
قبر میں اسکو وسعت دے خداوندا تیرا بندہ اور تیرے چھوکرے کا
بیٹا گواہی دیتا تھا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ایک ہے کوئی تیرا
شریک نہیں اور گواہی دیتا تھا کہ محمد تیرے بندے اور رسول ہیں
وہ تیری رحمت کا محتاج ہوا اور تو اسکے عذاب سے بے پرواہ ہے
وہ اور اہل دنیا سے الگ اگر وہ پاک ہے تو اسکی پاکی زیادہ کر اور اگر

وَاِنْ كَانَ مُخْطِئًا فَاغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا
اَجْرَهٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا
وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا وَاَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْاِسْلَامِ
وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا
وَعَلَانِيَتِهَا جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَهَا اَللّٰهُمَّ
اِنَّ فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ
فَقِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ
الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ وَالْمَجْدِ اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْ لَهٗ
وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ
اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ اَمَتِكَ احْتَاجَ اِلٰى
رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهٖ اِنْ كَانَ
مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا
فَتَجَاوَزْ عَنْهُ اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ اَمَتِكَ
كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ مِنِّيْ اِنْ كَانَ
مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا
فَاغْفِرْ لَهٗ وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ

وہ خطاوار ہے تو اُسکو بخش دے۔ خداوندا ہمکو اُسکے اجر سے
محروم نہ رکھ اور اسکے بعد ہمکو گمراہ نہ کر خداوندا تو اُس کا رب
ہے اور تو نے ہی اس کو پیدا کیا ہے اور تو نے ہی اسلام کی
طرف اس کو ہدایت کی ہے اور تو نے ہی اسکی روح قبض
کی ہے اور تو ہی اسکے چھپے اور ظاہر کا زیادہ جاننے والا ہے
ہم شفیع ہو کر آئے ہیں تو اس کو بخش۔ خداوندا یہ فلانا فلانے
کا بیٹا تیری ذمہ داری اور تیرے قرآن پر متمسک تھا تو اسکو
قبر کے فتنہ اور دوزخ کے عذاب سے بچا اور تو ہی وفا کے
لائق اور قابل حمد وتعظیم ہے خداوندا تو اس کو بخش اور اس پر
رحم کر بیشک تو ہی غفور اور رحیم ہے خداوندا تیرا بندہ اور تیرے
چھوکرے کا بیٹا تیری رحمت کا محتاج ہے اور تو اسکے عذاب سے
بے پروا ہے اگر وہ نیک تھا تو اُسکی نیکی تو زیادہ کر اور اگر گنہگار تھا
تو اُس سے درگزر فرما خداوندا تیرا بندہ اور تیرے چھوکرے کا بیٹا
گواہی دیتا تھا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ تیرے بندے
اور رسول ہیں اور تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے اگر وہ نیک تھا
تو اُسکی نیکی زیادہ کر اور اگر گنہگار تھا تو اُسکو بخش اور ہمکو اُسکے
اجر سے محروم نہ رکھ اور اُسکے بعد ہمکو فتنہ میں نہ ڈال۔

اور اس دعا میں عورتوں کے لیئے "عبدک" کی جگہ "اَمَتُکَ" اور "وابن امتک" کی جگہ پر "وبنت امتک" اور ضمیر مذکر کی جگہ تانیث کی ضمیر پڑھیں اور نابالغ مرد اور عورتوں کے لیے یہ دعا پڑھیں:۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ

(ترجمہ) خداوندا اسکو ہمارا میر منزل کر اور خداوندا اسکو ہمارے
لیے اجر کر خداوندا اسکو شفاعت کرنے والا اور شفاعت قبول کیا گیا کر

لِوَالِدَيْهِ اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّنُصْحًا وَّثِقَلَةً وَّوَسِيْلَةً	خداوندا اسکو اسکے ماں باپ کے واسطے اجر اور میر منزل اور نصیحت
وَّسَلَفًا وَّثَقِّلْ بِهٖ مَوَازِيْنَهُمَا وَاجْعَلْهُ شَافِعًا	اور اعتماد اور وسیلہ اور پیشرو کر اور اسکے سبب انکی میزان بھاری کر اور
مُّشَفَّعًا لَّهُمَا وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ ۔	اسکو انکے واسطے شفاعت کرنیوالا شفاعت قبول کیا گیا کر اور ہمکو اور اسکو بخش

اور مؤنث نابالغوں کے واسطے بضمیر تانیث وصیغۂ تانیث پڑھیں اسکے بعد چوتھی تکبیر اللہ اکبر کہکر سلام[ف۱] پھیر دیں اور بعضوں کے نزدیک چوتھی تکبیر کے بعد سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ پڑھکر سلام پھیر دیں۔ واللہ اعلم۔ اور چند جنازوں پر ایک نماز پڑھنا بھی روا ہے اولیٰ یہ ہے کہ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھی جائے۔ مگر لفظوں میں جہاں کہ واحد کا صیغہ ہے اگر دو جنازے ہوں تو تثنیہ کا صیغہ اور اگر تین یا تین سے زیادہ ہوں تو جمع کا صیغہ پڑھنا چاہیے۔ مثلاً اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُمَا دو کے واسطے اور اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُمْ تین یا چار کے واسطے۔ اگر مرد اور عورت دونوں کے جنازے ہوں تو مرد کا جنازہ امام کے قریب اور عورتوں کا جنازہ قبلہ کی طرف مردوں کے جنازہ کے بعد رکھنا چاہیے۔ اور اگر مرد اور لڑکے اور عورتیں ہوں تو مردوں کے جنازے امام کے قریب اسکے بعد لڑکوں کے اسکے بعد عورتوں کے رکھنا چاہئیں۔ اور نماز پڑھنے کے بعد اگر اور جنازہ آجائے تو اسکی نماز علیحدہ پڑھی جائے اور زیادہ تانیث کی ضمیر کرنا روا ہے اور خنثے کے واسطے غسل اور کفن میں عورتوں کی مثل حکم ہے بلکہ اسکو تیمم کرا دیا جائے اور نماز میں مذکر اور مؤنث کا کوئی فرق نہیں اور بعضوں کے نزدیک تانیث کی ضمیر چاہیے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غائب پر نماز پڑھنا روا نہیں ہے اور جس میت کو بلا نماز پڑھنے کے دفن کر دیا جائے تین روز کے اندر اسکی قبر پر[ف۲] نماز پڑھنی چاہیے۔ اور امام ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسوقت تک نماز پڑھنی چاہیے کہ جس وقت تک قبر میں مردہ گل نہ گیا ہو۔ اور اسی پر اتفاق ہے۔ اور اگر گل جانا ثابت

ف۱ دوسری طرف کو سلام پھیرنے میں میت کی نیت نہ کریں اگر امام پانچ تکبیریں کہے تو مقتدی بھی ٹھہرے رہیں اور امام کیساتھ سلام پھیریں اور اگر کوئی شخص اس وقت آیا کہ امام پہلے تکبیر کہہ چکا ہے تو یہ شخص منتظر رہے جب امام دوسری تکبیر کہے تو اسکے ساتھ تکبیر کہکر نماز میں شریک ہو اور جب امام فارغ ہو تو یہ شخص جنازہ کے اُٹھنے سے پہلے وہ تکبیر جو اسکو نہیں ملی ہے کہہ لے اگر دو یا تین تکبیریں جاتی رہیں تو بھی یہی حکم ہے اور اگر امام چاروں تکبیریں کہہ چکا ہے مگر سلام نہیں پھیرا ہے تو امام کے ساتھ داخل ہو اور جنازہ اُٹھنے سے پہلے برابر تین تکبیریں کہہ لے اور دعا نہ پڑھے۔ اگر امام نے تین تکبیریں کہکر بھولے سے سلام پھیر دیا تو مقتدی چوتھی تکبیر کہکر سلام پھیرے۔ ۱۲

ف۲ میت کے گل جانے کا خیال موسم گرما میں ایک روز اور سرما میں تین روز اولیٰ ہیں ۱۲

ہو یا گل جائے کا شک ہو تو نماز نہ پڑھنی چاہیے اور شہید جو دھار والے آلہ سے مارا جائے اور زخم پہنچنے کے بعد کوئی کام زندگی کے متعلق کھانے پینے اور تھوڑی دیر حواسوں کے ساتھ جینے کے اور وصیت کرنے اور دوا ہونے کے اُس سے نہ ہوا ہو تو اُسکو غسل نہ دیا جائے اور اُسی کے لباس میں اُس پر نماز پڑھیں۔ البتہ جو لباس کفن کے مخالف ہو اُسکو دور کر دیا جائے مثل پاجامہ اور پوستین وغیرہ کے اور اسکی جگہ ازار لفافہ وغیرہ زیادہ کرا دیے جائیں اور جس شہید کے جسم کا زیادہ حصہ نصف جسم یا سر پایا جائے اُس پر نماز پڑھی جائے اور جس شہید کا جسم بالکل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہو اور کوئی عضو سالم نہ رہا ہو وہ بے نماز پڑھے دفن کیا جائے جنازہ کی نماز مسجد میں بلا عذر مکروہ ہے اور بعذر جائز ہے۔ کہ مثلاً مسجد کے قریب اور جگہ نماز کے لائق نہیں یا بارش وغیرہ کا عذر ہے بعد نماز جنازہ کے اسقاط دینی بہتر ہے۔ اسقاط میں یہ الفاظ کہے کہ اس میت کے ذمہ جو فرائض یا واجبات رہگئے ہیں اور اب یہ اُنکے ادا کرنے سے عاجز ہے لہٰذا اُنکے عوض میں بطریق اسقاط یہ قرآن شریف یا اور جو شئے ہو دی جاتی ہے +

دفن میت کا بیان

اوّل قبر کا ہو درج زانو تک گہراؤ میں کھودا جائے اور اس سے کم روا نہیں ہے اور اس سے زیادہ کمر تک زیادہ ہو درج کھودنا جائز ہے۔ اسکے بعد قبلہ کی جانب بغل میں قبر کھودی جائے اس طور پر کہ اُسکی چھت بھی زمین ہی کی ہو اور اُس کا گہراؤ کمر تک یا سینہ تک ہونا چاہیے۔ اور اگر زمین خراب ہو یا جگہ تھوڑی ہو تو قبر شق کھودنا بھی جائز ہے کہ جسکو صندوقی قبر کہتے ہیں اُسکا طریقہ یہ ہے کہ اوّل ہو درج کھودا جائے اور اندر سے عمق مذکورہ رکھا جائے اور اگر زمین ریتلی ہو اور بے اعانت قرار نہ پا سکے تو چوکھٹا لگا کر بنانا بھی درست ہے اور میت کو صندوق میں رکھکر دفن کرنا بھی روا ہے اور اگر ضرورت ہو تو کچی اینٹ سے اور کچی اینٹ نہ ملے تو تختہ سے عمارت کرنا اور لیسنا بھی روا ہے۔ اور دفن کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ جنازہ اُٹھا کر قبر سے قبلہ کی طرف کو رکھیں اور اُس جگہ سے قبر میں رکھیں یا جنازہ پائین قبر میں رکھکر اس طرف سے قبر میں رکھیں اور سرہانے کی طرف سے اور قبر کے پیچھے سے بھی جنازہ قبر میں رکھنا روا ہے۔ اور چاہیے کہ تین آدمی میت کو اُٹھائیں۔ ایک آدمی پٹکا کمر میں ڈالے اور دو آدمی سرہانے اور پائنتی کی طرف کھڑے ہو کر دونوں طرف کے بندھن پکڑیں اور ایک آدمی جو قبر کے ہو درج میں کھڑا ہو کمر کا پٹکا پکڑے اور تین آدمی جو قبر کے اندر کھڑے ہوں آہستگی سے میت کو لیکر نرمی سے اور عزت کے ساتھ قبر میں لٹائیں اس طور سے

کہ اگر سیدھے پہلو پر ہو تو منہ قبلہ کی طرف رہے اور اُسکے بندھن کھولدیں اور میت کے سر کے نیچے اور اُلٹے شانے
اور کمر کے نیچے بڑے بڑے ڈھیلے رکھدیں کہ جس سے سیدھے پہلو پر سونے کی شکل میت ہو جائے اور عورتوں کے لیے
چاروں طرف قبر کے پردہ کرکے میت کو قبر میں رکھیں[۵۱] اور بند کھولکر باہر آجائیں اور قبر کے منھ پہ تختے[۵۲] لگائیں اس طور سے
کہ درز نہ رہے اور اگر درز رہے تو مٹی سے بند کردیں اور ہر کام میں بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَبِسْمِ اللّٰهِ
عَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ پڑھتے رہیں۔ اسکے بعد حاضرین سے ہر ایک آدمی ایک ایک لپ مٹی تین تین بار
قبر میں ڈالیں اور مٹی ڈالنے کے وقت اول مرتبہ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ کہے اور دوسری مرتبہ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ
اور تیسری مرتبہ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى پڑھیں اسکے بعد باقیماندہ مٹی سے قبر کوہان پشت بنائیں اور قبر کو
برابر چوڑا کرنا مکروہ ہے اور قبر کے تختے پتھر یا کچی اینٹ یا بانس کے ہوں اور مجبوری کی حالت میں لکڑی کے تختے دینا
بھی روا ہیں اور پکی اینٹ بلا عذر قبر کے اندر لگانا مکروہ ہے اور قبر کے منھ پر بغیر تختے وغیرہ رکھنے کے میت پہ مٹی[۵۳]
ڈالکر قبر بنا دینا ناروا ہے اور غضب الٰہی کا سبب ہے، اور درستی قبر کے بعد اُسپر پانی چھڑکنا مستحب ہے، اور قبر باہر سے
پکی بنانا نشان باقی رہنے کے واسطے مباح ہے اور عام لوگوں کی قبر پر گنبد وغیرہ بنانا ممنوع ہے مگر بزرگان
دین اور علماء باعمل اور اولیاء کامل اور بادشاہان عادل کی قبروں پر شوکت اسلام اور اُنکے اعزاز کے لیے
گنبد بنانا جائز ہے۔ اور قبر کے سرہانے اور پائنتی ایک ایک شاخ سبز مع پتوں کے کھڑی کرنا چاہیے کہ حدیث
شریف میں آیا ہے کہ ایک روز پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قبر کی طرف گزرے اور وہاں تھوڑا قیام فرمایا
بعد اسکے ایک شاخ سبز خرمے کی دو ٹکڑے کرکے قبر کے سرہانے اور پائنتی کھڑی فرمادی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں
سے کسی نے دریافت کیا تو ارشاد ہوا کہ سبز پتے جب تک کہ خشک نہ ہو جائیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں اور یہ صاحب قبر

۵۱ جو شخص عورت کو قبر میں اُتارے وہ محرم ہو یعنی جس سے اُس کا نکاح حالت حیات میں ہونا ناجائز ہو۔ ایسا شخص میسر نہ آئے تو میت کا خاوند اُتارے اور خاوند نہ ہو تو کوئی بڑا بوڑھا آدمی اُتارے۔ اور وہ میسر نہ ہو تو جوان صالح۔ اور اگر سب یکساں ہوں تو لڑکا جو قریب بلوغ ہو وہ قبر میں اُتارے اور ضرورت کے وقت یہ سب عذر اُٹھا دینا درست ہیں کیونکہ جس طرح ہو دفن میں جلدی کرے ۱۲

۵۲ مرد کو تختہ پائین سے دیں اور عورت کو سرہانے سے ۱۲

بوجہ اپنے بعض اعمال کے عذاب میں تھا ہیں شاید ہو کہ برکت تسبیح پتوں سے عذاب تخفیف ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے ایسا ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تازے سبز پتوں کا مومنوں کی قبر پر ہونا عذاب کے کم ہونے کا سبب اور صاحب قبر کی خوشی کا باعث ہوتا ہے اسلئے قبروں پر پھول چڑھانا اور گھاس وغیرہ جمانا مستحسن ہے اور لازم ہے کہ جب پھول اور گھاس وغیرہ خشک ہو جائے تو قبر پر سے جھاڑ ڈالیں اور قبروں کو گرد اور غبار سے صاف رکھنا چاہیئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو چیزیں زندوں کو تکلیف دیتی ہیں اور وہ اہل قبور کو بھی تکلیف دیتی ہیں اور قبر اُسکی متعلقین کے لیئے مثل جسم کے ہے۔ اور خاصکر اُن روحوں کے واسطے جنکی قبریں ہوں چنانچہ روایت ہے کہ ایک شخص نے جنت البقیع کی کسی قبر پر پاؤں رکھدیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کر تو نہیں جانتا کہ اگر تیرا سینہ کوئی پامال کرے تو تجھکو کیسا معلوم ہوگا۔ کیونکہ اہل قبور ایذا پاتے ہیں اُس شے سے کہ جس سے اُنکو ایذا دی جاتی ہے اور دفن کرنے کے بعد سورۂ بقر مفلحون تک قبر کے سرہانے اور لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے خاتمہ تک قبر کی پائنتی پڑھیں کہ سبب مغفرت اور سہولت جواب نکیرین کا ہے اور سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص اور درود شریف دس دس بار پڑھنا ثواب میت کا سبب ہے اور سورۂ مزمل اور سورۂ یٰسٓ یا سورۂ ملک قبر کے نزدیک پڑھنا وبار قبر کے دور ہونے کا سبب ہے اور صلحا کے مقبروں اور قبروں کے قرب میں دفن کرنا بلاشبہ میت کی مغفرت کا سبب ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص صالح کے ذریعہ سے اُسکے قریب کے چالیس آدمیوں کی مغفرت ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہزار آدمی اور دوسری روایت میں لاکھ آدمی کی مغفرت وارد ہے اور درست یہ ہے کہ بخشے جانیوالوں کی مقدار اُس صالح کے مرتبہ کے موافق ہوگی اور دفن کرنے کے بعد میت کی قبر کو کھولنا مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر بلا اجازت کسی کی زمین میں دفن کردیا جائے تو زمین کے مالک کو اپنی زمین سے علیحدہ کرا دینا درست ہے اور میت کے وارثوں کو دوسری جگہ دفن کردینا لازم ہے اور اگر مسلمانوں کی قبریں کھودی جائیں اور ہڈیاں برآمد ہوں تو پاک کپڑے میں لپیٹ کر محفوظ جگہ میں دفن کردیں اور اگر مردہ سالم نکلے اور کفن بھی سالم ہو تو اُسی کفن میں دوسری جگہ دفن کردیں اور اگر کچھ کفن گل گیا ہو تو پورا کرکے دفن کریں اور اگر تمام کفن گل گیا ہو تو نیا کفن دیکر دفن کریں اور نماز کا اعادہ نہ کریں۔ اور جنازہ کا ایک ملک سے دوسرے ملک میں لیجا کر دفن کرنا جائز ہے اور جہاں مرا ہے وہاں دفن کردینا مستحب ہے اور قبروں کا نشان جاتے رہنے کے بعد یا چار برس کے بعد اُنپر مکانات بنانا اور تصرف کرنا جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

خاتمہ تعزیت کے بیان میں

صاحبِ میت کے دوستوں اور اقربا کو چاہیے کہ تین روز تک صاحبِ میت کی تسلی اور تشفی میں مشغول رہیں اور تین روز گزر جانے کے بعد تعزیت حرام ہے اور اگر اقربا یا احباب میں سے کوئی سفر میں تھا اور میت کی خبر پائے تو تسلی اور تشفی میں تعزیت کا خط جھوٹ اور تصنع سے خالی ہو بھیجنا مسنون ہے اور تعزیت کے لکھنے کے لیے کوئی مدت معین نہیں ہے۔ صاحبِ میت کے مکان پر تین روز تک کھانا بھیجنا مسنونات سے ہے اور تعزیت کے تین روز کے اندر صاحبِ میت کے گھر سے کھانا کھانا حرام یا مکروہ تحریمی ہے اور اگر کوئی شخص تعزیت کے واسطے آیا ہوا ہے اور اسکا مکان اتنے فاصلہ پر ہے کہ کھانا کھانے کے وقت تک اپنے مکان پر پہنچنا دشوار ہے اسکو صاحبِ میت کے گھر کا کھانا کھانا روا ہے اور صاحبِ میت کو مقید ہو کر تعزیت کے واسطے بیٹھنا حرام ہے[1] اور بال پریشان کرنا اور منھ نوچنا اور سینہ اور پاؤں کوٹنا اور چیخنا اور نوحہ کرنا حرام ہے۔ اور سوگ کرنا یعنی آپ کو کاروبار سے باز رکھنا اور ترکِ زینت کرنا اور تعزیت کا ارادہ کر کے آمد و رفت سے بند ہو جانا مرد اور عورت سب کو حرام ہے لیکن عورتوں کو اپنے شوہروں کا چار مہینے اور دس روز تک عدت اور سوگ کرنا واجب ہے۔ اور ابتدا عدت کی بعد وفات سے ہے یعنی اگر کسی عورت کا خاوند سفر میں مر گیا اور عورت کو حال معلوم نہ ہوا تو اسکی عدت بعد حال معلوم ہونے کے اُسی تاریخِ وفات سے لگائی جائیگی اور اپنے رہنے ہی کے مکان میں مقید رہیں۔ اور اگر کسی دوسرے مکان پر شوہر کا انتقال ہو تو عورت اپنے اصلی مکانِ سکونت میں عدت کرے نہ اُس جگہ جہاں شوہر فوت ہوا ہے۔ اور اگر مکان کے گرنے کا خوف ہو یا عورت کو اپنے مال تلف ہونے کا خوف ہو تو مکان بدل لینے میں کچھ مضائقہ نہیں اور اگر عورت و مرد سفر میں ہوں کہ مرد مر گیا اور عورت کے شہر تک مدتِ سفر کا راستہ نہیں تو یہ اپنے شہر کو جائے خواہ جنگل میں ہو یا شہر میں خواہ اسکے ساتھ محرم ہو یا نہ ہو اور اگر درمیان میں مدتِ سفر ہو تو اگر عورت جنگل میں ہے تو شہر کو واپس آئے اور اگر شہر میں ہے تو بغیر محرم وہاں سے نہ جائے اور محرم کے ساتھ صاحبین کے نزدیک اُس شہر سے نکل سکتی ہے اور امام صاحب کے نزدیک نہیں۔ زینت اور خوشبو ترک کریں اور حنابندی نہ کریں اور دروازہ پر نہ آئیں اور سرمہ نہ لگائیں لیکن مرض اور حفظِ بصر کی ضرورت میں سرمہ لگانا جائز ہے اور

[1] اگر اہلِ مصیبت کو کسی گھر یا مسجد میں اس غرض سے بیٹھنا کہ اُسکے پاس تعزیت کے واسطے لوگ آئیں جائز ہے۔ ۱۲

اور اسی طرح خشکی رفع کرنیکو اور ضرر حواس کے خیال سے بوکا روغن سر میں ڈالنا روا ہے اور اپنے خورد و نوش کے
سامان مہیا کرنے کے واسطے اُس حالت میں کہ کوئی دوسرا کفیل نہو باہر آنا روا ہے اور شب کو اُسی رہنے کے
مکان میں رہنا چاہیے[۱] اور نوحہ گری سبب معاش بنانا لعنت الٰہی کا باعث ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے
[۲] لَعَنَ اللّٰهُ النَّائِحَةَ اور کسی کو کسی ایسی مصیبت کی کہ جس سے صدمہ ہو یکا یک خبر کرنا مکروہ ہے بلکہ چاہیے کہ اُسکو
اوّل تسکین دیکر بتدریج مصیبت سے خبر کرے اور مصیبت سننے کے وقت صاحب میت کو [۳] اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ
رَاجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ کہنا چاہیے
اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر اپنی مصیبت کے وقت [۴] اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ
فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا پڑھے اللہ تعالیٰ اُسکو نعم البدل عوض اوّل سے عطا کریگا اور اسکے
گناہ بخشدیگا۔ اور تیجا۔ دسواں۔ بیسواں۔ تیسواں۔ چالیسواں۔ چھ ماہی۔ برسی صرف شہرت کے خیال پر دکھانے
کے واسطے کرنا بُرا ہے میت کے دفن ہونے سے پہلے قرآن شریف اور کلمہ طیبہ کا ختم پڑھوا کر میت کی روح
کو اُسکا ثواب بخشیں[۵] اور سوم کے دن بھی چند آدمی جمع ہو کر ختم قرآن شریف کا کریں مگر آداب قرآن شریف کے
فوت نہوں یعنی پاروں کو بے وضو لوگوں کے ہاتھ میں بلا غلاف نہ دیں اور بلند آواز سے نہ پڑھیں اور اگر ایک آدمی
بلند آواز سے پڑھتا ہو تو دوسرے خاموش سنتے رہیں اور تلاوت قرآن شریف کا ثواب اُنکی روح کو پہنچائیں
اور خیرات کریں اور بھوکوں کو کھانا کھلائیں بلکہ بوجہ نقل علما ار و صالحین کے یہ امور مستحسن ہیں اور کٹورے وغیرہ میں
پھول رکھنا بوجہ مشابہت اہل مجوس کے ممنوع ہے اور ایام مذکورہ میں آیات قرآنی اور درود وغیرہ کی تلاوت کا

[۱] اور اگر وہ مکان شوہر کا نہو اور اُس میں رہنے سے کوئی مانع ہو تو اپنے شوہر کے اقربا کے مکان میں رہیں اور ایسا مکان بھی
اگر نہ ہو تو اپنے والدین کے مکان میں ایام عدت بسر کریں اور اگر سفر میں انتقال ہوا اور وہاں رہنا دشوار ہو تو جس رشتہ دار
سے نکاح جائز نہو اُسکے ساتھ وطن کو واپس آنا جائز ہے۔ ۱۲ [۲] اللہ نے نوحہ کرنے پر لعنت کی۔ ۱۲

[۳] (ترجمہ) ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اُسکی طرف جانیوالے ہیں اُن پر اللہ کی مہربانیاں ہیں اور رحمت اور وہی سیدھی راہ پانیوالے ہیں۔ ۱۲

[۴] (ترجمہ) یا اللہ میری مصیبت میں مجکو اجر دے اور اسکے پیچھے اس سے بہتر مجھے دے۔ ۱۲ [۵] یہ بھی لکھا ہے اور معمول صلحا ہے کہ ساڑھے بارہ ہزار
نحو و یہ جملی تعداد سوا لاکھ قرار دی ہے کلمہ طیبہ پڑھکر اُسکا ثواب میت کو بخشتے ہیں یہ سبب مغفرت میت ہے۔ ۱۲

ثواب پہنچانا اور کھانا کھلانا اور پوشیدہ طور پر بلا اعلان دیگر خیرات کرنا بشرطیکہ عورتوں کو جمع نہ کیا جائے روا ہے۔ ان ایا
میں اشعار اور راجوں کا حصول ثواب کے واسطے روایتوں میں آیا ہے۔ بزرگوں کے مقبروں اور عرسوں میں آیا
قرآنی کی تلاوت و کثرت ذکر اور درود شریف کا پڑھنا بسبب شوکت اسلام کے مباح ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع
والمآب +

مسائلِ ملحقہ

نقد یا پکا ہوا کھانا یا غلہ قبل تجہیز و تکفین مکان پر یا جنازہ کے ساتھ لیجا کر قبر پر محتاجوں کو بغرض ایصالِ ثواب تقسیم
کرنا درست ہے کہ احادیث میں سات روز تک میت کی طرف سے تصدق کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے اور آ
وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اسکی مؤید ہے۔ اگر نمود کے واسطے کریگا تو بے سود ہے میت کو مطلق نفع نہ پہنچ
مرنے کے بعد خویش و اقارب وغیرہ کو مستحب ہے کہ سوم کی فاتحہ تک میت کے گھر والوں کو کھانا پکا کر بھیجیں کہ انکو مصیبت
سبب سے کھانا پکانے کی فرصت نہیں ہوتی ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جب حضرت جعفر
کا انتقال ہوا تو فرمایا کہ جعفرؓ کے گھر والوں کے لیے کھانا بھیجو کیونکہ وہ اپنی مصیبت میں مشغول ہیں۔ اور بہتر یہ ہے کہ ا
کھانے کو سوائے اہل مصیبت یا اُس اجنبی کے جو تجہیز و تکفین میں مشغول ہو اور کوئی نہ کھائے اور مرنے کے بعد
لوگ میت کے گھر جا کر اور رات دن رہکر حقہ پان کھانے پینے سے اہل مصیبت کو زیر بار کرتے ہیں اور مصیبت
مصیبت انکی بڑھاتے ہیں۔ اور یہ وزر سوم بجائے صدقہ و خیرات محض رسم کے سبب سے برادری کا کھانا تقسیم
جاتا ہے۔ یہ سب گناہ اور فضول ہے میت کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک قسم کی ضیافت ہے۔ اور اہل
مصیبت سے ضیافت لینا نہیں چاہیے۔ ضیافت شادی میں لی جاتی ہے نہ ماتوں میں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمان
کو ان رسوم بد اور بدعات سے بچائے۔ میت کی تعزیت اور ماتم پرسی کے واسطے اہل میت کے پاس جانا اور میت
کے واسطے دونوں ہاتھ اُٹھا کر فاتحہ اور دعا سے اور اہل مصیبت کے لیے دعائے حصولِ صبر کرنا مستحب ہے لیکن کا
کی تعزیت کسی وقت جائز نہیں۔ تعزیت تین دن کے اندر ایکبار کرنی چاہیے۔ ایکبار سے زیادہ اور تین دن کے بعد
ماتم پرسی مکروہ ہے البتہ اگر تعزیت کرنیوالا یا اہل مصیبت کہیں دور ہوں تو جب میسر آئے تب تعزیت کرنا چاہ
اور تعزیت کے لیے تین دن تک گھر میں بیٹھنا جائز ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت جعفر
طالب اور زید ابن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی خبر شہادت کی سُنی تو مسجد میں بیٹھے اور آدمی آ

تعزیت کرتے تھے مرنے کے بعد قبل دفن اور مرنے سے تیسرے روز فاتحہ سورۂ اخلاص وغیرہ پڑھنا اور اکرام قاریان کے لیے فرش بچھانا تنگی جگہ کے واسطے خیمہ وغیرہ کھڑا کرنا خوشبو جلانا شیرینی کھانا[1] وغیرہ تقسیم کرنا لوگوں کے گھر بھیجنا اس دعوت کا قبول کرنا اور تعزیت کے لیے سوم کے روز جمع ہونا درست ہے اور میت کے لیے موجب ثواب۔ حافظوں کو نوکر رکھکر میت کی قبر پر مقرر کرکے کلام مجید پڑھوانا درست ہے۔ میت کی روح شب برات شب عرفہ شب جمعہ ... دسویں روز اپنے گھر آتی ہے۔ پس ان ایام میں فاتحہ اور خیرات اُن کے لیے کرنا چاہیے اوپر سے پکی قبر بنانا بلا کراہت جائز ہے۔ درمختار میں ہے کہ اگر کچے چوکوں کے اوپر پکی قبر بنائے تو مکروہ نہیں اور گنبد بنانے کا بھی صاحب درمختار نے فتویٰ دیا ہے اسی طرح چار دیواری اور چبوترہ اور گنبد کا بنانا بھی اگر زینت قبر کے لیے نہو بلکہ بہ نیت نماز یا زائروں کے بیٹھنے کی غرض سے بنائے تو شرعاً کچھ برا نہیں جیسا کہ چلپی شرح مشکوٰۃ اور حاشیہ میر جلال الدین میں لکھا ہے۔ اگر قبر کو اصلی حالت پر کچا رکھا جائے تو اور بہتر ہے۔ جو مٹی قبر سے نکالی جائے وہی اُس پر ڈالدی جائے اُس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے۔ کچی اینٹوں کو لیس شریف سے دم کرکے قبر بنانا اور بیری کے تختے اوپر ڈالنا اچھا ہے اور موجب ثواب۔ تبرکات شریفہ کا قبر میں سرہانے کی طرف طاق میں رکھنا باعث اور وسیلۂ نجات ہے۔ جنازہ کو چارپائی پر رکھکر اُسکی نماز پڑھنا اور کلمۂ طیبہ جنازے کے ساتھ آہستہ آہستہ پڑھتے جانا درست ہے قبر میں میت کے نیچے فرش بچھانا منع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیچے جو قبر شریف میں چادر بچھائی گئی تھی وہ آپ ہی کے لیے خاص تھی۔ مریض جب اِس حالت کو پہنچے کہ امید زندگی کی نہ رہے۔ اور قریب ہونا موت کا ثابت اور متحقق ہو تو رونا پیٹنا اور نوحہ اور

[1] ملا علی قاری فتاوائے رد جزری میں روایت لکھتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے تیسرے روز ابو ذر آپ کے پاس اونٹنی کا دودھ اور جو کی روٹی لیکر حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے رکھدیا تو آپ نے ایک بار الحمد اور تین بار قل ہو اللہ اور اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَنْتَ بِھَا اَھْلٌ وَھُوَ لَھَا اَھْلٌ پڑھی پھر ہاتھوں کو اٹھایا اور منھ پر پھیرا پھر ابو ذر کو اُسکے تقسیم کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس سب کا ثواب میرے بیٹے ابراہیم کو پہنچے۔ اِس روایت سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔ اول تیسرے روز طعام پکنا۔ دوسرے کھانے سے پہلے فاتحہ دینا تیسرے ہاتھوں کا اُٹھانا اور منھ پر پھیرنا چوتھے اُس کھانے کا تقسیم کرنا۔ پانچویں اُس کا ثواب مردہ کی روح کو پہنچانا - ۱۲

بیان کرنا ہرگز روا نہ رکھیں اور جن لوگوں کے ساتھ اُسکو تعلق ہے جیسے زن و فرزند سو اُنکو اُسکے روبرو نہ لائیں اور جو وہ خود بخود اُن کو یاد کرے تو ایک دو بار سامنے لانا مضائقہ نہیں اور کلمۂ استغفار آواز بلند بار بار اُس کے آگے پڑھتے رہیں تاکہ وہ بھی از خود یاد کرکے آپ کہنے لگے لیکن اُس سے تاکید نہ کہیں کہ کلمۂ استغفار پڑھ کیونکہ شاید نزع کی سختی ہیں اور کلمہ نامناسب انکار وغیرہ کا بول اُٹھے۔ اگر ایک بار اُس نے کلمۂ شہادت پڑھ لیا پھر دوبارہ اُسکے آگے تلقین کی حاجت نہیں۔ مگر اُس صورت ہیں کہ بعد اُسکے اور کلام کرے تو البتہ تکرار کی حاجت ہے اور اسی طرح اُسکے آگے قبر کی وحشت اور حساب کا خوف اور قیامت کی سختیاں بیان نہ کریں بلکہ رحمتِ الٰہی کی وسعت اور گناہوں کی مغفرت اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفاعت اور ذکر ارواحِ صالحین اور پیرانِ طریقت کا اُسکے آگے بیان کریں اور گنہگاروں کے گناہ معاف کرنے کا اور اعمال کے قبول ہونے کا ذکر کریں تاکہ خوف پر اُسکے رجا غالب ہو جائے اور اُس وقت جو کچھ وصیت کرے اُسکو خوش دلی سے قبول کرکے ضامن ہو جائیں کہ بیشک تمہاری وصیت کو ہم بجا لائینگے تاکہ اُسکی خاطر متردد نہو اور اُسکے سامنے سورۂ الحمد اور سورۂ یٰسٓ اور سورۂ اخلاص پڑھیں اور سورتوں اور آیتوں کا ذکر گاہ گاہ کرتے رہیں جب میت کو قبر میں رکھیں تو قبر کے کنارے کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ نَزَلَ بِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ مُنْزَلٍ بِهٖ اَخْلَفْتَ ظَهْرَهٗ فَاجْعَلْ مَا قَدَّمَ عَلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَلَفَ اِنَّكَ قُلْتَ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ۔	ترجمہ۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ کی راہ میں اور رسول اللہ کی ملت پر یا اللہ تیرا بندہ تیرے پاس آیا اور تیرے پاس بہتر جگہ ہے۔ پس جسکی طرف آیا ہے اُسکو بہتر کر اُس سے جو چھوڑا ہے تو نے فرمایا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کے لیے بہتر ہے۔

جو کوئی یہ دعائے مذکور مردہ کو گور میں رکھتے وقت پڑھے تو اللہ تعالیٰ منکر نکیر کا جواب اُس پر آسان کرتا ہے اور ضغطہ گور میں تخفیف ہوتی ہے۔ اور گور کی تاریکی روشن ہو جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت تم میں سے کوئی مر جائے پھر تم اُسے قبر میں دفن کر چکو تو چاہیے کہ تم میں سے کوئی شخص اُسکی قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے یا فلان ابن فلانہ یعنی اسے فلانے فلانی عورت کے بیٹے تو وہ مردہ سنتا تو ہے لیکن جواب نہیں دے سکتا

پھر چاہیے کہ وہ شخص دوسری بار پھر کہے یا فلان ابن فلانہ تو وہ مردہ سیدھا اُٹھ بیٹھتا ہے۔ پھر چاہیے کہ وہ شخص تیسری بار پھر کہے یا فلان ابن فلانہ تو وہ مُردہ کہتا ہے ارشدنا رحمک اللہ۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اُس مردہ کے بولنے کی خبر تم کو نہیں ہوتی۔ پھر چاہیے کہ وہ شخص مردہ سے مخاطب ہو کر کہے :۔

اُذْكُرْ مَا خَرَجْتَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّكَ رَضِيْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيًّا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا۔	(ترجمہ) اُس چیز کو یاد کر جس پر تو دنیا سے نکلا ہے یعنی اسکی گواہی پر کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اُسکے نبی اور رسول ہیں اور تو اللہ کے رب ہونے اور محمد علیہ السلام کے نبی ہونے اور قرآن کے امام ہونے سے راضی تھا۔

بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب وہ کہنے والا یہ تلقین کہہ چکتا ہے تو منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتا ہے کہ چل ہمارے ساتھ اب تو کیا کریگا۔ اِس شخص نے اسکو تلقین کر دی۔ یاروں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ اگر میت کی ماں کا نام یاد نہو تو کیا کہیں فرمایا تو حضرت حوا کی طرف منسوب کر کے کہیں یا فلان ابن حوا رضؓ۔ اور بعد دفن میت کے پہلی رات کو میت کی نجات کے واسطے صلوٰۃ الحول پڑھنا چاہیے۔ عورتوں کو مثل مردوں کے قبر شریف کی زیارت کرنی درست ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں حضرت مسلم سے روایت ہے :۔

عورتوں کو زیارت قبور درست ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَيْفَ اَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُوْلِيْ السَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ۔	(ترجمہ) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا اے رسول اللہ میں کس طرح کہوں آپ نے فرمایا یوں کہو کہ شہر والوں پر مومنین اور مسلمین سے سلام اور اللہ ہم سے پہلوں اور پچھلوں پر رحم کرے اور ہم انشاء اللہ (تعالیٰ) تم سے ملنے والے ہیں۔

اہل قبور سے بطریق دعا حاجت چاہنا درست ہے اور بعض کے نزدیک قبر کے گرد پھرنا بھی درست ہے جیسا کہ مطالب المومنین میں لکھا ہے :۔ وَاِنْ كَانَ قَبْرُ عَبْدٍ صَالِحٍ يُمْكِنُ عَنْ يَطُوْفَ حَتّٰى لَهٗ ثَلٰثًا اَوْ سَبْعًا۔

اہل قبور سے طلب حاجات و طواف قبر درست ہے

وَاِنْ كَانَ قَبْرُ عَبْدٍ صَالِحٍ يُمْكِنُ عَنْ يَطُوْفَ حَتّٰى لَهٗ ثَلٰثًا اَوْ سَبْعًا۔	(ترجمہ) اور اگر نیک بندے کی قبر ہو ممکن ہے کہ اُسکے گرد تین یا سات بار پھرے۔

اور مولینا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نفحات القدس میں شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ سے طواف قبر کا جواز تحریر

فرمایا ہے اور قبر پر بوسہ دینا بھی جائز ہے۔ مطالب المؤمنین میں لکھا ہے کہ لَا بَاْسَ بِتَقْبِیْلِ قَبْرٍ یعنی قبر پر بوسہ دینے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ اور حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ بسبب شروع ہونے بوسہ حجر اسود کے ہر مستحق تعظیم کا بوسہ خواہ آدمی ہو یا غیر آدمی جائز ہے۔ اور حضرت بلال رضؓ نے جب ملک شام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور مزار مبارک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوئے تو اپنا منہ قبر مبارک سے ملا۔ اسی طرح بی بی فاطمہؑ مزار مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوئیں اور قبر مبارک سے تھوڑی سی مٹی لیکر اپنی آنکھوں سے ملی اور روئیں اور یہ شعر پڑھے ؎

مَاذَا عَلٰى مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدَا　　اَنْ لَا یَشَمَّ مُدَى الزَّمَانِ غَوَالِیَا

جس نے تربت احمدؐ کی خاک سونگھی ہو اُسپر کیا ہے　　یہ ہے کہ عمر بھر کوئی خوشبو نہ سونگھے

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا　　صُبَّتْ عَلَى الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

مجھ پر وہ مصیبتیں پڑی ہیں کہ اگر　　روز روشن پر پڑیں تو رات ہو جائے

اور مقصود ان سب افعال و اقوال سے احترام اور تعظیم ہے۔ اور قبر کے گرد روشنی کرنا اُسپر غلاف ڈالنا اور پھولوں کی چادر جنازہ یا قبر پر ڈالنا درست ہے۔ اس واسطے کہ ہر سبز چیز کے پھولوں کی تسبیح سے مردہ کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے اگر قرآن شریف پڑھنے والوں کی تعظیم کے واسطے شامیانہ یا خیمہ قبر پر کھڑا کرے تو شرعاً عدم جواز کی وجہ اور کوئی برائی نہیں معلوم ہوتی اور قبر پر شیرینی لیجا کر اللہ تعالیٰ کی نذر کرے اور اُس کا ثواب اُس بزرگ کی روح کو بخشے اور فقرائے زیارت اور مجاورین مزار پر انوار اس بزرگ کو تقسیم کر دے تو جائز ہے۔

قبر پر بوسہ دینا جائز ہے

قبر کے گرد روشنی کرنا اس پر غلاف ڈالنا پھولوں کی چادر ڈالنی درست ہے

فاتحہ و خیرات کا طریق

کھانے اور شیرینی وغیرہ پر قبل تقسیم بغرض ایصال ثواب بطریق مندرجہ ذیل فاتحہ دینا دلانا سنت ہے اور سلف سے اکابرین اور صوفیہ کرام رضؓ کا معمول چلا آتا ہے اس پر مواظبت ضرور ہے اس کا ترک کرنا مناسب نہیں اسمیں سراسر نفع ہے دو طرح کے ثواب کا ہدیہ ہے۔ ایک اُس شے کا۔ دوسرے کلام الٰہی کا۔ اس طریقہ پسندیدہ سے باز رکھنا منع کرنا جاہل کا کام ہے۔ طریقہ فاتحہ یہ ہے کہ مؤدب ہو کر قبلہ رو پاک جگہ مصلی وغیرہ پر بیٹھے اُس شے کو سامنے رکھے ڈھکی نہو۔ اوپر سے کپڑا وغیرہ ہو تو الگ کر لے۔ کھانا یا شیرینی وغیرہ سامنے رکھکر فاتحہ دینے کے واسطے چند سندیں ہیں ایک تو حدیث ام سلیم کی جسکو بخاری و مسلم نے روایت کیا جسکے آخر میں یہ ہے کہ وہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گرسنگی کا

حال معلوم کرکے چند جَو کی روٹیاں پکاکر لائیں تو آپ نے اُن روٹیوں کو ملیدہ کی طرح توڑوایا اور جو کچھ اُسکے برتن میں گھی لگا ہوا تھا وہ ان پر ٹپکا دیا۔ پھر آپنے کچھ الفاظ از قسم دعا پڑھے پھر دس دس آدمیوں کو بُلا کر کھلانا شروع کیا اسّی آدمیونکو پیٹ بھر کر کھلا دیا۔ پھر حضرتؐ نے آپ اور ام سلیم کے گھر والوں نے کھایا اور بچ بھی رہا۔ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ آپ نے کھانا سامنے رکھکر دعا یا جو کچھ چاہا پڑھا۔ دوسرے حضرت انس کی جس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا کہ انسؓ فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے ایک بادیہ میں کھانا کھجور اور گھی وغیرہ کا مرکب بنایا ہوا بھیجا جب وہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے اُس پر کچھ پڑھا۔ پھر حضرت دس دس آدمیوں کو بُلاتے گئے اور وہ کھانا کھاتے گئے قریب تین سو آدمیوں کو کھلایا پھر مجھ سے فرمایا اے انس اپنا بادیہ اُٹھا لے میں نے جو اُٹھایا تو حیرت میں ہو گیا جب میں لایا تھا آیا اُس وقت اِس میں کھانا زیادہ تھا یا اب زیادہ ہے۔ تیسرے غزوہ تبوک کی حدیث جس کو مسلم نے روایت کیا کہ جب لوگ بھوکے ہوگئے تو حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا کرانی چاہی تو آپ نے دسترخوان بچھوا کر فرمایا جسکے پاس جو کچھ کھانا بچا ہوا ہو لے آئے۔ کوئی مٹھی جوار لایا کوئی مٹھی کھجور کوئی روٹی کا ٹکڑا جسکے پاس جو موجود تھا لے آیا۔ بہت تھوڑا ذخیرہ جمع ہوا۔ پھر آپ نے اُس پر دعا فرمائی اور فرمایا اپنے برتن بھر لو۔ تمام لشکر نے اپنے سب برتن بھر لیے اور خوب کھایا اور پھر بھی بچ رہا۔ شارحین لکھتے ہیں کہ اُس وقت لشکر میں لاکھ آدمی موجود تھے۔ اِس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ لاکھ آدمی اِس بات پر شاہد تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا سامنے رکھے ہوئے پر دعا مانگی اور دعا کے وقت ہاتھ اُٹھانا آپکی عادت شریفہ تھی تو اس سے سامنے کھانا رکھے ہوئے پر ہاتھ اُٹھاکر دعا مانگنا جس طرح کی ضرورت ہو ثابت ہوا اسی کو فاتحہ کہتے ہیں اور تھوڑا پانی کٹورے گلاس وغیرہ میں اُسکے پاس رکھ لے۔ لوبان وغیرہ خوشبو بھی جلائے یا عطر وغیرہ خوشبو رکھ لے۔ فاتحہ کے وقت پانی رکھنے کا بڑا ثواب اور تاکید ہے۔ اور اکابر اور اولیاء دین کا عمل ہے۔ اسکی سند کے واسطے وہ حدیث کافی ہے جو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کی ہے۔ کہ سعد بن عبادہ نے عرض کی یا رسول اللہ اُمِ سعد کا انتقال ہوگیا تو کون صدقہ بہتر ہے فرمایا پانی۔ تو اُنہوں نے کنواں کھدوا کر کہا یہ اُمِ سعد کے واسطے ہے۔ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ پانی سے جو انتفاع دوسروں کو ہوگا اُس کا ثواب اُسکو ملیگا تو جب فاتحہ والی اشیا میں پانی رکھا جائیگا اور اُس سے کوئی نفع اُٹھائیگا تو اُسکا ثواب بھی اُن اشیا کے ہمراہ اُسکو پہنچیگا

اور دو زانو بیٹھکر ہاتھ باندھکر رکوع کلام مجید کا پڑھے پھر پنج آیت یعنی سورۂ قل یا ایّھا الکافرون ایک بار۔ قل ہو اللہ احد تین بار۔ قل اعوذ برب الفلق ایک بار۔ قل اعوذ برب النّاس ایک بار۔ الحمد للہ رب العالمین ایک بار۔ پھر رکوع اوّل شروع سورۂ بقر مفلحون تک پھر وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۔ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۔ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر ایک بار درود شریف پڑھے اور جس شخص کو اُس شے کا ثواب پہنچانا ہو اسکو اس سب کا ثواب ہدیہ کرے۔ پھر ایک بار درود شریف پڑھ لے۔ پھر منھ پر دم کر لے۔ اگر اس قدر سورتیں اور رکوع کلام مجید یاد نہو تو صرف ایک مرتبہ سورۂ الحمد شریف اور تین مرتبہ سورۂ قل ہو اللہ احد پڑھکر ایصال ثواب کر دے اور اوّل و آخر درود شریف پڑھ لے۔ شروع سورت کے یا رکوع کے پڑھتے وقت اوّل اعوذ پڑھے۔ پھر بسم اللہ پڑھے۔ پھر ہر سورت کے ساتھ اعوذ پڑھنا ضرور نہیں ہے۔ ہاں بسم اللہ ضرور پڑھے۔ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ الحمد اور تین مرتبہ قل ہو اللہ پڑھنے سے ایک کلام مجید کا ثواب اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ اگر کوئی شے موجود نہو تو فقط پانی پر ہی فاتحہ پڑھنا جائز اور درست ہے۔ بزرگوں کے مزار پر حسب صراحت مندرجۂ بالا مؤدب کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھے اور سورۂ تکاثر اور پڑھے۔ فاتحہ سوم۔ دہم۔ بستم۔ چہلم اور سالانہ کرنا سُنّت ہے اور اُسی تاریخ مقررہ پر نہ کہ تاریخ بدلکر جیسا کہ بعض لوگوں میں آج کل زیادہ رواج پا رہا ہے۔ فاتحہ سوم و دہم و بستم و ششماہی و سالانہ وغیرہ کیلیے آیت شریفہ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ کافی ہے کیونکہ عموم خیر شامل ہے عبادت مالی اور بدنی اور روحی کو اور عموم خطاب شامل ہے دینے میں مثل اور غیر زندہ اور مردہ کو کیونکہ خیر کا بھیجنا دونوں کے لیے ثابت ہے تو جس وقت جس حالت میں کوئی شخص کسی کو خیر پہنچائیگا وہ اس آیت کا مصداق ہوگا۔ اور ریاض المقاصد میں ہے کہ جامع الفقہ میں مجموع الروایات سے منقول ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک پر تیسرے روز اور دسویں روز اور بیسویں روز اور چالیسویں روز اور ششماہی کے روز اور سال کے بعد کھانا دیا اور صحابہ کرام نے بھی ایسا ہی

کرتے تھے تو جو کوئی اس سے منکر ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ سے منکر ہے۔ اسکے علاوہ مرسوم یہ
پانچ چیزیں ہیں ختم قرآن کرنا کلمہ طیبہ پڑھنا شمار کے واسطے دانہ ہائے نخود مقرر کرنا۔ اعزہ و اقارب کا جمع
ہونا۔ اس کام کے لیے تیسرا روز مقرر کرنا۔ قرآن شریف پڑھنا تو ہر وقت اور ہر حال میں موجب ثواب یا باعث
حسنات ہے اور چاروں مذہب کے امام اور علما کے نزدیک بالاتفاق بہتر اور خوب اور معمول بہ ہے۔ حضرت
سفیان سے مروی ہے کہ انصار کی یہ عادت تھی کہ جب اُن میں سے کوئی مرتا تو وہ اُسکی قبر پر جاتے اور قرآن پڑھتے
اور علامہ عینی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ بیشک مسلمان ہر عصر اور ہر زمانہ میں جمع ہوتے رہے ہیں اور قرآن پڑھتے
رہے ہیں اور اپنے مردہ کو ثواب پہنچاتے رہے ہیں اور اسی امر پر اہل صلاح و دیانت ہر مذہب کے خواہ مالکی ہوں یا
شافعی وغیرہ متفق ہیں اور کسی منکر نے اسکا انکار نہیں کیا تو یہ اجماع ہو گیا۔ اسی طرح حضرت قاضی ثناء اللہ وغیرہ
علماء دین نے لکھا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ چند لوگوں کا جمع ہو کر قرآن شریف پڑھنا درست ہے اور علما کا معمول
ہے۔ اور کلمہ طیبہ کا پڑھنا اسواسطے مقرر ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی میت کی نیت
سے لاکھ بار کلمہ طیبہ پڑھکر اُسکا ثواب اُس میت کو بخشے اگر وہ میت قابل عذاب ہو تو اُسکو عذاب نہ کرینگے اور اگر
قابل عذاب نہیں تو اُسکے درجات بلند کیے جائینگے اور ایک روایت میں ستر ہزار بار اس کلمہ کا پڑھنا آیا ہے تو ان حدیثوں
کے موافق کلمہ طیبہ کا ثواب میت کو پہنچانا باعث تخفیف عذاب اور موافق فرمودہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہے
اور دانہ ہائے نخود اس واسطے مقرر ہوئے ہیں کہ ساڑھے بارہ سیر دانے شمار میں ایک لاکھ ہوتے ہیں اور حدیث
شریف میں میت کے واسطے کلمہ پڑھنے کے دو عدد آئے ہیں ستر ہزار یا لاکھ تو نظر احتیاط لاکھ پر عمل مقرر کیا۔ چونکہ
اتنی تسبیحیں یا گٹھلیاں وغیرہ جمع کرنا مشکل تھا اس واسطے دانہ ہائے نخود مقرر کیے کہ ہر جگہ بے تکلف دستیاب ہو سکتے
ہیں دوسری منفعت اس میں یہ ہے کہ بعد فراغ ان کو بھی تقسیم کر دیتے ہیں اس کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے۔ ع

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

اور اعزہ و احباب کا جمع ہونا اس واسطے ہے کہ لاکھ بار کلمہ طیبہ وارث میت خود نہیں پڑھ سکتا۔ اور اگر بالفرض وہ
پڑھ بھی سکے تو ایک مدت میں جا کر تمام ہوگا اور میت کو اس وقت بہت ضرورت ہے کہ اُسکی امداد کی جائے تو ضرور
ہوا کہ دوست آشنا جمع ہو کر میت کے وارثوں کی مدد کریں اور اس کار خیر کو جس کا میت نہایت محتاج اور اُسکی تخفیف

عذاب کا باعث ہے جلد انجام دیں اور اچھے کام کے واسطے اجتماع کی نظیریں شرع میں موجود ہیں مثلاً حج میں۔ نماز جماعت میں۔ تقریب نکاح میں وغیرہ وغیرہ۔ اور تیسرے دن کا اس کام کے واسطے مقرر کرنا بھی جائز اور درست ہے اس واسطے کہ کسی مصلحت کے سبب سے کسی دن کا معین کر لینا شرع شریف میں وارد ہے چنانچہ روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ہر جمعرات کو وعظ فرمایا کرتے تھے جب لوگوں نے ان سے کہا کہ ہر روز وعظ فرمایا کیجیے تو فرمایا مجھے یہ پسند نہیں کہ روز روز وعظ کہکر تم کو تنگ کروں جس طرح میں وعظ کہتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح وعظ فرماتے تھے۔ بخاری و مسلم نے اسکو روایت کیا۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعودؓ نے جمعرات کا دن وعظ کے واسطے مقرر فرمایا تھا حالانکہ وعظ کے لیے کہیں دن کی تخصیص وارد نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعود نے کسی مصلحت سے اس دن کو مقرر کیا تھا اور جسکی طرف اشارہ بھی کر دیا کہ میں روز کے وعظ سے تمکو تنگ کرنا پسند نہیں کرتا یہ حدیث اصل عظیم ہے اسکے لیے کہ اگر کسی اچھے کام کے واسطے کسی مصلحت کے سبب سے دن معین کیا جائے تو جائز ہے۔ چنانچہ امام بخاری نے بھی اس سے تعیینِ یوم پر سند پکڑی اور یہ ترجمہ قرار دیا کہ (باب من جعل لاہل العلم ایاماً معلومۃ) اب وارثانِ میت کا قرآن وکلمہ پڑھوانا اور فقرا و محتاجین کو کھانا کھلانا امر خیر ہے تو جس طرح حضرت عبداللہ ابن مسعود نے تعلیم علم کے لیے دن مقرر کیا تھا اسی طرح اس کارِ خیر کے لیے دن مقرر کیا جائے تو جائز ہے اور اس دن کے مقرر کرنے میں مصلحت یہ ہے کہ دن کا مقرر کرنا میت کے وارثوں اور قرآن وکلمہ پڑھنے والوں کے لیے مفید ہے کیونکہ اگر دن مقرر نہو تو وارثانِ میت کو اس کارِ خیر کے ادا کرنے میں کاہلی اور سستی ہو اور شاید فوت بھی ہو جائے۔ اسیطرح پڑھنے والوں میں سے کوئی کسی روز آئے کوئی کسی روز تو وہ کام پورا نہو اور دن کے مقرر ہونے سے ایک وقت پر سب جمع ہو جاتے ہیں اور وہ کارِ خیر اچھی طرح انجام پاتا ہے۔ اسی طرح دہم و بستم و سہ ماہی و ششماہی و سالانہ کے تعیین کا حال بھی سمجھنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔

صدقہ اور للہ خیرات کا بڑا ثواب ہے۔ اللہ کی راہ میں کُل مال و متاع خرچ کر دینا نہایت عمدہ بات ہے اور باعث اجر عظیم۔ نہو سکے تو نصف مال ہی خیرات کرے یا جس قدر ہو سکے۔ جو شئے اپنے نفس کو پسند ہو اُسکو للہ دینے کا بڑا ثواب ہے اور یہ بھی بزرگانِ دین کا طریقہ ہے کہ جس شئے کی جسکو ضرورت ہو وہی دینی بہتر ہے۔ بھوکے کو کھانا ننگے کو کپڑا۔ نقد ضرورت والے کو نقد دینا چاہیے۔ سائل سے جواب میں انکار نہ کرنا چاہیے نہ اُسکی دل شکنی کرنی

چاہیے اپنے ہاتھ پر رکھکر سائل کی نذر کرے۔ نہ یہ کہ اُس کے ہاتھ پر اُس شے کو رکھدے کہ بے ادبی ہے۔ لکھا ہے کہ سائل حاجتمند کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔ لہٰذا اقتضاء ادب یہ ہے کہ سرکار کے ہاتھ کے نیچے اپنا ہاتھ بطور نذر دینے کے رکھے۔ اگر کسی میت کو ثواب پہنچانے کی غرض سے نذر دے تو وہ شے کھانے پینے کپڑے نقد وغیرہ کی قسم سے دینا چاہیے۔ جو اُس شخص کو حالت حیات میں پسند تھی۔ اور نیز اُس حاجتمند کو دے جسکو وہ حالت زندگی میں محبوب اور دوست رکھتا یا اُسکو دیا کرتا تھا۔ اور اگر کوئی کسی درگاہ کے فقرا کو کھلانے کی نذر کرے تو اُسکو پورا کرے مثلاً اگر کوئی نذر کرے کہ جب میرا فلاں کام ہو جائیگا تو میں کھانا اور کوئی عام چیز فقرا کو یا فلاں درگاہ کے مجاوروں کو کھلاؤنگا تو یہ نذر درست ہے اور نذر کرنے والے پر اُس کا ادا کرنا واجب ہے۔ اور نذر کرنے والے کو اختیار ہے کہ اُنہی مقررہ فقرا کو وہ کھانا دے یا اور فقرا کو چنانچہ ابو داؤد کی روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ میں نے نذر مانی ہے۔ اگر خدا نے مکہ پر آپ کو فتح دی تو میں بیت المقدس میں دو رکعتیں پڑھوں گا تو آپ نے فرمایا کہ یہیں پڑھ لے پھر اُس نے عرض کی کہ میں نے بیت المقدس میں پڑھنے کی نذر مانی تھی تو فرمایا تجھے اختیار ہے۔ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ نذر معلق درست ہے اور بعد پائے جانے شرط کے اُس نذر کا پورا کرنا ضروری ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مکان مقررہ کے سوا دوسری جگہ بھی ادا کرنی درست ہے اور اُس مکان میں بھی درست ہے اور کتب فتاوے میں بھی اسی طرح مذکور ہے چنانچہ درمختار میں ہے کہ نذر معلق میں بعد موجود ہونے شرط کے اُس نذر کا ادا کرنا واجب ہے۔ اور صاحب شامی لکھتے ہیں کہ جو نذر شرط پر موقوف ہے تو قبل موجود ہونے شرط کے اُس نذر کی ادا درست نہیں۔ اور بعد موجود ہونے شرط کے ناذر کو اختیار ہے کہ اُس نذر کو اُس تاریخ معینہ میں ادا کرے یا اسکے بعد ادا کرے اور مکان اور فقیر اور اُس کا بدلنا بھی جائز ہے یعنی جس فقیر کو معین کیا تھا چاہے اُسکو دے یا اور کسی کو علیٰ ہذا جو جگہ نذر کی ادا کے لیے مقرر کی تھی خواہ اُس جگہ ادا کرے یا دوسری جگہ۔ اسیطرح جو کھانا اِس نے نذر کیا تھا خواہ وہی کھانا دے یا اور قسم کا یہ سب اختیارات حاصل ہیں۔ اگر کوئی یوں نذر مانے کہ ہر مہینہ کی گیارھویں کو میں فقرا کو صدقہ دیا کرونگا یا یوں مانے کہ کسی بزرگ کے عرس کے روز صدقہ یا کھچڑا یا شیرمال وغیرہ مساکین کو دونگا تو یہ نذر بھی جائز ہیں کیونکہ یہ سب نذر غیر معلق ہیں۔ اور کل نذور غیر معلق جائز ہیں مگر نذر کرنیوالے کو اختیار ہے کہ ان

منذور کو اُسی زمانۂ معین اور تاریخ معین میں ادا کرے یا اُسکے بعد چنانچہ درمختار میں ہے کہ نذر مطلق نا ذر پر مطلقاً واجب الادا ہے۔ اور نذر معلق جب لازم الادا ہے کہ شرط موجود ہو ورنہ نہیں۔ ان شہروں میں جو رواج ہے اس طرح نذر کرتے ہیں کہ میں اللہ کے لیے نذر مانتا ہوں کہ کونڈا طعام سے بھر کر فقرا کو کھلاؤں گا۔ اور اپنے دوست احباب کو بھی اور بعض یوں بھی کرتے ہیں کہ اگر ہمارا فلاں کام ہو جائے تو ہم کونڈا کرینگے یہ درست ہے۔ اور کونڈے کے گرداگرد بٹھا کر سب کو ایک کونڈے میں کھلانا بھی جائز ہے۔ ابو داؤد کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں ایک اتنا بڑا برتن تھا کہ چار آدمی اُسکو اُٹھاتے تھے اور آپ بشرکت صحابہ اُس برتن میں کھانا تناول فرماتے تھے۔ اور ایک جگہ اکٹھے ہو کر کھانے کی برکت بھی حدیثوں میں آئی ہے۔ اسی طرح اس کونڈے کے گرداگرد سب اکٹھے ہو کر کھائیں تو جائز بلکہ بہتر ہے۔ اور یہ جو رواج ہے کہ نذر کرنے والے اپنے گھر کو جھاڑو سے صاف کرکے رکھتے ہیں اور خود با وضو رہتے ہیں اس خیال سے کہ وضو سے گناہ دور ہوتے ہیں اور کونڈے کے نیچے چادر اور چٹائی اس خیال سے بچھاتے ہیں کہ جو کھانا کونڈے سے گرے وہ خراب اور ناپاک نہ ہو جائے یہ سب امور درست اور بہتر ہیں کیونکہ احادیث میں آیا ہے کہ وضو گناہوں کا کفارہ ہے اور صحیحین میں ہے کہ تکلیف دینے والی چیز کا راستے سے دور کرنا صدقہ ہے پس اگر کسی نے بغرض پاکیزگی مکان جھاڑ دی تو گویا تکلیف دینے والی چیز کو بیٹھنے کی جگہ سے دور کیا۔ اور ترمذی کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت پاک اور پاکیزہ ہے اور پاکی و پاکیزگی کو دوست رکھتا ہے۔ اور کریم ہے کرم کو دوست رکھتا ہے۔ اور بہت سخی ہے سخاوت کو دوست رکھتا ہے تو تم اپنے مکانوں کے صحن کو صاف رکھو اور یہود کے ساتھ مشابہت نہ کرو یعنی جس طرح یہود اپنے مکانات میلے کچیلے رکھتے ہیں تم ایسے نہ رکھو بلکہ ان کو صاف رکھو۔ تو اگر کسی نے اپنے مکان کو جھاڑ دی تو ایسا ہوتا تو موجب اس حدیث کے اُسکو صاف اور ستھرا کیا اور خوب کیا۔ اور کونڈے کے نیچے چادر رکھنا بھی جائز ہے۔ بخاری کی روایت ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ کس چیز پر کھانا کھاتے تھے تو اُنہوں نے کہا دسترخوان پر تو معلوم ہوا کہ حفاظت طعام کے لیے دسترخوان بچھانا مسنون طریقہ ہے ❖

آدابِ قبرستان

جمعرات یا جمعہ کو قبرستان میں جانا ثواب ہے۔ جب قبرستان میں داخل ہو تو اہلِ قبور کی طرف مخاطب ہو کر یہ

پڑھے ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ اَنْتُمْ سَابِقُوْنَ وَنَحْنُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِکُمْ لَاحِقُوْنَ (ترجمہ) اے اہلِ قبور تم پر سلام تم پہلے ہو اور ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ تم سے ملنے والے ہیں۔

اسکے بعد ایک بار درود شریف مع بسم اللہ پھر ایک بار سورۂ فاتحہ یعنی الحمد للہ رب العالمین الآیہ مع اعوذ و بسم اللہ پھر تین بار سورۂ اخلاص یعنی قل ہو اللہ احد با بسم اللہ پھر ایک بار سورۂ تکاثر با بسم اللہ پھر ایک بار درود شریف با بسم اللہ پڑھکر مردوں کی ارواح کو ثواب بخشدے۔ قبرستان میں جوتا پہنکر پھرنا منع ہے۔ نہ قبرستان میں کھائے[۱] پیئے۔ قبر پر بیٹھنا یا چلنا گناہ ہے۔ روح کو بعد مدت کے کیفیت صفا اور وسعت کی حاصل ہوتی ہے جسم کا تعلق روح کے ساتھ بحالہ ایسا ہی رہتا ہے جیسے دنیا میں جسم روح سے متعلق رہتا ہے۔ اور وہ جسم توابع روح میں ہو جاتا ہے۔ اور قبر بمنزلہ جسم کے ہو جاتی ہے پس جو معاملات کہ زندوں کے جسم کے ساتھ کرنے میں روح کو ایذا ہوتی ہے اسی طرح دفن کے بعد قبر کے ساتھ کرنے میں روح کو ایذا ہوتی ہے اور جو معاملات زندہ کے ساتھ کرنے سے روح کی فرحت کا باعث ہوتے ہیں وہ قبر کے ساتھ کرنے میں بھی باعثِ فرحتِ روح ہوتے ہیں۔ پس جو جو تعظیمات کہ حالتِ حیات میں اہلِ قبور کے واسطے عمل میں آتی تھیں قبور کے ساتھ اُن کا حفظ مراتب لازم ہے لیکن جو تعظیم ممنوعات شرع سے ہو وہ ہر وقت میں ممنوع ہے یعنی حالتِ حیات اور ممات دونوں میں نشان باقی رہنے کے واسطے پختہ قبر بنانا درست ہے۔ گو اس میں بھی بظاہر تکلیف کی صورت معلوم ہوتی ہے جیسے اصلاح جسم کے لیے پھوڑا چاک کرنا اُس پر مرہم لگانا ظاہر میں تکلیف کا سبب معلوم ہوتا ہے لیکن اصلاح جسم اور حفاظت و صحت کے لیے درست اور پسندیدہ ہے قبر کو اوپر سے پختہ بنانا اور اُسپر گنبد وغیرہ بنانا بلا کراہت جائز ہے۔ درمختار میں ہے کہ اگر قبر کے اوپر اینٹیں ہوں تو مکروہ نہیں ہے کیونکہ اس میں درندوں سے بچاؤ اور مردہ کے اُکھیڑ کر لیجانے سے حفاظت ہے۔ اور طوالع الانوار حاشیہ در المختار میں ہے کہ قبر پر عمارت بنانی اور اُسکے لیسنے میں کچھ مضائقہ

[۱] قبرستان میں قصداً کھانا یا پینا گناہ کبیرہ ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص قبرستان میں کھائے یا پئے وہ ملعون یا منافق ہے حضرت حسن بصریؒ نے مسلمانوں کے ایک گروہ کو قبرستان میں کھاتے پیتے دیکھکر فرمایا تم منافق ہو اُن لوگوں کو یہ بات بری معلوم ہوئی اور آپ کو ایذا دینی چاہی تو آپ نے فرمایا میں نے اپنی طرف سے نہیں کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے کیونکہ قبرستان ہیبت اور عبرت کی جگہ ہے۔ ۱۲ (از ملفوظات خواجگان چشت)

نہیں کیونکہ اسکو مسلمانوں نے حفاظتِ قبر کے لیے اچھا سمجھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ اور اہلِ قبور سے زندوں کو فیض اور تعلیم باطنی حاصل ہونا اور زندوں کے حق میں اُنکی دعا قبول ہونا اور زندوں سے خیرات اور حسنات کا ثواب اہلِ قبور کو پہنچنا حق ہے۔ اور زیارت قبور سے زائر کو اہلِ قبور سے تقرب حاصل ہوتا ہے۔ اور اہلِ قبور زیارت کرنے والے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ زائر کے واسطے دعائے خیر کرتے ہیں اور اگر اپنے مقام سے ایصالِ ثواب کرے یا اُنسے دعا طلب کرے تو بھی ہو سکتا ہے اور ثواب اُنکو پہنچتا ہے اور اُنکی ارواح کا تعلق اُسکی طرف ہوتا ہے لیکن حرکت کرکے اُنکی قبر تک جانا البتہ موجب زیادتِ تعلق ہوتا ہے۔ قبرستان میں یا کسی بزرگ کے مزار پر ہنسنا یا دنیا کا ذکر کرنا نہیں چاہیے کہ عبرت کی جگہ ہے اور ترکِ ادب۔ وہاں موت کو یاد کرے۔ قبروں کو دیکھکر اپنی بداعمالیوں پر خیال کرکے حسرت و افسوس کرے۔ قبر پر جاکر نوحہ کرنا پیٹنا منع ہے۔ مردے آنیوالے کے چلنے میں جوتے کی آواز اور پاؤں کی چاپ سُنتے ہیں۔ اور جو پڑھتا ہے یا کہتا ہے گو آہستہ ہو سب سُنتے ہیں اور دور سے جو خطاب اُنکی طرف ہوتا ہے اُس میں متعلقین کا خطاب التفات اور تعلق کی وجہ سے سُنتے ہیں۔ اور غیر متعلقین سے التفات کے وقت سُنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں لیکن اس عالم کے لوگوں کو اُن کا جواب سُننے کی طاقت نہیں۔ اور فیوض اہلِ قبور صالحین سے جاری ہیں اور اس جہان کے لوگ جو کچھ خیرات اور عباداتِ نفل کا ثواب اہلِ قبور کو بخشتے ہیں وہ ان کو پہنچتا ہے اور اُنکو معلوم ہوتا ہے کہ فلاں شخص نے اِس قسم کے ثواب کا ہمکو ہدیہ بھیجا ہے۔ اسکی فاتحہ و صدقہ و خیرات سے خوش ہوتے ہیں ان کو اُسکی فاتحہ اور خیرات سے بہت نفع ہوتا ہے۔ بزرگوں اور اولیاء اللہ کے مزار پر حاضر ہونا موجبِ ثواب ہے جب کسی بزرگ کے مزار پر حاضر ہو تو ادب سے آئے جائے۔ اپنی حاجت کا اُن سے طلب کرنا اُن کی منت ماننا منع نہیں ہے۔ بلکہ جائز اور بہتر ہے طریقۂ ادب یہ ہے کہ منت کو حاجت روائی سے پہلے ادا کرے۔ اِس میں یہ نفع ہے کہ اُن بزرگ کو امداد کیلیے ضرور التفات فرمانا پڑتا ہے۔ بزرگوں کے مزار پر خالی ہاتھ جانا بے ادبی ہے۔ شیرینی پھول وغیرہ ہمراہ لیجانی چاہیے۔ گو وہ اسکے محتاج نہیں ہیں مگر اقتضاء ادب یہی ہے اور ہمارے حصولِ مراد کا ذریعہ ہے۔ جمعرات اور جمعہ دو سلام پر قبر سے روح کا خاص تعلق ہو جاتا ہے۔ لہذا عرس کے دن یا جمعرات اور جمعہ کو بالخصوص اولیاء اللہ کے مزار پر حاضر ہونا فاتحہ اور خیرات کرنا موجبِ رحمت اور حصولِ برکات اور انوار اور قضاءِ حاجات ہے۔ بزرگان دین

کا عُرس کرنا اور خاصکر اُس روز اُن کی قبور پر جاکر عبادت بدنی یا مالی کا ثواب پہنچانا طریقہ مسنونہ ہے اور باعث اجر و موجب انوار و برکات ہے۔

روایت ہے کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم برسویں روز ہر سال قبور شہداء پر جایا کرتے اور یہ فرماتے تھے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ اور آپ کے بعد خلفائے راشدین بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اِس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سال بسال شہداءِ احد کی قبروں پر ہر برسویں روز تشریف لیجایا کرتے اور چاروں خلفا بھی بعد آپ کے ایسا ہی کرتے تھے تو یہ حدیث عرس کی اصل ٹھہری یعنی بزرگانِ دین کی قبروں پر ہر برسویں روز جانا اور قرآن شریف کا ثواب وغیرہ پہنچانا سنت رسول کریم اور سنت خلفائے راشدین ہے۔ البتہ محرمات شرعیہ سے احتراز کرے۔ حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مکتوبات قدوسی کے مکتوب ایک سو بیاسی میں جناب مولانا جلال الدین کو تحریر فرماتے ہیں:۔ ”اعراس پیراں بر سنت پیراں بہ سماع وصفا جاری دارند“ صفائی کے لفظ سے یہی مراد ہے کہ سماع منہیات شرعیہ سے خالی ہو۔ اور حضرت خاتم المحدثین مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جو ہر سال اپنے والد ماجد کا عُرس کیا کرتے تھے اُن پر کسی صاحب نے اعتراض کیا۔ اُس پر شاہ صاحب زبدۃ النصائح میں تحریر فرماتے ہیں (ایں طعن مبنی است بر جہل احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ را ہیچکس فرض نمی داند آرے زیارت وتبرک بقبور صالحین وامداد ایشاں باہداد ثواب وتلاوت قرآن ودعائے خیر وتقسیم طعام وشیرینی امر مستحسن وخوب است باجماع علما وتعین روز عرس برائے آنست کہ آں روز مذکر انتقال ایشاں می باشد از ذار العمل بہ دار الثواب) اِس کے علاوہ عرس اس سے عبارت ہے کہ قرآنِ شریف پڑھا جائے یا کلمۂ طیبہ پڑھا جائے اور کھانا پکایا جائے تو جمیع اہل سنت وجماعت کے نزدیک بالاتفاق عبادتِ مالی یا بدنی کا ثواب پہنچانا بہتر اور خوب ہے۔ اب رہا دن مقرر کرنا اس میں بھی کوئی قباحت نہیں بلکہ شارع سے بھی تقررِ دن ثابت ہے چنانچہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے والدین یا ایک کی قبر کی جمعہ کے روز زیارت کریگا تو وہ بخشا جائیگا اور نیکو کار لکھا جائیگا۔ بیہقی نے شعب الایمان میں اسکو روایت کیا اور حضرت ابوہریرہ رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر اور جمعرات کے روز روزہ رکھا کرتے تھے اور ایک روایت

میں ہے کہ کسی نے آپ سے پیر کے روز روزہ رکھنے کا حال پوچھا تو فرمایا کہ اُس روز میں پیدا ہوا ہوں اور اُس روز مجھ پر قرآن نازل ہوا مسلم نے اسکو روایت کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیر کے روز کی فضیلت اس وجہ سے ہو کہ اُس روز آپکی ولادت شریف ہوئی اور نزولِ قرآن شریف اُس روز ہوا تو معلوم ہوا کہ جس روز کوئی امر عظیم واقع ہوا اُس روز کو مقرر کرلینا موافق شرع ہے۔ اسی طرح عُرس کا دن مقرر کرنا بھی سمجھنا چاہیے کیونکہ یہ روز کسی بزرگ کے اس عالم فانی سے عالم باقی کی طرف کے انتقال کا ہے اور اُس روز اُسکو اپنے محبوب حقیقی اور مطلوب تحقیقی سے جسکی تمنا اور آرزو میں تمام عمر گزاری وصل حاصل ہوا اس سبب سے اُس روز کو روزِ عرس کہتے ہیں۔ اور آنحضرت کے پیر کے روزہ رکھنے سے اور اُسکا یہ سبب بیان کرنے سے کہ اُس روز میری ولادت اور نزولِ قرآن مجید ہوا یہ بات ثابت ہے کہ کسی روز بہ سبب کسی نعمت کے حاصل ہونے کے اُس روز شکر منعمِ حقیقی کا بجالانا سنت ہے۔ اسی واسطے مشائخ عظام اور علمائے عالیمقام نے روزِ وصل کو مخصوص کر رکھا ہی کہ اُس روز ثواب عبادت بدنی و مالی کا اُس بزرگ کی روح کو پہنچایا جائے اور اُن کے مزارِ مبارک پر حاضر ہوکر اُس خاص وقت وصال کے درودِ رحمتِ الہی سے مستفید ہوں۔ برکات و حسنات حاصل کریں۔ اولیاء اللہ کی قبور پر چادر ڈالنی پھول رکھنے مُباح ہیں جمعرات کے روز اور برسویں روز روحیں اپنے رشتہ داروں کے گھر بغرض حصولِ ثواب آتی ہیں کہ وہ اُسکی محتاج ہیں لہٰذا اس روز فاتحہ و خیرات ضرور کرنی چاہیے ورنہ روحیں افسوس کرتی ہوئی جاتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص جمعہ کو اپنے والدین یا فقط ماں یا فقط باپ کی قبر کی زیارت کرے تو ہفتہ بھر کے گُناہ اُس شخص کے مٹا دیے جاتے ہیں +

بابِ ششم

ضروری باتیں اور قابل عمل نصائح

ضروری باتیں

نوافل نماز کھڑے ہوکر پڑھے اور اگر بے عذر بیٹھکر پڑھے گا تو آدھا ثواب ملیگا منہ ہاتھ صاف کرنے میں رومال وغیرہ کی شرکت نہ کرے۔ اگر ہاتھ ناپاک ہوں اور دوسرا شخص موجود نہو تو کلائی کے سہارے سے لوٹے سے پانی ہاتھ پر ڈالکر

پاک کرے۔ پاؤں پر پاؤں نہ رکھے۔ جاندار تصویر کا کھینچنا کھچوانا سخت گناہ ہے۔ ایسے شخص سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ جو میں گرہ لگا اور پھر اُس پر سخت عذاب فرمائیگا جس گھر میں جاندار کی تصویر یا کُتا ہو اُس گھر میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا ہے۔ ہاں اگر تصویر بے سر ہو تو اُسکا رکھنا جائز ہے۔ چوتّی، دوائی اُلٹی کر کے بٹن کے طور پر استعمال کرے تو جائز ہے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ خط لکھنے کے بعد مٹی سے اُسکو خشک کرنا چاہیے اس میں دو فائدے ہیں۔ ایک تو انکساری کہ ہر چیز کے فنا ہونے اور خاک میں مل جانے کی طرف اشارہ ہے۔ دوسرے حاجت پوری ہونے کے لیے یہ عمل عجیب و غریب تاثیر رکھتا ہے۔ شرع شریف میں سفر کرنے کے لیے کوئی خاص دن مقرر نہیں ہے سب دن خدا کے ہیں۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اکثر پیر یا جمعرات کے دن سفر فرمایا کرتے تھے۔ یہ دن مُبارک ہیں۔ اِس واسطے کہ ان میں اعمال پیش ہوتے ہیں اور کبھی ہفتہ کے روز بھی سفر فرمایا کرتے تھے جمعرات کے دن کی صبح سفر کے لیے بہتر اور مُبارک ہے۔ اور جب سفر سے پھرے تو دن میں پھرے نہ رات میں مسلم میں کعب احبار سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کا دستور تھا کہ آپ سفر سے دن ہی میں چاشت کے وقت تشریف لائے نہ رات میں اور آتے ہی مسجد میں قدم رنجہ فرماتے اور دو رکعتیں پڑھکر وہاں بیٹھ جاتے۔ تمام ماہِ شعبان میں نکاح اور تمام قسم کی شادیاں شرعاً درست ہیں شبِ برات ہمیشہ سے اور بابرکت رہی۔ آنحضرت کے زمانۂ وصال کے قریب شبِ برات کو بعد عشا یکایک حضرت جبرئیل تشریف لائے اور عرض کی آج شبِ برات ہے سال بھر کے کاغذات آج کی رات کارکنندگانِ قضا و قدر کو تقسیم ہوتے ہیں اُٹھیے اور جنت البقیع میں جو لوگ مدفون ہیں اُن کے پاس تشریف لیجا کر دعا مانگیے چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور اُس کی وجہ سے اِس رات میں فاتحہ دلانے کی رسم ہے۔ چونکہ ہندوستان میں حلوہ کا زیادہ رواج ہے اس واسطے حلوے پر فاتحہ دیتے ہیں۔ مگر غیر ملکوں میں حلوا نہیں ہوتا چنانچہ بخارا سمرقند وغیرہ میں فاتحہ کے لیے ایک خاص قسم کا کھانا پکایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں جو اس مُبارک رات کو آتشبازی چھوڑنے کی رسم ہے یہ بہت بڑا گناہ ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے اور اس کے عوض عبادت اور شب بیداری میں مشغول رہنا چاہیے۔ آتشبازی ہندوؤں کا طریقہ ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ رات بھی شبِ قدر کی ہے۔ جانور کو آگ میں نہ ڈالنا چاہیے کہ آگ کا عذاب الٰہی ہے اگر کوئی شخص جانور کو آگ میں ڈالے تو اُسکے بدلے ایک غلام آزاد کرے

یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ساٹھ روزے رکھے ورنہ قیامت کے دن حق تعالیٰ عذاب سے نہ چھوڑے گا
حدیث شریف میں وارد ہے کہ کسی جانور کو آگ میں نہ ڈالو۔ دنیا و آخرت کے عذاب سے بچو۔ اگر سہواً کسی جانور کو
آگ میں ڈال دو تو پے در پے دو مہینے کے روزے رکھو کیونکہ جانور کو آگ میں ڈالنا ایسا گناہ ہے جیسے اپنی ماں سے
زنا کرنے۔ سود، بیاج لینے۔ اور کھانے والے قیامت کے دن دیوانے اُٹھیں گے اُسکے دینے اور لینے اور لکھنے
والے اور گواہ پر خدا کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑائی کرنی ہے۔ رشوت
لینے اور دینے والے پر بھی حدیث شریف میں لعنت آئی ہے۔ شراب تھوڑی ہو یا بہت حرام مطلق ہے۔ اس کا
پینے والا اور بیچنے والا اور بنانے والا اور اسکی قیمت لینے والا اور اس کو اپنے کام میں لانیوالا ان سب پر اللہ کی لعنت
آئی ہے۔ اسراف کرنیوالا شیطان کا بھائی ہے۔ گناہ میں خرچ کرنے کو اسراف کہتے ہیں۔ مسکینوں کو کھانا کھلانے میں
بڑا ثواب ہے۔ سیدوں کو صدقہ لینا جائز نہیں ہے۔ توفیق اور قدرت کے ہوتے قرض ادا کرنے میں دیر نہ چاہیے۔
حلال کسب سے روزی پیدا کرنی فرض ہے۔ غلہ کو جو انسان یا جانوروں کا قوت ہو بہ نیت گرانی بند رکھنا پھر گراں
کرکے بیچنا منع ہے۔ راستہ سے کانٹے اور پلیدی وغیرہ کو دور کرنا چاہیے۔ بھولے ہوئے کو راستہ بتانا بڑا ثواب ہے۔
راگ سُننا حرام ہے کسبیوں وغیرہ کا تماشا دیکھنا بڑا گناہ ہے۔ کسی پر طعن وملامت کرنی منع ہے۔ دی ہوئی چیز کو
واپس لینا بُرا ہے۔ اجنبی عورت پر نظر ڈالنی حرام ہے۔ سودا لیتے دیتے کم تولنا یا مول چکا کر پھر زبردستی سے کم دینا یا
زیادہ لینا منع ہے۔ جانوروں سے جماع کرنا حرام ہے۔ نجومیوں کی بات سچی جاننا بہت بُرا ہے۔

نصائح

اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور پیرومرشد کو ہر وقت یاد رکھے کہ ؤ ستا ہے۔ پرہیزگار
اور خدا سے ڈرتا رہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل سے پیروی کرے۔ اپنے کاموں پر نظر کرتا ہے۔ اگر قرآن وحدیث
کے موافق ہوں تو لائق قبول سمجھے ورنہ مردود۔ اہل سنت وجماعت کے عقیدہ پر حدیث اور فقہ کھے۔ جو عمل کرے اُس
میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع منظور ہو۔ اپنی طاعت وعباد نے میں پر ناز نہ کرے بلکہ
ہمیشہ اپنا قصور پیش نظر رکھے۔ مشائخ کی صحبت میں پکا عقیدہ رکھے کہ ان کی دوستی موجب قر خدا ہے۔ اور علما کی
صحبت میں آخرت کا ثواب حاصل کرے۔ مزارات اولیا سے اطمینان دل حاصل کرے اور ارو لے سے بزرگان دین کو فاتحہ

کا ثواب اور بروح پرفتوح حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درود کا ثواب پہنچا کر ثوابِ دارین حاصل کرے۔ شریعت
وطریقت پر اچھی طرح قائم رہے۔ صبر و توکل سے ایام گزاری کرے۔ غیر خدا سے التجا نہ کرے۔ اپنا کام خدا کے سپرد
رکھے۔ اگر دل میں کچھ تردد نہو تو گوشہ نشینی اختیار کرے۔ اور سمجھے کہ جتنا رزق مقرر ہے وہ ضرور پہنچیگا اور اگر اہل وعیال کی
فکر ہے تو اسباب دنیا سے کام لینا انبیا علیہم السلام کی سنت ہے۔ حرص و طمع اور نفاق و خود بینی اور تکبر و حسد دل سے
نکال ڈالے۔ یار و اغیار سے نا امید رہے ان کا ہونا نہونا برابر سمجھے۔ بندوں کے حقوق ضائع نہ کرے۔ کسی کو رنج و آزار
نہ پہنچائے۔ کسی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے بلکہ اپنے آپ کو سب سے بدتر سمجھے۔ دنیا پر بھروسہ نہ کرے کہ اکثر لوگ
لڑکپن میں اور اکثر جوانی میں اور کچھ بوڑھے ہو کر مر جاتے ہیں مگر یہ سب مدت ہوا کی طرح گزر جاتی ہے اور آخرت کا
معاملہ سر پر آجاتا ہے۔ بڑی بے وقوفی کی بات ہے کہ اس ظاہری تھوڑی سی لذت کو کہ وہ بھی بغیر رنج و ایذا کے
حاصل نہیں ہوتی اختیار کر کے ہمیشہ کی لذت و آرام کو برباد کرے۔ اور عذاب دائمی میں گرفتار ہو۔ جس کام میں
دین و دنیا دونوں کی مصلحتیں ہوں وہاں دین کی مصلحت کو مقدم اور اختیار کرنا چاہیے۔ جو شخص دین کی مصلحت
کو مقدم سمجھے گا تو اللہ تعالیٰ اُسکے دنیاوی مقاصد بھی پورے کردیگا ہمیشہ اپنے مرتبہ کا خیال رکھے کسی کی تعریف سے
خوش اور برائی سے غمگین نہو۔ اور اپنی اولاد اور بیوی اور نوکر اور غلام اور رعیت سے ایسا برتاؤ کرے کہ وہ راضی
رہیں۔ اور بھائی برادر، دوست آشناؤں سے محبت اور اخلاص اور غمخواری کے ساتھ برتاؤ کرے اور
آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کرے۔ عمل پر بدلا نہ چاہیے۔ تیرا عمل ہی کیا ہے جس پر تو بدلا چاہیگا یہ تو سمجھ لے کہ اُس
عمل پر تجھکو کس نے توفیق دی ہے کہ تو اُسکو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور اُسکا بدلا چاہتا ہے۔ اسباب دنیا کو
زیادہ نہ کر کہ اُس کا حساب دینا ہے۔ نفس کی مخالفت کر۔ اہل حاجت کو جو کچھ دے چھپا کر دے کہ اس میں زیادہ ثواب ہے۔
منع ہے دشمنوں کے ساتھ احسان کرے۔ عوام الناس کی صحبت سے بچے۔ بات کم کرے۔ جو کہے وہ نیک بات ہو۔ کم کھائے
کم سوئے اولاد کو باوت میں مستحب تک ترک نہو۔ استغفار زیادہ کرے۔ درود شریف کا ہر وقت ورد رکھے۔ ہر شے کو
بسم اللہ کہکر دھو کر سیدھے ہاتھ میں لے۔ ہر کام بسم اللہ سے شروع کرے۔ ہر نعمت اور عنایت الٰہی کے حاصل ہونے پر اُسکا
شکر ادا کرے۔ الحمد للہ کہے۔ ہر نقصان اور زوال نعمت پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے نیکی کرنے میں جلدی اور
کوشش کرے اور گناہ میں توقف و تامل۔ قبلہ رو نہ تھوکے نہ کلی کرے۔ قبلہ رو بیٹھنا اچھا ہے۔ بیماری اور تکلیف

سے نہ گھبرائے بلکہ اُس وقت خدا و رسول اور پیر و مرشد کو یاد کرے ۔ کم سے کم ہر مہینے میں ایک ختم کلام مجید کرے ۔ اور اُسکو نہایت ادب کے ساتھ آہستہ آہستہ پڑھا کرے جلدی پڑھنا گناہ اور بے ادبی ہے ۔ چار چیزوں کو چار چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھے ۔ زندگی کو قبل موت کے صحت کو قبل مرض کے ۔ دولتمندی کو قبل محتاجی کے ۔ جوانی کو قبل بڑھاپے کے ۔ صدقہ اور خیرات بہت کرے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدقہ بہترین اعمال سے ہے ۔ صدقہ تلاوت قرآن شریف سے بہتر ہے اس لیے کہ اس سے دوزخ کی آگ دور ہوتی ہے ۔ صدقہ دل کا نور اور ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے ۔ سخی اللہ اور لوگوں سے قریب ہوتا ہے اور دوزخ کی آگ سے دور ۔ اور بخیل دوزخ کی آگ سے قریب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور بہشت اور لوگوں سے دور ۔ بخیل عابد سے سخی جاہل اللہ تعالیٰ کو پیارا ہے ۔ صدقہ سے بلائیں ٹل جاتی ہیں ۔ جو لوگ نماز پڑھتے ہیں اور صدقہ بھی دیتے ہیں اُن کی بڑی شان ہے ۔ صدقہ پہلے قرابت دار اور اپنے عزیز مسکین کو دینا بہتر ہے ۔ پھر محتاج طالب علم کو پھر علما کو اور صلحا کو اور درویشوں کو ۔ ایک ٹکڑا روٹی کا یا ایک مٹھی کھجور وغیرہ للہ دینا ہزار ختم کلام مجید سے بہتر ہے ۔

سخاوت نامہ

ماں باپ کو نام لیکر نہیں پکارنا چاہیے ۔ ننگے[2] ہو کر پیشاب نہیں کرنا چاہیے ۔ تنہا[3] اندھیرے میں نہ سوئے روشنی کر لے ۔ روٹی کے ٹکڑے راستے میں نہ ڈالے ۔ لہسن اور پیاز کے چھلکے کبھی نہ جلائے ۔ اپنے[4] بزرگ سے گفتگو وغیرہ میں سبقت نہ لے جائے ۔ دیوار[5] کے تنکے سے خلال نہ کرے ۔ سجدے[6] میں جلدی سر نہ اُٹھائے کہ خلاف آداب خداوند تعالیٰ سے ہے ۔ بھوسی[9] سے ہاتھ نہ دھوئے ۔ نجاست[10] کی جگہ وضو نہ کرنا چاہیے ۔ ر[11] [illegible] پیالہ دیگچی وغیرہ کو سالن بھرا یعنی شب کو بغیر دھوئے نہیں رکھنا چاہیے ورنہ رزق میں کمی ہوگی ۔ رات[12] [illegible] اگر [illegible] کو پانی کے برتن کو کھلا نہ رکھے ۔ مکڑی[13] کے جالوں سے ہمیشہ مکان کو صاف رکھے ۔ فقیروں[14] سے رو[illegible] [illegible] رہے ۔ جھوٹ[15] اور لعنت[16] کہنے کی عادت نہیں ڈالنی چاہیے تاکہ دوزخ سے امان ملے ۔ کپڑا[17] پھٹا جا[illegible] [illegible] تو جسم پر

ملہ یعنی بہتر افعال بد کہ بروے حدیث صحیحہ اور کتب فقہ جن سے پرہیز کرنا باعث حصول سعادت ہے اور اُنکے کرنے سے [illegible] رنج و خواری ہوتی ہے البتہ بضرورت و معذوری کسی امر میں ہو جائے تو معاف ہے ۔ ۱۲

اُسکو مت کھاؤ [illegible] چراغ اور شمع کو گل مت کرو یعنی نہ بجھاؤ۔ [20] ناخن کو دانت سے کاٹنا گناہ ہے۔ [21] پاخانہ
میں تھوکنا منع ہے [23] کھڑے ہوکر پیشاب کرنا گناہ اور بے حیائی ہے۔ [22] روٹی بغل میں رکھکر کھانی نہیں چاہیے۔ نماز
پنجگانہ میں سستی کرنا سعادت اور اتفاق کے خلاف ہے۔ [24] صبح کے وقت [25] بازار کو آنا جانا نہیں چاہیے۔ [26] عمامہ کھڑے
ہوکر سر سے باندھنا چاہیے اس سے عزت اور مرتبہ اور احترام زیادہ ہوتا ہے۔ [27] پائجامہ بیٹھکر پہننا چاہیے۔
[28] عمامہ اور کرتے کو یعنی [illegible] کو زمین پر کبھی بھولے سے بھی نہ ڈالے۔ [29] جب تک مردہ پڑا ہوا ہو کھانا
کھانا نہیں چاہیے۔ [30] [illegible] سے کاٹنا اور کھانا منع ہے۔ [31] ٹوٹی کنگھی سر اور ڈاڑھی میں نہ کرے۔ حالت
[32] جنابت یعنی غسل میں کھانا [illegible]۔ [33] خار و خاشاک رات کو مکان سے مت جھاڑو۔ [34] طلوع آفتاب کے
وقت سونا نہیں چاہیے۔ کنگھی [illegible] کے وقت جھاڑو دینے میں شرکت نہیں چاہیے۔ اس سے رنج و تکلیف
پیدا ہوتی ہے۔ [37] مکان کے اندر [illegible] آنا اور [38] چوکھٹ اور دہلیز پر بیٹھنا منع ہے۔ [39] عورت اور خاوند کو آپس
میں نام لیکر پکارنا بھی منع ہے۔ [40] [illegible] ہوکر کھانا یا [41] جوتا پہنے روٹی کھانا گناہ ہے۔ [42] مقامات بلند پر بندروں
کی طرح پیر لٹکا کر بیٹھنا اور پھر اُسی حالت میں کھانا دانش کے خلاف ہے۔ [43] روٹی کا ٹکڑا پیر کے نیچے نہیں
ڈالنا چاہیے۔ [44] روٹی کو بیچ سے توڑ کر [illegible]۔ [45] پانی بدھنی یا لوٹے کی ٹونٹی سے منھ لگا کر نہ پیئے منع ہے۔ بے
[46] ادب ہوکر کھانا بھی منع ہے۔ [47] اپنی اولاد کو بد دعا نہ کرے۔ [48] سوکھی کنگھی اور [49] نیز کھڑے ہوکر نہیں کرنی چاہیے۔
[50] حمّام کی کنگھی بالوں میں کرنا منع ہے۔ [51] بال زیر ناف کو مقراض (قینچی) سے نہیں کاٹنا چاہیے۔ [52] موئے زہار
یعنی زیر ناف کو چالیس دن کے اندر مونڈنا چاہیے۔ اس سے زائد عرصہ تک نہ مونڈنا گناہ ہے۔ [53] زندہ جوں کا
زمین پر چھوڑ دینا منع اور حماقت ہے۔ [54] بغیر ہاتھ دھوئے کھانا کھانا منع ہے۔ [55] درختوں کی لکڑی سے خلال کرنا
منع ہے۔ [56] نماز صبح اگر جلد پڑھ چکے تو طلوع سے پہلے مسجد سے باہر نہ جائے۔ [57] دوبارہ قسم نہ کھائے گو سچی کیوں نہو
[58] آل اولاد کو روٹی کپڑا نہ دینا بدبختوں کا کام ہے۔ [59] صبح و شام خربزہ کے بیج چھیلنا منع ہے اور منحوس۔ مٹی
سے ہاتھ دھونا نہیں چاہیے۔ [60] خلال کرتے وقت جو دانتوں سے نکلے اُسکو مت کھاؤ پھینک دو۔ [61] گھر میں
لڑائی ڈالنا بُرا ہے۔ [62] آرام و عیش تلخ ہوجاتا ہے۔ [63] کچی پیاز کھانے سے فرشتہ پاس نہیں آتا۔ [64] عورت کی

سلہ۱۵ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حالت جنابت میں کھانا پینا محتاجی کا سبب ہے۔ ۱۲

شرمگاہ (پیشاب کی جگہ) کا دیکھنا گناہ ہے۔ ہاتھ دھو کر دامن سے نہ پونچھو یعنی ... کرو۔ ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو کہ سخت گناہ ہے۔ وعدہ کرکے پورا نہ کرنا بُرا ہے اور ... ہر وقت پرہیز کرو۔ ہمیشہ درود شریف کا ورد رکھو۔ پیشاب، پاخانہ، غسل اور وضو کی جگہ ... رات کے وقت پُرانے یا پھٹے کپڑے سے کبھی گھر کو نہ جھاڑو نہ صاف کرو۔ ٹوٹے برتن میں نہ پکاؤ ... یا خنجر سے ناخن مت تراشو کہ رنج اور فقیری پیدا ہوتی ہے +

ترجمہ وصیت نامہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ

اللہ کے لیے سب تعریف ہے۔ اور اُسکے مقبول بندوں پر سلام ہے۔

پہلی وصیت یہ ہے کہ اس گنہگار غریقِ معاصی کو تربتِ مقدس ... سلام اللہ علیہ کے قریب دفن کریں۔ اسلیے کہ گناہ کے دریاؤں میں ڈوبے ہوئے کو سوائے اُس ... پناہ کے التجا کرنے کا کوئی ٹھکانا نہیں اور اس سعادتِ عظمیٰ کو فرزندِ ارجمند بادشاہ زادۂ عالیجاہ ... ہیں۔

دوسری وصیت یہ ہے کہ مبلغ چودہ روپئے بارہ آنے ... سلائی کے عالیہ بیگم محلدار کے پاس جمع ہیں وہ اُن سے لیکر مجھ بیچارہ کے کفن میں صرف کریں ... تین سو روپئے قرآن شریف کی لکھائی کے ہیں وہ انتقال کے دن صرفِ خاص میں محتاجوں کو دیں۔ اسلیے کہ کلام مجید کی لکھائی میں حرمت کا شبہ ہے میرے کفن ضروری میں یہ روپیہ صرف نہ کریں۔

تیسری وصیت یہ ہے کہ اگر اور صرف کی ضرورت ہو تو بادشاہ عالیجاہ کے وکیل سے لیں کیونکہ اولاد میں یہی وارث قریب ہیں۔ حلت و حرمت اُنکے ذمہ ہے مجھ بیچارہ سے باز پُرس نہیں کہ مردہ بدستِ زندہ۔

چوتھی وصیت یہ ہے کہ اس سرگشتہ بیابان گمراہی کو ننگے سر دفن کریں کہ گنہگار تباہ روزگار کو بادشاہِ عظیم الشان کے روبرو ننگے سر لیجانے سے نظرِ رحمت زیادہ ہوگی۔

پانچویں وصیت یہ ہے کہ میرے تابوت پر گاڑھا جسکو گزی کہتے ہیں اُسکی چادر (غلاف) ڈالیں اور امیروں کی بدعتوں (بُری رسموں) سے پرہیز کریں۔

چھٹی وصیت یہ ہے کہ والیِ ملک کو چاہیے کہ خانہ زادوں بے سر و پا سے جو اس گنہگار بیچارے کے ساتھ

جنگل اور بیابانوں میں رہتے ہیں مہربانی کریں اور جو بظاہر اُن سے کوئی قصور ہو جائے تو اُن پر عفو و احسان کریں۔

ساتویں وصیت یہ ہے کہ ایرانی سے بہتر کوئی متصدی نہیں ہے کہ عرش آشیاں کے زمانہ سے اس وقت تک اِن میں کا کوئی لڑائی سے نہیں بھاگا ہے بلکہ استقلال سے ثابت قدم رہے ہیں اور علاوہ اسکے کبھی خود سری اور نمک حرامی بھی نہیں کی ہے۔ مگر یہ لوگ آرام طلب بہت ہیں ان سے نباہ مشکل ہے، بہرحال ان سے موافقت کرنی چاہیے۔

آٹھویں وصیت یہ ہے کہ سادات عظام سے بموجب آیۂ شریفہ قُلْ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى پر عمل کرکے اِن کی تعظیم اور رعایت میں کمی نہ کریں کیونکہ اِن کی محبت اجر نبوت ہے ہرگز اُس میں کمی نہ کرنی چاہیے کہ دُنیا و آخرت میں اُس کا نتیجہ اچھا ہے مگر اس امر کی احتیاط رکھنی چاہیے کہ ظاہری مرتبہ ان کا بہت بڑھایا نہ جائے کہ شریک غالب اور ملک کے طالب ہیں۔ اگر اس کے خلاف کیا جائیگا تو نمک حرامی ہوگی اور پھر کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

نویں وصیت یہ ہے کہ قوم شیوخ کے شریفوں کے ساتھ بہت سی نرمی اور مہربانی اور سلوک اور احسان چھپاکر (پوشیدہ طور پر) کرنا چاہیے اور بجز بڑی بڑی خطاؤں کے کہ جنکا بدلہ لینا ضروری (بدرجۂ مجبوری) ہے اور کسی بات سے اُن کے دلوں کو آزردہ نہ کرنا چاہیے اس لیے کہ میں نے اِس قوم کو بہت آزمایا ہے انمیں سے ہر شخص حمیت و وفاداری میں کامل اور سچا، راستباز ثابت ہوا ہے۔ گویا مقولہ اَلْاِنْسَانُ عَبِيْدُ الْاِحْسَانِ یعنی (آدمی احسان کے بندے ہیں) کے مصداق بس یہی لوگ ہیں۔ اِن لوگوں کو عفو کی جزا سزا دینے سے زیادہ متنبہ اور بہتر [illegible] اور اُن کی خطا پر مواخذہ کرنا خطا ہے۔

دسویں وصیت [illegible] یہ ہے کہ والیِ ملک کو چاہیے کہ جہاں تک ہوسکے چلتا پھرتا (یعنی ملک کا دورہ کرتا) رہے ایک جگہ بیٹھا رہنا جس کا بظاہر میں آرام کی صورت معلوم ہوتی ہے، اور حقیقت میں ہزاروں رنج و مصیبت کا سامنا [illegible]

گیارھویں وصیت [illegible] یہ ہے کہ فرزندوں پر ہرگز بھروسہ نہ کریں اور اُن کے ساتھ مصاحبوں کی طرح ہرگز

برتاؤ نہ کریں کیونکہ اعلیٰحضرت داراشکوہ کے ساتھ یہ معاملہ نہ کرتے تو یہ خرابی واقع نہوتی۔

بارھویں وصیّت یہ ہے کہ والیِ ملک کو چاہیے کہ اپنے خاص متوسلوں اور مقربوں اور قدیمی ملازموں کے ساتھ بہت نرمی اور مہربانی کیا کریں اور بلا ضرورت سخت اُنکے دلوں کو سیاست سے نہ ستائیں اُنکا خوش رکھنا بڑے کام آتا ہے۔ اور اُنکی ناخوشی کسی وقت باعث مضرت ہو جاتی ہے۔ برکت کیلیے بارہ اماموں کے نام پر ان بارہ وصیتوں کا خاتمہ کیا گیا۔

باب ششم

حفظِ صحت

تندرستی اللہ تعالیٰ کی عمدہ نعمت ہے اسکے قائم رہنے میں انسان ہر کام دینی ہو یا دنیوی بہ طمانیت اچھے طور پر کر سکتا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔ "ایک تندرستی ہزار نعمت" بیماری سے آدمی بیکار ہو جاتا ہے۔ یا وہ مطلق کام نہیں کر سکتا یا کام کرنا اُسکو دشوار ہو جاتا ہے۔ بیماری کی حالت میں انسان کو سب باتیں بُری معلوم ہوتی ہیں بیماری اُسکی زندگی تلخ کر دیتی ہے۔ بیمار کو مفلس بنا دیتی ہے اُسکی اولاد آسائش سے محروم رہتی ہے۔ سب گھر مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اکثر موقع پر بیماری مہلک اور جان لیوا ہو جاتی ہے۔ اسلیے ہر شخص کو چاہیے کہ اپنی صحت جسمانی کا خیال بڑی توجہ کے ساتھ رکھے تاکہ بیماری کی بلاؤں سے اُسے نجات ملے اور وہ چند باتوں پر منحصر ہے۔ اوّل ہوا کا صاف ہونا۔ دوسرے پانی کا پاک و صاف ہونا تیسرے اُن چیزوں کا مہیا ہونا جو تندرستی کے واسطے ضروری ہیں۔

ہوا

انسان کو زندگی کے لیے ہوا اور پانی اور غذا کی ضرورت ہے اور ان تینوں میں ہوا کی زیادہ ضرورت ہے کہ بغیر ہوا کے ایک منٹ بھی آدمی زندہ نہیں رہ سکتا۔ صاف ہوا زندگی اور تندرستی[الف] کا باعث ہے

[الف] از رسالہ حفظِ صحت ڈاکٹر کننگھم صاحب و حواشی مولوی وزیر احمد صاحب و رسالہ باؤ بھوپال ...کار سیجیا کے ...صاحب اسسٹنٹ سرجن رامپور اسٹیٹ۔

خراب ہوا سے تندرستی میں فرق پڑجاتا ہے۔ انسان طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ آکسیجن گیس (صاف ہوا) نائٹروجن گیس (ناقص ہوا) کاربونک ایسڈ کے زیادہ حصہ اور کئی طرح کی بھاپوں سے ہوا مرکب ہے۔ کیمیائی تجربہ سے بخوبی ثابت ہوگیا ہے کہ ہر جاندار کی زندگی صاف ہوا (آکسیجن گیس) سے ہے۔ کیونکہ جب انسان یا کوئی جاندار سانس لیتا ہے تو باہر کی ہوا پھیپھڑوں کے اندر پہنچتی ہے جس سے ہر جاندار زندہ رہتا ہے اور پھر وہ پھیپھڑوں اور جسم کے اندر کی ہوا (کاربونک ایسڈ) اور بھاپ وغیرہ سے ملکر باہر نکلتی ہے۔ اسی کا نام زندگی ہے۔ کیونکہ ایک ایسے صندوق یا شیشے میں کسی جاندار کو اس طرح بند کیا جائے کہ پھر باہر کی ہوا اندر نہ جاسکے تو وہ جاندار صرف اتنی دیر تک زندہ رہ سکتا ہے جب تک اُس میں آکسیجن ہے جس وقت کہ آکسیجن سانس کی آمد و شد سے خراب ہوا (کاربونک ایسڈ) وغیرہ ہوجائیگی فوراً وہ جاندار مرجائیگا اسلئے صاف ہوا (آکسیجن) اور خراب ہوا (کاربونک ایسڈ) کا پہچاننا ضروری بات ہے کیونکہ جب گندی ہوا میں رہیگا تو بیمار ضرور ہوجائیگا۔ علم کیمیا کے ذریعہ سے آکسیجن اور کاربونک ایسڈ کا پہچاننا تو علم کیمیا جاننے والوں کا کام ہے لیکن دو چار باتیں ایسی آسان ہیں کہ جن کو اگر آدمی یاد رکھے تو پورے طور سے اچھی اور گندی ہوا کی تمیز کرسکتا ہے۔ جیسے ایک خوشبو دوسری بدبو۔ گندی ہوا میں طرح طرح کی بدبوئیں آتی ہیں جن کو سونگھکر ہر آدمی کہہ سکتا ہے کہ فلاں جگہ خوشبو آتی ہے یا بدبو آتی ہے۔ بدبو یعنی گندی ہوا کے مقامات جیسے پاخانہ۔ پیشاب کی جگہ کوڑا، کھاد پڑنے کی جگہ۔ تالابوں کے کنارے جن میں سن وغیرہ سڑایا جاتا ہے، کوئیں، خندقیں جنمیں گندہ پانی بھرا ہو اور اُس میں درختوں کے پتے، کوڑا کرکٹ، جانور وغیرہ مرے، سڑے، گلے ہوں۔ ایسے بند مکانات جن کی زمین سیلی ہو یا جن میں تازی ہوا، روشنی وغیرہ نہ جاتی ہو، ایسے مکانات جن میں مویشی وغیرہ باندھے جاتے ہوں اور اُن کا گوبر وغیرہ پڑا رہتا ہو۔ قصاب، چمار، تیلی وغیرہ پیشہ وروں کی دُکانیں بعض جگہ بہت چھوٹے چھوٹے کیڑے ہوا میں ملے رہتے ہیں اور وہ سانس لیتے وقت پیٹ کے اندر چلے جاتے ہیں جس سے اکثر آدمی امراض مثل بخار، چیچک، ہیضہ کے پھیل جاتے ہیں۔ صاف ہوا وہی جہاں خوشبو دار چیزیں ہوں مثلاً خوشبودار پھولوں اور پھلوں کے درخت، میدان، سبزہ زار، ہوادار مکانات نباتات وغیرہ۔ زیادہ خوشبودار ہوا کا ہونا بھی اچھا نہیں ہے۔ اچھی ہوا وہی ہے کہ جس میں نہ خوشبو ہو نہ بدبو

نہ زیادہ گرم ہو نہ سرد۔ پس قدرتی طور پر ہوا کا اچھا یا بُرا ہونا اور اُن میں تغیر و تبدل ہونا تو حقیقتاً خداوند کریم کے اختیار میں ہے لیکن اُن سے فائدہ یا نقصان اُٹھانے کی ترکیبیں اور توفیق انسان کے حیلۂ اختیار میں دیدی ہے اور وہ اہل تجربہ اور حکیموں اور ڈاکٹروں کے نزدیک یہ ہیں۔ اوّل خراب ہوا کے نہ پیدا ہونے اور اُس کے صاف رکھنے کی یہ ترکیب ہے کہ مکان[1] کُھلا ہوا اور ہوادار ہو۔ ایک کمرہ میں ایک ہی وقت میں بہت سے آدمی نہ رہیں جس مکان میں کثیف ہوا یا دھواں نکلنے کا راستہ نہو اُسمیں آگ نہ جلائیں روشنی کرنے کی جو دھواں اور کثیف ہوا پیدا ہو اُس کے نکلنے کا بندوبست کریں کُل حیوانی اور نباتاتی مادوں کو سڑنے سے پہلے کسی محفوظ جگہ میں پھِکوا دیں مُردوں کو آبادی سے دور اچھی طرح دفن کریں۔ جسم کو ہمیشہ صاف اور سُتھرا رکھیں سارے بدن کو روزمرہ پانی سے دھوتے رہیں۔ پہننے کے کپڑے اور سونے کا بستر خوب صاف رکھیں۔ کپڑے جلد جلد بدلیں۔ غلیظ[3] کو پاخانوں سے کم سے کم دن میں دو دفعہ دور پھِکوا دیں غسل خانوں، یا درچی خانوں کے پانی کو دور پھِکوا دیں۔ نمی یعنی سیل روکنے کے واسطے پانی کا بندوبست رکھیں، مکانوں کے پاس ایسے گڑھے نہوں کہ جن میں میلا پانی جمع رہے۔ مکان کی کُرسی اونچی رکھیں۔ بہ نسبت زمین[4] کے چارپائی پر زیادہ سوئیں۔ گھر کی صفائی کے واسطے اُسکو بار بار لیپ[5] کر سیلا

[1] مکان کے بنانے میں امورِ ذیل کا لحاظ رہے۔ پس پشت کے راستے کُھلے رہیں۔ ہوا کا رُخ اچھا رہے۔ مکان کی کُرسی اونچی رہے۔ روشندان اور کھڑکیوں کا کافی انتظام رہے۔ ۱۲

[2] جوان اور طاقتور کے لیے سرد پانی سے نہانا یا جسم دھونا اچھا ہے مگر تھوڑے کمزور یا بیمار کے لیے شیر گرم سے نہانا بہتر ہے۔ بارش میں اُس شخص کو نہانا جسے دردِ سر ہو یا جسے رات کو نیند کم آتی ہو مفید ہے ورنہ گرم پانی سے نہانا علی العموم اچھا ہے جسم کو راحت ملتی ہے کیونکہ جلد اگرچہ جسم کے باہر ہے لیکن اعضاء اندرونی کی طرح یہ بھی ایک عضو ہے۔ اِس میں بے حساب مسامات ہیں وہ بے فائدہ نہیں ہیں اِن سے ہمیشہ بدبو اور فضلہ نکلتے ہیں۔ پس اگر جلد کو صاف نہ کیا جائے تو وہ بند ہو جائینگے اور بیماری پیدا ہو جائیگی ۱۲۔ [3] غلیظ پر ہر اجابت کے بعد اگر تھوڑی مٹی ڈال دی جائے تو بہتر ہے۔ ۱۲ [4] جہاں کی آب و ہوا مرطوب ہو یا جہاں بخار کا غلبہ ہو وہاں زمین سے خوب اونچے ہو کر سونا یا ایسے کمروں میں سونا چاہیے کہ جن کی کُرسی چوبی ہو یا مکان کی دوسری منزل پر سونا چاہیے یہ نہ کریں کہ آپ تو اوپر سوئیں اور نیچے مکان میں مویشیوں کو باندھیں کیونکہ مویشیوں سے ہوا کثیف ہو جائیگی۔ گوبر اور مُتالی سے بالکل گندے ہو جائینگے۔ ۱۲ [5] لیپنے کے گارے میں گوبر ملانا نہیں چاہیے کیونکہ گوبر سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔ ۱۲

نہ کریں، کوڑے کرکٹ سے گھر کو ہمیشہ صاف رکھیں، درختوں کو مکان میں یا مکان کے قریب نہ لگائیں،
نہ کوئیں پر لگائیں۔ قصابوں، رنگریزوں، چماروں کی دکانیں پاک و صاف رکھیں، میلے اور آخور
کو وہاں سے روزانہ اُٹھوادیں، ایسی قوموں کو جہاں تک ہوسکے شہر اور گاؤں سے باہر آباد کریں
یا ایسی جگہ بسائیں جہاں آمد و رفت کم ہو۔

پانی

پانی صاف رکھنے کی وہی ترکیبیں ہیں جو ہوا کے صاف رکھنے میں بیان ہوئیں۔ اگر گندگی اُٹھانے کا
اچھا بندوبست کیا جائے تو ہوا اور پانی دونوں صاف رہ سکتے ہیں۔ پانی کے تین ذریعہ ہیں۔ بارش
ندی جھیل۔ تالاب چشمہ، کوئیں، بارش یعنی مینہ کا پانی حقیقت میں صاف اور لطیف ہوتا ہے مگر
جب یہ آبادی میں برستا ہے اور ہوا اور زمین کی کثافتیں اُس میں ملجاتی ہیں تو وہ خراب ہو جاتا ہے
ایسے پانی کے استعمال سے بچنا چاہیے۔

دریا، تالاب، جھیل، کنوئے کا پانی اندرونی اور بیرونی کثافتوں کے پانی کے ساتھ رس رس کر ملنے
سے خراب ہو جاتا ہے اُس کی اصلاح اس طرح ممکن ہے کہ اُن کے گرد و پیش کی زمین صاف رکھی جائے
نجاست اور گندہ پانی وہاں نہ پھینکا جائے، کثرت سے نہانے دھونے کی کناروں پر ممانعت رہے
غلاظت اُن کے قرب وجوار میں نہ ڈالی جائے، نہ وہاں مردوں کی راکھ پھینکی جائے، نہ اُن کے کناروں
پر پاخانہ پھرا جائے۔ پنگھٹ سے فاصلے پر ایسے کام ہونے چاہئیں۔ تالابوں میں پاخانہ پیشاب بھی نہ ڈالا
جائے نہ اُسکے کنارے پر لوگ نہائیں، نہ کھانے کے برتن مانجھیں نہ میلے کپڑے دھوئیں، نہ وہاں
آبدست لیں نہ تالاب کے کنارے کسی بیمار کو یا کسی جانور کو نہلائیں۔ نہ سن وغیرہ کسی بدبودار چیز کو تالاب
میں ڈالکر سڑائیں۔ غرضکہ ہر طرح سے پانی پینے کے تالابوں کو صاف اور ستھرا رکھیں۔ کنوئے کی منڈیر
اونچی ہونی چاہیے تاکہ بارش کا گندہ پانی اور کیچڑ وغیرہ اُسکے اندر نہ جاسکے۔ کنوئیں کے آس پاس
زمین خوب پختہ کردی جائے کہ گندہ پانی اُسکے قریب نہ رہ سکے۔ کنوئیں کو وقتاً فوقتاً صاف کرنا چاہیے۔
کنوئیں کے آس پاس نہانا دھونا نہیں چاہیے نہ اُسکے قریب سنڈاس ہو، نہ اُسکے پاس نشیب اور خندق ہو

بلکہ اسکے چاروں طرف کچھ حصہ پکا چوڑا چبوترہ بنوا دیا جائے۔ پانی ایسی طرح بھریں کہ کنواں گندہ نہ ہو نہ کنوئیں میں پتے گرنے پائیں۔ درختوں کا کنوئیں پر ہونا اچھا نہیں ہے۔ رسّی ڈول، پانی بھرنے کا سامان صاف ہو۔ کنوئیں پر سائبان کا بطور سایہ کے ہونا بہتر ہے۔

پانی صاف کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ اس میں پھٹکری یا نرملی وغیرہ ڈال دیں یا تھوڑی دیر تک اسکو پڑا رکھے کہ جس سے گاد نیچے بیٹھ جائے۔ یا اسکو پانی کے برتنوں میں رکھ چھوڑیں۔ یا بذریعہ فلٹر[1] صاف کریں یا پانی کو جوش کر کے بھی صاف اور بے ضرر کر سکتے ہیں[2]۔

[illegible]

لطیف ہوا اور صاف پانی کے سوا موسم کی پابندی بھی تندرستی کیلئے نہایت مفید ہے۔ مناسب کھانا کھانا۔ کپڑے پہننا۔ نیند بھر سونا۔ ریاضت کرنا۔ اپنی طبیعت کو خوش رکھنا۔ کھانے میں ہمیشہ ہلکی غذا کا استعمال رہے اور ثقیل سے اجتناب۔ تھوڑی بھوک رکھکر کھائیے اتنا پیٹ بھر کر نہ کھائیے کہ جس سے دکھ پائیے دو دفعہ تھوڑا تھوڑا کھانا ایک وقت کے بہت کھانے سے بہتر ہے۔ کچا نہ کھائیے۔ دسترخوان پر ہر طرح کی چیزیں ہوں۔ ہری ترکاری بھی ضرور ہو۔ کھانا وقت پر کھائیے۔ علی الصباح کچھ تھوڑا کھا لینے سے بدن میں طاقت پیدا ہوتی ہے۔ بیمار ہونے سے انسان محفوظ رہتا ہے۔ جو لوگ صرف چاول گھی اور مٹھائی کھاتے ہیں وہ بہت موٹے ہو جاتے ہیں۔ کوئی کام نہیں کر سکتے اور تمام عمر بیکار رہتے ہیں۔ اسکی احتیاط چاہیے۔ پان کھانا حقہ اور سگرٹ پینا مضر ہے۔ خاصکر بچوں کے لیے کیونکہ اس میں وقت بہت صرف ہوتا ہے اور زر نقد بھی۔ کھانا کھانے کے اندر پانی پینا بہت مفید ہے۔ اگر کثرت سے پانی پینا مضر ہے۔ رطوبت کو بڑھاتا ہے۔ بارش کے

---

[1] فلٹر۔ پانی بذریعہ فلٹر کے صاف کرنے کی سہل ترکیب یہ ہے کہ ایک تپائی پر تین یا چار گھڑے تھوڑے تھوڑے فصل تلے اوپر رکھے۔ اوپر کے گھڑے میں کوئلہ۔ بیچ کے گھڑے میں دریا کا ریت قریب نصف کے بھر دے۔ نیچے کے گھڑے کو خالی رکھے اور اوپر کے دونوں گھڑوں کے پیندے میں سوراخ کر دے۔ اور اوپر والے میں پانی بھر دے اور سب کے نیچے اسکے کے منہ پر چھینا یعنی باریک کپڑا باندھ دے۔ ان دونوں گھڑوں سے چھنکر تیسرے گھڑے میں جو پانی آئے وہ استعمال کرے ۱۲

[2] اچھے پانی کی پہچان یہ ہے کہ بے رنگ صاف شفاف ہو۔ سرد ہو۔ ہلکا ہو اور لطیف ہو ۱۲

موسم میں غذا کی تقلیل چاہیئے - مرطوب غذاؤں سے احتیاط رکھے ۔ غذا میں ہمیشہ اعتدال رکھے - کیونکہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ جنکا ایک ہی وقت میں کھانا اکثر معمول پر نقصان دہ ہوتا ہے اور انکے ایک ساتھ کھانے میں ہضم میں فرق پڑجاتا ہے کیونکہ بعض چیزیں جلد ہضم ہوجاتی ہیں - اور بعض دیر میں ہضم ہوتی ہیں اسلیے ذیل کی چیزوں کو انسان کو اُن کی ہضم کی مدت کا اور تاثیر کا خیال کرکے کھانا چاہیئے تو کبھی نقصان نہ ہوگا - وہ چیزیں یہ ہیں :-

فہرست اشیاء خوردنی از قسم اناج و ترکاری وغیرہ

نام اشیاء	مدت ہضم گھنٹہ	مدت ہضم منٹ	خواص اور کیفیت
گندم	۳	۳۰	گندم اور آرد گندم یہ اناج سب غذاؤں سے عمدہ غذا ہے - طاقتور فربہی لانے والا - میدہ اور پوری اسکی دیر ہضم ہوتی ہے - سرخ سفیدی مائل عمدہ ہوتا ہے - سفید کم قوت - سرخ سیاہی مائل خراب -
چاول	۱	۰	مثل گندم کے اسکا بھی صرف زیادہ ہے - باسمتی عمدہ قسم ہے - ساٹھی موٹی جو اکثر بیماروں کو کھلاتے ہیں - بلغمی مزاج والوں کو نقصان کرتا ہے -
جو	۲	۰	سرد اور قابض ہے خشکی کم کرتا ہے - بیماروں کو مفید ہے -
نخود	۴	۰	یہ کئی قسم کا ہوتا ہے - زرد عمدہ ہوتا ہے - دیر ہضم - مقوی - مسمن حار خشک بلغمی - اور مقوی ہے کو بہت مفید ہے -
ماش	۳	۳۵	اس کی دال بہت کھائی جاتی ہے - مقوی ہے - دیر ہضم - مرطوب مزاج کو مفید ہے - بادی مزاج کو مضر -
باجرہ	۳	۴۵	گرم خشک - دیر ہضم - مرطوب مزاج کو مفید - سوداوی کو مضر -
مکا	۲	۴۵	تین قسم کی ہوتی ہے - زرد - سرخ - سفید - سریع الہضم - مقوی - چربی پیدا کرنیوالی -

نام اشیاء	مدت ہضم گھنٹے	مدت ہضم منٹ	خواص وکیفیت
عدس (مسور)	۲	۰	دال اسکی دیرہضم ۔بلغمی مزاج کو مفید ۔سوداوی کو مضر ہے ۔
ارہر	۳	۳۰	اسکی دال زیادہ کھاتے ہیں خصوصاً پورب میں ۔گرم خشک زیادہ کھانا فالج پیدا کرتا ہے ۔
مونگ	۱	۰	یہ بہت ہلکی غذا ہے بیماروں کو مفید چھلکے دار سے دھوئی میں خشکی کم ہوتی ہے ۔
گوشت	۳	۰	سب سے عمدہ پرند جانوروں میں تیتر ۔ہریل ۔بٹیر کا ۔بعدہ بکری کا ۔مولد خون ۔مقوی ۔فربہی لانیوالا ۔رنگ سرخ کرنے والا ۔البتہ گائے ۔نیلگائے ۔بیل بھینس کا دیرہضم ۔گرم خشک ۔اسکا زیادہ کھانا غصہ لاتا ہے ۔مرگی ۔گٹھیا جوش خون گنج وغیرہ پیدا کرتا ہے ۔
دودھ	۲	۰	یہ بہترین غذا ہے ۔خصوصاً بچوں اور بیماروں کو بلغم پیدا کرتا ہے ۔مقوی ہے خون پیدا کرنے والا ہے ۔
سابودانہ	۱	۴۵	سابودانہ ۔ارا روٹ ۔اکثر بیماروں کو دیا جاتا ہے ۔زود ہضم قدرے قابض ۔
مٹر	۲	۰	اسکی دال اکثر کھاتے ہیں ۔نفاخ ربادی ہے ۔
شلجم گاجر	۳	۰	اکثر ترکاری کھائی جاتی ہے ۔مقوی ۔مبہی ۔سرد تر ۔سوداوی مزاج کو مفید ۔
مولی	۳	۰	ترکاری اسکی زود ہضم ۔دستاور ۔سوداوی اور صفراوی مزاج کو بہت مفید ۔
کدو ککڑی کھیرا خربزہ تربوز	۱	۳۰	یہ سب چیزیں کھائی جاتی ہیں ۔کھیرا ۔ککڑی دست آور ہے ۔خربزہ ، کدو مفید ہے ۔تربوز بادی ہے ۔
انگور بادام کشمش پستہ چلغوزہ وغیرہ	۱	۳۰	سب مقوی ہیں حسب مزاج استعمال کرنا چاہیے ۔
آلو	۳	۰	گرم خشک ۔سوداوی مزاج کو مضر ۔بلغمی کو مفید ہے ۔

اور پینے کی چیزوں میں نشیلی چیزیں جیسے شراب، حقہ، سگریٹ، بھنگ، افیون، چنڈو، مدک ان میں طرح طرح کی مضرتیں ہیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ ان سے ہمیشہ بچتا رہے خصوصاً بچوں کو زیادہ نقصان ہوتا ہے۔ بچوں کا وقت ضائع ہوتا ہے۔ عادات خراب ہو جاتی ہیں۔ اُن کے نازک جسموں پر ان خراب نشوں کا بہت جلد اثر پڑتا ہے۔ جوانی تک یہ نشے اُن کو کسی کام کا نہیں رکھتے۔ علاوہ ان کے زرِ نقد بھی فضول خرچ ہوتا ہے۔

شراب اسکے پینے کی لوگوں نے بہت کثرت کر دی ہے حالانکہ سوائے تھوڑی دیر کے سرور کے کوئی نفع نہیں ہے بلکہ یہ بھی ایک قسم کا زہر ہے۔ اس کے زیادہ استعمال سے عمر کم ہو جاتی ہے۔ بدہضمی لرزہ وغیرہ بہت سی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں عقل زائل ہو جاتی ہے۔ شرم و حیا کھو دیتی ہے۔ بے عزت کر ڈالتی ہے۔ صرف ہندوستان میں اسکو بُرا نہیں کہا ہے بلکہ مغربی ملکوں میں بھی حکما، عقلا، علما نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ پینے کے لائق نہیں ہے۔ اسی سبب سے مسلمانوں کو حرام ہے۔

بھنگ یہ بھی زہریلا نشہ ہے اور مثل شراب کے مضرتیں ہیں۔

چرس۔ اسکو بھنگ اور گانجہ کے پتوں سے لوگ بنا کر حقہ میں پیتے ہیں۔ یہ پھیپڑوں کو خراب کر دیتا ہے دمہ پیدا کرتا ہے۔ اکثر لوگ اس کا دم لگا کر مر جاتے ہیں۔

تمباکو۔ اسکو لوگ حقہ میں پیتے ہیں، پان میں کھاتے ہیں۔ نلاس بنا کر سونگھتے ہیں۔ ہندوستان میں اس کا رواج بہت زیادہ ہے۔ حالانکہ اس میں بہت نقصان ہیں۔ آواز خراب کر دیتا ہے۔ ذہن کند ہو جاتا ہے۔ عقل کو خبط ہو جاتا ہے۔ روح کو ناگوار ہوتی ہے۔ دل سست کرتی ہے۔ دماغ کو خراب کرتی ہے۔ رگوں کو کمزور کرتی ہے۔ قوت ہاضمہ کو نقصان پہنچاتی ہے۔ پھیپڑوں اور آنکھوں کو نقصان دیتی ہے۔ لرزہ فالج وغیرہ کی مولد ہے۔

چروٹ۔ اسکو لوگ پیتے ہیں تمباکو سے بنایا جاتا ہے مثل تمباکو کے مضر ہے۔ بلکہ اس سے حقہ پینا کسی قدر مفید ہے کیونکہ اُس میں دھواں پانی میں ہو کر آتا ہے۔ صرف لوگوں کی عادت ہو جاتی ہے اسلیے مفید سمجھتے ہیں ورنہ سخت مضر ہے۔

چنڈو مدک افیون - یہ سب زہریلے نشے ہیں۔ اور مثل شراب کے اور تمباکو کے نقصان رساں ہیں اِس میں بھی علاوہ صرف کثیر کے اکثر جانیں ضائع ہوتی ہیں غرض انسان کو اِن سب باتوں پر نظر ڈالکر احتراز چاہیے۔

کھانے پینے کے برتن

کھانے پینے کے کاموں میں طرح طرح کے برتنوں کا استعمال کرتے ہیں ہندوستان میں دھاتوں کے برتن مثل تانبے، چاندی، پیتل، کانسہ، لوہا جست وغیرہ زیادہ کام میں لائے جاتے ہیں انہیں سوائے نقصان کے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تانبے، سیسے کے برتن میں کھانے سے بدہضمی، آنتوں کی بیماری لقوہ وغیرہ ہو جاتا ہے۔ چہرہ کا رنگ مثل جذامیوں کے ہو جاتا ہے۔ اسلیے بغیر قلعی کے تانبے پیتل کے برتنوں کا استعمال نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ مٹی کے برتن صاف ستھرے ہمیشہ کام میں لائیں جو ہر طرح مفید ہیں اور غریب امیر سب کو میسر آتے ہیں۔

پوشاک بلحاظ موسم وغیرہ کے پہننی چاہیے۔ جہاں آب و ہوا مرطوب ہو وہاں زیادہ کپڑے پہنے عام طور پر سفید کپڑے پہننا بہتر ہیں۔ مگر جاڑوں میں رنگین اور اونی کپڑوں کے استعمال کا مضائقہ نہیں ہے اسلیے کہ سورج کی کرنیں اِس میں جلد گرمی پیدا کرتی ہیں۔ سورج کی کرنوں سے سر و جسم کو ہمیشہ بچانا چاہیے، فلالین کے کپڑے کا استعمال بہتر ہے۔ سردی کے وقت جسم کو گرم کرتا ہے اور گرمی کے وقت پسینہ کو جذب کر لیتا ہے مگر اسکے نیچے ململ کا کرتہ ضرور پہننا چاہیے جو جسم میں ملا رہے کیونکہ پسینہ میل وغیرہ کو جذب کر لیگا۔ اور فلالین کا کپڑا بہت دنوں تک کافی ہوگا۔ اور جسم کی حرارت کو اوسط درجہ پر رکھتا ہے۔ بچوں اور بوڑھوں کو سرخ فلالین بہ نسبت سفید کے مفید ہے کلف دار کپڑا بخارات کے نکلنے اور ہوا کی آمد کو مانع ہے۔ اسکو گرم موسم میں ترک کرنا چاہیے پوشاک چست اور تنگ نہو اسکے تنفس و دباؤ سے پھیپھڑوں کے عمل اور دوران خون میں حرج واقع ہوتا ہے۔ صفائی پوشاک کا ہمیشہ خیال رہے۔ بارش کے پانی میں بھیگنے سے ہمیشہ احتیاط رکھے اور اگر اتفاقاً بھیگ جائے تو فوراً اُن کپڑوں کو بدل ڈالے۔ بھیگے کپڑے پہنے رہنے کی حالت میں

پسینہ آجائیگا تو فوراً بیماری کے ظہور کا اندیشہ ہے۔ میلے کپڑوں سے ہر وقت احتیاط چاہیئے۔ سر کی پوشاک کا بہت خیال رکھنا چاہیے۔ ٹوپیاں اور سر کے دوپٹے ایسے بنائیے اور باندھیے کہ تازی ہوا کی آمد و رفت اور بخار کے نکلنے میں حارج ہوں۔ آنکھ اور گردن کی بھی پوری حفاظت رکھنی چاہیے۔

ریاضت۔ یہ تین قسم پر ہے۔ اوّل چلنا، پھرنا، ٹہلنا، بیکار کھیلنا۔ زمین کھودنا۔ باغ لگانا لکڑی چیرنا وغیرہ۔ دوم سواری کے ذریعہ سے جیسے گھوڑے اونٹ اور طرح طرح کی سواریوں پر چڑھنا۔ تیسرے ورزش کرنا۔ اپنے جسم، ہاتھ، پاؤں کو کسی دوسری چیز سے حرکت دینا ان میں جو ممکن ہو وہ ریاضت کرے مگر ہوا، گرمی، سردی کا بچاؤ رکھے اور ہمیشہ اعتدال رکھے کیونکہ ریاضت خون کے جاری اور ساری رہنے میں مدد دیتی ہے۔ اس کا عمدہ اثر تنفس پر پڑتا ہے، گرمی پیدا کرتی ہے، عمدہ خون بناتی ہے۔ دیگر نشو و نما کرنیوالے عمل کو قوت بخشتی ہے۔ اگر حد معین سے زیادہ نہ بڑھائی جائے تو قوائے طبعی پر بھی اسکا عمدہ اثر پڑتا ہے۔ حد سے زیادہ کرنے سے دماغ ضعیف ہو جاتا ہے طبعی کام کرنے کے لائق نہیں رہتا اور پھر اس سے عموماً جسمانی چالاکی جاتی رہتی ہے، فرصت کے وقت تھوڑی بہت ضرور ریاضت کرنی چاہیے، اس کا کرنے والا بدہضمی، بواسیر وغیرہ امراض سے محفوظ رہتا ہے۔ دھوپ اور گرمی کے وقت سر کو پگڑی وغیرہ سے ڈھانپ کر چلنا، اور ڈھیلی پوشاک پہننا مناسب ہے۔ گلا، سینہ دبا نہ رہنے پائے۔ سونا اگرچہ آدمی کے اختیار میں نہیں ہے مگر نیند بھر سونا چاہیے۔ اس سے تکان دور ہوتی ہے، تازگی آجاتی ہے، باہر آسمان کے نیچے سونے سے ہمیشہ احتیاط رکھے، مکان کے اندر سونے کی عادت مفید صحت ہے۔ اگر باہر سونے کی زیادہ خواہش ہو تو کپڑے کی شبنمی لگا کر سونے کا مضائقہ نہیں، سونے کی نسبت کسی کا کیا اچھا مقولہ ہے "جلد سونا، جلد سو کر اٹھنا انسان کو تندرست، عقلمند اور دولتمند بنا دیتا ہے" سونا باہ اور ہاضمہ کو بھی مفید ہے، بچوں کو زیادہ سونا چاہیے، جوان اور بوڑھوں کو اپنی عادت اور فرصت کے موافق، رات کو عموماً دس بجے سو رہنا چاہیے، اور صبح کو پانچ چھ بجے اٹھنا چاہیے اور یہ بھی لحاظ

رہے کہ سردی کے موسم میں سوتے وقت سردی سے بچے اور لحاف اور کمبل سے سر اور منھ لپیٹ کر نہ سوئے۔ تندرست آدمی بیمار کے ساتھ نہ سوئے، موسم سرما میں چارپائی نہ ملے تو پیال یا بستر زمین پر بچھا لیا کرے۔

جسم اور روح کو آپس میں نہایت تعلق ہے محنت کے بعد آرام کرنے سے جب جسم کو آرام پہنچتا ہے تو روح کو بھی تفریح ہوتی ہے، یہ انسان کی تندرستی کو مفید ہے۔ جب آدمی کچھ علیل ہو جائے تو اسکو کام بند کر دینا چاہیے اور خوب گرم رہنا چاہیے۔ اور بجائے معمولی خوراک کے اسکو کچھ ہلکی غذا کھانی چاہیے۔ مجامعت کی کثرت سے نہایت احتیاط چاہیے کہ سخت مضر صحت ہے۔ ہفتہ میں ایک یا دو مرتبہ سے زیادہ مجامعت تندرستی کے واسطے مضر ہے زیادہ نہیں چاہیے۔ اسی طرح عیاشی میں دونوں کا نقصان ہے۔

لڑکے لڑکی کی شادیاں اوائل عمر میں نہیں کرنی چاہئیں، کیونکہ اٹھان سے پہلے وہ لڑکوں کے ماں باپ بن جاتے ہیں، اور اُن کی اولاد دُبلی اور کمزور ہوتی ہے۔ لڑکی کی شادی کم از کم بارہ[12] یا چودہ[14] سال کی عمر میں، اور لڑکے کی بیس[20] یا پچیس[25] سال کی عمر میں کرنی چاہیے، تاکہ وہ تحصیل علم، کسب، ہنر وغیرہ سے فراغت کر لیں اور طرفین کی رضامندی ضروری بات ہے۔ طرفین میں یعنی لڑکے لڑکی کو کوئی متعدی مرض مثل آتشک، جذام، سل وغیرہ نہ ہو۔ بچوں کو بہ نسبت جوانوں کے لطیف ہوا اور صاف پانی اور اچھی غذا کی زیادہ تر ضرورت ہے۔ بچے کی تعلیم اور تربیت اُسکی طاقت اور تندرستی پر منحصر ہے۔ اگر ان پر پوری توجہ کی جائے تو بچہ طاقتور اور تندرست ہوگا ورنہ ہمیشہ دُبلا اور بیمار رہیگا۔ ماں اور دایہ جس کا دودھ بچہ پیئے اُس کا دودھ عمدہ ہو، ماں کی تندرستی پر بچہ کی تندرستی منحصر ہے۔ اگر دایہ رکھی جائے تو وہ جوان اور تندرست ہو اور اُسکا بچہ بھی اپنے بچہ کی عمر کی برابر ہو، اگر گائے وغیرہ کے شیر سے بچہ کا پالنا منظور ہو تو چاہیے کہ اُس دودھ کو پانی اور تھوڑی مصری ملا کر مثل انسان کے دودھ کے کر لیا جائے۔ ہر صورت میں انسان ہو یا حیوان جسکا دودھ بچہ کو پلانا منظور ہو اُسکی عمدہ خوراک کا اچھے طور پر بندوبست کرنا چاہیے۔ بچہ کو جلد جلد دودھ نہیں

دینا چاہیے۔ دودھ تین تین گھنٹے کے بعد بقدر ضرورت دینا چاہیے ۔ بچے کی تندرستی کے لیے یہ عمل بہت مفید ہے۔ بچے کو صاف اور کھلی ہوئی ہوا میں رکھنا چاہیے۔ جن کمروں میں بچے رہیں وہ کمرے ہوادار ہوں۔ بچوں کے کمروں کو ہرگز بند نہ رکھنا چاہیے کہ سخت مضر ہے۔ بچوں کی پوشش بلحاظ اُنکی نازک اور ملائم جلد کے ہوتی چاہیے۔ تاکہ سانس لینے ۔خون کے بہنے، قوت ہضم کے عمل اور اعضاء کی حرکات میں مخل اور مزاحم نہ ہو۔ لڑکوں کو صاف اور ستھرا رکھنا چاہیے تاکہ اُن کی عادت صفائی کی ہو جائے۔ صحت کی حالت میں کم از کم ہر روز ایک مرتبہ اُن کو نہلایا جائے کسی قسم کا تیل اُن کے نازک اور زود اثر پذیر جلد پر نہ لگنا چاہیے۔ ابتدا میں نہانے کا پانی شیر گرم ہو۔ مگر جس قدر لڑکا بڑھے اُسکی عادت سرد پانی سے نہانے کی ڈالنی چاہیے۔ اس طرح کے عمل سے بچہ وزن میں بڑھتا ہے اُسکی نشوونما خوب ہوتی ہے۔ بچوں کو بلا تکلف بستر سیتل پاٹی یا دایہ کی گود میں لوٹنے پوٹنے کی اجازت دی جائے۔ ہر روز اُسکو شام کو کھلی ہوا میں لانا چاہیے اور جب وہ چھ مہینے کا ہو جائے تو صبح کو بھی اُسکو ہوا کھلاتی چاہیے۔ گاڑی میں بٹھا کر ہوا کھلائی بہت عمدہ ہے۔ جب بچہ بڑھے اُسکی غذا کا بڑا خیال رکھنا چاہیے۔ جب بچہ کے دانت نکل آئیں تب اُسکو ملائم روٹی، چوزہ یا دودھ میں بھگو کر چمچہ سے کھلانی چاہیے ۔ اور اٹھارہ مہینے سے دو برس کی عمر تک شوربے میں روٹی بھگو کر دینا چاہیے ۔ اگر بچہ کی غذا اور اُسکے رہنے کے کمرے کی ہوا کی آمد شد کا خیال اور ذرا سی ریاضت پر توجہ کیجائے تو بچہ کو کبھی ضعف ہضم یا دست وغیرہ کی بیماری نہ ہو گی*

بخار

دیائی بخار۔ اسکو انگریزی میں ملیریا کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں خون میں یا ہوا میں کیڑے پڑ جاتے ہیں مگر در اصل آب و ہوا خراب ہو جاتی ہے جس زمانے میں یہ بخار پھیل رہا ہو تو اُس زمانہ میں ذیل کی باتوں پر عمل کیا جائے ۔ غذا عمدہ اور ہلکی بہت کم مقدار میں کھانی چاہیے۔ صبح کو تیز نہ چلے۔ شب کو ہوا اور دن کو دھوپ سے بچے۔ کھلی ہوا میں نہ سوئے ۔ بہ نسبت معمول کے گرم پوشاک پہنے ۔ خاصکر شب کو جسم گرم رکھے۔ اِس بخار سے اکثر بیماریاں مثل تلی، جلندھر، پیچش، گردوں کی بیماری، آنتوں کی بیماری، فیل پائی وغیرہ ہو جاتی ہیں۔ اس بخار کی روک تھام کیلیے سپیٹ میں

گرانی نہ رہنے دیں، قابض چیزیں نہ کھانی چاہئیں۔ صبح کو دن چڑھے کچھ تھوڑا سا کھا لینا چاہیے۔ صبح سے دو پہر تک نہار منہ نہ رہنا چاہیے۔ کھٹائی کا استعمال مثل املی، لیموں وغیرہ کے رکھنا مناسب ہے۔ اس بخار میں قبض دور کرنا بہت ضروری ہے۔ اس لیے ہلکا سا جلاب جو ہر شخص کو میسر آسکتا ہے پی لیا کرے وہ یہ ہے:-

کسٹر آئل یعنی انڈی کے تیل کا جلاب۔ اسکی خوراک آٹھ آنے بھر سے نصف چھٹانک تک ہے مگر یہ جلاب عورتوں، بچوں، کمزور آدمیوں کو نفع پہنچاتا ہے، جوان اور طاقتور آدمی کالے دانہ کا جلاب لے۔ یعنی کالا دانہ آٹھ آنے بھر سے بارہ آنے بھر تک ہو اسکو پیسکر برابر کی شکر ملا کر پھانک لیا اوپر سے تھوڑا سا نیم گرم پانی یا عرق سونف گنگنا کرکے پینا چاہیے۔ جب دست آ جائیں تو غذا میں کھچڑی، دودھ، بھات کھانا چاہیے۔ ایک جلاب سے طبیعت صاف نہ ہو تو دوبارہ جلاب لے لینا چاہیے۔ اگر جلاب سے بخار نہ جائے تو سنکونا دو رتی سے چار رتی تک یا کونین دو رتی سے دس رتی تک یا اتیس دو رتی سے دس رتی تک دینا چاہیے۔ مگر بخار کے دورہ سے چھ گھنٹہ پیشتر اگر یہ دوائیں نہ ملیں تو کنکر نجہ کے پتے یا کلف ناتہ گھاس یا تلسی کے پتوں میں گول مرچ ڈالکر گولیاں بناکر بخار کے دورہ سے چھ گھنٹہ پیشتر کھائیں، یا کاغذی لیموں کے ٹکڑے کرکے آدھ سیر پانی میں جوش کریں۔ جب نصف رہ جائے تو اتار کر ایک شب رکھا رہنے دیں اور صبح کو چھانکر تھوڑی شکر ملا کر استعمال کریں۔

ہیضہ

جب ہیضہ پھیل رہا ہو تو ذیل کی باتوں پر عمل کریں:- اوّل اللہ تعالیٰ سے بتوسل پیران طریقت مدد مانگے۔ بعدہ ڈاکٹری یا یونانی علاج کرے۔ مریض کے پاس شور و غل نہ کریں۔ جسم کو آرام دے اور گرم رکھے۔ تھوڑا تھوڑا ٹھنڈا پانی پلائے۔ رائی پیسکر ہتھیلی سے لیکر کہنی تک اور پیر کے تلوے سے لیکر گھٹنہ تک مالش کرے۔ جس مکان میں ہیضہ کا واقعہ ہو تو مریض کے تمام کپڑوں کو جلا دے یا دفن کردے۔ اور مریض کی قے اور دست کو دور لیجا کر زمین میں گاڑ دے۔ اگر جلا دے تو بہتر ہے

دس روز تک مکان کو خالی چھوڑ دے۔ پھر مکان کو خوب صاف کرے۔ دھوئے اور قلعی کرائے۔ فرش زمین اگر مٹی کا ہو تو اسکو کھود ڈالے اور تمام سامان اُس کمرہ کا جلاوے۔ اور اس بیماری کے تین چار درجے ہوتے ہیں۔ پہلے درجہ میں جی مالش کرتا ہے۔ پیٹ پھولتا ہے، طبیعت پر گرانی سی ہوتی ہے یا قے آتی ہے۔ سر گھومتا ہے، چہرہ کا رنگ زرد اور پسینہ کا ٹپکتا ہے۔ دل سست رہتا ہے۔ اس لیے پہلے درجہ میں جی متلانے کا اور پیٹ کی صفائی کا علاج کریں، ترشی وغیرہ کھائیں۔ کسٹر آئل یعنی انڈی کا تیل جلاب کیلیے پئیں۔ آلو بخارہ پانچ دانہ۔ آدھ تولہ مصری آدھ پاؤ ٹھنڈے پانی میں بھگو کر دو تین دفعہ پئیں۔ دوسرے درجہ میں قے اور دست زیادہ آتے ہیں غشی ہوتی ہے۔ اس میں کلورا ڈائن۔ افیون۔ گندھک کا تیزاب دینا چاہیے۔

ایک علاج یہ نہایت مجرب ہے کہ پوست بیخ آگ اور کالی مرچ ہموزن باریک پیسکر نخود (چنے) کی برابر گولیاں عرق ادرک میں بنا کر بڑے آدمی کو چار اور بچہ کو دو دو گولی پانی کے گھونٹ سے کھلا دے۔ ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو گھنٹہ بعد کئی مرتبہ اس طرح استعمال کرادے۔ پیاس کی حالت میں برف کا پانی، کیوڑا ڈالکر دے۔ گلاب نہ دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ شفا دیگا۔ دو فاقوں کے بعد شوربہ کھانے کو دے۔ وبائی موسم میں تین چار گولیاں بڑا آدمی اور دو گولیاں بچہ روزمرہ کھا لیا کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ وبائی ہیضہ سے محفوظ رہیگا۔ بلغمی بخار کے دورہ کے روکنے کے لیے بھی یہ گولیاں مفید ہیں۔ معدہ کی اصلاح تخمہ وغیرہ کو برسات کے موسم میں یہ گولیاں تریاق کا حکم رکھتی ہیں۔ تیسرے درجہ میں زیادہ حالت ابتر ہوتی ہے اس درجہ میں پسینہ روکنے والی، جسم کی گرمی بڑھانیوالی دوا استعمال کریں۔ چوتھے درجہ میں جب بخار شروع ہو جاتا ہے تو کچھ خوف نہیں رہتا۔ بخار کے علاج میں یہ نسخہ مجرب ہے۔ ہینگ ایک رتی۔ سیاہ مرچ ایک رتی کافور ایک رتی۔ افیون نصف رتی۔ سب کو باریک پیسکر گولیاں بنا کر کھلائیں۔ اور نیز برسات کے چار مہینوں میں کھانے پینے کی نہایت احتیاط رکھنی چاہیے۔ علی العموم معمول سے کم غذا کھائیں۔ ہلکی غذا کھائیں۔ کبھی کبھی فاقہ بھی کر لیا کریں۔ پھوٹ۔ کھیرا۔ امرود۔ بھٹے۔ مکہ وغیرہ سے بالکل اجتناب رکھیں۔ عرق لیموں کاغذی میں پودینہ۔ پیاز۔ مرچ سبز کتر کر نمک بقدر ضرورت ڈالکر کھانے کے وقت ضرور

کھایا کریں اور کبھی کبھی اِن اجزا میں بجائے عرق لیموں کے سرکہ خالص بھی ڈالکر کھایا کریں اور اگر اتفاقاً ایک دو دست آجائیں تو اُس روز بالکل کھانا موقوف کردیں۔ بلکہ جب تک خوب اشتہا نہو گو ایک دو دن گزر جائیں کھانا نہ کھائیں ؎

طاعون

طاعون جس کو انگریزی میں پلیگ کہتے ہیں چند سال سے یہ وبائی مرض شروع ہو گیا ہے۔ بمبئی، پونا، ملک پنجاب، مدراس میں بکثرت ہوا ہے۔ اضلاع مغربی و شمالی میں بھی چند مریض اس مہلک مرض سے مرے ہیں۔ یہ وبائی مرض ہیضہ۔ بخار۔ چیچک سب سے زیادہ مہلک اور تکلیف دہ ہے۔ اسکی خاص علامتیں یہ ہیں:۔ بخار۔ سرسام شروع ہو جاتا ہے۔ چہرہ پر مردنی چھا جاتی ہے۔ ران اور چڈہ کے غدود بڑھجاتے ہیں۔ بیمار ایک ہی روز میں اس قدر کمزور ہو جاتا ہے کہ اُٹھا بیٹھا نہیں جاتا۔ ابھی تک اس کا کوئی کامل علاج معلوم نہیں ہوا ہے لیکن حفظ صحت کے قواعد کی تعمیل زیادہ ضروری ہوتی ہے۔ مکان صاف رکھنا چاہیے اور خشک رہے۔ روشنی اور ہوا کی آمد و رفت اچھے طور پر ہو۔ کوڑا غلاظت مکان میں نہ رہے نیز غلہ کا اجتماع بھی رہنے کے مکان میں نہ کیا جائے۔ اور جب کوئی بیمار ہو تو فوراً اُسکو مکان سے علیحدہ کسی جھونپڑے میں رکھدینا چاہیے۔ اور اُسکے پاس زیادہ آدمیوں کی آمد و رفت نہونی چاہیے۔ علاج ڈاکٹری کرایا جائے ؎

چیچک

اِس مرض سے صدہا لوگ مرجاتے ہیں۔ جو بچ جاتے ہیں اُن کا چہرہ داغوں سے ہمیشہ کے لیے بگڑ جاتا ہے بعض کی آنکھیں جاتی رہتی ہیں۔ بعض یکچشم و لُولے لنگڑے ہو جاتے ہیں۔ جب یہ مرض پھیلے تو ذیل کی باتوں پر عمل کرنا چاہیے:۔

مریض کے تمام کپڑے دھونے چاہئیں۔ بلکہ دھونے سے جلانا بہتر ہے۔ ہوا دار کی گندی نہ ہونے پائے اگر ممکن ہو تو مریض کو اُس مکان سے علیحدہ رکھے۔ ہوا صاف کرنے کیلیے ۲۴ ۱/۲ گز مکسر کی فصل پر گندھک سُلگانی چاہیے۔ چیچک والے جسم کو میل اور عفونت دور کرنیوالی دوائیں ملنا بہتر ہوگا۔ مریض کو ہوادار

اور سایہ دار مکان میں رکھنا چاہیے۔ پانی مانگے تو پلانا چاہیے۔ آنکھیں پانی سے دھو کر صاف رکھنی چاہئیں مریض کے فوراً ٹیکا لگانا چاہیے کیونکہ بہت مجرّب علاج ہے اور جب ٹیکا لگایا جائے تو اسکے دانے اچھی طرح ابھر آنے دیں اور کسی قسم کا صدمہ یا رگڑ اسکو نہ پہنچنے دیں۔ دو یا تین مرتبہ اچھے ہونے تک بچوں کو ٹیکا لگانے والوں کو دکھلائیں۔ اس کے بخار سے اندیشہ نہ کریں وہ عارضی ہوتا ہے۔ ٹیکے کے اچھے ہونے کے ساتھ وہ جاتا رہتا ہے۔ اِس عمل سے چیچک نہیں نکلتی ہیں۔ اور اگر نکلتی بھی ہیں تو اُن کا زور کم ہوجاتا ہے بلکہ دو تین دفعہ ٹیکا لگانے سے تمام عمر انسان چیچکوں سے محفوظ رہتا ہے۔ ہندوستانی لوگ اس سے بہت ڈرتے ہیں اور اپنے بچوں کو چھپایا کرتے ہیں۔ لیکن اب ٹیکے کے فائدے رواج پاتے پاتے ثابت ہو گئے ہیں کہ ٹیکا چیچک کو ضرور روکتا ہے اسلیے ہر شخص کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو بخوشی وقتاً فوقتاً ٹیکا لگوایا کریں اور چیچک کی بلا سے اپنے بچوں کی جانیں بچائیں +

بدن کے مختلف اعضا کا تحفظ

سر:۔ اس کی حفاظت سب سے زیادہ مقدم ہے کیونکہ مغز سب سے بڑا حصہ سر کا ہے۔ اسکو تیزی گرمی سے بچانا چاہیے۔ سرد ہوا، سرد پانی دماغ کو مفید ہے لیکن زیادتی نقصان کرتی ہے۔ بدبودار چیزیں دماغ کو پریشان کردیتی ہیں۔ ناقص خیالات، دھوپ، گرمی، رنج وغم، نشیلی چیزیں سونگھنا یا پینا مضر ہے۔ اکثر خوشبودار چیزیں سونگھنی چاہئیں۔

آنکھ:۔ یہ خدا تعالیٰ کی عجیب نعمت ہے اور بہت نازک چیز ہے۔ اِس کو گرد وغبار، دھوئیں، سورج کی تپش، باریک کتابوں کے لکھنے پڑھنے، سینے پرونے، اور دوسرے باریک کاموں سے احتیاط رکھے یعنی پہروں تک ایسے کاموں سے نگاہ نہ لڑایا کرے۔ رات کو لکھنے پڑھنے اور باریک کاموں کے کرنے میں احتیاط کرے کیونکہ چراغ وغیرہ کی روشنی نقصان دیتی ہے۔ اگر بہت ضرورت ہو تو صاف روشنی سے کام لینا چاہیے۔ چراغ اور روشنی کو آڑ میں یا سر کے پیچھے رکھنا مناسب ہے۔ عینک کا استعمال اچھا ہے۔ اس سے نگاہ قائم ہوجاتی ہے۔ اس کا کسی خاص مدت تک لگانا ضرور نہیں۔ بلکہ عمر کے موافق اور جوں جوں عمر بڑھتی جائے ویسی عینک بدلنی چاہیے۔ بجائے شیشہ کے عینک کے

پتھر صاف (پیبلس) کی عینک زیادہ مناسب ہے۔ بعض لوگ جو اپنے دماغ کی حفاظت رکھتے ہیں اُن کو عینک کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

کان:۔ اس کو بہت سخت آوازوں مثل توپ، گولہ وغیرہ سے زیادہ صدمہ پہنچتا ہے۔ اکثر بہرا بنا دیتی ہیں۔ اس کی احتیاط چاہیے۔ کان سے میل وغیرہ تنکے یا سلائی کے ذریعہ سے نکالنا یا نکلوانا بہت مُضر ہے۔ اکثر کانوں میں زخم ہو جاتے ہیں۔ کبھی بہرا بنا دیتے ہیں۔ اسلیے جب میل زیادہ ہو جائے تو گرم پانی سے صاف کر کے دو تین قطرے روغن کے ڈال لیا کریں یا پچکاری سے صاف کرا لینا چاہیے۔

ناک:۔ اسکو بدبودار چیزوں کے سونگھنے سے نقصان ہوتا ہے چھینکیں لینا فائدہ مند ہے۔ اس سے گرد وغیرہ نکل جاتی ہے۔

مُنہ:۔ اسکو مسواک وغیرہ سے خوب صاف رکھنا چاہیے۔ زبان، دانت بھی صاف رہیں۔ تمباکو پینے پان کھانے سے دانتوں کو زیادہ نقصان ہوتا ہے۔ چونہ دانتوں اور مسوڑھوں کو زیادہ خراب کرتا ہے۔

دل:۔ یہ بدن میں سب عضووں سے رئیس ہے۔ اسکو ہمیشہ اعتدال پر رکھنا چاہیے۔ حسد، بغض، رنج، غم، اور فکر سے خالی رکھنا چاہیے۔ ہمیشہ اچھے خیالات رکھیں، صدمہ سے بچانا چاہیے۔

معدہ:۔ اس کو قابض، ثقیل، دیرہضم چیزوں سے بچانا چاہیے جس طرح ہو قبض رفع کرتے رہیں۔

گلا، سینہ:۔ ان کو سرد چیزوں سے بچانا چاہیے۔ میٹھی، روغنی چیزیں کھا کر فوراً پانی نہ پینا چاہیے۔ سردی کے وقت ننگا نہ رکھیں۔ اکثر فلالین کے کپڑے سے حفاظت رکھیں۔

جگر:۔ گرمی۔ شراب۔ کباب، ثقیل چیزیں، زیادہ پانی پینا یہ سب جگر کو مضر ہیں۔

تلّی:۔ یہ بخار سے زیادہ بڑھ جاتی ہے اور خراب ہوا بھی نقصان دیتی ہے۔ یہ تمام جسم کا خون چوس کر خود بڑھجاتی ہے۔ آدمی پیلا پڑ جاتا ہے۔ اس کی بڑی احتیاط چاہیے۔

آنت:۔ اس کی حفاظت مثل معدہ کے چاہیے۔ یہ اکثر فوطوں میں اُتر کر موت کا سبب ہوتی ہے۔

گردہ:- اس کی حفاظت بہت ضروری ہے۔ اس میں نقصان آنے سے زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ اس کا درد اور اسکی بیماری ہلاک کر دیتی ہے۔ اسکو سردی، گرمی، شراب، کباب جس سے اس کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ بچاتے رہیں۔

پیشاب کی نلی یا مثانہ:- اس کی حفاظت بھی ضروری ہے جس وقت پیشاب معلوم ہو فوراً کرنا چاہیے۔ پیشاب کے کچھ دیر روکنے میں طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

فوطے:- ان کو ہمیشہ چھوٹے رہنے سے باز رکھیں۔ لنگوٹ وغیرہ سے باندھے رہیں یا کسی کپڑے سے اٹھے ہوئے رکھیں۔ وزنی۔ بھاری بوجھ نہ اٹھایا کریں اور بہت ورزش کسرت سے بھی فوطوں کو نقصان ہوتا ہے۔ بنگال کے ملک میں یہ بیماری کثرت سے ہوا کرتی ہے۔ فوطوں کی تھیلی میں پانی بھر آتا ہے۔ یا گندہ اور خراب گوشت فوطوں میں بڑھ جاتا ہے۔ یہ بیماری آب و ہوا کے خراب ہونے سے زیادہ ہوتی ہے۔ ہر طرح صفائی رکھنی چاہیے۔

نارو:- یہ مرض بھی اکثر جگہ خصوصاً بنگال میں زیادہ ہوتا ہے۔ یہ ایک پیر میں بیماری ہوتی ہے جسمیں ایک قسم کا کیڑا جو دھاگے کی شکل ہوتا ہے پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ بیماری زیادہ تر اُن لوگوں کو ہوتی ہے جو برسات کے دنوں میں ننگے پیروں زیادہ پھرا کرتے ہیں اس لیے پیروں کو محفوظ رکھنا چاہیے۔

جلد:- ہمیشہ صاف رکھا کریں۔ ہر روز نہایا کریں۔ ناپاک، گندی چیزوں سے بچیں۔ آب و ہوا بدلنے کا بھی خیال رکھیں۔

خون:- یہ جسم میں عجیب نعمت ہے۔ اس کے بیجا نکالنے سے یعنی فصد لینے سے۔ بچھنے سینگی لگانے سے بہت نقصان پہنچتا ہے۔ یونانی طب میں خون نکالنے کا رواج زیادہ ہے۔ لیکن ڈاکٹری میں تجربہ سے بہت نقصان ثابت ہوا ہے۔ حتی الوسع خون نکلوانے سے احتیاط رکھیں کیونکہ اسکے بدن میں موجود ہونے سے اور دورہ کرنے سے بقائے حیات ہے۔

اتفاقی حادثات کے معالجات

پانی میں ڈوبے ہوئے کا علاج

جب کوئی شخص پانی میں ڈوبے یا گر پڑے تو اسکو فوراً نکالکر اسکے سر اور گردن کے کپڑے اُتار لیں۔ پھر منھ اور نتھنوں کو صاف کریں۔ بعدہٗ آہستہ آہستہ زبان کو کھینچیں اور ہوا کو اندر جانے دیں۔ سانس قائم کرنے کے لیے ذیل کے عمل کریں:-

ڈوبے ہوئے کو پیٹھ کے بل لٹائیں اور سر اور کندھوں کو گاؤتکیہ کے ذریعہ سے اُٹھا ہوا رکھیں۔ اُس کے بازوؤں کو کہنیوں سے اوپر پکڑیں اور بازوؤں کو اتنا اُٹھائیں کہ سر کے اوپر مل جائیں تاکہ پھیپھڑے کے اندر ہوا داخل ہو پھر دو سکنڈ کے بعد بازوؤں کو گرا دیں۔ ڈنڈوں کو اوپر کی طرف ملیں ہر منٹ میں پندرہ مرتبہ ایک گھنٹہ تک یہی عمل کریں حلق میں پر ڈالکر گدگدائیں اور اسکے بدن کو اس طرح گرم کریں کہ بدن کو ملیں۔ گرم کپڑے سے چھپائیں۔ گرم بالو یا ریت کے تکیہ یا گرم پانی کی بوتلیں اسکے جسم سے ملا دیں۔ جب کچھ سانس آنی شروع ہو تو ایک پیالی قہوہ یا چاء کی پلائیں۔

آگ میں جلے ہوئے کا علاج

جس کسی کے کپڑوں میں آگ لگ جائے تو اسکو بھاگنا نہیں چاہیے کیونکہ بھاگنے سے شعلے اور بھڑکتے ہیں اسکو زمین پر لیٹنا اور لوٹنا چاہیے۔ اگر پانی نزدیک ہو تو اس پر ڈالنا چاہیے۔ ایک موٹا کپڑا اشل کمبل وغیرہ کے اس پر لپیٹنا چاہیے کہ اس سے شعلہ بجھ جائینگے۔ جلے ہوئے بدن پر ٹھنڈے پانی کا کپڑا لپیٹ دیں اگر کھال نہ پھٹی ہو تو تیل اور گھی ڈالیں۔

زہریلے سانپ بچھو اور بورانے کتے کے کاٹنے کا علاج

جن لوگوں کو سانپ، بچھو، اور دیوانے (بورانے) کتے جنگلی بلی، لومڑی، گیدڑ وغیرہ نے کاٹا ہو تو جس جگہ کاٹا ہو اُس جگہ سے کچھ اوپر نیچے اوپر کو مضبوط دھجیوں سے باندھ دیں تاکہ زہر اوپر نہ چڑھے جس جگہ کاٹا ہو یا جہاں دانت لگے ہوں اُسکو گرم لوہے سے داغ دیں یا جلا دیں یا اُس جگہ تھوڑا سا شگاف

دیکر خون نکال دینا چاہیے۔ در صورت غیر مؤثر ہونے علاج کے اُس عضو کو بدرجہ مجبوری مناسب جگہ تک کاٹ ڈالیں۔ اگر بچھو نے کاٹا یا ڈنک مارا ہو تو ایک کپڑا سرکہ اور پانی یا نمک میں ڈبو کر زخم پر لپیٹ دیں۔ زہر کے روکنے کے لیے اوّل قے کرنی چاہیے۔

سانپ، بچھو وغیرہ کی حفاظت کے لیے ذیل کے عمل کریں۔ مکان کے آس پاس اینٹیں پتھر نہ رہنے دیں۔ گھاس پھوس کوڑا کرکٹ وغیرہ نہ رہنے پائے۔ خودرو گھاس وغیرہ صاف کرادیں۔ رات میں روشنی لیکر چلنا چاہیے۔ لکڑی، ڈنڈہ، جریب ہاتھ میں رکھنا خصوصاً رات کو ضرور چاہیے۔

کتے کے کاٹے کا علاج

جسکے کتے نے کاٹا ہو فوراً سنکھیا پیسکر زخم پر لگادے۔ زخم پک جائیگا اُسکے بعد اچھا ہو جائیگا۔ زہر کا اثر ہرگز نہ رہیگا۔ اگر کتے کے کاٹے کو عرصہ ہوگیا ہو اور مثل دیوانہ ہونے کے سینہ پر گرمی پیدا ہو تو اُس وقت ککرونده کا عرق اور کالی مرچ پیسکر ملاکر پلائیے انشاءاللہ تعالےٰ دیوانہ نہ ہوگا۔

سانپ کے کاٹے کا علاج

گلابی پھٹکری پیسہ بھر۔ پانی نیم گرم آدھ پاؤ میں ملاکر پلائیے فوراً قے ہوگی۔ پھر پلائیے پھر قے ہوگی۔ پھر پلائیے پھر قے ہوگی۔ دس بیس دفعہ اسی طرح کرے سب زہر جاتا رہیگا جب ہوش ہو جائے تو پلانا بند کرے اللہ تعالیٰ شفا دیگا۔

سانپ کے کاٹے کا دوسرا علاج

پر طاؤس کی چار پانچ آنکھیں چلم میں رکھکر پلائیں نہ پی سکے تو منھ میں نے لگادیں سانس اندر جانے سے فوراً زہر دفع ہو جائیگا۔

بچھو کے کاٹے کا علاج

جس کے بچھو نے کاٹا ہو سنکھیا پیسکر پانی میں ملی اُس جگہ جہاں بچھو نے کاٹا ہو لگائے اور روئی گرم کرکے اوپر سے باندھ دے فوراً اللہ تعالےٰ اچھا کریگا۔

افیون کا علاج:۔ اگر کوئی افیون کھ[illegible] تو رائی اور نمک پانی میں ملاکر یا خالی پانی ہی گرم

پلا کر قے کرا دیں اور بیمار کو سونے نہ دیں اور کھڑا کر کے اِدھر اُدھر ٹہلائیں اور ٹھنڈا پانی سر پر ڈالتے رہیں - اور جس قدر افیون کھائی ہو اُسی قدر گڑ مار کھلانا اکسیر کا خاصہ رکھتا ہے -

سنکھیا کا علاج

کوئی سنکھیا کھا جائے تو اُسکو رائی نمک پانی میں ملا کر پلائیں اور قے کرائیں اور دودھ پلائیں -

لُو کا علاج

جس کسی کو لُو لگ جائے تو اُسکو سایہ اور ہوا کی جگہ میں رکھنا چاہیے اور ٹھنڈا پانی سر اور پیٹھ پر ڈالنا چاہیے -

زخم ضرب یا ہڈی ٹوٹ جانے کا علاج

کوئی زخم یا چوٹ لگ جائے تو اُس پر سرد پانی ڈالکر دھو ڈالیں اور جب خون بند ہو تو جاننا چاہیے کہ کوئی رگ کٹ گئی ہے - مناسب ہے کہ چٹکی سے رگ کا منہ پکڑ کر ریشم کے ڈورے سے باندھ دیں اور جب دیکھیں کہ زخم سے خون جاری ہے تو اوپر نیچے زخم کے ڈورے سے بند باندھ دیں اور جہاں گرہ بند دیں اُس میں لکڑی ڈالکر مروڑی دیکر مضبوط کریں اور زخم کو سرد پانی سے دھو کر صاف رکھیں اور ایک کپڑا پانی میں بھگو کر زخم پر رکھیں کہ جو بند ہو جائیگا - کوئی پیر کی یا پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ جائے تو اوپر نیچے لکڑی کی پٹری لگا کر باندھ دیں تب بیمار کو اُٹھائیں بغیر ان تدبیروں کے ہرگز نہ اُٹھانا چاہیے - جب ٹوٹی ہوئی ہڈی کا کوئی کنارہ زخم کے اندر نہ گھسا ہو اور باہر زخم میں نہ دکھائی دے تو اُس پر لکڑی کی پٹری اور اوپر سے کپڑا باندھ کر سیدھا رکھیں اور ڈیڑھ مہینے تک اگر پیر میں ہے تو اُس پیر سے کھڑا نہ ہونے دیں اور ہاتھ میں ہے تو اُس ہاتھ کو نہ ہلانے دیں - اور جب کوئی ظاہر زخم ہو تو پانی سے دھو کر صاف کر کے کپڑے سے خون خشک کر کے پٹریاں اغل بغل زخم کے باندھ دیں مگر بہت زور سے نہ باندھیں کہ سخت باندھنے سے ورم ہو جاتا ہے اور درد ہوتا ہے -

مختلف امراض کے مجرب نسخہ جات

برص کا نہایت مجرب علاج

بابچی ۳ ماشہ - چوب چینی ۵ ماشہ عشبہ ۵ ماشہ چوکوٹ کے دانگ تک گاؤزبان میں شب کو بھگو دیں - علی الصباح

آب زلال لیکر شہد ملا کر پئیں۔ غذا میں شوربا بکری کا، چپاتی۔ شیرینی جس میں دودھ نہ ہو کھائیں۔ سرخ مرچ کا استعمال بہت کم کریں۔ شیرینی کھا سکتے ہیں۔ بقولات بادہ نہ کھائیں۔

نسخہ ضماد دافع برص

چاکسو۔ باپچی۔ بیخ انجیر دشتی تخم پنواڑ۔ خربق سیاہ یعنی کٹکی مساوی الوزن ہوں اُن کو باریک پیسکر روغن بادنجان میں ملا کر قارے آب پیاز عنصل یعنی پیاز دشتی جسکو کوئی کاندہ بھی کہتے ہیں ملا کر ضماد کرنا چاہیے۔ روغنِ بادنجان کی یہ ترکیب ہے کہ بینگن سیاہ کو روغن تلخ ـ نار میں خوب پکائیں کہ وہ جل جائے اُس وقت اُس تیل کو صاف کر کے رکھ لیں اور بقدر ضرورت اس میں ادویۂ بالا ملالیں۔

نسخہ عرق مصفی خون و دافع برص

چوب چینی ۵ مار عشبہ مغربی ۵ مار۔ منڈی ۵ مار۔ مالا پچی ۵ مار۔ گل نیب ۵ مار۔ نگند بابری ۲ تولہ۔ دودھی خورد ۵ مار۔ نیل کنٹھی ۵ مار۔ ہرن کھری ۵ مار۔ پوست ہلیلہ زرد ۲ تولہ۔ پوست بلیلہ زرد ۲ تولہ پوست ہلیلہ کابلی ۲ تولہ۔ ہلیلہ سیاہ ۲ تولہ۔ تخم پنواڑ ۴ تولہ۔ افتیمون ۵ تولہ دریا رچہ بستہ بسفائج فستقی یک شبانہ روز تر داشتہ بدستور عرق کشند۔ زعفران ۲ ماشہ پوٹلی بستہ۔ مصری ۵ مار را در بھبکا نداز ند عرق اِس قدر کھینچا جائے کہ فی بوتل آدھ پاؤ دوا آجائے تو گویا سیر بھر دوا میں آٹھ بوتل اور ڈیڑھ سیر بارہ بوتلیں ہونی چاہئیں۔ پانی اس قدر ہونا چاہیے جس میں عرق نکل آنے کے بعد کچھ پانی بوتل ڈیڑھ بوتل دوا میں رہ جائے۔ تاکہ عرق داغ نہ کھا جائے۔ زعفران کی پوٹلی باندھکر نل میں باندھ دی جائے اور بھبکہ میں لٹکا دی جائے۔ دیگ میں نہ ڈالی جائے۔ تاکہ عرق کے ساتھ زعفران کا رنگ اور اثر سب بھبکہ میں آجائے۔ دیگ میں ڈالنے سے رنگت نہیں آئیگی اور مصری بھبکہ میں ڈالدی جائے تاکہ اُسی میں گھل جائے۔ خوراک ۴ تولہ عرق ایک تولہ شہد میں۔ پھر کو استعمال کیا جائے۔

ہچکی کا علاج

مکھن تولہ بھر۔ بادام چھلا اور پیا ہوا ۵ دانے۔ دونوں کو ملا کر چٹنی کے طور پر استعمال کریں۔

ہچکی کا دوسرا علاج

اگر کسی کو ہچکی آتی ہو اور کسی صورت سے بند نہو تو مور کے پر کے چاند کو جلا کر اُسکی نصف مقدار میں بقدر ضرورت شہد ملا کر مریض کے اگلے حصۂ زبان پر چاروں طرف مل دے فوراً ہچکی موقوف ہوجائیگی ۔ اگر اس عمل سے خدانخواستہ ہچکی بند نہو تو دوسرے حصہ پر سوختہ میں ذرا سا مشک اور ملا کر زبان پر مل دے انشاء اللہ ضرور ہچکی بند ہوجائیگی ۔

گٹھیا کا علاج

پارچہ دوسوتی نیا مربع ۴ گرہ ۔ رس کپور ۵ ماشہ ۔ شنگرف رومی چمکدار ۵ ماشہ ۔ مرچ سیاہ ۲ تولہ موم خالص ۹ تولہ صاف کیا ہوا ۔ موم گلا کر اُس طریقہ سے کہ بتی بنائی جاتی ہے پارچۂ دوسوتی کا موم جامہ بنالیا جائے بعد اُسکے ہر سہ ادویہ سرمہ سا کر کے موم جامہ کے ایک طرف برابر بچھا کر بطور فلیتہ موم جامہ لپیٹ کر تین حصہ کرلیا جائے ۔ پہلے دن ایک حصہ کی ، دوسرے دن دوسرے حصہ کی ، تیسرے دن تیسرے حصہ کی مریض کو حلقوم سے رضائی یا اور کوئی دوہرا موٹا کپڑا اُڑھا کر ایسے مکان میں کہ ہوا سے محفوظ ہو اس طور سے دھونی دے کہ چہرہ پر دھواں نہ پہنچنے پائے ۔ دھونی لینے کے وقت جسم برہنہ یعنی ننگا ہو تو بہتر ہے ۔ فلیتہ پر آگ کا انگارہ رکھ لے ۔

خاتمہ قرآن شریف اور تہلیل و تسبیح و استغفار اور درود اور لاحول اور دعا کے فضائل اور دعا کے آداب اور اسکی قبولیت کے مکان اور اوقات اور جن لوگوں کی دعا قبول ہوتی ہے مع بعض ادعیہ ماثورہ و آیات قرآن مجید و روائے حاجات وغیرہ کا بیان

قرآن شریف کی فضیلت

حدیث شریف میں وارد ہے کہ قرآن پڑھو کہ وہ قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کریگا

سب کلاموں پر قرآن کی ایسی بزرگی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی بزرگی مخلوق پر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو

ف (حاشیہ متعلق صفحہ ۴۴۰) قرآن شریف کو موٹے قلم سے واضح لکھنا چاہیے اور بسبب اسکی عظمت کے اسکی تقطیع بڑی ہونی چاہیے۔ چھوٹی تقطیع پر جو بہت باریک قلم سے لکھتے ہیں اس میں اسکی حقارت ہے اور اسکو سونے کے پانی سے لکھنا اور منقش کرنا درست ہے۔ جو شخص قرآن کے الفاظ یا اعراب کو غلط پڑھیگا گناہگار ہوگا۔ الحمد کے اوپر جو بسم اللہ ہے وہ امام شافعی رح کے نزدیک قرآن کی آیت ہے۔ اور حنفیہ کے نزدیک ایک بسم اللہ سب بسم اللہوں میں قرآن کی آیت ہے۔ اور سب سے اول قرآن میں سے سورۂ اقرا نازل ہوئی اور سب سے آخر میں آیت الیوم اکملت لکم دینکم اور نصف قرآن پارۂ سبحان الذی سورۂ کہف میں لفظ وَلْيَتَلَطَّفْ کے لام پر ہے۔ اور قرآن میں تیس پارے اور ایک سو چودہ سورتیں اور پانسو چھیالیس رکوع اور چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں اور ستر ہزار چار سو چھتیس کلمے اور تین لاکھ بائیس ہزار چھ سو ستر حروف ہیں جن میں اڑتالیس ہزار آٹھ سو بہتر الف اور دس ہزار چار سو اٹھائیس ب اور دس ہزار ایک سو ننانوے ت اور ایک ہزار دو سو چھتر ث اور تین ہزار دو سو تہتر ج اور تین ہزار نو سو تہتر ح اور دو ہزار چار سو سولہ خ اور پانچہزار چھ سو بیالیس د اور چار ہزار چھ سو ننانوے ذ اور پندرہ ہزار سات سو ترانوے ر اور ایک ہزار پانسو ستر ز اور پانچہزار آٹھ سو اکانوے س اور دو ہزار دو سو ترپن ش اور دو ہزار چھ سو تیرہ ص اور ایک ہزار چھ سو سات ض اور ایک ہزار دو سو چوہتر ط اور آٹھ سو بیالیس ظ اور نو ہزار دو سو بیس ع اور دو ہزار چار سو نو غ اور آٹھ ہزار چار سو ننانوے ف اور چھ ہزار آٹھ سو تیرہ ق اور نو ہزار پانسو بائیس ک اور تیس ہزار چھ سو تیس ل اور چھبیس ہزار پانسو ساٹھ م اور پینتالیس ہزار ایک سو نوے ن اور پچیس ہزار پانسو چھتیس و اور انیس ہزار ستر ہ اور چار ہزار سات سو بیس لا اور پچیس ہزار نو سو انیس ی ہیں۔ اور راوی قرآن چودہ ہیں ۱ ورش، ۲ قالون، ۳ بزی، ۴ قنبل، ۵ دوری، ۶ سوسی، ۷ ہشام، ۸ ابن ذکوان، ۹ ابوبکر، ۱۰ حفص، ۱۱ خلف، ۱۲ خلاد، ۱۳ ابوالحارث، ۱۴ دوری۔ قرآن شریف کے دس نام ہیں۔ ۱ قرآن، ۲ فرقان، ۳ مصحف، ۴ کتاب، ۵ تجید، ۶ قطع، ۷ ہدی، ۸ برہان، ۹ ذکر، ۱۰ مبین۔ قرار قرآن سات ہیں ۱ امام نافع مدنی، ۲ ابوعمرو بصری، ۳ ابن عامر شامی، ۴ عاصم کوفی، ۵ ابن کثیر مکی، ۶ حمزہ کوفی، ۷ کسائی کوفی۔ تلاوت قرآن مجید کے وقت بدن اور لباس پاک اور دو زانو قبلہ رو بیٹھکر قرآن کو اونچی جگہ رکھکر خضوع و خشوع اور حضور دل اور خوش آوازی سے پڑھے اور اسکے معنی سمجھتا جائے اور پڑھنے سے قبل اعوذ اور بسم اللہ پڑھے اور اگرچہ حافظ ہو تین دن سے کم میں ختم نہ کرے اور اسکو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی

شخص اتنا قرآن پڑھے کہ مجھ سے سوال بھی نہ کرے تو میں سوال کرنیوالوں سے بہتر اُسکو عطا کروں گا قرآن سیکھو اور اُسکو پڑھو۔ جو شخص قرآن کو سیکھکر پڑھے اور اُس پر عمل کرے اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ظرف مشک سے بھرا ہو کہ ہر جگہ اُسکی خوشبو پھیلتی ہے۔ اور جو اُسکو سیکھ کر اُس سے غافل رہے اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی مشک کا ظرف مگر مُنھ بند ہوا۔ جو شخص قرآن شریف کا ایک حرف پڑھے اُسکے واسطے ایک نیکی ہے اور ہر نیکی دس گُنی ہے۔ حرف سے یہ مراد نہیں کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام دوسرا حرف اور میم تیسرا حرف ہے۔ قرآن شریف کا دیکھنا اور اُسکا مس کرنا بھی عبادت ہے۔

اَلْحَمْدُ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ قرآن کی بزرگ سورت ہے۔ ایک وقت جبریل علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے اوپر سے ایک دروازہ کھلنے کی آواز سنکر سر اُٹھایا تو جبریلؑ نے کہا کہ یہ فرشتہ زمین کی طرف اُترا ہے جو اس سے پہلے نہیں اُترا۔ اس میں اُس نے آکر سلام کیا اور کہا کہ بشارت ہو آپ کو وہ دو نور عطا ہوئے کہ آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے یعنی الحمد اور سورۂ بقر کا خاتمہ ان میں کے ہر حرف پر ثواب عطا ہوگا۔

سورۂ بقر۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں یہ سورت پڑھی جاتی ہے اُس گھر سے شیطان بھاگتا ہے۔ اسکو پڑھو کہ اسکا پڑھنا برکت اور اس کا نہ پڑھنا حسرت ہے جو شخص رات میں اس کو پڑھے تو اُس گھر میں تین راتیں شیطان نہ جاسکیگا اور جو دن میں پڑھیگا تو تین روز وہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۱ متعلق بہ صفحہ ۴۴۰) کے واسطے پڑھے کم پڑھے یا زیادہ طلوع اور غروب اور زوال کے وقت اسکو نہ پڑھے۔ قبر پر اسکا پڑھنا درست ہے اور قرآنکو منزلوں کی ترتیب سے پڑھے یعنی پہلے روز سورۂ فاتحہ سے مائدہ تک پڑھے دوسرے روز مائدہ سے یونس تک تیسرے روز یونس سے بنی اسرائیل تک چوتھے روز بنی اسرائیل سے شعرا تک پانچویں روز شعرا سے والصافات تک چھٹے روز والصافات سے قاف تک ساتویں روز قاف سے آخر تک اور بعد ختم دعا مانگے اور تلاوت کے وقت بات نہ کرے نہ سلام کا جواب دے نہ کسی کی تعظیم کرے مگر عالم اور اُستاد اور پیر اور اپنے باپ کیواسطے کھڑا ہونا جائز ہے چت لیٹکر قرآن پڑھنا بھی درست ہے جو شخص قرآن کو یاد کرکے بھلادے تو گنہگار ہوگا اور جو اسکے معنی بغیر تفسیر کے کہے تو گنہگار ہوگا جو قرآن پرانا اور بوسیدہ ہوجائے کہ تلاوت کے لائق نہ رہے اُسکو کپڑے میں لپیٹ کر زمین میں دفن کردے۔ ۱۲

نہ جا سکیگا مجھے سورہ بقر لوح محفوظ سے عطا ہوئی ہے۔

سورۂ بقر اور آل عمران ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں سورتوں کو پڑھو کہ یہ قیامت کے روز دو ابر یا دو سائبان بنکر اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑینگے۔

آیۃ الکرسی ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قرآن کی بزرگ آیت ہے اور فرمایا کہ یہ آیات قرآنیہ کی سردار ہے۔

آمن الرسول ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں یہ دو آیتیں پڑھی جائیں تو شیطان اُسکے قریب نہ ہوگا۔ اور فرمایا کہ یہ دونوں آیتیں خزانۂ عرش سے عطا ہوئی ہیں تو تم اُنکو سیکھو اور اپنی عورتوں اور بچوں کو سکھاؤ۔

انعام جب یہ سورت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تسبیح پڑھی اور فرمایا کہ اس سورت کے ساتھ اتنے فرشتے آئے کہ آسمان کے کناروں کو ڈھانک لیا۔

کہف ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے روز اسکو پڑھیگا تو دوسرے جمعہ تک اُسکے واسطے نور روشن رہیگا۔ جو اسکی آخر کی دس آیتیں پڑھتا رہے تو اگر دجال بھی نکل آئے تو اُس پر مسلط نہ ہوگا۔ جو شخص اُسکی اول کی دس آیتیں پڑھیگا دجال کے فتنہ سے محفوظ رہیگا۔

یٰسٓ ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورت قرآن کا دل ہے جو شخص اسکو خلوص سے پڑھتا ہے وہ بخشا جاتا ہے۔ اپنی میت پر اسکو پڑھو۔

سورۂ فتح ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورت تمام دنیا سے میرے نزدیک بہت پسندیدہ ہے

تبارک الذی ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس سورت نے ایک شخص کی اس قدر شفاعت کی کہ وہ بخشا گیا۔ اپنے پڑھنے والے کے لیے یہاں تک مغفرت طلب کریگی کہ وہ بخشا جائیگا میں پسند کرتا ہوں کہ ہر مسلمان کے دل میں یہ سورت ہو۔ انسان کی قبر میں عذاب کے فرشتے آنا چاہینگے تو جیسے پاؤں کی طرف سے آئینگے تو پاؤں کہیں گے کہ ادھر سے تم کو راستہ نہ ملیگا کیونکہ یہ شخص ہماری قوت سے اس سورت کو پڑھتا تھا۔ پھر وہ اُسکے سینہ اور پیٹ اور سر کی طرف سے آنا چاہینگے۔ ہر جگہ سے یہی جواب ملیگا

تو وہ شخص عذاب قبر سے محفوظ رہیگا۔

اذا زلزلت الارض۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ صورت قرآن کا چوتھا حصہ ہے آدھے قرآن کی برابر ہے کسی شخص نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے کوئی جامع سورت سکھائیے تو آپ نے اُسکو یہ سورت پڑھائی پھر اُس نے قسم کھا کر کہا کہ میں کبھی اس پر زیادہ نہ کرونگا۔ جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس نے مراد پائی۔

کافرون۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قرآن کی چوتھائی کی برابر ہے۔ کیا اچھی دو سورتیں ہیں جو فجر کی سنتوں میں پڑھی جاتی ہیں یعنی کافرون اور اخلاص۔

اذا جاء نصر اللہ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قرآن کی چوتھائی ہے۔

قل ہو اللہ احد۔ آپنے فرمایا کہ یہ قرآن کی تہائی کی برابر ہے۔ آپنے ایک شخص کا حال سُنا کہ وہ نماز میں اسکو پڑھتا تھا تو فرمایا اُسکو خبر کردو کہ اللہ تعالیٰ اُسکو دوست رکھتا ہے۔ اور ایک شخص سے جو ہمیشہ اسکو نماز میں پڑھتا تھا تو آپ نے فرمایا کہ اس سورت سے تیری محبت تجکو جنت میں لیجائیگی۔ جو شخص سوتے وقت سیدھی کروٹ پر لیٹ کر سو مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھیگا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ اے میرے بندے اپنی سیدھی طرف جنت میں داخل ہو۔

فلق، والناس۔ آپ نے فرمایا کہ کسی سائل اور کسی پناہ مانگنے والے نے ان سورتوں کی مثل سوال و استعاذہ نہیں کیا۔ جب تو سوئے اور سو کر اُٹھے تو ان کو پڑھ۔ اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جن و انسان کی نظر سے اعوذ پڑھا کرتے تھے۔ جب یہ سورتیں نازل ہوئیں تو انہی کو اختیار کیا اور ان کے سوا سب کو چھوڑ دیا۔ تجھے خبر نہیں کہ آج رات چند آیتیں نازل ہوئیں کہ اُنکی مثل ہرگز تونے نہیں دیکھیں وہ فلق اور ناس ہیں۔

تہلیل یعنی لا الہ الا اللہ کی فضیلت

آپنے فرمایا یہ بہترین ذکر ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ قیامت کے روز میری شفاعت کا زیادہ مستحق وہ ہے جس نے اسکو سچے دل سے پڑھا۔ جو شخص اُسکو پڑھیگا اور اُسکے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان

ہوگا تو وہ دوزخ سے نکالا جائیگا ۔جو اسکو پڑھیگا تو جنت میں جائیگا اگرچہ زنا اور چوری کی ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اپنا ایمان تازہ کرو صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ہم کیسے تازہ کریں فرمایا یہ کلمہ بہت پڑھو۔ اِس کا پڑھنا کسی گناہ کو نہیں چھوڑتا۔ اور کوئی عمل اِس کے مشابہ نہیں۔ اگر ساتوں آسمان وزمین کے رہنے والے ایک پلہ میں رکھے جائیں اور یہ کلمہ دوسرے پلہ میں تو یہی بھاری ہو۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ جو شخص اِس کو دس بار پڑھے گا تو اتنا ثواب پائیگا جیسے اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے چار غلام آزاد کئے۔ اور ایک بار اسکا پڑھنا ایک جان آزاد کرنے کی برابر ہے۔ جس نے اسکو سو بار پڑھا تو گویا اُس نے دس غلام آزاد کیے اور اُسکے لیے سو نیکیاں لکھی گئیں اور سو بُرائیاں محو کی گئیں اور اُسکے واسطے شیطان سے حفاظت ہوئی۔ اگر آسمان حلقہ ہوں اور یہ کلمہ اُنپر رکھدیا جائے تو اُنکو ایک دوسرے سے ملادے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ یہ دو کلمہ ہیں اِن میں ایک کی تو عرش تک انتہا نہیں اور دوسرا آسمان وزمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے اور جو شخص اِن دونوں کو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کے ساتھ پڑھیگا اُسکے گناہ بخشے جائیں اگرچہ کف دریا کی برابر ہوں۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ جو شخص اسکو پڑھیگا تو اللہ اُسپر دوزخ کو حرام کردیگا۔

تسبیح کی فضیلت

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ جو شخص اسکو ایکبار پڑھے گا اُسکے واسطے دس نیکیاں لکھی جائینگی اور جو دس بار پڑھے گا تو سو نیکیاں اور جو سو بار پڑھیگا تو ہزار نیکیاں اور جو اِس سے زیادہ پڑھیگا تو اللہ تعالیٰ ثواب بھی زیادہ عطا فرمائیگا۔ جو شخص اسکو دن میں سو بار پڑھے اگرچہ اُسکے گناہ کف دریا کی برابر ہوں جب بھی محو کیے جائیں۔ جو شخص اسکو پڑھیگا اُسکے واسطے جنت میں درخت لگایا جائیگا۔ اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ کلام یہ چار ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ جو اِن کو پڑھے اُسکے واسطے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں لکھی جائینگی۔ بیشک جنت کی اچھی مٹی اور میٹھا پانی

ہے گرد و میدان ہے یہ کلمہ اُسکا درخت ہے۔ ان کو پڑھکر دوزخ سے بچو کہ یہ قیامت کے دن داہنے بائیں آگے پیچھے آئینگے۔ ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر تحمید صدقہ ہے اور ہر تہلیل صدقہ ہے۔ ہر تکبیر صدقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چار کلمے پسند کیے ہیں۔ سُبْحَانَ اللہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اور اَللہُ اَکْبَرُ۔ تو جس نے سبحان اللہ کہا اُس کے واسطے بیس نیکیاں لکھی جائینگی اور بیس گناہ محو کیے جائینگے اور جس نے الحمد للہ کہا اُس کا بھی یہی ثواب ہے۔ اور لا الٰہ الا اللہ کا بھی یہی ثواب ہے۔ اور اللہ اکبر کا بھی یہی ثواب ہے۔ کیا تم میں کوئی احد پہاڑ کی برابر عمل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کون اتنی طاقت رکھتا ہے۔ فرمایا ہر کوئی اس کی طاقت رکھتا ہے سبحان اللہ احد سے بڑا ہے۔ الحمد للہ احد سے بڑا ہے۔ اور لا الٰہ الا اللہ احد سے بڑا ہے۔ اللہ اکبر احد سے بڑا ہے۔ پانچ چیزیں کیا اچھی اور میزان میں کتنی بھاری ہیں سبحان اللہ اور الحمد للہ اور لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر اور جس مسلمان کا نیک بچہ مرجائے اور وہ صبر کرکے امیدوار ثواب رہے۔

استغفار کی فضیلت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے اللہ سے توبہ کرو کہ میں بھی اُس سے ہر روز سو بار توبہ کرتا ہوں قسم اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم اتنے گناہ کرو کہ وہ آسمان سے زمین تک بھر جائیں۔ پھر اللہ سے استغفار کرو تو وہ تم کو بخش دیگا۔ اُس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ ایسے لوگ پیدا کرے جو گناہ کرکے اُس سے استغفار کریں کہ وہ انکو بخشے جو شخص اللہ سے استغفار کرتا ہے تو وہ اُس کو بخشدیتا ہے۔ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ تیری عزت وجلال کی قسم میں ہمیشہ بنی آدم کو جب تک وہ زندہ رہیں گے بہکاؤنگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے بھی اپنے عزت وجلال کی قسم جب وہ مجھسے استغفار کرینگے میں اُن کو بخش دونگا۔

درود شریف کی فضیلت

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے روز مجھ پر بہت درود بھیجو کہ اُس روز

تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ قیامت کے روز میری شفاعت کے زیادہ مستحق وہ لوگ ہیں جو مجھ پر درود بہت بھیجتے ہیں بخیل وہ ہے جو میرا نام سنکر درود نہ بھیجے۔ جسکے سامنے میرا ذکر ہو تو وہ ضرور مجھ پر درود بھیجے کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے تو اللہ اُس پر دس بار رحمت کرتا ہے۔ ایک روز آنحضرت صلعم تشریف لائے اور آپ کے چہرہ پر سرور تھا تو فرمایا کہ جبریلؑ نے آکر مجھ سے کہا کہ تمہارا پروردگار فرماتا ہے کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ جو شخص تمہاری امت کا ایک بار تم پر درود بھیجے گا تو میں دس بار اُس پر رحمت کرونگا۔ اور جو ایک بار سلام بھیجے گا تو میں دس بار اُس پر سلام بھیجونگا جو شخص آپ پر ایکبار درود بھیجے تو اللہ تعالیٰ اور فرشتے اُس پر ستر بار صلواۃ بھیجتے ہیں حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی آل پر درود نہ بھیجا جائے اس وقت تک دعا رکی رہتی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب تک دعا کرنیوالا آپ پر درود نہ بھیجے گا اُس وقت تک اُسکی دعا آسمان و زمین کے درمیان ٹھہری رہیگی اوپر کو نہ جائیگی۔ اور شیخ ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دعا سے پہلے اور دعا کے بعد درود بھیجنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے درودوں کو قبول کریگا پھر درمیان کی دعا کو چھوڑ دینا اُسکے کرم سے بعید ہے۔ جو شخص ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہے تو گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا۔ اور ایک لاکھ نیکیاں اُسکے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور اُسکا نام زمرۂ اولیاء اللہ میں تحریر ہوتا ہے۔ ہر شخص کو ضرور ہے کہ آپ پر بہت درود شریف پڑھا کرے اگر زیادہ نہو سکے تو کم سے کم ہر روز پانچ مرتبہ تو ضرور ہی پڑھا کرے۔ سب وظیفوں سے درود شریف کا پڑھنا بہتر ہے۔ اگر تمام رات دن عبادت کریں تو ایک وقت درود شریف پڑھنے کی برابر ثواب نہ ملے گا۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی فضیلت

آپ نے فرمایا کہ یہ کلمہ جنت کا دروازہ اور جنت کا خزانہ ہے اور جنت کا درخت ہے اور یہ ننانوے بیماریوں کی دوا ہے جنمیں غم بہت ہلکی بیماری ہے کسی صحابی نے یہ کلمہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضور میں

پڑھا تو آپ نے فرمایا اسکے معنی تو جانتا ہے یا نہیں اُس نے کہا اللہ جانتا ہے تو فرمایا کہ اسکے یہ معنی ہیں کہ گناہ سے بچنے کے بغیر اللہ سے بچاؤ کی طاقت نہیں اور اُسکی مدد کے بغیر اُسکی عبادت کی قوت نہیں۔

دعا کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے پکارو کہ تمہاری مدد کو پہنچوں۔ جو دعا بندہ کرتا ہے اُس سے اللہ تعالیٰ یا وہ شے اُسی وقت اُسکو عطا کرتا ہے یا اُس کا گناہ بخشتا ہے یا اُسکو کوئی بہتری ملجاتی ہے یا کوئی چیز اُسکے لیے ذخیرہ کردی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اُن مسلمانوں کو دوست رکھتا ہے جو بہت دعا مانگتے ہیں۔ دعا عبادت ہے۔ جس کے واسطے دعا کا دروازہ کھولا گیا اُسکے لیے قبولیت اور جنت اور رحمت کے دروازے کھولے گئے۔ کوئی چیز دعا کے سوا قضا کو نہیں روکتی اور نیکی کے سوا کوئی چیز عمر کو نہیں بڑھاتی۔ دعا ہر بلا کو نفع دیتی ہے۔ خواہ وہ اُتری ہو یا نہ اُتری ہو۔ بلا اوپر سے آتی ہے۔ ادھر سے دعا راستہ میں اُس سے ملتی ہے۔ پھر قیامت تک یہ دونوں جھگڑتی رہتی ہیں۔ دعا سے زیادہ اللہ کے نزدیک کوئی چیز بزرگ نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کرے تو وہ اُسپر غصہ ہوتا ہے۔ دعا مومن کا ہتھیار اور دین کا ستون اور آسمان و زمین کا نور ہے جس شخص کو سختی اور غم کے وقت دعا کی قبولیت منظور ہو تو وہ عیش کی حالت میں بہت دعا کرے ۔

دعا کے آداب یہ ہیں

دعا کو اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرے۔ اوّل ہی سے سوال نہ کرنے لگے۔ دعا سے پہلے کچھ صدقہ دے۔ کھانا، پینا، لباس حرام کا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوص ہو اور دعا سے پہلے کوئی اچھا عمل کرے اور پاک صاف ہو اور باوضو و قبلہ رو ہو اور دوزانو بیٹھے۔ دعا کے وقت اپنی نگاہ آسمان کی طرف نہ کرے۔ آہستہ آواز سے دعا مانگے نہ چیخکر یعنی بلند آواز سے۔ اور اوّل و آخر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے اور نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود[1] بھیجے اور ہاتھوں کو کشادہ اور کندھوں تک اُٹھائے رکھے۔ اسطرح کہ بغلوں کی سفیدی معلوم ہونے لگے۔ دونوں ہتھیلیاں نیچے سے اور اُنگلیاں باہم ملی رہیں۔ ہاتھ سینہ کے

[1] اِس لیے کہ درود یں مقبول ہیں لہٰذا جو اُنکے اندر پڑھا جائیگا وہ بھی مقبول ہو جائیگا۔ ۱۲

مقابل رہیں اور عاجزی کے ساتھ اظہار ذلت کرے۔ دعا کے وقت تضرع اور خشوع کرے اور رغبت اور
خوف رکھے اور اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور صفات کاملہ اور انبیاء اور نیک بندوں کا وسیلہ کرے اور کلمات
دعا میں سجع قافیہ اور بناوٹ نہ کرے۔ اور گناہ کا اقرار کرے اور اُن صحیح جامع دعاؤں کو اختیار کرے
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہیں۔ اور رغبت اور کوشش کے ساتھ دل سے گڑگڑا کر
دعا مانگے، اُسکے قبول ہونے کا یقین اور اچھی امید رکھے۔ یوں نہ کہے کہ تو مجھے بخش دے۔ اگر چاہے
تو مجھ پر رحم کر اگر چاہے بلکہ قطعی طور پر درخواست کرے کہ مجھکو بخشدے اور رحم کر اس لیے کہ اللہ تعالیٰ
پر زبردستی کرنیوالا کوئی نہیں۔ اور یہ مت جانو کہ ہم بُرے ہیں، ہماری دعا قبول نہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے
تو مخلوقات میں سب سے بُرے شیطان ملعون کی بھی دعا مقبول فرمائی۔ اور کم سے کم تین بار دعا کے الفاظ
کہے اور آمین کہے۔ دعا میں مبالغہ کرو یعنی بہت بار سوال کرو کہ تم کریم سے مانگتے ہو اور دعا کے بعد
اپنے ہاتھ منہ پر پھیرے۔ جب بندہ اپنے رب کی طرف دعا کے لیے دونوں ہاتھ اُٹھاتا ہے تو وہ حیا کرتا
ہے اس سے کہ وہ اُن کو خالی پھیر دے۔ دعا کے قبول میں یہ نہ سمجھے کہ دیر ہو گئی۔ نہ دعا میں جلدی
کرے اور نہ یہ کہے کہ میں نے دعا مانگی اور قبول نہ ہوئی۔ جب دعا قبول ہو جائے تو یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ ترجمہ یعنی شکر ہے اُس خدا کا جسکی نعمت سے نیکیاں پوری
ہوتی ہیں۔ اور جس دعا کے قبول ہونے میں کچھ دیر ہو جائے تو کہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ
اگر کوئی شخص کسی حاجت کے لیے دعا کرے اور قبول نہ ہو تو اپنے حال ... عذاب ... سے امن میں رہے
سبب پائے، یا کسی گناہ کا مرتکب ہے، یا اُس پر کسی کا حق ہو تو
کرے۔ پھر دعا کرے۔ اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرمائیگا ... اے رب اور ہمکو جو تونے رسولوں کی زبانی وعدہ کیا ہے
حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ ... ارشاد ... الْمِیْعَادَ عنایت کر اور قیامت کے روز ہمکو رسوا نہ کر بیشک تو وعدہ خلاف نہیں
ہے، جو شخص کہ نماز ... مشغول ... و فجور میں نہایت مشہور تھا اُس نے تفسیر کشاف میں دیکھا
آیا ہے کہ جب یہ آسمان ... پڑھے گا وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ساتھ ہوگا
حضرت ... اگر دعا ... مبارکی جب وہ مرا تو لوگوں نے اُسے خواب میں دیکھا
سے یہ دولت کیونکر ملی، جواب دیا کہ میں نے آیۂ قبل الذکر

ورنہ بلا دعا کو نیچے گرا دیتی ہے اور اُس آدمی پر اُتر کر محیط ہو جاتی ہے اور ہلاک کر دیتی ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ کسی حال میں دعا سے خالی نہ رہے۔ اور دعا کو پروردگار عالم کے نام سے شروع کرنا چاہیے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَأْ بِبِسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَبْتَرُ" پس لازم ہے کہ اول بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے بعدہ دعا مانگے جلد قبول ہوگی۔ دوسرے اپنے اہل کو ایسے زیورات پہننے سے منع کرے جس میں آواز ہو مثل جھانجن وغیرہ کے۔ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَجِیْبُ دُعَاءَ قَوْمٍ یَّرْضَوْنَ مِنْ نِسَاءِھِمْ بِلُبْسِ الْخَلْخَالِ مَعَ الصَّوْتِ تیسرے نماز دعا سے پہلے صدقہ دینا چاہیے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جس کسی کو بادشاہ سے کوئی حاجت ہو تو عرض کرنے سے پہلے نذر گزرانی ہوتی ہے۔ اسی طرح جب دعا مانگنی ہو تو دعا سے پہلے کسی درویش کو کچھ صدقہ دے کہ وہ اُسکا وسیلہ ہو جائے۔

قبولیتِ دعا کے مکانات

سب بزرگ مکانوں میں اور مکہ شریف میں پندرہ جگہ دعا مقبول ہوتی ہے۔ ۱ طواف میں ۲ حجر اسود میں اور دروازہ کے درمیان ۳ ملتزم کے پاس ۴ پرنالے کے نیچے ۵ خانہ کعبہ کے اندر ۶ زمزم کے پاس ۷ صفا مروہ پر ۸ صفا مروہ کے درمیان ۹ مقام ابراہیم کے نیچے ۱۰ عرفات میں ۱۱ مزدلفہ میں ۱۲ منا میں ۱۳ جمرات کے پاس اور مدینہ شریف میں ۱۵ روضہ مقدسہ کے سامنے تو ضرور مقبولیت کی امید ہے۔

اوقات میں دعا مقبول ہوتی ہے

...ہ کی نویں تاریخ۔ روزہ کی حالت میں۔ ماہ رمضان میں شب جمعہ ...ارت۔ آخر کی تہائی رات۔ آدھی رات۔ وقت ...ے کی بہت زیادہ امید ہے۔ اُس گھڑی کے ...سی قدر وہ مکان بزرگ ہوگا۔ ۱۲ حضور سرورِ عالم ...چلی رات رہتی ہے تو آسمانِ دنیا پر نزول اجلال فرما کر ارشاد فرماتا ہے ...نگے تو میں اُسکو دوں اور کوئی ہے کہ مجھ سے مغفرت چاہے تو میں اُسکو بخش دوں۔

خوفِ خدا اس قدر طاری تھا کہ آغازِ جوانی سے خوفِ خدا سے بہت رویا کرتے تھے۔ حتّٰی کہ گوشت و پوست اُن کے رخساروں کا بہہ گیا تھا۔ حضرت زکریا علیہ السلام اور اُن کی بیوی یعنی والدۂ یحییٰ علیہ السلام نے اس حال کو دیکھ کر محبت سے کہا کہ اے فرزند تم ابھی لڑکے ہو اتنی ہیبت اور اس قدر خوف نہیں چاہیے۔ آپ نے فرمایا کہ ماں تو دیگ کے نیچے چولھے میں آگ جلاتی ہے لیکن جب تک چھوٹی لکڑیاں آگ پر نہیں رکھتی آگ نہیں سُلگتی۔ ایسا ہی حال ہے کہ روزِ محشر بچوں کو دوزخ میں بوڑھوں سے پہلے اور آگے بھیجیں گے۔

ایضًا شیخ محمود سوستانی رحمۃ اللہ علیہ کہ صاحبِ نعمت و ولایت بزرگ تھے۔ اُن کے پاس ایک درویش آیا اور بیٹھ گیا۔ حضرت نے روشن ضمیری سے اُس کا حال دریافت فرما کر اُس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ حاجتمند آئے ہو۔ اُس نے عرض کیا کہ فی الواقع آپ نے ارشاد فرمایا کہ آیۂ رَبِّ هَبْ لِي الخ کی مواظبت کرو اللہ تعالیٰ فرزند شائستہ عطا فرمائیگا۔ یہ سُنکر وہ چلا گیا۔ ایک مدت کے بعد سُنا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو ببرکتِ آیت و نفسِ شیخ ایسا فرزند صالح عطا فرمایا جو سجادہ نشین ہوا۔ اور جس نے ستر حج پا پیادہ و پابرہنہ کیے ؛

طمانیت ہول قیامت

تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ جو شخص چاہے کہ نیک ہو جائے اور محشر میں عذابِ حشر سے امن میں رہے وہ یہ آیت بہت پڑھا کرے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ

(ترجمہ) اے رب اور ہمکو جو تو نے رسولوں کی زبانی وعدہ کیا ہے عنایت کر اور قیامت کے روز ہمکو رسوا نہ کر بیشک تو وعدہ خلاف نہیں

نقل ہے کہ شہر بخارا میں ایک شخص فسق و فجور میں نہایت مشہور تھا اُس نے تفسیر کشاف میں دیکھا کہ آیۂ رَبَّنَا اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا الخ جو بہت پڑھے گا وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ساتھ ہوگا پس اُس نے صدقِ دل سے آیۂ متبرکہ پڑھنی اختیار کی۔ جب وہ مرا تو لوگوں نے اُسے خواب میں دیکھا کہ اولیائے خدا کے درمیان کھڑا ہے۔ پوچھا تجھے یہ دولت کیونکر ملی۔ جواب دیا کہ میں نے آیۂ قبل الذکر

بہت پڑھی ہے سو اللہ تعالیٰ نے میری اطاعت قبول فرمائی اور مجھے بخش دیا اور نیک بندوں کے ہمراہ بہشت کو ارشاد فرمایا۔

طلب نجات

حضرت شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس دعا کو دن میں ایک مرتبہ پڑھیگا۔ اگر وہ اُس روز مرگیا تو ہر آئینہ اہل بہشت سے ہوگا۔

دعا یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

ترجمہ: اے خداوند تو ہی میرا پالنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور بقدر طاقت تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں۔ اپنے کیے کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تیری نعمت جو مجھ پر ہے اُس کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں، تو میرے گناہ بخش کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں اور میری توبہ قبول کر بیشک تو ہی توبہ قبول کرنیوالا

بعدہٗ ارشاد فرمایا کہ حضرت عباسؓ سے منقول ہے کہ جب سے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی یہ دعا سُنی تھی ہر نماز فریضہ کے بعد ایک مرتبہ پڑھا کرتا تھا کبھی قضا نہیں کی۔ چنانچہ وفات کے بعد اُن کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ جواب دیا کہ اس دعا کی برکت سے مجھے بخش دیا۔ اور بہشت روزی کی۔

فتح و نصرت و حفظ اعداء

شیخ الاسلام قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہ ظالموں کی صحبت سے نجات چاہتا ہو وہ ہمیشہ اس آیت کو پڑھے:۔

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ ھٰذِہِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَھْلُھَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا

(ترجمہ) اے ہمارے پروردگار ہمکو اس بستی سے نکال جسکے رہنے والے ظالم ہیں اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی حمایتی

مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۱ھ	پیدا کر اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی مددگار پیدا کر۔

پس اسکے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی نعمت روزی فرمائیگا اور فتح و نصرت کا دروازہ اُس پر کشادہ کر دیگا۔ اسکے بعد ارشاد ہوا کہ امیرالمؤمنین علی رضی اللہ عنہ جناب عقول یا بابی تین ماندہ ہوگئے اور سخت تکالیف میں مبتلا تھے۔ آپ نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس حال کی عرضی ارسال کی اور تحریر کیا کہ جس قدر حیلے ہائے جنگ تھے وہ سب میں کر چکا الا کسی طرح فتح حاصل نہیں ہوتی جب یہ مکتوب خدمت انور و اقدس میں پہنچا تو آپ از حد متفکر اور تنگدل ہوئے اسی اثنا میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور یہ آیت رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الخ لائے اور بیان کیا کہ آیت مذکورہ کو آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھیجیں وہ اسکی مواظبت کرنے سے مظفر و منصور ہو جائیں گے۔ آپ نے یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی۔ انہوں نے چند روز مواظبت کی اور تھوڑے ہی عرصہ میں فتحیاب ہو گئے۔

ایضاً جب کوئی شخص چاہے کہ ظالموں کے ساتھ جمع نہ ہو اور دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ اُس پر رحمت کرے تو اُسکو لازم ہے کہ اس آیت کو بہت پڑھا کرے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۞	ترجمہ۔ اے ہمارے پروردگار ہمکو ظالموں کے گروہ سے نہ کر

ایضاً اس آیت کی بھی یہی تاثیر ہے۔ اسکی مواظبت کرنا فتنہ و فساد و دشمنان سے محفوظ رکھتا ہے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ	(ترجمہ) اے ہمارے پروردگار ہمکو ظالم لوگوں کیلئے فتنہ
وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۞	نہ کر اور اپنی رحمت سے ہمکو ظالم لوگوں سے نجات دیدے۔

حفظ بلیات و حرز شیطان

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی شہر و بت پرستی سے امن میں رہنا چاہے اور چاہے کہ اُس کی اولاد بت پرستی میں مبتلا نہ ہو تو اس آیت کو بہت پڑھا کرے۔

رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ	ترجمہ۔ اے رب اس شہر کو امن کا شہر کر اور مجھے
وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۞	اور میری اولاد کو بتوں کے پوجنے سے بچا۔ ۱۲

اس آیت کی شانِ نزول یہ ہے کہ ایک روز رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور اصحاب آپ کے گرد حلقہ کیے ہوئے تھے اور پند ونصیحت سُن رہے تھے۔ اسی اثنا میں ایک اعرابی آیا اور زمین ادب چوم کر عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھکو ایسی دعا تلقین فرمائیے جو حرز شیطان و دیو و پری ہو اور بہتر یہ کہ میری اولاد بُت پرست نہو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متفکر ہوئے کہ ایسی کونسی جامع دعا تلقین کروں جو تمام امور کو مؤثر ہو۔ اُسی وقت حضرت جبریل علیہ السّلام اسکو لیکر نازل ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمان باریتعالیٰ ہے کہ یہ آیت اس اعرابی کو سکھلائیے کہ یاد کرکے پڑھا کرے۔ اللہ تعالیٰ اسکی برکت سے اُسکو اور اُسکی اولاد کو شر بُت پرستی اور مکائد شیطانی اور شر و آفت دیو پری سے اپنے حفظ و امان میں رکھیگا ؞

ایضًا۔ جو کوئی اس دعا کو بہت پڑھے کفار اُس پر مسلط نہوں گے ؞

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؁

(ترجمہ) اے ہمارے پروردگار ہمکو کافروں کے لیے فتنہ نہ کر اور ہمارے پروردگار ہمکو بخش بیشک تو ہی زبردست حکمت والا ہے

ایضًا۔ ابوطالب مکی نے کتاب قوت القلوب میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس دعا کو رات دن میں ایک مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اُسے ہر بلا سے محفوظ رکھیگا۔ وہ دعا یہ ہے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؁ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ؁ مَاشَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاْ لَمْ يَكُنْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَّاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ

(ترجمہ) خداوندا تو ہی میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں نے تجھی پہ بھروسا کیا اور تو ہی عرش عظیم کا مالک ہے، جو اللہ نے چاہا وہی ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور جانتا ہوں کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور بیشک اللہ کے علم نے کل اشیاء کو احاطہ کر لیا ہے اور ہر چیز کو گن لیا ہے، خداوندا میں

پہلا حصہ

ذکر اثبات نفس مولد شریف

جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر شریف آپکی محبت اور اُلفت اور کمال ایمان پر دلالت کرتا ہے اور باعث تقرب خداوند تعالیٰ اور موجب رضامندی حق جل وعلا ہے۔ قرآن شریف میں بہت جگہ آپکا ذکر آیا ہے اور جگہ جگہ حق سبحانہٗ نے آپکے دنیا میں تشریف لانے سے مخلوق پر احسان جتایا ہے اور آیاتِ متعددہ میں آپ کے فضائل واخلاق کا ذکر فرمایا ہے۔ پس آپکی پیدائش شریف اور فضائل واخلاق کا ذکر کرنا حق تعالیٰ کی فرمانبرداری اور طریقہ پسندیدہ حق سبحانہٗ ہے۔ چنانچہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

ترجمہ۔ البتہ تم میں سے تمہارے پاس ایسا رسول آیا کہ تمہاری تکلیفیں اُس پر شاق ہیں۔ تمہارے فوائد پر حریص مسلمانوں پر شفیق و مہربان ہے۔

اور فرماتا ہے۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ

ترجمہ اللہ کے یہاں سے تمہارے پاس نور آیا۔

اور فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ نہیں بھیجا ہمنے تمکو مگر تمام عالم کے واسطے رحمت۔

اور فرماتا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔

ترجمہ اے نبی ہم نے تمکو گواہ بھیجا اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے اُسکی طرف بلانیوالا اور روشن چراغ۔

اور فرماتا ہے۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔

ترجمہ۔ تو البتہ بڑے خلق پر ہے۔

ان کے سوا اور بہت آیتیں ہیں جن میں آپ کے کمالات وفضائل مذکور ہیں۔ اسی طرح آپ کے فضائل میں بہت حدیثیں وارد ہیں جو حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ اُن کا ذکر موجب طوالت ہے ایک حدیث یہاں نقل کی جاتی ہے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِنِّيْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ وَسَاُخْبِرُكُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِيْ

دَعْوَةُ اِبْرَاهِيْمَ وَبَشَارَةُ عِيْسٰى وَرُؤْيَا اُمِّيَ الَّتِيْ رَأَتْ حِيْنَ وَضَعَتْنِيْ وَقَدْ خَرَجَ بِهَا نُوْرٌ اَضَاءَ مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ۔

ترجمہ البتہ میں اللہ کے نزدیک نبیوں کا ختم کرنیوالا لکھا ہوا تھا۔ اُس وقت کہ آدم اپنی مٹی میں گندھے ہوئے زمین پر پڑے ہوئے تھے اور میں تمکو اپنے اوّل امر کی خبر دیتا ہوں وہ دعا ہے ابراہیمؑ کی اور خوشخبری ہے عیسیٰؑ کی اور عجایبات دیکھنا میری والدہ کا میرے جننے کے وقت اور البتہ اُسکے واسطے ایک نور ظاہر ہوا جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔

یہ روایت مشکوٰۃ کی باب فضائل سید المرسلین میں ہے۔ اسی طرح اور حدیثیں ہیں جن سے بخوبی ثابت ہے کہ خود آپ نے اپنی ولادت اور اولیت کا ذکر فرمایا اور جماعت صحابہ کو سُنایا اور اُنہوں نے سُنا تو آپ کے حالات شریف کا ذکر کرنا اتباع ہے قرآن و حدیث کا، اسکو مکروہ یا بدعت سئیہ یا حرام کہنا سراسر جہل و نادانی اور آپ سے عدم محبت پر دلالت کرتا ہے۔ اسکے علاوہ دنیا میں آپ کا تشریف لانا اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ

ترجمہ البتہ اللہ نے مسلمانوں پر احسان کیا کہ انہیں سے اُن پر ایسا رسول بھیجا جو اُن پر اُسکی آیتیں پڑھتا ہے اور اُن کو پاک کرتا ہے اور کتاب اور حکمت کی باتیں سکھاتا ہے۔

اور سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تفسیر آیۂ کریمہ اَلَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا میں کہتے ہیں کہ قسم اللہ کی یہ لوگ یعنی نعمتِ الٰہی کو ناشکری سے بدلنے والے کفار قریش ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور نعمتِ الٰہی کا ذکر قرآن شریف سے ثابت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ یعنی تم پر جو اللہ کی نعمت ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کا ذکر کرو۔ اور فرماتا ہے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ یعنی اپنے پروردگار کی نعمت بیان کر۔ یہاں بھی نعمت سے مُراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ان آیات و احادیث اور اس

بیان سے ظاہر ہوا کہ ذکر ولادت شریف اور اوصاف پسندیدہ و اخلاق حمیدہ کا موافق قرآن حدیث کے ہے اور امر نیک ہے۔ اسکے علاوہ بڑے بڑے علما اور فضلا جو اپنے وقت کے امام اور اپنے زمانہ کے اُستاد مانے جاتے ہیں اور جنکے اقوال و افعال مابعد کے لیے حجت ہیں وہ سب محفل میلاد شریف کے قائل ہیں اور اُنہوں نے مستحب اور بہتر ہونیکے فتوے دیے ہیں اور دلائل واضحہ اور براہین ساطعہ سے اسکے استحباب کو ثابت کیا ہے۔ پھر اُس زمانے سے آجتک علما ہر شہر و دیار خصوصاً علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً وغیرہ سب اسکے مستحب ہونے پر اتفاق کرتے چلے آئے ہیں۔ اور ان کی تحریریں اور فتوے حد و شمار سے زائد تالیفات مشتہر ہیں کہ اب کسی کو مجال دم زدن نہیں۔ وہ لوگ بڑے بے نصیب اور سخت بدقسمت ہیں جو آپ کے ذکر شریف سے منع کرتے ہیں اور آپ کی تعظیم و تکریم کو بدعت اور مکروہ ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ یہ انکار خلاف ہے قرآن شریف اور احادیث صحیحہ اور اتفاق علما کے۔ اب ہم بعض اقوال علمائے ذوالاحترام کے لکھتے ہیں جن سے محفل میلاد شریف کا مستحب ہونا بخوبی ظاہر ہو جائے۔ علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ بدعت حسنہ کے مستحب ہونے پر علما کا اتفاق ہے اور مولد شریف پڑھنا اور اُسکے واسطے لوگوں کا جمع ہونا بدعت حسنہ ہے۔ اسی وجہ سے امام ابوشامہ اُستاد امام نووی فرماتے ہیں کہ بہترین بدعت جو ہمارے زمانہ میں نکالی گئی ہے یہ ہے کہ سال میں اُس روز جو ولادت شریف کے موافق آتا ہے لوگ خیرات اور صدقات اور اظہار زینت و سرور کرتے ہیں۔ اس واسطے کہ یہ امور باوجود فقرا پر احسان ہونیکے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی محبت و تعظیم پر دلالت کرتے ہیں اور اس عمل سے سمجھا جاتا ہے کہ اُس شخص کے دل میں جس نے مولد شریف کو اپنا معمول بہ قرار دیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت اور عظمت ہے اور اُس عمل میں احسان اور نعمت الٰہی کا ادائے شکر ہے کہ اُس نے ہمارے پیغمبر کو پیدا کیا اور اُن کو رحمۃ للعالمین فرمایا۔ علامہ سخاوی کہتے ہیں کہ اس عمل مولد کو سلف سے قرون ثلثہ میں کسی نے نہیں کیا اُسکے بعد حادث ہوا پھر ہمیشہ اہل اسلام تمام اطراف میں اُس محفل شریف کو کرتے ہیں اور جن راتوں میں مولد شریف پڑھتے ہیں اُن میں مولد شریف پڑھنے کا بڑا اہتمام اور

خیرات کرتے ہیں اور اُن پر اُس کی برکات ظاہر ہوتی ہیں۔ علامہ ابن جزری لکھتے ہیں کہ مولد شریف
کی خاصیتوں سے یہ ہے کہ جو شخص اسکو پڑھے یا پڑھوائے تو تمام سال آفتوں سے امن میں ہو جائے
اور ہر مراد ہو جلد پائے اور سب سے اول جس نے اس عمل محفل مولد شریف کو بادشاہوں میں شروع کیا
وہ بادشاہ اربل تھا جسکے واسطے فاضل ابن دحیہ نے ایک کتاب مسمی بہ تنویر بیان میلاد شریف
میں لکھی بادشاہ نے ایک ہزار اشرفیاں اُن کو اُسکے صلہ میں عنایت کیں۔ اور حافظ ابن حجر عسقلانی
لکھتے ہیں کہ مجھ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ماہ ربیع الاول میں جو میلاد شریف پڑھا جاتا ہے
اور محفل کی جاتی ہے لذ روئے شرع اسکا کیا حکم ہے۔ آیا یہ عمل مقبول ہے یا مردود اور اسکا کرنیوالا ثواب
پائیگا یا نہیں؟ تو میں نے جواب دیا کہ اصل میلاد شریف جو عبارت ہے اجتماع مسلمین ؓ در قرآن خوانی اور ذکر
ولادت شریف و معجزات و فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کھانا کھلانے سے یہ بدعت حسنہ ہے
اس کا کرنے والا ثواب پائیگا اس واسطے کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے اور
آپ کی ولادت پر خوشی اور سرور کا اظہار ہے اور اول جس شخص نے یہ محفل قائم کی وہ بادشاہ اربل
تھا جس کا نام مظفر ابوسعید ہے۔ یہ بادشاہ بزرگ اور سخی تھا اور اسکے اوصاف ذاتی پسندیدہ تھے۔
فاضل جلیل ابن کثیر اسکے حال میں لکھتے ہیں کہ یہ بادشاہ ربیع الاول کے مہینے میں ہمیشہ محفل میلاد شریف
کیا کرتا تھا اور بڑے تزک و اہتمام سے اُسکی محفل آراستہ ہوتی تھی۔ اور یہ بادشاہ دلیر، بہادر اور عقلمند
و عالم تھا۔ شیخ ابوالخطاب ابن دحیہ نے ایک کتاب مولد شریف کے بیان میں تصنیف کی جس کا
نام التنویر فی مولد البشیر النذیر رکھا اور وہ کتاب بادشاہ اربل کی خدمت میں
پیش کی اُسکے صلہ میں ایک ہزار اشرفیاں اُن کو عنایت کیں۔ اور ابن جوزی لکھتے ہیں کہ اس بادشاہ
کی محفل میں بڑے بڑے علما اور مشائخ صوفیہ حاضر ہوتے تھے۔ اور جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ
اس عمل کو اس بادشاہ عادل و عالم نے جاری کیا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کا ارادہ کیا اور
اس میں علما اور صالحین حاضر ہوئے اور کسی نے انکار نہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب علما و فضلا کا
اسپر اتفاق ہو گیا۔ اور اسکے بعد بھی یہ عمل بدستور جاری رہا۔ چنانچہ ملا علی قاری اور علامہ حلبی اور قسطلانی

وغیرہ لکھتے ہیں کہ ہمیشہ اطراف اور بڑے بڑے شہروں میں اہل اسلام ربیع الاول میں محفلیں کرتے اور دل لگا کر مولد شریف پڑھتے رہے۔ اور مولد شریف کی برکت سے اُنپر ہر طرح کا فضل جلیلہ ہوتا رہا۔ ان اقوال سے ظاہر ہوا کہ بادشاہ ابو سعید مظفر کے وقت سے جنکی اوّل محفل ۶۰۴ھ میں ہوئی ہے اس وقت تک برابر علما و صلحا مجلس مولود شریف کو بغیر انکار مستحب اور اچھا سمجھتے رہے اور سمجھتے ہیں اور جسکو مسلمان اچھا سمجھتے ہیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ اور شیخ الاسلام حافظ العصر ابو الفضل ابن حجر عسقلانی سے عمل مولد کا لوگوں نے استفتا پوچھا تو آپ نے جواب لکھا کہ اصل مولد بدعت ہے سلف صالح یعنی اہل قرون ثلٰثہ سے منقول نہیں لیکن باوجود اس کے اسمیں بہت سی خوبیاں ہیں جو محفل کرنیوالے اُن کا قصد کرتے ہیں تو جو شخص اُن خوبیوں کی نیت سے اس عمل کو کرے اور اُس کا مقصود وہ خوبیاں ہوں تو اُسکے واسطے یہ عمل مولد شریف بدعت حسنہ ہے اور جس کی یہ نیت نہو اُس کے واسطے نہیں۔ اور مجھے اس عمل مولد کے جواز کی ایک عمدہ دلیل ظاہر ہوئی اور وہ بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے تو یہود کو دیکھا کہ عاشورہ کے روز روزہ رکھتے ہیں تو آپ نے اُن سے اس کا سبب دریافت کیا اُنہوں نے کہا کہ اس روز اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسٰے کو نجات دی ہم اس دن اُسکے شکر کا روزہ رکھتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کا شکر کرنا خاصکر اُس روز معین میں جس روز اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہوا ہے بہتر ہے اور آپ کی ولادت سے بڑھکر کونسا فضل و احسان ہے۔ آپ تو نبی رحمت ہیں تو اس بنا پر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیدایش کا دن مقرر کرنا سزاوار ہے یعنی بارھویں ربیع الاول کو محفل میلاد شریف کیا کریں کہ اُسکے فضل کا شکر ادا ہو اور قصہ مذکور کے مطابق ہو۔

یہاں تک جس قدر بیان ہوا وہ بارھویں ربیع الاول روز پیدایش آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مولود شریف پڑھنے اور مجلس کے انعقاد کی بزرگی و فضل میں تھا۔ مگر اس سے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف بارھویں تاریخ ربیع الاول کی مجلس میلاد شریف درست ہے، اور تاریخوں اور اور مہینوں میں

درست نہیں بلکہ یہ محفل شریف جس تاریخ اور جس مہینہ میں کی جائے بہتر اور موجب خیر و برکت ہے چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مورد الروی میں لکھتے ہیں کہ مولد شریف ہمیشہ کے کل دنوں اور کل راتوں میں بہتر ہے اور سیرت شامی میں ہے کہ مولد شریف بدعت حسنہ ہے جب بانی مولد شریف کا یہ ارادہ ہو کہ نیکوں کو جمع کیا جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا جائے اور فقرا و مساکین کو کھانا کھلایا جائے اور اس نیت کے ساتھ ہر وقت جب یہ محفل کریگا تو ثواب پائیگا۔ اسی طرح آیات جن سے مولد شریف کی اصل ثابت ہوتی ہے۔ جیسے :-

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا — ترجمہ اے محمد کہو کہ اللہ کے فضل و رحمت پر خوشی کرنی چاہیے

اور - وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ - وغیرہ — ترجمہ جو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تم پر ہیں ان کا ذکر کرو۔

سے ظاہر ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالے نے اس فرحت و سرور کو کسی خاص وقت کے ساتھ مخصوص نہیں فرمایا ہے، تو جس وقت محفل میلاد شریف کی جائے اور آپ کی ولادت شریف پر فرحت و سرور کیا جائے تو اس آیت کا مصداق ہوگا۔

ذکر اثبات قیام وقت ولادت شریف

محفل مولد شریف میں، ذکر پیدائش کے وقت حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی تعظیم و تکریم کے واسطے باادب کھڑا ہونا نہایت عمدہ اور مستحسن اور نیک ہے اور آپ کی محبت و عظمت پر دلالت کرتا ہے۔ آپ کی تعظیم آیت قرآنی سے ثابت ہے چنانچہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ۔ — (ترجمہ) تحقیق ہم نے تم کو گواہ بھیجا اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا تاکہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اُسکے رسول پر اور اُسکی مدد اور تعظیم کرو۔

اس آیت شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بجالانی ثابت ہوئی اور منجملہ اقسام تعظیم کے قیام بھی ہے اور آپ کی تعظیم حالت حیات ظاہری کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ حالت حیات اور بعد رحلت شریف دونوں کو شامل ہے کیونکہ حیات جمیع انبیا علیہم السلام خصوصاً حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم بعد وفات بھی بالاتفاق ثابت ہے۔ اس کے علاوہ قیام تعظیمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابہ سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجلس میں بیٹھکر ہمارے ساتھ باتیں کرتے جب آپ اُٹھتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے اور اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ آپکو حویلی کے اندر داخل ہوتے دیکھ لیتے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے بھی یہ قیام تعظیمی ثابت ہے کہ آپ نے بہ تعظیم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ (جب وہ سفر سے آئے تھے) صحابہ کو قیام کا حکم دیا۔ تو آپ کی عظمت اور جلال کے واسطے قیام تعظیمی کا حکم بدعت حسنہ سے بڑھکر ہوا کیونکہ اس قیام کی اصل آیت قرآنی اور حدیث نبوی اور قول وفعل صحابہ سے بھی ثابت ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت حق سبحانہٗ ارشاد فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ یعنی ہم نے تیرا ذکر بلند کیا۔ شفا میں ابن عطا سے اس آیت کریمہ کی ذیل میں وارد ہے کہ اے محمدؐ میں نے تجھکو اپنا ذکر کیا جس نے تیرا ذکر کیا تو اُس نے میرا ذکر کیا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بعینہٖ ذکر خدا تعالےٰ ہے، اور ذکر خدا تعالیٰ ہر وقت اور ہر حال میں جائز اور خوب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ | ترجمہ کھڑے بیٹھے لیٹے اللہ کا ذکر کرو۔

مگر سوائے اُن اذکار کے جو سونے کے وقت احادیث میں وارد ہیں لیٹ کر ذکر الٰہی کرنا بے ادبی ہے۔ تو دو حالتیں مقرر ہیں یعنی بیٹھکر یا کھڑے ہوکر۔ ان دونوں حالتوں میں سے جو کوئی جس حالت میں ذکر الٰہی یا ذکر رسول (کہ وہ بھی ذکر الٰہی ہے) کریگا تو جائز اور مستحسن ہے اور اس آیت شریف کے مطابق اور اس آیت کا مصداق ہوگا۔ اسی بنا پر بڑے بڑے علماء اعلام اور فضلائے عالیمقام نے اپنے اپنے وقت میں اسکے بہتر اور عمدہ ہونے کے فتوے دیے ہیں۔ چنانچہ بعض کے اقوال بطور مشتے نمونہ از خروارے یہاں نقل کیے جاتے ہیں:-

حسّان زمانہ حضرت ابوذکریا یحییٰ بن یوسف صرصری اپنے قصیدہ میں چند شعر لکھتے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف اگر سونے کی روشنائی سے چاندی کی تختی پر عمدہ خوشنویس کے خط سے لکھی جائے تو وہ بھی تھوڑی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف

شن کر بزرگان دین صفیں باندھکر کھڑے ہوجائیں یا دوزانو بیٹھ جائیں تو تھوڑا ہے۔ کیا حق تعالے نے آپکی یہ تعظیم نہیں فرمائی ہے کہ آپ کا نام مبارک عرش پر لکھا ہے۔ آپکا کتنا بڑا رتبہ ہے کہ سب رتبوں سے بلند ہے حسب اتفاق ایک روز یہ قصیدہ کسی شخص نے شیخ الاسلام تقی الدین سبکی کے آگے درس میں پڑھا اور اُس مجلس میں بہت مفتیان شرع شریف اور سردار رئیس حاضر تھے جب پڑھنے والا اس شعر پر پہنچا جس کا یہ ترجمہ ہے کہ آپکی تعریف سنکر بزرگان دین صفیں باندھکر کھڑے ہوجائیں الخ تو شیخ رحمۃ اللہ قول صاحب قصیدہ کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کو کھڑے ہوگئے۔ اور تھوڑی دیر تک لوگوں پر ایسی ایک حالت ذوق وشوق رہی شیخ تقی الدین سبکی کے فرزند مجتہد شیخ الاسلام ابونصر عبدالوہاب نے تذکرۂ شیخ میں کتاب طبقات کبریٰ میں یہ نقل لکھی ہے۔ اور علامہ برزنجی عقد الجواہر میں لکھتے ہیں کہ وقت ذکر ولادت شریف کے ائمہ حدیث اور فقہا نے جو فن حدیث وفقہ کے امام ہیں قیام کو مستحسن سمجھا ہے تو اُس شخص کو بشارت ہو جسکا غایت مقصود اور نہایت مطلوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہو۔ اور عالم اجل فاضل اکمل علمائے مکہ معظمہ کے مقتدا اور پیشوا مولانا شیخ عبداللہ سراج حنفی جنکے علم وفضل کے مولوی اسمٰعیل امام فرقہ وہابیہ بھی مقر تھے۔ اور جمیع علوم خصوصاً علم تفسیر وحدیث میں ان کو مسلم الثبوت جانتے تھے وہ اس طرح داد تحقیق دیتے ہیں کہ وقت ذکر ولادت باسعادت قیام کرنا ائمہ اعلام اور علما وحکام کا متوارث یعنی قدیم سے چلا آتا ہے۔ بغیر کسی منکر کے انکار اور بغیر کسی رد کرنے والیکے رد کے، اسی وجہ سے مستحسن ہوا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور کون آدمی تعظیم کا مستحق ہوگا اور اُسکے استحباب اور محبت کے واسطے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث کافی ہے کہ جس امر کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ اسی طرح جمیع علمائے دیار وامصار کے مفتیوں نے اسکے استحسان اور عمدہ ہونے کے فتوے دیے ہیں چنانچہ مذاہب اربعہ کے مفتیوں نے جو عبارت لکھی ہے وہ نقل کی جاتی ہے۔ حنفیوں کے مفتی عبداللہ بن محمد المرغنی حنفی مفتی مکہ معظمہ لکھتے ہیں کہ اس قیام کو بہت علما نے بہتر سمجھا ہے، اور حسین بن ابراہیم المالکی

مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ لکھتے ہیں کہ سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا اکثر علما کے نزدیک مستحسن اور بہتر ہے اور محمد عمر بن ابوبکر رئیس مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ لکھتے ہیں کہ ولادت شریف کے وقت قیام کو علماء نے بہتر سمجھا ہے۔ اور وہ اچھا اور بہتر ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہم پر واجب ہے۔ اور محمد بن یحییٰ مفتی حنابلہ مکہ مشرفہ تحریر فرماتے ہیں کہ ولادت شریف کے ذکر کے وقت قیام واجب ہے، علماء نے لکھا ہے کہ ولادت شریف کے ذکر کے وقت آپکی روح مبارک ظہور کرتی ہے تو اس وقت آپ کی تعظیم اور قیام واجب ہے۔ ان آیات واحادیث واقوال علماء سے بخوبی ثابت ہوا کہ ذکر ولادت شریف کے وقت قیام کرنا بہتر اور عمدہ بات ہے اور جبکہ یہ علمائے کرام خصوصًا علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفًا وتعظیمًا کے تو اگر عاشقان جمال باکمال اور شیفتگان صورت بیمثال بہ نیت تعظیم وتکریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام کریں تو کیا برائی اور کونسی خرابی ہے جس شخص کی قسمت میں ازل سے سعادت لکھی ہوئی ہے اور وہ نور ایمان وعرفان سے منور ہے اور اُسکے رگ وریشہ میں محبت اور تعظیم حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات راسخ ہے وہ ضرور اس تعظیمی قیام کو باعث قرب اور موجب سعادت جانیگا ورنہ رسائل علما اور اقوال فضلا بلکہ حدیث وقرآن سے بھی ہدایت نہیں پاسکتا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ اور بعض علماء اثبات قیام میں یوں لکھتے ہیں کہ ذکر ولادت شریف کے وقت ملائکہ کرام علیہم السلام نے قیام کیا تھا۔ چنانچہ یہ روایت شرف الانام مصنفہ شیخ قاسم بخاری رحمۃ اللہ علیہ میں موجود ہے تو ہم بھی جب ذکر ولادت شریف کرتے ہیں تو قیام ملائکہ کی شکل بناتے ہیں اور اہل حدیث کے نزدیک واقعہ مرویہ کی شکل بنا دینا مستحب ہے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ وہ جو نزول وحی کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبریل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ دل میں قرآن پڑھنے لگتے تھے۔ اور لبوں کو ہلاتے تھے تو جس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لبوں کو ہلایا۔ ابن عباس ہر وقت بیان کرنے اس حدیث کے اپنے لبوں کو ہلاتے تھے۔ اور سعید بن جبیر نے جب ابن عباس کو اس روایت میں لب ہلاتے دیکھا یہ بھی

جب یہ روایت بیان کرتے تو اپنے لبوں کو ہلاتے۔ جب صحابہ اور تابعین سے واقعہ مرویہ کی شکل بنا دینا ثابت ہوئی تو ہم بھی بر وقت ذکر میلاد شریف قیام ملائکہ کی شکل بناتے ہیں۔ پس اہل اسلام کو مناسب ہے کہ ولادت شریف کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کے واسطے ہاتھ باندھکر مؤدب کھڑے ہوں۔ صاحب جذب القلوب لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں سلام کے وقت سیدھا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے جیسے نماز میں رکھتے ہیں اور ملا علی قاری نے بھی نماز کی طرح ہاتھ باندھنا کرمانی سے نقل کیا، اور فتاوئے عالمگیری میں لکھتے ہیں کہ جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ ایسے ہی مولود شریف میں کھڑا ہو۔ علیٰ ہذا القیاس علمائے مذاہب اربعہ زیارت روضۂ منورہ کے وقت ہاتھ باندھکر کھڑے ہونے اور زیارت کرنے کو اچھا سمجھتے ہیں۔ اِس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کے واسطے مؤدب کھڑا ہونا چاہیے کہ مقتضائے ادب و تعظیم یہی ہے۔ اسکے علاوہ اور وجوہات بھی اہل کشف وشہود نے لکھی ہیں جنکی تفصیل باعث تطویل ہے۔ حضرت حق سبحانہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و تعظیم سے دل منور اور روشن رکھے اور سوء اعتقاد سے بچائے۔ آمین یا رب العالمین ٭

اثبات اہتمام و زینت مجلس مبارک میلاد شریف

یہ تو اصل مولد اور قیام وقت ولادت شریف اور اُنکی دلیلوں کا بیان تھا۔ باقی رہا یہ امر کہ اِس میں اور کیا چیز کرنی مناسب ہے۔ اِسکا جواب یہ ہے کہ اسمیں وہ باتیں کی جائیں جن سے شکر الٰہی ظاہر ہو، جیسے تلاوتِ قرآن اور کھانا کھلانا یا خیرات کرنی اور نعتیہ اشعار اور قصائد مدحیہ پڑھنے جنسے اہل محفل کو ذوق و شوق پیدا ہو ان کے علاوہ جو امور مباح کہ باعث سرور اور عظمت شانِ آنحضرت ہوں اُن کا کرنا ضرور مناسب ہے جیسے فرش اور تخت بچھانا اور شامیانہ کھڑا کرنا یا رات کے وقت روشنی کا سامان کرنا اور ہار پھول وغیرہ کا استعمال کرنا اور عطر ملنا، گلاب کیوڑہ چھڑکنا، شیرینی وغیرہ تقسیم کرنی یہ سب درست اور اچھی باتیں ہیں، منبر یا تخت یا چوکی کا بچھانا اور اُسپر نعتیہ اشعار پڑھنا اسکا ثبوت تو یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں منبر پر کھڑے ہوکر اشعار

پڑھتے تھے چنانچہ صحیح بخاری میں یہ حدیث موجود ہے، اور امام مالکؒ تخت پر بیٹھکر نہایت ادب سے حدیث بیان کیا کرتے تھے، اور لوگوں کو بُلانا اور جمع کرنا بھی مسنون ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی یہ قاعدہ تھا کہ صحابہ کو خبر بھیجکر بلاتے اور اُن سے کچھ فرماتے۔ تو حدیث سُنانے کیلئے لوگوں کو بُلانا مسنون ٹھہرا، اور مولود شریف میں بھی بات ہے یعنی لوگ اسی واسطے بُلائے جاتے ہیں کہ وہ آکر اوصاف رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو احادیث کے مُطابق ہیں سُنیں، اور ہار پھول خوشبو وغیرہ کا استعمال بھی حدیث کے بموجب جائز اور خوب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری دنیا سے تین چیزیں مجھے پسند ہیں، خوشبو اور عورتیں اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوشبو عمدہ چیز اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدہ ہے۔ پھر اُس کا استعمال کیونکر ناجائز ہوسکتا ہے۔ اور تقسیم شیرینی بھی جائز اور امر مستحسن ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ یعنی جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز خرچ نہ کروگے نیکی کی حد کو نہ پہنچوگے۔ اور منجملہ پسندیدہ چیزوں کے شیرینی بھی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیرینی کو محبوب رکھتے تھے اور اسکو صدقہ فرماتے تھے۔ اور تفسیر روح البیان میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن شیریں ہے، شیرینی کو دوست رکھتا ہے، تو اس آیت اور اس حدیث کے ملانے سے یہ بات سمجھی گئی کہ شیرینی تقسیم کرنا چاہیے۔ اس سے آدمی نیکی کی حد کو پہنچیگا اسی واسطے مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ رسالہ ما اہل لغیر اللہ میں لکھتے ہیں کہ تقسیم طعام و شیرینی باجماع علما اچھا اور خوب امر ہے۔ اسکے علاوہ حضرت حق سبحانہ فرماتا ہے:-

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۔	(ترجمہ) اے محمدؐ کہدو کہ اللہ تعالیٰ کی زینت جو اُسنے اپنے بندوں کیواسطے پیدا کی ہے اور پاکیزہ رزق کس نے حرام کئے

اس آیت شریفہ کے عموم الفاظ سے ثابت ہے کہ زینت کرنی اور پاکیزہ رزق جیسے شیرینی وغیرہ تقسیم کرنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بُری نہیں، مگر عادتاً یہ امور ہر وقت نہیں ہوا کرتے بلکہ فرحت اور خوشی کے وقت ہوا کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر شریف سے کونسی خوشی زیادہ ہوسکتی ہے، تو اگر

ایسے وقت زینت کی جائے اور پاکیزہ رزق کا استعمال ہو تو سوائے قساوتِ قلبی کے کون مانع ہے ؟ پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ مولد شریف میں جس میں کل بیان حدیث شریف سے ہو باوضو ادب سے بیٹھے عمدہ فرش بچھائے۔ مکان کو پاک وصاف کرے۔ خوشبو جلائے، ہار رکھے، اونچی جگہ پہ بیٹھکر پڑھے، لوگوں کو جمع کرے شیرینی کھانا تقسیم کرے۔ یہ سب باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت رکھنے کی نشانیاں ہیں محبت اور تعظیم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرض ہے۔ کیونکہ یہ امر تو مسلّم ہے کہ جس طرح آپ کی تعظیم حالتِ حیات میں تھی اُسی طرح بعد وفات بھی ہے۔ ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان آپکا ذکر شریف کرے یا اور کوئی اُسکے سامنے ذکر کرے تو اُسکو واجب ہے کہ جھک جائے اور جس طرح کہ آپ کے سامنے آپ کی ہیبت اور جلال سے فروتنی کرتا ویسے ہی کرے انتہٰی یعنی بعد وفات شریف آپکا ذکر شریف نہایت عاجزی اور ہیبت وجلال کے ساتھ کرے اور اس طرح کے ادب اور تعظیم کا برتاؤ کرے جیسا کہ آپ کے روبرو کرتا۔ خاصکر وہ تعظیم کہ جس پر مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے رہنے والوں کا عمل ہوا اور سینکڑوں برس سے بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم اجمعین اسکو کرتے چلے آتے ہیں اِس سے انکار صریح بدعت اور رسوائی دنیا و آخرت کا موجب ہے۔ اور جس حال میں تعظیم نہیں تو محبت کہاں ہے۔ شعر ؎

بے دوستیِ سیدِ عالم ہزار سال | گر طاعتِ خدائے کند ہیچ سود نیست

اُن لوگوں کا رد جو میلاد شریف پڑھنے یا ولادت شریف کے وقت تعظیم کے لیے کھڑے ہونے کو منع کرتے ہیں"

جب ثابت ہوا کہ ہمارے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر شریف قرآن وحدیث کے موافق ہے اور اُن کا ذکر ذکرِ رب العالمین ہے تو جو شخص آپ کے ذکر شریف سے منع کرے وہ حقیقت میں ذکر الٰہی کا منع کرنیوالا ہے۔ اُن مسلمانوں پر سخت افسوس اور تعجب ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر شریف سے منع کرتے ہیں اور بدعت سئیہ، و حرام کہتے ہیں۔ ابولہب کا کہ جس پر قرآن شریف میں وعید

وارد ہے جبکہ بسبب آپکی پیدائش کی خوشی کے ہر پیر کے دن عذاب میں تخفیف پائے اور جن انگلیوں سے اس خوشی میں اپنی لونڈی کی آزادی کا اشارہ کیا تھا اُن سے دوزخ میں اُس کو پانی ملے۔ تو جو مسلمان آپ کے پیدا ہونے کی خوشی کرے اُسکو کتنا ثواب اور کیا مرتبہ آخرت میں ملیگا؟ جائے غور اور بمقام انصاف ہے کہ سب اہل جہان حتّٰی کہ فرقہ لامذہب اور وہابی بھی اپنی ذات اور اولاد اور عزیز اور دوستوں کی شادی وغیرہ کی خوشی میں تو دنیا بھر کی آرائش اور دھوم دھام کرتے ہیں۔ گھر کا سارا مال خرچ کر ڈالتے ہیں بلکہ قرضدار تک ہو جاتے ہیں اور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں جو دین و دنیا کے مالک خدا کے پیارے ہمکو دوزخ سے بچانے والے، اور بہشت میں لیجانیوالے ہیں اُن کی خوشی میں ذرا بھی زینت اور خرچ نہ کیا جائے بلکہ میلاد شریف پڑھنے اور اسمیں زینت کرنے یا ادب سے کھڑے ہونے کو منع کیا جائے، کیا محبت رسول کے ساتھ، اور مسلمانی اسی کا نام ہے۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت کی خوشی کریں تو اس خوشی سے ہزار مرتبہ بہتر ہے، جو کامل مسلمان ہوگا وہ آنحضرتؐ کی ولادت کی خوشی کو ہر خوشی سے بہتر سمجھیگا۔ اور جو اس خوشی کو بہتر نہ جانے گا اُس کا ایمان ناقص ہے۔ فی الحقیقت مسلمانوں کو اس خوشی سے زیادہ کوئی خوشی نہیں ہے۔ اس میں جس قدر خوشی کریں وہ کم ہے کیس کی خوشی ہے؟ بہترین خلائق محبوب خدا کی ولادت کی خوشی ہے۔ اُس پر ہزار افسوس جو یہ خوشی نہ کرے۔ اور لاکھ حسرت اُس پر جو اس خوشی کو منع کرے ٭

خدا ایسے لوگوں سے پناہ میں رکھے اُن کے واسطے دنیا میں بے انتہا رسوائی اور آخرت میں سخت عذاب ہے مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نام مبارک سنتے تھے تو تعظیم کے لیے اپنی پیٹھ جھکا دیا کرتے تھے۔ یہاں اُسکے خلاف کرتے ہیں خدا ایسی گمراہی سے پناہ میں رکھے کہ اپنے خدا وند نعمت کی تعظیم سے منہ پھیریں اور آپ کا ادب ہر بات میں نہ کریں ؎

ہزار بار تواں کرد با خدا شوخی ۔۔۔ ولیکہ دم نتواں زد بہ مصطفےٰ گستاخ

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نور فرمایا ہے قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ یعنی تحقیق

کہ آپ آئے اللہ کی طرف سے ایک نور۔ مگر کافر آپ کو صرف بشر سمجھے سو کفر کے اندھیرے میں بھٹکتے رہے۔ حضرتؐ کی شان اور حقیقت سے بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ ہی واقف ہیں اندھے بدنصیب اور بے ادب آپ کی شان کو کب سمجھ سکتے ہیں؟

نعتیہ نظم

محمد سِرِّ قدرت ہے کوئی رمز اُسکی کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

خدا و مصطفےٰ کی کنہ میں ادراک عاجز ہے
محمد کو خدا جانے خدا کو مصطفےٰ جانے

احد نے صورتِ احمد میں اپنا جلوہ دکھلایا
بھلا پھر کس طرح سے کوئی اُسکا مرتبا جانے

وہی ہے ایک دریا اور دو عالم اسکی موجیں ہیں
غریقِ بحرِ عرفاں ہو تو جب یہ ماجرا جانے

محمدؐ فی الحقیقت آفتابِ لایزالی ہے
اُسی کے نور کا ذرّوں جہاں کو پرتوا جانے

اور حدیث قدسی میں وارد ہے کہ اے میرے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمان کو پیدا نہ کرتا اور خدائی کو ظاہر نہ فرماتا۔ یعنی تمام مخلوقات کی پیدائش کا سبب سرورِ کائناتؐ کا وجود باجود ہے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

بیان محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ تم کو غفلت کی نیند سے ہوشیار کرے اور اپنی تابعداری اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی توفیق دے۔ اُس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے پہنچانے میں تم سچا جانو۔ اور آپ پر ایمان لاؤ اور آپ کی تابعداری کرو اور آپ کی محبت میں اپنا جان و مال نثار کرو۔ اور جو باتیں آپ کی محبت اور تعظیم و تکریم کی ہیں اُنکو باادب تمام بجا لاؤ۔ اور ہر شدت و تکلیف و مصیبت میں اُس جناب پاک سے مدد مانگو۔ اِن سب چیزوں کو حق سبحانہ جل جلالہ نے کلام مجید میں واجب کر کے فرمایا ہے کہ:۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

ترجمہ کہہ تو اے محمدؐ کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اُسی اللہ کا بھیجا ہوا ہوں جو آسمان و زمین کا مالک ہے

وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ط	اُس کے سوا کوئی قابل پرستش نہیں ۔ وہ مارنے والا اور جلانے والا ہے ۔ پس اے لوگو اُس اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ وہ ایسا رسول ہے کہ صاحب کتاب اور مقبول بارگاہ رب العزت ہے اور کسی بشر سے نہ لکھا ہے نہ پڑھا ہے

علم اُس کا علم لدنی ہے ، تعلیم یافتہ جناب کبریا ہے اور وہ ایسا رسول ہے کہ اللہ اور اُسکے کُل کلام پر یقین رکھتا ہے ۔ پس تم بھی اُسکا اتباع کرو اور اُسکی پیغمبری کو سچا جانو اور اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری میں قصور نہ کرو تاکہ تم سب راہ ہدایت پاؤ ۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے :۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ط	یعنی اے مسلمانو تم اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اُس کتاب کو مانو جو نبی پر اُتری اور اُن کتابوں کو جو آپ سے پہلے اُتریں ۔ اور جو کوئی اللہ اور اُسکے نبیوں اور ملائکہ اور کتابوں کی دل سے تصدیق نہ کرے اور قیامت کے دن پر ایمان نہ لائے تو وہ سخت گمراہ ہے ۔

اور حق سبحانہ جل شانہٗ اُن لوگوں کے حال سے خبر دیتا ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ :۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ط	یعنی جو لوگ کہ سچے دل سے اُس نبی کریم پر ایمان لائے ہیں اور کمال محبت و اخلاص سے اُسکی تعظیم و توقیر کرتے ہیں اور ہر حال میں مدد اور اعانت اور جانفشانی

جان و مال سے اُسکے ساتھ بجا لاتے ہیں اور اُسکی کتاب یعنی قرآن مجید کی تابعداری اور اطاعت میں مصروف ہیں وہی لوگ مراد پانے والے ہیں یعنی دیدار خدا اور شفاعت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جنت کی نعمتیں حاصل کرنے والے ہیں اور عذاب دوزخ سے دور رہنے والے ہیں ✦

اور ایسی آیات کلام مجید میں بہت ہیں پس ان خطابات سے ثابت ہوا کہ کل مخلوق کو اُس سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا واجب ہے، اور اُن کو اُن سب باتوں میں جو اللہ کی طرف سے لائے ہیں سچا
جاننا ضرور ہے اس لیے کہ بدون اس طرح دل سے سچا جاننے کے ہرگز ہرگز مسلمان نہیں ہوتا ہے مسلمان تو
جب تک کہ اُس سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت نہ رکھے مومن کامل نہیں کہلاتا۔ اور کمال
ایمان میسر نہیں ہوتا جیسا کہ بروایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ میں جو آپکے صحابی ہیں آیا ہے
کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ
مِنْ نَفْسِہٖ وَمَالِہٖ وَوَلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۞ یعنی مومن کامل نہیں ہوتا ہے
تم میں سے کوئی جب تک میں اسکو، اُس کی ذات، مال، اولاد اور ماں باپ سے اور سارے
آدمیوں سے زیادہ دوست نہوں، اور حدیث امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں لکھا ہے کہ
ایک روز حضرت عمر نے خدمت شریف میں عرض کیا کہ اَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ کُلِّ
شَیْءٍ اِلَّا مِنْ نَفْسِیَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیَّ فَقَالَ لَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَا تَکُوْنُ
مُؤْمِنًا حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْکَ مِنْ نَفْسِکَ فَقَالَ عُمَرُ وَالَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ
الْکِتَابَ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیَّ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْاٰنَ یَا عُمَرُ قَدْ تَمَّ اِیْمَانُکَ ۞ یعنی یا رسول اللہ تم سب چیزوں
سے زیادہ میرے دوست ہو لیکن میری جان سے جو کہ میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے زیادہ
عزیز نہیں ہو۔ پس فرمایا جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے عمر جب تک میں تجھکو تیری
جان سے زیادہ عزیز نہونگا تو کامل مسلمان نہوگا۔ پس حضرت عمر نے قسم کھائی اور کہا کہ اُس خدا کی
سوگند جس نے تم پر کتاب بھیجی تم میرے نزدیک میری جان سے زیادہ دوست ہو۔ پس رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر اب تیرا ایمان پورا ہوا اور تو اللہ اور اُسکے رسول کے نزدیک اب
کامل مومن ہوا۔ اور حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے:۔
قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَتٰی اَکُوْنُ مُؤْمِنًا قَالَ اِذَا اَحْبَبْتَ

اللهَ فَقِيلَ وَمَتَى اُحِبُّ اللهَ قَالَ اِذَا اَحْبَبْتَ رَسُوْلَهُ فَقِيلَ وَمَتَى اُحِبُّ
رَسُوْلَهُ قَالَ اِذَا اتَّبَعْتَ طَرِيْقَتَهُ وَاسْتَعْمَلْتَ وَاَسْلَمْتَ لِسُنَّتِهٖ وَاَحْبَبْتَ
بِحُبِّهٖ وَاَبْغَضْتَ بِبُغْضِهٖ وَوَالَيْتَ بِوَلَايَتِهٖ وَعَادَيْتَ بِعَدَاوَتِهٖ وَيَتَفَاوَتُ
النَّاسُ فِي الْاِيْمَانِ بِقَدْرِ تَفَاوُتِهِمْ فِي مَحَبَّتِي وَيَتَفَاوَتُوْنَ فِي الْكُفْرِ عَلٰى قَدْرِ
تَفَاوُتِهِمْ فِي بُغْضِي اَلَا لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهُ اَلَا لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا
مَحَبَّةَ لَهُ اَلَا لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهُ۔ یعنی ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
میں کب مسلمان ہوں، فرمایا جس وقت تو اللہ کو دوست رکھے۔ التماس کیا کہ خدا کے ساتھ
میری دوستی کس چیز سے پہچانی جائے۔ فرمایا جب تو اُسکے رسول کو دوست رکھے یعنی اُس کے
رسول کی دوستی اللہ کی دوستی کی نشانی ہے۔ عرض کیا اُس کے رسول کی دوستی کس بات میں معلوم ہو
فرمایا تیرا پیغمبر کی راہ اختیار کرنا اور اُسکے کیے پر عمل کرنا یہی محبت رسول کی علامت ہے کہ جس چیز
کا اُس نے حکم کیا ہو، بجا لانا اور جس سے منع فرمایا ہو اُسکو چھوڑ دینا، اور اپنے باطن کو انوار رحمانی
سے آراستہ کرنا اور پاک رکھنا شہوات نفسانی سے۔ اور فرمایا کہ تیری دوستی کسی شخص سے ہو تو اس سبب
سے ہو کہ وہ مجھکو دوست رکھتا ہے، اور اگر کسی سے دشمنی ہو تو اسی باعث سے ہو کہ وہ میرا دشمن ہے
اور جو میرا مددگار ہے اُسکا تو مددگار رہو۔ اور جو میرا بدخواہ ہے اُسکا تو بدخواہ ہو تب تو مومن ہو۔ اور
ہر آدمی کے ایمان میں بقدر محبت فرق ہے جو لوگ کہ رسولؐ کی دوستی میں قوی ہیں اُن کا ایمان
بھی قوی ہے اور جو اُسکی محبت میں ضعیف ہیں اُن کا ایمان بھی ضعیف ہے۔ اور ایسے ہی کفر کا
حال ہے، کہ جو دشمنی میں قوی ہے اُسکا کفر بھی قوی اور اشد ہے۔ اور جو عداوت میں ضعیف ہے اُسکا
کفر بھی ضعیف ہے۔ بعد ازاں تین بار حضورؐ نے فرمایا اَلَا لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهُ یعنی جس کو
رسولؐ کے ساتھ محبت نہ ہوگی اُسکو کامل ایمان ہرگز نصیب نہوگا۔ پس اے مسلمانو! ایمان
کا مدار اللہ اور اُسکے رسول کی محبت پر ہے۔ اور محبت کامل وہی ہے کہ جو دنیا اور آخرت میں سے
آدمی کو اچھا معلوم ہو اور جو چیز اپنے نام کی ہو وہ سب اپنے محبوب، اپنے پیارے کو سونپ دے

اور اپنی شہوات اور لذات نفسانی اور خواہشیں سب چھوڑ کر اوصاف محبوب کے موصوف ہو جائے اور دوست کا ظلم وجفا عین وفا سمجھے، اور اُس کے رنج اور بلیات کو اپنی شفا جانے اور اپنا جان وتن اُسکی خوشی میں دے۔ اور ذرا بھی اُسکی مرضی کے خلاف نہ کرے۔ تب محبوب کے ساتھ قرب اور معیت روحانی کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ گو ظاہر میں لاکھوں کوس دور ہو اسکے بغیر اس مرتبہ کا حصول متصور نہیں۔ پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اُس سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسی ہی محبت رکھے تاکہ کامل ایمان نصیب ہو۔ اور ہر وقت اور ہر چیز میں آپ کی ذات پاک کا ادب اور تعظیم وتوقیر کرنا محبت کی نشانی ہے ؎

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

بیان تعظیم وادب حدیث شریف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت رکھنے کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اُس عالی جناب کی حدیثوں اور سنتوں کو تعظیم اور ادب سے بیان کرے۔ جیسا کہ منقول ہے مطرف سے کہ جب لوگ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ پوچھنے کو آتے تھے تو باندی گھر میں سے نکلکر کہتی تھی کہ امام نے پوچھا ہے کہ تمکو حدیث شریف سُننے کی خواہش ہے یا کوئی مسئلہ دریافت کرنا ہے۔ پس اگر وہ لوگ کہتے کہ ہم مسئلہ پوچھینگے تو امام مالک علیہ الرحمۃ اُسی وقت باہر آتے اور مسئلہ کا جواب دیتے اور اگر اُن کو حدیث شریف سُننے کی خواہش ہوتی تو امام غسل کرکے اور کپڑے نئے پہنکر اور عمامہ سر پہ باندھکر اور عطر لگاکر تشریف لاتے اور تخت یا منبر پر بہت ادب اور خشوع وخضوع سے بیٹھکر حدیث شریف پڑھتے اور لوبان وغیرہ خوشبوئیں اُس جگہ پر جلاتے اور لوگوں کو حدیث شریف کے سُننے سے فائدہ پہنچاتے اور امام صاحب اس حال سے کسی اور وقت سوائے حدیث شریف کے پڑھنے کے نہیں بیٹھتے تھے اور کبھی رستہ میں یا کھڑے ہو کر یا بے طہارت تازہ حدیث شریف نہیں پڑھتے تھے۔ اور ایسے ہی اور اگلے اماموں نے لکھا ہے اور مشہور ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح کے لکھنے کے وقت ہر حدیث شریف پر آب زمزم سے غسل کیا اور دوگانہ مقام میں پڑھکر حدیث شریف کو لکھا اور اس طرح کا

ادب اور تعظیم و توقیر کرنے سے معلوم ہوا کہ اُن لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ نہایت محبت تھی۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

تعظیم آل و اصحاب و ذریاتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بیان

اُس جنابِ اطہر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے محبت اور ادب و توقیر کی یہ نشانی ہے کہ آپ کی آل و ذریات کی عزت کرے کہ یہ اُس حضرت کے جگر گوشہ ہیں اور ازواجِ مطہرات یعنی آپ کی بیبیاں سب مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ اور صحابۂ کرام کی عزت اور تعظیم کرنی چاہیے، اور دعا و استغفار کرکے اُن کے حق کو ادا کرے۔ اُن کی اطاعت کرنی چاہیے، جو کام اُنہوں نے کیے یا جو فرمایا ہے اُس کو صحیح سمجھے اُس میں شک یا بدگمانی نہ کرے۔ نہ اُنکی نفسانیت سے ہونا خیال کرے اور اپنی زبان کو دشنام دہی اور اُن پر طعن کرنے سے بچاوے کیونکہ اگر وہ مخالف دلیل قطعی کے ہے جیسا کہ بہتان کرنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر۔ پس وہ کفر ہے۔ اور نہیں تو بدعت اور فسق ہے اور جو معاملات اور جھگڑے اور اختلاف آپس میں صحابہ کے گزرے ہیں اُن کے بیان سے زبان کو بند رکھے اور اُن کی نسبت جو تاریخوں میں غلط لکھا ہے اور جاہل لوگ اور اہل تشیع اُن کی نسبت خلاف واقعہ بیان کرتے ہیں اُسکو اپنی زبان سے نکالنے اور سُننے سے بچے۔ کہ یہ سب جھوٹ ہے اصحاب کا ذکر بدی اور عیب سے نہ کرنا چاہیے بلکہ اُن کی تعریف کرنی چاہیے۔ اُن کی نیکیاں اور اُن کی فضیلت اور بڑائیاں بیان کرنی چاہئیں اس واسطے کہ اُنہوں نے اُس رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صحبت پائی ہے، اور حق تعالیٰ اُن کی ثنا اور صفت کلام مجید میں بیان فرماتا ہے کہ:۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ

ترجمہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے ساتھی کافروں پر سخت آپس میں رحمدل ہیں تم اُن کو رکوع سجدہ کی حالت میں دیکھتے ہو وہ اللہ کا فضل اور اُس کی رضا چاہتے ہیں اُن کے مُنہوں پر سجدہ کے

آثر السجود۔

اثر سے نشانی ہے۔

اور فرمایا۔ والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنات تجري تحتها الانهار خالدين فيها ابدا ذلك الفوز العظيم۔

ترجمہ۔ صحابہ مہاجرین و انصار میں جو اول اور سابق ہیں اور جنہوں نے اچھی طرح ان کی پیروی کی اللہ ان سب سے راضی ہوا اور یہ اُس سے راضی ہوئے۔ اور اللہ نے ان کے واسطے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ اُن میں رہیں گے یہ بڑی مراد پانی ہے۔

اور فرمایا۔ لقد رضي الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة فعلم ما في قلوبهم فانزل السكينة عليهم واثابهم فتحا قريبا ومغانم كثيرة ياخذونها وكان الله عزيزا حكيما۔

ترجمہ۔ اللہ اُن مسلمانوں سے راضی ہوا جو درخت کے نیچے تم سے بیعت کرتے تھے تو اُنکے دلوں کا حال جانا اور اُن پر تسکین اُتاری اور اُن سے عنقریب فتح اور بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا جنکو وہ لیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

اور اُن کے بیان میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

اصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم۔

ترجمہ۔ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں اُن میں جسکی پیروی کروگے سیدھی راہ پر ہوگے۔

اور فرمایا۔ مثل اصحابي كمثل الملح لا يصلح الطعام الا به۔

ترجمہ۔ میرے صحابہ کی مثال نمک کی سی ہے کہ بغیر اُسکے کھانا درست نہیں ہوتا۔

اور فرمایا۔ اكرموا اصحابي فانهم خياركم

ترجمہ۔ میرے صحابہ کو بزرگ جانو کہ وہ تم میں بہتر ہیں۔

اور فرمایا۔ من سب اصحابي فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين

ترجمہ۔ جس نے میرے صحابہ کو برا کہا اُس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔

اور ایسی بہت آیتیں اور حدیثیں صحابۂ کرام کی فضیلت اور بڑائی میں آئی ہیں پس ان کے حق میں بجز تعظیم اور توقیر کے بے ادبی کا کلمہ زبان سے نہ نکالنا چاہیے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

تعظیم اور توقیر آثار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان

اور اس سرورِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ محبت رکھنے کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ جو چیزیں آپ کی ذات سے متعلق ہیں اُن کی عزت اور توقیر اور بزرگی کرے یعنی نہایت ادب سے آپکی قبر مبارک کی زیارت کرے۔ اور تعظیم و توقیر اُن چیزوں کی کرے کہ جن پر آپ نے دست مبارک لگایا ہو یا جسم اطہر سے مس فرمایا ہو جیسے کپڑا وغیرہ۔

نقل ہے کہ ابو محذورہ صحابی رضی اللہ عنہ کی پیشانی کے بال بہت بڑے تھے۔ ایسے کہ جس وقت وہ بیٹھتے تھے اور اُن کو چھوڑ دیتے تھے تو زمین پر لٹکتے تھے۔ لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ یہ بال کس واسطے اس قدر بڑھائے۔ اور ترشواتے نہیں۔ کہا کہ ایک دن ان بالوں کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے چھوا تھا اس لیے ان کو تعظیماً اور تبرکاً نہیں ترشواتا ہوں۔ اور خالد بن ولید کی ٹوپی میں چند موئے مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، جو تبرکاً رکھا کرتے تھے۔ ناگاہ بعض لڑائیوں میں وہ ٹوپی سر سے گر پڑی پس حضرت خالد نے اُسکو خوب مضبوط باندھا۔ تاکہ دوبارہ نہ گرے اور اُنکی برکت جسم سے جدا نہ ہو۔ اُن بالوں کی برکت سے آپ لڑائیاں فتح کرتے تھے۔

مثنوی در مدح موئے مبارک

مرحبا اے موئے پاک مصطفےٰ   مرحبا اے موئے شاہ انبیا
مرحبا اے موئے ختم المرسلیں   مرحبا اے موئے شاہ دادو دیں
مرحبا اے موئے محبوب خدا   مرحبا اے موئے شاہ دوسرا
مرحبا اے پارۂ جسم حضور   مرحبا اے مایۂ عیش و سرور
مرحبا اے موئے شاہ بیکساں   مرحبا اے چارۂ بیچارگاں

مرحبا اے آیتِ خیر البشر مرحبا اے مرہمِ زخمِ جگر
مرحبا اے آیتِ پروردگار مرحبا بہ بوئے تو عنبر نثار
مرحبا اے سروِ باغِ معرفت مرحبا اے شمعِ بزمِ مرحمت
مرحبا ہم بیکسوں کے چارہ ساز مرحبا در دو جہاں بندہ نواز
جس مکاں میں تم رہو با عز و شاں کیوں نہ ہو بیت الشرف وہ گھر یہاں
جو تمہیں دیکھے مرادیں ہوں حصول ہے تمہاری دید دیدارِ رسولؐ
حافظِ مسکیں ہے بندہ آپ کا چاہتا ہے بس سہارا آپ کا
دو جہاں کی اس کو عزت ہو عطا مشکلیں آساں ہوں مشکل کشا
روزِ محشر بھی رہی میرا خیال داخلِ فردوس ہوں میں بے ملال
یہ جو زائر ہیں تمہارے ای حضور انکو بھی حاصل ہو دنیا میں سرور
اور عقبےٰ میں بھی ہوں شاد کام تم پہ رحمت ہو خدا کی اور سلام
یہ دعائیں ہوں خدا میری قبول از طفیل آیتِ جسمِ رسولؐ

اور ایسا ہی اور تبرکات جبہ شریف قدم شریف کا حال ہے، اور بعض بے ادب وہابی یہ جو کہتے ہیں کہ اصل میں جبہ شریف اور قدم شریف بہت کم تھے اور اب لوگوں نے کمائی کی غرض سے جھوٹے بنائے ہیں اور اس بنا پر اُنکی عظمت اور ادب کرنے اور چومنے سے منع کرتے ہیں۔ یہ اُن کی گمراہی ہے۔ جب تک یہ تحقیق نہ ہو کہ فلاں جبہ شریف یا فلاں قدم شریف مصنوعی بنایا ہوا ہے تب تک سب واجب التعظیم ہیں ورنہ انکار اور اہانت اصل کے ساتھ لازم آنے سے خوف کفر اور تباہی ہے اور بربادیِ دین و دنیا ہے۔ ایسی گمراہی اور بدعقیدے سے اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے۔ اور احمد بن فضلویہ زاہد سے روایت کی گئی ہے کہ وہ شخص غازیوں اور تیر اندازوں سے تھا، اُس نے کہا کہ جب سے میں نے سُنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمان کو اپنے دست مبارک میں لیا ہے اُس وقت سے میں نے کمان کو اپنے ہاتھ سے بے طہارت نہیں چھوا۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال تھا کہ مدینہ شریف میں کبھی جانور پر

سوار ہو کر نہ نکلے اور کہتے تھے کہ مجھکو شرم آتی ہے کہ جس زمین پر سم مرکب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نقش کیا ہو اُس زمین پر اپنا پاے مبارک رکھا ہو اُس کو میں اپنے مرکب سے پامال کروں۔ اور ایک شخص کہ بہت جلیل القدر اور ذی عزت تھا اُس نے کہیں کہا تھا کہ مدینہ کی مٹی اچھی اور خوشبودار نہیں ہے پس امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سنکر اُس کے تین دُرّے مارنے اور قید کرنے کا فتوے دیا بسبب ترک تعظیم اور آداب کے اور اُس خاک پاک کی اہانت کے کہ جس میں وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدفون ہوئے ❖

دوسرا حصّہ

مولد پاک کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا وسائلًا وراجیًا

حمد الٰہی

نہیں تجھسا دوسرا اے خدا تری شان جلّ جلالہٗ
تری ابتدا ہے نہ انتہا تری شان جلّ جلالہٗ

تو علیم ہے تو قدیر ہے تو سمیع ہے تو بصیر ہے
تو احد ہے تو ہی ہے کبریا تری شان جلّ جلالہٗ

ترا نام ورد زباں مرے ترا شغل ہے مری روح کو
ترا ذکر دل کی مرے دوا تری شان جلّ جلالہٗ

نہیں آتا فہم میں اک ذرا تجھے کیونکہ سمجھیں ہم اے خدا
کہ وراء سے اور ہے تو ورا تری شان جلّ جلالہٗ

تو ہے آنکھ میں تو خیال میں تو ہے دل میں تو ہی دھیان میں
نہیں پھر بھی تیرا ملا پتا تری شان جلّ جلالہٗ

میں ہوں بندہ عاجز و بے زباں ترا وصف تجھسے ہو کیا ادا
ہے کلام تیرا تری ثنا تری شان جلّ جلالہٗ

ہوں مقر ہیں کہ ہوں ولیا ہوں ملائکہ کہ ہوں انبیا
یہی قول سب کا ہے برملا تری شان جلّ جلالہٗ

تو ہے ساتھ میرے مگر خدا میں ہوں تجھسے دور مگر پڑا
تو قریب مجھ سے ہے میں جدا تری شان جلّ جلالہٗ

ترا بندہ حافظ بینوا ہے گناہ فسق میں مبتلا
ہو کرم کی اُس پہ نظر ذرا تری شان جلّ جلالہٗ

ازل سے ابد تک سب تعریفیں اُس ذات پاک کو ہیں جس کا کوئی شریک نہیں اُس کی تعریف ادا ہونی مشکل ہے یہاں انبیا بھی عاجزی کا اقرار کرتے ہیں جبکہ نبیوں کے سردار ہمارے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا اُحْصِی ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ ارشاد فرماتے ہیں تو اور کسی کی کیا طاقت ہے کہ حمدِ الٰہی بجا لائے۔ **شعر**

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کے رقم کا ۔۔۔ حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اور درود و کامل ہمارے رسول مقبول پر جن کا نام مبارک محمد ہے اور اُن کی آل اور اصحاب اور بیبیوں اور تابعداروں پر۔ اُن کی تعریف بھی جیسی تو نے قرآن شریف میں بیان فرمائی ہے ہم سے ویسی نہیں ہو سکتی۔ **شعر**

محمد ہے نبی ممدوح ذاتِ کبریائی کا ۔۔۔ کرے بندہ کہاں تک اُس کی مدح وثنا ہے جو خدائی کا

قصیدہ در نعت حضور سرور کائنات

اے صدرِ ایوانِ رسل وے شمع جمع انبیا ۔۔۔ خورشید برج سلطنت جمشید تخت کبریا

طٰہٰ و یٰسٓ نام تو، انا فتحنا کام تو ۔۔۔ قرآں ز حق پیغام تو اے آفرینش را بہا

نامت محمد آمدہ، محمود و احمد آمدہ ۔۔۔ دین تو سرمد آمدہ کنیت ابوالقاسم ترا

ہم صدر بدر عالمی ہم تاج فخر آدمی ۔۔۔ ہم انبیا را خاتمی ہم مصطفیٰ ہم مجتبیٰ

جنت سرائے یار تو رضواں امانت دار تو ۔۔۔ وے از گل رخسار تو فردوس اعلیٰ را صفا

ترک فلک ہندوئے تو نور یلک از روئے تو ۔۔۔ واللیل وصف مُوئے تو نعت جمالت والضحیٰ

تو گوہر آدم صدف تو رہبر ہر نا خلف ۔۔۔ بر انبیا داری شرف چندانکہ بر مس کیمیا

اے تاج بخش سروراں وے خاتم پیغمبراں ۔۔۔ ہستی تو فی ما حیفراں بر دین و دنیا بادشا

احکام تو حبل المتیں حاجب ترا روح الامیں ۔۔۔ اے رحمۃ للعالمیں ہستی امام انبیا

روئے تو ماہِ انور است رائے تو شمع خاور است ۔۔۔ خلق تو عین کوثر است دستت تو دریائے عطا

انجم ترا خیل سپہ مرتبہ است خورشید مہ ۔۔۔ طاق شریعت بارگہ عرش مجید مسند ترا

برتر ز چرخ چنبری بہتر ز ماہ و مشتری — بہ دعوئے پیغمبری آمد تراآں ہو گواہ

مقصود لولاک آمدی پس حسبت و جالاک آمدی — از عالم پاک آمدی جاہنا فدایت مرحبا

نور دل آدم توئی کام ہمہ عالم توئی — ہر خستہ را مرہم توئی اے دردِ دلہا را شفا

تخت فلک تاج قمر مہر عَلَم جوزا کمر — فتحت قریب وہم ظفر دستت قد تیغت قضا

از شوق رویت در چمن گل پارہ کردہ پیرہن — باگیسوئے مشک ختن گردم زند باسد خطا

اے اختر برج کرم از روضہ بیروں نہ قدم — تا از رخت چوں صبحدم گیرد ہمہ عالم ضیا

دل خستگاں را شاد کن ما را ز غم آزاد کن — واز عاشقانت یاد کن بحبیرام در کوئے فا

از حضرت حق عفو ما بہ خواہ از لطف و عطا — چوں ماندہ ایم اے پیشوا در شدت خوف و رجا

پشت و پناہِ ما توئی اقبال و جاہِ ما توئی — چوں عذر خواہِ ما توئی دریاب آخر کار ما

رسوا مکن در محشرم آزاد کن از ہر درم — چوں طبع مدحت گسترم گوید ترا از جاں ثنا

ہر دم ہزاراں آفریں برجانت از جاں آفریں — وز فضل رب العالمین برجسم پاکت از خدا

چوں احمد جامی نہاں دارد گناہ بیکراں — از حق بخواہ اے کامراں عفوِ گناہ ایں گدا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگیاں اور تعریفیں جو قرآن مجید سے ثابت ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں جو آپکی تعریفیں بیان فرمائی ہیں اُن میں سے چند تعریفیں یہاں لکھی جاتی ہیں ان کو کان لگا کر سنو کہ اللہ تعالیٰ جلّ شانہ کس محبت اور کس عظمت اور بزرگی سے اپنے حبیب پاک کو اپنے کلام مقدس میں یاد اور ذکر فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ یعنی تم میں سے ایسا رسول تمہارے پاس آیا کہ تمہاری تکلیفیں اُس پر گراں ہیں تمہارے فوائد پہ حریص مسلمانوں پر شفیق و مہربان ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت پر جو اَنْفَسِكُمْ (ف) کے زیر زبر سے ہے یہ معنی ہوئے کہ تمہارے پاس ایسا رسول آیا جو تم سب میں اشرف یعنی بزرگ ہے اور اپنے ناموں میں سے اللہ تبارک تعالیٰ نے دو نام آپ کو عطا کیے کہ اور کسی کو نہیں دیے

یعنی رَءُوْفٌ اور رَحِیْمٌ، اور فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا
مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ
اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا
کہ اُن میں سے ایسا رسول اُن پر بھیجا جو اُسکی آیتیں اُن پر پڑھتا ہے اور اُن کو سنوارتا ہے اور اللہ کی کتاب
اور کام کی بات سکھاتا ہے، اور اس سے پہلے وہ صریح گمراہ تھے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی فرمانبرداری سے مخلوق کو عاجز پایا تو اُن کی جنس سے رسول مقرر
کیا اور اُسکو اپنے اوصاف سے رحمت و رافت کا خلعت پہنایا اور اُسکی فرمانبرداری اپنی فرمانبرداری
قرار دی چنانچہ فرمایا مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ یعنی جس نے رسول کی اطاعت کی اُسنے
اللہ کی اطاعت کی۔ اور فرمایا۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ یعنی ہم نے آپ کو نہیں بھیجا
مگر رحمت تمام عالم کے لیے۔ ابوبکر بن طاہر سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو زینت رحمت سے آراستہ کیا تو اُن کا وجود و صفات مخلوق کے واسطے رحمت ہوا۔ مسلمانوں
کو ہدایت حاصل ہوئی، منافق کو قتل سے امن، کافر کو عذاب میں دیر۔ ایک روز حضرت سرور عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل امین سے پوچھا کہ میری رحمت سے تم کو بھی کچھ ملا۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ
میں اپنی عاقبت میں فکرمند تھا آپ کے سبب سے امن میں ہو گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول سے میری
تعریف فرمائی۔ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ یعنی قوت والا
اللہ کے پاس مرتبہ والا وہاں اطاعت کیا گیا۔ امانت دار اور اللہ تعالیٰ نے بہت جگہ تو آپ کا نام نور
اور سراج منیر یعنی روشن چراغ رکھا، چنانچہ فرمایا۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ یعنی اللہ کے
یہاں سے تمہارے پاس نور آیا۔ اور فرمایا۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا
وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا یعنی اے نبی تمکو گواہ بھیجا اور بشارت
دینے والا اور ڈرانیوالا اور اللہ کے حکم سے اُسکی طرف بلانے والا اور سراج منیر، اور الم نشرح میں
ان الفاظ سے آپکی تعریف فرمائی کہ آپ کا دل ایمان و ہدایت کے واسطے کھول دیا اور علم و حکمت سے بھر دیا

کے لیے وسیع کر دیا۔ اور جاہلیت کے کاموں کا بوجھ دور کر دیا اور کلمہ و اذان اور خطبہ اور نماز میں اُن کا
نام مُبارک اپنے نام نامی کے پاس کر دیا۔ سب مسلمان خصوصًا اذان اور خطبہ نماز میں ہر ایک اشہد
ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدًا عبدہ و رسولہ پڑھتا ہے۔ اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام نے آکر عرض کی کہ حق تعالےٰ
فرماتا ہے کہ تم جانتے ہو میں نے کس طرح تمہارا ذکر بلند کیا۔ میں نے کہا اللہ اور اُس کا رسول (یعنی
جبریل علیہ السلام) دانا تر ہے جبریل علیہ السلام نے کہا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے تو اُسکے
ساتھ تمہارا بھی ذکر کیا جائیگا، اور جس نے تمہارا ذکر کیا اُس نے میرا ذکر کیا اور بغیر میرے اور تمہارے
ذکر کے ایمان پورا نہیں ہوتا۔ چنانچہ فرمایا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ وَ اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ
یعنی اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ اپنی ذات اور رسول کو واو
عطف کے ساتھ جمع کیا جو شرکت کے واسطے ہے۔ اور اس قسم کے الفاظ میں سوا آپ کے اللہ تعالیٰ
کے ساتھ اور کسی کا جمع کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مَاشَاءَ اللّٰہُ
وَشَاءَ فُلَانٌ (یعنی اگر اللہ نے چاہا اور فلاں نے) نہ کہے بلکہ مَاشَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ (یعنی اگر اللہ نے
چاہا پھر فلاں نے) کہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعریف میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے:- اِنْ
کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ یعنی اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری فرمانبرداری
کرو اللہ تم کو دوست رکھیگا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا اعلان فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی محبت
حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی فرمانبرداری کے ساتھ شرط کی گئی۔ تو جو شخص آپکی فرمانبرداری اور
تابعداری کریگا وہ محبت میں سچا ہے۔ اور جو آپ کی فرمانبرداری اور تابعداری نہ کرے اُسکو حق تعالیٰ
سے محبت نہیں اور آپ کا فرمانبردار حق تعالیٰ کا محبوب یعنی پیارا ہے۔ اس سے کتنی بڑی فضیلت اور
بزرگی ثابت ہوئی کہ خداوند تعالیٰ کی محبت آپ کی تابعداری پر موقوف ہے اور آپ کا فرمانبردار
خدا کا محبوب اور پیارا ہے، اور توریت میں آپ کی ثنا میں یہ لکھا ہے۔ اے نبی ہم نے تمکو سب پر گواہ بھیجا کہ
اور مسلمانوں کو جنت کی بشارت دینے والا اور کافروں کو دوزخ سے ڈرانے والا اور بے پڑھے ہوئے لوگوں کا

پشت وپناہ۔ تم میرے بندے اور رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا تم سخت خو اور سخت گو اور بازاروں میں شور و شغب کرنیوالے اور برائی کا برائی سے بدلہ لینے والے نہیں ہو، بلکہ معاف کرنیوالے اور لوگوں کے قصور بخشنے والے ہو اور آپ ہرگز انتقال نہ کرینگے یہاں تک کہ وہ دین جو پہلے نادرست تھا درست ہوجائیگا اور سب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہیں اور اُن کے سبب سے اللہ تعالیٰ اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور غافل دل کھول دیگا۔ اُن کا دین اسلام اور اُن کا نام احمدؐ ہوگا۔ اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ میرا بندہ احمد مجتبیٰ ہے اُن کی پیدائش کی جگہ مکہ اور ہجرت کا مکان مدینہ ہے۔ اُن کی اُمت ہر حال میں خدا کی تعریف کرنیوالی ہے۔ توریت کی عبارت تمام ہوئی۔ اور ایک بزرگی آپکی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اور نبیوں کو اُن کے نام لیکر پکارا۔ کہ یا آدمؑ یا نوحؑ یا ابراہیمؑ یا داؤدؑ یا موسیٰؑ یا عیسیٰؑ یا یحییٰؑ یا ذکریاؑ، اور ہمارے حضرتؐ کو صفتوں کے ساتھ خطاب کیا۔ کہ یا ایّھا الرسول، یا ایھا النبی یا ایھا المزمل، یا ایھا المدثر، اور اپنے کلام لعمرک میں آپ کی حیاتِ عالی کی قسم کھائی اور تمام سورۂ والضحیٰ آپ کی تعریف میں نازل فرمائی خصوصًا وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى یعنی تمہارا پروردگار ایسی عنایت فرمائیگا کہ تم خوش ہوجاؤ گے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ایک بھی میری امت کا دوزخ میں رہیگا تو میں راضی اور خوش نہ ہونگا۔ سبحان اللہ کیا عام رحمت و شفقت ہے، اور سورۂ والنجم میں اسرار معراج شریف کا بیان ہے۔ آپکے دل و زبان و اعضا کی پاکی اُس میں بیان ہے۔ چنانچہ فرمایا مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى یعنی حضرتؐ کے دل نے اپنے مشاہدات کی خوب تصدیق کی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى یعنی آپ خواہش نفسانی سے کلام نہیں کرتے اور مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى یعنی آپ کی چشم مبارک نے کجروی نہیں کی اور نہ مقصد سے تجاوز کیا۔ وَلَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى یعنی آپ نے اپنے پروردگار کی بعض بڑی نشانیاں دیکھیں۔ اس میں خدا تعالیٰ کے دیدار کی طرف اجمالاً اشارہ ہے۔ چونکہ وہاں کے مشاہدات و بشارات بے انتہا تھیں اس واسطے اشارہ فرمایا۔ اور فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى یعنی پھر اللہ نے اپنے بندہ پر جو چاہی وحی بھیجی۔ اور سورۂ (ن) میں آپکے خلق کی آیت وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ سے کمال تعریف

فرمائی۔ حدیث شریف میں خلق عظیم کی تفسیر یہ آئی ہے کہ قطع کرنے والے سے مل اور برائی کرنیوالے سے نیکی کر اور حق تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حق میں سب نبیوں سے اس آیت میں عہد لیا ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ یعنی جب اللہ تعالیٰ نے انبیا سے عہد لیا کہ تمہارے پاس جو کتاب اور حکمت آئے پھر رسول اسکی تصدیق کرتا ہوا آئے تو تم اس پر ایمان لانا اور اسکی مدد کرنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا یعنی حضرت آدم اور ان کے بعد تا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں ان سے عہد لیا کہ اگر نبی آخر الزمان پیدا ہوں اور تم میں جو زندہ ہو تو ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا۔ اور اپنی قوم سے بھی اقرار لینا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ الخ یعنی جب ہمنے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح سے الخ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں یوں فرماتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپکی بزرگی اس مرتبہ کو پہنچی اگرچہ آپ کو سب نبیوں کے بعد بھیجا مگر سب سے پہلے آپ کا ذکر کیا۔ رباعی

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدۂ — ہر چند کہ آخر بظہور آمدۂ
اے ختم رسل قرب تو معلومم شد — دیر آمدۂ ز راہ دور آمدۂ

اور آیت وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ یعنی بعض نبیوں کے درجہ بلند کیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں ہے کہ آپکی دعوت عام ہے اور غنیمتیں یعنی لوٹیں آپکے واسطے حلال ہوئیں اور بے شمار معجزے آپ سے ظاہر ہوئے اور جو مرتبے اور پیغمبروں کو ملے وہ سب آپکو عطا ہوئے اور آیت وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ سے آپکی بڑی فضیلت ظاہر ہے کہ آپکی برکت سے عذاب دور ہوا یعنی جب تک آپ اور آپ کی سنت باقی ہے عذاب سے امن ہے اور جب سنت پر عمل نہ رہے تو عذاب اور فتنوں کا انتظار کرو اور دوزخی علین عذاب میں کہیں گے، کاش کہ ہمنے اللہ

اور رسول کی اطاعت کی ہوتی، اور سورۂ فتح میں بے شمار بزرگیاں آپکی مذکور ہیں۔ اوّل آیت میں شہنو تیر غلبہ فتح اور پورے طور پر ظہور شریعت اور اگلے پچھلے گناہوں پر مواخذہ نہونے کا ذکر اور نعمت پوری کرنے اور صراط مستقیم یعنی سیدھے راستہ پر پہنچا دینے کا بیان ہے، اور دوسری آیت میں مسلمانوں کو تسکین کی بشارت ہے۔ پھر فرمایا کہ جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں۔

غزل

جبریل بھی ہیں حاضر دربار محمدؐ — کس شان کی سرکار ہے سرکار محمدؐ
ہر پھول میں ہے جلوۂ رخسار محمدؐ — یہ آنکھ کہاں قابل دیدار محمدؐ
جاں بخش تھے کیوں حضرت عیسےٰؑ میں بتاؤں — بیمار محمدؐ تھے وہ بیمار محمدؐ
مرجاؤں تو مرنا مجھے راس آئے الٰہی — مرقد ہو تہ سایۂ دیوار محمدؐ
ہر حرف میں جس کے اثر قُم نظر آئے — گفتار محمدؐ ہے وہ گفتار محمدؐ
اللہ کے دیدار کا لُطف اُسنے اُٹھایا — جس دل کو ملی لذّت دیدار محمدؐ
اِس درد میں لذّت ہے حیات ابدی کی — یارب کبھی اچّھا نہو بیمار محمدؐ
دم بھر میں سر عرش گئے اور پھر آگئے — بجلی میں کہاں گرمئ رفتار محمدؐ
وہ خلق کا سرتاج میں اک بندۂ محتاج — کس مُنہ سے کہوں میں ہوں خریدار محمدؐ
سکّہ ہے امیرؔ آج شفاعت ہی کا جاری — محشر نہیں یہ گرم ہے بازار محمدؐ
یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

درود شریف کے اوصاف اور بڑائیاں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مسلمانوں پر درود بھیجنا فرض فرمایا ہے:-

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۔	ترجمہ بیشک اللہ اور اُسکے فرشتے حضرت نبی کریم پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ اے مسلمانو تم بھی اُن پر درود اور سلام بھیجو۔

اوّل اپنی صلوٰۃ سے آپ کی فضیلت ظاہر کی پھر ملائکہ کی صلوٰۃ سے اور مسلمانوں کو درود و سلام کا حکم کیا جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ سے بزرگی اور مرتبہ کی زیادتی مُراد ہے اور ملائکہ کی صلوٰۃ سے دعا مراد ہے اور مسلمانوں پر اس امر سے درود بھیجنا فرض کیا۔ کیونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امر وجوب کے واسطے ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مُبارک ذکر کیا جائے تو مسلمانوں پر درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ اور جمہور علمار کا یہی مذہب ہے۔ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے معنی پوچھے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ دو فرشتے مقرر کر دیے ہیں جو مسلمان میرا ذکر سنکر مجھپر درود بھیجتا ہے تو وہ فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تجھکو بخشا اور اللہ سجانہ اور اُسکے فرشتے ان دونوں فرشتوں کے جواب میں آمین کہتے ہیں۔ اور مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ پر درود شریف بہت پڑھتا ہوں تو اپنی دعا میں کتنی پڑھوں، فرمایا جتنی چاہے، عرض کی چوتھائی فرمایا جتنا چاہے اگر زیادہ کریگا تو بہتر ہے عرض کی آدھا، فرمایا جس قدر تیری خواہش ہو۔ اگر زیادہ پڑھیگا تو بہتر ہے عرض کی دو حصہ، فرمایا زیادہ بہتر ہے عرض کی سب وقتوں میں آپ پر درود پڑھونگا۔ فرمایا اتنا درود شریف کو پڑھنا تیرے مقصود کو پورا کریگا۔ اور گناہوں کو دور کر دیگا۔ اس میں یہ نکتہ ہے کہ درود شریف میں دو امر جمع ہیں، ایک اللہ تعالیٰ کا ذکر۔ دوسرے نبی کریم کی تعظیم۔ اور آپ کا ادا حق یہ حدیث شریف اس امر پر دلیل ہے کہ مسلمانوں کو اپنے واسطے دعا کرنے سے درود شریف پڑھنا بہتر ہے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک بار مجھپر درود پڑھیگا اللہ تعالیٰ دس بار اُسپر رحمت کریگا اور دس گناہ اُسکے دور کریگا اور دس مرتبے بلند کریگا۔ نسائی نے اسکو روایت کیا اور یہ بھی لکھا ہے کہ دس برائیاں اسکی مٹ جاتی ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایکبار درود شریف پڑھے حق تعالیٰ اور فرشتے ستر بار اُسپر رحمت کرتے ہیں۔ امام احمدؒ نے اسکو روایت کیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب تک دعا کرنیوالا درود شریف نہ پڑھے تو اُسکی دعا

آسمان پر پہنچ جاتی ترمذی نے اسکو روایت کیا۔ اور بعض حدیثوں میں بدلہ ایک بار درود شریف پڑھنے کے دس بردہ آزاد کرنے کا اور بیس جہاد کا آیا ہے۔ اور فائدہ درود شریف پڑھنے کا یہ ہے کہ درود پڑھنے والے کی دعا مقبول ہوتی ہے اور اسکی شفاعت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واجب ہوتی ہے۔ اور آپ درود پڑھنے والے کے ایمان پر گواہی دینگے، اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب اسکو وہاں پر ہوگا۔ اور دروازۂ جنت پر وہ اس عالیجناب کے برابر کھڑا ہوگا اور قیامت کو سب سے آگے آپ کی خدمت میں حاضر ہوگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے ہولناک روز درود شریف پڑھنے والے کے کفیل اور مددگار ہونگے اور آپ اسکے سارے دینی اور دنیاوی کام پورے فرمائینگے اور اسکی حاجتیں روا فرمائینگے۔ اور کثرت سے درود شریف پڑھنے کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ اس کے سب گناہ بخش دیگا۔ اور درود شریف اس کی سب بدیوں کا کفارہ ہو جائیگا۔ بلکہ جو فرض قضا ہوتے ہیں ان کا بدلہ ہوگا۔ اور بجائے صدقہ اور خیرات کے شمار ہوگا درود پڑھنے سے تنگی و بلا دور ہوتی ہے۔ اور اسکے کل ظاہری اور باطنی مرض جاتے رہتے ہیں اور وہ دشمنوں پر فتح پائیگا اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت اسکو حاصل ہوگی اور اسکے سب کاموں میں یہاں تک کہ مال اور اسباب اور اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت ہوگی اور قیامت کے ہول اور سکرات موت سے نجات پائیگا۔ تنگی زمانہ اور آفات دنیا سے خلاصی پائیگا اور محتاجی اور فقیری اور فاقہ اس سے دور ہو جائیگا۔ اور جس مجلس میں درود شریف پڑھا جائے وہ خوشبودار ہو جائیگی اور رحمت الٰہی اس مجلس کے بیٹھنے والوں کو چھپا لیگی۔ اور پل صراط پر گزرنے کے وقت نور کی کثرت ہوگی اور اسکی روشنی میں پلک مارنے کی مقدار کے عرصہ میں اس سے پار ہو جائیگا۔ اور بڑا فائدہ اور مقصد اعلیٰ درود پڑھنے سے یہ ہے کہ درود پڑھنے والے کا نام حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو عرض کیا جاتا ہے اور آپ کی محبت اسکے دل میں زیادہ ہوتی ہے اور اسکے دل میں آپ کی صورت جلوہ گر ہو جاتی ہے اور درود پڑھنے والے کی آنکھوں میں حضور کی صورت مبارک پھرنے لگتی ہے بشرطیکہ وہ دل سے درود شریف پڑھے، اور اس سے مسلمان اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت فرماتے

ہیں اور قیامت کے دن اور محشر کے دن مصافحہ آپ سے جناب اقدس سے حاصل ہوگا۔ اور خواب میں آپ کی زیارت نصیب ہوگی اور درود پڑھنے والے کے ساتھ فرشتے محبت کرتے ہیں اور اُسکے درود کو فرشتے سونے سے چاندی کی تختی پر لکھتے ہیں، اور درود شریف پڑھنے والے کو فرشتے دعا زیادتی خیر اور [...]تے ہیں، اور حضور پرنور نبوی میں اس طرح پر درود پہنچاتے ہیں کہ فلاں بیٹا یا بیٹی فلاں کی ہے یا رسول اللہ یعنی آپ پر سلام بھیجتا ہے۔ اور بڑا فائدہ اور اعلیٰ مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے جواب میں اپنی عادت قدیمی کے موافق رد سلام فرماتے ہیں۔ اس سے زیادہ اُس شخص کے لیے اور کونسی سعادت اور فخر ہوگا کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دعائے خیر اور سلامتی شامل حال ہو، اگر تمام عمر میں ایک بار بھی میسر آئے تو سو ہزار کرامت اور طرح طرح کی خیر اور سلامتی کا مستوجب ہو۔ اور اس سعادت کا حاصل ہونا یقینیات سے ہے ہرگز اسمیں شک وشبہ نہیں ہے، کیونکہ جب یہ ثابت ہے کہ آپ قبر میں زندہ تشریف رکھتے ہیں اور سلام کے جواب دینے کی آپنے بہت تاکید فرمائی ہے، اور سب سے پہلے آپ سلام کیا کرتے تھے، تو اب اس میں کیا تامل اور شک رہا کہ حضرتؐ جواب دیتے ہوں، اور درود شریف کے فائدوں میں سے یہ فائدہ ہے کہ فرشتے درود شریف پڑھنے والے کے گناہوں کو تین دن تک نہیں لکھتے۔ اور درود شریف پڑھنے والا قیامت کے دن عرش کے نیچے کھڑا ہوگا، اور اُسکے اعمال کا پلہ بھاری ہوگا۔ اور حشر کے دن اُسکو پیاس سے امن ملیگی، اور جنت میں اُسکو بہت بیبیاں ملینگی سوائے ان کے اللہ تعالیٰ اُسکو اور بے شمار نعمتیں عطا فرمائیگا۔ پس اے اللہ کے عاشقو اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنے والو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر وقت درود شریف پڑھتے رہو تاکہ یہ سب درجے اللہ تعالیٰ تم کو نصیب فرمائے۔

غزل

خدا کے پیارے حبیب اے درود تجھ پر سلام تجھ پر ——— ہمارے مولا ہمارے سرور درود تجھ پر سلام تجھ پر
جمال الفت سے تیرا روضہ کمال رافت سے تیرا کوچہ ——— زہے منور زہے مطہر درود تجھ پر سلام تجھ پر
بہت معظم بہت مفضل ہزاروں آئے نبی و مرسل ——— ہوا نہ کوئی تیری برابر درود تجھ پر سلام تجھ پر

حساب کے دن جواب کے دن ہر ایک مومن کا ہے معاون — زہے خداوند بندہ پرور درود تجھ پر سلام تجھ پر
زبان جن و بشر پہ جاری رواں حور و ملک میں ساری — زمیں کے گوہر فلک کے اختر درود تجھ پر سلام تجھ پر
تری عنایت کا شکر مولا نہ ہو سکا ہے نہ ہو سکیگا — پڑھے اگر سب خدائی ملکر درود تجھ پر سلام تجھ پر
ہمارا کیا ہے سلام ہم کیا شہنشہا ہے وہ تیرا رتبہ — کہ آپ بھیجے ہے ربّ اکبر درود تجھ پر سلام تجھ پر
یہ وردِ مونس ہے بیکسوں کا یہ کر مخلص ہے بے بسوں کا — رفیقِ اعلیٰ شفیقِ اکبر درود تجھ پر سلام تجھ پر
کفیل طاعت تری اطاعت مزیلِ عصیاں تری شفاعت — رسولِ برحق نبی برتر درود تجھ پر سلام تجھ پر
سیاہ مستِ طلب ہوں تری زیارت کا تشنہ لب ہوں — قسیمِ کوثر شفیعِ محشر درود تجھ پر سلام تجھ پر
نہ وقفِ طاعت نہ رہنِ تقویٰ فقط ہے علوی کا یہ وظیفہ — درود تجھ پر سلام تجھ پر درود تجھ پر سلام تجھ پر

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا — عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

درود شریف ترک کرنے کا عذاب

اور اگر درود شریف ترک کروگے اور نہ پڑھوگے تو عذاب میں گرفتار ہوگے جیسا کہ فرمایا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَقَدْ جَفَانِيْ یعنی جسکے روبرو میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے پس اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔ اور بعض روایت میں آیا ہے فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ یعنی اگر وہ اس حال میں مرگیا تو داخلِ دوزخ ہوگا۔ وَشَقِيٌّ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ یعنی بدبخت ترین لوگوں میں سے وہ شخص ہے کہ میرا ذکر اُسکے سامنے ہو اور وہ درود نہ پڑھے وَمَنْ لَمْ يُصَلِّ فَاَنَا بَرِيْءٌ مِنْهُ یعنی جو کوئی مجھ پر درود نہ پڑھے پس میں اُس سے بری الذمہ ہوں اُسے مجھ سے کچھ کام نہیں ؂

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا — عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب نامہ

النبی سید المرسلین محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن

عدنان پر بے انتہا درود و سلام نازل فرما۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا نسب یعنی اپنے باپ دادوں کے نام یہاں تک ذکر فرمائے ہیں، اور ارشاد کیا کہ حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام بھی میرے دادوں میں سے ہیں۔ اور فرمایا کہ میں قرناً بعد قرنٍ بہترین زمانہ میں پیدا ہوا یہاں تک کہ میں جس زمانہ میں پیدا ہوا وہ سب زمانوں سے بہتر ہے اور ہمیشہ میرے باپ دادوں میں رسمِ نکاح جاری رہی، اور فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اولاد حضرت ابراہیم سے حضرت اسمٰعیلؑ کو پسند کیا۔ اور اولاد حضرت اسمٰعیل سے بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھکو پسند کیا ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے اللہ تعالےٰ کے سامنے ایک نور تسبیح کرتا تھا اور فرشتے اُسکے ساتھ تسبیح کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اُس نور کو آدمؑ کی پُشت میں ڈالا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو زمین کی طرف پُشتِ حضرت آدم میں نازل کیا پھر پُشت حضرت نوحؑ وحضرت ابراہیم میں پھر ہمیشہ میں پاک پشتوں سے پاک رحموں میں انتقال کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھکو میرے باپ سے نکالا کہ ہرگز اُن سے حرام نہیں ہوا ؎

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

نورِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کا بیان

حق تعالیٰ چھپے ہوئے خزانہ میں تھا جب چاہا کہ اپنے کمالات پردۂ اسما وصفات میں ظاہر کرے تو پہلا مرتبہ جو بعد مرتبۂ ذات کے ظہور میں آیا وہ مرتبہ نور اور حقیقتِ احمدی اور مبدأ جمیع کائنات ہے جب وہ عالمِ غیب ظاہر ہوا تو گویا عالمِ وجود نے بشارت دی کہ اے عدم کے سونے والو جاگو کہ نورِ حقیقی نے جلوہ دکھایا۔ پھر وہ ایک مدت تک عالمِ غیب میں سیر کرتا رہا اُسکے بعد دس چیزیں اُس سے بنائیں۔ ایک عرش، دوسرے قلم تیسرے لوح، چوتھے ماہتاب۔ پانچویں آفتاب۔ چھٹے بہشت ساتویں دن۔ آٹھویں ملائک نویں کرسی دسویں روح پاک محمدی کو خلعت خلقت پہنایا اور چار ہزار برس عرش پر اپنی تسبیح میں مشغول رکھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اُس نور سے چار چیزیں بنائیں،

اوّل عرش، دوسرے کُرسی، تیسرے لوح، چوتھے قلم۔ پھر قلم کو حکم ہوا اُکْتُبْ یَا قَلَمْ یعنی اے قلم لکھ قلم نے عرض کی کہ اے رب کیا لکھوں۔ حکم ہوا میری توحید لکھ۔ قلم نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لکھا، پھر حکم ہوا سب چیزیں لکھ عرض کی کیونکر فرمایا سب اُمتوں کا دستور العمل اور روزنامچہ اس طرح لکھ کہ اُمَّتُ اٰدَمَ مَنْ اَطَاعَ اللّٰہَ اَدْخَلَہُ الْجَنَّۃَ وَمَنْ عَصَی اللّٰہَ اَدْخَلَہُ النَّارَ یعنی اُمت آدم سے جو شخص اللہ کی اطاعت کریگا اللہ اُسکو جنت میں لیجائیگا اور جو اللہ کی نافرمانی کریگا اُسکو دوزخ میں ڈالے گا اسی طرح اُمت نوح اُمت ابراہیم اُمت موسیٰ۔ اُمت عیسیٰ علیہم السلام تک یہی حکم لکھا جب اُمت بابرکت حضرت خاتم الانبیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نوبت آئی تو قلم نے ارادہ کیا کہ اُمت محمدی کے حق میں بھی وہی حکم لکھوں جو اور انبیا کے حق میں لکھا ہے یعنی جو اُمت محمدی نافرمانی کریگا خدا اُسکو دوزخ میں داخل کریگا۔ ہنوز قلم نے لکھا نہ تھا کہ حکم الٰہی ہوا، اے قلم ادب کر اے قلم ادب کر، یہ خطاب با عتاب سُنکر قلم شق ہوگیا اور ہزار برس تک کانپا کیا۔ پھر دستِ قدرت سے اُسکو قط لگا اور حکم ہوا لکھ اُمَّۃٌ مُذْنِبَۃٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ یعنی یہ اُمت گنہگار ہے اور اس کا بخشنے والا پروردگار ہے سبحان اللہ اس مقام سے مرتبہ حضرت خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا کا سمجھنا چاہئے کہ جنکے طفیل سے اُن کی اُمت کے حق میں قبل پیدا کرنے عالم اور آدم کے یوں پرورش فرمائی۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ ایسے رسول مقبول کی محبت میں دل وجان سے مشغول رہیں اور آپ کے دائرۂ اطاعت سے باہر قدم نہ رکھیں اور جب آپکا نام پاک زبان پہ آئے یا کانوں سے سُنیں تو درود وسلام بھیجا کریں ؀

غزل

جانِ من باشد فدائے روئے تو
دل نثار قامت دلجوئے تو

روئے تو باشد ہمہ نور خدا
قاب قوسین دو ابروئے تو

مرقد پاکت بود افضل ز عرش
بہتر از خلد بریں شد کوئے تو

مدح خلق تو خدا خود کردہ است
کے تواتم کرد مدح خوئے تو

مہر بان رسالت ذات تو
در فشرشندہ ہم پہلوئے تو

خاکساری در مدینہ بختِ من — سرمۂ چشم است خاکِ کوئے تو
آرزوئے دفن طیبہ در دل است — تا شوم در حشر ہم پہلوئے تو
طبع ہر کس مائل گلشن بود — جذبِ قلبم نیست الّا سوئے تو
جاں نثارت می کنم اے جانِ من — گر ببینم یک نظر ابروئے تو
در چمن بویم نسیمِ ہر گلے — بو کہ یابم در گلے خوشبوئے تو
زاہداں را جنّت الماویٰ سزد — جنّتِ من نیست الّا کوئے تو
در جہاں چوں خضر باشم جاوداں — جرعۂ یابم اگر از جوئے تو
کے سزد من عطر را خواہش کنم — چوں معطّر گشتہ ام از بوئے تو
از نگاہِ قتلِ من بہتر بود — تا نہ بخشد ساعد و بازوئے تو
شانہ در گیسوئے خود آہستہ کن — کیں دلم شد بستۂ ہر موئے تو
می ستاید ہر کسے محبوبِ خود — من ثنا خوانِ رُخِ نیکوئے تو
یا رسول اللہ مصیبت مدام — ہست محزوں در فراقِ کوئے تو
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اللہ تعالیٰ کا نورِ محمدی کو آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے سپرد کرنا اور پھر اُسکا دیگر اصلاب و ارحام میں منتقل ہونا

ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ مقام روضۂ منورہ سے تھوڑی خاکِ پاک لاؤ۔ اُنہوں نے حکمِ الٰہی پورا کیا پھر حق تعالیٰ کا ارادہ ہوا کہ اس کا کوئی خزانچی ہو، عالم ملکوت میں کوئی اس امانت کے قابل نہ پایا جاتا کہ اپنے خلیفہ آدم علیہ السلام کو درست کرکے یہ امانت اُسکے سپرد کیجیے تو حضرت آدم علیہ السلام کا پتلہ بنا کر اس امانت کے خلعت سے سرفراز کیا پھر روح کو ارشاد ہوا کہ آدم علیہ السلام کے رگ و ریشہ میں گھسے، روح نے بدن کی کثافت اور اپنی لطافت دیکھکر انکار کیا جب جمال باکمال نورِ محمدی پہ نظر پڑی کہ پیشانی حضرت آدم علیہ السلام میں روشن تھا تو لاکھ تمنا سے قالب میں داخل ہوئی شعر

قفسِ تن میں پھنس گئی جب روح ۔۔۔ جلوہ فرما تم ہی کو دیکھا تھا

پہلے حضرت آدم علیہ السلام کی نظر عرشِ مجید پر پڑی اُس پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا دیکھا۔ پوچھا اے رب یہ کون ہے جس کا نامِ نامی تیرے نام کے پاس لکھا ہے۔ فرمایا یہ میرے پیغمبروں میں خاص پیغمبر اور تیری اولاد میں سردار ہے۔ جب حضرت آدمؑ نے حضرت حوّا کے ساتھ قربت کا ارادہ کیا تو اُنہوں نے اپنا مہر مانگا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جنابِ قدسِ الٰہی میں عرض کی کہ مہر کیا ادا کروں حکم ہوا کہ میرے حبیب پر دس بار درود شریف پڑھ یہی مہر ہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور آپکا نکاح حضرت حوا سے باندھا گیا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے نکالے گئے تو اپنے عفوِ جرم کے واسطے یوں دُعا کی:۔ شعر

یارب گناہ بخش حبیب کے واسطے ۔۔۔ کر رحم ہم پہ اُس شہِ کوثر کے واسطے

جنابِ الٰہی سے ارشاد ہوا کہ اے آدم تو نے اپنے ایک گناہ کے واسطے محمدؐ کو شفیع کیا۔ اگر اہلِ آسمان و زمین کے گناہوں کے لیے اُن کو شفیع لاتا تو میں سب کو بخش دیتا۔ اور خطاب آیا کہ قسم ہے اپنی عزت و جلال کی کہ جو کوئی تیرے فرزندوں سے اس نام کے ساتھ وسیلہ پکڑیگا اُس کے گناہ بخش دونگا۔ اور مُراد اُسکی روا کرونگا۔ جس وقت نورِ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیشانی آدمؑ میں امانت رکھا تو اُس نورِ مقدس کی تعظیم و تکریم کے واسطے عہدنامہ لیا کہ بغیر طہارت کے یہ نورِ پاک نقل اور تحویل نہ کرے اور پاک رحموں میں درجہ بدرجہ جائے۔ فرشتے اس عہدنامہ پر گواہ ہوئے اور مقرر ہوا کہ جس آدم کے بیٹے کو یہ نور ملے اُس سے بھی عہدنامہ لیا جائے کہ اس نورِ پاک کی محافظت اور تعظیم کرتا رہے اور اس نور کو زمانہ کی بہترین عورتوں کے علاوہ جن کا نکاح صحیح طریق پر کیا گیا ہو نہ رکھے۔ پھر وہ نور پُشتِ حضرت آدم علیہ السلام سے منتقل ہو کر رحمِ حوّا علیہا السلام میں آیا۔ لکھا ہے کہ عادتُ الٰہی اس طرح پر جاری تھی کہ حوّاؑ سے ہر بار ایک بیٹا اور ایک بیٹی ساتھ پیدا ہوتی تھی۔ حضرت شیث علیہ السلام دادا حضرتؐ کے اکیلے پیدا ہوئے، نکتہ اس میں یہ ہے کہ نورِ محمدیؐ مشترک درمیان اپنے اور غیر کے نہ ہو۔ دیکھو اسی جگہ سے ہے کہ حضرتؐ کے سایہ نہ تھا۔ یہ بھی یکتائی کی دلیل ہے۔ آخر حضرت آدم علیہ السلام نے وفات کے وقت

حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت کی کہ اس نور کو طیب طاہر رحم میں رکھے، اور حضرت شیث علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت انوش علیہ السلام کو یہی وصیت کی پھر وہ نور پاک اسی طرح پاک پشتوں سے پاک رحموں میں نقل ہوتا رہا۔ المختصر وہ نورِ مقدس حضرت آدم علیہ السّلام سے حضرت شیث علیہ السلام اور حضرت شیث علیہ السلام سے حضرت نوح علیہ السلام تک پہنچا پھر اُن سے درجہ بدرجہ نقل کرکے حضرت ابراہیم علیہ السلام، اُن سے حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام تک بعد اُسکے نوبت بنوبت حضرت عبداللہ کے پاس آیا اور پشتِ حضرت عبداللہ سے نقل کرکے رحم بی بی آمنہ میں آیا

غزل

گلِ عشقِ حضرت کھلا دل میں تو ہے — معطر ہے عالم یہ کیا مست بو ہے
نہ اپنے محبوب کا دل مکدر — خدائے جہاں کو یہی جستجو ہے
وسیلہ ہمارے حبیبِ خدا ہیں — یہی انبیا میں ہم گفتگو ہے
یہ غنچہ ہے شاید وہاں کے چمن کا — مرے دل سے آتی مدینہ کی بو ہے
مجھے بادشاہی جہاں کی ہے ذلت — گدا ہوں نبی کا یہی آبرو ہے
نکل جائے دم آستانِ نبی پر — یہی ہے تمنا یہی آرزو ہے
بلاتے ہیں تجھکو شہِ ہر دو عالم — یہی اک جہاں میں صدا چار سو ہے
مدینہ میں ہوتے کریں دل کی تسکیں — تجلیِ ذاتی وہاں چار سو ہے
یہم دیتی حوریں ہیں جنت میں مژدہ — کہ پھولوں میں یاں کے مدینہ کی بو ہے
نہ دنیا کا غم اور نہ عقبےٰ کا ڈر ہے — نبی کی محبت مری چارہ جو ہے
تو ہے زلفِ مشکینِ حضرت پہ شیدا — دلا تجھسے آتی یونہی مشکبو ہے
جیوں اور مروں الفتِ شاہِ دیں میں — یہی التجا ہے، یہی جستجو ہے
نگاہِ ترحم، نبیٔ مکرم — گدا آپ کا یہ کھڑا روبرو ہے
حبیب اپنے دو یا مژدہ معصوم — کہ شفقت ہماری تری چارہ جو ہے

یارب صلّ وسلّم دائماً ابداً — علٰی حبیبک خیر الخلق کلّہم

حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے رحم میں نورِ مبارک کا آنا

لکھا ہے کہ اس رات کو فرشتوں اور آسمانوں میں آواز دی گئی کہ تمام عالم کو نور سے روشن کر دیں اور فرشتے زمین و آسمان کے سب خوشی کریں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ علم سبز محمدی لیکر فرشتوں کے ساتھ دنیا میں جائیں اور اُس جھنڈے کو کعبہ کی چھت پر کھڑا کریں اور تمام دنیا میں خوشخبری دیں کہ نورِ محمدی نے رحم بی بی آمنہ میں قرار فرمایا۔ بہترین خلائق بہترین اُمت پر مبعوث ہوگا۔ کیا خوب نصیب اُس اُمت کے کہ محمدؐ سا پیغمبر ہو اور داروغۂ بہشت کو حکم ہوا کہ بہشت کے دروازے کھولے اور عالم کو خوشبو سے معطر کرے۔ اور زمین و آسمان کے سب طبقوں کو بشارت دے کہ آج کی رات نورِ محمدی نے رحم آمنہ میں قرار پایا۔ روایت ہے کہ جس رات کو حضرتؐ کے نور سے رحم بی بی آمنہ مشرف ہوا، روئے زمین کے تمام بُت اور بادشاہوں کے تخت اُلٹ گئے اور سب گھر روشن ہوئے، شیطان گمراہ کرنے سے باز رہے، فرشتوں نے ابلیس کا تخت دریا میں ڈبو دیا اور شیطان پہاڑ ابو قبیس پر جا چھپا اور رویا۔ **شعر**

باطل نہ کیوں مٹے کہ یہاں حق نمود ہے وہ حق کہ جس پہ حق سے سلام و درود ہے

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اُس رات کو بحکم حق تعالیٰ روئے زمین کے چوپایہ بولنے لگے سب نے کہا کہ خدا کی قسم کہ نطفہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ماں کے پیٹ میں آیا اور یہ شخص دنیا کی امان اور روئے زمین کا چراغ ہے، سب سے بہتر اُمت پر پیدا ہوگا، اور اُس رات سب چوپائے دوپائے چرند پرند جانور آپس میں بشارت دینے لگے اور دریائی جانور ایک دوسرے کو خوشخبری سُناتے تھے کہ وہ وقت قریب آیا کہ حضرت ابوالقاسم پیدا ہوں۔ **نظم**

تھا کب پاہوں میں لیے حضرت کا تاج ہے جو سر رسالت کا
تخت پیغمبری کی زینت ہے زیبا ہے افسر نبوت کا
اُس کے باعث ظہور عالم ہے ہے وہ موجب جہاں کی خلقت کا

ماہ ہے چرخِ مصطفےٰ کا وہ — مہر ہے آسمانِ رفعت کا
حق ہے صانعِ جہان ہے مصنوع — پر سبب وہ ہوا ہے صنعت کا
در بخشش جو ہے اُسی سے ہے — بحرِ مواج ہے وہ رحمت کا
ہے وہ بے شبہ دین و دنیا میں — حامی و خیرخواہ اُمت کا
اُسکا میدانِ نعت کیا طے ہو — کہ قدم یاں قلم ہے طاقت کا
را فتا ہو خموش ادب سے بیٹھ — یہ نہیں ہے مقام جرأت کا
ہاں مگر عرضِ مطلب اُس سے کر — کہ وہ دریا ہے اِک سخاوت کا
یا امامِ رسُل حبیب اللہ — میں ہوں محتاج چشمِ رحمت کا
ہے تو ہی ساقیِ شرابِ طہور — جام دے مجکو اپنی اُلفت کا
ساتھ اپنے بلا حساب و کتاب — کیجو سائرِ ریاضِ جنت کا
دو جہاں میں عزیز رکھ مجھکو — دینے والا تو ہی ہے عزت کا
تیرا مدوی ہوں رکھ نگاہِ کرم — میرے والی تو ہی ہے رأفت کا

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ اُس سال آپ کی برکت سے تمام روئے زمین کی عورتیں بیٹوں سے حاملہ ہوئیں مشرکوں اور کاہنوں کا جادو دور ہوا اور غیب سے آواز آئی کہ نبی آخرالزمان کے ظہور کا وقت نزدیک آیا ہے اُس سال بڑا قحط تھا اور قریش نہایت سختی میں تھے رزاق مطلق نے آپکی برکت سے وہ قحط دور فرمایا پس نہایت خوش و خرم ہوئے او سنۃ الفرح والابتھاج اس سال کا نام رکھا اور بی بی آمنہ کو غیب سے آواز آئی کہ تجھکو بشارت ہو آج تیرے پیٹ میں نبی آخرالزمان صاحب کتاب و معراج آیا

شعر

برجِ حمل میں مہرِ مبیں جلوہ گر ہے آج — نزدیک آمدِ شہِ جن و بشر ہے آج

شبِ جمعہ پنجم جمادی الثانی کو وقتِ سحر حضرت عبدالمطلبؓ نے خواب دیکھا کہ حضرت عبداللہؓ کے گھر سے ایک سرخ ستارہ اوپر چڑھتا ہے جتنا اوپر چڑھتا ہے بڑھتا جاتا ہے جب آسمان کے قریب پہنچا تمام دنیا

کی برابر ہو گیا اُس کے نور سے ماہتاب اور تمام ستارے چھپ گئے حضرت عبدالمطلب نے اس خواب کو عبدالرحمٰن بصری سے بیان کیا، اُس نے کہا تمکو بشارت ہو کہ عبداللہ کے گھر ایسا پیغمبر پیدا ہوگا جسکا سب دینوں کا مٹانیوالا اور جس کا نور ماہتاب سے زیادہ روشن ہوگا، اور تمام عالم کو گھیر لیگا اور قیامت تک باقی رہیگا جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ شریفہ حاملہ ہوئیں، خواب میں دیکھا کہ ایک نور میرے شکم سے ظاہر ہوا جس سے بصرے کے محل جو ملک شام کا شہر ہے روشن ہو گئے۔ بی بی آپ کی والدہ ماجدہ سے روایت ہے کہ میں حاملہ ہوئی تو کچھ بار بوجھ جیسے عورتوں کو حمل کے شروع میں ہوتا ہے مجھکو ہرگز نہ ہوا اور حمل کی کوئی نشانی ظاہر نہ تھی جب کچھ مہینے گزرے تو خواب اور جاگنے کی حالت میں کیا دیکھتی ہوں کہ کوئی شخص مجھسے کہتا ہے کہ تیرے پیٹ میں کون ہے اور کس شخص سے تو حاملہ ہوئی۔ میں نے کہا کہ میں نہیں جانتی، وہ شخص بولا کہ تو حاملہ ہوئی اور تیرے پیٹ میں نبی آخرالزماں پیغمبر اس اُمت کا ہے، جب وہ پیدا ہوں تو اُنکا نام محمدؐ رکھنا۔ بی بی آمنہ کہتی ہیں کہ اُس دن سے یقین ہوا کہ میں حمل سے ہوں، اور جب پیدائش کا وقت قریب ہوا وہی شخص پھر میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ تو کہہ کہ میں پناہ پکڑتی ہوں اور ہر حسد کرنے والے کی بُرائی سے اُسکو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتی ہوں، جس وقت بی بی آمنہ کو درد زہ ہوا اکیلی تھیں تنہائی سے گھبرا کر خدا سے دعا مانگی کہ اس وقت بیبیاں عبد مناف کی میرے پاس ہوتیں، اسی آرزو میں تھیں کیا دیکھتی ہیں کہ خوبصورت عورتیں اُنکے بال اور گال سُرخ تھے اس قدر آئیں کہ سارا گھر بھر گیا، وہ عورتیں کہنے لگیں کہ ہم حوریں ہیں بہشت کی، حق تعالیٰ نے ہمکو تمہاری خدمت کے لیے بھیجا ہے۔ اور اے بی بی آمنہ ہم سب تم پر قربان ہیں۔ حضرت عثمان ابی العاصؓ سے اُن کی والدہ نے بیان کیا کہ میں حضرتؐ کے پیدا ہونے کے وقت بی بی آمنہ کے پاس حاضر تھی اُس وقت میں نے آسمان کی طرف نظر کی، کیا دیکھتی ہوں کہ آسمان کے تارے زمین کی طرف اسقدر جھکتے ہیں کہ گویا زمین پر گر پڑینگے۔ تاروں کا یہ حال حضرتؐ کے شوق دیدار میں تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا میں تشریف لانا

زہے رحمت کہ ختم انبیا کی آمد آمد ہے ، حبیب خاص و محبوب خدا کی آمد آمد ہے

ملائک مژدہ دیتے ہیں گنہگارانِ اُمت کو — کہ خوش ہو شافعِ روزِ جزا کی آمد آمد ہے
زمانہ تیرہ و تاریک تھا اب روشنی ہو گی — مٹیں گی ظلمتیں شمعِ ہدیٰ کی آمد آمد ہے
بہار آئیگی گل پھولیں گے بلبل چہچہائیں گے — چمن میں دھوم ہے بادِ صبا کی آمد آمد ہے
بھٹکتے پھرتے تھے جو قافلے راتوں کو راہوں میں — اب اُن کے دن پھرینگے رہنما کی آمد آمد ہے
عدم کی راہ لیں کہدو فنا و فتنہ و شر سے — یہاں خیر البشر خیر الوریٰ کی آمد آمد ہے
یہ کیوں ہیں حسرتوں کے کارواں میں عید کی خوشیاں — الٰہی آج کس یوسف لقا کی آمد آمد ہے
زمین و آسماں سے متصل ہے نور کی بارش — جہاں روشن ہے نورِ کبریا کی آمد آمد ہے
ازل سے تا ابد ہو جائینگے حل جتنے ہیں عقدے — مبارک ہو بشر عقدہ کشا کی آمد آمد ہے
یہ مہر و مہ ہیں جسکے فرش پا انداز کے ٹکڑے — اُسی شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ کی آمد آمد ہے
عبادت کی جماعت کو مزے اُٹھینگے جی بھر کر — کہ اہلِ اقتدا میں مقتدا کی آمد آمد ہے
ستم پامال ہوگا دورِ عدل و داد آتا ہے — جفا جاتی ہے دنیا سے وفا کی آمد آمد ہے
کہو شوخی سے اب جا کر چھپے حوروں کی آنکھوں میں — کہ یاں سر تا قدم شرم و حیا کی آمد آمد ہے
جو سنتے حضرتِ یوسفؑ بھی یہ مژدہ تو فرماتے — ہمارے دلنواز و دلربا کی آمد آمد ہے
ادب آواز دیتا ہے سنبھل بیٹھو سنبھل بیٹھو — کہ فخرِ اولیا و انبیا کی آمد آمد ہے
خدایا دے لاکھ جانیں تو احقرؔ اسدم کروں قرباں — مرے مولا مرے حاجت روا کی آمد آمد ہے

بی بی آمنہ سے روایت ہے کہ جننے کے نزدیک وقت ایک دہشت ناک آواز میرے کان میں آنے لگی کہ جس کے سننے سے نہایت ڈرا اور خوف مجھکو پیدا ہوا، پھر میں نے دیکھا کہ ایک سفید مرغ آیا اُس نے اپنے بازو میرے پیٹ سے ملے، وہ خوف، ڈر سب مجھسے دور ہوا۔ پھر کیا دیکھتی ہوں کہ وہ مرغ خوبصورت اور نازنین جوان ہوگیا۔ اُس کے ہاتھ میں شرابِ طہور کا پیالہ تھا میرے روبرو رکھا، وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ پھر اُس جوان نے وہ پیالہ میرے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ اے بی بی آمنہ اس کو پی، میں نے پی لیا۔ پھر کہا پیٹ بھر کے پی، میں نے پیٹ بھر کے پیا، پھر تیسری بار کہا کہ خوب

پیٹ بھر کے پی، میں نے خوب پیٹ بھر کے پی لیا۔ پھر اُس نے میرے پیٹ کی طرف ہاتھ پھیلایا اور ملنے لگا اور کہنے لگا۔ اِظْهَرْ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ اِظْهَرْ يَا سَيِّدَ الْعَالَمِيْنَ اِظْهَرْ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اِظْهَرْ يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ اِظْهَرْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِظْهَرْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِظْهَرْ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ اِظْهَرْ يَا نُوْرَ مِّنْ نُوْرِ اللّٰهِ بِسْمِ اللّٰهِ اِظْهَرْ يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، فَظَهَرَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَالْبَدْرِ الْمُنِيْرِ۔ یعنی ظاہر ہو یا نبی اللہ ظاہر ہو یا رسول اللہ ظاہر ہو یا حبیب اللہ بسم اللہ ظاہر ہو محمد بن عبداللہ، پھر ظاہر ہوئے محمد رسول اللہ جیسے چودھویں رات کا چاند، عام الفیل میں بعد چالیس یا پچپن دن کے اور بیالیسواں سال تھا حکومت نوشیرواں سے۔ اور زمانہ عیسےٰ ابن مریم علیہ السلام سے آپ کے زمانہ تک چھ سو برس اور وفات سکندر ذوالقرنین سے آٹھ سو بیاسی برس اور زمانہ داؤد علیہ السلام سے ایک ہزار آٹھ سو برس اور زمانہ موسےٰ علیہ السلام سے دو ہزار تین سو برس اور زمانہ ابراہیم علیہ السلام سے تین ہزار ستر برس اور وقت طوفان نوح علیہ السلام سے چار ہزار چار سو نوے برس اور زمانہ آدم علیہ السلام سے چھ ہزار سات سو پچاس برس گزرے تھے کہ پیر کے دن بارھویں ربیع الاول کو صبح صادق کے وقت اُس خورشید فلک رسالت اور ماہ سپہر سیادت نے مطلع وجود سے جلوۂ ظہور فرمایا۔ خوشا نصیب اس اُمت گنہگار کے کہ ایسا شفیع محشر رونق افروز ہوا ؎

ندا از حاملانِ عرش آمد ۔۔۔ کہ برخیز از پئے تعظیم احمد

حضرتِ مصطفےٰ ہوئے پیدا ۔۔۔ احمد مجتبےٰ ہوئے پیدا

کیوں نہ عالم میں ہو خوشی پیدا ۔۔۔ ایسے اعلےٰ ہوئے نبی پیدا

وہ نبی جس سے زیبِ عالم کو ۔۔۔ وہ نبی جس سے فخر آدم کو

کیوں فرشتے نہ دیں مبارکباد ۔۔۔ اشرف الانبیا کا ہے میلاد

آج میلادِ مصطفائی ہے ۔۔۔ آج عالم میں عید آئی ہے

شاہ دنیا و دیں ہوئے پیدا ۔۔۔ سید المرسلیں ہوئے پیدا

ان کی تعریف انبیا نے کی   خاص جبریل اور خدا نے کی
وہ امام الملک ہوئے پیدا   وہ شفیع الوریٰ ہوئے پیدا
اُن پہ رحمت خدا کی ہر دم ہے   دم سے اُن کے بہارِ عالم ہے
وہ حبیب خدا ہوئے پیدا   زیبِ ارض و سما ہوئے پیدا
سیدِ انس و جاں ہوئے پیدا   رہنمائے جہاں ہوئے پیدا
وہ شفیع الامم ہوئے پیدا   وہ جمیل الشیم ہوئے پیدا
ہوئے پیدا وہ شافعِ محشر   ہوئے پیدا وہ ساقیِ کوثر
آپ کی ذات ازل میں سے اک نور   اور چھپا یوں میں تھے بہتہ مستور
پھر جو اُترا وہ نور دنیا میں   تھا چھپا امہات و آبا میں
اب وہ نور آیا قطع کرکے حجاب   نکلے بدلی سے جس طرح مہتاب
نکلے پردوں سے یوں نبیؐ کریم   جیسے نکلے صدف سے درِ یتیم
فرض ہے شکر بھیجنا ہمکو   حق نے ایسا نبیؐ دیا ہم کو
اکرم الخلق السلام علیک   اعظم الخلق السلام علیک

غزل سلامیہ

اے مرے شاہ باوقار سلام   دین و دنیا کے تاجدار سلام
اے مہ اوجِ اقتدار سلام   نیّرِ برجِ افتخار سلام
اے دو عالم کے شہریار سلام   خاص مقبولِ کردگار سلام
اے غریبوں کے غمگسار سلام   بیکسوں کے کفیل کار سلام
آپ کے نام پر ہزار درود   آپ کی شان پر ہزار سلام
آپ پر بھیجتا ہے رحمت سے   خالق اللیل و النہار سلام
ہے یہ کافی نجاتِ اُمت کو   ہو قبول اُن کا ایک بار سلام

جاتے ہیں واں ملائکہ لے کر — جب پڑھیں عاشقانِ زار سلام
جس قدر ہو سکے مسلمانو! — بھیجو با عجز و انکسار سلام
جھک کے اس در پہ عرض کرتے ہیں — بادشاہانِ نامدار سلام
منہ جو غنچوں کا ہے کھلا شاید — کہتی اس منہ سے ہے بہار سلام
چاند سے منہ پہ بے حساب درود — زلفِ مشکیں پہ بے شمار سلام
آپ ہیں شاہ کیوں نہ عرض کریں — ہم غلامانِ جاں نثار سلام
ہم نے محبوب ایسا پایا ہے — کیوں نہ ہم بھیجیں بار بار سلام
ہو کے حاضر جنابِ اقدس میں — عرض کر بیدلؔ نزار سلام

دیگر نظم سلامیہ

وہ مصداقِ لولاک پیدا ہوئے — شہِ ارض و افلاک پیدا ہوئے
وہ محبوبِ آفاق پیدا ہوئے — وہ مطلوبِ عشاق پیدا ہوئے
تولد ہوئے وہ سعید رشید — حمیدؐ مجیدؐ وحیدؐ احید
وہ پیدا ہوئے مومنوں کے کفیل — جمیلؐ جزیلؐ عقیلؐ نبیل
وہ پیدا ہوئے سید الصادقین — حسین متین رزین امین
وہ پیدا ہوئے رہنمائے نجیح — صبیح ملیح نصیح فصیح
ولادت کی تشبیہ دوں فی المثل — اندھیرے میں چاند آیا گویا نکل
ہوا روشن ایسا سراجِ منیر — ہے نور چراغ اُس کے آگے حقیر
کھلا ہے وہ پھول آج زیرِ فلک — ہے جنت کے پھولوں میں جس کی مہک
کھلا ایسا اک غنچۂ نوبہار — بہار دو عالم ہو جس پر نثار
فضائے جہاں میں وہ چمکا ہے نور — شرف سے ہے تا عرش جس کا ظہور
پڑھو مومنو صدقِ دل سے مدام — پیمبر پہ اپنے درود اور سلام

سلام علیک ایہا المصطفیٰ　　سلام علیک ایہا المجتبیٰ
رسالت پناہا سلام علیک　　امام البرایا سلام علیک
سلام علیک اے امام الہدیٰ　　سلام علیک اے نبی الوریٰ
جمیل السجایا سلام علیک　　جزیل العطایا سلام علیک
سلام علیک ایہا المقتدیٰ　　سلام علیک ایہا المرتجیٰ
حبیب دو عالم سلام علیک　　رسول مکرم سلام علیک
سلام علیک اے امام سبل　　سلام علیک اے ختام رسل
دو عالم کے سلطاں سلام علیک　　شہ جن و انساں سلام علیک
سلام علیک اے خدا کے رسولؐ　　اطاعت کریں آپکی سب قبول
سلام علیک اے خدا کے حبیب　　خدا کے مقرب نہایت قریب
سلام علیک اے شریف الخصال　　ثنا آپ کی خود کرے ذوالجلال
سلام علیک اے بدیع الجمال　　خجل آپ سے شمس و بدر و ہلال
ملائک جو جاتے ہیں لیکر سلام　　یہ پہنچا دیں اے کاش میرا سلام
کہ اے فخر عالم حبیب خدا　　غریبوں کے حامی شفیع الوریٰ
میں ہوں کمترین امتی آپ کا　　وسیلہ ہے بس یا نبیؐ آپ کا
بتہ دل سے میں اور مری منتسب　　ہیں خدام درگاہِ عالی کے سب
عنایت کی ہم پر نظر کیجیے　　مدینہ میں ہم کو بلا لیجیے
نہ دنیا میں ہو کوئی کلفت مجھے　　نہ ذلت ہو روزِ قیامت مجھے
رہوں جب تلک زندہ خوشدل رہوں　　عبادات ربی میں شاغل رہوں
قیامت میں ہو باغِ جنت نصیب　　شفیع الوریٰ کی شفاعت نصیب
الٰہی ہزاروں درود اور سلام　　ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

واقعات بعد پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بی بی آمنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت پیدا ہوئے چار عورتیں آسمان سے اتریں میں انکو دیکھکر ڈر گئی اور میں نے کہا تم کون ہو کہ مکہ کی سی عورتیں نہیں ہو، انہوں نے کہا کہ اے بی بی آمنہ تم نہ ڈرو اور خوف نہ کرو پھر ایک ان میں سے بولی کہ میں حوّا سب آدمیوں کی ماں ہوں۔ دوسری نے کہا میں سارہ ماں حضرت اسحٰق کی ہوں تیسری بولی میں ہاجرہ حضرت اسمٰعیل کی ماں ہوں، چوتھی کہنے لگی کہ میں آسیہ بیٹی مزاحم کی ہوں۔ حضرت حوّا کے پاس سونے کا طبق، اور حضرت سارہ کے پاس چاندی کا لوٹا اس میں کوثر کا پانی۔ اور حضرت آسیہ کے پاس سبز رومال، اور حضرت ہاجرہ کے پاس بہشت کا عطر تھا۔ حضرت کو نہلا دھلا کر بی بی آمنہ کی گود میں دیا۔ بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ اس وقت حضرت نے سجدہ کیا اور کہا یا ربّ ہب لی امتی یعنی اے میرے پروردگار میری امت کو میرے واسطے بخش۔ حق تعالٰے نے فرمایا وَهَبْتُ لَكَ اُمَّتَكَ بِاَعْلٰى هِمَّتِكَ یعنی اے محمد میں نے تیری امت کو بسبب تیری بڑی ہمت کے بخشا۔ اور خدا نے فرمایا کہ اے میرے فرشتو گواہ رہو کہ میرا دوست اپنی امت کو پیدائش کے وقت نہ بھولا پھر قیامت کے دن کیونکر بھولے گا۔ پھر بی بی آمنہ کہتی ہیں کہ اس وقت میں نے دیکھا کہ ایسا نورانی سفید بادل آسمان سے اترا کہ میں اس میں گھوڑوں کی آواز اور بازو کا کا نپنا اور آدمیوں کی باتیں سنتی تھی۔ وہ بادل حضرت کو لپیٹ کر میرے پاس سے اٹھا لے گیا اور حضرت میرے سامنے سے غائب ہوئے، پھر میں نے سنا کہ کہنے والا کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام زمین کی سیر کراؤ اور مشرق مغرب کی طرف پھراؤ اور انبیا کی پیدائش کے مقام میں لے جاؤ اور ملت حنفیہ کا جامہ پہناؤ اور حضرت ابراہیم اور روحانیات اور آدمی فرشتے جانور سب پر ظاہر کرو تا ان کے نام اور صورتیں پہچانیں اور ان کو نبوت اور نصرت اور خزانہ عالم کی کنجیاں اور سب پیغمبروں کے اخلاق دو۔ پھر بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ بعد ایک ساعت کے حضرت کو میرے پاس پھیر لائے ایک جامہ سفید صوف میں لپیٹے ہوئے۔ اور کہنے والا کہتا تھا کیا خوب کیا خوب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دنیا پر یہاں تک ظفر رہوئے کہ

کوئی مخلوق اُن کے قبضہ میں آنے سے باقی نہ رہی - بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے حضرت کے چہرہ کو دیکھا گویا چودھویں رات کا چاند ہے اور خوشبو مشک اذفر کی آپ کے بدن سے آرہی ہے۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ صفیہ رضی حضرت کی پھوپی سے روایت ہے کہ آپ کے پیدا ہونے کے وقت میں بی بی آمنہ کے پاس حاضر تھی جب حضرت پیدا ہوئے تو ایک نور ظاہر ہوا کہ اُس کی روشنی میں کئی عجیب و غریب چیزیں میں نے دیکھیں - پہلے یہ کہ جب حضرت پیدا ہوئے تو سجدہ کیا اور اُمتی اُمتی کہا - دوسرے یہ کہ حضرت کا نور چراغ کے نور پر غالب تھا - تیسرے یہ کہ میں نے چاہا کہ حضرت کو نہلاؤں، غیب سے آواز آئی کہ ہم نے اسکو دُھلا دُھلایا پیدا کیا ہے - چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ میں رحمت کے پانی سے نہلایا گیا ہوں ۔ میں ازل میں پاک صاف تھا اور میں پاک صاف پیدا ہوا ہوں - یہ بات باتفاق ثابت ہے کہ حضرت ختنہ اور آنول نال کٹے پیدا ہوئے اور لباس نور میں چھپے تھے کسی کی نگاہ نے آپکی ستر عورت کو نہیں دیکھا - آیات اور آثار جو حضرت کے پیدا ہونے کے وقت ظاہر ہوئے اُن کا شمار بہت دشوار ہے مشہور علامتوں سے یہ ہے کہ حضرت کے پیدا ہونے کے وقت نوشیرواں کے محل ہل گئے اور چودہ کنگورے گر پڑے اور دریاچہ ساوہ خشک ہوا۔ اور جنگل ساوہ میں ایک نہر کہ ہزار برس سے خشک پڑی تھی اُس سے پانی جاری ہوا - اِس میں یہ اشارہ ہے کہ دریائے کفر خشک ہوجائینگے اور دریائے اسلام جاری ہونگے - اور آگ فارسیوں کی کہ ہزار برس سے جلتی تھی اور اس مدت میں کبھی بجھی نہ تھی وہ آگ بجھ گئی +

غزل

حبذا اصل علے صدر العلی یہ ہی تو ہیں
تاجدار ہل اتے الشمس الضحٰے یہ ہی تو ہیں

جلوۂ نور حق بدر الدجے یہ ہی تو ہیں
دیکھیے حضرت محمد مصطفٰے یہ ہی تو ہیں

لیلۃ المعراج میں کہتے تھے سب سے جبرئیل
جس کا طالب ہے خدا وہ مہ لقا یہ ہی تو ہیں

کر رہے ہیں انبیا آپس میں سب یہ گفتگو
ہم میں عالی مرتبہ پیش خدا یہ ہی تو ہیں

حاملان عرش نے دیکھا جو اُس شب آپ کو
کہتے تھے سب صدر ایوان دنے یہ ہی تو ہیں

مقتدائے انبیا و پیشوائے اولیاء
بادشاہ دوسرا خیر الورا یہ ہی تو ہیں

دستگیر بیکسان و چارہ ساز عاشقاں ۔ شافع کل عاصیاں روز جزا یہ ہی تو ہیں
محفل میلاد میں ہوتا ہے اُن کا ہی ظہور ۔ کچھ بصیرت چاہیئے وہ مصطفا یہ ہی تو ہیں
بہر تسکیں کہتے ہیں معصوم کو شاہِ رشید ۔ جنکی خواہش تجھکو ہے وہ دل ربا یہ ہی تو ہیں
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمْ

حال رضاعت شریف

چند روز آپکی والدۂ ماجدہ نے دودھ پلایا پھر ثویبہ نے اس کے بعد حلیمہ سعدیہ آپکو اپنے قبیلہ بنی سعد میں دودھ پلانے کو لے گئیں۔ ہر دن میں آپ ایک مہینہ کی برابر بڑھتے تھے جب دو مہینے کے ہوئے تو بیٹھنے لگے تین مہینے میں کھڑے ہونے لگے۔ چار مہینے میں چلنے لگے جب بولنے کی طاقت ہوئی تو فرمایا۔ اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد۔ نویں مہینے بفصاحت کلام فرمانے لگے اور آپ حلیمہ سعدیہ کے پاس تھے کہ شق صدر ہوا حضرت جبرئیل حضرت اسرافیل حضرت میکائیل علیہم السلام طشت زریں برف سے بھرا ہوا لیکر آئے اور آپ کو اُٹھا کر پہاڑ پر لٹایا اور سینہ کو چاک کر کے دل کو نکال کر اس میں سے سیاہ نقطہ دور کیا اور برف سے دھو کر مکان اصلی میں رکھا اور کہا۔ یہ شیطان کا حصہ تم سے دور کیا پھر زخم پر ہاتھ پھیرا۔ وہ اچھا ہو گیا حلیمہ نے اس واقعہ کے بعد آپ کو مکہ شریف میں والدۂ مکرمہ کے پاس پہنچا دیا جب عمر شریف سات برس کی ہوئی بی بی آمنہ کا انتقال ہوا حضرت عبدالمطلب آپکی پرورش میں مصروف ہوئے جب عمر شریف آٹھ برس کی ہوئی تو عبدالمطلب نے انتقال کیا۔ ابو طالب بموجب باپ کی وصیت کے پرورش کرنے لگے جب عمر شریف پچیس برس کی ہوئی تو حضرت خدیجہ رضہ کا مال لیکر شام کو تشریف لیگئے۔ بصرے میں وہ مال فروخت کیا۔ بہت نفع ہوا۔ میسرہ حضرت خدیجہ کا غلام آپ کے ہمراہ تھا اُس نے جو کرامتیں آپ کی دیکھی تھیں حضرت خدیجہ سے بیان کیں اسی واسطے حضرت خدیجہ نے نکاح کا پیغام دیا۔ آپ نے اپنے چچا کو بُلایا اور نکاح کر لیا۔ چنانچہ آپ کی سب اولاد امجاد حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئی۔ قاسم ۔ طاہر ۔ زینب ۔ فاطمہ ۔ رقیہ ۔ اُم کلثوم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم اجمعین مگر ایک ابراہیم ماریہ قبطیہ رضہ سے پیدا ہوئے جب عمر شریف تیس ۳۰ برس کی ہوئی قریش نے کعبہ معظمہ از سر نو

بنایا آپ بھی شریک ہوئے اور حجر اسود کو اُس کے مقام پر رکھا۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

جب نبوت کا آفتاب جہانتاب قریب طلوع ہوا آپ سچی خوابیں دیکھنے لگے جو رات کو دیکھتے صبح کو معائنہ کرتے۔ ہر درخت اور پتھر السّلام علیک یا رسول اللہ کی صدا بلند کرنے لگا جب عمر شریف چالیس برس کی ہوئی خواب میں وحی ہوئی۔ پھر رمضان المبارک میں حضرت جبرئیل جناب باری سے سورہ اقراء مالم یعلم تک لیکر آئے۔ پھر تین برس کے بعد سورہ مدثر کی چار آیتیں نازل ہوئیں۔ پھر پے در پے وحی آنے لگی۔ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ ایمان لائیں۔ مردوں میں حضرت ابوبکر۔ لڑکوں میں حضرت علی رضی غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم۔ جب اُنتالیس آدمی ایمان لے آئے تو آپ کی دعا سے حضرت عمر اسلام لائے اُس دن سے کعبہ میں ظاہر نماز ہونے لگی اور اسلام نے قوت پائی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علانیہ دعوت اسلام فرمانے لگے۔

نعت شریف

یہ کون ایسا دل میں مرے دل نشیں ہے
کہ نور خدا اس میں خلوت گزیں ہے

پیمبر ہمارا شہِ مرسلیں ہے
نبوت کے خاتم کا بے شک نگیں ہے

یہ اعجاز حق کا مرے دل نشیں ہے
میں ہوں دور اُس سے وہ مجھ سے قریں ہے

اگر پوچھو دنیا میں خلد بریں ہے؟
تو حضرت کا روضہ وہ عین الیقیں ہے

کہا جس نے دیکھا وہ گنبد کا شمسہ
مہ آسماں ہے کہ مہر مبیں ہے

مرا جسم سارا ہوا ہے منوّر
تجلی یہ کس کی مرے دلنشیں ہے

بشر سارے صدقے ملایک ہیں قرباں
فدا جان و دل سے ہر اک حور عیں ہے

مکرر میں رضواں سے کہتا ہوں ہمدم
ہمارا مدینہ ہی خلد بریں ہے

تصدق ہے حضرت کے نقش قدم پر
جو ماہ فلک ہے جو مہر مبیں ہے

جمال مبارک جو یوسف نے دیکھا
کہا کون دنیا میں ایسا حسیں ہے

جدائی کے صدموں سے میں ناتواں ہوں — مری جان خستہ مرا دل حزیں ہے
شہا کس سے حالت کہوں خستہ دل کی — نہ مونس نہ ہمدم نہ کوئی معیں ہے
کہا جس نے دیکھا وہ روضہ وہ گنبد — یہ کیسا فلک ہے یہ کیسی زمیں ہے
دکھا کر مدینہ کہا میں نے رضواں! — یہ خلدِ بریں ہے یہ خلدِ بریں ہے
جدائی کے صدمے اٹھانے کی طاقت — مرے دل میں حضرت نہیں ہے نہیں ہے
قمر اور ہالہ جو واں جلوہ گر ہے — وہ دستِ مبارک ہے اور آستیں ہے
وہ روضہ مجلّا ہے سب نورِ حق سے — منوّر مکاں ہے مقدس مکیں ہے
ہوا جبہہ فرسا میں کس آستاں پر — مہ و خور سے زائد جو روشن جبیں ہے
خدا دن دکھا دے کہیں سب خوشی سے — یہ کعبہ ہے یہ قبۂ شاہِ دیں ہے
بظاہر میں رہتا ہوں ہندوستاں میں — مرا جسم یاں ہے مرا دل وہیں ہے
مجھے فخر ہے سارے اہلِ جہاں پر — نبیؐ کے قدم پر دم واپسیں ہے
مطیع پیمبر حبیبِ خدا ہے — یہ کیا فضلِ حق بر سرِ مومنیں ہے
حبیبِ الٰہی نگاہ ترحم ہو ہو — جدائی میں **معصوم** خستہ حزیں ہے
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

بیان معراج شریف

جب سِن مبارک باون برس کا ہوا۔ ستائیسویں رجب کی شب کو معراج ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استراحت فرماتے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام بفرمانِ ربِ جلیل براق لیکر آستانہ عالی پر حاضر ہوئے آپ آواز سنکر بیدار ہوئے جبریل نے کہا کہ حق تعالیٰ نے آپکو سلام کہا ہے اور اپنے پاس بلایا ہے کہ آپکو ایسی بزرگی دے جو کسی پیغمبر کو نہیں دی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آبِ زمزم سے غسل کرکے براق پر سوار ہوئے۔

مثنوی

چلا جس دم براقِ برق رفتار — مشرف ہو کے حضرت سے یہ یکبار

تو سرعت اُس کی کیا کہیے کہ کیا تھی نظر تھی برق تھی یا اک ہوا تھی

بیک لحظہ بیک لمحہ بیک دم وہ پہنچا مسجدِ اقصیٰ میں خرّم

وہاں آپ نے فرشتوں کی جماعت کو دیکھا کہ آپ کے استقبال کے واسطے آسمان سے اُترے ہیں اور انبیاء علیہم السّلام بانتظار امام الانبیا صف بصف کھڑے ہیں حضرت جبریل علیہ السّلام نے آپ کو امام کیا آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر آپ وہاں سے عروج فرما کر پہلے آسمان پر پہنچے جبریلؑ نے دروازہ کھلوایا اُس کے دربان اسمٰعیل فرشتہ نے پوچھا، کون ہے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لائے ہیں، پوچھا کہ کیا آپ کو بُلایا ہے جبریل علیہ السلام نے اقرار کیا۔ اُس نے دروازہ کھول دیا۔ وہاں حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ پھر دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے حضرت عیسٰیؑ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام سے ملے۔ تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے، چوتھے پر حضرت ادریس علیہ السلام سے، پانچویں پر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السّلام سے، چھٹے پر حضرت موسےٰ علیہ السّلام سے، ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی دیکھا کہ وہ بیت المعمور سے جو کعبے کے مقابل یاقوتِ سُرخ کا مکان ہے تکیہ لگائے بیٹھے ہیں اور ستر ہزار فرشتے ہر روز اُس گھر کا طواف کرتے ہیں۔ پھر قیامت تک اُن کی نوبت نہ آئیگی۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کے باپ ہیں ان کو سلام کیجیے۔ آپ نے تحیۂ سلام ادا کیا۔ اُنہوں نے جواب دیا مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ اور حضرت آدم نے بھی اسی طرح کہا اور باقی انبیا نے مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ کہا پھر حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے فرمایا کہ اپنی اُمّت کو وصیت کرو بہشت کی زمین زراعت کے قابل ہے۔ اس میں بہشتی درخت لگائیں۔ آپ نے پوچھا کیونکر کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ؕ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھیں پھر آپ بہت سے حجاب طے کرکے سدرۃ المنتہےٰ کو پہنچے اور وہ بیری کا درخت ہے کہ اُس کے سایہ میں ستر برس سوار چلے اور اُس کا ایک پتا مخلوق کو ڈھانک لے اور بعض روایت میں آیا ہے کہ اُسکا پتا جیسے ہاتھی کا

کان اور اُسکا پیر جیسے پتھر کا مٹکا۔ نور اور فرشتے اُسکو گھیرے ہوئے ہیں۔ زمین سے جو چیز اوپر جاتی ہے اُس کو رسائی یہیں تک ہے اور اسی جگہ اوپر سے حکم الٰہی پہنچکر جہان میں مشہور ہوتا ہے۔ اور پانی اور دودھ اور شراب اور شہد کی چار نہریں اُس سے نکلی ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے کرسی لاکر بچھائی۔ آپ اُس پر بیٹھے پھر اوپر کی جانب متوجہ ہوئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ مجھ میں اب اوپر جانیکی قدرت نہیں ؎

اگر یکسر موئے برتر پرم　　　فروغِ تجلّٰی بسوزد پرم

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی کوئی حاجت بیان کر۔ وہ عرض کی یا رسول اللہ آپ دعا فرمائیں کہ قیامت کے دن پُل صراط پر اپنے پر بچھاؤں کہ آپ کی اُمت بسہولت گزرے۔ آپ یہ سُنکر اوپر کو متوجہ ہوئے اور مقام مستویٰ میں پہنچے۔ یہاں اُن فرشتوں کے قلموں کی آواز سُنی جو اوامر و نواہی لکھتے ہیں۔ پھر وہاں سے ترقی کرکے عالم نور میں پہنچے وہاں جاکر بُراق رہگیا۔ رفرف سواری میں تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ راہ میں بہت حجاب آئے رفرف نے مجھکو سب حجابوں سے اوپر پہنچایا۔ یہاں تک کہ مجھ میں اور عرش میں ایک پردہ باقی رہا۔ اُس وقت رفرف غائب ہوگیا اور ایک گھوڑے کی صورت نمودار ہوئی اُس نے اُس پردہ کو طے کرایا۔ پھر وہ بھی غائب ہوگئی میں سراسیمہ کھڑا رہ گیا۔ اُس وقت ابوبکر کی سی آواز آئی کہ قِفْ یَا مُحَمَّدُ فَاِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّیْ یعنی اے محمدؐ ٹھہرے رہو یعنی تسکین دل حاصل کرو کہ تمہارا پروردگار رحمت خاص نازل کرتا ہے۔ اس آواز کے سننے سے آرام تمام حاصل ہوا اسکے بعد خطاب آیا کہ مجھ سے نزدیک ہو یہاں تک کہ مرتبہ دَنَا کو پہنچے پھر مرتبہ تَدَلّٰی کو پھر ترقی کرکے خلوت خانہ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی میں پہنچے اور محرم اسرار فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی ہوئے۔ پھر حق تعالیٰ نے جو کلام آپ سے کرنے منظور تھے فرماکر دست مبارک آپ کے سینۂ بےکینہ پر رکھکر علوم اوائل و اواخر کھول دیے بعضے علوم اسرار تھے۔ اُنکے اخفا کا حکم ہوا۔ پھر ارشاد ہوا کہ جبرئیل نے جو پُل صراط پر اپنے پر بچھانے کی آرزو کی تھی ہمنے قبول کی اور پچاس وقت کی نماز کا حکم ہوا۔ بعد مراجعت کے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میری اُمت

یہ دو دو رکعتیں صبح و شام فرض ہوئی تھیں۔ وہ اُس میں بھی قصور کرتے تھے۔ حضرت رحمۃ للعالمین نے مکرر سہ کرر عرض کر کے پانچ وقت کی نماز کا حکم لے لیا۔ پھر بہشت کی سیر کا حکم ہوا۔ آپنے اُس کا ملاحظہ کیا۔ خطاب ہوا اپنی اُمت کے مقام دیکھکر راضی ہوئے، عرض کی بندہ کو ہولا سے نا خوشی کی طاقت نہیں۔ حکم ہوا کہ یہ نعمتیں تمہارے دوستوں کے لیے ہیں اور دشمنوں پر حرام ہیں، پھر دوزخ کے طبقات معائنہ فرمائے۔ پہلا طبقہ اور طبقوں کی نسبت اگرچہ خفیف تھا مگر پھر بھی اُس میں ایسا جوش و خروش تھا کہ پناہ بخدا۔ اگر دنیا میں اُسکی آواز آئے تو کوئی نخلیاتہ بچے۔ آپ نے مالک سے دریافت کیا کہ یہ کس کی اُمت کا ہے۔ مالک خاموش ہوا۔ آپ نے فرمایا صاف بیان کر کہ کچھ تدارک کروں۔ اُس نے کہا آپ کی اُمت گنہگار کا ہے۔ آپ نصیحت فرمائیں کہ وہ گناہ سے بچیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب الہی میں عرض کی خداوندا جبکہ اس کے دیکھنے سے مجھے ملال ہوا تو ضعیفوں کو اسکے عذاب کی کیونکر طاقت ہوگی۔ ارشاد ہوا کہ اے میرے حبیب تمہارے حُزن و ملال کی وجہ سے تمہاری دعا قبول کی قیامت کے دن تمہاری شفاعت سے اتنے گنہگار بخشوں گا کہ خوش ہو گے بس۔ آپ نے خوش ہو کر عرض کی اگر ایک شخص بھی میری اُمت کا دوزخ میں رہیگا تو میں بہشت میں نہ جاؤں گا جب آپ رخصت ہوئے جناب الہی سے ارشاد ہوا کہ اپنی اُمت سے یہاں کی نعمتیں ظاہر کرنا کہ عبادت میں حریص رہیں۔ عرض کی میرے قول کی کون تصدیق کریگا۔ حکم ہوا ابوبکر۔ آپ نے صبح کو شب کے مشاہدات بیان فرمائے اوّل حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تصدیق کی، صدیق کا خطاب پایا۔ پھر سب مسلمانوں نے اقرار کیا۔ عنایت سرمدی کے سزاوار ہوئے۔ کفار نے انکار کیا بدبخت ابدی ہوئے علما نے لکھا ہے کہ معراج روحی آپ کو بہت مرتبہ ہوئی اور ان آنکھوں سے دو بار حقتعالیٰ کو دیکھا ایک تو شب معراج میں دوسرے کسوف کے خطبہ میں ❊

مسدس

شب معراج ہوئی آپ کی جس دم طلبی ۔۔۔ اور چلے سوئے فلک وہ شہ اُمی لقبی
پہنچے اقصےٰ میں وہ جب ہاشمی و مطلبی ۔۔۔ دیکھکر آپ کو کہنے لگے یوں سارے نبی

مظہرِ نورِ خدا ماہِ تمامِ عربی
مصدرِ فیض قدم سیّدِ والا حسبی

انبیا نے جو وہاں آپ کو آیا دیکھا — مقتدی وہ ہوئے حضرت کو امام اپنا کیا
دیکھ کر حسنِ خداداد کو پھر سب نے کہا — کیوں نہ ہو حسن ترا اسائے جہاں سے اعلےٰ

ذات پاکت شدہ محبوبِ خدائے دو جہاں
وہ جمالت چہ بود ماند بدیں بوالعجبی

جبکہ اقصےٰ سے چلے سوئے فلک خلق کے شاہ — دہنے بائیں تھے فرشتے ہی جلو میں ہمراہ
چرخِ اوّل کے فرشتوں کی پڑی جبکہ نگاہ — دیکھ کر وہ قدِ بے سایہ کو بولے ناگاہ

ظاہر و باطنِ تو شد ہمہ انوارِ خدا
نور را سایہ بجا نیست بدیں بوالعجبی

پہنچے سدرہ کو اسی طرح سے وہ بحرِ کرم — کرسی جبریل نے لا کے بچھائی اُس دم
جب چلے آپ وہاں سے سوئے عرشِ اعظم — ہر طرف سے یہی آواز تھی آتی پیہم

نظرِ رحم بفرما کہ مریضِ ہجرم
تا بکے عرض کنم من پئے درمانِ طلبی

پہنچے جب عرش پہ وہ شاہِ رسل نورِ خدا — قابَ قوسین و دنےٰ کا ملا اُن کو تبا
وصل جب طالب و مطلوب کا دیکھا ایسا — اسی مضمون کی دینے لگا ہر ایک صدا

شاد باشم بجمالِ تو دلم خرسند است
اے بشارت دل و جاں باشد و اُمّی و ابی

پھر ہوا آپ کو یہ حکمِ خدائے اکبر — نعمتیں خلد کی تم دیکھو وہاں خود جا کر
آپ کو دیکھ کے رضواں نے کہا اے سرور — آپ کی شان تو برتر ہے نہایت برتر

خرمہ باغِ مدینہ چو بہشتِ برسد

حور و غلماں ہمہ گویند چہ شیریں رطبی،

جب ہوئے سیر سے فارغ وہ رسول اکرم — نعمتیں مل چکیں جب آپ کو اُس جا پیہم
پہنچا پھر آپ کو یہ حکم خدائے اعظم — جاؤ اب سوئے زمیں عجب کے یہاں سے خرم

جاں نثارانِ جہاں طالبِ دیدارِ تو اند
رومی و شامی و ہندی، عجمی و عربی

پاکے رخصت جو یہاں آئے جنابِ مختار — شب اسرا کے کیے سب بیاں پھر اسرار
سب صحابہ نے کیا صدق سے اُنکا اقرار — اور ہر اک نے کیا حالِ دلی یوں اظہار

من دم مرگ و بمحشر بہ پناہت باشم
اے شہِ ہر دو سرا ہاشمی و مطلبی

اے رسولِ عربی صاحبِ لولاک لما — رتبۂ معراج کا اللہ نے تجھ کو بخشا
اُمتی میں بھی ہوں گو دور ہوں میں تجھ سے بڑا — پر جدائی کا بڑا ہے مرے دل پہ صدما

من محزوں بفراقِ تو شدم دل خستہ
رحم فرمائیے من اے شہِ اُمی لقبی

اے رسولِ دو جہاں خاصِ حبیبِ داور — عشق تیرا ہے مرا دل، ترا سودا مرا سر
بہرِ خلاقِ دو عالم تو بُلا لے در پہ — ہوں جدائی میں تری چاک دل و چاک جگر

یا نبی تشنۂ دیدارِ تو باشم تا کے
جرعۂ فیض بدہ تا کہ رود تشنہ لبی

میں گنہگار ہوں اور تو ہی شفیعِ دوسرا — دونوں عالم میں نہیں کوئی مرا تیرے سوا
گرچہ ہوں نام کا حافظ ہوں سراسر خطا — میں بھی کہتا ہوں وہی جو مرے حضرت نے کہا

من محصوم خطا وار تو ہستم للہ
عفو کن انچہ ز من شد تو شہا بے ادبی

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمٖ

حُلیہ شریف

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش بدرجہ اعتدال تھی **قدِ مبارک** میانہ تھا **ع**

گو لقد تھے میانہ آپ مگر — سب سے معلوم ہوتے تھے بالا

دیکھتا جو بلند قد کہتا — واہ سبحان ربی الاعلیٰ

سرِ مبارک بزرگ وکلاں **بال** سیاہ نہ سیدھے نہ پیچدار گیسوئے عنبر بو تا نرمۂ گوش یا سر دوش۔ معراج میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب الٰہی سے عرض کی جبریل کو چھ سو پر عنایت ہوئے۔ مجھے اُس کے عوض کیا عطا ہوا۔ فرمایا تمہارا ایک بال اُن کے سب پروں سے میرے نزدیک بہتر ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے چند موئے مبارک ٹوپی میں سی لیے تھے۔ لہٰذا ہر لڑائی میں فتح پاتے تھے۔

چہرۂ مبارک ایسا نورانی تھا جسکے مقابل ماہ چہاردہم بے رونق تھا۔ ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سوئی گم ہوگئی، آپ تشریف لائے تو مکان ایسا روشن ہوگیا کہ سوئی مل گئی اور اُسکا پسینا جس کپڑے سے پونچھا جاتا وہ کپڑا آگ میں نہ جلتا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر چند مہمان آئے وہ ایک میلے رومال میں اُن کے واسطے کھانا لائے۔ مہمانوں نے نفرت کی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فوراً اُس رومال کو تنور میں ڈالدیا۔ تھوڑی دیر کے بعد نکالا تو سفید تھا۔ لوگ حیران ہوئے۔ اُنھوں نے کہا کہ اس رومال سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روئے مبارک پونچھا تھا۔ اسی وجہ سے آگ اس پر اثر نہیں کرتی۔ **بیت**

آگ میں جسکے سبب سے نہیں جلتا رومال — اُسکی اُمت پڑے دوزخ میں ہو کیونکہ مجال

پیشانی نور افشانی کشادہ تھی۔ **ابرو** کماندار **چشمان** نرگسیں کمال سیاہ وسفید وسرخ تھیں، قوتِ باصرہ ایسی تھی کہ روشنی تاریکی مقابل پس پشت حاضر غائب برابر تھا۔ آسمان پر ثریا کے گیارہ ستارے جو بہت نازک باریک ہیں آپ گن لیتے تھے۔ **رخسارہائے مبارک** استخواں سے بلند نہ تھے۔

بینی سیراز خود بینی بلند اور دراز تھی **کان مبارک** نہایت خوشنما جو بیداری و خواب میں اور دور و نزدیک برابر سنتے تھے۔ سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقر کا خاتمہ جب آپ پر نازل ہوا اور فرشتے اُسکو لیکر آسمان سے اُترے تو آسمان کے دروازے کھلنے کی آواز آپ نے سُنی **دہن مبارک** کشادہ تھا۔ لعاب دہن ایسا شیریں تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر ایک کھاری کنواں تھا اُس میں ایک قطرہ ڈالا شیریں ہو گیا۔ جنگ احد میں کلثوم بن حصین کے حلق میں تیر لگا آپ نے آب دہن لگا دیا اچھا ہو گیا۔
دندان مبارک موتی کی طرح چمکتے تھے اور باتیں کرنے میں اُن سے نور جھڑتا تھا۔
لب مبارک نازک اور باریک تھے۔ **ڈاڑھی شریف** گھنی اور سینہ تک تھی۔
گردن مبارک نہایت خوبصورت اور چاند کی طرح چمکتی تھی۔ دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت بیضۂ کبوتر یا تکمۂ عروس کی طرح روشن تھی اُس میں ایک طرف اَلْعَظَمَةُ لِلّٰهِ دوسری جانب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ درمیان میں تَوَجَّهْ حَيْثُ شِئْتَ فَاِنَّكَ مَنْصُوْرٌ لکھا تھا۔ **سینۂ** مقدس صاف اور فراخ اور عریض تھا **شکم شریف** سینہ کی برابر تھا اور سینہ سے ناف تک ایک باریک خط مو کا نقاش ازل کی دستکاری سے کھنچا تھا۔ **دست مبارک** زانو تک دراز تھے اور اُن ہاتھوں سے ہزارہا معجزے ظاہر ہوئے۔ چنانچہ انگلیوں سے پانی نکلنا اور دست مبارک میں سنگریزوں کا تسبیح کہنا اور اشارۂ انگشت سے شق قمر ہونا اور ایک مٹھی خاک سے کفار کو اندھا کرنا مشہور ہے۔ ایک روز قتادہ بن ملحان کے منہ سے دست مبارک ملا تھا اُنکا چہرہ ایسا نورانی ہو گیا تھا کہ اُنھیں ہر چیز کا عکس نظر آتا تھا۔ **بدن مبارک** کی لطافت اور نزاکت بے انتہا تھی اور پسینے میں ایسی خوشبو تھی کہ جو اُسکو مس کرتا معطر ہو جاتا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ہرگز کوئی مشک و عنبر بدن معطر سے زیادہ خوشبودار نہیں دیکھا اور جس کوچہ میں آپ گزر فرماتے تو لوگ خوشبو سے پہچان لیتے اور اگر یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتے تو وہ یتیم بسبب خوشبو کے دریتیم ہو جاتا۔ اور عورتیں آپ کے پسینہ کو شیشہ میں بھر رکھتیں اور دلھنوں کے ملتی تھیں کہ نسلاً بعد نسل اُن سے خوشبو آتی تھی۔
بازو شریف گول گول لطیف و استوار **قدم شریف** چلنے میں زمین سے اونچے رہتے

تھے اور پشت پا بلند۔ بدن شریف گٹھا ہوا اور کف مبارک ریشم سے زیادہ نرم۔ پنڈلی شریف نازک ہاتھ پاؤں کی انگلیاں درست اور قوی ایڑی شریف کم گوشت نہ دراز نہ عریض شجاعت کا کیا بیان ہو کہ کسی لڑائی میں منہ نہ پھیرا اور کسی شخص کا رعب آپ پر نہ آیا۔ بلکہ آپ کا رعب سب پہ آتا تھا۔

نعتیہ نظم

سیاہی مردمک کی ہو قلم جبریل کے پر کا
کہ لکھنا ہے سراپا کچھ حبیب رب داور کا

بنایا نور سے اپنے اُسے خلاق عالم نے
ڈھلا تھا نور کے سانچے میں جسم پاک سرور کا

ترے سر کی بڑائی اور خوبی کا بیاں کیا ہو
غرض دنیا میں جو کچھ ہے وہ صدقہ ہے ترے سر کا

ملی ہے دولتِ کونین تیری وجہ سے ہم کو
جبیں سے تیری چمکا نجم امت کے مقدر کا

اُسے دنیا کی چیزوں سے جو دیں تشبیہ بیجا ہے
اگر ہمتا ہے دنیا میں تو قرآں روئے انور کا

ضیا سے اُسکی کچھ نسبت نہیں خورشید تاباں کو
مقابل چاند ہو کیا منہ ، ترے روئے منور کا

معطر ہے دماغ اہلِ ایماں اُسکی خوشبو سے
سہانا اب تک یہ عالم ہے ترے موئے معنبر کا

برابر ہے جسے نزدیک دور اور حاضر و غائب
بیاں ہو مرتبہ کیونکر بھلا اُس چشم انور کا

کرے توصیف کیا آنکھوں کی تیری بندہ عاجز
کہ ہے مازاغ جنکے حق میں قول اللہ اکبر کا

ترے دانتوں کو نسبت اُس سے دیتے ہیں یہاں اکثر
بڑھا ہے نام دنیا میں اسی باعث سے گوہر کا

تری گردن سے تابش ہیں کہیں بلور سے زائد
ترا سینہ تجلی گاہ ہے بیچون داور کا

دہن تیرا بیان شافی اسرار قرآنی
ترا دل عرش اعظم ہے مقام اللہ اکبر کا

شجاعت اُس پہ قرباں ہے سخاوت اُس پہ ہے صدقے
ترے ہاتھوں میں عالم ہے سہانا بحر و ہمت در کا

کف پا سے جو نسبت ہو ترے اے سرور عالم
جہاں میں بڑھ گیا اس وجہ سے رتبہ گل تر کا

وہ تھی اصل علا خوشبو ترے جسم معطر کی
نہیں جسکے مقابل رتبہ کچھ بھی مشک و عنبر کا

مری ہر سانس میں آتی ہے خوشبو عطر جنت کی
تصور جب سے ہے دل میں تری زلف معطر کا

شفیع المذنبیں ہے ذات تیری اے شہ عالم
نہیں کھٹکا رہا حافظ کو بھی کچھ روز محشر کا

معجزات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے بے شمار ہیں۔ بڑا معجزہ قرآن شریف ہے کہ اسرار الٰہی اور غیب کی چیزوں اور انبیا متقدمین کے حالات کو شامل ہے۔ اس کے علاوہ چند معجزے بیان کیے جاتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم سفر میں آپ کے ہمراہ تھے۔ ایک اعرابی ملا آپ نے اُس سے پوچھا، کہاں جاتا ہے۔ کہا گھر کو۔ پھر آپ نے فرمایا کچھ تجھے امر خیر کی بھی رغبت ہے اُس نے عرض کی امر خیر کیا ہے۔ فرمایا شہادۃ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اُس نے عرض کی اس پر کون گواہ ہے فرمایا یہ درخت جو تیرے سامنے ہے اسکو بلا وہ گواہی دیگا۔ اُس نے بلایا وہ درخت زمین چیرتا ہوا آیا اور کہا یہ رسول اللہ سچ کہتے ہیں۔ پھر اپنی جگہ چلا گیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استنجے کے واسطے جنگل میں تشریف لے گئے وہاں کوئی پردہ کا مکان نہ تھا آپ نے دو درختوں کی شاخیں پکڑ کر کھینچیں وہ دونوں آئے اور پردہ کیا جب آپ فارغ ہوئے تو اُن کو اشارہ کیا وہ دونوں اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ انہیں سے روایت ہے کہ مسجد نبوی کی چھت خرموں کی شاخ کی تھی اور آپ خطبہ پڑھتے وقت ستون سے تکیہ لگا لیا کرتے تھے جب منبر تیار ہوا اور اُس ستون سے مفارقت ہوئی تو ہمنے اُس کے رونے کی آواز اونٹنی کی آواز کی طرح سُنی کہ مسجد اُس کی آواز سے گونج گئی اور لوگ اُس کے رونے سے روئے اور وہ شق ہو گیا۔ یہاں تک کہ آپ تشریف لائے اور اُسپر ہاتھ رکھا تو وہ خاموش ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر میں اسکو گود میں نہ لیتا تو یہ قیامت تک میری جدائی میں روتا۔ پھر بموجب آپ کے حکم کے وہ منبر کے نیچے دفن کر دیا گیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنگریزے ہاتھ میں لیے تو وہ تسبیح کہتے تھے۔ پھر ابوبکر نے لیے جب بھی وہ تسبیح کرتے تھے۔ پھر ہمنے لیے تو وہ خاموش ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی گوہ لیکر آیا اور پوچھا کہ یہ کون ہیں صحابہ نے کہا رسول اللہ ہیں اُس نے کہا کہ اگر یہ گوہ ایمان لائے تو میں بھی ایمان لاؤں گا۔ آپ نے فرمایا اے گوہ! اُس نے بزبان فصیح

عرض کی، لبیک وسعدیک یارسول اللہ۔ آپ نے پوچھا کس کی عبادت کرتی ہے۔ عرض کی اُس ذات کی جس کا عرش آسمان پر اور جس کی بادشاہت زمین میں اور جسکی رحمت جنت میں اور جس کا عذاب دوزخ میں ہے پھر آپ نے پوچھا میں کون ہوں عرض کی آپ رسول رب العالمین خاتم النبیین ہیں جس نے آپکی تصدیق کی اُس نے نجات پائی اور جس نے تکذیب کی وہ رسوا ہوا۔ اعرابی یہ معجزہ دیکھکر مشرف باسلام ہوا۔ اور عضبا آپ کی اونٹنی آپ سے باتیں کیا کرتی تھی اور جب جنگل میں چرنے کو جاتی تو درندے اُس کے پاس نہ آتے اور کہتے یہ رسول اللہ کی اونٹنی ہے۔ آپ کی وفات کے بعد اُس اونٹنی نے نہ کھایا نہ پیا یہاں تک کہ مرگئی۔ اور سفینہ رضا آپ کے غلام جنگل میں راستہ بھول گئے وہاں اُن کو ایک شیر ملا اُنہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہوں۔ شیر نے اپنی پیٹھ پر سوار کرکے راستہ تک پہنچا دیا۔ ایک روز آپ نے دو اُنگلیوں سے ایک بکری کا کان پکڑا۔ اُسکے کان میں دست مبارک کا نشان پڑگیا اور نسلاً بعد نسل باقی رہا۔ اور پتھر میں کف شریف کا نشان بھی ثابت ہے۔ اور آپ کے خصائص میں لکھا ہے کہ جب آپ چلتے تو پتھر پر نشان بن جاتا۔ اور علامہ ابن حجر نے لکھا ہے کہ جب آپ پتھر پر چلتے تو وہ نرم ہوجاتا اور ریت پر چلتے تو اُس پر اثر نہ ہوتا۔ تو ان روایات سے پتھر میں قدم شریف کا نشان ثابت ہوا۔ اُس فرقہ سے کمال تعجب ہے کہ باوجود دعوئے علم کے نشانِ قدم شریف کا انکار کرتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپکے معجزات کا منکر ہے۔ بناہ بخدا ؎

کفِ پا ہر زمینے چو رسد تو نازنیں را ؎ طلبِ خیال بوسم ہمہ عمر آں زمیں را ؎

بہ زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود ؎ سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

جنگ احد میں حضرت قتادہ کی آنکھ نکل پڑی آپ نے رکھدی اچھی ہوگئی حضرت قریک کی آنکھیں بالکل اندھی ہوگئی تھیں حضرت نے آب دہن لگایا فوراً بینا ہوگئے۔ راوی کہتے ہیں میں نے اُنکو دیکھا کہ اسی برس کی عمر میں سوئی میں دھاگا ڈالتے تھے۔ جنگ خیبر میں حضرت سلمہ بن الاکوع کی پنڈلی ٹوٹ گئی آپ کے لعاب دہن سے صحیح ہوگئی۔ ایک مرتبہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سخت بیمار تھے۔ آپ نے دعا فرمائی اور لات ماری پھر اُن کو وہ بیماری کبھی نہ ہوئی۔ بدر کے دن ابو جہل نے حضرت معوذ

بن عفرا کا ہاتھ بالکل کاٹ ڈالا وہ اپنا ہاتھ اُٹھا کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے۔ آپنے لعاب دہن سے جوڑ دیا اچھا ہو گیا۔ ایک عورت گونگے لڑکے کو لائی آپ نے پانی طلب فرما کر کلی کی اور ہاتھ دھویا۔ پھر اُسکو دیکر فرمایا کہ اسکو پلا دے۔ اُس نے پلا دیا۔ وہ لڑکا گویا اور بہت ذی ہوش ہوا ایک عورت اپنے دیوانے بیٹے کو لائی آپ نے سینہ پر ہاتھ پھیرا۔ اُنکے پیٹ سے سیاہ کیڑا نکلا اور جنون جاتا رہا۔ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطے دعا فرمائی یا اللہ جاڑے گرمی سے ان کو محفوظ رکھ۔ اس کے بعد حضرت علی جاڑے میں گرمی کے کپڑے اور گرمی میں جاڑے کے کپڑے پہن لیتے تھے اور ان کو سردی گرمی نہ معلوم ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے واسطے دعا کی، الٰہی ان کو بھوک نہ معلوم ہو۔ وہ فرماتی ہیں کہ اسکے بعد مجھے بھوک نہ لگی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے واسطے برکت کی دعا کی وہ کہتے ہیں اگر میں پتھر اُٹھاتا تھا تو یہ امید ہوتی تھی کہ اسکے نیچے سونا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُنکو اس قدر برکت دی کہ اُنکے مرنے کے بعد ہر بی بی کو اسی اسی ہزار درہم یا دینار ملے۔ اور چار بیبیاں تھیں۔ اور بعض روایت میں آیا ہے کہ لاکھ لاکھ ملے۔ علیٰ ہٰذا القیاس بیشمار معجزے آپ سے ظاہر ہوئے جنکی تفصیل کتب احادیث میں موجود ہے یہاں مشتے نمونہ از خروارے چند معجزے لکھے گئے

غزل

یا خدا جسم میں جب تک کہ مری جان رہے
تجھ پہ صدقے ترے محبوب پہ قربان رہے

دل وہی دل ہے کہ جس دل میں ترا دھیان رہے
جان وہ جان ہے جس میں ترا ارمان رہے

کوئی محشر میں نہیں پوچھنے والا شاہا
اس گنہگار سیہ کار کا بھی دھیان رہے

قامت سرورِ کونین کے کشتوں میں اُٹھوں
یا خدا ہاتھ مرے حشر کا میدان رہے

ریش و رخسار مبارک کا پتا ملتا ہے
آنکھوں کے آگے کھلا رحل پہ قرآن رہے

دین و دنیا میں جو پایا وہ وہیں سے پایا
ہم تو جس گھر میں رہے آپ کے مہمان رہے

ما عرفناک سے مقصود تھا یہ حضرت کا
بے خبر اپنی حقیقت سے نہ انسان رہے

امتحاں گاہ دلا میں ہوں تیور سیلے
وقت پہ نوک رہے آن رہے شان رہے

نا اُمیدی سے بچانا مرے دل کو یارب ۔۔۔ وصل ممکن نہیں تو وصل کا ارمان رہے
میں ترے در کی گدائی سے رہوں مستغنی ۔۔۔ شان مجھکو نہیں درکار مری آن رہے
آپکے غم کو کلیجہ نہ کھلاؤں کیونکر ۔۔۔ شرم کی بات ہے فاقہ سے یہ مہمان رہے
بے نیازی کی وہ درگاہ ہے طاعت کیسی ۔۔۔ شان بندے کی یہی ہے کہ پشیمان رہے
ہم گنہ کرکے بھی شرمندہ نہیں کیا تھے وہ لوگ ۔۔۔ کہ گنہ بھی نہ کیا اور پشیمان رہے
تو ہے کیا اور ترے اعمال ہیں کیا اے غافل ۔۔۔ اُسکی رحمت کی عنایت کی طرف دھیان رہے
کچھ رہے یا نہ رہے پر یہ دعا ہے کہ **امیرؔ** ۔۔۔ نزع کے وقت سلامت مرا ایمان رہے

مناجات بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کے درگاہوں میں ادنےٰ غلام ۔۔۔ کم سے بھی کمتر غلاموں کا غلام
کون حامی ہو مرا بے آپ کے ۔۔۔ ہوگا بیڑا پار صدقے آپ کے
رحمتِ عالم بہت رنجور ہوں ۔۔۔ سر سے پا تک حسرتوں میں چور ہوں
کس کو ہے غم اِس نحیفِ زار کا ۔۔۔ درد ہے کس کو دلِ بیمار کا
کون تھامے اس دلِ رنجور کو ۔۔۔ دے تسلّی کون اس مہجور کو
اے مسیحا دم خبر لیجے مری ۔۔۔ اے طبیبِ دل دوا کیجے مری
سخت مضطر ہوں تسلّی دیجیے ۔۔۔ ہے لبوں پر جان تشفی کیجیے
ہے یہ اندیشہ کہ جب موت آئیگی ۔۔۔ صدمے کیا کیا دیکھیے دکھلائیگی
جب اندھیری گور میں ہوگا گزر ۔۔۔ دیکھیے کیا گزرے جسم و جان پر
روزِ محشر جب خدا لیگا حساب ۔۔۔ سخت حیرانی ہے کیا دونگا جواب
عمر غفلت میں ہوئی آخر تمام ۔۔۔ بن نہ آیا کوئی مجھسے نیک کام
آہ واویلا دریغا حسرتا ۔۔۔ ایک بھی ہم نے نہ کام اچھا کیا
مفت عمرِ بے بہا کھو یا کیے ۔۔۔ خوابِ غفلت میں پڑے سویا کیے

اب کسی صورت نہیں ممکن نجات　　ہاں مگر آتی ہے دل میں ایک بات
گرچہ میں بد وضع بدکردار ہوں　　پر غلامِ احمدؐ مختار ہوں
ہوگا جس دم سامنا اللہ کا　　واسطہ دونگا رسولؐ اللہ کا
اے خدا اپنے محمدؐ کا طفیل　　اپنے اُس محمود احمدؐ کا طفیل
بخش مجکو گرچہ بدکردار ہوں　　جنتی کر گو سزائے نار ہوں
زندگی جب تک ہو میری یا کریم　　رکھ مرا مسلک صراطِ مستقیم
آفتِ کونین سے محفوظ رکھ　　اپنی نعمت سے مجھے محظوظ رکھ
وقت ہو جاں کندنی کا جب قریب　　ہو مجھے کلمہ شہادت کا نصیب
قبر میں ہونے لگیں جس دم سوال　　رکھیو ثابت اُس گھڑی اے ذوالجلال
جس گھڑی ہولِ قیامت کا ہو جوش　　دیکھکر صدمے اُڑیں عالم کے ہوش
حوضِ کوثر پر مجھے پہنچائیو　　میرے آقا سے مجھے ملوائیو
دیکھ لوں اوّل وہ نورانی لقا　　پھر پیوں کوثر کا آبِ جاں فزا
جب چلیں جنت کو وہ خیر الانام　　پیچھے پیچھے یہ بھی حاضر ہو غلام

آپ کا صدقہ سُنے یہ کمترین
طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِيْن

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا　　عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

چمنستان ولا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً مصلیاً مسلماً سائلاً و راجیاً

حالات[سلہ] فیض آیات غوث الصمدانی قطب ربانی محبوب الٰہی خواجۂ دوسرا غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ العزیز

گل اول بیان ولادت و سلسلہ طریقت و سیر و سیاحت میں

ولادت — آپ کی ولادت باسعادت ۵۳۷ھ ہجری قدسی کو ملک سجستان میں ہوئی۔ اور شہر خراسان میں پرورش پائی۔ آپ کے والد ماجد کا نام حضرت خواجہ غیاث الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ وہ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ جب عمر شریف حضرت خواجہ کی گیارہ برس کی ہوئی۔ آپ کے والد ماجد نے عراق میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔ حضرت خواجہ تین بھائی تھے۔ باپ کی میراث سے آپ کو ایک باغ ملا۔ آپ اُس سے اپنے اور متعلقین کی اوقات بسری فرمانے لگے۔ ایک روز حضرت خواجہ اُسی باغ میں تشریف فرما تھے کہ ایک مجذوب ابراہیم قلندر نام وہاں آ گئے۔ حضرت خواجہ نے اُن کی تعظیم کی اور اُن کے ہاتھ چوم کر

سلہ اس رسالہ کے مطالب کتب ذیل سے لیے گئے ہیں۔ اخبار الاخیار مؤلفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ۔ سفینۃ الاولیا مؤلفہ دارا شکوہ رحمہ۔ انیس الارواح مؤلفہ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ۔ دلیل العارفین مؤلفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضہ۔ فوائد السالکین مؤلفہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضہ ۱۲

ایک درخت کے سایہ میں بٹھایا اور خوشہائے انگور پیش کش کرکے مؤدب اُن کے سامنے بیٹھے۔ اُن مجذوب نے انگوروں کی طرف رغبت نہ کی اور اپنی بغل سے تھوڑی کھل نکالکر اپنے منہ میں رکھی اور چباکر اپنے ہاتھ سے حضرت خواجہ کے منہ میں دی اُسکے کھاتے ہی آپ کے دل میں انوارِ الٰہی جلوہ گر ہوئے اور دنیا سے دل سیر ہوگیا۔ وہ باغ وغیرہ فروخت کرکے اہل قرابت اور مساکین کو تقسیم کیا اور خود طلب خدا میں روانہ ہوئے۔ اوّل سمرقند میں آئے وہاں قرآن شریف حفظ کرکے علوم ظاہری حاصل کیے۔ پھر بجانب عرب متوجہ ہوئے جب قصبۂ ہارون میں جو نیشاپور کے اطراف میں ہے پہنچے تو حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کی خدمت سے مشرف ہوئے اور بیس سال آپکی خدمت بابرکت میں رہکر علم باطن کی تکمیل کی اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ حضرت خواجہ کی کیفیت بیعت اس طرح مذکور ہے کہ جب آپ قدمبوسی حضرت خواجہ عثمان رضی اللہ عنہ سے مشرف ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ دو رکعت نماز ادا کرو اور کلمہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الخ ساٹھ بار پڑھو آپ بموجب ارشاد بجا لائے بعد فراغت آپ کے پیرو مرشد نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ آؤ خدا تک پہنچا دوں۔ یہ فرماکر کلاہ چارترکی آپ کے سر پر رکھی اور گلیم خاص عنایت فرمائی۔ پھر فرمایا بیٹھ جا آپ بیٹھ گئے حکم کیا سورۂ اخلاص ہزار بار پڑھو آپ نے پڑھی فرمایا ہمارے مشائخوں کے سلسلہ میں ایک دن رات مجاہدہ کرتے ہیں تو بھی کر آپ بتعمیل ارشاد طاعت میں مشغول ہوئے۔ دوسرے روز خدمت میں حاضر ہوئے فرمایا بیٹھ جا۔ اور جانب آسمان نظر اٹھا۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ فرمایا کہاں تک نظر جاتی ہے؟ آپنے فرمایا عرش اعظم تک۔ فرمایا زمین کی طرف دیکھ۔ آپ نے زمین کی جانب دیکھا۔ پوچھا کہاں تک نظر آتا ہے۔ آپ نے کہا تحت الثریٰ تک۔ فرمایا پھر سورۂ اخلاص ہزار مرتبہ پڑھو۔ آپ نے پڑھی۔ فرمایا پھر آسمان کی طرف دیکھکر بتا کہاں تک نظر پہنچتی ہے آپ نے کہا حجاب عظمت تک۔ پھر آپ نے دو انگلیاں اٹھاکر مجھکو دکھائیں اور فرمایا کیا دیکھتا ہے۔ آپنے عرض کیا ہجدہ ہزار عالم۔ ارشاد کیا کہ اب تیرا کام پورا ہوگیا۔ یہ اینٹ جو سامنے پڑی ہے اُٹھالے۔ آپ نے اُسکو اُٹھایا۔ اُسکے نیچے سے چند دینار نکلے۔ فرمایا مساکین کو دیدے۔ جب آپ صدقہ دیکر حاضر ہوئے تو فرمایا کہ چند روز ہمارے پاس رہیگا۔ آپ نے

عرض کیا کہ مالک کے حکم میں مملوک کو کیا اختیار ہے بس آپ حضرت پیر دستگیر کی خدمت میں رہے۔ اور چا خواب اور ابریق اور جا نماز حضرت پیر دستگیر کی ہمیشہ سفر و حضر میں اپنے پاس رکھتے تھے۔ پھر بہ ہمراہی پیر دستگیر جانب دمشق راہی ہوئے۔ ایک شہر میں درویشوں کی جماعت دیکھی جو محبت الٰہی میں سرشار تھے معلوم ہوا کہ یہ لوگ ایک مدت سے اس عالم تحیر میں ہیں۔ کبھی ہوشیار نہیں ہوتے۔ پھر حرمین شریفین کو روانہ ہوئے جب مکہ معظمہ پہنچے اور طواف سے فارغ ہوئے تو میزاب رحمت کے نیچے جو قبولیت دعا کا مقام ہے، حضرت پیر دستگیر نے آپکا ہاتھ پکڑ کر آپ کے حق میں دعا خیر فرمائی۔ آواز آئی کہ ہمنے معین الدین حسن کو قبول کیا۔ پھر مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور روضۂ پاک میں حاضر ہو کر حضرت پیر دستگیر نے آپ سے فرمایا سلام عرض کر۔ آپ نے سلام عرض کیا۔ روضۂ مقدس سے آواز آئی علیک السلام یا قطب المشائخ۔ الغرض آپ بیس برس تک حضرت پیر دستگیر کی خدمت میں رہے ایک روز حضرت پیر دستگیر نے فرمایا کہ ہر صبح چاشت کے وقت ہمارے پاس آنا کہ تجھکو فقر کی تعلیم دی جائے چنانچہ آپ ہر روز چاشت کے وقت حاضر ہوتے۔ جو کچھ حضرت پیر دستگیر فرماتے آپ اُسکو لکھ لیتے اٹھائیس روز برابر یہی حالت رہی، اور اٹھائیس مجلسوں کا ایک رسالہ مرتب ہوا۔ اُسکے بعد حضرت پیر دستگیر نے فرمایا اے معین الدین یہ سب کلام تیری تکمیل کے واسطے تھے تجھکو ان نصیحتوں پر عمل کرنا واجب ہے کہ قیامت کے روز مجھکو شرمندگی نہو۔ پھر حضرت پیر دستگیر نے آپکو خرقہ و مصلا و نعلین و عصا مرحمت کر کے فرمایا کہ یہ اشیا ہمارے پیران طریقت کی یادگار ہیں بکمال نہایت ادب سے ان کو اپنے پاس رکھنا اور اپنے بعد جسکو لایق دیکھنا اُسکے سپرد کرنا۔ پھر آپ وہاں سے رخصت ہوئے۔ اُس وقت آپ کی عمر شریف باون[۵۲] برس کی تھی۔ اول آپ قصبۂ سیستان میں تشریف لائے کچھ دنوں وہاں قیام فرما کر حرمین شریفین کو روانہ ہوئے۔ راہ میں اکثر شہروں میں قیام فرماتے ہوئے مشائخ وقت اولیاء اللہ سے ملاقات کرتے ہوئے مکہ معظمہ پہنچے۔ بعد ادائے حج مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ بہت دنوں وہاں مشغول عبادت رہے ایک روز روضۂ منورہ سے آواز آئی کہ اے معین الدین حسن تو ہمارے دین کا معین ہے ولایت ہندوستان ہمنے تجھکو عطا کی۔ جا مقام اجمیر میں اقامت اختیار کر کہ وہاں بہت کفر پھیلا ہوا ہے تیری ذات سے

کفر دور اور اسلام رونق پذیر ہوگا۔ آپ اس مژدۂ جاں بخش سے نہایت مسرور ہوئے مگر متحیر تھے
کہ اجمیر کہاں اور کون مقام ہے۔ اسی فکر میں آنکھ لگ گئی۔ زیارتِ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے مشرف ہوئے حضرتؐ نے آپ کو اس حالت میں مشرق سے مغرب تک دکھا دیا اور کوہِ اجمیر
کا بھی مشاہدہ کرا دیا۔ پھر ایک بہشتی انار عنایت فرما کر ارشاد کیا کہ تجھکو سپردِ خدا کیا۔ آپ نے بیدار ہوتے ہی
ہندوستان کا قصد فرمایا۔ شہروں میں اولیاء سے ملتے ہوئے ہندوستان کو روانہ ہوئے۔ ہر جگہ آپ
قبرستان میں فروکش ہوتے تھے اور ہر روز دو قرآن شریف ختم فرماتے تھے۔ جس جگہ آپ پہنچتے وہاں
آپ کی شہرت ہو جاتی۔ پھر آپ وہاں توقف نہ فرماتے یہاں تک کہ آپ ہرات پہنچے۔ وہاں اُس وقت
محمد یادگار نام حاکمِ شہر تھا اور وہ نہایت ظالم اور شیعہ مذہب رکھتا تھا، اور صحابۂ کرام کو بُرا کہتا تھا
چنانچہ اُسکے ملک میں جسکا نام ابوبکر یا عمر یا عثمان ہوتا اُسکو قتل کراتا تھا حضرت خواجہ اُس کے خاص
باغ میں فروکش ہوئے اور لبِ حوض مقام کیا۔ ایک روز محمد یادگار اُس باغ میں سیر کو آیا۔ جب حوض
پر پہنچا حضرت خواجہ کو دیکھکر غصہ ہوا اور چاہا کہ آپکو کچھ تکلیف دے کہ آپ کی نظرِ فیض اثر اُس پر پڑی
فوراً گر کر بیہوش ہوگیا۔ اُسکے ہمراہیوں پر بھی دہشت طاری ہوئی حضرت خواجہ نے اُس کا یہ حال دیکھکر
حوض کا پانی اُسکے مُنھ پر چھڑکا۔ ہوش میں آیا۔ پھر آپ نے بآوازِ بلند فرمایا کہ توبہ کر وہ اُسی وقت توبہ
کر کے مذہبِ تشیع سے بیزار ہوا اور مع ہمراہیاں آپ کا مرید ہوگیا۔ اور تمام مال خزانہ پیش کیا۔ آپ نے
فرمایا کہ یہ مال تیری ملک نہیں بلکہ جن لوگوں سے ظلم کر کے لیا ہے یہ اُنکا حق ہے اُنکو واپس کر یا خیرات کر
اُس نے تعمیل حکم کی اور تھوڑے دنوں میں خلافت ظاہری و باطنی ملکِ ہرات پر مامور ہوا۔ پھر آپ
بلخ میں تشریف لائے۔ وہاں حکیم ضیاء الدین نامی ایک شخص بزرگوں سے بد اعتقاد رہتا تھا۔ حضرت خواجہ
نے اُسی حکیم کے مکان کے متصل قیام فرمایا۔ خادم ایک کلنگ شکار کر کے لایا اور کباب کرنے لگا جب
اُسکی خوشبو حکیم مذکور کے دماغ میں پہنچی بے اختیار اُسکی طرف رغبت ہوئی۔ حضرت خواجہ کے قریب آیا
دیکھتے ہی دل میں ایک اثر ہوا اتنے میں خادم کباب لایا۔ آپ نے بسم اللہ کہکر ایک ٹکڑا حکیم کو عطا فرمایا اور
خود بھی کھایا۔ کباب کھاتے ہی اُس حکیم کا دل صاف ہوگیا اور نورِ اعتقاد سے منور ہوا۔ اور بیہوشی طاری ہوئی

حضرت خواجہ نے یہ حال دیکھکر ایک لقمہ اپنے دہنِ مبارک سے نکالکر اُس حکیم کو کھلایا فی الفور اُسکو ہوش آ گیا اور اسرارِ الٰہی کھل گئے۔ فلسفہ کی تمام کتابیں دریا میں ڈبو دیں اور مع اپنے شاگردوں کے تائب ہوکر آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ پھر آپ وہاں سے غزنین آئے۔ وہاں سے لاہور، لاہور سے دہلی، چندروز دہلی میں تشریف فرما رہے جب کثرت سے رجوعِ خلائق سے پریشان ہوئے تو اجمیر کی طرف قصد فرمایا۔

گل دوم

اجمیر میں آپکا تشریف لانا اور راجہ پتھورا سے مقابلہ ہونا جیپال جادوگر اور شادی جن کا اطاعت اختیار کرنا اور راجہ کا بادشاہِ اسلام کے ہاتھ سے مقتول ہونا

جب آپ اجمیر تشریف فرما ہوئے تو چالیس آدمی آپ کے ہمراہ تھے اور اُس وقت اجمیر کا حاکم راجہ پتھورا تھا۔ اُسکی ماں علمِ نجوم سے واقف تھی آپ کے آنے کی خبر دی تھی، اور کہہ دیا تھا کہ قوم ترک سے ایک شخص بزرگ ہوگا کہ اُسکے سبب تیرے ملک و دولت کو زوال ہوگا۔ پتھورا اس خبر کے سُننے سے نہایت غمگین رہتا تھا۔ اُسکی ماں نے حضرت خواجہ کا حلیہ مبارک لکھکر اپنے ملک میں بھیج دیا تھا۔ کہ جو شخص اس حلیہ کا اس ملک میں آئے اُسکو ہمارے پاس پہنچا دینا۔ جب حضرت خواجہ قصبہ سمانہ میں وارد ہوئے راجہ کے ملازموں نے آپ کو اُس حلیہ کے مطابق پاکر بظاہر تعظیم کی اور عرض کی کہ آپ کے قیام کے واسطے ایک عمدہ مقام تجویز کیا ہے۔ آپ وہاں چلکر تشریف رکھیں۔ اور دل میں دھوکا اور مکر بھرا تھا۔ حضرت خواجہ نے مراقبہ کیا۔ حالتِ مراقبہ میں حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ فرماتے ہیں، اے معین الدین اس گروہِ مکار کے قول کو یاد رکھ کہ یہ تیری تکلیف کے درپے ہیں۔ بس آپ نے اُن لوگوں کے کہنے پر عمل نہ کیا اور راہی اجمیر ہوئے۔ اجمیر پہنچکر شہر کے باہر ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا اور وہاں راجہ کے اونٹ قیام کرتے تھے۔ رات کو جب راجہ کے اونٹ

وہاں آئے۔ ملازمان راجہ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ یہ جگہ راجہ کے اونٹوں کی ہے یہاں آپکا
قیام ٹھیک نہیں۔ فرمایا ہم یہاں سے اُٹھے جاتے ہیں تمہارے اونٹ یہاں بیٹھیں اور وہاں سے
اُٹھکر اناساگر تالاب کے کنارے جہاں بہت سے بُت خانے تھے قیام فرمایا۔ جب رات گزری صبح کو
ہر چند ساربانوں نے اونٹوں کو اُٹھایا وہ نہ اُٹھے گویا اُنکے سینے زمین سے چپک رہے تھے۔
آخر ساربانوں نے سمجھا کہ یہ اُس فقیر کی بد دعا کا اثر ہے۔ تو آپکی خدمت میں حاضر ہو کر عرض معذرت
کی۔ فرمایا جاؤ بحکم الٰہی تمہارے اونٹوں کے اُٹھنے کا ہو گیا۔ جب یہ واپس آئے تو دیکھا کہ سب
اونٹ کھڑے ہیں۔ جب حضرت اناساگر پہ مقیم ہوئے تو بعض لوگ حوض پنسلہ سمندر کے کنارہ پہ
وضو کو بیٹھے یہ ہندوں نے تھا وہاں حضرت کو وضو سے ممانعت کی۔ کہا کہ مسلمانوں کے ہاتھ لگانے
سے حوض پلید ہو جائیگا۔ خادموں نے حاضر ہو کر یہ کیفیت عرض کی آپ نے غیظ میں آکر اناساگر اور
پنسلہ سمندر دونوں کا پانی اپنے پیالہ میں بھر لیا اور وہ دونوں خشک ہو گئے۔ ان کے علاوہ جس قدر
حوض اور چشمے حوالی شہر میں تھے وہ بھی خشک ہو گئے۔ حتے کہ عورتوں کی پستانوں اور چوپایوں
کے تھنوں میں دودھ بھی خشک ہو گیا۔ جب شہر میں یہ خبر مشہور ہوئی کفار نابکار جمع ہو کر راجہ
کے پاس گئے اور عرض کی کہ یہ اجنبی شخص جو ہمارے بتخانوں میں ٹھہرا ہے۔ یہ وہاں رہنے کے
قابل نہیں کیونکہ اُس کا مذہب اور ہے ہمارا اور۔ اُس کے اخراج کا حکم ہو۔ راجہ نے کچھ لوگوں کو
حکم دیا کہ اُس فقیر کو ہمارے ملک سے نکال دو۔ جب وہ لوگ حضرت کی خدمت میں پہنچے اور آپکے
ضرر کے درپے ہوئے۔ تو آپ نے ایک مُٹھی خاک پہ آیۃ الکرسی دم کر کے ان لوگوں کے منہ پہ ڈالی
جس شخص کے سر پہ وہ خاک پڑی اُس کا جسم خشک ہو گیا اور حس و حرکت نہ کر سکا۔ باقی لوگ یہ حال دیکھ
بھاگے۔ لکھا ہے کہ اجمیر میں ایک جن تھا کہ راجہ مع تابعین اُس کی پرستش کرتے تھے اور اُسکے واسطے
چند پرگنے وقف کر دیے تھے۔ اُس جن کو جو حضرت خواجہ کی تشریف آوری کی خبر ہوئی اور کچھ واقعات
وکرامات سُنے تو حاضر خدمت ہو کر پائے مُبارک پہ سر رکھا اور مسلمان ہو گیا۔ حضرت نے اُسکا نام
شادی دیو رکھا اور مرتبہ کمال کو پہنچایا۔ اُس کے بعد اہل اجمیر نے جانا کہ یہ شخص بڑا جادوگر ہے۔ اسکے

مقابلہ کو بڑا جادوگر چاہیے۔ یہ خیال کر کے راجہ اجمیر نے جیپال جوگی کو جو فن جادوگری میں بے مثل تھا، طلب کیا۔ چنانچہ جیپال جوگی ڈیڑھ ہزار جادوگر اور سات سو سحر کے سانپ اور پندرہ سو آہنی چکر زور سحر سے ہوا میں معلق ہمراہ لیکر آیا۔ لکھا ہے کہ وہ چکر ہوا میں ایسے سحر تھے کہ لڑائی کے وقت کوسوں تک جاکر مقابلین کے سر اُڑا دیتے تھے۔ اور جب کوئی شخص جیپال سے لڑائی میں مدد چاہتا تھا تو سو کوس تک یہ چکر کام کرتے تھے۔ الغرض جب حضرت خواجہ کو اُسکے آنے کی خبر ہوئی تو آپ نے وضو کر کے اپنے ہمراہیوں کے گرد عصائے مُبارک سے خط کھینچا اور فرمایا انشاء اللہ تعالےٰ لئے اس احاطہ کے اندر دشمن نہ آسکے گا۔ چنانچہ جب جیپال مع ہمراہیان اُس خط کے پاس پہنچا، اور بعضوں نے اُس دائرہ کے اندر پاؤں رکھا بحکم الٰہی مُنھ کے بل گرا۔ اُدھر جیپال نے ہر چند قوت سحر دکھائی اور کوئی دقیقہ سحر اور ساحری کا اُٹھا نہ رکھا۔ مگر فضل الٰہی سے حضرت خواجہ اور اُنکے ہمراہیوں پر کچھ کارگر نہ ہوا۔ جب وہ حضرت کی طرف چکر روانہ کرتا تھا تو وہ پلٹ کر اُسی کے شاگردوں کو زخمی اور ہلاک کرتا تھا۔ اور جس قدر سانپ ہمراہ لایا تھا وہ سب سوراخوں میں گھس گئے۔ جب جیپال اپنی شعبدہ بازی سے عاجز ہوا اور ادھر راجہ کے لوگ بوجہ خشک ہوجاتے تالاب و حوض وغیرہ کے غلبۂ تشنگی سے بیتاب ہوئے۔ تو راجہ بہت گھبرایا۔ اور حضرت خواجہ کے سامنے عاجزی کی۔ حضرت نے جیپال سے فرمایا کہ ہمارا پیالہ اُٹھالے۔ ہر چند جیپال نے زور کیا مگر نہ اُٹھا سکا۔ اُس وقت حضرت نے شادی دیو کو حکم دیا۔ شادی بموجب حکم عالی پیالہ اُٹھالائے۔ آپ نے تھوڑا پانی اُس میں سے لیکر چشموں کی طرف چھڑک دیا۔ بحکم الٰہی تمام چشمے اور حوض اور کنوئیں پر آب ہوگئے۔ راجہ نابکار اور جملہ کفار ان کرامات کے دیکھنے سے حیران ہوئے اور شادی دیو کے مسلمان اور جیپال کے عاجز ہونے سے بہت گھبرائے اور کہا، افسوس ہم نے تمام عمر اس جن کی پرستش اور جیپال کی اطاعت کی مگر وقت پر کوئی ہمارے کام نہ آیا۔ پھر جیپال نے حضرت خواجہ سے عرض کی کہ آپ نے اپنے کمال کو کہاں تک پہنچایا ہے۔ حضرت نے فرمایا، اوّل تم اپنا کمال ہمکو دکھاؤ پھر ہماری قوت آزماؤ۔ جیپال نے ایک پوست آہو جو اُسکے سر پر رکھا ہوا تھا آسمان کی جانب پھینکا وہ کچھ بلند ہوکر ہوا میں معلق ہوگیا۔

پھر جیپال کود کر اُس پوست پر جا بیٹھا اور اوپر کی جانب بلند ہونے لگا کفار بہت خوش ہوئے یہانتک کہ وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگیا۔ اُس وقت حضرت خواجہ نے نعلین مبارک کی طرف اشارہ کیا وہ ہوا میں بلند ہو کر جیپال کے سر پہ پہنچیں اور اُسکے سر پہ پڑنے لگیں۔ اسی طرح سر کوبی کرتے ہوئے زمین کی طرف لائیں۔ تمام اہل جلسہ نے دیکھا کہ حضرت خواجہ کی جوتیاں برابر اُسکے سر پہ پڑتی چلی آتی ہیں جب جیپال اس حالِ پُر ملال سے زمین پر آیا حضرت کے قدموں پر سر رکھدیا اور طلبگار امان ہوا پھر عرض کی کہ حضرت بھی عروج کمال دکھائیں، آپ نے مراقبہ کیا اور روح مقدس عالم بالا کو روانہ ہوئی روحِ جیپال بھی روحِ مقدس کے پیچھے چلی۔ آسمانِ اوّل تک گئی جب حضرت کی روح نے اوپر کا قصد کیا جیپال کی روح کو آگے راہ نہ ملی ناچار آپ کی روح سے مدد چاہی حضرت نے اُسکی روح کو ہمراہ لیکر عروج کیا۔ حتےٰ کہ زیر عرش پہنچے برکت روح پُر فتوح سے جیپال کی روح کے سامنے سے حجاب اُٹھ گئے تھے۔ اس نے اچھی طرح دیکھا کہ فرشتے حضرت خواجہ کی روح کے ساتھ ادب و تعظیم کرتے ہیں۔ جب حضرت خواجہ کی روح شریف نے لوٹنے کا قصد کیا۔ آسمانِ اول پر پہنچی جیپال نے عرض کی کہ مجھکو حضور یہیں چھوڑ دیں کہ عالمِ ملکوت کی لذتیں پاتا ہوں۔ فرمایا کہ ابھی تو اس کے لائق نہیں۔ جب تک مسلمان نہ ہوگا یہ نعمت نہیں مل سکتی۔ عرض کی میں مسلمان ہوتا ہوں، مگر یہ عرض ہے کہ قیامت تک زندہ رہوں۔ حضرت نے درگاہِ الٰہی میں عرض کی آپ کی دعا مقبول ہوئی۔ دستِ مبارک جیپال پر پھیرا اور فرمایا قیامت تک زندہ رہیگا۔ پھر حضرت نے مراقبہ سے سر اُٹھایا۔ جیپال نے اپنا سر پائے مبارک پر رکھا اور پھر تین مرتبہ آواز سے کلمہ شہادت پڑھا۔ راجہ نابکار اور کفار نابکار نہایت شرمندہ اور ناامید ہوئے اور بڑی حسرت و افسوس کے ساتھ اپنے گھر کو چلے گئے۔ پھر حضرت خواجہ نے جیپال کا نام عبداللہ رکھا۔ چنانچہ اب تک اجمیر میں عبداللہ بیابانی کے لقب سے مشہور ہیں۔ مگر لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہیں۔ واللہ اعلم۔ ایک روز حضرت خواجہ نے راجہ کو کچھ نصیحتیں فرما کر اسلام کی ترغیب دی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ناامید ہو کر فرمایا کہ ہمنے تجھکو لشکرِ اسلام کے ہاتھ سے قتل کرایا۔ چنانچہ اُنہی ایام میں سلطان معز الدین شام نے اجمیر پر چڑھائی کی اور فتحیاب ہو کر پتھورا کو گرفتار کرکے ہلاک کیا پھر عبداللہ

اور شادی بالنکاح تمام حضرت کو اجمیر لے گئے آپ نے شادی کا مقام پسند فرما کر وہاں رہنا اختیار کیا اور وہاں عبادت خانہ و باورچی خانہ تیار ہوا چنانچہ جس جگہ اُس وقت باورچی خانہ تھا وہیں اب روضۂ مبارک ہے ✤

اجمیر کی وجہ تسمیہ

پہلے زمانہ میں ایک راجہ تھا کہ حدود غزنی تک اُس کے تصرف میں تھا اُس کا نام آجا تھا۔ ہندی زبان میں آجا آفتاب کو کہتے ہیں اور میر کوہ کو کہتے ہیں۔ اس شہر کا بانی وہی آجا تھا۔ تغیر زبان سے اجمیر ہو گیا۔ ہندوؤں کی تاریخ میں ہے کہ ملک ہند میں جو پہلے دیوار سر کوہ پر قائم ہوئی ہے۔ کوہ اجمیر کی دیوار ہے اور پہلا تالاب جو ہندوستان میں کھودا گیا پشکر ہے جو اجمیر سے چار کوس کے فاصلہ پر ہے ✤

گل سوم

حال ریاضات و مجاہدات و کرامات و بعض کلمات قدسی صفات میں

آپ بڑے مجاہد و مرتاض تھے۔ اکثر تین روز کے بعد روٹی کے خشک ٹکڑے پانی میں تر کر کے نوش کیا کرتے اور تخمیناً مقدار خوراک ڈیڑھ تولہ تھی۔ کپڑوں میں جب پیوند کی حاجت ہوتی تو جیسا کپڑا نیا پرانا اُجلا میلا میسر آتا اُسکا پیوند لگا لیتے۔ آپ نے پینتالیس حج پیادہ پا ادا فرمائے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بیس برس حضرت کی خدمت سراپا برکت میں رہا۔ میں نے کبھی نہیں سنا کہ آپ نے اپنی صحت کی دعا مانگی ہو بلکہ اکثر یہی فرماتے تھے۔ الٰہی جہاں کہیں درد و محنت ہو معین الدین بندہ کو عنایت فرما۔ میں نے ازراہ گستاخی ایک مرتبہ عرض کی یا حضرت یہ کیا دعا آپ اپنے واسطے کیا کرتے ہیں۔ فرمایا جب کوئی مسلمان درد میں مبتلا ہوتا ہے تو اُسکے گناہ معاف ہوتے ہیں اور درد میں مبتلا ہونا مسلمان کے واسطے صحت ایمان کی دلیل ہے۔ مذکور ہے کہ آپ ہر شب اجمیر سے خانۂ کعبہ کے طواف کو جاتے تھے۔ جو لوگ آپ کے شناسا وہاں موجود ہوتے وہ آپ کو دیکھتے اور خدام کو یہ گمان ہوتا کہ آپ حجرہ میں مشغول عبادت ہیں۔ آپ نے ستر برس تک شب کو خواب استراحت

نہیں فرمائی اس مدت میں پہلوئے مبارک زمین سے نہیں لگایا۔ آپ صائم النہار وقائم اللیل تھے بغیر قضائے حاجت کے آپ کا وضو نہیں جاتا تھا۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بیس سال تک حضرت کی خدمت بابرکت میں رہا میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے اشارۃً بھی کسی کے سامنے کچھ احتیاج ظاہر کی ہو۔ جب آپکا باورچی خانہ سرد ہوتا اور خادم آکر عرض کرتا تو آپ جانماز اُلٹ دیتے اور خادم سے فرماتے جس قدر آج اور کل کے واسطے کفایت کرے لے لے۔ وہ اُس قدر اُٹھا لیتا۔ علیٰ ہذا جب کوئی حاجتمند یا غریب آتا جانماز کے نیچے سے اپنی مُراد پاتا اور آپ کبھی کسی پر غصہ نہیں ہوئے مگر ایک روز آپ کہیں تشریف لیے جاتے تھے راہ میں آپ کے مرید شیخ علی نامی کو ایک قرضخواہ نے پکڑ لیا اور کہا کہ جب تک میرا قرض نہ ادا کریگا نہ چھوڑوں گا۔ آپ نے قرضخواہ سے کچھ مہلت کی سفارش کی اُس نے نہ مانی اور زیادتی کی۔ آپ نے غصہ ہو کر چادر مبارک کندھے سے اُتار کر زمین پر ڈالدی اُسی وقت وہ چادر زر و دینار سے بھر گئی۔ آپ نے فرمایا جس قدر تیرا قرض ہے اِس میں سے لے لے اُس حریص کو طمع نے گھیرا اور چاہا کہ مقدار قرض سے زیادہ لے لوں۔ جیسے ہی ہاتھ بڑھایا فوراً ہاتھ خشک ہو گیا۔ چلایا کہ یا حضرت میں نے توبہ کی اور پائے مبارک پر سر رکھدیا۔ حضرت خواجہ نے دستِ مبارک اُسکے خشک ہاتھ پر رکھا فوراً اچھا ہو گیا۔ ایک روز ایک صاحب ظاہر میں صاحب ارادت باطن میں برسر عداوت ایک چھُری بغل میں دبا کر حضرت کے قتل کو آمادہ ہو کر آئے۔ آپ بار بار اُسکی طرف ملاحظہ فرماتے اور مُسکراتے، آخر آپ نے فرمایا کہ بابا فقیروں کے پاس ازراہ صفا آتے ہیں یا ازراہ خطا۔ اس کلام معجز نظام نے اسکے دل میں ایسی تاثیر کی کہ فوراً بغل سے چھُری نکالکر پھینکدی اور ارادۂ فاسد سے توبہ کرکے بصدق دل مرید ہوا۔ ایک روز آپکا ایک مرید آیا اور والی شہر کے ظلم و ستم کا شکوہ کیا۔ پوچھا وہ ظالم اس وقت کہاں ہے، عرض کی سوار ہو کر میدان کی طرف گیا ہے۔ فرمایا جاؤ دیکھو وہ گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ وہ مُرید باہر آیا اور اُسی میدان کی طرف گیا، غل شور کی آواز سُنی، معلوم ہوا کہ فی الحقیقت والی ملک گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ ایک روز ایک شخص حاضر خدمت ہو کر بدیدۂ اشکبار عرض کرنے لگا کہ میرے لڑکے کو حاکم ظالم نے بیگناہ قتل کیا ہے

امیدوارِ انصاف ہوں۔ حضرت خواجہ یہ سُنکر اُٹھے اور مقتول کے سرہانے پہنچکر اُسکے سر کو جسم سے ملایا اور فرمایا کہ اے جوان اگر حاکم ظالم نے تجھکو ناحق قتل کیا ہے تو بحکم الٰہی زندہ ہوجا۔ اُسی وقت زندہ ہوگیا
ایک روز آپ ایک جگہ تشریف رکھتے تھے اور شیخ اوحدالدینؒ اور شیخ شہاب الدین رہ بھی تھے، کہ سلطان شمس الدین تیر و کمان لیے ہوئے اُدھر سے گزرے، صغیرسن تھے۔ آپکی نظر کیمیا اثر اُن پر پڑی فرمایا کہ یہ لڑکا ایک وقت میں دہلی کا بادشاہ ہوگا۔ چنانچہ حسب الارشاد ویسا ہی ظاہر ہوا۔ آپ آنکھیں اکثر بند رکھتے تھے، جب آنکھیں کھول لیتے اور اتفاقاً کسی فاسق پر نظر پڑجاتی تو وہ تائب ہوتا اور پھر کبھی اُس سے گناہ سرزد نہوتا۔ جب آپ قرآن شریف ختم فرماتے غیب سے آواز آتی کہ ہمنے قبول کیا۔ ایک روز حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ نے آپکو اپنی جگہ بٹھاکر بطریق نصیحت فرمایا اے معین الدین تونے درویشوں کا خرقہ پہنا ہے، کام بھی درویشوں کا اختیار کر۔ درویشوں کے کام کیا ہیں۔ فقر و فاقہ رنج و محنت شادی و غم کا برابر جاننا۔ بلا و مصیبت پر صبر کرنا۔ غربا اور فقرا کے ساتھ محبت رکھنا، مسکینوں (یا) درویشوں کے ساتھ صحبت رکھنا۔ اہل دنیا سے بچنا۔ پھر آپکا ہاتھ پکڑکر فرمایا۔ الٰہی معین الدین کو قبول فرما اور مقرب بارگاہ کر۔ آواز آئی کہ ہم نے اس کا نام محبوبوں کے زمرہ میں لکھا۔ اور سر گروہ مشائخ کیا
بغداد میں آٹھ مجوسی نہایت مرتاض رہتے تھے چھ چھ مہینے کے بعد ایک لقمہ سے افطار کرتے اور غیب کی چیزیں بیان کرتے۔ اہل بغداد اُن کے معتقد تھے۔ ایک روز وہ آٹھوں آتش پرست آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ جیسے ہی نظر مبارک اُن پر پڑی ہیبت میں آکر پائے مبارک پر گر پڑے۔ فرمایا اے بیدینو آگ کو پوجتے ہو۔ آگ کے پیدا کرنے والے کو کیوں نہیں پوجتے۔ اُنہوں نے کہا ہم اس وجہ سے آگ کی پرستش کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ہم کو اس سے کام پڑیگا۔ آجکی پرستش اُس روز کام آئیگی کہ یہ ہمکو نہ جلائیگی فرمایا یہ تمہاری جہالت ہے، اگر خدائے تعالیٰ کی بندگی کروگے تو دنیا میں بھی عزت پاؤگے اور آخرت میں بھی آتشِ دوزخ سے محفوظ رہوگے۔ اُنہوں نے کہا آپنے اتنے دنوں اُسکی عبادت کی اگر آپ کو آگ ضرر نکرے تو ہم ایمان لائیں۔ فرمایا کہ ہماری جوتی کو بھی آگ نہیں جلاسکتی۔ یہ فرماکر نعلین مبارک کو آگ میں ڈالکر فرمایا خبردار معین الدین کی جوتی کو داغ نہ لگے۔ آگ سرد ہوگئی اور نعلین شریفین پر داغ بھی نہ لگا۔ یہ حال

دیکھکر وہ مجوسی ایمان لائے - اور دست حق پرست پر بیعت کی اور مرتبہ ولایت کو پہنچے - فرمایا کہ جو شخص معین الدین و فرزندان معین الدین کا مرید ہوگا اُسکے بغیر معین الدین بہشت میں ہرگز قدم نہ رکھیگا - لوگوں نے پوچھا یا حضرت فرزندان سے کون لوگ مراد ہیں فرمایا خلفا - پھر فرمایا کہ قیامت تک جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہونگے اُن کے واسطے امید نجات ہے - فرمایا میں ایک روز کعبہ معظمہ میں مشغول ذکر تھا - آواز آئی - اے معین الدین ہم تجھ سے خوش ہوئے اور تیرے گناہ بخش دیے میں نے عرض کی الٰہی اپنے فضل و کرم سے مجھکو تو نے بخش دیا امیدوار ہوں کہ میرے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں کو بھی بخش دے - آواز آئی کہ ہم نے اُن کو بھی بخشا - فرمایا عاشق کا دل محبت کا آتش کدہ ہے جو کچھ اُس میں آتا ہے جلکر نیست و نابود ہو جاتا ہے اس واسطے کہ آتش محبت سے زیادہ تیز کوئی آگ نہیں - فرمایا ندیوں اور نہروں کی آواز سنتے ہو کس زور سے آتی ہے اور جب دریا میں مل جاتے ہیں تو وہ شور بند موقوف ہو جاتی ہے اسی طرح جو طالب واصل بحق ہوتا ہے تو گم ہو جاتا ہے اور اُس کا جوش و خروش دور ہو جاتا ہے - فرمایا حضرت پیر و مرشد کا قول ہے کہ جس شخص میں تین خصلتیں ہوں تو حق تعالیٰ اُسکو دوست رکھتا ہے - اوّل سخاوت - جیسے دریا کی سخاوت - دوسرے شفقت جیسے آفتاب کی شفقت - تیسرے تواضع جیسے زمین کی تواضع - فرمایا نیکوں کی صحبت کار نیک سے بہتر ہے اور بدوں کی صحبت کار بد سے بدتر - فرمایا مرید اُس وقت توبہ میں پکا ہوتا ہے کہ بائیں طرف کے فرشتہ کو بیس سال تک گناہ لکھنے کی نوبت نہ آئے - فرمایا میرے پیر و مرشد فرماتے تھے کہ انسان اُس وقت فقر کا مستحق ہوتا ہے کہ دنیا میں اُس سے کچھ باقی نہ رہے - فرمایا ایک مرتبہ ایسا ہے کہ جب عارف اُس مرتبہ پر پہنچتا ہے تو کل عالم اپنی دو اُنگلیوں میں دیکھتا ہے - اور عارف وہ ہے کہ جو چاہے ہو جائے فرمایا جب بندہ محبت الٰہی میں آئینۂ دل کو زنگ آلائش دنیا سے پاک کرتا ہے تو ذکر حق کے ساتھ اُنس ہوتا ہے - اور جب ماسوا کی ہستی بیچ سے اُٹھ جاتی ہے تو یگانۂ حق ہوتا ہے - بغیر اسکے وصل بحق نہیں ہو سکتا - فرمایا میرے پیر و مرشد فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کے دنیا میں ایسے دوست ہیں کہ اگر ایک ساعت دنیا میں محجوب رہیں تو نابود ہو جائیں - فرمایا میں برسوں ریاضات و مجاہدات کرتا رہا آخر

سوا ہست کے کچھ مجھے حاصل نہ ہوا۔ فرمایا عارف کا ادنےٰ درجہ محبت میں یہ ہے کہ اُس میں صفاتِ حق جلوہ گر ہوں اور اعلےٰ درجہ یہ ہے کہ اگر اُسکے پاس کوئی دعوے کرکے آئے تو اُسکو قوتِ کرامت سے الزام دے۔ فرمایا عارف وہ ہے کہ ماسوا کو دل سے مٹا دے۔ فرمایا مسلمان کو گناہ اتنا ضرر نہیں کرتا جتنا مسلمان بھائی کا ذلیل وخوار رکھنا۔ فرمایا مخلوق سے بھاگنا۔ اور معرفت میں خاموش رہنا خداشناسی کی علامت ہے۔ اور عارف وہ ہے جو خاموش اور اندوہگیں رہے۔ فرمایا اہلِ محبت وہ گروہ ہیں جن میں اور حق تعالےٰ میں کوئی حجاب نہیں۔ فرمایا سر کی چار چیزیں جوہر ہیں اوّل درویشی میں اظہارِ تونگری۔ دوسرے بھوک میں اظہار سیری۔ تیسرے غم میں اظہارِ خوشی۔ چوتھے دشمن کے ساتھ اظہار دوستی۔ فرمایا میرے پیرِ ومرشد فرماتے تھے کہ مسلمان تین چیزوں کو دوست رکھے۔ اوّل درویشی۔ دوسرے بیماری۔ تیسرے موت۔ جو شخص ان کو دوست رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور فرشتے اُسکو دوست رکھتے ہیں، اور اُس کا بدلا بہشت ہے۔ فرمایا درویش وہ ہے کہ جب کوئی حاجتمند اُسکے پاس آئے تو محروم نہ جائے۔ فرمایا عارف وہ ہے کہ کونین سے دل برداشتہ ہو اور متوکل وہ ہے کہ مخلوق کا بارِ رنج اُٹھائے کسی سے شکایت نہ کرے۔ فرمایا بدبختی کی یہ علامت ہے کہ گناہ کرے اور مقبولیت کی امید ہو۔ فرمایا عارف کی یہ علامتیں ہیں۔ موت کو دوست رکھنا۔ راحت کو چھوڑنا۔ ذکرِ الٰہی سے مانوس رہنا۔ فرمایا عارفین مثال آفتاب کے ہیں کہ تمام عالم پر سایہ فگن ہیں تمام عالم اُنکے نور سے روشن ہے۔ فرمایا بغیر نماز کے سالک منزلِ قرب کو نہیں پہنچتا۔ کیونکہ نماز مومن کی معراج ہے۔ فرمایا ایک مدت تک میں نے خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر جب میں حق سے واصل ہوا تو کعبہ میرا طواف کرنے لگا۔ فرمایا عارف اُسکو کہتے ہیں کہ اگر ہر روز لاکھ کرشمے اسرارِ تجلی کے اُس پر نازل ہوں تو کچھ بھی اظہار نہ کرے۔ فرمایا اہلِ محبّت کی توبہ تین قسم کی ہے، اوّل ندامت۔ دوسرے ترکِ معاملت تیسرے بے لوث رہنا مطالب سے۔ فرمایا جب ہم سانپ کی طرح کینچلی سے باہر نکلے تو عشق و عاشق ومعشوق کو ایک ہی دیکھا۔ فرمایا محبت میں صادق وہ ہے کہ جب کوئی بلا اُسکو پہنچے تو رغبت وخواہش سے قبول کرے۔ فرمایا ایک بزرگ ایک قبر کے سرہانے بیٹھے تھے اور اُس میت پر عذاب ہو رہا تھا

وہ بزرگ یہ حال مشاہدہ کرکے ایک نعرہ مار کر جاں بحق تسلیم ہوئے۔ اور ایک ساعت کے بعد پانی ہوکر بہہ گئے۔ اے غافلو اگر مردوں کے حال سے واقفیت ہو اور اُن کے عذاب کی کیفیت دیکھو تو ہیبت کے مارے نمک کی طرح پگھل کر بہ جاؤ۔ آپ کے ملفوظات بہت ہیں۔ مشتے نمونہ از خروارے یہاں نقل کیے گئے ✦

گُلِ چہارم

ذکرِ نسب شریف اور وجہ لقب چشتی و بیان تاہل اور حالات وفات میں

جاننا چاہیے کہ آپ ساداتِ عظام سے ہیں۔ چنانچہ آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین حسن بن مولانا غیاث الدین حسن بن سید احمد حسن سنجری بن حضرت سید حسین احمد بن حضرت نجم الدین طاہر بن سید خواجہ عبدالعزیز حسین بن سید محمد مہدی بن سید امام حسن عسکری بن سید امام نقی بن امام محمد تقی بن امام علی موسیٰ رضا بن امام موسیٰ کاظم رضا بن امام محمد جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین۔ ابن سید الشہدا حضرت امام حسین بن امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم اجمعین اس پاک نسب نامہ سے حضرت خواجہ کا عالی نسب اور عالی حسب ہونا بخوبی ظاہر ہے۔ پس آپ نجیب الطرفین و شریف الجانبین حسنی حسینی ہونے کا فخر رکھتے ہیں۔ اور شجرۂ بیعت حضرت کا اس طرح ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز مرید حضرت خواجہ عثمان ہرونی رض کے وہ مرید حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رض کے۔ وہ مرید حضرت خواجہ مودود چشتی رض کے، وہ مرید اپنے والد خواجہ یوسف چشتی رض کے وہ مرید اپنے ماموں حضرت خواجہ محمد چشتی رض کے وہ مرید اپنے باپ حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رض کے وہ مرید حضرت ابو اسحٰق شامی رض کے، وہ مرید حضرت شیخ ممشاد علو دینوری رض کے وہ مرید حضرت ہبیرۃ البصری رض کے وہ مرید حضرت حذیفۃ المرعشی رض کے وہ مرید حضرت ابراہیم ادھم رض کے وہ مرید حضرت فضیل بن عیاض رض کے وہ مرید حضرت عبدالواحد بن زید رض کے وہ مرید حضرت حسن بصری رض کے وہ مرید حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ کے۔

اس مبارک شجرہ کا چشتیہ نام ہے۔ چشت ایک شہر کا نام ہے جو ہرات کے قریب ہے۔ اس زمانہ میں اُس کو

شاملان کہتے ہیں۔ چونکہ اس خاندان کے چند بزرگوار وہاں سکونت فرما رہے اور وہیں مدفون ہوئے
اسی وجہ سے اس سلسلہ کا نام چشتیہ مشہور ہوا جب سلطان معز الدین کا اجمیر پر تسلط ہوا اور راجہ اس کے
ہاتھ میں اسیر ہو کر مارا گیا تو اس نے اپنی طرف سے سید وجیہ الدین اور میر سید حسین کو جو بڑے سادات
عالی نسب و شریف خاندان سے تھے تاراگڑھ و اجمیر کی حکومت پر مامور کیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد
حضرت خواجہ غریب نواز نے خواب دیکھا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے
معین الدین تم بجا آوری احکام شریعت میں بخوبی کوشش کر چکے پھر کیوں اب تک طریقہ سنت
اور عقد شریعت کو اختیار نہ کیا۔ چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب نے
بعد معائنہ اس واقعہ کے دو عقد کیے۔ ایک سید وجیہ الدین مشہدی عم میر سید حسین حکمران اجمیر کی دختر
بی بی عصمت سے جس کی نسبت یوں مذکور ہے کہ جب حضرت خواجہ کا عزم ادائے سنت صلعم مصمم ہوا تو سید وجیہ الدین نے
عالم خواب میں حضرت امام جعفر صادق کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ بی بی عصمت اپنی دختر کا نکاح خواجہ
صاحب سے کر دے۔ ان بزرگ نے صبح کو یہ واقعہ حضرت خواجہ سے بیان کیا۔ آپ نے قبول فرمایا
دوسرا نکاح آپ کا بی بی امۃ اللہ سے ہوا جس کی نسبت یہ بیان ہے کہ ایک راجہ کی بیٹی تھیں
جن کو ملک خطاب حاکم قلعہ بٹلی بوقت تسخیر اس ملک کے غنیمت میں لا یا تھا چونکہ ملک خطاب حضرت
کا مرید تھا اس واسطے ان کو حضرت کی نذر کیا۔ آپ نے قبول فرما کر آپ کا نام امۃ اللہ رکھا۔ ان
دونوں ازواج مطہرات سے ایک صاحبزادی اور تین فرزند پیدا ہوئے۔ حضرت شیخ ابو سعید
حضرت شیخ فخر الدین حضرت شیخ حسام الدین بی بی جمال۔ حضرت محمد گیسو دراز فرماتے ہیں کہ حضرت
ابو سعید بی بی عصمت سے اور باقی بی بی امۃ اللہ سے ہوئے۔ واللہ اعلم۔

تزویج کا حال

بعض عوام کا قول بابت عدم تزویج و بے اولادی حضرت خواجہ غلط اور بے سند ہے۔ بعد
تزویج و تاہل کے سات یا سترہ برس بعد حضرت خواجہ نے داعی اجل کو لبیک کہی۔ وفات سے چند
روز پیشتر حضرت نے اپنے وصل کی خبر سنائی اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی کو خلیفہ
کر کے عمامۂ خاص زیب سر کیا اور قطب جہاں کا خطاب عطا فرما کر دہلی کو رخصت کیا۔ باتفاق اہل تواریخ

حال وفات

ہا وفات ششم رجب ۶۳۳ ہجری میں روز دوشنبہ کو ہوئی۔ منقول ہے کہ اُس تاریخ کی شب کو حضرت نے بعد نمازِ عشا دروازہ حجرۂ خاص کا بند فرما کر خدام کو اندر آنے سے منع فرمایا۔ خدام تمام رات درِ حجرہ پر حاضر رہے اور صدائے وجد سُنتے رہے جانا کہ حضرت کو حالت وجد طاری ہے۔ آخر شب میں وہ آواز موقوف ہوئی جب نمازِ فجر کے وقت بھی دروازہ نہ کھولا تو خدام نے دستک دی کچھ آواز نہ آئی ناچار دروازہ توڑ کر کھولا او دیکھا کہ آپ رحمتِ حق سے واصل ہوئے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ بعد انتقال حضرت کی جبینِ مبارک پر یہ عبارت خطِ نور سے لکھی تھی حَبِیْبُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہ۔ یعنی خدا کا دوست خدا کی محبت میں مرگیا جب جسدِ مقدس قبر میں اُتارا گیا تو نورِ پیشانی آفتاب کی طرح چمکتا تھا جس سے تمام زمین و آسمان اور در و دیوار منور تھے۔ مذکور ہے کہ شبِ وصال حضرت خواجہ میں چند اولیاء اللہ نے حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے تھے کہ ہم معین الدین کے استقبال کو آئے ہیں کہ وہ خدائے تعالیٰ کا دوست ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مزارِ روضۂ مقدسہ اجمیر میں زیارتگاہ خاص و عام ہے۔ اوّل اسکی عمارت خواجہ حسین ناگوری نے تعمیر کرائی پھر اور اہلِ حاجات اور شاہانِ وقت نے دروازۂ خانقاہ وغیرہ بنوایا۔

گُلِ پنجم
در بیانِ وظائفِ بزرگانِ چشت

ہنے اپنے خلیفۂ خاص حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ کو وظائف تعلیم فرما کر فرمایا جو مجھے مشائخین طریقت سے پہنچے ہیں اُنپر قائم ہوں، تم بھی ان پر قائم رہنا۔ وہ وظائف تیمناً یہاں لکھے جاتے ہیں۔ فرمایا کہ جب سو کر اٹھو تو اوّل بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۲۱ پڑھو پھر وضو کر کے دوگانہ نماز ادا کرو۔ پھر مصلے پر بیٹھے ہوئے روبقبلہ سورۂ بقر کی چند آیتیں اور سورۂ انعام کی ستر آیتیں اور کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۱۰۰ مرتبہ پڑھو اس کے بعد سنت فجر کی اوّل رکعت میں الحمد کے بعد الم نشرح اور دوسری میں الم ترکیف پڑھو پھر کلمہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ

سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ درمیان
سنت اور فرض کے سو بار پڑھو۔ پھر فریضہ فجر ادا کر کے روبقبلہ بیٹھے ہوئے کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ
لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا
ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ دس بار پڑھو۔ پھر تین بار
یہ کلمہ پڑھنا چاہیے۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اسکے بعد تین بار یہ درود پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَا اخْتَلَفَ
الْمَلَوَانِ وَتَعَاقَبَ الْعَصْرَانِ وَتَکَرَّرَ الْجَدِیْدَانِ وَاسْتَصْحَبَ الْفَرْقَدَانِ وَ
الْقَمَرَانِ بَلِّغْ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ مِّنِّی التَّحِیَّۃَ وَالسَّلَامَ اور یَا عَزِیْزُ یَا غَفُوْرُ تین بار
کہہ کر سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ
الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ تین بار کہے پھر اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ تین بار
اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ
اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ غَفَّارُ الذُّنُوْبِ سَتَّارُ الْعُیُوْبِ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ کَشَّافُ
الْکُرُوْبِ مُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ پڑھے پھر تین بار یہ پڑھے: یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ
یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا دَیَّانُ یَا سُبْحَانُ یَا سُلْطَانُ یَا غُفْرَانُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۵ پھر تین بار پڑھے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ
الْعَظِیْمِ یَا قَدِیْمُ یَا دَائِمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یَا حَلِیْمُ یَا عَظِیْمُ یَا عَلِیُّ
یَا نُوْرُ یَا فَرْدُ یَا وِتْرُ یَا بَاقِیْ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا حَیُّ اقْضِ حَاجَتِیْ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۵ پھر اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام پڑھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ننانوے نام پڑھے وہ یہ ہیں: مُحَمَّدٌ، اَحْمَدُ، حَامِدٌ، مَحْمُوْدٌ، قَاسِمٌ، عَاقِبٌ، خَاتَمٌ
حَاشِرٌ، مَاحِیٌ، دَاعٍ، سِرَاجٌ، مُنِیْرٌ، بَشِیْرٌ، نَذِیْرٌ، ھَادٍ، مَھْدِیٌّ، رَسُوْلٌ
نَبِیٌّ، طٰہٰ، یٰسٓ، مُزَّمِّلٌ، مُدَّثِّرٌ، شَفِیْعٌ، خَلِیْلٌ، کَلِیْمٌ، حَبِیْبٌ